ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۶-۱۰

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی
پاکستان

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145
شعبہ ناظرہ: 200
درسِ نظامی: 105
شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ
شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ
شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ
باورچی: 2
خادم: 4
چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION
HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

f @markazuloloom
waseem ziyai
www.waseemziyai.com

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

MARKAZ-UL-ULOOM
ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

تفسیر الحسنات

جلد دوم

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۶ــــ۱۰

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تفسیر الحسنات کے جملہ حقوقِ اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

نام کتاب	تفسیر الحسنات (جلد دوم)
مفسر	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
ایڈیشن	بار دہم
تاریخ اشاعت	دسمبر 2017ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	QT22

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37247350-37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 32630411-32212011-021۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail: info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، والدین و عزیز و اقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ دعا گو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم

الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی

www.waseemziyai.com

فہرست مضامین

تفسیر الحسنات بآیات بینات

تفسیر قرآن سنٹرل جیل لاہور میں

پارہ ششم

با محاورہ ترجمہ انیسواں رکوع سورۃ النساء 47

حل لغات انیسواں رکوع سورۃ النساء 47

مختصر تفسیر انیسواں رکوع سورۃ النساء 48

شان نزول 49

با محاورہ ترجمہ بیسواں رکوع سورۃ النساء 50

حل لغات بیسواں رکوع سورۃ النساء 51

مختصر تفسیر بیسواں رکوع سورۃ النساء 53

شان نزول 54

نحن اقرب الیه من حبل الورید پر بحث 54

حضرت مریم پر بہتان عظیم لگایا گیا اور اس کا رد 55

رفع الی السماء کی روح المعانی سے مفصل بحث 56

مبحث الرفع 58

تفسیر فتح البیان سے تشریح 60

لغت سے رفع کی تشریح 61

تفسیر کبیر، معالم جلالین، سواطع الالہام روح المعانی، جامع البیان۔ ابن کثیر و تفسیر مدارک 62

مفردات راغب 63

معالم سے تصریح 64

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول 65

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ 65

سورۃ آل عمران جلد دوم 65

مزید وضاحت 65

تحقیق توفی 66

وفا کے معنی مصدری 67

توفی کی مفصل بحث 67

توفی کی بحث آیات سے 68

متعدد اقوال 70

اہل کتاب سے راسخ فی العلم 71

با محاورہ ترجمہ رکوع اکیسواں سور نساء 72

حل لغات رکوع اکیسواں سورۃ نساء 73

مختصر تفسیر رکوع اکیسواں سورۃ النساء 75

شان نزول 75

تعریف وحی 76

اقسام وحی 76

خصوصیات حضرت نوح علیہ السلام 78

صفا مروہ آپ کی یادگاریں ہیں آپ کے دم سے مکہ آباد ہوا 78

زبور میں ایک سو پچاس آیتیں تھیں 79

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ زبور حمد وثناو مجد کا بیان تھا 79

انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں حضور علیہ السلام سے سوال 79

حضور علیہ السلام کو بے مثل فضیلت عطا کی گئی 80

کعب احبار سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد کی روایت 80

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

کلام موسیٰ علیہ السلام اور کلام مصطفیٰ ﷺ کا فرق	80	جناب کے ہاتھ انگلیاں پشت معجزات ہیں	91
رسولوں کا شریعت لانا	81	کلالہ کے متعلق قانون	91
معرفت الٰہی اور بیان شرع زبان انبیاء علیہم السلام		شان نزول	92
سے ہی حاصل ہوتی ہے	81	تعریف کلالہ	92
شان نزول	81	کلالہ کی تین صورتیں	93
قرآن کریم اس علم خاص سے اتارا جسے سوا واجب		قرآن میں دو جگہ ذکر ہے	93
تعالیٰ کے کوئی نہ جانتا تھا	82	ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت	93
توجیہات	82	آب وضو میں شفا ہے اس کا استعمال سنت نبوی ہے	93
توجیہات اقوال حسنات	83	بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ مائدہ	93
شان نزول	84	حل لغات رکوع اول سورۃ مائدہ	95
رُوْحٌ مِّنْهُ کی تشریح آیات قرآنی سے	85	مختصر تفسیر رکوع اول سورۂ مائدہ	97
نصرانی کا لاجواب ہونا	85	عقد کی تشریح اور مختلف اقوال	97
واقدی کو انعام ملنا	85	حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا	
روح کے معانی میں چند اقوال	85	ارشاد	98
تثلیث سے باز رہو تمہارے لئے بہتر ہے۔	86	بہیمہ کی تعریف	98
بامحاورہ ترجمہ بائیسواں رکوع سورۃ النساء	86	حالت احرام میں شکار جائز نہیں مگر دریائی	99
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت		اللہ کے شعائر جو خاص طور پر فرمائے گئے	99
حل لغات بائیسواں رکوع	87	ہدی کی تعریف	100
مختصر تفسیر بائیسواں رکوع	89	احرام سے نکلنے کے بعد کے احکام	100
شان نزول	89	شان نزول	100
وفد نجران	89	شریح بن ہند کا مدینے آنے کا مفصل واقعہ	100
ملائکہ کی فضیلت انسانوں پر لازم نہیں آتی	89	براور اثم کی تعریف	101
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت	90	حرام چیزوں کا حکم	101
استنکاف کی تشریح	90	مسئلہ:۔ ذبح کی رگیں چار ہیں	103
برہان سے مراد حجۃ قاطعہ ہے معجزات نہیں	90	جن جانوروں کو بتوں کے تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو	103
اقوال حسنات	90	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول	103
برہان حجت الہیہ سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ ہیں	91	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا عمل	104

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی تشریح	104
سورۂ مائدہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جمعہ کے روز بعد عصر نازل ہوئی	104
اس کے بعد 81 دن حضور ﷺ اس جہان میں تشریف فرما رہے	104
یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روپڑے	104
مختلف اقوال	105
شان نزول	105
عید میلاد النبی۔ یوم ولادت منانا مستحب ہے	105
محرمات کا اجمالاً بیان	106
تصویر اور کتے کا بیان	106
ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	106
مفسرین کی حلال حرام تصریح	107
شان نزول	107
کتے اور باز کے ذریعے شکار کا حکم	107
اشیاء طیبہ کا ذکر	107
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صابی کی دو قسم ہیں	108
مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو	109
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ مائدہ	110
حل لغات رکوع دوم سورۃ مائدہ	111
مختصر تفسیر رکوع دوم سورۂ مائدہ	112
وضو کے احکام	112
روح المعانی کی روایت	112
ابتدائے اسلام میں ہر نماز کے لئے جدا وضو کرنا فرض تھا	112
تحقیق انیق	113
تعریف وحدود چہرہ	113
ہاتھ کہنیوں تک	113
مسح سر	113
غسل رجلین الی الکعبین	114
مفصل بحث	114
روح المعانی کی بحث	114
ائمہ کرام رحمہم اللہ کے ارشادات	115
حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث قریباً ساٹھ سندوں سے مروی ہے۔	115
غسل کے احکام	115
تیمم کے احکام	115
اصطلاحات فقہی	116
میثاق کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	117
عدل ہر چیز سے زیادہ تقویٰ کے قریب ہے	118
شان نزول	118
بنی سلیم نے حضور ﷺ سے خون بہا طلب کیا	119
یہودیوں کے منصوبے	119
غورث بن حارث کا حضور علیہ السلام کے خلاف منصوبہ	119
عسفان میں مشرکین کا حضور علیہ السلام کے خلاف منصوبہ	119
صلوٰۃ خوف کا طریقہ تعلیم فرمایا	119
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ مائدہ	120
حل لغات رکوع سوم سورۃ مائدہ	121
مختصر تفسیر رکوع سوم سورۂ مائدہ	124

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کا حکم 124
بنی اسرائیل کا مصر میں قیام، اریحا کی طرف جانے
کا حکم۔ 124
بارہ سرداروں کا انتخاب کر کے حضرت موسیٰ علیہ
السلام قبائل بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے 125
کنعانی بہت قد آور شہ زور۔ مالدار، ذی ہیبت و
شوکت ہیں 125
دونقیب اپنے عہد پر رہے۔ 125
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر صوفیاء کرام
کے نظریات کے تحت تحریر فرماتے ہیں 125
فتوحات میں ہے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ میں سے
نقباء ہیں وہ بارہ ہوتے ہیں 126
ہر نقیب ایک برج کے خواص کا عالم ہوتا ہے ان نقباء
کے ہاتھ شرائع منزلہ اور خرابہائے نفوس اور تکلیفات
ومکروہات وغیرہ ان پر منکشف ہوتے ہیں شیخ اکبر
رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بہت سی قسمیں گنی ہیں 126
سلف نے ان میں سے اکثر ناموں کا انکار کیا ہے۔
فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ وہ نام جو
زبان زدعوام ہیں غوث ہیں مکہ میں ہوتے ہیں
اقول وباللہ التوفیق 126
ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کا جواب 127
قرآن کریم سے دلائل 127
احادیث سے دلائل 127
درجات پر مفصل بحث 127
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تاویلی تفسیر فرماتے ہیں 127
تفسیر معالم وخازن سے تفسیر 128
عہد شکنی 128
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکندر رومی کے تین سو
سال بعد بیت اللحم میں پیدا ہوئے 129
اے اہل کتاب بیشک تمہارے پاس آ گئے رسول
اللہ ﷺ کی طرف سے نور اور روشن کتاب
ہدایت دیتا ہے۔ 129
شان نزول 130
ابن صوریا کا واقعہ 130
نور کی تعریف 130
یعقوبیہ ملکانیہ کا مذہب 131
ایک نکتہ 131
دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت 132
رسولوں علیہم السلام کا آنا مدتوں بند رہا 133
شان نزول 133
تحقیق لفظ فتنہ فترہ کتاب پر 133
مقدار زمانہ فترت مابین عیسیٰ وسید الانام علیہم السلام
حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے مابین مدت
فترت 134
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۂ مائدہ 134
حل لغات رکوع چہارم سورۃ مائدہ 135
مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۂ مائدہ 137
پہلی نعمت نبوت ہے 137
محافل میلا درحمت وبرکات ہیں 137
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت جس زمین پر
انبیاء کی سکونت ہو وہ زمین شرف حاصل کر لیتی
ہے۔ 138
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر سے تمام زمین جو

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نظر میں آئی مقدس ہوگئی۔ وہی زمین آپ کی ذریت کی میراث بن جائے گی۔ 138

کالب بن یوحنا اور یوشع بن نون رحمہم اللہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ 138

دس بدعہد نقیب مقام تیہ میں بڑی آفتوں میں مبتلا ہوکر مرے 139

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ رب العزت میں دعا 139

ارض مقدس شام ومصر کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے جسے تیہ کہتے ہیں 139

بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کیا چالیس برس تک بھٹکتے پھرے۔ تمام دن خاک پھانکتے اور شام کو وہاں ہی پاتے 139

حضرت یوشع علیہ السلام کی عمر ایک سو چھبیس سال ہوئی اور افرائیم میں پہاڑ میں دفن ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ستائیس سال زندہ رہے 140

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ مائدہ 140

حل لغات رکوع پنجم سورۃ مائدہ 141

مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ مائدہ 143

ہابیل وقابیل کا واقعہ 143

شریعت آدم میں جو قربانی قبول ہوتی تھی 144

حضرت آدم علیہ السلام کا مکہ معظمہ کا سفر 144

قابیل کو قتل کرنے کی ترکیب نہیں آتی تھی شیطان نے جانور کی شکل اختیار کی اور قتل کی ترکیب بتائی

ہابیل کی عمر پچیس سال تھی 145

قتل کا واقعہ بعض کہتے ہیں کہ بصرہ میں ہوا اور بعض کا قول ہے کہ غار حرام کے پشت پر ہوا 145

ہابیل سے پہلے کوئی انسان قتل نہ ہوا 145

کوے سے دفن کا طریقہ حاصل کیا 145

حضرت آدم علیہ السلام قتل ہابیل کے بعد سو سال تک ہنسے نہیں 145

قتل ہابیل کے پچاس سال بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے 145

آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئی 145

خون ناحق کرنا فساد فی الارض ہے 146

جو ناحق مارے یا قتل کرے وہ ان ظالموں میں سے ہے جو دنیا کو ہلاک کرنے کی ٹھان چکا ہو 146

بنی اسرائیل کو قتل ناحق سے منع کیا گیا 146

رسلنا سے مراد انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل ہیں 146

بنی اسرائیل میں جو انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے وہ معجزات باہرہ لائے 146

شان نزول 147

مال کی واپسی اور قتل کا قصاص حق العباد سے ہے 147

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۂ مائدہ 148

حل لغات رکوع ششم سورۃ مائدہ 149

مختصر تفسیر رکوع ششم سورۂ مائدہ 151

تحقیق وسیلہ 152

وسیلہ کی تعریف 152

وسیلہ احادیث کی روشنی میں 152

مفصل بحث 152

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان قابل غور ہے 154

بیان حکم سرقہ 156

شان نزول 156

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مزید توضیح 157
سرقہ کی تعریف 157
اس حکم کے مجاز کون ہوسکتے ہیں 157
مذہب حنفی میں ہے 158
توضیح 159
شان نزول 159
ابن سوریا 160
رجم کے احکام 160
روح المعانی نے مذکور کیا 161
رشوت کی مذمت 161
سحت کی بحث 162
ذمی لوگوں پر اسلام کے احکام نافذ کئے گئے 163
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۂ مائدہ 164
حل لغات رکوع ہفتم سورۃ مائدہ 165
مختصر تفسیر رکوع ہفتم سورۂ مائدہ 167
توریت کی صفت 168
شان نزول 169
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث 169
عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں ایک مقدمہ میں یہ حدیث سنائی گئی 169
جس کی جتنی دیت معاف کی اسی قدر اس کے گناہ معاف ہوں گے 170
احکام توریت کے بعد انجیل کے احکام کا ذکر شروع ہوا 170
نور سے مراد اعمال صالحہ ہیں 170
قرآن کریم نے انجیل کی تصدیق فرمادی 171
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت میں فرماتے ہیں 171
شریعت کی تعریف 172
ان آیات کے خطابات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں 173
شان نزول 173
قبیلہ بنی نضیر اور بنی قریظہ دونوں یہودیوں کے قبیلے تھے 173
بارگاہ رسالت ﷺ میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کے قتل کا مقدمہ پیش ہوا 174
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۂ مائدہ 174
حل لغات رکوع ہشتم سورہ مائدہ 175
مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورۂ مائدہ 176
شان نزول 177
بحث لفظ ولی 177
ایک سبق آموز حکایت 179
ناظم الدین حکومت اور مسلمانوں کا مطالبہ 180
شان نزول 180
منافقین کی حالت 180
اسود عنسی کی ہلاکت 181
گیارہ فرقے آج تک گمراہ ہوئے 181
مسیلمہ کذاب بن حبیب نے دعوی نبوت کیا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنا نامہ بھیجا 181
حضور علیہ السلام نے مسیلمہ کذاب کے نامہ کا جواب ارسال کیا 181
نامہ عالی 181
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ بھیجا۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مقاتلہ ہوا۔ 182
سات مرتدین عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئے 182
عہد صدیقی میں یہ سب مرتدین ختم ہو گئے ایک فرقہ عہد عمر میں مرتد ہوا 182
طمانچہ مارنے کا واقعہ 182
نادم ہوا اور چند اشعار کہے 183
مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کی بعض روایات 183
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین 183
مفسرین کے چار قول 184
شان نزول 184
ارشاد نبوی یمن کی طرف سے خدا پرستی کی خوشبو آرہی ہے 184
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت قرآن سے 184
سائل کو انگوٹھی عطا کر دی 185
حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے برجستہ اشعار 185
ولی کی تعریف میں آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں 185
بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۂ مائدہ 186
حل لغات رکوع نہم سورۃ مائدہ 187
مختصر تفسیر رکوع نہم سورۂ مائدہ 189
شان نزول 190
ایک نصرانی کا عبرتناک انجام 190
اذان نص قرآنی سے ثابت ہے 191
شان نزول 191
ابو یاسر بن 192
رافع بن ابی رافع وغیرہ کا بارگاہ رسالت ﷺ میں سوال 192
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں حضور علیہ السلام کی مخالفت 192
اثم سے مراد حرام جھوٹ ہے۔
عدوان سے مراد ظلم ہے 193
یہود کا گناہ یہ تھا کہ وہ توریت کے مضامین کو چھپاتے تھے 193
دونوں حدیثوں کا خلاصہ 193
یہود خوشحال تھے حضور علیہ السلام کی مخالفت سے تنگدست ہو گئے 194
غلت ایدیہم کی تفسیر 194
عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان 195
بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۂ مائدہ 196
حل لغات رکوع دہم سورۃ مائدہ 197
مختصر تفسیر رکوع دہم سورۂ مائدہ 200
اللہ عزوجل کا خاص احسان اور عطائے غیبی 200
وحی کی تین قسم ہیں 200
حجۃ الوداع سے قبل اس آیت کا نزول ہوا 201
حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آسمان سے وہ کونسی آیت آپ پر سخت تھی حضور نے فرمایا ایام حج منی میں تھا 201
واللہ یعصمک من الناس کا شان نزول 202
مفسرین کی تصریح کے بعد صوفیائے کرام کی رائے 202
فَاَوْحٰی اِلٰی عبدہ مَا اَوحی کے متعلق فرمایا 203
حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے دو برتن حضور علیہ السلام سے حفظ کئے 203
بلعوم سے گردن مراد ہے 203

www.waseemziyai.com

ترجمہ	203
حضور علیہ السلام نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے	204
صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا ان سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے فرمایا قرآن کریم	204
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی نے فرمایا اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن سے پتہ لگا سکتا ہوں	204
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر	204
تمام علوم قرآن میں موجود ہیں	204
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ	204
یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر	205
وہ حدیثیں جن میں امرائے جور کے احوال بیان کیے گئے	205
حضرت ابوہریرہ رضی الہ عنہ نے ساٹھویں سال لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگی	205
سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا یہ کہتے سنا کہ جو گمان کرے کہ حقیقت مخالفت شریعت ہے یا شریعت مخالف حقیقت ہے وہ بالکل جاہل ہے	205
حضرات شیعہ کی طرف سے بلغ ما انزل الیک کی تفسیر اور اس کا جواب	206
خم غدیر والی حدیث اور خلافت امیر علی کرم اللہ وجہہ	206
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں اہل سنت کا مسلک واضح کرتے ہیں	206
حضرت اسمٰعیل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظم	207
حضرات شیعہ کے استدلال کی تردید	207
زینب بنت کعب اپنے شوہر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں	207
زید بن ارقم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں	208
حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں قیام کیا اور خطبہ دیا	208
خطبہ	208
ابوجعفر بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث غدیر پر اپنی توجہ دی	208
حافظ کبیر ابوالقاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس خطبہ کے متعلق بہت سی احادیث جمع کی ہیں	209
اس حدیث پر مفصل بحث	209
ابونعیم حضرت حسن مثنی سبط النبی رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں	210
حضرات شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے دلائل	211
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری فیصلہ	211
قرآن کریم میں لفظ مولیٰ تقریباً چھ مقامات پر استعمال ہوا ہے	212
مولاہ قرآن کریم میں ۲ جگہ آیا ہے	212
مولانا ۲ جگہ آیا ہے	212
مولاہم ۲ جگہ آیا	212
مولیہا ایک جگہ آیا	212
مولاکم پانچ جگہ آیا	212
موالیکم صرف ایک جگہ آیا	212
موالی ۲ جگہ آیا	213
ولیکم تمام قرآن کریم میں ایک جگہ آیا	213
ولینا دو جگہ ہے	213
ولی دو جگہ آیا	213
ولیہم دو جگہ ہے	213

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ولیہا ایک جگہ 213

ولیہ ایک جگہ 213

ولیاً بارہ جگہ آیا ہے 213

اولیاء ۴۳ جگہ 215

اولیاءکم ایک جگہ آیا 216

اولیاءہم ایک جگہ آیا ہے 216

کل ۹۶ مقام پر ہے اس کے معانی پر مفصل بحث 217

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت چوتھے درجہ میں اس لئے ہوئی کہ آپ تمام ولایت علی منہاج النبوت کے خاتم تھے 217

شان نزول 218

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی 219

حضرت شیث علیہ السلام پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے 219

ارض مصر میں تشریف لائے 219

اخنوخ کو ادریس علیہ السلام کہا جاتا ہے 219

آپ پر تین صحیفے نازل ہوئے اس پر مختلف اقوال ہیں 219

اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام ہے 220

رسل سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں 220

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ۲ ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ 220

بخت نصر بابلی کے قہر سے نجات 221

نصاریٰ کے بہت سے فرقے ہیں 221

ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ وہ فرقے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مریم نے اللہ کو جنا۔ معاذ اللہ 221

نصاریٰ کے اقوال کی تفصیل 221

اور ان کا ابطال 221

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا 221

جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے 222

یہ عقیدہ اور نسطوریہ کا ہے

نصاریٰ کے عقیدہ میں باپ بیٹا اور روح القدس 222

اس عقیدہ کا رد

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۂ مائدہ 223

حل لغات گیارہواں رکوع سورۃ مائدہ 224

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع سورۂ مائدہ 225

حضرت داؤد علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے 226

کعب بن اشرف اور ابوسفیان کی مکہ میں سازش 227

کفار کے ساتھ موالات و محبت کی حرمت بیان کی گئی

فاسق کی تعریف 227

ہجرت حبشہ کا بیان

شان نزول 228

ان گیارہ مردوں اور چار عورتوں کے اسماء یہ ہیں 228

یہ حضرات علیہم رضوان نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب المرجب میں بحری سفر سے حبشہ پہنچے۔ 228

کفار کا وفد تحفہ تحائف لے کر حبشہ نجاشی کے پاس روانہ ہو 228

مفصل واقعہ 228

قس اور قسیس عیسائی امرا میں عالم عبادت گزار کو کہتے ہیں 229

راہب اور رہب کی مفصل بحث 229

بحمدہ تعالیٰ عزوجل چھٹا پارہ کی فہرست ختم ہوئی 230

شروع فہرست ساتواں پارہ 231

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ مائدہ	231
حل لغات گیارہواں رکوع	231
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع پارہ سات سورۂ مائدہ	232
ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا ہے جو رقت قلب رکھتے ہیں اور قرآن پاک سن کر روتے ہیں	
سورۂ طٰہٰ کا رکوع تلاوت کیا تو نجاشی رضی اللہ عنہ اور مجمع سب رو پڑے یہ اجتماع ستر آدمیوں پر تھا	232
ان آیات میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین سب کے لئے وعید جہنم ہے	233
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع ساتواں پارہ سورۂ مائدہ	233
حل لغات رکوع اول	233
مختصر تفسیر رکوع اول پارہ سات سورۂ مائدہ	235
حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کی ممانعت	235
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل روایت نقل کی	235
دس صحابہ علیہم رضوان کا اجتماع	235
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں ایک طویل روایت نقل فرماتے ہیں	235
اس کا ترجمہ	
دس صحابہ علیہم رضوان کا اجتماع حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہوا	236
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عبادات میں	237
نورکل حلال صدق مقال ہے	237
احکام قسم	238
علماء احناف رحمہم اللہ کا قول	238
شان نزول	238
قسم دو قسم کی ہیں یمین لغو اور یمین منعقدہ	238
کفارہ کا بیان	238
شان نزول	239
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ علیہم رضوان کا اجتماع دعوت طعام کے بعد شراب کا دور	239
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دعا سے شراب کی حرمت	239
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب سے بچو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے	240
شرابیوں کو جوتوں اور لاٹھیوں سے مارا جاتا تھا	240
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے کی سزا مقرر کی	240
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے سزا مقرر کی	
خمر کی تعریف	240
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض نے انصاب وازلام میں فرق کیا	240
رجس کے معنی	240
جبت کی تعریف	241
ایسے جرائم یاد الٰہی سے قطعاً غافل کرتے ہیں	241
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے	241
ارشاد نبوی ﷺ جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس صبح تک نماز قبول نہ فرمائے گا	241
جناح کی تعریف	242
تقویٰ سے مراد شراب جوئے سے بچنا	242
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ مائدہ پارہ سات	242

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع دوم پارہ سات سورۂ مائدہ 243
مختصر تفسیر رکوع دوم پارہ سات سورۂ مائدہ 245
شان نزول 245
۶ ھ میں پندرہ سو مسلمان عمرہ کے ارادہ سے حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور چند امتحانات میں مبتلا ہوگئے 245
مقام حدیبیہ میں کفار نے روک لیا ان کے خیموں میں پرند چرند گھس آئے۔ 245
احرام میں شکار کا حکم 245
صید کے معنی 245
محرم جو احرام میں ہو اسے خشکی کے کسی جانور کا شکار کرنا حرام ہے 246
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں چھ چیزوں کا ذکر آیا ہے 246
احرام میں شکار کرنے کی سزا جزیہ 246
شان نزول 246
حضرت ابو یسیر رضی اللہ عنہ نے بحالت احرام نیل گائے کا شکار کرلیا 246
مسئلہ: شکار کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو دے 247
حلال ہوا تمہارے لئے دریا کا شکار
اللہ نے بنایا کعبہ کو ادب کا گھر 248
کعبہ کی وجہ تسمیہ 248
ایک قول یہ ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس کی بلندی کی وجہ سے کہا گیا 248
کعبہ کو بیت الحرام اس لئے کہا گیا کہ دنیا میں اس کی عظمت ہے 248
حج وعمرہ والے وہاں مناسک ادا کرتے ہیں 248
اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت شدید العقاب ذکر فرمائی 248
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرام مال سے حج وجہاد میں خرچ کیا جائے تو مچھر کے پر کے برابر بھی ثواب نہ ملے گا 249
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم پارہ ۷ سورۂ مائدہ 249
حل لغات رکوع سوم 250
مختصر تفسیر رکوع سوم 252
شان نزول 253
بعض منافقین دل لگی اور مذاق کے طور پر غیر ضروری باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر پوچھتے تھے 253
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوئے عرض کی ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں 253
حج کی فرضیت کا حکم 253
ارباب اصول نے اصل اشیاء میں اباحت مانی اور سکوت عنہ کو مباح قرار دیا 254
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا سرخ قمیص دیکھ کر فرمایا زِيُّ اَهْلِ النَّارِ 254
مشرکین کا یہ دستور تھا کہ اپنے فرضی فریضہ گھڑ کر مویشیوں کو مست قرار دیتے تھے۔ جو اونٹنی پانچ بار بچے جن دیتی اس کا پانچواں بچہ نر ہوتا تو کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے 254
ساتواں بچہ نر ہوتا تو اسے ذبح کر کے صرف مرد ہی کھاتے تھے۔ عورتوں پر اس کا کھانا حرام ہوتا تھا۔ حام۔ دس بچے ہو جاتے تو اس کو بتوں کے نام چھوڑ دیتے سواری ممنوع قرار دیتے 255

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتداء اسلام تک چلی
آرہی تھیں ان کا رد فرمایا گیا 255
شان نزول 256
مسلمان کفار کی دولت کو اسلام سے محرومی پر افسوس
کرتے تھے۔ 256
شان نزول 257
تمیم بن اوس داری اور عدی بن زید جو عیسائی تھے
شام کو تجارت کے لئے گئے بدیل بن مریم سخت
بیمار ہوگئے سامان کی فہرست تیار کی چاندی کے
پیالہ کا واقعہ 257
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ بدیل کے
وارثوں کے حق میں کردیا 257
شہادت کے احکام 258
مسئلہ: قسم کے احکام 259
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم پارہ ۷ سورۂ مائدہ 259
حل لغات رکوع چہارم 261
مختصر تفسیر رکوع چہارم پارہ سات سورۂ مائدہ 262
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات 263
قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع
کرے گا 263
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انعامات کا ذکر 263
پالنے میں کلام کرنا
مہد کے معانی 264
حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل نزول
فرمائیں گے 262
کہولت پختہ عمر کو کہتے ہیں 264
آپ تینتیس سال کی عمر مبارک میں آسمان پر اٹھا
لئے گئے 264
آسمان سے زمین پر تشریف لاکر چالیس سال قیام
فرمائیں گے 264
کہولت پر مفصل بحث 264
طین خشک مٹی 265
مٹی کے پرندہ کا حقیقۃً پرندہ بن جانا 265
معجزہ کی تعریف 265
سولی دینے کی مفصل بحث 266
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح سلامت آسمان پر
اٹھانے کی بحث 266
دسترخوان کو مید بھی کہتے ہیں اور سفرہ بھی کہتے ہیں 266
مائدہ کی بحث 267
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب ہم
پر آسمان سے خوان اتار کہ ہمارے پہلوں اور
پچھلوں کی عید ہو جائے 267
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انعامات کا ذکر آسمان
سے خوان اتارا 267
عید کی تعریف 267
نعمت سے کفر پر عذاب کیا گیا 267
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے
اس نعمت سے کفر کیا انہیں بندر سور کی صورت میں
مسخ کردیا 268
نزول دسترخوان کا مفصل واقعہ 268
پہلے دن سات ہزار تین سو نے کھایا پھر خوان
غائب ہوگیا۔ 269
تمام بیمار تندرست ہوگئے فقراء غنی ہوگئے۔ 269
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ مائدہ پارہ ۷ 269

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع پنجم سورۂ مائدہ 270
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ مائدہ 271
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا 271
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جواب 271
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیبت الٰہی سے کانپ جائیں گے اور پانچ سو سال تک خاموش رہیں گے پھر یہ جواب عرض کریں گے 272
سُبْحَانَکَ مَایَکُوْنُ لِیْ
علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ سوال بروز قیامت ہوگا 272
روح المعانی میں ہے یہ سوال بروز قیامت کافروں کی توبیخ کے لئے ہوگا 272
ایک قول یہ ہے کہ یہ سوال دنیا میں ہی ہوا 272
اقول وباللہ التوفیق 273
تَوَفَّیْتَنِیْ پر بحث 273
تصریح مزید 274
یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ کذب بھی اگرچہ شے ہے اور عیوب بھی شے ہیں لیکن چونکہ ذات سبحانہ ہر قسم کے قبائح سے منزہ ہے اس لئے ہر قبیح اس کے لئے محال ہے 274
سورۂ مائدہ مکمل ہوئی سورۂ انعام شروع ہے 274
فقیر قادری ابوالحسنات قادری سنٹرل جیل لاہور ۱۶ نومبر 1953ء
سورۃ الانعام مکیہ ۶۵ آیات بیس رکوع تین ہزار ایک سو کلمات ہیں 275
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ انعام پارہ ۷ 275
حل لغات چھٹا رکوع سورۂ انعام 276
مختصر تفسیر چھٹا رکوع سورۂ انعام 277
شان نزول 278
پانچ سورتوں کے اول الحمدللہ ہے 278
کامل حمد وہ ہے جو حضور پر نور ﷺ نے کی 278
سماوات سے مراد آسمانوں کی تمام چیزیں نہیں 278
مختلف اشیاء کی ظلمت مختلف ہوتی ہے 278
نور کی ایک ہی قسم ہے 278
وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا 279
منکرین قیامت کی تردید کی ہے 279
خلق کے معنی ابتدائی پیدائش 279
تراب خشک مٹی کو کہتے ہیں 279
خلاصہ تفسیر نسفی ترجمہ 279
یعلم ماتکسبون سے مراد ولی بدنی اعمال کی سزا و جزا ہے 279
بعض عمل بظاہر تھوڑے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی جزا بہت زیادہ ہوتی ہے 279
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ میں حضور ﷺ کی حفاظت کرکے جنت حاصل کی 279
حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرا کر جنت میں معیت حاصل کر لی 279
کفار کی ہٹ دھرمی معجزات سے انکار قرآن کریم معجزہ ہے اس کے مقابلہ سے عاجز ہوگئے 280
قرن بعض کے نزدیک ساٹھ سال بعض کے نزدیک اسی سال اور قوی یہ ہے کہ سو سال کا ہوتا ہے 280
حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی کو بشارت دی 280
آسمان سے ہم نے ان پر پانی موسلا دھار اتارا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہاں سے مراد بارش ہے 281
قرطاس غیر عربی لفظ ہے 281
شان نزول تفسیر نسفی میں ہے 281
کافروں کے اعتراض اور ہٹ دھرمی 282
شان نزول 283
حرم کعبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام
علیہم رضوان تشریف فرماتے تھے 283
اس آیت کریمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی و
تسکین خاطر کی گئی کہ آپ ملول نہ ہوں۔ 283
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع پارہ ۷ سورۂ انعام 283
حل لغات ساتواں رکوع سورۂ انعام 284
حل لغات ساتواں رکوع سورۂ انعام 284
مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۂ انعام 286
سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے
والوں کا 286
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ خطاب سید
المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے 286
امم سابقہ کے حالات پیش کر کے قوم کو ڈرانے اور
نصیحت کرنے کے متعلق 286
سیروا۔ فانظروا میں فرق 287
بے شک ضرور جمع فرمائے گا تمہیں قیامت کے دن
اور تمہارے جمع کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں 287
لہٗ میں لام ملکیت ہے، ہ کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے 288
خالق کل مالک کل وہی ایک ذات ہے
لغت میں ولی کے بیشمار معنی ہیں یہاں ولی سے مراد
معبود ہے جس کی عبادت کی جائے 288
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 288

شان نزول 289
وہی زمین وآسمان بنانے والا ہے جو کتم عدم سے
اختراع فرما کر منصۂ شہود پر لایا 289
فاطر فطر سے ہے۔ 289
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فاطر کے
معنی میں روایت 289
ولی کے معانی پر ایک قول 289
یَمَسَّ۔ مس سے بنا اس کے معنی 290
خیر اللہ تعالیٰ کی رحمت 290
شان نزول 290
کفار مکہ کے اعتراضات رسالت پر 290
صاحب تفسیر نسفی فرماتے ہیں اطلاق اسم شے اللہ
تعالیٰ پر جائز ہے 291
استشہاد ہے اہل مکہ سے اور حضور ﷺ کی صحت
نبوت پر دلیل ہے 291
ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس
آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی
اللہ عنہ سے پوچھا 291
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
جب حضور علیہ السلام کو دیکھا تو یوں پہچان لیا جیسے
ہم اپنے بچوں کو پہچان لیتے ہیں بلکہ اس سے بھی 291
بہت زیادہ 291
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم پارہ ۷ سورۂ انعام
ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو گھڑے اللہ
تعالیٰ پر جھوٹ 291
جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے 291
شرکاء سے مراد بت یا پوپ پادری ہیں 295

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تحقیق لفظ ضل	296
اولاد یعقوب نے یعقوب علیہ السلام سے کہا۔	296
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا	296
علامہ آلوسی اور راغب اصفہانی رحمہم اللہ کی فعل کے متعلق تحقیق	297
شان نزول	298
ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں	298
وقر کے معنی	298
کفار کو جب جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا	299
کفار کا عقیدہ باطلہ کا سدہ	300
وہ منظر کس قدر ہولناک ہوگا	300
تحقیق لفظ عذاب از مفردات راغب	301
بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم پارہ ۷ سورۂ انعام	301
حل لغات رکوع نہم سورۂ انعام	302
مختصر تفسیر رکوع نہم سورۂ انعام	304
تحریف لفظ خسر از مفردات راغب	305
قرآن کریم میں جتنے خسرات مذکور ہیں وہ مقتضیات دنیویہ اور تجارات بشریہ کے متعلق نہیں ہیں	305
بغتۃ مصدر ہے بغت۔ بغتۃ کے لغوی معنی	305
ایک حدیث میں ہے کہ کافر اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کے سامنے قبیح صورت ہوگی	306
دوسری حدیث عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ نے نقل کی	306
اخنس بن شریق اور ابوجہل کی ملاقات حضور علیہ السلام کی تصدیق	306
حیات دنیا لہو ولعب ہے	307
اس کے عقب میں منفعت نہیں	307
ایک روایت ابوجہل کی نبوت کی تصدیق	307
قریش کا محضر نامہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں	308
کفار و مشرکین کو اسلام کے لئے پیدا ہی نہیں کیا	308
نفق زمین میں تہ خانہ کو کہتے ہیں	309
تحقیق موتی وموت از مفردات راغب	309
موت کے اقسام وانعام حیات پر ہی موقوف ہیں	309
کفار بولے کہ ان پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی	310
درختوں کی عبادت بحکم الٰہی	311
ہم نے کوئی بات نہ چھوڑی جو لوح محفوظ میں نہ ہو	311
بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم پارہ ۷ سورۂ انعام	312
حل لغات ترجمہ رکوع دہم سورۂ انعام	313
مختصر تفسیر رکوع دہم سورۂ انعام	315
پکڑا ہم نے سختی تکلیف سے قحط اور فاقہ کشی سے	316
رحمت پر حمد الٰہی کرنا لازم وواجب ہے ہم نے نہیں بھیجا رسولوں کو مگر خوش خبری سنانے والے	316
شان نزول	318
کفار حضور پرنور ﷺ سے سوال کرتے تھے	318
انتہاء علم غیب پر بحث	318
بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم پارہ ۷ سورۂ انعام	319
حل لغات رکوع یازدہم سورۂ انعام	319
مختصر تفسیر رکوع یازدہم سورۂ انعام	320
شان نزول	320
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ جناب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں واقعہ یوں ہے	320
مشرکین نے بارگاہ رسالت ﷺ پناہ میں عرض کی	322
تصریح لغت ظالمین	323

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوازدہم پارہ ۷ سورۃ انعام 324
حل لغات رکوع دوازدوہم سورۃ انعام 325
مختصر تفسیر رکوع دوازدہم سورۃ انعام 326
تعریف لفظ ندعو دعا کے حسرت کے معنی میں بھی آتا ہے مفردات راغب 326
مقصد کی ترغیب کے لئے 327
شان نزول 327
کفار کو دعوت اسلام دی تو ان کے بعض سرداروں نے مذاق میں کہا 327
خلاصہ مفہوم آیت 328
بعث بعد الممات مرنے کے بعد زندہ ہونے کی دلیل ہے 329
بعد موت تمام تصرفات اسی طرح عطا فرمانے پر قادر ہے۔ 329
ارباب کلام کی تصریح 329
بامحاورہ ترجمہ رکوع سیزدہم پارہ ۷ سورۃ انعام 329
حل لغات رکوع سیزدہم سورۃ انعام 331
مختصر تفسیر رکوع سیزدہم سورۃ انعام 332
خلاصہ تفسیر رکوع سیزدہم سورۃ انعام 333
کراماً کاتبین 333
تفسیر نسفی میں ہے 333
فرمائیے کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے ظلمات برو بحر سے 334
حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اوپر نیچے کے عذاب سے بچاؤ کی 334
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 335
مسجد بنی معاویہ میں دوگانہ ادا فرمایا پھر طویل دعا کی فرمایا میں نے اپنے رب سے تین سوال کئے دو منظور ہوئے ایک سوال سے روک دیا 335
جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جائے وہاں مسلمان کو بیٹھنا جائز نہیں 336
احقاق حق کے لئے کسی مخالف مجلس میں جانا ممنوع نہیں 336
شان نزول 336
صرف اسلام ہی وہ دین حق ہے جس کی عید بھی نماز اور قربانی اور خیرات وصدقات سے منائی جاتی ہے 336
غرر کے معنی دھوکہ فریب ہیں 336
قرآن کریم سنا کر وعظ و پند کرو 336
بامحاورہ ترجمہ رکوع چاردہم پارہ ۷ سورۃ انعام 337
حل لغات رکوع چاردہم سورۃ انعام 339
مختصر تفسیر رکوع چاردہم سورۃ انعام 341
شان نزول 342
شیطان انسان کو اس کے صداقت کے محور سے گرا دیتا ہے 342
خلاصہ مفہوم یہ ہے یہی حال اس شخص کا ہے 343
تحقیق اسم آزر تفسیر کبیر سے 343
آزر پر اختلافی پانچ اقوال 344
محققین کی تحقیق 344
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہرگز کافر نہ تھے 344
آپ کا چچا کافر تھا 344
ایک روایت 344
آگ کا واقعہ ملک شام میں ہوا پھر آپ مصر میں آگئے 345
میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہوں	345
زمین آسمان کی ملکیتیں	345
عین الیقین حاصل ہوجائے	345
واقعہ ولادت ابراہیم علیہ السلام	346
تقدیرات کا ٹالنا انسانی مقدرت میں نہیں	346
آپ کی نشو ونما	346
۲۱۰۰ سو سال قبل مسیح آپ کا ظہور ہوا	346
اُر کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں	346
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کی والدہ کی گفتگو	347
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی توحید کی حمایت کی	347
چاند، سورج، ستاروں کا غائب ہوجانا ہی بتارہا ہے کہ یہ خدا نہیں	347
اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو	348
قوم ان سے جھگڑنے لگی توحید الٰہی اور نفی شرک میں ترجمہ تفسیر نسفی	349
با محاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع پارہ ۷ سورہ انعام	349
حل لغات پندرہواں رکوع سورۂ انعام	350
مختصر تفسیر پندرہواں رکوع سورۂ انعام	352
ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو توحید کا علم بردار بنایا	352
خلاصہ مفہوم آیات	352
حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام جن سے اکثر انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئے	352
ان آیات سے بعض علماء رحمہم اللہ نے استدلال کیا ہے	
حضور پرنور ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں	
ہر نبی کے کمالات وفضائل آپ کی ذات اقدس میں جمع کردیئے ہیں	353
جن کو اللہ نے ہدایت کی یعنی انبیاء مذکورین علیہم السلام انہی کی راہ پر چلو	354
علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں یہ دلیل ہے کہ تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت جائز نہیں	354
عامہ قیامت تک کے لئے ثابت ہوتی ہے	354
با محاورہ ترجمہ رکوع شانزدہم پارہ ۷ سورۂ انعام	355
حل لغات رکوع شانزدہم سورۂ انعام	356
مختصر تفسیر رکوع شانزدہم سورۂ انعام	357
جب مالک بن صیف مناظرہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا	258
حضور علیہ السلام نے فرمایا توریت سے اپنا ایمان ثابت کرو تو وہ گھبرا گیا	358
انکار کیا بعثت رسل سے اور وحی سے حالانکہ یہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے	358
مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم ترین مرتدین مشرکین کی علامتیں واضح کی گئیں ہیں	359
ابی سرح کے دل میں وسوسہ	360
یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی زمانہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضرت وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا	360
عبداللہ بن ابی سرح کے حق میں نازل ہوئی جو کہ کاتب وحی تھا۔	360

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وحی کا آخری کلمہ منہ سے نکل گیا اور اس سے یہ گمان کر لینا کہ مجھ پر بھی وحی آتی ہے خالص جہالت ہے 361

جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے مختصر سے حالات عہد رسالت سے آج تک کے مدعیان نبوت کے بیان کر دیئے جائیں گے 361

ملت حنیف کی سب سے بڑی مصیبت وجود مدعیان نبوت ہے۔ 361

میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے 362

عہد رسالت ﷺ کے بعد پہلا فتنہ ابن صیاد مدنی سے شروع ہوا 362

دجال اکبر کے ظہور کا انتظار ہے 362

اسود عنسی 362

طلیحہ اسدی 363

مسیلمہ کذاب 363

اس کا کلام وحی بھی عجیب بندشوں کا حامل ہے 363

سجاح بنت حارث تمیمیہ 364

مختار ثقفی 364

حارث کذاب دمشقی 364

مغیرہ عجلی 364

اسحاق اخرس مغربی 365

استادسیس خراسانی کا فتنہ 365

حسن بن صباح 366

سات جانشین 368

جلال الدین اکبر کے مختصر حالات 368

محمد علی باب 369

قرۃ العین نے سیدہ زہرا کا مظہر بننے کا دعویٰ کیا تھا 370

اس کے دو قصیدے 370

قرۃ العین کی عبرتناک موت 371

مرزا غلام قادیانی کی الہام بازی 373

مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت 373

مرزا قادیانی نے مسیح بننے کی 373

محمدی بیگم سے نکاح کا اعلان 373

جلی قلم کے چھپے ہوئے پوسٹر دیواروں پر چسپاں تھے کہ پیر مہر علی کا فرار 374

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتدہم پارہ ۷ سورۃ انعام 374

حل لغات رکوع ہفتدہم سورۃ انعام 375

مختصر تفسیر رکوع ہفتدہم سورۃ انعام 376

اللہ تعالیٰ اپنی کمال قدرت وعلم وحکمت کے دلائل بیان فرماتا ہے 377

ہر شے کا خالق وہی اللہ ہے اور وہی مستحق عبادت ہے۔ 377

تفسیر نسفی میں ہے۔ 377

اللہ تعالیٰ بے جان خشک دانہ سے اور گٹھلی سے تر جاندار درخت پودے نکالتا ہے 377

وہی اس کا حق دار ہے کہ اسے رب مانا جائے 377

وہ صبح پھاڑنے والا ہے اندھیری رات میں سے رات کو سکون کے لئے پیدا کیا 377

اللہ تعالیٰ نے سورج چاند کو دنیا کے حساب کے لئے پیدا فرمایا 378

نجم وہ ہے جو فلکی اور روشن ہو 378

یعنی خشکی اور دریا کے ستاروں کی وضاحت اس لئے کی کہ دونوں میں ستاروں سے مدد لی جاتی ہے 378

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حرکت کرنے والے ستارے کل سات ہیں 378

ثوابت تارے بیشمار ہیں 378

مسافر جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرے

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر تمہارے لئے ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے امانت یک جگہ ہے 378

حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے سب کی نسل چلی ہے 379

رحم مادر میں امانت کی صورت میں رہتا ہے 379

مستقر کا معنی قرار پکڑنے کی جگہ مستودع سے باپ کی پیٹھ مراد ہے 379

بعض نے کہا مستقر سے مراد زمین ہے مسودع سے مراد قبر ہے 379

وہی ذات ہے جس نے زمین سے پانی نکالا اور پانی سے ہر قسم کی سبزیاں۔ 379

نبات مصدر ہے اس کے معنی اگنا ہے 379

نکالا ہم نے ان سے سخت سبز رنگ اور ہلکے سبز رنگ

جو شاخیں نکلتی ہیں ان سے دانہ بنتا ہے 379

کھجور کے درخت کو نخل کہتے ہیں کیونکہ تمام پھلوں سے کھجور افضل ہے اس میں لذت وغذائیت ہے 380

خزاں کا اثر کھجور پر نہیں ہوتا یہ درخت جفاکش ہوتا ہے 380

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور کے درخت باغ سلمان میں اپنے دست مبارک سے لگائے تھے

حکومت نے کٹوا دیئے لیکن ہر سال شاخیں نکلتی ہیں 380

زیتون کا درخت بالکل انار کی طرح ہوتا ہے 380

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشدہم پارہ ۷ سورۂ انعام 381

حل لغات رکوع ہشدہم سورۂ انعام 382

مختصر تفسیر رکوع ہشدہم سورۂ انعام 384

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصطلاح میں بغیر مادہ بغیر زمان بغیر مکان کسی چیز کو پیدا کرنا بدع ہے 384

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا 385

تصریح ادراک 385

ادراک کے معنی 386

جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر میں ''احاطہ'' کرنا فرماتے ہیں 386

خلاصہ کلام۔ معالم میں ہے 386

اہل سنت کا مذہب 386

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں کہا 386

بصیرت دل کا نور ہے اور بصارت آنکھوں کا نور ہے 387

ترجمہ از جلالین 388

ترجمہ از تفسیر نسفی 388

مصنوع کو صانع کی قدرت صنعت پر اعتراض کا حق نہیں 389

یونہی آراستہ کیا ہم نے ہر امت کے لئے ان کے اعمال 389

بحمد اللہ ساتواں پارہ ختم ہوا 390

آٹھواں پارہ شروع 391

بامحاورہ ترجمہ رکوع نوزدہم سورۂ انعام 391

حل لغات رکوع نوزدہم سورۂ انعام 392

مختصر تفسیر رکوع نوزدہم سورۂ انعام 393

مردوں سے کلام کرنے سے مراد 393

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شان نزول 395
بارگاہ رسالت ﷺ میں مردہ کو زندہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا 395
علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر نبی کے دشمن کفار رہے ہیں اور تشہد کیا 395
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت 395
شیاطین جن وانس کے شر سے پناہ مانگنا 395
حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسانوں میں سے بھی کچھ شیطان ہوتے ہیں 395
مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیاطین انس شیاطین جن سے زیادہ سخت ہوتے ہیں 396
ارشاد فرمایا بدترین ملاپ شیاطین جن سے شیاطین انس کا ہے 396
وحی سے مراد ایحاء ہے 396
شان نزول 396
مشرکین قریش نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا اللہ کا جواب 396
اکثر اہل زمین سے مراد کفار ہیں کیونکہ کافروں کی تعداد زیادہ ہے 397
راہ خدا سے مراد اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا راستہ دین اسلام ہے 397
کافر حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے رہتے تھے۔ 398
مردار۔ خون۔ سور کا گوشت ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو وغیرہ وغیرہ حرام ہیں۔ 398
اضطرار و مجبوری کے احکام 398
جو جانور اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو اور بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کیا گیا ہو جائز ہے 398
ترک کردو ظاہر گناہ باطن گناہ
عرب کے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم لڑکی بالغ ہو جاتی تو دروازہ پر جھنڈا لگا دیتے 399
حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ظاہر الاسم سے مراد 399
محارم سے نکاح کرنا ہے 399
نہ کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ذبح کے وقت 399
جو اپنے دین کی پیروی نہ کرے وہ مشرک ہے 399
یہ حکم مقدر ہے کہ جس پر اللہ کا نام بوقت ذبح نہ لیا گیا اسے نہ کھایا جائے۔ 399
اہلال لغیر اللہ کہتے ہیں عندالذبح بت پرستوں کی طرح بسم لات منات کہنا حرام ہے 399
مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 400
شریعت مطہرہ میں حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے 400
بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے 400
اللہ کے سوا کسی غیر کو حاکم حقیقی جاننا بھی کفر و شرک ہے 400
بامحاورہ ترجمہ رکوع بستم سورۃ انعام پارہ ۸ 400
حل لغات رکوع بستم سورۃ انعام 401
مختصر تفسیر رکوع بستم سورۃ انعام 403
اس آیت میں میت سے مراد کافر ہیں 403
مومن اور کافر کا حال واضح کیا گیا ہے 403

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

شان نزول	403
ابوجہل اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو	404
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	404
اور یونہی بھلے کر دیئے گئے کافروں کی نظر میں ان کے عمل	404
ہر بستی میں ان کے صنادید کو مجرم بنا دیا تا کہ وہ اپنا مکر کرتے رہیں	404
ترجمہ جلالین شریف یعنی نسب مال یا عمر کی وجہ سے نبوت کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے	405
تفسیر کبیر کا ترجمہ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ	405
سرداروں نے نبی علیہ السلام سے کہا جسے اللہ راہ دکھانا چاہے تو کھول دیتا ہے سینہ اس کا اسلام کیلئے	406
اللہ ان پر ناپاکی ڈال دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے	406
اسلام آپ کے رب تک پہنچانے والا راستہ ہے	406
جس میں نصیحت قبول کرنے کی قابلیت ہے وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے دوسرا نہیں	406
ولی سے مراد محبت کرنے والا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے	406
ایک شخص کے تمام قرابت والوں کو عشیرہ کہتے ہیں	407
جنات میں مومن۔ متقی۔ عالم۔ ولی سب کچھ ہوتے ہیں	407
کافر جنات	407
جن و انس اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم خوب لطف اندوز ہوئے	407
جمل میں اس کی وضاحت تین طور پر کی ہے	407
کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسافرت میں جنگل کے کسی میدان میں ٹھہرتے تو وہ جن سے کہتا	407
چند اقوال	408
بامحاورہ ترجمہ رکوع بست و یکم سورۃ انعام پارہ ۸	408
حل لغات رکوع بست و یکم سورۂ انعام	410
مختصر تفسیر رکوع بست و یکم سورۂ انعام	412
اے گروہ جن و انس کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے	412
ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت	412
انما حصر کے لئے فرما کر رسل منکم جو فرمایا	412
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	412
قوم جن میں نبی رسول نہیں ہوئے فراء کا قول	413
روح المعانی کا فیصلہ	413
بعثت رسل کی طرف ذلک سے بعثت انبیاء علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے	413
قانون الٰہی یہ ہے اول رسول بھیجے جاتے ہیں وہ ہدایت فرماتے ہیں جب سرکشی کرتے ہیں تو ہلاک کئے جاتے ہیں	414
ہر ایک مکلف احکام کے لئے درجے ہیں یہ رد ہے	414
ان کے اس قول کا کہ من مات فقد فات	414
توبیخ و تہدید و عید فرمایا گیا	415
بے شک ظالم کامیاب نہیں ہوتے کافر و مشرک	415
رسم جاہلیت کا تذکرہ جس کی مذمت کر کے تنبیہ فرمائی گئی	415
روایت ہے کہ مشرکین کھیتی وغیرہ سے اللہ کا حصہ رکھتے تھے	415
قتل سے مراد لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا اور دیوتاؤں کے نام بھینٹ چڑھانا	416
شرکاء سے مراد بتوں کے مجاور جو قتل اولاد کی ترغیب	

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

دیتے تھے 416
لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم اس طرح پڑی کہ
اس آیت میں یہ استدلال ہے کہ تمام کائنات
مشیت الٰہی پر موقوف ہے 416
حجر کے معنی حرام کے ہیں 416
عورتیں نہ کھائیں صرف مرد اور بتوں کے مجاور
کھائیں 416
وانعام حرمت ظہورہا 417
جانوروں کی قسمیں مقرر کر لیتے 417
اللہ عنقریب ان کی فرضی باتوں کو بدلہ لے گا 417
مشرکین مکہ کی یہ جہالت تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو
زندہ گاڑ دیتے تھے 417
شان نزول 418
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۂ انعام پارہ ۸ 418
حل لغات رکوع چہارم سورۂ انعام 419
مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۂ انعام 420
باغ جب پھل لائے تو اس کا حق دو 420
فضول خرچ اللہ کو پسند نہیں 420
شیطان کی پیروی نہ کرو 420
اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے 420
اسراف کی تعریف 421
ایک عجیب خواب 421
حضور ﷺ کا نصرانیوں سے مباہلہ اور نصرانی بغیر
مباہلہ کرنے کے واپس لوٹ گئے 422
پھل کا کچا ہونے تک استعمال مباح ہے 423
چوپایوں کی قسمیں 424
خلاصہ مفہوم 426
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم پارہ ۸ سورۂ انعام 426
حل لغات رکوع پنجم سورۂ انعام 427
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ انعام 429
مردار خون رگوں کا بہتا ہوا۔ گوشت سور کا اور جانور
جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو حرام ہیں 429
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سورۂ بقرہ کی
تفسیر میں جن بدعات کا تذکرہ کیا ہے ان کا ذکر 430
انتہائی مجبوری میں حرام چیزوں کے کھانے کا بیان 431
بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم پارہ ۸ سورۂ انعام 434
والدین کے ساتھ حسن سلوک 434
اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو 434
یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ 434
حل لغات رکوع ششم پارہ ۸ سورۂ انعام 434
مختصر تفسیر رکوع ششم سورۂ انعام 436
پورا کرو ماپ اور تول انصاف کے ساتھ 437
ہم تکلیف نہیں دیتے کسی جان کو مگر مقدور کے
موافق 437
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم پارہ ۸ سورۂ انعام 439
حل لغات رکوع ہفتم سورۂ انعام 441
مختصر تفسیر رکوع ہفتم پارہ ۸ سورۂ انعام 443
پیروی کرو قرآن کی اور پرہیز کرو اس کی مخالفت
سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے 443
یقیناً آ گئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب
کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت 444
قیامت کی نشانیاں 444
توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب تک آفتاب مغرب سے
طلوع نہ کرے 448

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فرعون کی توبہ کی حقیقت 448
امت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں ایک جنتی
ہوگا باقی بہتر جہنمی ہوں گے 448
ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سوتک کا ذکر آیا ہے
حضور ﷺ اول مخلوق ہیں 449
سورۂ انعام کی پہلی تین آیات پڑھنے والے کی
حفاظت کیلئے ستر ہزار فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں 450
سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دوسو
چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں 451
المص کی تشریح 451
سورۂ اعراف رکوع اول پارہ ۸ 452
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ اعراف پارہ ۸ 452
حل لغات رکوع اول سورۂ اعراف 453
مختصر تفسیر رکوع اول سورۂ اعراف 454
لوط کی قوم پر سحری کے وقت اور شعیب کی قوم پر
دوپہر کے وقت عذاب آیا 454
میزان کے پلڑوں کی وسعت کا بیان 455
تشریح وتعریف میزان 456
کلمہ شہادت کا وزن 457
حضور ﷺ کی شفاعت اور میزان میں درود
شریف کا وزن 458
تعریف وزن اعمال اور حقیقت میزان 458
بامحاورہ رکوع دوم سورۂ اعراف پارہ ۸ 459
حل لغات رکوع دوم سورۂ اعراف 460
مختصر تفسیر رکوع دوم سورۂ اعراف 462
ملائکہ کو حکم دیا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا
مگر ابلیس نے انکار کیا 463

مٹی کی فضیلت آگ پر 463
شیطان کو قیامت تک مہلت دی گئی ہے 464
ابلیس کو حسد اور تکبر نے مردود کر دیا 464
ابلیس آیات قرآنی کے ذریعے بہکاتا ہے 465
حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا نکاح جنت میں 466
حضرت حوا کا مہر حضور ﷺ پر تین بار درود پڑھنا
ہے 466
آدم وحوا علیہما السلام کا جنت سے خروج 466
شیطان کے آدم وحوا علیہما السلام کے دل میں وسوسہ
ڈالنے کی تفصیل 467
پہلی جھوٹی قسم کھانے والا شیطان ہی ہے 468
آدم وحوا علیہما السلام کو زمین پر اتار دیا گیا 469
آدم وابلیس ایک دوسرے کے دشمن ہیں 470
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ اعراف پارہ ۸ 470
حل لغات رکوع سوم سورۂ اعراف 471
مختصر تفسیر رکوع سوم سورۂ اعراف 473
شان نزول 473
لباس تقویٰ کے بارے میں مختلف اقوال 473
لباس کی قسمیں 473
شیاطین کی قسمیں 474
اللہ تعالیٰ ہی خالق افعال ہے 475
زینت کی تعریف اور اس کی قسمیں 476
ہدایت اور ضلالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے 477
شان نزول آیت کریمہ و کلوا واشربوا ولا
تسرفوا 477
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۂ اعراف پارہ ۸ 478
حل لغات رکوع چہارم سورۂ اعراف 479

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۂ اعراف 481
اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع علیہ السلام نے حرمت عائد کی ہے 481
توشہ اصحاب کہف، گیارہویں شریف میلاد شریف بزرگان اسلام کی فاتحہ جائز ہے 481
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ اعراف پارہ ۸ 485
کافر اور متکبر جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک سوئی کے ناکے سے اونٹ داخل نہ ہو 485
حل لغات رکوع پنجم سورۂ اعراف پارہ ۸ 486
خلاصہ تفسیر رکوع پنجم سورۂ اعراف 487
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ اعراف 487
کفار اور متکبرین کی ارواح کو سجین میں پھینک دیا جاتا ہے اور ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے 487
صالحین کی ارواح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور فرشتے ان کو مرحبا کہتے ہیں 489
تحقیق لفظ جرم 490
جنت میں ندا ہوگی کہ اب تم کبھی نہ مروگے اور کبھی بیمار نہ ہوگے اور اب کبھی تنگ حال نہ ہوگے 491
اعراف کے متعلق مفصل تحقیق از روح المعانی 492
بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۂ اعراف پارہ ۸ 494
حل لغات رکوع ششم سورۂ اعراف 495
مختصر تفسیر رکوع ششم سورۂ اعراف 496
خلاصہ تفسیر آیات 496
اعراف والے پہچانیں گے جہنمیوں کو اور گفتگو کریں گے 496
خلاصہ تفسیر آیات 498
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۂ اعراف پارہ ۸ 499
حل لغات رکوع ہفتم سورۂ اعراف 500
مختصر تفسیر رکوع ہفتم سورۂ اعراف 501
خلاصہ تفسیر 502
استواء کے بارے میں اقوال 502
دعا میں اظہار اور اخفاء کی تفصیل 502
اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے 502
تذلل اور عجز کے ساتھ اپنے رب کو پکارو 502
خلاصہ تفسیر 505
تحقیق لفظ موت 506
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۂ اعراف پارہ ۸ 507
حل لغات رکوع ہشتم سورۂ اعراف 508
مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورۂ اعراف 509
حضرت نوح علیہ السلام کا نسب نامہ 509
تفسیر نسفی (ترجمہ) 511
بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۂ اعراف پارہ ۸ 512
حل لغات رکوع نہم سورۂ اعراف 513
مختصر تفسیر رکوع نہم سورۂ اعراف 514
تفسیر از نسفی (ترجمہ) 515
خلاصہ تفسیر 517
بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۂ اعراف پارہ ۸ 518
حل لغات رکوع دہم سورۂ اعراف 520
مختصر تفسیر رکوع سورۂ اعراف 522
خلاصہ تفسیر 522
تحقیق لفظ لوط (از روح المعانی) 530
بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم سورۂ اعراف پارہ ۸ 531
حل لغات رکوع یازدہم سورۂ اعراف 532

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر رکوع یازدہم سورۂ اعراف 534

خلاصہ تفسیر 535

فہرست نواں پارہ 539

بامحاورہ ترجمہ رکوع بارہواں سورۂ اعراف 539

حل لغات رکوع بارہواں سورۂ اعراف 539

مختصر تفسیر رکوع بارہواں سورۂ اعراف 540

متکبر سرداروں کو حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب 541

حضرت عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم پر جہنم کے دروازے کھول دیئے 541

ان کی ہلاکت کا ذکر 541

تفسیر سورہ اعراف بارہواں رکوع پارہ ۹ 542

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب 542

عصمت انبیاء علیہم السلام 542

اس کا علم محیط ہے 542

خسارہ سے مراد اخروی نقصان ہے 543

فتاحہ عرف میں حکومت اور قضا بالحق کو کہتے ہیں 543

حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے والے ہلاک ہوئے اس قوم کی ہلاکت کے بعد کعبہ معظمہ حضرت شعیب علیہ السلام آگئے اور آخر دم تک وہاں ہی رہے وصال بھی وہاں ہی کیا 544

کعبہ میں دو مزارات ہیں حطیم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور رکن شامی میں حضرت شعیب علیہ السلام 544

مطاف میں ستر انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہیں 544

بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع دوم پارہ ۹ 544

حل لغات رکوع دوم سورۂ اعراف 545

خلاصہ تفسیر رکوع دوم سورۂ اعراف 546

عفو کے معنی نشان مٹانے کے ہیں اور بڑھنے کے بھی ہیں 546

بستی کو محاورہ میں قریہ کہتے ہیں 546

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی کا شب بیداری کے بارے میں سوال 546

ارشاد نبی ﷺ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر عذاب کا پکڑنا 547

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کا مکر یہ ہے کہ وہ قوم کو اس کے حال پر چھوڑ دے 548

بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع سوم پارہ ۹ 548

حل لغات رکوع سوم سورۂ اعراف 549

خلاصہ تفسیر رکوع سوم سورۂ اعراف 550

ولایت کے معنی 550

عہد شکنی 550

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا جب عصا ڈالا 551

مفصل واقعہ تفسیر نسفی سے تفسیر 551

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح 552

ملوک مصر کو فراعنہ کہا جاتا ہے 553

مختلف اقوال 553

عصا کا اژدہا بن جانا 553

حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر میں آنے کا چار سو سال کا فاصلہ 553

اژدہا کا منہ نیچے کے ہونٹ اور اوپر کے ہونٹ کا فاصلہ اسی ذراع تھا 553

فرعون بھاگ پڑا 553

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۂ اعراف پارہ ۹ 554

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع چہارم سورۂ اعراف 555
مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۂ اعراف 556
ملاء کے لفظی معنی 557
خلاصہ تفسیر 557
مصر کے تمام شہروں سے جادوگر جمع کریں 557
جادوگروں کے لئے انعام رکھا گیا 557
منتر جنتر معجزہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے 557
ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ اجتماع اسکندریہ شہر میں ہوا تھا 557
تمام جادوگر کرشمہ قدرت معجزہ دیکھ کر سجدہ میں گر گئے 557
فرعون پھر بھی ایمان نہ لایا 557
دنیا میں پہلا سولی دینے والا اور ہاتھ پاؤں کاٹنے والا فرعون تھا 558
جادوگروں کا فرعون کو جواب 558
مصر کے تمام قصبات مدائن میں سے جادوگر جمع کئے جائیں 558
کس قدر تھے تین ہیں 559
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 559
جادوگروں کی تعداد میں اختلاف ہے 559
جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا ڈالنے کی دعوت دی 560
تفسیر نسفی میں ہے 560
فرعون، جادوگر اور لشکر سب مرعوب و مغلوب و مبہوت ہو گئے 561
فرعون کا غضبناک ہونا 561
مثلہ کرنے کی دھمکی 561
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع پنجم پارہ ۹ 561
حل لغات 562
خلاصہ تفسیر سورۂ اعراف رکوع پنجم 562
فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنوا کر ان کی پرستاری کا حکم جاری کیا 563
کواکب کی صورت میں ان کو بت بنوا دیئے تھے
بہت جلد تمہارا رب تم کو ہلاک کرے گا 563
فرعون نے چار سو برس اور بقول بعض تین سو برس حکومت کی 563
تفسیر نسفی سے رکوع مذکور کی تصریح 564
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع ششم پارہ ۹ 564
حل لغات سورۂ اعراف رکوع ششم 566
خلاصہ تفسیر سورۂ اعراف رکوع ششم 568
فرعونیوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی میں اور فقر و فاقہ میں مبتلا کیا 568
ان کی سرکشی حد کو پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعائے عذاب فرمائی 568
یہ عذاب ہفتہ سے ہفتہ پورے سات روز تک رہا 568
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب ٹلا 568
زمین سرسبز و شاداب ہو گئی 568
دوسرا عذاب آیا 569
سات روز اس عذاب میں مبتلا رہے 569
پھر قمل کا عذاب آیا 569
قمل سے مراد وہ کیڑا ہے جو کھیتوں کو چاٹ جاتا ہے 569
موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یہ عذاب ٹلا 569
ایک ماہ بعد پھر زیادہ خباثت پر اتر آیا تو مینڈکوں کا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عذاب آیا	569
توبۃ النصوح سے عذاب ٹلا	569
خون کا عذاب	569
دریا میں غرق کر دیا	570
دس محرم کو یہ واقعہ ہوا	570
با محاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع ساتواں پارہ ۹	570
حل لغات سورۂ اعراف رکوع ساتواں	571
خلاصہ تفسیر سورۂ اعراف رکوع ساتواں	573
فرعون ہلاک ہوگیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کتاب نازل فرمانے کی درخواست کی	573
تیس روزے رکھے تو دہن مبارک سے خوشبو آنے لگی	573
چالیس روزے پورے کئے	573
اس کے رب نے اس سے کلام کیا	574
احادیث میں ہے	574
آپ کو کلام کریم عطا فرمایا جسے توریت کہتے ہیں	574
جب تجلی جمال اپنے نور کی چمک اس کے رب نے پہاڑ پر کی تو پہاڑ پاش پاش ہوگیا	574
موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے	574
الواح سات یا دس تھیں زمرد یا زبرجد کی تھیں	574
حسن اور عطا رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ بے دینوں فاسقوں کے گھر سے مراد جہنم ہے	575
با محاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع ششم پارہ ۹	575
حل لغات رکوع ششم سورۂ اعراف	576
خلاصہ تفسیر رکوع ششم سورۂ اعراف	577
حلی عربی میں اس چیز کو کہتے ہیں جو زینت کے لئے بنائی جائے	577
سبطیوں نے قبطیوں سے زیور بایں خیال حاصل کر لیا تھا	577
غرق کے بعد مسلمانوں کا ملک ہوگا	577
بنی اسرائیل کو حکم ہوا	577
غنائم صرف امت محمدیہ کیلئے ہی حلال ہوئے ہیں	577
انہوں نے اس زیور کو آگ میں ڈال کر ایک عجل بنا لیا عجل گائے کے بچھڑے کو کہتے ہیں	578
ہر جانور کے بچے کیلئے علیحدہ علیحدہ نام ہوتے ہیں	578
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جسداله جوار پڑھا ہے جو صوت شدید کے معنی میں ہے	579
سامری نے جب بچھڑا ڈھال لیا	579
روح الامین کے گھوڑے کے قدم کی خاک ڈال دی	579
بنی اسرائیل نے اسے سجدہ کیا	579
سارے بنی اسرائیل بچھڑا پوجنے میں مصروف ہوگئے مگر ہارون علیہ السلام	579
حرمت تصویر ہماری شریعت میں اسی بنا پر ہوئی کہ وہ منطقہ شرک ہوتی ہے	580
حرمت تصویر کی علت از روح المعانی	580
حرمت تصویر ہماری شریعت میں اسی بنا پر واقع ہوئی	580
جب وہ شرمندہ ہوئے اور پچھتائے	580
جب موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے تو قوم کا حال دیکھ کر غضبناک ہوئے	580
بچھڑا پوجنے کی خبر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے طور پر ہی دیدی تھی	581
حضرت ہارون علیہ السلام سے جواب طلب کر لیا گیا	581
زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غصہ میں آتے تو سر	

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اقدس پر آگ سی دہکتی معلوم ہوتی تھی 581
آپ نے حمیت دین میں شدت وغضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ الواح ڈال دیں 581
بعض لوحیں ٹوٹ گئیں 581
اس کی توجیہ صبغۃ اللہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کے بال پکڑ کر جواب طلب کریں 581
آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے 582
مختلف اقوال بعض لوگوں کا وہم 582
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع نہم پارہ ۹ 583
حل لغات سورۂ اعراف رکوع نہم 584
خلاصہ تفسیر اردو سورۂ اعراف رکوع نہم 586
جب غصہ تھم گیا تختیاں اٹھالیں 586
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں اور عذر گناہ قوم کی طرف سے کریں 586
رجفہ یعنی زلزلہ نے آلیا 586
لفظ نبی پر مفصل بحث 586
حضرت کعب احبار سے توریت میں حضور ﷺ کی صفات پر یہ مضمون بھی منقول ہے 586
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں حضور کی صفات انجیل وزبور سے نقل کیں 587
ایک اور حدیث میں توریت سے حضور علیہ السلام کے یہ اوصاف منقول ہیں 587
فقط نبی قرآن کریم میں تیس جگہ آیا 587
مزید وضاحت کیلئے پارہ اور رکوع کا حوالہ پیش کیا 587
تفسیر خازن میں ہے 588
نبی کے ساتھ امی فرمانا اسی بنا پر ہے 589
رسول علیہم السلام صرف چار ہیں نبیوں علیہم السلام کی تعداد بعض روایات سے ایک لاکھ چوبیس ہزار معلوم ہوتی ہے 589
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع دہم پارہ ۹ 589
حل لغات سورۂ اعراف رکوع دہم 590
مختصر تفسیر سورۂ اعراف رکوع دہم 591
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عموم رسالت کی دلیل 591
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں وہ ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں 592
مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں تمام کی طرف رسول بنایا گیا 592
بارہ چشمہ ہر گروہ کے لئے ایک چشمہ تو ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ جان لیا 592
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع یازدہم پارہ ۹ 592
حل لغات سورۂ اعراف رکوع یازدہم 594
مختصر تفسیر سورۂ اعراف رکوع یازدہم 596
اسلاف کا ظاہر فرمایا 596
ان کے مسخ ہونے سے کوئی انکاری نہیں ہے 596
اس بستی میں تین قسم کے لوگ تین خیالوں پر منقسم ہو گئے 596
بندروں کی شکلوں میں مسخ ہو گئے اور ہلاک ہو گئے متبعین سلامت رہے 597
ہفتہ کے دن مچھلیاں تیرتی ہوئی آتیں 597
پکڑ لیا ہم نے ظالموں کو برے عذاب میں 597
وہ لوگ بندروں کی شکل میں مسخ ہو گئے تین دن اسی حال میں رہ کر ہلاک ہو گئے 597
صاحب مدارک فرماتے ہیں جو عہد رسالت میں

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تھے یہودیت کی وجہ میں اسلام کے خلاف چلتے تھے	597	خلاصہ تفسیر رکوع سیزدہم سورۂ اعراف	606
بنی اسرائیل میں رشوت خور قاضی	597	شانِ نزول	606
جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں یعنی عمل کرتے ہیں	598	یہودیوں کا بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں سوال	607
جب ہم نے اٹھایا پہاڑ	598	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفاعہ کی وفات کی خبر	
بنی اسرائیل پر احکام توریت شاق گذرے	598	دی	607
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع دوازدہم پارہ ۹	598	ناقہ اقدس کی تلاش کا حکم	607
حل لغات سورۂ اعراف رکوع دوازدہم	599	بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع سیزدہم پارہ ۹	608
مختصر تفسیر سورۂ اعراف رکوع دوازدہم	601	حل لغات سورۂ اعراف رکوع سیزدہم	610
ربوبیت و وحدانیت کے دلائل قائم کر کے شہادت		مختصر تفسیر سورۂ اعراف رکوع سیزدہم	612
طلب کی	601	اولاد کے لئے دعا	612
ربوبیت کا عہد	601	اپنے چار بیٹوں کو غیر خدا کے نام سے منسوب کر	
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جبارین سے جنگ		کے عبد مناف۔ عبدالعزی۔ عبد قصی وغیرہ نام رکھ	
کا قصد	602	لئے	612
بلعم باعور کا جواب	602	بتوں کی حقیقت اور شرک کا بطلان واضح کیا گیا	
بلعم باعور کو دعا کی ممانعت	602	بتوں کی عاجزی بیان فرمائی	612
بلعم باعور کی قوم سے علیحدگی	602	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشرکین کو جواب	614
قوم کا بد دعا کے لئے اصرار	602	جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش	
قوم بنی اسرائیل کے لئے بد دعا نکل گئی	602	رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے	614
انسان کی روح شہوات پر غالب آجاتی ہے تو یہ		چند مسائل صلوٰۃ	614
ملائکہ علیہم السلام پر غالب ہو جاتا ہے	603	نماز اور خطبہ میں خاموش رہنا اور اس کو سننا واجب	
اللہ کیلئے اچھے نام ہیں پکارو اس کو ان ناموں سے		ہے	614
ننانوے نام حدیث پاک سے	603	ایک حدیث	614
شانِ نزول	603	قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہے	614
مشرکین نے اللہ کے نام بگاڑ کر ان میں الحاد کیا	604	قرأت خلف الامام پر بحث	614
ایک گروہ قیامت تک دین حق پر قائم رہے گا	604	بغیر الحمد کے تنہا آدمی کی نماز نہ ہوگی	615
بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع سیزدہم پارہ ۹	604	امام کی قرأت مقتدی کی قرأت حکمیہ ہوگی	615
حل لغات رکوع سیزدہم سورۂ اعراف	605	امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث	

MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

دونوں پر علم ہوگیا	615
احناف کے نزدیک قرآن وحدیث کی اتباع میں ممنوع ہے	615
غدو سے مراد صبح کا وقت ہے	615
تمام قرآن میں چودہ آیات سجدہ احناف کے نزدیک ہیں	615
سورۂ اعراف ختم ہوئی الحمدللہ	615
سورۂ انفال یہ سورت مدنی ہے	616
بامحاورہ ترجمہ سورۂ انفال رکوع اول پارہ ۹	616
حل لغات سورۂ انفال رکوع اول	617
مختصر تفسیر سورۂ انفال رکوع اول	618
شان نزول	618
احوال مومنین متفاوت ہیں اسی وجہ میں ان کے مراتب بھی علیحدہ علیحدہ ہیں	619
ابوسفیان ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آیا	619
ابوجہل جنگ کے قصد سے بدر کی طرف چل دیا	619
بعض کا اصرار تھا کہ قافلہ کا تعاقب کیا جائے یہ جواب حضور علیہ السلام کو ناگوار خاطر ہوا	619
حضرت صدیق حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ حضور ہم جانثاری کیلئے ہروقت حاضر ہیں	619
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشنودی کا اظہار فرمایا	620
حضور علیہ السلام نے کفار کے مرنے کی جگہ پر نشان لگادیئے تھے	620
شان نزول	620
مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی	620
جان نثاران اسلام تین سو دس یا اس سے کچھ زیادہ تھے	620
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرما رہے تھے	620
حتی کہ دوش اقدس سے رداء مبارکہ اتر گئی	620
مسلمان کافروں کا تعاقب کرتے تھے چابک کی آواز آتی	621
حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ آسمان سوم کی مدد ہے	621
حسب وعدہ غیبی مدد	621
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ انفال پارہ ۹	321
حل لغات رکوع دوم سورۂ انفال	622
مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۂ انفال	624
جب تم پر نیند مسلط کی	624
غنودگی یکبارگی تمام مومنین پر آئی	624
اس اونگھ کو بعض نے معجزہ کہا	624
وادی احمر جو ریگستان تھی	624
بعض صحابہ علیہم رضوان پر غسل بھی لازم تھا۔ اور پیاس کی شدت بھی تھی	624
اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے پاک کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمائے	624
شیطان نے ایمان والوں کے دل میں ایک وسوسہ ڈالا	624
اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش کی کہ جنگل سیراب ہوگئے ریت پانی سے ایسی جمی کہ سیمنٹ کا فرش بن گیا	624
مشرکین جو پہاڑوں پر تھے وہاں پھسلن ہوگئی	625
دشمن پر ضرب کاری کی ترکیب بیان فرمائی ہے	625
حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر والے دن ہم میں سے جو تلوار کا اشارہ کرتا تو اس کی تلوار پہنچنے سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے علیحدہ ہوکر گر جاتا	625

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اس قسم کی مختلف مثالیں 625
ایک مٹھی سنگریزے حضور علیہ السلام نے کفار پر پھینکے کوئی کافر نہ بچ سکا 625
دشمن کے مقابلہ میں چند ضروری ہدایات شان نزول 626
بدر سے واپسی پر ہر ایک نے اپنے کارنامے بیان کرنے شروع کئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا 626
مشرکین کو خطاب 626
شان نزول 626
ایک روایت ہے کہ مشرکین نے کعبۃ اللہ کے غلاف سے لپٹ کر دعا کی تھی 626
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ انفال پارہ ۹ 626
حل لغات رکوع سوم سورۂ انفال 627
مختصر تفسیر رکوع سوم سورۂ انفال 628
منافقین کے طریقہ سے علیحدہ رہنے کا حکم 629
شان نزول 629
اپنے عناد اور عداوت عن الحق میں اتنے گم ہیں کہ ہدایت قبول ہی نہیں کر سکتے 629
ایمان والوں کو اطاعت رسول کا حکم 629
بخاری شریف میں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز میں تھا حضور علیہ السلام نے یاد فرمایا نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا 629
حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو اور یہ حکم مطلق ہے جو نماز یا غیر نماز میں حاوی ہے 629
ایمان سے زندگی حاصل ہوگی 629
شہدا اپنے رب کے حضور حاضر ہیں زندہ ہیں 629
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات سے پرہیز کریں 630
ارشاد نبوی ﷺ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا جب تک عام طور پر لوگ اپنے اندر ممنوعات کو ہوتا دیکھیں 630
دوسری حدیث 630
مومنین مہاجرین کو خطاب 630
شان نزول آیت کریمہ کا ابولبابہ ہارون بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں 630
بیعت رسول ﷺ کا حکم 630
کعب بن اسد نے چند تجاویز بنی قریظہ کے سرکردہ یہود کو پیش کیں 630
کعب نے آخری تجویز پیش کی کہ حضور علیہ السلام سے صلح کی درخواست کی جائے 630
تمام بنو قریظہ کے سرداروں نے اس تجویز کو قبول کر لیا 630
صلح کی درخواست جب بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں پیش ہوئی تو حضور نے نامنظور فرمائی اور سعد کے فیصلے کو قبول کرنے کو کہا 630
یہود نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دینے کی درخواست کی 631
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا 631
یہود نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے رائے طلب کی تو ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا 631
ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا 631
ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے ستون سے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اپنے آپ کو باندھ دیا 631
سات روز تک مسلسل بندھے رہے حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے 631
اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائی 631
صحابہ علیہم رضوان نے بشارت دی 631
حضرت رسول کریم علیہ السلام نے اپنے دست حق پرست سے کھول دیا 631
ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی بستی چھوڑ دی 631
امانتوں میں خیانت نہ کرنے کا حکم 631
صاحب مصنف کی ناسازی طبع 631
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ انفال پارہ ۹ 632
حل لغات رکوع چہارم سورۃ انفال 633
مختصر بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ انفال 635
تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ انفال 635
کفار مکہ دارلندوہ میں جمع ہوئے اسلام اور ہادی اسلام کے خلاف منصوبے 635
شیطان ایک بوڑھے شخص کی شکل میں آیا اور تعاون کا یقین دلایا 635
ابوالبحری کی رائے 635
ہشام بن عمرو کی رائے 635
ابوجہل کی رائے 635
حضور علیہ السلام کو مشرکین مکہ کے منصوبہ سے مطلع کیا گیا 636
ہجرت کا قصد 636
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹایا 636
ایک مشت غبار مشرکین کی طرف پھینکی تو سب اندھے ہو گئے 636
حضور علیہ السلام بمعہ رفیق یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غار ثور میں تشریف لے آئے 636
غار کے منہ پر مکڑی کا جالا 636
شارح قصیدہ بردہ سے وضاحت 636
سانپ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے میں ڈسنا 636
لم یرما اس ورم انف کو کہتے ہیں جبکہ انسان غصہ میں نتھنے پھلاتا ہے 636
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قضاو قدر الٰہی پر راضی برضا رہے 636
غار میں سانپ کے ڈسنے کا مفصل واقعہ 637
کفار مکہ کھوج لیتے دروازے غار تک آ گئے 637
اللہ تعالیٰ نے حفاظت میں لے لیا 637
نصرت الٰہی کی شان علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آئندہ بیت میں فرماتے ہیں 637
حرم کے کبوتروں اور مکڑی کو مارنے سے آپ نے منع فرمایا 638
مکڑی نے دوبار جالا تنا۔ ایک بار داؤد علیہ السلام پر جبکہ جالوت آپ کی تلاش میں تھے 638
دوسری بار غار ثور میں 638
حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مسخ شدہ جانور کتنے ہیں فرمایا ہاتھی۔ ریچھ۔ سور۔ گدھ۔ چھپکلی۔ بچھو۔ مکڑی۔ خرگوش۔ ستارہ 638
امیہ بن خلف نے غار میں جانا چاہا لیکن مکڑی کے جالا سے رک گیا 638
آیات کریمہ کا شان نزول نضر بن حارث کے بارے میں 638

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر چیلنج اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب 638
مفسرین کی رائے 639
فتح مکہ کی بشارت 639
حدیث پاک 639
حدیبیہ کا واقعہ 639
ناچنا گانا مشرک کی عبادت ہوتی ہے 639
مشرکین کعبہ میں ننگے طواف کرتے تھے 639
شان نزول 639
جو اپنا مال خرچ کر کے بھی عذاب آخرت مول لے رہے ہیں 640
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ انفال پارہ ۹ 640
حل لغات رکوع پنجم سورۂ انفال 640
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ انفال 640
کفار کو ایمان کی ترغیب اور بشارت عفو 640
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 640
حدیث نبوی 640
مقابلہ کرو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ شرک
غلبہ اسلام کا مطلب 640
امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد روئے زمین پر کوئی مشرک باقی نہ رہے گا 642
الحمدللہ نواں پارہ ختم ہوا 642
فہرست پارہ دس 643
دسواں پارہ 643
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 643
حل لغات رکوع پنجم سورۂ انفال 643
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ انفال 645
مال غنیمت کی تعریف 645
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقارب کی تفصیل میں مختلف اقوال 645
تمام راوی اس پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام مال غنیمت کے پانچ حصے کرتے تھے 645
غزوۂ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا گیا 645
جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا 645
قریش کا قافلہ سمندر کی طرف تین میل پر تھا 646
دشمن طاقتور تھا 646
ہلاک سے مراد کفر ہے حیات سے مراد ایمان ہے
جب اے محبوب اللہ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد کم کر کے دکھائی 646
حضور علیہ السلام عریش میں رونق افروز ہوئے 646
کفار کا مسلمانوں کے قریب آنا اور کچھ چھیڑ چھاڑ کرنا وغیرہ 646
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا 646
حضور علیہ السلام کو خواب میں دشمن کی تعداد کم کر کے دکھائی 646
صحابہ علیہم رضوان کی ہمتیں بلند کیں 646
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دن کافر اس قدر کم نظر آئے کہ میں نے اپنے ساتھ والے سے کہا یہ ستر کفار ہیں 647
بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 647
حل لغات رکوع ششم سورۂ انفال 648
مختصر تفسیر رکوع ششم سورۂ انفال 649
اے ایمان والو اگر تمہارا مقابلہ کسی کافر گروہ سے ہو

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

جائے تو جمے رہو 649
اللہ کی یاد کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ 349
فتنہ سے مراد کافر گروہ ہے 649
ذکر اور اس کی کثرت بہر صورت موجب فتح و نصرت ہے 649
نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت بھی اس آیت سے ثابت ہے 649
علی المرتضیٰ اور نعرہ غوثیہ بھی جائز ہے تا کہ تم مراد کو پہنچو 649
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو 649
آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے
ارشاد نبوی ﷺ 649
باہمی تنازعہ آپس میں جھگڑے کمزوری اور جماعت کی تباہی کا موجب ہے 650
اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے 650
اخلاص نیت کی تعمیل 650
بطر کا معنی فخر اور اکڑ ہے 650
ریا کا معنی دکھاوا ہے 650
یہ واقعہ کفار قریش کا ہے جو غزوۂ بدر کا باعث و موجب ہے 650
ابوجہل بولا بدر میں جا کر تین روز تک قیام کریں گے 650
حضور علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی اور عرض کیا 650
اس آیت میں لشکر ابوجہل کی مثال دے کر ایمان والوں کو عبرت دلانا ہے 650
اطاعت خدا اور رسول کرو اسی میں تمہاری کامیابی فتح و ظفر ہے 650
دوسرا واقعہ غزوۂ بدر کے متعلق یاد دلایا 651
شیطان نے ان کے دماغوں میں یہ بات بھی جما دی تھی کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ نیک عمل ہیں 651
جب دونوں لشکر مقابلہ میں آ گئے تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گیا 651
ایک مٹھی خاک کی مشرکین کی طرف پھینکی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے 651
سراقہ کی شکل میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے لشکر میں شیطان موجود تھا 651
جب یہ منظر دیکھا تو فوراً حارث کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگ گیا 651
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 652
حل لغات رکوع ہفتم سورۂ انفال 653
مختصر تفسیر اردو رکوع ہفتم سورۂ انفال 654
جب کہتے تھے منافق 654
جو مکہ میں کلمہ پڑھ چکے تھے کفار قریش نبی محترم اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں آ گئے تھے 654
مسلمانوں کی تعداد کم دیکھ کر شک میں پڑ گئے تھے اور مرتد ہو گئے تھے 654
جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا اس آیت کریمہ میں ان کے مرنے کے بعد ان کے انجام کا ذکر ہے 655
حضرت عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد فرشتے ان سے یہ کہیں گے 655
علامہ سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ذات اقدس ﷺ ہے 655

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

کفار مکہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر یقین تھا لیکن ضد وعناد میں آ کر ان کی تکذیب کرتے تھے 656
بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کفر پر جمے رہے 656
دواب چلنے والے جانور کو کہتے ہیں 656
قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی 656
معاہدہ شکن کافروں سے مراد بنی قریظہ کے خاندان کے یہودی ہیں جنہوں نے عہد توڑ دیا 656
ان لوگوں کو سخت سزا دیں تا کہ عبرت حاصل ہو 657
با محاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 657
حل لغات رکوع ہشتم سورۂ انفال 658
مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورۂ انفال 659
غزوۂ بدر سے جو مشرک شکست کھا کر بھاگے تھے اور قتل وقید سے بچ نکلے تھے 659
کافروں کے لئے طاقت جمع کرو 659
عدو کے معنی ضرورت کے لئے تیاری کرنا 659
قوت سے مراد سامان ہے 659
حدیث پاک پلے ہوئے گھوڑے پرورش کرنا 659
حضور علیہ السلام نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر ہے 659
عدواللہ سے مراد کفار مکہ ہیں 660
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد دیا اس نے خود جہاد کیا 660
اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو 660
جناح سے جنحوا بنا یعنی جنوح میلان کو کہتے ہیں اس سے پرندوں کے بازو مراد ہیں 661
قبیلہ اوس اور خزرج میں الفت پیدا کر دی باوجودیکہ ان میں سو برس سے عداوت تھی 661
شان نزول 661
چالیس ایمان لانے والے مومنین 661
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایمان لا کر تعداد چالیس پوری کر دی 661
چلہ کشی 661
اسلام نے ترقی حاصل کی 661
با محاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 661
حل لغات رکوع نہم سورۂ انفال 662
مختصر تفسیر رکوع نہم سورۂ انفال 663
تحریض کسی شے پر کسی کو آمادہ کرنا 663
تحریض قتال کا حکم 663
اگر ایک مسلمان دس مشرکین کے مقابل ہو تو نہ بھاگے پھر تخفیف نازل ہوئی 663
اگر تم میں سے سو صبر والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے 664
ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب آئیں گے 664
جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کئے گئے تو حضور علیہ السلام نے صحابہ علیہم رضوان سے مشورہ فرمایا 664
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے 664
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی ان کی گردنیں قلم کی جائیں میں اپنے قرابت والوں کو ماروں گا 664
اکثریت نے یہی مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر انہیں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

چھوڑ دیا جائے 664

آیت کریمہ نازل ہوئی اور فاروقی رائے کی موافقت میں حکم آیا 664

کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون نہ بہائے 664

قیدیوں کے لئے دوسرا حکم 664

مومنین کو اختیار دے دیا گیا چاہیں تو فدیہ لیں یا قتل کرلیں 665

مسئلہ 665

کھاؤ مال غنیمت جو ملا حلال وطیب 665

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۂ انفال پارہ ۱۰ 665

حل لغات رکوع دہم سورۂ انفال 666

مختصر تفسیر رکوع دہم سورۂ انفال 668

شان نزول 668

جنہوں نے بدر کے کافروں کے کھانے کا ذمہ لیا تھا حضرت عباس اپنی باری والے دن قید ہو گئے تھے جامہ تلاشی میں سونا ان کے پاس سے نکلا یہ سونا ضبط ہو گیا 668

فدیہ کا سونا 668

حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے انکار کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا چلتے وقت اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کو دفن کر دیا تھا 668

حضرت عباس رضی اللہ عنہما حیران ہو گئے اور اسلام قبول کرلیا 669

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے بھتیجے بھی مسلمان ہو گئے 669

بحرین کا مال آیا جو اسی ہزار تھا حضور ﷺ نے اس کو تقسیم فرمادیا 669

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا جس قدر اٹھا سکتے ہو اس سے اٹھا لو 669

خیانت ودغا کا ذکر 669

جنہوں نے ہجرت نہ کی ان کو ترکہ نہ ملے گا 669

کافر ومومن کے درمیان احکام وراثت نہیں 670

مومنین مسلمین میں اتحاد نہ ہوا تو کفار غالب آ جائیں گے 670

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے جرائم کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلی بداعمالیوں کو ختم کر دیتی ہے 670

مہاجرین وانصار کے طبقے 670

سورۂ توبہ 671

اس سورۂ مبارکہ کے دس نام ہیں 671

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بسم اللہ امان ہے اور سورۂ توبہ تلوار کے ساتھ امن اٹھانے کے لئے نازل ہوئی 671

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 671

حل لغات رکوع اول سورۂ توبہ 672

مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ توبہ 673

مشرکین عرب اور مسلمانوں کے مابین عہد تھا ان کے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی 673

حکم دیا گیا چار ماہ جہاں چاہو گزارہ کرو تم سے تعرض نہ ہوگا 674

یہ سورۂ مبارکہ ۹ ھ میں فتح مکہ کے ایک سال بعد نازل ہوئی 674

اسی ۹ ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

امیر الحج مقرر فرمایا تھا 674
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام دے کر بھیجا 674
چار حکم کا اعلان کیا گیا 674
مشرکین نے جواب نفی میں دیا عہد شکنی کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں کا اعلان کیا جاتا ہے 674
اذان کے معنی اعلان کے ہیں 674
حج اکبر اور عمرہ کی وضاحت 675
وہ حج جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لائے تھے وہ جمعہ کے دن تھا 675
اعلان یہ تھا کہ اگر تم کفر و خیانت سے توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے 675
جب حرمت والے مہینوں کا سلخ ہو جائے یا گزر جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو جہاں پاؤ 675
انسلاخ کا مادہ سلخ ہے 675
عہد شکن کے احکام 676
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 676
حل لغات رکوع دوم سورۂ توبہ 677
مختصر تفسیر رکوع دوم سورۂ توبہ 679
کیسے ہو سکتا ہے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد اللہ و رسول کے ہاں قابل رعایت 679
کیف استفہام انکاری ہے تعجب کے لئے 379
اہل مکہ جن سے حدیبیہ میں رسول معظم ﷺ نے معاہدہ کیا تھا 679
بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کی 679
عہد شکن کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا 679
ابوسفیان کے ذرا سے لالچ دینے سے عہد کو توڑ دیا گیا 680
اہل طائف نے بھی قریش کی مالی مدد کی تھی 680
اگر شرک سے توبہ کریں نماز ادا کریں زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں 680
آیت کریمہ کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بے شک شرارت و بدی میں حد سے بڑھ جانے والے ہیں 680
ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ کو جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہے 680
احناف نے بھی یہی معنی کئے ہیں 680
اگر معاہدہ شکنی کریں دین پر طنز کریں تو ایسے کفر کے سرغنوں سے مقاتلہ کرو 681
نکث ارتداد کے معنی میں ہے 681
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کافر کی قسم قسم ہی نہیں 681
اس آیت میں تحریص علی القتال ہے 681
مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کرنے والوں سے مقاتلہ کرنے کا حکم 681
قتل و قید کرا کے تمہیں ان پر مدد دے گا ان پر غلبہ عطا فرمائے گا 681
یہ تمام بشارتیں پوری ہوئیں 681
بعض اہل کفر سے توبہ کریں گے 681
ابوسفیان عکرمہ بن ابوجہل سہیل بن عمرو علیہم رضوان مشرف بہ اسلام ہوئے 682
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 682
حل لغات رکوع سوم سورۂ توبہ 683
مختصر تفسیر رکوع سوم سورۂ توبہ 685

MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مشرکوں کا کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں 685
یہاں مسجدوں سے مراد مسجد حرام ہے 685
شان نزول 685
مسجد کی تعمیر و مرمت وغیرہ میں شرعاً کافر کو روکا جائے 685
مسجد حرام میں کافر کا داخل ہونا ممنوع ہے 686
یعنی یہ کافر جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں قیدیوں کو رہا کرتے ہیں ان کے اعمال اکارت ہیں 686
اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں 686
مساجد کو آباد کرنے کے حق دار صرف اور صرف مومن ہیں 686
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسجد میں روشنی کرنا ایمان ہے 686
مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع فرمایا گیا 686
حدیث نبوی ﷺ 687
ارشاد نبوی ﷺ ہے جو وضو کر کے اپنے گھر سے مسجد میں آئے وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا مرتبہ حاصل کرے گا 687
جو مسجد میں چراغ جلائے اس کے لئے ملائکہ بخشش کی دعا کرتے ہیں 687
مسجد میں جھاڑو دینا حوران بہشتی کا حق مہر ہے 687
جو مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں گھر عطا کرتا ہے 687
صبح شام مسجد میں جانا جہاد ہے 687
قرآن کریم پر ایمان لانا شرط ایمان ہے 687
حاجیوں کی خدمت جہاد ہے 688
حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا صحابہ علیہم رضوان سے اجر و ثواب کے بارے میں استفسار 688
ایمان والوں ہجرت کرنے والوں جہاد کرنے والوں کے اجر و ثواب 688
نعیم مقیم دوامی راحت و رحمت 688
ترک موالات کا حکم 689
جہاد فی سبیل اللہ ہر باپ بیٹا اور اقربا کی محبت پر غالب نہ ہو 689
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 689
حل لغات رکوع چہارم سورۂ توبہ 690
مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۂ توبہ 691
مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر قبیلہ ہوازن و ثقیف سے جنگ ہوئی 691
مسلمانوں کو اکثریت پر گھمنڈ 691
یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناپسند ہوئی 692
تیروں کی بارش مسلمانوں پر مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے 692
حضور علیہ السلام کے مرکب کا نام شہباء تھا 692
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صحابہ علیہم رضوان کے منظم کرنے کا حکم 692
دست اقدس میں ایک مٹھی سنگریزے لے کر کفار کی طرف پھینکے کفار بھاگ پڑے 692
مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی 692
حضور علیہ السلام کی شجاعت 692
ارشاد نبوی ﷺ ایک ماہ کی مسافت سے کافروں پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی 692

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللہ نے سکینہ نازل کیا 692
پیٹھ دے کر بھاگنا اور غیر اختیاری پاؤں اکھڑ جانا اور ہے 693
وہ لشکر غیبی اتارا جسے دیکھ نہیں سکتے تھے 693
توفیق توبہ 693
حنین میں اللہ نے اپنے رسول کی مدد پانچ ہزار نشاندار فرشتوں سے فرمائی 693
مشرکین کے بارے میں خالص حکم 693
مشرکین نرے نجس ہیں 693
مسجد حرام کے پاس نہ آئیں 693
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غنی کر دیا 694
جہاد کا حکم 694
شان نزول روم سے جہاد کا حکم 694
جزیہ کے لغوی معنی اور اس کے احکام 695
بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 695
حل لغات رکوع پنجم سورۂ توبہ 696
مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۂ توبہ 698
یہود میں حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے کی بنیاد توریت کا گم ہو جانا 698
تابوت بھی اٹھالیا 698
حضرت عزیر علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ مل گئی 698
ایک روایت ہے بخت نصر نے توریت کے محافظوں کو قتل کر دیا تھا 699
حضرت عزیر علیہ السلام بچے تھے ایک فرشتہ نے ایک برتن میں پانی لا کر پلایا حضرت عزیر علیہ السلام کو توریت یاد ہو گئی 699
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد عیسائی اکیاسی برس تک اسلام پر رہے 699
یہود و نصاریٰ کی جنگ 699
بولس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں 699
بولس نے اپنی جگہ نسطورا کو جانشین بنایا 699
خود روم چلا گیا 699
اور ان میں یہ تعلیم چھوڑ گیا کہ عیسیٰ مریم اور اللہ تینوں الوہیت کے عناصر ہیں 699
رومیوں میں خلیفہ بنایا 699
ایک شخص ملکا کو تعلیم دی کہ اللہ ازلی ہے تین عقیدے وجود میں آ گئے 699
ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلا کر اپنا مقرب بنالیا پھر اس نے خودکشی کر لی 699
اس طرح عیسائیوں میں تین گروہ بن گئے 699
قتل و غارت شروع ہوا 699
شان نزول 700
ایک جماعت آئی کہنے لگی آپ کا اتباع کیسے کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا 700
اللہ کے سوا انہوں نے علماء فقراء حتی کہ مسیح ابن مریم کو بھی رب بنالیا 700
وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے 700
نور الٰہی سے مراد دلائل اسلام ہیں 700
وہ ذات پاک ہے جس نے اپنا رسول آخر زمان ہدایت اور سچے دین کے ساتھ سب دینوں پر غالب کیا 700
ادیان و ملل اس سے منسوخ ہوئے 700
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ضحاک رحمۃ اللہ

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

علیہ نے فرمایا 700
جبکہ کوئی دین ایسا دین والا نہ ہوگا 700
حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ روئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہ ہوگا جس میں دین اسلام داخل نہ ہو۔ 701
احبار یہود کے اولیاؤں کی بے دینی اور رشوت خوری کے متعلق 701
سونا چاندی جمع کرتے ہیں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے 701
شان نزول 701
زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں کر دیا جائے گا 701
ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل۔ نیک بیوی جو ایماندار خاوند کی اس کے ایمان پر مدد کرے (بروایت ترمذی) 702
جس دن تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں وہ سونا اور چاندی شدت حرارت سے سفید ہو جائیں گے 702
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مال کی زکوٰۃ دی گئی ہو وہ کنز نہیں 702
قمری مہینوں کا بیان 702
چار ماہ حرمت والے 702
حرمت والے مہینوں اور حرم میں جنگ کرنے کی ممانعت 703
دین قیم سے مراد دین ابراہیمی ہے 703
ظلم سے مراد ان کی حرمت کی پرواہ نہ کرنا 703
مشرکین سے ہر وقت جہاد کرو 703
کافہ کے معنی یعنی اس کو کام سے روک دیا گیا 703
نسی لغت عرب میں وقت کے موخر کرنے کو کہتے ہیں 703
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا نسی کے مہینے گئے گزرے ہو گئے ہیں 703
با محاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۃ توبہ پارہ ۱۰ 704
حل لغات رکوع ششم سورۃ توبہ 705
مختصر تفسیر رکوع ششم سورۃ توبہ 706
غزوۂ تبوک کے لئے مسلمانوں کو حکم ملا گرمی کی شدت تھی 706
جب حضور علیہ السلام طائف سے واپس تشریف لائے تو اچانک اطلاع ملی کہ ہرقل شاہ روم نے فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہے 706
حضور علیہ السلام کا حکم سن کر اکثر قبیلے بیٹھ رہے 707
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار مجاہدین کو سامان جنگ دیا 707
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قربانی مال 707
حضرت فاروق اعظم نے نصف مال پیش کیا 707
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا گیا 707
تبوک میں پانی کے چشمہ کا معجزہ 707
ہرقل شاہ روم نے مقابلہ نہ کیا 707
حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو چار سو سے زائد سوار دے کر قلعہ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا 707
حاکم ایلہ پر اسلام پیش کیا جزیہ پر صلح ہوئی 707
جو لوگ اس جہاد میں جانے سے رک گئے حضور ﷺ نے ان سے کلام کرنے سے روک دیا 707
تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا 708

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے 708

دارالندوہ میں مجلس شوریٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف صرف دو جان سے 708

جب دونوں یعنی حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں تھے 708

اذ یقول لصاحبہ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں 708

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے 708

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں بھی پہلے داخل ہوئے اپنی چادر کو پھاڑ کر تمام سوراخ بند کر دیئے 708

اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں کافروں کی بات نیچے کر ڈالی اور دعویٰ کفر و شرکت کو پست کر دیا 709

اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے جان اور مال سے 709

اگر ہوتا مال قریب یا متوسط سفر تو وہ ضرور تمہاری پیروی کرتے 709

شقہ لمبی مسافت کو کہتے ہیں 710

استطاعت سے مراد ساز و سامان یا پھر بدنی طاقت ہے 710

ارشاد نبوی ﷺ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرا غار کا ساتھی ہے تو یہی میرے ساتھ حوض کوثر پر ہوگا 710

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے فرمائشی اشعار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں 710

ہجرت 710

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 711

حل لغات رکوع ہفتم سورۂ توبہ 713

مختصر تفسیر رکوع ہفتم سورۂ توبہ 716

اللہ معاف کرے 716

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفا میں فرماتے ہیں 716

غزوۂ تبوک میں نہ جانے والے گھر رہ جانے والوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیدیا گیا 716

نبی محترم ﷺ کی تعظیم و توقیر مقصود ہے 716

اللہ تعالیٰ نے عتاب کی جگہ عفو کو بدل دیا 717

ایمان والے جہاد میں شریک ہونے کی بھی اجازت نہیں مانگیں گے بلکہ حکم ملتے ہی جہاد کی طرف دوڑ پڑیں گے 717

ان لوگوں کے بہشتی ہونے کی شہادت اور ثواب کا وعدہ ہے 717

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں 717

اللہ تعالیٰ ہی کو ان کا جہاد میں جانا پسند نہیں تھا 717

اللہ نے ان کو روک دیا ان کی سستی کے سبب 717

عبداللہ بن ابی نے ساتھ چھوڑ دیا 718

الا خبالاً سوا شر و فساد کے اور کچھ نہیں 718

بال سے مراد شر و فساد ہے 718

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا سماعون کا معنی نمامون یعنی چغلخور ہے 718

ان ظالموں کو اللہ خوب جانتا ہے 718

الحق سے مراد اللہ کی مدد اور دین اسلام کی تائید ہے

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

www.waseemziyai.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی عجیب حالت ہے اس کیلئے ہر بات میں خیر ہے 718
مسلمانوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے 720
اعجاب کا معنی ہے کسی پسندیدہ چیز پر خوش ہونا 721
زہوق کے لغوی معنی دشواری سے نکلنا ہے 721
ملجاء کوئی حفاظت کا مقام جس میں پناہ لی جاسکتی 721
پشت پھیر کر اس کی طرف بھاگتے 721
شان نزول 721
حرقوص بن زہیر نے خوارج کے فرقے کی بنیاد رکھی 721
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوازن اور حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کھڑے ہوکر کہا حضور عدل فرمائیے 721
مفصل واقعہ 722
نہروان کی جنگ 722
اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے دعا کرانا ان کی دعاؤں سے مراد پوری ہونے کی امید رکھنا جائز ہے 722
بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 722
حل لغات رکوع ہشتم سورۂ توبہ 723
مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورۂ توبہ 725
زکوٰۃ کے مستحقین 725
جب منافقین نے تقسیم صدقات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر طعن کیا 725
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مبہم الفاظ میں تصریح 725
زکوٰۃ کے مستحق لوگ آٹھ قسم کے قرار دیئے ہیں 725
صاحب ہدایہ فرماتے ہیں مؤلفۃ القلوب کی صنف اب ساقط ہے 725
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نامہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نام 725
تالیف قلوب کا سلسلہ ختم کر دیا گیا 726
تعریف فقیر 726
تعریف مسکین 726
دعا 726
عاملین 726
رقاب 726
مصرف فی سبیل اللہ 727
مسافر 727
مصنف مصطفیٰ علیہ السلام کے بیان میں 727
ان میں کچھ وہ بھی ہیں جو ستاتے ہیں نبی محتشم کو
منافقوں نے آپ کو کان کہا 727
شان نزول 727
جلاس کا منصوبہ 727
انکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب 727
ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں جو تم میں سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں 727
منافقین کی قسم کھانے کا ذکر 727
شان نزول 728
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو آدمی شیطان کو دیکھنا چاہے وہ نبتل بن حرث کو دیکھے 728
منافقین کا حال 728
منافقین کا خوف 728
شان نزول 728
منافقین کی تین جماعتوں میں سے دو تمسخر کر رہے تھے 728
اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کے ساتھ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مذاق کفر ہے	729
منافقین کے تمسخر اور مذاق کی تفصیل	729
مخشن بن عمیر الاشجعی رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی اور جنگ یمامہ میں شہید ہوا	729
بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۂ توبہ پارہ ۱۰	729
حل لغات رکوع نہم سورۂ توبہ	730
مختصر تفسیر رکوع نہم سورۂ توبہ	732
منافق عورتیں منافق مرد ایک ہی ہیں	732
فسق کے معنی خروج عن الطاعۃ کے ہیں	732
منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ	732
منافقین پر اللہ کی لعنت	732
چند مثالیں دے کر منافقین کو خطاب	733
والمؤتفکات مؤتفکہ کی جمع ہے الٹ کر نیچے کرنے کے معنی	733
رسول اللہ ﷺ کی تکذیب پر عذاب آتے	733
اللہ تعالیٰ عزوجل بلاوجہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ نہایت عادل ہے	733
مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار و رفیق ہیں	734
بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں	734
صفات مومن	734
صحابہ کرام علیہم رضوان نے مساکن طیبہ کی تفسیر دریافت کی	734
حضور علیہ السلام نے جنت کا حال مفصل طور پر بیان فرمایا	734
اللہ کی رضا کے متعلق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	734
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۂ توبہ پارہ ۱۰	735
حل لغات دسواں رکوع سورۂ توبہ	736
مختصر تفسیر دسواں رکوع سورۂ توبہ	737
غیب کی خبر دینے والے نبی محترم ﷺ کو کافروں سے جہاد اور منافقین سے سختی کرنے کا حکم دیا گیا	737
شان نزول	738
عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد جلاس نے توبہ کر لی تھی	738
جلاس بن سوید کا مفصل واقعہ	738
ثعلبہ بن حاطب نے مال کی ترقی کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی	738
دعا کے بعد مال میں برکت ہوئی ثعلبہ کو مدینہ سے باہر جانا پڑا حتی کہ جمعہ سے محروم ہو گیا	739
ثعلبہ کا زکوۃ دینے سے انکار اور عتاب	740
ثعلبہ کا دعا سے قبل کا حال	740
ثعلبہ منافق ہو گیا	741
یہ منافق نفلی صدقہ دینے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں	741
شان نزول	741
منافقین کا صحابہ علیہم رضوان پر طعن کرنا	741
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار درہم لائے	741
حضور علیہ السلام کی دعا سے برکت ہوئی	742
منافقین کی بارگاہ رسالت ﷺ میں معذرت اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت کو رد فرمایا اور حکم دیا کہ اگر	

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

ستر بار بھی معافی طلب کریں تو معاف نہ ہوگا 742
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 743
حل لغات گیارہواں رکوع سورۂ توبہ 744
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع سورۂ توبہ 746
جہاد میں نہ جانے والوں کا حال اور اس کا انجام 746
شان نزول 746
بشارت کو روکنے والوں کو توبیخ 746
حدیث شیخین 746
غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کے لئے حکم 747
الخالفین سے وہ لوگ مراد ہیں جو بغیر عذر اپنے گھروں میں بیٹھے رہے 747
منافق و بے دین کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی ممانعت 747
منافق کی قبر پر کھڑے ہونے اور نماز جنازہ اور کفن دفن میں شرکت کی ممانعت کردی گئی 747
شان نزول 747
عبداللہ بن سلول سردار منافقین مر گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمیص مبارک عطا کی 747
منافقین پر عذاب دنیا بھی ہوگا اور آخرت میں بھی 748
منافقین کی حالت 748
بامحاورہ ترجمہ رکوع بارہواں رکوع سورۂ توبہ پارہ ۱۰ 749
حل لغات رکوع بارہواں رکوع سورۂ توبہ 749
مختصر تفسیر رکوع بارہواں سورۂ توبہ 750
احوال منافقین 750
سورۂ براءۃ کا نزول 751
معذور اپاہجوں کے لئے حکم 751
عذر والوں کے حق میں فرما دیا گیا کہ ان سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے 751
شان نزول 752
عتاب مواخذہ 752
بحمدہ تعالیٰ عزوجل دسواں پارہ مکمل ہوا 752

فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

امیر جامعہ حسنات العلوم و خطیب مسجد وزیر خان

۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۵ء، ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ بروز منگل

www.waseemziyai.com

پارہ ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ انیسواں رکوع۔سورہ نساء۔پ ٦

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ	اللہ پسند نہیں کرتا برائی کا اعلان کرنے کو مگر مظلوم سے
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾	اور اللہ سنتا جانتا ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾	اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معافی دینے والا قدرت والا ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿١٥٠﴾	وہ جو کفر کریں اللہ اور اس کے رسولوں سے اور ارادہ کریں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور ارادہ کریں کہ ایمان اور کفر کے مابین کوئی راہ نکال لیں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾	یہ لوگ وہی ہیں جو پورے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع	اور وہ جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر اور ان میں سے کسی ایک میں (ایمان کے اندر) فرق نہیں کرتے یہ وہ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دے گا ان کا اجر اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات انیسواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ٦

لَا۔نہیں	يُحِبُّ۔پسند کرتا	اللّٰهُ۔اللہ	الْجَهْرَ۔اعلان
بِالسُّوْٓءِ۔برائی کا	مِنَ الْقَوْلِ۔بات سے	اِلَّا۔مگر	مَنْ۔جو
ظُلِمَ۔مظلوم ہو	وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ
سَمِيْعًا۔سننے والا	عَلِيْمًا۔جاننے والا	اِنْ۔اگر	تُبْدُوْا۔ظاہر کرو
خَيْرًا۔بھلائی	اَوْ۔یا	تُخْفُوْهُ۔چھپاؤ اس کو	اَوْ۔یا
تَعْفُوْا۔معاف کرو	عَنْ۔کوئی	سُوْٓءٍ۔برائی	فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	كَانَ۔ہے	عَفُوًّا۔معاف کرنے والا	قَدِيْرًا۔قدرت والا
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يَكْفُرُوْنَ۔کفر کرتے ہیں	بِاللّٰهِ۔اللہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ-اور	رُسُلِهٖ-اس کے رسولوں کا	وَ-اور	يُرِيْدُوْنَ-چاہتے ہیں
اَنْ-یہ کہ	يُّفَرِّقُوْا-فرق کریں	بَيْنَ-درمیان	اللّٰهِ-اللہ
وَ-اور	رُسُلِهٖ-اس کے رسولوں کے	يَقُوْلُوْنَ-کہتے ہیں	نُؤْمِنُ-ہم ایمان لاتے ہیں
بِبَعْضٍ-ساتھ بعض کے	وَّ-اور	نَكْفُرُ-کفر کرتے ہیں	بِبَعْضٍ-ساتھ بعض کے
وَّ-اور	يُرِيْدُوْنَ-چاہتے ہیں	اَنْ-یہ کہ	يَّتَّخِذُوْا-پکڑیں
بَيْنَ-درمیان	ذٰلِكَ-اس کے	سَبِيْلًا-راستہ	اُولٰٓئِكَ-یہی
هُمُ-وہ ہیں	الْكٰفِرُوْنَ-کافر	حَقًّا-پکے	وَ-اور
اَعْتَدْنَا-تیار کیا ہم نے	لِلْكٰفِرِيْنَ-کافروں کیلئے	عَذَابًا-عذاب	مُّهِيْنًا-ذلیل کرنے والا
وَ-اور	الَّذِيْنَ-وہ جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے	بِاللّٰهِ-ساتھ اللہ کے
وَ-اور	رُسُلِهٖ-اس کے رسولوں کے	وَ-اور	لَمْ-نہ
يُفَرِّقُوْا-فرق کیا	بَيْنَ-درمیان	اَحَدٍ-کسی کے	مِّنْهُمْ-ان میں سے
اُولٰٓئِكَ-یہ لوگ ہیں کہ	سَوْفَ-جلدی	يُؤْتِيْهِمْ-دے گا ان کو	اُجُوْرَهُمْ-ان کے اجر
وَ-اور	كَانَ-ہے	اللّٰهُ-اللہ	غَفُوْرًا-بخشنے والا
رَّحِيْمًا-مہربان			

مختصر تفسیر انیسواں رکوع-سورۃ نساء-پ ٦

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ
تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ
يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ
سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ
يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

اللہ پسند نہیں کرتا اعلان برائی کا کرنے کو مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے اگر تم بھلائی اعلانیہ کرو۔ یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معافی دینے والا قدرت والا ہے وہ جو کفر کریں اللہ اور اس کے رسولوں سے اور ارادہ کریں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں اور کہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور ارادہ کریں کہ ایمان و کفر کے مابین کوئی راہ نکال لیں یہ لوگ وہی ہیں جو پورے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر اور ان میں سے کسی ایک میں (ایمان کے اندر) فرق نہیں کرتے یہ وہ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دے گا ان کا اجر اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ۔ چلا کر بری بات زبان سے کہنا۔ بعض علماء رحمہم اللہ کے نزدیک بدزبانی کرنے سے مراد گالی دینا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گالیاں دینے والوں میں سے جو پہل

کرے الزام اس پر ہے۔

شان نزول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت ﷺ میں حاضر تھے کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں زبان درازی کرتا رہا۔ آخر جب باز ہی نہ آیا تو آپ نے بھی ایک بار اسے جواب دیا۔ حضور ﷺ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کو مسموع فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے گویا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کو پسند نہ فرمایا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ جب تک یہ بکواس کرتا رہا حضور نے پرواہ نہ فرمائی اور جب میں نے اسے جواب دیا تو حضور نے اسے پسند نہ فرمایا سرکار نے فرمایا صدیق تمہاری طرف سے ایک فرشتہ اسے جواب دے رہا تھا جب تم نے خود اسے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا۔ انہوں نے اس مہمان کی خاطر خواہ میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو اس نے اپنے میزبانوں کی شکایت کی اور ان کے اخلاقیات پر چہ میگوئیاں کرتا رہا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

غرضیکہ آیہ کریمہ کا مفہوم ومنطوق یہ ہے کہ کسی کے پوشیدہ کام کا اظہار کرنا خواہ وہ بطور غیبت ہو یا بہ خیال نمامی یعنی چغلخوری اسے اللہ پسند نہیں فرماتا۔ انسان عاقل وہ ہے جو اپنے عیب دیکھ کر ان کی اصلاح کرے ایک قول یہ بھی ہے کہ جہر بالسوء سے مراد گالی ہے پہلی آیتوں سے اس کا ربط یہ ہے کہ اول آیات رحمت بیان فرما کر اب اصلاح اخلاق فرمانے کو ظاہر فرمایا کہ اللہ سب وشتم غیبت اور نمامی کو پسند نہیں فرماتا البتہ یہ جائز ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کر دے اور چور غاصب کی نسبت کہہ دے کہ اس نے میرا مال چرایا یا فلاں نے میرا مال غصب کیا۔

اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا۔ اگر تم کوئی نیک کام علانیہ کرو۔ خیر سے مراد طاعت وفرمانبرداری ہے۔ ظالم کے ساتھ بھلائی کرو تاکہ برائی بھلائی سے مٹا دی جائے۔

اَوْ تُخْفُوْهُ۔ یا پوشیدہ طور پر کرو۔

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا۔ برائی سے درگزر کرو یعنی ظالم کے ساتھ بھلائی اگرچہ نہ کرو مگر ایسے ظلم کو اپنے دل سے مٹا دو یعنی درگزر کر دو تو بلاشبہ اللہ بڑا معاف کرنے والا کامل قدرت والا ہے۔

آگے بتایا کہ بھلائی علانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی کی برائی سے چشم پوشی کرو یا اسے معاف کر دو تو اللہ معاف کرتا ہے تو تم بھی معاف کرو۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ وہ جو تفریق بین اللہ وبین الرسول کر کے اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں سے کفر کریں جیسے یہود ونصاریٰ یہ صریح کافر لوگ ہیں خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا مرزائی یا کوئی فرقہ ان کے لئے ذلت کا عذاب اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام اور سید اکرم ﷺ سے کفر کیا اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا اور اسلام یہ بتاتا ہے کہ بعض رسولوں علیہم السلام پر ایمان لانا انہیں کفر سے نہیں بچا سکتا اس لئے کہ ایک نبی علیہ السلام کا انکار کرنا بھی تمام انبیاء علیہم السلام

کے انکار کے برابر ہے اور جو تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو مانتا ہے ایمان رکھتا ہے مگر مرتکب کبائر ہے وہ یقیناً مستحق مغفرت ہے۔ معتزلہ کا چونکہ یہ عقیدہ تھا کہ مرتکب کبائر بھی خلود عذاب کا مستحق ہے اس آیت کریمہ میں ان کا رد کیا گیا اور آخر میں اپنی صفات فعلیہ کا اظہار وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ فرما کر کیا۔ صفات فعلیہ مغفرت و رحمت ہیں۔

با محاورہ ترجمہ بیسواں رکوع - سورۃ نساء - پ ٦

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

تم سے سوال کرتے ہیں اہل کتاب (اے محبوب) یہ کہ ان پر اتار دو ایک کتاب آسمان سے تو یقیناً وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑا سوال کہ کہنے لگے ہمیں دکھلا دو اللہ کو علانیہ تو پکڑ لیا ان کو کڑک نے ان کی زیادتی سے پھر پکڑ بیٹھے بچھڑا بعد اس کے کہ آ گئیں ان کے پاس روشن آیتیں تو معاف کر دیا ہم نے ان سے یہ اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

اور اونچا کیا ہم نے ان پر طور کو ان سے عہد لینے کو اور کہا ہم نے انہیں کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے اور ان سے کہا ہم نے کہ ہفتہ کے دن حد سے نہ بڑھو اور لیا ہم نے ان سے عہد غلیظ۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

تو بسبب عہد شکنی کے اور ان کے کفر کے باعث جو اللہ کی آیتوں سے کیا اور قتل ناحق نبیوں کا کرنے سے (لعنت کی) اور ان کے کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ان کے کفر کی تو ایمان نہیں لاتے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

مگر تھوڑے اور بہ سبب ان کے کفر کے اور مریم پر بول کر بہتان عظیم لگانے میں۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا نہ اسے سولی دی۔ بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں اس سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ علم ہی نہیں سوا اس کے کہ وہ گمان میں پڑے ہیں اور

www.waseemziyai.com

انہوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۵۸﴾

بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ﴿۱۵۹﴾

کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوگا۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَثِیْرًا ﴿۱۶۰﴾

تو بسبب ظلم یہود کے ہم نے حرام کیا ان پر پاک چیزوں کو جو ان کے لئے حلال تھیں اور بسبب اس کے کہ روکا انہوں نے بہت لوگوں کو اللہ کی راہ سے۔

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶۱﴾

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ انہیں اس سے بہت منع کیا تھا اور کھانا مال لوگوں کا ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے دردناک عذاب۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓىٕكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۶۲﴾

لیکن جو ان میں پکے ہیں علم کے اندر اور وہ ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو (اے محبوب) تمہاری طرف اترا اور جو اترا تم سے پہلے اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور ایمان لانے والے اللہ اور قیامت پر یہ وہ ہیں کہ عنقریب دیں گے ہم انہیں بڑا ثواب۔

حل لغات بیسواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۶

یَسْئَلُكَ۔آپ سے سوال کرتے ہیں		اَهْلُ الْكِتٰبِ۔اہل کتاب	اَنْ۔یہ کہ
تُنَزِّلَ۔اتارے تو	عَلَیْهِمْ۔ان پر	كِتٰبًا۔کتاب	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے
فَقَدْ۔تو یقیناً	سَاَلُوْا۔سوال کر چکے ہیں	مُوْسٰۤى۔موسیٰ سے	اَكْبَرَ۔بڑا
مِنْ ذٰلِكَ۔اس سے	فَقَالُوْۤا۔تو کہا	اَرِ۔دکھا	نَا۔ہم کو
اللّٰهَ۔اللہ	جَهْرَةً۔علانیہ	فَاَخَذَتْ۔تو پکڑ لیا	هُمْ۔ان کو
الصّٰعِقَةُ۔بجلی نے	بِظُلْمِهِمْ۔ان کے ظلم کے سبب	ثُمَّ۔پھر	اتَّخَذُوا۔پکڑا انہوں نے
الْعِجْلَ۔بچھڑا	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	مَا۔اس کے کہ	جَآءَتْ۔آئیں
هُمُ۔ان کے پاس	الْبَیِّنٰتُ۔روشن آیتیں	فَعَفَوْ۔تو معاف کیا	نَا۔ہم نے
عَنْ ذٰلِكَ۔اس سے	وَ۔اور	اٰتَیْنَا۔دیا ہم نے	مُوْسٰى۔موسیٰ کو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

سُلْطٰنًا۔غلبہ	مُّبِيْنًا۔روشن	وَ۔اور	رَفَعْنَا۔اٹھایا ہم نے
فَوْقَهُمُ۔ان پر	الطُّوْرَ۔طور کو	بِمِيْثَاقِهِمْ۔ان سے عہد لینے کو	
وَ۔اور	قُلْنَا۔کہا ہم نے	لَهُمُ۔انہیں	ادْخُلُوا۔داخل ہو
الْبَابَ۔دروازے سے	سُجَّدًا۔سجدہ کرتے	وَّ۔اور	قُلْنَا۔کہا ہم نے
لَهُمْ۔انہیں	لَا۔نہ	تَعْدُوْا۔حد سے بڑھو	فِي السَّبْتِ۔ہفتہ کے دن میں
وَ۔اور	اَخَذْنَا۔لیا ہم نے	مِنْهُمْ۔ان سے	مِّيْثَاقًا۔عہد
غَلِيْظًا۔پکا	فَبِمَا۔تو بسبب	نَقْضِهِمْ۔توڑنے ان کے	مِّيْثَاقَهُمْ۔اپنے وعدے کو
وَ۔اور	كُفْرِ۔انکار کرنا	هِمْ۔ان کا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ۔اللہ کی آیتوں
سے	وَ۔اور	قَتْلِهِمُ۔قتل کرنا ان کا	الْاَنْۢبِيَآءَ۔نبیوں کو
بِغَيْرِ۔بغیر	حَقٍّ۔حق کے	وَّ۔اور	قَوْلِهِمْ۔ان کا کہنا
قُلُوْبُنَا۔ہمارے دل	غُلْفٌ۔غلافوں میں ہیں	بَلْ۔بلکہ	طَبَعَ۔مہر لگائی
اللّٰهُ۔اللہ نے	عَلَيْهَا۔اس پر	بِكُفْرِ۔بسبب کفر	هِمْ۔ان کے کے
فَلَا۔تو نہ	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں گے	اِلَّا۔مگر	قَلِيْلًا۔تھوڑے
وَّ۔اور	بِكُفْرِ۔بسبب کفر	هِمْ۔ان کے کے	وَ۔اور
قَوْلِهِمْ۔ان کے لگانے کہ	عَلٰى مَرْيَمَ۔مریم پر	بُهْتَانًا۔بہتان	عَظِيْمًا۔عظیم
قَوْلِهِمْ۔ان کے کہنے کے کہ	اِنَّا۔ہم نے	قَتَلْنَا۔قتل کردیا	الْمَسِيْحَ۔مسیح
عِيْسَى۔عیسیٰ	ابْنَ۔بن	مَرْيَمَ۔مریم کو	رَسُوْلَ۔جو رسول ہے
اللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور	مَا۔نہ	قَتَلُوْهُ۔قتل کیا اس کو
وَ۔اور	مَا۔نہ	صَلَبُوْهُ۔سولی چڑھایا اس کو	وَ۔اور
لٰكِنْ۔لیکن	شُبِّهَ۔شبیہ بنایا گیا	لَهُمْ۔ان کے لئے	وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جنھوں نے	اخْتَلَفُوْا۔اختلاف کیا	فِيْهِ۔اس میں
لَفِيْ۔یقیناً	شَكٍّ۔شک میں ہیں	مِّنْهُ۔اس سے	مَا۔نہیں
لَهُمْ۔ان کو	بِهٖ۔اس کا	مِنْ۔کوئی	عِلْمٍ۔علم
اِلَّا۔مگر	اتِّبَاعَ۔پیروی کرتے ہیں	الظَّنِّ۔ظن کی	وَ۔اور
مَا۔نہیں	قَتَلُوْهُ۔قتل کیا انہوں نے اس کو		يَقِيْنًا۔یقیناً
بَلْ۔بلکہ	رَّفَعَهُ۔اٹھالیا اس کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	اِلَيْهِ۔اپنی طرف
وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ	عَزِيْزًا۔غالب
حَكِيْمًا۔حکمت والا	وَ۔اور	اِنْ۔نہیں	مِّنْ۔کوئی

MARKAZ UL ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ کتاب والا	اِلَّا۔ مگر	لَيُؤْمِنَنَّ۔ ایمان لائے گا	بِهٖ۔ اس پر
قَبْلَ۔ پہلے	مَوْتِهٖ۔ ان کی موت کے	وَ۔ اور	يَوْمَ۔ دن
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	يَكُوْنُ۔ ہوگا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	شَهِيْدًا۔ گواہ
فَبِظُلْمٍ۔ تو بسبب ظلم کے	مِّنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے	هَادُوْا۔ جو یہود ہیں	حَرَّمْنَا۔ حرام کیں ہم نے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	طَيِّبٰتٍ۔ پاکیزہ چیزیں	اُحِلَّتْ۔ جو حلال تھیں	لَهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور	بِصَدِّهِمْ۔ بہ سبب ان کے روکنے کے		عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ سے
كَثِيْرًا۔ بہت لوگوں کو	وَّ۔ اور	اَخْذِ۔ لینے	هِمُ۔ ان کے
الرِّبٰوا۔ سود	وَ۔ اور	قَدْ۔ بے شک	نُهُوْا۔ روکے گئے
عَنْهُ۔ اس سے	وَ۔ اور	اَكْلِهِمْ۔ کھانا ان کا	اَمْوَالَ۔ مال
النَّاسِ۔ لوگوں کے	بِالْبَاطِلِ۔ ناحق	وَ۔ اور	اَعْتَدْنَا۔ تیار کیا ہم نے
لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے لئے	مِنْهُمْ۔ ان سے	عَذَابًا۔ عذاب	اَلِيْمًا۔ دردناک
لٰكِنِ۔ لیکن	الرّٰسِخُوْنَ۔ مضبوط	فِي الْعِلْمِ۔ علم والے	مِنْهُمْ۔ ان سے
وَ۔ اور	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِمَآ۔ اس پر جو
اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	وَ۔ اور	مَآ۔ جو
اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	وَ۔ اور	الْمُقِيْمِيْنَ۔ قائم کرنے والے
الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	الْمُؤْتُوْنَ۔ دینے والے	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ
وَ۔ اور	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لانے والے	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور
الْيَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	سَنُؤْتِيْهِمْ۔ جلدی دیں گے
ہم ان کو	اَجْرًا۔ اجر	عَظِيْمًا۔ بڑا	

مختصر تفسیر بیسواں رکوع ۔ سورۃ نساء ۔ پ ٦

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾۔

آپ سے سوال کرتے ہیں اہل کتاب (اے محبوب) یہ کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو۔ تو یقیناً وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑا۔ تو بولے ہمیں اللہ کو علانیہ دکھلا دو۔ تو ان کو کڑک نے آلیا ان کے ظلموں پر۔ پھر بچھڑا پکڑ بیٹھے بعد اس کے کہ آچکیں ان کے پاس روشن آیتیں تو ہم نے معاف کر دیا یہ قصور اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ عطا فرمایا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شانِ نزول

یہود کا بڑا سردار کعب بن اشرف اور فنحاص بن عازورا بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر بولے کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے کتاب نازل کر دو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لائے تھے۔ یہ سوال ان کا ہدایت قبول کرنے اور اتباع شریعت کے واسطے نہ تھا۔ بلکہ سرکشی اور بغاوت سے ایسی باتیں کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ یہ سوال یہ ہی نہیں کر رہے بلکہ ان کے باپ دادا بھی ایسے ہی سوال کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑے سوال ہو چکے ہیں۔

یہ حقیقت حال ہے کہ اگر سوال طلب رشد کے لئے ہوتا تو پورا کر دیا جاتا مگر وہ تو کسی صورت میں ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے علانیہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بھی مطالبہ کیا گیا جس پر صاعقہ محرقہ سے جلا دیئے گئے اور پھر زندہ کئے گئے مگر وہ کافر کے کافر ہی رہے پھر بچھڑا پوجنے پر اتر آئے پھر توبہ کے بعد انہیں معافی دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر واضح الدلالت تھے اور باوجودیکہ ہم نے توریت یکبارگی ہی نازل کی تھی خوئے بدرا بہانہ بسیار۔ بجائے اطاعت کرنے کے انہوں نے خدا کے دیکھنے کا سوال کر دیا۔ آخرش اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا۔ (روح المعانی)

قطع نظر اس کے یہ سوال بھی معقول نہ تھا اس لئے کہ جسے دیکھنا چاہتے تھے وہ یُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ ہے نہ کہ ابصار اس کا احاطہ کر سکتی ہیں قرآن کریم میں فرمایا گیا لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ ۡ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ دوسرے وہ ذات والا صفات وہ ہے جس نے اپنے تقرب کو نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ۝۱۶ کہہ کر ظاہر فرمایا تو جو اَقۡرَبُ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ۝۱۶ ہے اس کا نظر آنا اَقۡرَبُ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ۝۱۶ کے دعویٰ کو رد کرنا ہے پھر مشاہدہ ہے کہ ہماری نظر تو قریب کے دیکھنے سے بھی قاصر ہے تو اقرب کا مشاہدہ کیونکر کر سکتی ہے۔ روح انسان، انسان کے اندر ہے مگر باصرۂ انسان اس کے مشاہدہ پر قادر نہیں۔ آنکھ، ناک، کان، سر یہ انسان کے جسم میں قریب ہیں۔ لیکن باصرہ اس کے دیکھنے سے قاصر ہے۔ سرمہ جب تک بعید من الانسان رہتا ہے باصرہ اسے دیکھتا ہے مگر جب وہ سرمہ چشم انسان میں چلا جاتا ہے اور اقرب ہو جاتا ہے تو نظر سے نظر نہیں آتا البتہ جب آنکھ کا سرمہ کوئی دیکھنا چاہے تو شیشہ لاتا ہے اس میں اس کا پرتو دیکھ لیتا ہے اسی طرح جو ذات باری کو دیکھنا چاہے وہ آئینہ جمال حق ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَأَى الۡحَقَّ کے نشان پا کر جلوۂ حق دیکھ لے گا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ۔ تو کڑک نے ان کو پکڑ لیا یعنی آسمان سے آگ آئی اور ان کو ہلاک کر گئی۔

غرضیکہ ضدی، ہٹیلے، ہٹ دھرم، گمراہ، بے دین، جاہل، باغی ایسے سوالات غیر معقول کرتے اور کفر وطغیان میں پڑتے ہیں۔ ان کا مقصد قبول حق ہرگز نہیں ہوتا آگے ارشاد ہے۔

وَاٰتَيۡنَا مُوۡسٰى سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا۔ اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا۔ وہ غلبہ یہی تھا کہ جب بنی اسرائیل کی توبہ کے لئے انہیں خود ان کے قتل کا حکم دیا تو وہ انکار نہ کر سکے اور پیروی کرنی پڑی۔ (روح المعانی)

وَرَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ بِمِيۡثَاقِهِمۡ وَقُلۡنَا لَهُمُ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلۡنَا لَهُمۡ لَا تَعۡدُوۡا فِى السَّبۡتِ وَاَخَذۡنَا

www.waseemziyai.com

مِّنْهُم مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

اور ہم نے ان کے اوپر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو اور ان سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور ان سے کہا کہ ہفتہ میں حد سے نہ بڑھو۔ اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔

طور وہی پہاڑ ہے جو وادی مقدس طویٰ میں واقع ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔

اس واقعہ کی تفصیل سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے۔ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار ان کے لئے حرام کیا گیا تھا اس پر ان سے عہد لیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ عہد توڑ دیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

تو ان کی بدعہدی کے سبب اور ہماری آیتوں سے کفر کے باعث اور انبیاء کو ناحق شہید کرنے کے سبب (ہم نے ان پر لعنت کی) اور ان کے کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔

آیت کا مفہوم واضح ہے محتاج تفسیر مزید نہیں۔ لفظ یہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جو معاہدہ کیا اسے توڑا احکام الٰہی کی مخالفت کی۔ نصیحت قبول کرنے کی بجائے گستاخانہ بکواس کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے۔ آپ کی نصیحتیں ہمارے دل تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غلاف نہیں۔ بلکہ ہم نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر لگا دی ہے یہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ مگر تھوڑے ایمان لائیں گے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

اور بسبب کفر کرنے ان کے اور کہنا ان کا مریم پر بہتان عظیم اور ان کے اسی کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور حال یہ ہے کہ انہوں نے نہ قتل کیا نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں خود اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم نہیں مگر یہی کہ ظن ووہم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کا کفر متعدد صورتوں میں تھا ایک تو یہ کہ انہوں نے آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر ناگفتنی الزام و بہتان لگائے۔ اس کا رد اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ اور ان کا قول اور حضرت مریم پر بہتان عظیم لگایا ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔ دوسرے یہود نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کی تصدیق کی تھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کی تکذیب فرما دی اور بتا دیا کہ جسے انہوں نے قتل کیا۔ اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں۔ باوجودیکہ ان کا خیال خام تھا۔ چنانچہ وہ خود یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIC ACADEMY

مقتول عیسیٰ ہیں یا کوئی اور ہے۔ ان کے بعض تو یہی رٹ لگاتے رہے کہ مقتول عیسیٰ ہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چہرہ تو حضرت کا ہے مگر جسم عیسیٰ کا نہیں لہٰذا یہ عیسیٰ نہیں اور تردد میں پڑے ہوئے چنانچہ اٹکلیں دوڑاتے رہے اور اپنا دعویٰ صحیح نہ کر سکے اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ پر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ صحیح و سالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بسوئے آسمان اٹھا لئے گئے۔ سورہ آل عمران میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

اور یہاں وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فرما کر قطعی فیصلہ فرما دیا کہ یہود و نصاریٰ کا یہ گمان محض گمان ہی ہے۔ اس مبحث کو تفصیل کے ساتھ مع دلائل واضح کرنا ضروری ہے۔

موجودہ ماحول اور فتنہ مرزائیت کے زور کی بنا پر اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صلب و قتل و رفع الی السماء وفاہ، توفی اور متوفی اور توفیتنی اور الا لیؤمنن بہ قبل موتہ پر سیر حاصل روشنی ڈال دی جائے تا کہ مجھ جیسے بے بضاعت قلیل العلم افراد کے لئے وہ دلائل مشعل راہ ہو سکیں اور کسی راہزن دشمن اسلام کے دام تزویر میں نہ آ سکیں۔

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي التَّحْقِيْقِ وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

اول واقعہ رفع الی السماء عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو مبادیات صاحب روح المعانی فرما رہے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اِنَّ رَهْطًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَبُّوْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاُمَّهٗ فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَ خَنَازِيْرَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ يَهُوْدَا رَاْسَ الْيَهُوْدِ فَخَافَ فَجَمَعَ الْيَهُوْدَ فَاتَّفَقُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَسَارُوْا اِلَيْهِ لِيَقْتُلُوْهُ فَاَدْخَلَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْتًا وَرَفَعَهٗ مِنْهُ اِلَى السَّمَآءِ وَلَمْ يَشْعُرُوْا بِذٰلِكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ طَيْطَانُوْسُ لِيَقْتُلَهٗ فَلَمْ يَجِدْهُ وَاَبْطَاَ عَلَيْهِ وَ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ شِبْهَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا اَخْرَجَ قَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ۔

ایک جماعت یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ علیہا السلام کو گالیاں دے رہے تھی آپ نے ان پر بددعا کی وہ سور اور بندروں کی صورت میں مسخ ہو گئے یہ خبر یہودا کو پہنچی جو سردار یہود تھا اس نے خوف زدہ ہو کر یہود کو جمع کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر سب کو متفق کر لیا اور وہ اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے روانہ ہوئے تا کہ آپ کو شہید کر دیں تو جس مکان میں آپ تھے وہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھا لے گئے اور جو لوگ مکان پر جمع تھے انہیں اس کا کچھ شعور ہی نہ ہوا۔ پھر طیطانوس نامی ایک یہودی اس مکان میں داخل ہوا تا کہ آپ کو شہید کرے تو اس نے وہاں آپ کو نہ پایا وہ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس پر شبیہ عیسیٰ ڈال دی جب وہ باہر آیا لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا اور سمجھتے رہے کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ نہ وہ قتل ہوئے نہ وہ صلیب دیئے گئے لیکن ان کے لئے شبیہ عیسیٰ بنا دیا۔ (روح المعانی)

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث ابن منذر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ستائیس حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں تشریف لائے۔ یہودیوں نے اس مکان کو گھیر لیا۔ جب وہ اس مکان میں داخل ہوئے جتنے حواری تھے سب کو اللہ تعالیٰ نے شبیہ عیسیٰ میں بدل دیا تو وہ ایک دوسرے کو عیسیٰ سمجھ کر کہنے لگے۔ تم نے ہم پر جادو کر دیا۔ تا کہ

اصل عیسیٰ نکل جائیں اور ہم سب کو قتل کر ڈالیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا مَنْ یَشْرِیْ نَفْسَهٗ مِنْكُمُ الْیَوْمَ بِالْجَنَّةِ تم میں کون جنت کے بدلے اپنی جان بیچتا ہے ایک حواری بولا حضور میں حاضر ہوں اور وہ یہودیوں میں نکلا اور کہنے لگا اَنَا عِیْسٰی میں عیسیٰ ہوں فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ وَرَفَعَ عِیْسٰی وَ رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

اور ابوعلی جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ رُؤْسَآءَ الْیَهُوْدِ اَخَذُوْا اِنْسَانًا فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ یہود نے ایک آدمی پکڑا اور اس کو قتل کر کے اونچی جگہ صلیب پر چڑھا دیا تا کہ کوئی اس کے قریب نہ جا سکے چند روز میں اس کی لاش کا حلیہ تبدیل ہو گیا تو اعلان کر دیا۔ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر کے صلیب دے دیا۔ روایات مذکورہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما جو حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ وہب بن منبہ۔ ابن منذر راوی رحمہم اللہ ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ''اکمال فی اسماء الرجال'' میں لکھا ہے۔ وہ عبداللہ بن عباس حضور کے چچازاد بھائی ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ لبابہ بنت حارث حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں یعنی حضور کی سالی ہجرت سے قبل ۳ھ میں ولادت ہوئی اور جب حضور کی وفات ہوئی تو آپ تیرہ سال یا پندرہ سال کے تھے۔ آپ امت میں بہترین فرد ہیں اور اعلیٰ صحابہ کرام سے ہیں۔ حضور نے ان کے لئے حکمت، فقہ اور تاویل کی قابلیت کے لئے دعا فرمائی۔ آپ نے حضرت روح الامین کو دو بار دیکھا ہے۔

وہب بن منبہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ وہب بن منبہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ صنعانی ہے ابناء فارس سے ہیں آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی آپ کا وصال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

ابن المنذر کے والد منذر بن ابی اسید ساعدی رحمہم اللہ ہیں انہیں جب کہ ان کی ولادت ہوئی تو بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر کیا گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت منذر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھا کر منذر اسید نام رکھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہر سہ روایات اسرائیلیات سے نہیں ہیں بلکہ ان کے راوی صحابی یا تابعین ہیں۔

ایک روایت بلا سند یہ بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی کہ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْحَوَارِیِّیْنَ یُنَافِقُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا اَرَادُوْا بِقَتْلِهٖ قَالَ اَنَا اَدُلُّكُمْ عَلَیْهِ وَاَخَذَ عَلٰی ذٰلِكَ ثَلٰثِیْنَ دِرْهَمًا فَدَخَلَ بَیْتَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَرُفِعَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُلْقِیَ شِبْهُهٗ عَلَی الْمُنَافِقِ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَتَلُوْهُ وَهُمْ یَظُنُّوْنَ اَنَّهٗ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ ایک آدمی حوارین میں منافق تھا تو جب یہودیوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ بولا میں پتہ دیتا ہوں اور اس کے معاوضہ میں تیس درہم لئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا تو آپ کو اللہ نے اٹھا لیا اور اس منافق پر شبیہ عیسیٰ علیہ السلام ڈال دی جب وہ بھی گھر میں گھسے تو گھر میں اسی کو پایا اور قتل کر دیا اور ان کا گمان یہی رہا کہ مقتول عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

اس کے بعد کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ اور وہ اس اختلاف میں پڑ گئے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ یا ان کے شبہ میں کسی اور کو۔ بعض کہنے لگے اگر وہ جھوٹے نبی تھے تو ہم نے بطریق حق انہیں قتل کیا اور اس معاملہ میں یہودی متردد ہو گئے اور کہنے لگے اِنْ كَانَ هٰذَا عِیْسٰی فَاَیْنَ صَاحِبُنَا وَاِنْ كَانَ صَاحِبُنَا فَاَیْنَ عِیْسٰی۔ بعض نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ اَلْوَجْهُ وَجْهُ عِیْسٰی وَالْبَدَنُ بَدَنُ صَاحِبِنَا۔ چہرہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بدن ہمارے مخبر کا ہے۔ بہر حال یہ تمام تفصیل تو احادیث وسیر کی ہے اب قرآن کریم کا فیصلہ ناطق یہی ہے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کر سکے یہ یقینی بات ہے تو پھر کیا ہوا اور وہ کہاں چلے گئے قرآن کریم فرماتا ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان کا رفع فرمالیا۔

مبحث الرفع

مفردات راغب اصفہانی رحمہ اللہ۔ رفع۔ الرَّفْعُ يُقَالُ تَارَةً فِي الْاَجْسَامِ الْمَوْضُوْعَةِ اِذَا اَعْيِنَا عَنْ مَقَرِّهَا۔ رفع عموماً اجسام موضوعہ پر بولا جاتا ہے جبکہ اسے اس کے مقر سے اونچا کیا جائے جیسے قرآن کریم میں ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ – رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔

اور کبھی بنا کے لئے بولتے ہیں جبکہ اسے بڑھایا جائے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ۔

اور کبھی ذکر میں بولا جاتا ہے جبکہ کسی کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہو جیسے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴۔

اور کبھی عزت ومنزلت میں بولا جاتا ہے۔

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ جبکہ شرف ووقار ومرتبہ بیان کرنا مقصود ہو جیسے

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ۔ لیکن اس مثال پر صاحب مفردات رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ يَحْتَمِلُ رَفْعُهُ اِلَى السَّمَاءِ یہ آیہ کریمہ محتمل ہے رفع الی السماء پر۔

اور رَفْع مِنْ حَيْثُ التَّشْرِيْفِ کے معنی بھی دیتا ہے۔ وقال تعالی

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳۔

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸۔ اس پر فرماتے ہیں فَاشَارَةٌ اِلٰى مَعْنِيَيْنِ اِلٰى اِعْلَاءِ مَكَانِيَتِهٖ وَاِلٰى مَاخَصَّ بِهٖ مِنَ الْفَضِيْلَةِ وَ بِشَرْفِ الْمَنْزِلَةِ۔ اس میں اشارہ ہے دو معنی کی طرف بلند مکانی کے لئے اور اس طرف جو مخصوص کیا جائے فضیلت وشرف منزلت کے لئے۔

وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝۳۴۔

صراح میں رفع کے معنی لکھے ہیں۔ رفع برداشتن و هو خلاف الوضع یعنی رفع کے معنی اوپر کی طرف اٹھانے کے ہیں برخلاف وضع کے کہ اس کے معنی ''نیچے رکھنا'' ہیں۔

مصباح المنیر میں ہے رَفَعْتَهٗ رَفْعًا خلاف خفضته۔

اگر کہا جائے کہ جب رفع کا صلہ الیٰ آتا ہے تو یہ اعزاز واکرام کی طرف کنایہ مانا جاتا ہے جیسے رَفَعْتَهٗ اِلَى السُّلْطَانِ تو غور طلب یہ امر ہے کہ اس محاورہ سے تمسک کرنے والا عزت کی موت مراد نہیں لے سکتا۔ اس لئے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

MARKAZ-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

میں عزت کی موت کا واہمہ بھی نہیں دوسرے رَفَعْتُهٗ اِلَى السُّلْطَانِ میں خود رفع ضمیر موجود ہے۔صراح کی پوری عبارت اس تحقیق پر شاہد ہے۔او نزدیک گردانیدن کسے راہ بکسے صلته بالی و مِنْ ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ رَفَعْتُهٗ اِلَى السُّلْطَانِ۔عبارت کا مفہوم واضح کرر ہا ہے کہ یہاں رفعت منزلت قطعاً مرادنہیں بلکہ رَفْعُ جِسْمٍ مِنْ مَكَانٍ اِلٰى مَكَانٍ مراد ہے اس لئے کہ سلطان کے حضور جانا مع الجسم ہی جائے گا اور یہ جانا مع الجسم ہی ہوگا اور یہ جانا محض اس وقت عزت ہی کے لئے نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ہے منظور نظر شاہ ہے تو رَفَعَ اِلَى السُّلْطَانِ میں اس کی عزت ہے اور اگر وہ بصورت مجرم دربار شاہی میں اٹھا کر لے جایا گیا تو لازمی طور پر مورد مخط وعذاب ہوگا۔

فتح الباری شرح بخاری میں جز ۹ کے اندر ص ۴۳۱ پر محاورہ رَفَعَهٗ اِلَى الْحَاكِمِ کی بحث میں لکھا ہے اِحْتَضَرَهٗ لِلشِّكْوٰى یعنی شکایت کے لئے حاکم کے حضور لے گئے۔

مصباح المنیر میں رفع کے ماتحت لکھا ہے رَفَعْتُ الزَّرْعَ اِلَى الْبَيْدَرِ اس کے معنی صاحب صراح یوں کرتے ہیں ''برداشتم غله درودہ و بخر من گاہ آوردم ''یعنی کھیت میں سے غلہ کٹا ہوا لایا اور خرمن گاہ میں پہنچا دیا۔

قاموس میں ہے رَفَعُوا الزَّرْعَ حَمَلُوْهُ بَعْدَ الْحَصَاءِ اِلَى الْبَيْدَرِ - رَفَعُوا الزَّرْعَ کے یہ معنی ہیں کہ کسان کھیت کاٹ کر اٹھالا یا اور خرمن گاہ میں ڈالا۔

اساس البلاغۃ میں بھی یہی مضمون درج ہے۔

صحیح بخاری میں ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص کو وکیل بنایا وکیل نے کچھ چھوڑ دیا۔وکالت ابی ہریرۃ بحفظ زکوۃ رمضان میں یہ لفظ آتے ہیں لَاَ رْفَعَنَّکَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور فتح الباری شرح بخاری باب الوکالۃ جز ۹ ص ۴۳۱ میں ہے لَاَ رْفَعَنَّکَ اس کی شرح میں لکھتے ہیں لَاَ رْفَعَنَّ بِکَ اِلَى الرَّسُوْلِ يُقَالُ رَفَعَهٗ اِلَى الْحَاكِمِ اِذَا اَحْضَرَهٗ لِلشِّكْوٰى یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان لعین کو جو سارق غلہ صدقات تھا فرمایا۔آج تو میں تجھے ضرور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تیری شکایت کے لئے بھیجوں گا۔

اسی طرح محاورہ بھی ہے رَفَعَهٗ اِلَى الْحَاكِمِ جس کے معنی عام طور پر یہی لئے گئے ہیں کہ وہ اس کے حاکم کے روبرو اس کی بدعملی کی شکایت کے لئے لے گیا۔

صحیح بخاری باب فضل الکہف ونزول السکینہ میں اور مشکوۃ المصابیح کے ص ۱۸۶ پر حدیث قراءۃ اسید بن حضیر سورۃ الکہف میں ہے رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ یعنی اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ایک جگہ ہے فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ تو'' میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا'' وارد ہے اس حدیث میں دو دفعہ رفع کے ساتھ صلہ الیٰ آیا ہے اور یہاں رفع ضمیر ہی مراد ہے نہ کہ رفع منزلت۔

بخاری مسلم۔مشکوۃ کے کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت میں ہے جو ہمارے دعویٰ کی کافی وضاحت کرتا ہے۔حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے جب وفات پا گئے تو انہیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لایا گیا۔اس کے متعلق حدیث میں یہ لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

فَرَفَعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّبِیَ۔

وہ بچہ جس میں روح نہیں تھی خدمت والا میں لایا گیا۔ یہاں رفع رفع جسم کے لئے ہی استعمال ہوا ہے نہ کہ عزت کی موت یا کوئی اور معنی سورہ فاطر میں ارشاد الٰہی ہے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (فاطر پ ۲۲) کلمہ طیب خدا کی طرف ہی چڑھتا ہے اور نیک عمل کو خدا بلند فرماتا ہے۔

تفسیر فتح البیان میں اس آیت کے ماتحت یہ تفسیر ہے۔

اِلَیْہِ تَعَالٰی لَا اِلٰی غَیْرِہٖ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ اَلصُّعُوْدُ وَ ھُوَ الْحَرْکَۃُ اِلٰی فَوقَ وَھُوَ الْعُرُوْجُ اَیْضًا وَمَوْضِعُ الثَّوَابِ فَوقَ وَ مَوْضِعُ الْعَذَابِ اَسْفَلَ وَ مَعْنٰی صُعُوْدُہٗ اِلَیْہِ قَبُوْلُہٗ لَہٗ اَوْ ھُوَ وَالْکَتَبَۃُ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ بِمَا یَکْتُبُوْنَہٗ مِنَ الصُّحُفِ۔

کلمہ طیبہ صرف خدا ہی کی طرف چڑھتا ہے اور صعود اس حرکت کو کہتے ہیں جو اوپر کی جانب ہو اسی کو عروج بھی کہتے ہیں اور مقام ثواب اوپر کو ہے اور عذاب کی جگہ نیچے کو اور خدا تعالیٰ کی طرف کلمہ کے صعود کے دو معنی ہیں پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے یا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کراماً کاتبین جو فرشتہ ہیں وہ اس کے عمل کو صحیفوں کی شکل میں لے کر آسمان کو چڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے چنانچہ یَصْعَدُ بِھِنَّ اِلَی السَّمَاءِ وغیرہ حدیثوں میں آیا ہے۔

اس جگہ عروج جو صعود کے مترادف ہے اس کا صلہ الٰی ہی آیا ہے اور یہاں عروج سے مراد عروج حقیقی ہے نہ کہ کنائی نہ مجازی۔

صحیح مسلم میں ہے یَرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ (رات کا عمل خدا کی طرف مرفوع ہوجاتا ہے پیشتر اس کے کہ دن کا عمل صادر ہو اس میں بھی رفع کا صلہ الیٰ آیا ہے یہ حدیث من وجہ تفسیر ہے آیہ کریمہ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ کی۔

شیخ محقق علامہ مدقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں یرفعه اليه عمل الليل قبل عمل النهار۔ برداشته میشود و بالا برده میشود بسوئے درگاه وے عملهائے بندگاں که در شب میکنند پیش از عمل هائے که در روز میکنند و عمل النهار قبل عمل الليل و برداشته می شود عمل روز پیش از عمل شب یعنی هنوز روز نه شده و عملے دراں واقع نه شده که عمل شب بالامی بردند و شب نه رسیده که عمل روز ببرند دریں مبالغه است در مسارعت ملائکه موکل با عمال عباد و امتثال امر و سرعت عروج ایشان به معال عرض و مصاعد سماوات ایشاں بررفع اعمال در ادنیٰ ساعت چه فرق میان روز و شب۔

مجمع البحار میں زیر لفظ رفع لکھا ہے۔

فَرَفَعَہٗ اِلٰی یَدِہٖ اَیْ رَفَعَہٗ اِلٰی غَایَۃِ طُوْلِ یَدِہٖ لِیَرَاہُ النَّاسَ فَیَنْظُرُوْنَ جلد ثانی۔ ص ۲۳

یعنی حضور علیہ السلام نے پیالہ اپنے دست مبارک کے طول برابر اوپر اٹھایا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں اور روزے افطار کر لیں اس حدیث میں بھی رفع کا صلہ الیٰ آیا ہے اس سے بھی رفع (یعنی برتن) کا مدخول الیٰ کی طرف اٹھانا ہے جو رفع جسمانی کی

www.waseemziyai.com

دلیل ہے۔

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ لغت میں

رفع کے حقیقی معنی اور وصفی معنی اوپر کو اٹھانا ہے۔ برخلاف وضع اور خفض کے کہ ان کے معنی نیچے رکھنا ہیں تو جہاں رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں اس سے مراد نیچے سے اوپر کو حرکت دینا ہوگا اور اگر اس کا متعلق و معمول کوئی معنی ہوگا تو باقتضائے مقام اس کا محمل ہوگا۔

جیسے محاورہ رَفَعْتُہٗ اِلَی الْحَاکِمِ میں اگر ضمیر منصوب سے مراد کوئی جسم ہو تو اس سے مقصود رفع جسم ہوگا۔ اور اگر وہ معاملہ ہو تو صرف اس امر کا پیش کرنا مراد ہوگا چنانچہ مصباح المنیر میں ہے۔

فَالرَّفْعُ فِی الْاَجْسَامِ حَقِیْقَةً فِی الْحَرْکَةِ وَالْاِنْتِقَالِ وَ فِی الْمَعَانِی مَا یَقْتَضِیْهِ الْمَقَامُ۔ لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔

مصباح کی اس تصریح سے واضح ہے کہ رفع کے حقیقی و وضعی معنی نیچے سے اوپر کو حرکت اور انتقال کے ہوتے ہیں۔

بنابریں و رافعک الی اور بل رفعه اللّٰه علیه کا مفہوم منطوق واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ مرفوع الے السماء ہوئے کیونکہ رافعک الی میں ضمیر مخاطب راجع بطرف منادی ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہاں بل رفعه اللّٰه الیه میں ضمیر راجع بہ عیسیٰ ہے پھر یہ امر بھی متحضر رہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں باہم جمع ہونے جائز ہیں برخلاف مجاز کے کہ وہ حقیقت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور مجاز و کنایہ میں یہی فرق مابہ الامتیاز ہے۔ مطول میں بصراحت موجود ہے۔

حَیْثُ قَالَ اَلْکِنَایَةُ لَفْظٌ اُرِیْدَ بِهٖ لَازِمُ مَعْنَاهُ مَعَ جَوَازِ اِرَادَتِهٖ مَعَهٗ اَیْ اِرَادَةَ ذٰلِکَ الْمَعْنٰی مَعَ لَازِمٍ کَلَفْظِ طَوِیْلِ النِّجَادِ وَ الْمُرَادُ بِهٖ لَازِمٌ مَعْنَاهُ اَعْنِی طُوْلَ الْقَامَةِ مَعَ جَوَازِ اَنْ یُّرَادَ حَقِیْقَةً طُوْلِ النِّجَادِ اَیْضًا فَظَهَرَ اَنَّهَا مَخَالِفُ الْمَجَازِ مِنْ جِهَتِهٖ اِرَادَةِ الْمَعْنَی الْحَقِیْقِی بِلَفْظٍ مَعَ اِرَادَةِ لَازِمِهٖ کَالْاِرَادَةِ طُوْلِ النِّجَادِ مَعَ اِرَادَةِ طُوْلِ الْقَامَةِ بِخِلَافِ الْمَجَازِ فَاِنَّهٗ لَا یَصِحُّ فِیْهِ اَنْ یُّرَادَ الْمَعْنَی الْحَقِیْقِی ۔

کنایہ ایک ایسا لفظ ہے جس سے اس کے لازمی معنی کا ارادہ کیا جاوے اور اس لازمی معنی کے ساتھ اس لفظ کے اصلی معنی کا ارادہ بھی جائز ہو مثلاً لفظ طویل النجاد کہ اس کے لازمی معنی قد کی درازی مراد ہیں اور ساتھ ہی اس کے حقیقی معنی شریف النسب مراد لئے جائیں تو جائز ہیں تو ظاہر ہوگیا کہ کنایہ اور مجاز میں یہ فرق ہے کہ کنایہ میں حقیقی و لازمی معنی جمع ہو سکتے ہیں برخلاف مجاز کے کہ اس کے ساتھ حقیقی معنی جمع نہیں ہو سکتے۔

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ کے معنی حقیقی رفع جسم کے ہیں اور یہی معنی حق ہیں اور معنی کنائی رفع منزلت یہاں مراد نہیں ہیں لیکن اگر حقیقی معنی رفع جسم الی السماء کے ساتھ کنائی معنی رفع منزلت بھی مان لئے جائیں تو دونوں معنی میں تباین کلی لازم نہیں آتا۔ یہ دونوں معنی معاً مجتمع و متحقق ہوسکتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اس لئے کہ رفع جسم الی السماء بہ نسبت عبد صالح مستلزم اعزاز و اکرام بھی ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ سے واضح ہے۔یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھایا ظاہر ہے کہ بمعنی حقیقی والدین یوسف نیچے سے تخت کے اوپر آئے اور بہ معنی کنائی یہ تخت پر بیٹھنا اعزاز ہے۔

اسی طرح رفع مسیح الی السماء میں رفعت منزلت بھی بطریق اولیٰ ہے جو معنی کنائی سے نکلتا ہے اور وہ ہمیں مضر نہیں اور حقیقی معنی رفعت جسم الی السماء بھی ہے۔البتہ اگر معنی حقیقی کے ساتھ معنی کنائی لینا ممنوع ہوتا تو ہمیں مجبوراً ایک معنی پر زور دلائل سے پیش کرنا ضروری تھا۔

اور مجازی کے متعلق ارباب اصول کی تصریحات موجود ہیں کہ اگر معنی حقیقی متعذر رہوں تو معنی مجازی لئے جائیں گے اور معنی حقیقی لئے جا سکتے ہوں تو مجازی معنی ممنوع ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ (سورہ بقرہ پ ۳) نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ (انعام و یوسف) اور رَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ (انعام پ ۸ سورہ زخرف پ ۲۵) میں درجات بالتصریح موجود ہے۔

اور آیہ کریمہ ورافع الی اور رفعه الله الیه میں اور وہ رفع جسم الی السماء کے لئے نہ تو تعذر حقیقت لازم آتا ہے اور نہ کوئی قرینہ موجود ہے اس لئے اس جگہ صرف رفع منزلت مراد نہیں لے سکتے۔

یہی تصریح جملہ تفاسیر معتبرہ مثل تفسیر کبیر۔معالم۔جلالین۔سواطع الالہام۔فتح البیان۔روح المعانی۔جامع البیان۔ابن کثیر۔مدارک۔درمنثور۔بیضاوی۔خازن۔کشاف۔ابی السعود۔عباسی میں بلاخلاف بل رفعه الله الیه اور رافعک الی سے الی السماء مراد رکھا ہے۔

چنانچہ بعض تفاسیر کا اقتباس منقول ہے۔

تفسیر رحمانی: رَافِعُکَ اِلَیَّ اِیۡ اِلَی السَّمَاءِ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔

کشاف و مدارک: وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ اِیۡ اِلٰی سَمَائِیۡ وَ مَقَرِّ مَلَائِکَتِیۡ تجھے اپنے آسمان اور فرشتوں کی قرارگاہ میں اٹھانے والا ہوں۔

صاحب کشاف محمود جار اللہ زمخشری باوجود معتزلی ہونے کے رافعک الی میں معنی حقیقی رفع الی السماء ہی کی طرف گئے۔اسی طرح قاضی بیضاوی۔سراج منیر۔ابی سعود رحمہم اللہ نے ترجمہ کیا۔

محدث ابن جریر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں ابن جریج رومی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔قَوۡلُهٗ اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا و اقالهٗ فرفعهٗ اِیَّاهُ اِلَیۡهِ توفّهٗ ایّاهٗ و تطهیرهٗ من الذین کفروا جلد ۲ ص ۱۴۸-۱۴۷ قول الٰہی انی متوفیک ورافعک الی میں اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے تطہیر ہے۔

ایسا ہی تفسیر کبیر۔معالم۔جلالین۔رحمانی۔فتح البیان وغیرہ میں ہے۔

اور تفسیر کبیر اور خازن نے تو رفع الی السماء کو توفی سے تعبیر کرنے میں ایک خاص نکتہ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

اَنّ التوفی اَخۡذُ الشَّیۡءِ وَافِیًا وَ لَمَّا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَخۡطُرُ بِبَالِهٖ اَنَّ الَّذِیۡ رَفَعَهُ اللّٰهُ هُوَ

www.waseemziyai.com

رُوحَهٗ لَا جَسَدَهٗ ذَكَرَ هٰذَا الْكَلَامَ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَفَعَ بِتَمَامِهٖ اِلَى السَّمَاءِ بِرُوْحِهٖ وَ بِجَسَدِهٖ ۔تفسیر کبیر جلد دوم۔

توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو بتمامہ لے لینا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بعض انسان ایسے بھی ہوں گے جن کے دل میں یہ خطرہ گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صرف روح کو اٹھایا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے کلام ہی انی متوفیک کے ساتھ فرمایا تا کہ اس امر پر دلالت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتمامہ مع الجسم والروح کے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

اب حسب موقع متوفیک پر بھی روشنی ڈالنی مناسب معلوم ہوتی ہے تا کہ کشف مغالطہ ہو جائے اور بحث تشنہ تشریح و تصریح نہ رہے و ہو ہذا۔

مفردات راغب: وَ فٰى – اَلْوَافِي الَّذِيْ بَلَغَ التَّمَامَ يُقَالُ دِرْهَمٌ وَ افٍ وَ كَيْلٌ وَ افٍ وَ اَوْفَيْتُ الْكَيْلَ وَالْوَزْنَ قَالَ تَعَالٰى وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ ۔متوفی کا مبدأ اشتقاق وفی ہے اور وافی وہ ہے جو تمام کو پہنچ جائے۔محاورہ میں بولتے ہیں درہم وافی ہے۔کیل وافی ہے۔پورا کیا میں نے کیل یعنی پیمانہ قرآن میں ہے پورا کرو پیمانہ جب پیمانہ سے ناپو۔

و فی بعهده یفی وفاء و اوفی اذا تمم العهد ولم ینقض حفظته و اشتقاق ضده و هو الغدر یدل علی ذلک و هو الترک و القرآن جاء با و فی قال تعالیٰ اوفوا بعهدی اوف بعهدکم و اوفوا بعهد اللّٰه اذاعا هدتم – بلی من اوفی بعهده و اتقی – والموفون بعهدهم اذاعا هدوا – یوفون بالنذر – و من اوفی بعهده من اللّٰه – و ابراهیم الذی و فی – فتوفیته انه بذل المجهود فی جمیع ما طولب به مما اشار الیه فی قوله ان اللّٰه اشترے من المؤمنین انفسهم و اموالهم من بذل ما له بالانفاق فی طاعته و بذل ولده الذی هو اعز من نفسه للقربان والی بابنه علیه بقوله و فی اشار بقوله تعالیٰ و اذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن و توفیته الشئی بذله و افیا و استیفاوه مفاعله و افیا قال تعالیٰ ووفیت کل نفس ما کسبت و قال انما یوف الصابرون اجرهم بغیر حساب – من کان یرید الحیوة الدنیا و زینتها نوف الیهم اعمالهم فیها – وما تنفقوا من شئی فی سبیل اللّٰه یوف الیکم فوفاه حسابه و قد عبر عن الموت والنوم بالتو فی قال تعالیٰ اللّٰه یتو فی الانفس جین موتها – و هو الذی یتوفاکم باللیل – قل یتوفا کم ملک الموت الذی – اللّٰه الذے خلقکم ثم یتوفاکم – الذین تتوفا هم الملئکة – توفته رسلنا – او نتو فینک – و تو فنا مع الابرار – وتو فنا مسلمین – توفنی مسلما – یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی – وقد قیل توفی رفعته و اختصاص لاتوفی موت – قال ابن عباس تو فی موت لانه اماته ثم احیاه ۔

اس تصریح میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قبل جو قول ہے اس میں واضح کر دیا ہے کہ یہ وفات اٹھانے کے معنی میں ہے نہ کہ موت کے معنی میں۔قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق جس میں اماتہ ثم احیاہ آیا ہے کی تفسیر میں یہ تصریح موجود ہے اِنِّي مُتَوَفِّيْكَ اَسْمُ فَاعِلٍ مِنَ التَّوَفِّي بمعنی تمام گرفتن حق كَذَا فِي الصَّرَاحِ وَ فِي الْقَامُوسِ وَ

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

غَيرِهَا التَّو فِى اَخذُ الشَّئى وَ اِفيًا۔

وَ فِى اَبِى الْبَقَاءِ مُتَوَفِّيكَ وَ رَافِعُكَ اِلَى كِلَاهُمَا لِلْمُسْتَقْبَلِ وَالتَّقْدِيْرُ رَافِعُكَ وَمُتَوَفِّيكَ لِاَنَّهُ رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ يَتَوَفَّى وَ فِى الْعَبَاسِى ثُمَّ مُتَوَفِّيكَ قَابِضُكَ بَعْدَ النُّزُوْلِ وَ فِى مَعَالِمِ التَّنْزِيْلِ قَالَ الْحَسَنُ وَ الْكَلْبِى وَ ابْنُ جُرَيْجٍ اِنِّى قَابِضُكَ وَ رَافِعُكَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَى مِنْ غَيْرِ مَوْتٍ وَ فِى تَفْسِيْرِ الْكَبِيْرِ مَعْنَى قَوْلِهِ اِنِّى مُتَوَفِّيكَ اِنِّى مُتَمِمٌ عُمْرَكَ فَحِيْنَئِذٍ اَتَوَفَّاكَ فَلَا اَتْرُكُهُمْ حَتّٰى يَقْتُلُوْكَ بَلْ اَنَا رَافِعُكَ اِلَى سَمَائِى وَ مُقَرِّبُكَ بِمَلَائِكَتِى وَ اَصُوْنُكَ اَنْ يَتَمَكَّنُوا مِنْ قَتْلِكَ هٰذَا تَاوِيْلٌ حَسَنٌ اھ۔

وَ اَيْضًا فِيْهِ وَقَدْ ثَبَتَ الدَّلِيْلُ اَنَّهُ حَيٌّ وَوَرَدَ فِى الْخَبَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَيَنْزِلُ وَيَقْتُلُ الدَّجَالَ ثُمَّ اَنَّهُ تَعَالٰى يَتَوَفَّاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ اھ وَ فِى اِبْنِ مَاجَةَ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلُ عِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَ اِمَامًا عَادِلًا فَيَكْسُرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلُهُ اَحَدٌ۔

وَ فِى اَبِى دَاؤُد ثُمَّ يَنْزِلُ عِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ الشَّرْقِى دِمَشْق- مُلَخَّصُ الْحَدِيْثِ۔

وَ فِى الْمِشْكٰوةِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمَرَ وَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَيَنْزِلُ عِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَ يُوْلَدُلَهُ وَ يَمْكُثُ خَمْسًا وَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِى فِى قَبْرِى فَاَقُوْمُ اَنَا وَ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ فِى قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِى بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجُوْزِى۔

اور فقہ اکبر میں ہے فَالْحَاصِلُ اَنَّ نُزُوْلَ عِيْسٰى وَ حَيَاتَهُ ثَابِتَةٌ بِاَحَادِيْثِ الصِّحَاحِ وَ غَيْرِ هَا فَمُنْكِرُهُمَا مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَلَا اِعْتِبَارَ فِيْهِ قَوْلَ الْبَعْضِ فَعَلَيْنَا اِتِّبَاعُ جُمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِيْنَ وَ الْعَقَائِدَ الْاِسْلَامِيَةِ وَالْاَحَادِيْثِ ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کی زندگی صحاح وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہیں اور ان دونوں کا منکر بدعتی ہے اور اس میں بعض کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ہمیں لازم ہے کہ جمہور مفسرین اور عقائد اسلامیہ اور احادیث کا اتباع کریں۔

منقولات بالا سے واضح ہے کہ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس آیات قرآنیہ پیش کر کے وفی کا استعمال واضح کیا اور اس میں توفی بمعنی بلندی بغیر موت بتایا۔قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کی توجیہ کمالین میں آ گئی کہ وہ موت زمانہ استقبال کی ہے اس سے اول رفع الی السماء لازمی۔خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر نے روشن کر دیا کہ وہ قبض بعد نزول ہے۔معالم نے صراحت کر دی کہ قَابِضُكَ وَ رَافِعُكَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَى مِنْ غَيْرِ مَوْتٍ ہی صحیح ہے۔تفسیر کبیر نے بھی اسی کی تائید کی۔ پھر ابن ماجہ وابوداؤد کی منقولہ احادیث ہماری ہی تائید میں ہیں۔ مشکوۃ شریف میں تفصیل کے ساتھ حدیث

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

آ گئی جس سے ہمارے عقیدہ کی تائید بالوضاحت ہوگئی۔ فقہ اکبر میں عقیدہ اہل سنت کو واضح کر دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منکر مبتدع فاسق ہے اس کے بعد اگر چہ مزید دلائل لانا بظاہر تحصیل حاصل معلوم ہوتا ہے لیکن مبحث لفظی اصول نحوی سے استعانت کے لئے ہم کچھ بحث اور کرنا چاہتے ہیں جو مانحن فیہ کی تائید کے لئے حکم عدل ہوگئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول منکرین حیات عیسیٰ متوفیک پر ممیتک دکھا کر عموماً بتاتے ہیں حالانکہ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہو چکی ہے بلکہ اس کے معنی میں خود استقبال ہے۔ جس کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں کسی زمانہ میں کسی وقت آپ پر موت طاری ہوگی۔ کیونکہ متوفی اسم فاعل ہے اور وہ اپنی وضع میں زمان مستقبل سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا اشتقاق بھی فعل مضارع سے ہے چنانچہ صراح میں ہے۔ اِسْمُ الْفَاعِلِ وَ هُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌ مِنَ الْمُضَارِعِ اور اس امر کا لحاظ قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ (کہف پ ۱۵) اس آیت میں فاعل سے جو اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ لفظ غداً منضم کیا جس کے معنی کل آئندہ کے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ممیتک کے واضح معنی آئندہ زمانہ میں مارنے کے ہیں اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما میں جو پہلو ہے وہ آیت کے اجزاء میں تقدیم و تاخیر ظاہر کرتا ہے جیسے مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ توفی سے مراد اگر موت بھی لیا جائے تو توفی یا موت کا تحقق و وقوع آسمان سے نازل ہونے کے بعد ہوگا اور انی متوفیک و رافعک الی جو واؤ عطف ہے وہ جمع کے لئے ہے ترتیب کے لئے نہیں ہے جیسے یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ۔ تو اگر واؤ عاطفہ کو ترتیبی تسلیم کیا جائے تو سجدہ اول اور رکوع بعد میں کرنا لازم مانا جائے گا۔ پھر اس کی تائید پر صاحب کافیہ فرماتے ہیں اَلْوَا وُلِلْجَمْعِ لَا لِلتَّرْتِیْبِ فِیْهَا۔ واؤ جمع کے لئے ہوتا ہے اس میں ترتیب لازم نہیں۔

اس کی تائید امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں۔ تفسیر کبیر جلد دوم

قَالُوْا اَنَّ قَوْلَهٗ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ یَقْتَضِیْ اَنَّهٗ رَفَعَهٗ حَیًّا وَالْوَاوُلَا یَقْتَضِی التَّرْتِیْبَ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَنْ یَقُوْلَ فِیْهَا تَقْدِیْمٌ وَ تَاخِیْرٌ وَ الْمَعْنٰی اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ مُتَوَفِّیْکَ بَعْدَ اِنْزَالِیْ اِیَّاکَ فِی الدُّنْیَا وَمِثْلُهٗ مِنَ التَّقْدِیْمِ وَ التَّاخِیْرِ فِی الْقُرْاٰنِ۔

قول الٰہی ورافعک الی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور واؤ عاطفہ ترتیب نہیں چاہتا تو سوا اس کے کچھ نہ رہا کہ کہا جاوے اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھالینے والا ہوں اور کفار کے الزامات سے پاک و صاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نازل کرنے کے بعد موت دینے والا ہوں اور اس تقدیم و تاخیر کی مثالیں قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں۔

اس میں سورۂ آل عمران کے اندر جلد دوم میں مزید وضاحت کرتے ہیں۔

اَلرَّابِعُ فِیْ تَاْوِیْلِ الْاٰیَةِ اَنَّ الْوَا وَ فِیْ قَوْلِهٖ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ لَا یُفِیْدُ التَّرْتِیْبَ فَالْاٰیَةُ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ تَعَالٰی یَفْعَلُ بِهٖ هٰذِهِ الْاَفْعَالَ – فَاَمَّا کَیْفَ یَفْعَلُ وَ مَتٰی یَفْعَلُ فَالْاَ مْرُ فِیْهِ مَوْقُوْفٌ عَلَی الدَّلِیْلِ وَ قَدْ ثَبَتَ الدَّلِیْلُ اَنَّهٗ حَیٌّ وَ وَرَدَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَیَنْزِلُ وَ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ ثُمَّ اِنَّهٗ یَتَوَفَّاهُ بَعْدَ ذٰلِکَ۔

www.waseemziyai.com

عبارت بالا کا خلاصہ بھی یہی بتارہا ہے کہ واو مفید ترتیب نہیں اور اس پر دلیل موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب نازل ہوں گے اور دجال کو قتل فرمائیں گے پھر انتقال فرمائیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درمنثور میں بروایت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عَنِ الضَّحاکْ عَنِ ابنِ عَبّاسٍ فِی قَوْلِہٖ اِنّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ یَعْنِی رَافِعُکَ ثُمَّ مُتَوَفِّیْکَ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ۔

حضرت ضحاک تابعی سے قول ابن عباس میں ہے کہ اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ کے معنی یہ ہی ہیں کہ رَافِعُکَ ثُمَّ مُتَوَفِّیْکَ پہلے اٹھاؤں گا آسمان کی طرف پھر آخر زمانہ میں موت کے ذریعے ماروں گا۔

تفسیر ابی السعود میں ہے۔

وَالصَّحِیْحُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ مِنْ غَیْرِ وَفَاۃٍ وَّلَا نَوْمٍ کَمَا قَالَ الْحَسَنُ وَ اِبْنُ زَیْد وَھُوَ اَخْتِیَارُ الطَّبْرِیِ وَ ھُوَ الصَّحِیْحُ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ۔ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر موت اور نیند کے اٹھالیا جیسے کہ حضرت حسن بصری اور ابن زید تابعی نے کہا اور یہی مسلک امام ابن جریر طبری نے اختیار کیا اور یہی حضرت ابن عباس سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

اور علم نحو میں کافیہ۔ شرح جامی۔ رضی شرح کافیہ زنیزادہ۔ ترتیب سعدی۔ تکملہ مولینا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ الفیہ ابن مالک۔ حاشیہ مرتضیہ شرح الفیہ لابن عقیل۔ مفصل للزمخشری۔ الفیہ للسیوطی سب اس پر متفق ہیں کہ واو ترتیب کے لئے نہیں ہوتا۔

اس واو عاطفہ سے ترتیب نہ ہونا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔

نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾۔ ہم مرتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اس کے بعد ہم زندہ نہیں کئے جائیں گے۔ آیہ کریمہ میں مرنا پہلے اور زندہ ہونا بعد میں مذکور ہے حالانکہ مفہوم منطوق سے واضح ہے کہ زندہ رہ کر مرنا بتایا گیا اس کے بعد زندہ ہونے سے انکار کیا گیا۔

تحقیق توفی

موجودہ دور کے مصنوعی نبی اور ان کی امت کے بے پڑھے لکھے عالم یہ دعوی عموماً کرتے ہیں کہ توفی کا لفظ صرف اور صرف موت اور قبض روح کے لئے موضوع ہے اس لئے یہاں اس کی علمی تحقیق پیش کردینا بے جانہ ہوگا۔

توفی لفظ وفا سے ماخوذ ہے اور وفا کے معنی پورا کرنا ہیں۔

اردو میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے جیسے وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے۔

لسان العرب میں ہے اَلْوَفَاءُ ضِدّ الغَدْر یُقَالُ وَ فّٰی بَعَھْدِہٖ وفا ضد غدر ہے چنانچہ بولتے ہیں کہ فلاں نے اپنا عہد پورا کیا۔

اور اوفی باب افعال سے اس کا ہم معنی ہے۔

اور توفی باب تفعل ہے مادہ اس کا بھی وفا ہے اس کے معنی اخذ الشی وافیا کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہوتے ہیں۔ یہی تفسیر

www.waseemziyai.com

کبیر میں ہے اور خازن۔ جامع البیان۔ بیضاوی۔ سراج منیر۔ ابی السعود اور فتح البیان تمام تفاسیر اس کی موید ہیں اور دیگر ابواب جو مادۂ وفا سے آئے ہیں ان سب میں بھی یہی معنی ملحوظ ہیں اس لئے کہ یہ اصول ہے کہ مادہ کے حروف ہر صیغے میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر باب اور صیغہ میں باقی رہتے ہیں۔ علم صرف میں ادنیٰ مہارت رکھنے والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔

اب ہم بغرض سہولت ناظرین مادہ وفی سے جو جو باب عربی میں مستعمل ہیں انہیں پیش کرتے ہیں تا کہ کسی گھڑے ہوئے ضابطہ سے لوگ دھوکے میں نہ پڑیں۔

اور اظہر من الشّمس بین من الامس ہر کہ ومہ پر ہو جائے کہ ہر باب کے ہر صیغے میں اس کے مادی معنی یعنی پورا کرنا بہر صورت ملحوظ ہیں۔

وفا کے معنی مصدری پورا کرنا نباہنا ہیں۔ یہ ثلاثی مجرد ہے۔ مثال

اَمَّا ابْنُ طَوْقٍ فَقَدْ اَوْ فٰى بِذِمَّتِهٖ   كَمَا وَ فٰى بِقَلَاصِ النَّجْمِ هَادِيُهَا

یعنی ابن طوق نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا۔

لسان العرب اور مصباح میں لفظ وفی کے نیچے اس شعر کو اس لئے ذکر کیا تا کہ پڑھنے والا سمجھ سکے کہ مجرد وفی اور مزید فیہ اوفی ہم معنی ہیں۔

وفا۔ پورا کرنا۔ نباہنا ثلاثی مجرد لسان العرب میں دوسری مثال حدیث سے دی ہے۔

فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ تَقْرُضُ شَفَا هُهُمْ كُلَّمَا قُرِضَتْ وَفَتْ اَىْ تَمَّتْ وَ طَالَتْ۔

حدیث معراج میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دوزخیوں کی ایک قوم سے گزرا ان کے ہونٹ کاٹے جاتے تھے جب وہ ہونٹ کتر دیئے جاتے تو علی الفور پھر وہ پورے ہو جاتے۔ دیکھئے یہاں وَفَتْ وفا سے لے کر اسی معنی میں مستعمل ہوا۔

ایفاء۔ پورا کرنا۔ پورا دینا۔ باب افعال سے مزید فیہ ہے۔ مثال قرآن کریم میں ہے۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ (سورۃ البقرہ پ ۱) اے بنی اسرائیل تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ (انعام پ ۸) پیمانے اور ترازو کو پورا کرو۔

اِذَا غَدَرَتْ حَسْنَاءُ اَوْفَتْ بِعَهْدِهَا   وَ مِنْ عَهْدِهَا اَنْ لَايَدُوْمَ لَهَا عَهْدٌ

جب وہ حسینہ عہد شکنی کرے تو اس نے اپنا عہد پورا کر دیا۔ کیونکہ اس کے عہد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا عہد مدام نہ ہو۔ (متنبّی)

تَوْفِيَۃٌ پورا دینا۔ باب تفعیل۔ مثال فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ (آل عمران پ ۳) تو خدا ان کے اجر پورے دے گا۔

وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ۔ (آل عمران پ ۴) جزایں نیست کہ تمہارے اجر پورے تم کو قیامت کے دن دیئے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ (النجم پ ۲۷) اور وہ ابراہیم جس نے پورا کر دکھایا۔

لسان العرب میں ہے وَ فّٰى بِالشَّیْءِ وَ اَوْفٰى وَ وَ فّٰى ۔ بمعنی واحد یعنی اس کا مجرد اور باب افعال اور باب تفعیل تینوں ہم معنی ہیں۔

اِسْتِیْفَاءٌ ۔ پورا لے لینا۔ باب استفعال۔ مثال

اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ (سورۃ المطففین پ ۳۰) جب لوگوں سے پیمانہ میں ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔

محاورہ تَوَفَّیْتُ مِنْهُ دِرْهَمِی میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے۔

توفی کامل۔ پورا لے لینا۔ باب تفعل

وَ تَوَفَّاهُ هُوَ مِنْهُ وَاسْتَوْفَاهُ لَمْ یَدَعْ مِنْهُ شَیْئًا۔ (لسان العرب جلد ۲۰) توفا منہ اور استوفا دونوں کے یہ معنی ہیں کہ اس نے پورا پورا لے لیا۔ اور اسے کچھ بھی نہ چھوڑا۔

توفی۔ پورا گن لینا۔ باب تفعل۔ تَوَفَّیْتُ عَدَدَ الْقَوْمِ اِذَا عَدَدْتُهُمْ كُلَّهُمْ (لسان العرب جلد ۲۰) میں نے سب قوم کی گنتی پوری لے لی۔

اور بقرینہ لیل منام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثال

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ (سورۃ الانعام پ ۷) وہ ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا پورا لے لیتا ہے یعنی سلا دیتا ہے۔

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ (زمر پ ۲۴) خدا ہی ہے جو پورا لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو ابھی نہیں مریں ان کو پورا لیتا ہے نیند کے وقت یعنی سلا دیتا ہے۔

توفی۔ باب تفعل بمعنی مجازی مار دینا بقرنیہ موت و ملک الموت۔

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا (زمر پ ۲۴) یعنی خدا ہی جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (الم السجدۃ پ ۲۱) اے محبوب انہیں بتا دیجئے کہ تم کو قبض کرے گا وہ ملک الموت جو تم پر مسلط کیا گیا ہے۔

حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ (نساء پ ۴) یعنی حتی کہ قبض کرے ان کو موت یعنی وہ مر جائیں۔

یہاں توفی سے موت مراد لینے کے لئے ملک الموت اور موت قرینہ ہیں اس لئے بمعنی مجازی یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ: یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ توفی بمعنی موت مجازاً ہے نہ حقیقتاً چنانچہ کتاب اساس البلاغت میں ہے۔ وَمِنَ الْمَجَازِ تَوَفّٰى فُلَانٌ – وَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ – وَ اَدْرَكَتْهُ الْوَفَاةُ۔

یعنی سب مجازات ہیں۔

اور لسان العرب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ

تَوَفّٰى الْمَیِّتُ اِسْتِبْقَاءُ مُدَّتِهِ الَّتِیْ وُفِّیَتْ لَهُ وَعَدَدَ اَیَّامَهُ وَ شُهُوْرَهُ وَ اَعْوَامَهُ فِی الدُّنْیَا۔ میت کی

توفی سے مراد اس کی موت کی مدت اور اس کے دنیا میں رہنے کے دن مہینوں اور سالوں کی گنتی کو پورا ہونا ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ لفظ توفی سوائے قبض روح کے کسی اور معنی میں مستعمل نہ ہونے کے دعویٰ کرنے والے غلط ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي لکھتے ہیں۔

اَلتَّوَفِّي اَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا – وَالْمَوْتُ نَوْعٌ مِنْهُ۔ توفی کے معنی کسی چیز کو پورا لے لینا ہے اور موت اس کی ایک نوع ہے۔

اب حسب موقع لفظ توفی کے استعمال کو قرائن کے ساتھ واضح کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔

(بقرہ پ ۲) تم میں سے جو وفات پائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کی بیویاں چار مہینے دس دن۔ دن رات اپنے نفسوں کو روکیں۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۔

تم میں سے جو وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں وہ اپنی بیویوں کے گزارے اور سکونت کی وصیت ایک سال کے لئے کر جائیں۔

ہر دو آیات منقولہ بالا میں

عورتیں بیوہ چھوڑنے اور عدت گزارنے اور وصیت کرنے کا حکم ہے۔

یہاں توفی سے موت کے معنی مجازی لینے کے لئے قرینے موجود ہیں۔

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ (نساء پ ۴) حتیٰ کہ پکڑے انہیں موت۔

اِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (نساء پ ۵) جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں۔

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (انعام پ ۷) حتیٰ کہ جب تم میں سے ایک کی موت آجاتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو اٹھا لیتے ہیں۔

حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (اعراف پ ۸) یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آجاتے ہیں تو انہیں وفات دیتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ (انفال پ ۱۰) اگر تم دیکھو جبکہ قبض کرتے ہیں کافر کو مارتے ہیں ان کے منہ پر اور پشت پر۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (محمد پ ۲۶) تو کیسی ہو گی جب قبض کریں گے فرشتے۔

الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ (نحل پ ۱۴) جن کو فرشتے قبض کرتے ہیں ان پر سختی کرتے ہوئے۔

الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ ۔ (نحل پ ۱۴) جن کو قبض کرتے ہیں فرشتے خوشحالی میں۔

ان آٹھ آیتوں میں توفی سے مراد موت لینے کے لئے ملائکہ موت اور جان کنی کے وقت کفار پر عذاب مومنوں پر خوشحالی

www.waseemziyai.com

کے صریح قرینے موجود ہیں۔

وَ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ (یونس پ ۱۱)

وَ اِنۡ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ (رعد پ ۱۳)

فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ (مومن پ ۲۴)

ہر سہ آیات کا ترجمہ ایک ہی ہے۔ اگر تجھ کو ہم اپنے وعدے کے ایک حصے کو پورا کر دکھائیں۔ یا تجھ کو وفات دے دیں۔

ہر سہ آیات بالا میں توفی بمقابلہ نرینک آئی ہے جو موت کے معنی کے لئے قرینہ قوی ہے اس لئے کہ نرینک حیات کو چاہتا ہے اور نتوفینک اس کی ضد یعنی موت کا مقتضی ہے اور ایک جگہ سورہ زخرف میں نتوفینک کی جگہ نذہبن بک بھی ہے جو کنایہ ہے فنا سے تو یہاں توفی بمعنی موت ماننی پڑے گی ایسی آئتیں اور بھی ہیں سورہ یوسف پ ۱۳ میں اعراف پ ۹ میں آل عمران پ ۳ مومن پ ۲۴ حج پ ۱۷ نحل پ ۱۴۔ ان سب آیتوں میں قرینہ کے لحاظ سے موت کے معنی لئے گئے۔

اور انعام پ ۷ میں ایک آیت ہے جو بلحاظ قرینہ توفی بمعنی نوم آئی ہے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ بِالَّیۡلِ وَ یَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّہَارِ ثُمَّ یَبۡعَثُکُمۡ فِیۡہِ لِیُقۡضٰۤی اَجَلٌ۔

مُّسَمًّی وہ ذات ہے جو تم کو رات میں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن کو کرتے ہو پھر تم کو دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ زندگی کی مدت پوری ہو جائے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا ۚ فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡہَا الۡمَوۡتَ۔

(زخرف پ ۲۴) خدا ہی جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو ابھی نہ مریں انہیں قبض کرتا ہے ان کی نیند میں تو جس پر موت کا حکم ہو جائے اسے تو بند رکھتا ہے اور دوسری کو مدت مقررہ تک پہنچاتا ہے۔

ان آیتوں میں قرائن موجود ہیں۔ پہلی میں لیل موجود ہے اور دن کو اٹھانا اسی طرح دوسری آیت میں پہلے توفی سے مراد موت ہے بقرینہ حین موتہا اور دوسرے موقعہ پر بقاعدہ عطف محذوف ہے۔ حین منامہا موجود ہے۔

وَ اِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا ﴿۱۵۹﴾ۚ۔

اب کوئی نہیں اہل کتاب سے مگر یقیناً ایمان لے آئیں گے اس کی موت (عیسیٰ علیہ السلام) سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ان پر گواہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔

پہلا قول: یہود و نصاریٰ کو جب بوقت موت ملائکہ علیہم السلام عذاب نظر آتے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لے آتے ہیں اور اس حالت کا ایمان مثل ایمان فرعون ہی ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾۔ چنانچہ نصاریٰ اور یہود کا یہ ایمان مقبول و معتبر نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ قرب قیامت پر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت کے تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حکم کریں گے اور اس وقت

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

آپ ائمہ دین میں سے ایک امام کی حیثیت سے ہوں گے۔ اور نصاریٰ نے جو آپ کی نسبت گمانہائے باطلہ فاسدہ کا سدہ باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال فرمائیں گے۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت عام فرمائیں گے جو آپ کے ذریعہ سے ہوگی اور یہ وہ وقت ہوگا جب یہود؛ نصاریٰ یا تو اسلام قبول کریں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے۔ جزیہ کا قانون منسوخ ہوگا اس جزیہ کا دستور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک ہی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آیہ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا لیکن بوقت موت ایمان مقبول نہیں بنا بریں اس سے کتابی کو نفع نہ ہوگا۔

اور آپ کی شہادت بروز قیامت یہ ہوگی کہ یہود جو آپ کی تکذیب کر گئے۔ آپ کی شان میں زبان طعن دراز کر گئے ان کی شہادت دیں گے کہ انہوں نے ایسا کیا اور وہ نصاریٰ جنہوں نے آپ کو رب مانا اور خدا کا شریک گردانا، ان کے اس شرک کی شہادت دیں گے۔

اور اہل کتاب میں سے جو ایمان لائے ان کے ایمان کی بھی شہادت دیں گے۔ صاحب روح المعانی بھی اسی مضمون سے متفق ہیں۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان مومنوں کے گواہ ہوں گے انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے متعلق شہادت دیں گے۔ اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾۔

تو بسبب ظلم ان کے جو یہودیوں سے ہوئے ہم نے حرام کیں پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اور بہ سبب اس کے کہ انہوں نے بہت لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور اس لئے کہ وہ سود لیتے تھے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ناجائز طریقوں میں رشوت چوری وغیرہ ہے۔

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ۔ کی تشریح سورہ انعام میں بھی وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ رکوع ۱۸ پ ۸ میں بیان ہوگی۔

سود رشوت وغیرہ شرائع سابقہ میں بھی حرام تھا۔ شریعت محمدیہ میں بھی حرام ہی رکھا گیا۔ آگے استثناء فرمایا گیا ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ؑ۔

لیکن راسخ فی العلم اور پختہ لوگ ان میں سے ایمان والے ہیں اور وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو (اے محبوب) تمہاری طرف اترا اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ ہیں جنہیں عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

راسخ فی العلم اہل کتاب سے مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان ہیں جو علم راسخ اور عقل صافی اور

بصیرت وافی رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے علم کی روشنی میں حقیقت اسلام کو جانا اور سید انبیاء علیہ التحیہ والثناء ﷺ پر ایمان لائے اور احکام شرعیہ کا اتباع کیا۔ قائم کیں نمازیں۔ زکوۃ دی۔ تورات کے ساتھ۔ انجیل زبور کو مانا۔ قرآن کریم کو آخری کتاب تسلیم کیا۔ قیامت پر ایمان لائے۔ ان سے وعدۂ اجر عظیم فرمایا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست و یکم۔ سورۃ نساء۔ پ ٦

اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ﴿۱۶۳﴾	بے شک ہم نے (اے محبوب) تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی بھیجی نوح کی طرف اور اس کے بعد نبیوں کو اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں کو اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔
وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ ﴿۱۶۴﴾	اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تجھ پر کر چکے ہیں اور ان سے قبل اور رسول جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا تم پر اور اللہ نے کلام فرمایا موسیٰ سے حق کلام۔
رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۶۵﴾	رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے ہیں تا کہ لوگوں کو نہ رہے اللہ کے حضور کوئی عذر بعد رسولوں کے اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔
لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ ﴿۱۶۶﴾	لیکن اللہ گواہ ہے اس کا جو اس نے اتارا (اے محبوب) تمہاری طرف اور اس نے اپنے علم سے اتارا اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۶۷﴾	وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کی راہ سے بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہیں۔
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا ۙ ﴿۱۶۸﴾	بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا۔
اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۱۶۹﴾	مگر جہنم کا رستہ کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہے یہ اللہ کے لئے آسان۔
یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۷۰﴾	اے لوگو بے شک آیا تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تو ایمان لاؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا۔

MARYAZ-UL-QOM ISLAMIA ACADEMY

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ
مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ
رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ۫ وَلَا تَقُوْلُوْا
ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ
سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

اے اہل کتاب نہ زیادتی کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ پر مگر سچ مسیح نہیں ہے مگر عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول اور اس کا ایک کلمہ جو ڈالا مریم کی طرف اور روح اس سے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین۔ باز رہو تمہارے لئے بہتر ہے جز ایں نیست کہ اللہ ایک ہے۔ پاکی ہے اسے اس سے کہ ہو اس کے لئے بچہ اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی کارساز ہے۔

حل لغات رکوع بست ویکم۔سورۃ نساء۔پ ۶

اِنَّآ۔بے شک ہم نے	اَوْحَيْنَآ۔وحی کی	اِلَيْكَ۔تیری طرف	كَمَآ۔جیسے
اَوْحَيْنَآ۔وحی کی ہم نے	اِلٰى۔طرف	نُوْحٍ۔نوح کی	وَّ۔اور
النَّبِيّٖنَ۔نبیوں کی	مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد	وَ۔اور	اَوْحَيْنَآ۔وحی کی ہم نے
اِلٰٓى۔طرف	اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم	وَ۔اور	اِسْمٰعِيْلَ۔اسماعیل
وَ۔اور	اِسْحٰقَ۔اسحاق	وَ۔اور	يَعْقُوْبَ۔یعقوب
وَ۔اور	الْاَسْبَاطِ۔ان کے بیٹوں	وَ۔اور	عِيْسٰى۔عیسیٰ
وَ۔اور	اَيُّوْبَ۔ایوب	وَ۔اور	يُوْنُسَ۔یونس
وَ۔اور	هٰرُوْنَ۔ہارون	وَ۔اور	سُلَيْمٰنَ۔سلیمان کی
وَ۔اور	اٰتَيْنَا۔دی ہم نے	دَاوٗدَ۔داؤد کو	زَبُوْرًا۔زبور
وَ۔اور	رُسُلًا۔رسولوں کو	قَدْ۔کہ بے شک	قَصَصْنٰهُمْ۔بیان کیا ہم
نے ان کو	عَلَيْكَ۔تجھ پر	مِنْ قَبْلُ۔پہلے	وَ۔اور
رُسُلًا۔کئی رسول ہیں کہ	لَّمْ۔نہیں	نَقْصُصْهُمْ۔بیان کیا ہم نے ان کو	
عَلَيْكَ۔تجھ پر	وَ۔اور	كَلَّمَ۔کلام کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے
مُوْسٰى۔موسیٰ سے	تَكْلِيْمًا۔حق کلام کا	رُسُلًا۔رسول	مُّبَشِّرِيْنَ۔بشارت دیتے
وَ۔اور	مُنْذِرِيْنَ۔ڈراتے	لِئَلَّا۔تا کہ نہ	يَكُوْنَ۔ہو
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	حُجَّةٌ۔کوئی عذر
بَعْدَ۔بعد	الرُّسُلِ۔رسولوں کے	وَ۔اور	كَانَ۔ہے
اللّٰهُ۔اللہ	عَزِيْزًا۔غالب	حَكِيْمًا۔حکمت والا	لٰكِنِ۔لیکن

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ۔اللہ	يَشْهَدُ۔گواہ ہے	بِمَآ۔اس کا جو	اَنْزَلَ۔اتارا
اِلَيْكَ۔تیری طرف	اَنْزَلَهٗ۔اتارا اس کو	بِعِلْمِهٖ۔اپنے علم سے	وَ۔اور
الْمَلٰٓئِكَةُ۔فرشتے بھی	يَشْهَدُوْنَ۔گواہ ہیں	وَ۔اور	كَفٰى۔کافی ہے
بِاللّٰهِ۔اللہ	شَهِيْدًا۔گواہ	اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	وَ۔اور	صَدُّوْا۔روکا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔اللہ کی راہ سے
قَدْ۔بے شک	ضَلُّوْا۔گمراہ ہوئے	ضَلٰلًۢا۔گمراہی	بَعِيْدًا۔دور کی
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	وَ۔اور
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا	لَمْ۔نہیں	يَكُنِ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ
لِيَغْفِرَ۔کہ بخشے	لَهُمْ۔ان کو	وَ۔اور	لَا۔نہ
لِيَهْدِيَهُمْ۔یہ کہ ہدایت کرے ان کو	طَرِيْقًا۔راہ کی	اِلَّا۔مگر	
طَرِيْقَ۔راہ	جَهَنَّمَ۔جہنم کی	خٰلِدِيْنَ۔رہنے والے ہیں	فِيْهَآ۔اس میں
اَبَدًا۔ہمیشہ تک	وَ۔اور	كَانَ۔ہے	ذٰلِكَ۔یہ
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	يَسِيْرًا۔آسان	يٰٓاَيُّهَا۔اے
النَّاسُ۔لوگو	قَدْ۔بے شک	جَآءَ۔آیا	كُمُ۔تمہارے پاس
الرَّسُوْلُ۔رسول	بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	مِنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے	فَاٰمِنُوْا۔سو ایمان لاؤ
خَيْرًا۔بہتر ہے	لَّكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
تَكْفُرُوْا۔کفر کرو	فَاِنَّ۔تو بے شک	لِلّٰهِ۔اللہ کا ہے	مَا۔جو
فِي۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے
وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمًا۔جاننے والا
حَكِيْمًا۔حکمت والا	يٰٓاَ۔اے	اَهْلَ الْكِتٰبِ۔کتاب والو	لَا۔نہ
تَغْلُوْا۔زیادتی کرو	فِيْ۔بیچ	دِيْنِكُمْ۔اپنے دین کے	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَقُوْلُوْا۔کہو	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے
اِلَّا۔مگر	الْحَقَّ۔حق بات	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ	الْمَسِيْحُ۔مسیح
عِيْسَى۔عیسیٰ	ابْنُ۔بیٹا	مَرْيَمَ۔مریم کا	رَسُوْلُ۔رسول ہے
اللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور	كَلِمَتُهٗ۔اس کا کلمہ	اَلْقٰهَآ۔ڈالا اس کو
اِلٰى۔طرف	مَرْيَمَ۔مریم کی	وَ۔اور	رُوْحٌ۔روح
مِّنْهُ۔اس سے	فَاٰمِنُوْا۔سو ایمان لاؤ	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
رُسُلِهٖ۔اس کے رسولوں پر وَ۔اور	لَا۔نہ	تَقُوْلُوْا۔کہو	

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

ثَلٰثَةٌ۔ تین	اِنْتَهُوْا۔ باز آجاؤ	خَيْرًا۔ بہتر ہے	لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں	اللّٰهُ۔ اللہ	اِلٰهٌ۔ معبود ہے	وَّاحِدٌ۔ ایک
سُبْحٰنَهٗٓ۔ پاک ہے وہ	اَنْ۔ یہ کہ	يَّكُوْنَ۔ ہو	لَهٗ۔ اس کی
وَلَدٌ۔ اولاد	لَهٗ۔ اسی کا ہے	مَا۔ جو	فِي۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ
وَكِيْلًا۔ کارساز			

مختصر تفسیر رکوع بست و یکم۔ سورۃ نساء۔ پ ٦

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ ۚ

بے شک ہم نے تمہاری طرف (اے محبوب) وحی کی جیسے وحی کی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور ہم نے داؤد کو دی زبور۔ اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تم سے فرما چکے پہلے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر ہم نے تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے کلام کیا موسیٰ سے حق کلام۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ علماء یہود میں سے راہب سکین عدی بن زید تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ ان کے لئے آسمان سے یکبارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا بکثرت انبیاء علیہم السلام ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء مبارکہ یہاں بیان فرمائے گئے۔ اہل کتاب ان سب کی نبوت مانتے ہیں بے آنکہ ان میں سے کسی پر یکبارگی کتاب نازل نہیں ہوئی تو جب ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہوا تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے میں یکبارگی کتاب نازل ہونے کی شرط کیوں اور حقیقت یہ ہے کہ مرسلین کرام کی بعثت سے مقصود صرف اور صرف ہدایت خلق معرفت توحید۔ تکمیل ایمان۔ طریق عبادت۔ اصلاح اخلاق ہے یہ مقصد نجماً نجماً نزول کتاب سے بھی بدرجہ اتم حاصل ہوتا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا آسانی سے ان کے دل نشین ہو جائے۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور لا یعنی شرط بے معنی اعتراض کرنا حماقت اور ہٹ دھرمی ہے۔ اور بہت سے رسولوں کا ذکر ہم آگے قرآن کریم میں نام بنام کر چکے ہیں اور بہت سے وہ رسول ہیں جن کا ذکر ابھی نہیں کیا گیا تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے واسطہ کلام فرمانا دوسرے انبیاء علیہم

MARKAZ-UL-OQOOMIL ISLAMIA ACADEMY

السلام کی نبوت میں قادح نہیں۔ اس طرح کہ اوروں سے کلام نہیں فرمایا۔ اور تم اوروں کی نبوت تسلیم کرتے ہو۔ ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب کا یکبارگی نازل ہونا بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قادح نہیں۔

یہاں حسب موقع تعریف وحی اور اس کے اقسام بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تعریف وحی

علامہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اَصْلُ الْوَحْیِ الْاِشَارَۃُ السَّرِیْعَۃُ وَ مُتَضَمِّنُ السُّرْعَۃِ وحی اصل میں ایک تیز اشارہ ہے جو متضمن سرعت ہو۔

لسان العرب میں ہے اَلْوَحْیُ الْاِشَارَۃُ وَ الْکِنَایَۃُ وَالرِّسَالَۃُ وَالْاِلْھَامُ وَالْکَلَامُ الْخَفِیُّ وَ کُلَّمَ الْتَقَیَا اِلٰی غَیْرِہٖ۔ وحی ایک اشارہ ہے اور کنایہ اور پہنچانا ہے اور الہام ہے اور کلام خفی ہے اور وہ ہر چیز جو ملے غیر کی طرف۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو وحی انبیاء علیہم السلام کو جاتی ہے وہ علم یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ جو صرف انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں ہی القاء فرمایا جاتا ہے یہ القاء کبھی فرشتہ کے واسطے سے ہوتا ہے کبھی بلا واسطہ بھی۔

اقسام وحی

وحی الٰہی۔ فطری حکم۔ بوساطت نبی۔ مختص بالنبی۔ نفث فی الروع۔ وسوسہ۔ زخرف القول۔ بالخفی الالہام۔ وحی بوساطۃ اللوح والقلم۔ وحی الے السماء۔ وحی بسلسلۃ الجرس۔ وحی فی النوم بطریق رویا۔ وحی بمعنی کتابت جیسے عجاج کہتا ہے۔ مَقْدَرٌ کَانَ وَحَا الْوَاحِی۔

۱۳- وحی بمعنی خط۔ جیسے لبید کہتا ہے۔ خَلْقًا کَمَا ضَمِنَ الْوَحْیُ سَلَامَھَا۔

۱۴- وحی بمعنی حکم جیسے عجاج کہتا ہے۔ وَحْیٌ لَھَا الْقَرَارُ فَاسْتَقَرَّتْ۔

۱۵- وحی بمعنی کلام مخفی۔ ابوذویب کہتا ہے۔ فَقَالَ لَھَا وَقَدْ اَوْحَتْ اِلَیْہِ۔

۱۶- وحی بمعنی اشارہ۔ ابوذویب کہتا ہے۔ یُوْحِیْ اِلَیْہِ بِاِنْقَاضٍ وَ نَقْنَقَۃٍ۔

۱۷- وحی بمعنی آواز۔ ابوزبید کہتا ہے۔ و تجز الحرف بوحی اعجم۔

وحی الٰہی جیسے ارشاد ہوا۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا۔ کوئی بشر ایسا نہیں جس سے اللہ کلام کرے مگر وحی کی صورت میں یا پردہ سے۔ یا بھیجے اس کی طرف فرشتہ۔

وحی امر فطری۔ وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ تیرے رب نے وحی فطرت کی مکھیوں کو۔

وحی بوساطت نبی۔ وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ۔ اور جب ہم نے اپنے نبی کے ذریعہ حواریوں کو وحی کی۔

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ ۚ۔ اور جب وحی کی میں نے اپنے نبی کے ذریعہ حواریوں کی طرف یہ کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ۔ اور وحی کی ہم نے بوساطت رسول ان کی طرف نیک کام کرنے کی۔

وحی مختص بالنبی اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ اے محبوب اتباع کیجئے جو وحی آپ کی طرف ہو آپ کے رب سے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ۔ میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی ہو۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۔ فرما دیجئے جز ایں نیست کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے وحی ہوتی ہے میری طرف یہ کہ میرا تمہارا خدا ایک ہے۔

نوٹ: ایسی وحی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے۔ اِنۡقَطَعَ الۡوَحۡیُ وَبَقِیَ الۡمُبَشِّرَاتُ رُؤۡیَا الۡمُؤۡمِنِ ۔ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے خواب ہیں۔

وَحۡیٌ نَفۡثٌ فی الروع: اَمَّا بِالۡقَاءِ فِی الرَّوۡعِ کَمَا ذَکَرَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اِنَّ رُوۡحَ الۡقُدُسِ نَفَثَ بِرُوۡعِی ۔ یہ یا تو دل میں القاء کی شکل پر ہوتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک القدس نے القاء کیا میرے دل میں۔

وَسۡوَسَہ : وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں سے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر چکنی چپڑی بناوٹ کی بات دھوکہ دینے کو ڈالتے ہیں۔

وَ اِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِہِمۡ لِیُجَادِلُوۡکُمۡ ۚ ۔ اور بے شک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دل میں تاکہ تم سے جھگڑیں۔

زخرف القول: یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ ۔ ڈالتے ہیں بعضے بعض کے دل میں چکنی چپڑی دھوکہ ڈالنے کو۔

الہام : وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡہِ ۚ ۔ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلا۔ اِذۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّکَ مَا یُوۡحٰۤی ﴿۳۸﴾ ۔ جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کیا۔

وَحۡیٌ بِوَسَاطَتِ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ : اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ ۔ جب مطلع کیا تیرے رب نے ملائکہ کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

وحی الی السماء: بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ؕ﴿۵﴾ ۔ بے شک تیرے رب نے آسمان کو فرمایا۔

وحی اہل السماء : اذ یوحی ربک الی الملئکۃ ۔ جب حکم کیا تیرے رب نے ملائکہ کو۔

وحی بسلسلۃ الجرس: ۔ یہ وحی بھی انبیاء علیہم السلام کی طرف ہوتی ہے۔ زنجیر ملنے کی آواز میں۔

وحی النوم: اِنۡقَطَعَ الۡوَحۡیُ وَ بَقِیَ الۡمُبَشِّرَاتُ رُؤۡیَا الۡمُؤۡمِنِ ۔ وحی منقطع ہو گئی اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے رویا صالحہ ہیں۔

نوٹ: نَفۡثٌ فِی الرَّوۡعِ – زُخۡرُفُ الۡقَوۡلِ – صَلۡصَلَۃُ الۡجَرۡسِ ۔ یہ ہر سہ اصطلاح بھی چونکہ اقسام وحی سے متعلق ہیں۔ اس لئے وحی میں انہیں دکھایا گیا۔ بصورت دیگر یہ نوعیت وحی میں داخل نہیں۔

آیات منقولہ بالا میں گیارہ نبیوں کا تذکرہ ہے

اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ہم نے آپ کے پاس اسی طرح وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام کے پاس بھیجی تھی۔

انبیاء علیہم السلام میں حضرت نوح علیہ السلام کا سب سے اول اس لئے ذکر کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح حضرت نوح علیہ السلام بھی تمام انسانوں کے باپ تھے۔ طوفان نوح کی وجہ سے سب لوگ ہلاک ہو گئے تھے جو کشتی میں رہے وہی محفوظ رہے ان میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسل کے علاوہ کوئی نسل باقی نہیں رہی تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ** ۔ صرف انہی کی نسل ہم نے دنیا میں باقی رکھی۔

خصوصیات حضرت نوح علیہ السلام

آپ برگزیدہ نبی، پہلے اولوالعزم رسول اور صاحب شریعت تھے۔ امت کو شرک سے خوف دلایا اور دعوت توحید دی آپ کی امت نے شدت سے سرکشی کی اور مخالفت حق میں حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان پر عذاب آیا اور وہ سارے غرق کئے گئے۔ آپ کی عمر شریف ۹۵۰ برس ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے تمام انبیاء سے زیادہ عمر پائی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا زمانہ تبلیغ وارشاد ساڑھے نو سو برس ہے اور عمر شریف زیادہ ہے واللہ اعلم باوجود طوالت عمر کے آپ پر مکمل بڑھاپا نہ آیا وہ لوگ جو آپ کے ہمراہ کشتی میں تھے ان سے نسل نہ چلی صرف آپ ہی کی نسل باقی رہی اسی وجہ سے آپ کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں۔

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں ابراہیم دراصل **اَبٌ رَحِيمٌ** کا مجموعہ ہے جس کے معنی ہیں مہربان باپ شفقت ومہربانی دونوں باپ بیٹا میں صفت مشترک تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں ماسوا حضرت صالح، ہود اور لوط علیہم السلام کے جبکہ حضرت آدم حضرت شیث، حضرت ادریس اور حضرت نوح علیہم السلام آپ کے اجداد میں سے ہیں۔ لوط۔ صالح اور ہود علیہم السلام اولاد نوح علیہ السلام سے ہیں اور لوط علیہ السلام آپ کے بھتیجے تھے جبکہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی اولاد سے ہیں۔

صفا۔ مروہ آپ کی یادگاریں ہیں۔ آپ کے دم سے مکہ آباد ہوا۔ اسماعیل علیہ السلام آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ **اِسْمَعْ يَا عِيلُ** ہر دعا میں عرض کرتے تھے اس لئے آپ کا نام اسماعیل رکھا گیا۔ اسحاق علیہ السلام تمام بنی اسرائیل کے نبیوں علیہم السلام کے جد امجد ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔ یعقوب کے معنی ہیں عقب میں آنے والا۔ یعنی پچھلا بیٹا۔ اسباط جمع سبط کی ہے سبط کے معنی ہیں اولاد۔ قرآنی اصطلاح میں یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کو اسباط کہا جاتا ہے۔

صاحب روح المعانی والاسباط کی تعریف میں فرماتے ہیں **وَهُمْ اَوْلَادُ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَشْهُورِ**۔ اس سے مراد یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے۔

دوسرا قول یہ ہے **اِنَّ الْاَسْبَاطَ فِي وَلَدِ اِسْحٰقَ كَالْقَبَائِلِ فِي اَوْلَادِ اِسْمٰعِيلَ**۔ اسباط سے مراد اولاد اسحٰق علیہ السلام میں ہے مثل قبائل اسمٰعیل میں۔

آگے فرماتے ہیں **وَلَمْ يَصِحَّ اَنَّ الْاَسْبَاطَ الَّذِينَ هُمْ اِخْوَةُ يُوسُفَ كَانُوا اَنْبِيَاءَ بَلِ الَّذِي صَحَّ عِنْدِي وَاَلَّفَ فِيهِ الْجَلَالُ السُّيُوطِي رِسَالَتَهُ خَلَافُهُ**۔ اور یہ بات صحیح نہیں کہ اسباط یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں اور یہ سب نبی تھے بلکہ میرے نزدیک صحیح اس کے خلاف ہے اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف ایک رسالہ بھی تصنیف کیا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ۔ الاسباط میں سے ان انبیاء علیہم السلام کا نام خصوصی طور پر لیا گیا اس لئے کہ صاحب فضیلت تھے۔

وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

زبور اس کتاب کا نام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر بذریعہ وحی نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔عَطْفٌ عَلٰى اَوْحَيْنَا دَاخِلٌ فِي حُكْمِهِ لِاَنَّ اِيْتَاءَ الزَّبُوْرِ مِنْ بَابِ الْاِيْحَاءِ وَ كَمَا اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَ اِيْثَارُهٗ عَلٰى اَوْحَيْنَا اِلٰى دَاوٗدَ لِتَحَقُّقِ الْمُمَاثَلَةِ فِي اَمْرٍ خَاصٍ وَهُوَ اِيْتَاءُ الْكِتَابِ بَعْدَ تَحَقُّقِهَا فِي مُطْلَقِ الْاِيْحَاءِ۔ داؤد علیہ السلام کے زبور کا عطف بھی اوحینا پر ہی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ زبور بھی بذریعہ وحی نازل ہوئی۔ اور وَ كَانَ اِنْزَالُهٗ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنَجَّمًا زبور کا نزول بھی نجما نجما ہی ہوا۔ وَ كَانَ فِيْهِ كَمَا قَالَ الْقُرْطَبِيُّ مِائَةٌ وَّ خَمْسُوْنَ سُوْرَةً لَيْسَ فِيْهَا حُكْمٌ مِنَ الْاَحْكَامِ وَ اِنَّمَا هِيَ حِكَمٌ وَ مَوَاعِظُ لِتَمْجِيْدِ وَالتَّمْجِيْدَ وَا لثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى شَانُهٗ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں۔ مگر اس میں کوئی حکم نہ تھا اس میں صرف حکم ومواعظ اور تحمید وتمجید اور ثناء الٰہی تھی۔ (روح المعانی)

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ زبور اللہ کی حمد وثناء اور مجد کا بیان تھا۔ حضرت داؤد شہر سے باہر جنگل میں جا کر کھڑے ہو کر زبور کی تلاوت فرماتے آپ کے پیچھے علماء بنی اسرائیل صف بستہ کھڑے ہوتے ان کے پیچھے جنات کھڑے ہوتے۔ جنگل کے چوپائے بھی صف بنا کر کھڑے ہوتے پرندے اپنے بازو پھیلا کر سروں پر منڈلاتے۔ (خازن، روح البیان)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ہم نے کچھ پیغمبر بھیجے جن کا ذکر ہم نے تم سے کر دیا جیسے آدم، شیث، ادریس، زکریا، یحییٰ، ذوالکفل وغیرہ۔

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔ اور کچھ پیغمبر اور بھی بھیجے جن کا ذکر ہم نے تم سے نہیں کیا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صرف اس قدر ہی نہیں جن کا ذکر کیا گیا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے بعض کا ذکر کر دیا بعض کا ذکر نہ کیا بعض پر کتاب بعض پر صحیفے نازل ہوئے اور بعض پر نہ کتاب نازل ہوئی نہ صحیفے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ سب سے پہلے کون نبی تھا فرمایا حضرت آدم جن سے کلام کیا گیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل تعداد انبیاء کی کس قدر ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں سے تین سو پندرہ رسول ہوئے۔ رواہ احمد وابن ابی حاتم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار انبیاء مبعوث فرمائے ان میں چار ہزار بنی اسرائیل میں سے چار ہزار باقی سے تمام انبیاء پر ایمان لانا اجمالاً لازم ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔

اللہ کا کلام کرنا وحی کا انتہائی درجہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں یہ فضیلت کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی۔ مگر رحمت مجسم سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل فضیلت عطا کی گئی۔ فکان قاب قوسین کا مقام کسی دوسرے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

نبی علیہ السلام کو عطا نہ ہوا سوائے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اس پر صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) گویا کہ فرمایا گیا ہم نے وحی کی تمہاری طرف جیسے وحی کی فلاں فلاں کی طرف اور عطا کیا ہم نے مثل اس کے کہ عطا فرمایا فلاں کو اور بھیجا ہم نے تمہیں مثل بھیجنے ان رسولوں جن کے اوپر ذکر فرمایا وغیرہ

اور اس میں کوئی تفاوت نہیں تمہارے اور ان کے مابین حقیقت وحی میں اور رسول ہونے میں تو ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے جو آپ سے سوال کرتے ہیں اس چیز کا جو کسی نبی کو نہیں دی گئی اور معنی قصہ کرنے اللہ تعالیٰ کے یہ ہیں کہ حکایۃً ان کی خبریں اور ان کی شانوں کی تعریف اور ان کے احکام کی تفصیل اس سورت سے پہلے یا اس دن سے قبل۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ میں بیان کر دیا گیا تھا سورہ انعام وغیرہ میں۔

اور بعض کا قول ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں فرمایا وہ بذریعہ وحی بیان کر دیا اور بعد میں قرآن کریم میں بیان ہوا وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ کے یہی معنی ہیں کہ بہت سے رسولوں کا قصہ تم پر اس سے قبل نہیں کیا اور یہ منافی آیت نہیں جو حدیث میں وارد ہوا کہ رسول تین سو تیرہ اور انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔

اور کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی چودہ لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ اس لئے کہ نفی بیان قصہ اس سے قبل کے جو ہے وہ مستلزم نہیں قصہ کی مطلقاً اس لئے کہ نفی خاص نفی عام کو مستلزم نہیں ہوتی۔ اور لَمْ جب مضارع پر داخل ہو تو وہ معنی استقبالیہ کو ماضی کے معنی میں بدل دیتا ہے۔ اور واو عطف کے بعد کلم اللہ موسیٰ جو فرمایا وہ رفعت جلالت و اظہار منصب موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔

پھر کلام موسیٰ علیہ السلام اور کلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کا فرق لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) اس حال کی تفصیل پہلے آ چکی ہے کہ سماع موسیٰ علیہ السلام کلام الٰہی کے لئے کیسا تھا اور یہ تکلم ہمارے نبی جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کو لیل اسریٰ میں رفعت مرتبت اور تقرب خاص سے حاصل ہوا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ ایسا نہیں جو ہمارے حضور کو اس کا ہم مثل بلکہ اس سے زیادہ شرف و منزلت کے ساتھ نہ حاصل ہو بلکہ دنیا کا کوئی ذرہ دنیا پر ایسا نہیں چمکا مگر وہ صدقہ تھا شمس ذات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی کا۔ علامہ امام بوصیری نے خوب فرمایا۔

وَكُلُّ مَنْ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا　　فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

ہر معجزہ جو رسل کرام کو ملا اور وہ لائے وہ سب نور مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے نور سے ہی مستنیر ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے لئے کوئی عذر نہ رہ جائے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی قیامت کے دن لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس کے کہنے پر چلتے۔

مفہوم آیت واضح ہے صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) رسولوں کا شریعت لانا اس لئے ضرور تھا تا کہ جو ایمان لائے اطاعت و فرمانبرداری کرے اسے جنت کی بشارت دیں اور انہیں ڈر سنائیں جو کفر کریں نافرمان بنیں جہنم اور عذاب کا تا کہ کوئی عذر باقی نہ رہے اور یوں کہنے کی جرأت نہ ہو کہ ہماری طرف تو نے رسول کیوں نہ بھیجا کہ وہ ہم پر شریعت ظاہر فرما دیتا اور جو ہم نہ جانتے تھے وہ سکھا دیتا تیرے احکام سے کیونکہ ہم میں نقص قوی بشری ہے جو ادراک مصالح دنیا اور آخرت سے قاصر رکھتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بعثت رسل سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا چنانچہ دوسری جگہ فرما بھی دیا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ثبوت اس آیت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو بھیجے بغیر کسی کو عذاب نہیں دے گا اور نبی کے احکام پر عذاب اللہ کی طرف سے اسی وقت ہو گا جب لوگ اس سے سرکشی کریں گے۔

دوسرے یہ بھی روشن ہو گیا کہ معرفت الٰہی اور بیان شرع زبان انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے محض عقل کی روشنی اس منزل تک پہنچانے سے عاجز ہے۔ جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں اِنَّ الْعَقْلَ كَافٍ وَاِنَّ اِرْسَالَ الرُّسُلِ اِنَّمَا هُوَ لِلتَّنْبِيْهِ احناف کا مذہب یہ ہے۔ فَالْاٰيَةُ ظَاهِرَةٌ فِيْ اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنَ الشَّرْعِ وَاِرْسَالِ الرُّسُلِ وَاَنَّ الْعَقْلَ لَا يُغْنِيْ عَنْ ذٰلِكَ لازمی ہے شرع اسلام میں ارسال رسل اس لئے کہ عقل محض اس سے مستغنی نہیں کر سکتی۔

چنانچہ یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے رسل کرام کی بعثت اس لئے فرمائی کہ بعد میں کوئی کافر لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا کہہ کر عذر پیش نہ کر سکے۔ (روح المعانی)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

لیکن اللہ گواہ ہے (اے محبوب) اس کا جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اتارا ہے اپنے علم سے اور اللہ گواہی کو کافی ہے۔ وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا بے شک وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم میں بڑھے ہرگز نہیں اللہ کہ انہیں بخشے نہ انہیں کوئی راہ دکھائے مگر راہ جہنم کی ہمیشہ رہیں گے اس میں دوامی اور اللہ پر یہ آسان ہے۔

شانِ نزول

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اَعْلَمُ اَنَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا مَا نَعْلَمُ فَنَزَلَتْ میں خدا کی قسم جانتا ہوں کہ تم مجھے اللہ کا رسول جانتے ہو تو کہنے لگے ہم نہیں جانتے تو آیہ کریمہ میں استدراکاً فرمایا لٰكِنَّ اللّٰهَ يَشْهَدُ (روح المعانی)

یعنی اللہ تو اس کتاب کے ذریعہ سے جو آپ پر نازل ہوئی آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت دے رہا ہے یعنی قرآن جو اپنی عبارت اور معانی کے لحاظ سے مکمل معجزہ ہے۔ جو آپ ﷺ کی نبوت ثابت کر رہا ہے۔

www.waseemziyai.com

ایک تاویل یوں فرمائی۔ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَشْهَدُ وَهُوَ اِسْتِدْرَاكٌ عَنْ مَفْهُوْمِ مَا قَبْلَهٗ كَاَنَّهُمْ لَمَّا سَاَلُوْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْزَالَ كِتَابٍ مِنَ السَّمَاءِ وَ تَعَنَّتُوْا وَرَدَ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهٖ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ الخ قِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَشْهَدُوْنَ۔ مفہوم ماقبل سے استدراک کرتے ہوئے لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ فرمایا۔ گویا انہوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کتاب کے آسمان سے نازل ہونے پر تو انہوں نے انا او حینا الیک کا رد کیا۔ گویا انہوں نے کہا ہم گواہی اس کے منزل من اللہ ہونے کی نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ یہ گواہی دیں یا نہ دیں لیکن اللہ گواہ ہے اور ملائکہ گواہ ہیں اس پر جو تجھ پر اسے محبوب اتارا۔ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ۔ وہ اتارا ہے اپنے علم سے اس میں چار وجہیں بیان کی گئیں۔

اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهِ الْخَاصِ بِهِ الَّذِیْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ سُبْحَانَهٗ وَ هُوَ تَالِيْفُهٗ عَلٰى نَظْمٍ وَ اُسْلُوْبٍ يَعْجِزُ عَنْهُ كُلُّ بَلِيْغٍ وَ صَاحِبُ بَيَانٍ وَ اخْتَارَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ انزلہ بعلمہ کے معنی یہ ہوں کہ قرآن کریم اس علم خاص سے اتارا جسے سوا واجب تعالیٰ شانہ کے کوئی نہ جانتا تھا اور وہ ایسی تالیف عبارت و نظم بلاغت اور اسلوب بیان ہے جس کے مقابلہ سے ہر بلیغ اور ماہر بیان عاجز ہو جائے اس توجیہ کو مفسرین کی ایک جماعت نے لیا۔

دوسری وجہ یہ ہے۔ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى اَنْزَلَهٗ وَهُوَ عَالِمٌ بِاَنَّكَ اَهْلٌ لِاِ نْزَالِهٖ اِلَيْكَ لِقِيَامِكَ فِيْهِ بِالْحَقِّ وَ دَعَائِكَ النَّاسَ اِلَيْهِ وَاخْتَارَهُ الطَّبْرَسِيُّ اس کے معنی یہ ہوں انزلہ نازل کیا اسے اور وہ عالم ہے کہ آپ کی ذات مبارک اس کے نازل کرنے میں اہل ہے تاکہ آپ قائم فرمائیں اس سے حق اور لوگوں کو اس طرف بلائیں اسے طبرسی نے اختیار کیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس نزول کی برکت سے سمجھے جائیں بندوں کے مصالح جو ان کے لئے ضروری ہیں۔

چوتھی توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جس نے نازل فرمایا وہ اس کا عالم ہے اس کا رقیب اور محافظ ہے شیاطین سے جو بذریعہ صدر اخبار سماویہ حاصل کرتے تھے تو ملائکہ کی محافظت سے انہیں روک دیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے سورۂ جن پ ۲۹ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ تو جو کوئی اب سنے وہ اپنے لئے شہاب آتشی پائے۔ اللہ گواہی میں کافی ہے۔ (روح المعانی)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾۔

وہ جنہوں نے کفر کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و نعت چھپا کر لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال کر اللہ کی راہ سے روکا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا۔ بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور نبوت کا انکار کر کے ظلم کیا لوگوں کو بھلائی کے راستہ سے روکا۔

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ۔

اللہ نہ تو ان کی مغفرت کرے گا اور نہ سوائے جہنم کے ان کو کوئی رستہ دکھائے گا۔

اس لئے کہ ان میں استعداد ہدایت نہیں۔ نیکی اور اعمال صالحہ پر قائم رہنے کی قابلیت بھی نہیں جو طریقہ اہل جنت ہے۔

www.waseemziyai.com

خلدین فیہا ہمیشہ وہ جہنم میں رہیں گے اس کے ساتھ ابدا اور بڑھا دیا گیا تا کہ تَابُّدُ الْكُفَّارِ فِي جَهَنَّمَ کا عقیدہ متحقق ہو جائے اس لئے کہ خلدین فیہا میں مکث طویل یعنی ایک مدت تک جہنم میں رہنا ہی نکلتا تھا۔ چنانچہ ابداً پر فرماتے ہیں نُصِبَ عَلَى الظَّرْفِيَةِ رَافِعُ اِحْتِمَالِ اَنْ يُرَادَ بِالْخُلُودِ الْمُكْثِ الطَّوِيلِ اس میں یہ احتمال رفع کیا گیا کہ خلدین فیہا کا مقتضی مکث طویل تھا تو ابداً نے احتمال کا رفع کر دیا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا - يَعْنِي اَىْ اِنْتِفَاءُ غُفْرَانِهٖ وَ هِدَايَتِهٖ سُبْحَانَهٗ اِيَّاهُمْ وَطَرْحُهُمْ فِي النَّارِ اِلَى الْاَبَدِ۔ ہمیشہ ہمیش کو جہنم میں رہیں گے يَسِيْرًا - سَهْلًا لَا صَارِفَ عَنْهُ کوئی اس سے اللہ تعالیٰ کو پھیر نہیں سکتا۔ آگے ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

اے لوگو بے شک آئے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کے لئے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

النَّاسُ۔ میں صرف زمانہ مخصوص کے انسانوں سے خطاب نہیں بلکہ قیامت تک کے انسانوں سے مخاطبہ ہے۔ یہ ندا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت عامہ کی دلیل ہے اگرچہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق جن و انس فرشتوں اور تمام کائنات کے لئے نبی ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے خاص طور پر ہر زمانہ کے انسانوں کو خطاب ہے۔

اقوال حسنات

اس آیت کریمہ میں رسول سے مراد ذات اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قد تاکید کا وجوب رسالت کے لئے بالحق سے مراد مُتَلَبِّسًابِهٖ وَ فَسَّرَ بِالْقُرْاٰنِ وَ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَ بِشَهَادَةِ التَّوْحِيْدِ یعنی متلبس بالحق اور قرآن کریم کی وضاحت اور دین اسلام کی اہمیت اور شہادت توحید یہ سب امور حضور کے بغیر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ تمہارے پاس خدا کے پاس سے تشریف لائے ہیں تو فَاٰمِنُوا اَىْ بِالرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِمَا جَاءَ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ ایمان لاؤ اس رسول پر اور جو کچھ وہ لائے حق کے ساتھ تو خیرا لکم بھلا ہے تمہارے لئے ان پر مطلق ایمان لانا وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - وَاِنْ تكفروا فَهُوَ سُبْحَانَهٗ قَادِرٌ عَلَى تَعْذِيْبِكُمْ بِكُفْرِكُمْ تو اللہ تعالیٰ قادر ہے عذاب دینے پر بوجہ کفران کے کے اس لئے کہ لَهٗ جَلَّ شَانُهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَوْفَهُوَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ لَا يَتَضَرَّرُ بِكُفْرِكُمْ كَمَا لَا يَنْتَفِعُ بِاِيْمَانِكُمْ اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ غنی ہے اسے تمہارے کفر سے کوئی نقصان نہیں ہے جیسے تمہارے ایمان لانے سے اسے کوئی نفع نہیں ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا عَلِيْمًا باحوال کل۔ اور وہ تمہارے سب احوال جانتا ہے حَكِيْمًا فِي جَمِيْعِ اَفْعَالِهٖ وَ تَدْبِيْرَاتِهٖ وَ يَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ كَذٰلِكَ تَعْذِيْبُ مَنْ كَفَرَ۔ جانتا ہے سب احوال حکمت والا ہے تمام افعال میں اور تدبیرا مور میں اور اس میں عذاب بھی کافروں کو حکمت میں داخل ہے۔ (روح المعانی)

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ۫ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا

www.waseemziyai.com

لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۷۱﴾

اے کتابیو اپنے دین میں غلو زیادتی نہ کرو اور نہ کہو اللہ پر مگر سچ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس سے روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو تین باز رہو بھلا ہے تمہارے لئے جز ایں نیست کہ اللہ ایک ہے پاکی ہے اسے اس سے کہ اس سے کوئی بچہ ہو۔ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز۔

غلو کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا حکم دیا گیا ہے کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے یہ دونوں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کی تنقیص کرتے تھے۔ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے تھے۔ اس طرح حد صداقت سے ہٹ گئے۔

شان نزول

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ آیت صرف نصاریٰ کے متعلق ہے۔ نصاریٰ کے چار فرقے تھے۔ یعقوبیہ، ملکانیہ، نطوریہ، مرقوسیہ۔

یعقوبیہ اور ملکانیہ کے عقیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تھے۔

مرقوسیہ کے عقیدہ میں عیسیٰ علیہ السلام تین میں کا تیسرا تھا۔

یہ تعلیم ان کو ایک یہودی نے دی تھی جس کا نام بولس تھا۔

وَ كَلِمَتُهٗ۔ اور اللہ کا کلمہ تھا یعنی اللہ کے کلمہ کن کا نتیجہ تھا اللہ نے فرمایا ہو جا۔ جس پر وہ بغیر باپ بلا نطفہ کے محض امر الٰہی سے مخلوق ہوئے۔

اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا۔ بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے باپ۔ بیٹا روح القدس۔ باپ سے ذات الٰہی۔ بیٹے سے عیسیٰ علیہ السلام۔ روح القدس سے ان میں حلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے۔ تو ان کے عقدہ فاسدہ کاسدہ میں تین الٰہ تھے۔ اور اس تین کو ایک کا درجہ دیتے۔ بعض گویا توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے چکر میں جکڑے ہوئے تھے۔

بعض کہتے تھے کہ عیسیٰ ناسوتیت اور الوہیت کے جامع ہیں۔ ماں کی طرف سے ان میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے الوہیت۔ تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾۔

یہ فرقہ بندی نصاریٰ میں ایک پولوس نامی یہودی نے پیدا کی اور اس کے بہکانے سے یہ گمراہ ہو کر اس کی تعلیم میں بہکے۔ اس آیت کریمہ میں منجانب اللہ انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں افراط و تفریط اور غلو سے باز رہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور تثلیث فی التوحید سے بھی باز رہیں۔ ان تمام عقائد میں عیسیٰ علیہ السلام کی بھی نقص شان ہے اور ذات واجب تعالیٰ شانہ کی بھی توہین ہے۔

اس مبحث کو علامہ آلوسی بغدادی صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تحت آیہ کریمہ منقولہ تقریباً بارہ تیرہ صفحات میں واضح فرمایا ہے۔ جس کا ملخص ہم نے یہاں پیش کیا ہے اور آگے ارشاد ہے وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

www.waseemziyai.com

اللہ پر افتراء نہ باندھو جو کچھ سچ کہو اللہ کا شریک اور بیٹا بنا کر حلول واتحاد کے عیب لگا کر اپنا ایمان غارت نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں۔

اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ۔ اللہ نے اپنا کلمہ مریم تک پہنچایا۔

وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ اس روح کا صدور اللہ کی طرف تھا اس لئے الٰہ نہیں ہو گیا۔ اس فقرہ میں اللہ نے روح کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور روح کا صدور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ مِنْه میں مِنْ ابتدائیہ ہے تبعیضیہ نہیں ہے۔

اس فقرہ میں اللہ نے روح کی نسبت اپنی ذات کی طرف صرف عیسیٰ علیہ السلام کے شرف کو ظاہر کرنے کے لئے کی ہے ورنہ حقیقت میں تمام ارواح کی تخلیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح تھے یا روح کے جز تھے بلکہ وہ ایک مخلوق تھے جس کو اللہ نے ہی پیدا کیا۔

بعض مفسرین نے روح سے وہ پھونک مراد لی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکی تھی اور بہ حکم خدا اس پھونک سے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھیں۔ پھونکنے کو روح کہتے ہیں۔ باقوال حسنات

اور انہیں جو کلمہ کہا وہ لفظ کن تھا۔ جس پر وہ بغیر باپ اور بلا نطفہ کے محض امر الٰہی سے مخلوق ہوئے اور اس امر کی تصدیق کرو کہ اللہ ایک ہے واحد ہے۔

بیٹے اور رشتے سے پاک ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانو اور عقیدہ نصرانیت جو خالص کفر ہے اس سے اجتناب کرو اور یقین کرو کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

البتہ اس کی ملکیت کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اور وہی کارساز مطلق اور تمام کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجزی ماننا محض باطل ہے اس پر علامہ صاحب روح المعانی رحمہ اللہ نے ایک حکایت نقل فرمائی ہے۔

(ترجمہ) ایک طبیب نصرانی جو کہ ہارون الرشید کا معالج تھا اس نے ایک دن مناظرہ کرتے ہوئے علی بن حسین سے کہا آپ کے قرآن سے عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کا جز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس پر اس طبیب نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ تو علامہ واقدی نے اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ پڑھی وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ط اور کہا اس سے لازم آتا ہے کہ تمام اشیاء جز والٰہی ہوں معاذ اللہ تو وہ نصرانی لاجواب ہوا اور مسلمان ہو گیا اور ہارون رشید واقدی سے بہت خوش ہوا اور واقدی کو انعام فاخرہ سے نوازا۔

باقوال حسنات: اس کے بعد صاحب روح المعانی رحمہ اللہ نے روح کے معنی کی تصریح وتشریح کی ہے وَهُوَ هٰذَا ۔ لِاَصْحَابِ النَّظَرِ وَالْهُدٰى۔

(ترجمہ) روح کے معنی میں چند قول منقول ہیں۔

۱۔ روح کا نام روح اس لئے ہوا کہ لوگ اس سے زندہ ہوتے ہیں جیسے ارواح کے ساتھ زندگی ہے جبائی کا یہی مذہب ہے۔

۲۔ روح اس جگہ بمعنی رحمت ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط۔ مدد کی ان کی روح سے۔

۳- روح سے مراد وہ وحی ہے جو بطریق الہام القاء ہوتی ہے جیسے حضرت مریم علیہ السلام کو بشارت ہوئی اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ۔

۴- عام طریقہ ہے کہ جب کسی شے کی تعریف غایت طہارت و نظافت سے کرنا مقصود ہو تو کہتے ہیں وہ روح ہے۔ تو جب عیسیٰ علیہ السلام کی تکوین نفخ ربانی سے ہوئی نہ کہ نطفہ سے تو ان کی صفت روح سے کی گئی۔

۵- ایک قول یہ ہے کہ روح سے سرالٰہی مراد ہے جیسے کہا کرتے ہیں اس مسئلہ کی روح یہ ہے ایسے ہی بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سر ہیں اسرار اللہ تعالیٰ سے اور ایک نشانی ہیں ربانی نشانیوں سے۔

۶- ایک قول یہ ہے کہ یہاں مراد روح سے ذو روح ہے حذف مضاف کر کے اور اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بغرض تشریف و تعظیم عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وعبدیت کی شہادت دی اور یہ بھی اعتراف کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کا کلمہ تھا جو اللہ نے مریم کو پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے صادر شدہ روح بھی تھا اور یہ یقین رکھا کہ جنت حق ہے دوزخ حق ہے۔ تو اس کو اللہ جنت میں پہنچائے گا۔ عمل خواہ کچھ بھی ہوں۔ (بخاری، مسلم)

مزید توضیحات کے لئے روح المعانی کا ملاحظہ ضروری ہے جلد رابع تحت آیت کریمہ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ۔ الخ

تثلیث سے باز رہو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

بس اللہ ہی معبود ہے وہ اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ اولاد ہونے کا تصور تو وہاں ہوسکتا ہے جہاں اصل کی مثل ہوسکتی ہو اور فنا کا تصور کیا جاسکتا ہو۔ اللہ کا نہ تو مثل ہے نہ وہ فانی ہے اس لئے اللہ نے اپنے لئے اولاد کی نسبت کو گالی قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا۔ اس نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ بھی درست نہ تھا کہ میری تکذیب تو اس قول سے کی کہ اول تخلیق کی طرح دوبارہ اللہ تخلیق نہ کرے گا حالانکہ اول تخلیق سے دوبارہ تخلیق میرے لئے دشوار نہیں اور گالی اس قول سے دی کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنالیا حالانکہ میں اکیلا ہوں بے احتیاج ہوں نہ کوئی میری اولاد نہ میں کسی کی اولاد نہ میری کوئی مثیل۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں ہوں اور اولاد سے پاک ہوں۔ (رواہ البخاری)

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ۔ اسی کی مخلوق اور ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست ودوم۔ سورۃ نساء۔ پ ٦

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ١٧٢

ہرگز نفرت نہیں کرتا مسیح اس سے کہ ہو اللہ کا بندہ اور نہ مقرب فرشتے اور جو نفرت کرے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے تو عنقریب محشور ہوں گے اس کی طرف سب۔

www.waseemziyai.com

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے تو پوری دے گا انہیں ان کی مزدوری اور زیادہ دے گا انہیں اپنے فضل سے اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تو انہیں عذاب ہو گا عذاب دردناک۔

وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

اور نہ پائیں گے سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾

اے لوگو بے شک آئی تم میں دلیل واضح تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے اتارا تمہاری طرف نور روشن۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ ط

تو جو ایمان لایا اللہ پر اور مضبوط تھامی رسی اس کی تو عنقریب داخل کرے گا رحمت میں اپنی طرف سے اور اپنے فضل سے اپنی طرف دکھائے گا سیدھی راہ۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

(اے محبوب) آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں فرما دیجئے اللہ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ میں اگر کسی ایسے مرد کا انتقال ہو کہ نہ ہو اس کے اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے آدھا ملے گا ترکہ سے۔

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع

اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر نہ ہو اس کے اولاد تو اگر دو بہن ہوں تو دونوں میں دو تہائی ترکہ سے اور اگر ہوں بھائی بہن مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ مثل حصہ دو عورتوں کے ہے۔ اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ تم نہ بھکو اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

حل لغات رکوع بست و دوم۔ سورۃ نساء۔ پ ٦

لَنْ۔ ہرگز نہ	يَّسْتَنْكِفَ۔ نفرت کرے گا	اَلْمَسِيْحُ۔ مسیح	اَنْ۔ یہ کہ
يَّكُوْنَ۔ ہو	عَبْدًا۔ بندہ	لِّلّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	اَلْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے	الْمُقَرَّبُوْنَ۔ مقرب	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يَّسْتَنْكِفْ۔ نفرت کرے	عَنْ عِبَادَتِهٖ۔ اس کی بندگی سے	وَ۔ اور
يَسْتَكْبِرْ۔ تکبر کرے	فَسَيَحْشُرُ۔ تو جلدی اکٹھا کرے گا		هُمْ۔ ان کو
اِلَيْهِ۔ اپنے طرف	جَمِيْعًا۔ سب کو	فَاَمَّا۔ پھر وہ	الَّذِيْنَ۔ جو

اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔نیک
فَیُوَفِّیْهِمْ۔تو پورے دے گا ان کو		اُجُوْرَ۔اجر	هُمْ۔ان کے
وَ۔اور	یَزِیْدُ۔زیادہ دے گا	هُمْ۔ان کو	مِّنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے
وَ۔اور	اَمَّا۔وہ	الَّذِیْنَ۔جنہوں نے	اسْتَنْكَفُوْا۔نفرت کی
وَ۔اور	اسْتَكْبَرُوْا۔تکبر کیا	فَیُعَذِّبُهُمْ۔تو عذاب کرے گا ان کو	
عَذَابًا۔عذاب	اَلِیْمًا۔دردناک	وَّ۔اور	لَا۔نہ
یَجِدُوْنَ۔پائیں گے	لَهُمْ۔اپنے لئے	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔اللہ کے سوا	وَلِیًّا۔کوئی دوست
وَّ۔اور	لَا۔نہ	نَصِیْرًا۔مددگار	یٰۤاَیُّهَا۔اے
النَّاسُ۔لوگو	قَدْ۔بے شک	جَآءَ۔آئی	كُمْ۔تمہارے پاس
بُرْهَانٌ۔دلیل	مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے	وَ۔اور	اَنْزَلْنَاۤ۔اتارا ہم نے
اِلَیْكُمْ۔تمہاری طرف	نُوْرًا۔نور	مُّبِیْنًا۔روشن	فَاَمَّا۔پھر وہ
الَّذِیْنَ۔جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
اعْتَصَمُوْا۔تھام لیا	بِهٖ۔اس کو	فَسَیُدْخِلُهُمْ۔جلدی داخل کرے گا ان کو	
فِیْ۔بیچ	رَحْمَةٍ۔رحمت	مِّنْهُ۔اپنی کے	وَ۔اور
فَضْلٍ۔فضل کے	وَّ۔اور	یَهْدِیْهِمْ۔دکھائے گا ان کو	اِلَیْهِ۔اپنی طرف
صِرَاطًا۔رستہ	مُّسْتَقِیْمًا۔سیدھا	یَسْتَفْتُوْنَكَ۔آپ سے سوال کرتے ہیں	
قُلِ۔کہہ	اللّٰهُ۔اللہ	یُفْتِیْكُمْ۔فتویٰ دیتا ہے تم کو	فِی۔بیچ
الْكَلٰلَةِ۔کلالہ کے	اِنِ۔اگر	امْرُؤٌا۔کوئی آدمی	هَلَكَ۔مر جائے
لَیْسَ۔نہ	لَهٗ۔ہو اس کی	وَلَدٌ۔اولاد	وَّ۔اور
لَهٗۤ۔اس کی	اُخْتٌ۔بہن ہو	فَلَهَا۔تو اس کے لئے	نِصْفُ۔آدھا ہے
مَا۔اس کا جو	تَرَكَ۔چھوڑ جائے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
یَرِثُهَاۤ۔اس کا وارث ہوگا	اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	یَكُنْ۔ہو
لَّهَا۔اس کی	وَلَدٌ۔اولاد	فَاِنْ۔پھر اگر	كَانَتَا۔ہوں
اثْنَتَیْنِ۔دو بہنیں	فَلَهُمَا۔تو ان کے لئے	الثُّلُثٰنِ۔دو تہائی ہے	مِمَّا۔اس سے جو
تَرَكَ۔چھوڑ جائے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	كَانُوْۤا۔ہوں
اِخْوَةً۔بہن بھائی	رِّجَالًا۔مرد	وَّ۔اور	نِسَآءً۔عورتیں
فَلِلذَّكَرِ۔تو مرد کے لئے	مِثْلُ۔مثل	حَظِّ۔حصے	الْاُنْثَیَیْنِ۔دو عورتوں کے ہے
یُبَیِّنُ۔بیان کرتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ	لَكُمْ۔تمہارے لئے	اَنْ۔یہ کہ تم

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تَضِلُّوْا۔ گمراہ نہ ہو وَ۔ اور اللّٰہُ۔ اللہ بِکُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ چیز کو عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے

مختصر تفسیر رکوع بست و چہار۔ سورۃ نساء۔ پ ٦

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَ لَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُھُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾

مسیح علیہ السلام تو اللہ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار نہ کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اللہ کی بندگی سے عار کرتے ہیں اور جو شخص اللہ کی بندگی سے عار و تکبر کرے گا تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا اور سزا دے گا۔

استنکاف کے معنی ہیں کسی چیز کو حقیر سمجھ کر ناک چڑھانا۔ محاورہ ہے نَکَفْتُ الدَّمْعَ میں نے ہاتھ سے آنسو پونچھ لئے تھے تاکہ آنسو باقی نہ رہیں۔

شان نزول

وفد نجران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے صاحب کو کیوں عیب لگاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ صاحب تمہارے کون ہیں۔ نجرانی بولے عیسیٰ علیہ السلام۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون سی چیز ہے جو میں نے ان کی شان میں فرمائی۔ بولے آپ کہتے ہیں وہ اللہ کا بندہ اور رسول ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ کی بندگی باعث شرف و کمال ہے جس پر خود ان کو فخر ہے کیونکہ ممکنات میں کمال وصفی اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ان کا انتساب اللہ کی طرف نہ ہو لہٰذا عبدیت ہی ان کے لئے باعث کمال ہے۔

متذکرہ آیت سے ملائکہ علیہ السلام کی فضیلت انسانوں پر لازم نہیں آتی۔ جزئی فضیلت ضرور ہے انسان جو اپنی شخصی اور نوعی بقاء کے لئے کھانے پینے جماع کا محتاج ہے۔ اس کا زمانہ حدوث میں قریب ہے وہ اللہ کی عبدیت اور مخلوق ہونے سے کیسے انکار کرسکتا ہے۔ ملائکہ جو مادی کثافت سے پاک ہیں ان کو کوئی حاجت نہیں۔ قوت بھی زائد ہے عمریں بھی زائد ہیں لیکن پھر بھی وہ عبدیت سے انکار نہیں کرتے۔

باقوال حسنات: استنکاف باب استفعال سے مبداء اشتقاق نکف ہے علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے کہا مَنْ نَکَفَ الشَّیْءَ نَحِیْتُهٗ وَ رَجله تَنْحِیَةَ الدَّمْعِ عَنِ الْخَدِّ بِالْاِصْبَحِ وَ قَالُوا بَحْرٌ لَا یُنْکِفُ اَیْ لَا یُنْزَحُ وَ مِنْهُ قوله۔

فَبَا تُوا وَلَوْ لَا مَانَذْ کُرُ مِنْهُمْ مِنَ الْخَلَفِ لَمْ یَنْکِفْ لِعَیْنِکَ مَدْمَعٌ

جو کسی چیز کو مٹائے اور اس کی اصل رخسار سے انگلی کے ساتھ آنسو مٹانا اور شعر کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے جو اس کے اندر سے نہ نکالا جاسکے۔ نظیر میں شعر کے اندر محاورہ بتایا۔

وَقِیْلَ اَلنَّکُفُ قَوْلُ السَّوْءِ نکف بری بات کا کہنا ہے وَیُقَال مَا عَلَیْهِ فِی هٰذَا الْاَمْرِ نَکَفَ وَلَا وَکَفَ

محاورہ ہے کہ اس امر میں اس پر کوئی عیب نہیں اور نہ الزام۔ پھر اسے باب استفعال میں لا کر اس سے سلب کے معنی لئے گئے۔
قَالَ الْمُبَرِّدُ وَ فِي الْاَسَاسِ اِسْتَنْكَفَ وَ نَكَفَ اِمْتَنَعَ وَ انْقَبَضَ اَنِفًا وَحَمِيَه۔ مبرد نے کہا اور اساس میں ہے استنکف ونکف بمعنی امتنع اور انقبض کے آتا ہے۔ بغیر روکنا اور کسی سے قبض کرنا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ۔ مسیح ہرگز تکبر نہیں کرتے اس میں کہ ہوں بندے اللہ کے (روح المعانی) اور جو بھی تکبر کرے یا نفرت اللہ کا بندہ ہونے سے تو عنقریب وہ اسے محشور کرے گا اور سب کو آخر میں اس تکبر ونفرت کی سزا دے گا اور جو ایمان لائے اس کے لئے ارشاد ہے۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ۔
تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کو پورا پورا ان کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور زیادہ کیا جائے گا اللہ کے فضل سے۔ مقام قرب ودیدار کے وہ معاملات جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے نہ کسی دل میں ان کا تصور آیا جو کچھ چاہے گا عطا فرمائے گا۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۔
اور جن لوگوں نے اللہ کی بندگی سے عار کی اور بڑے بنے مغرور تکبر والے تو اللہ ان کو دکھ کا عذاب دے گا۔
وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾۔
اور وہ جو نفرت وتکبر کریں انہیں عذاب دیا جائے گا دردناک اور نہ پائیں گے وہ اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار۔
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾۔
اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے واضح دلیل آ گئی اور ہم نے تمہارے پاس روشنی پیدا کرنے والا یعنی قرآن نازل کیا۔ جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو اللہ ان کو اپنی رحمت وفضل میں ضرور داخل کرے گا اور اپنے قرب کا سیدھا رستہ دکھائے گا۔
لغت میں برہان مضبوط کرنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں قوی دلیل کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ پختہ ومضبوط کیا جائے جسے مخالف توڑ نہ سکے۔ برہان میں تنوین عظمت کی ہے۔ من ابتدائیہ ہے من ربکم یا تو برہان کی صفت ہے یا جآءکی یعنی اے لوگو تم سب کے پاس ایک بہت مضبوط اور مدلل دلیل تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے۔
اقوال حسنات برہان سے مراد حجۃ قاطعہ ہے اور اس سے مراد معجزات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابن عساکر سفیان ثوری رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْبُرْهَانِ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ برہان سے مراد ذات اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وَعُبِّرَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِذٰلِكَ لِمَا مَعَهُ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِيْ تَشْهَدُ بِصِدْقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آپ اس سے مراد لیتے ہیں ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معہ معجزات کے جو شہادت دیتے ہیں صداقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور برہان پر تنوین تفخیم ہے۔

www.waseemziyai.com

برہان حجت الٰہیہ سے مراد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضور علیہ السلام کی آنکھ شریف معجزہ ہے جو اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی تھی اور جس نے نماز کسوف میں جنت کا مشاہدہ کیا۔

حضور علیہ السلام کی ناک معجزہ ہے جس نے مدینہ منورہ میں حضرت اویس قرنی کے ایمان محبت کی خوشبو یمن سے پالی۔ (روح البیان)

حضور علیہ السلام کی زبان معجزہ ہے جس کی ہر بات وحی خدا ہے جو منہ سے نکلا پورا ہو کر رہا گویا کن کی کنجی ہے۔

حضور علیہ السلام کا لعاب معجزہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آشوب کو لعاب سے صحت حاصل ہوگئی حضرت عتیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی ٹوٹی ہوئی ہڈی بدر میں لعاب سے جوڑ دی۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے بازو کو بدر میں لعاب سے جوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے انگوٹھے کو سانپ کے زہر کو لعاب سے تریاق بنا کر صحت بخش دی کھاری کنویں کو لعاب سے شیریں کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

حضور علیہ السلام کے ہاتھ معجزہ ہیں یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج جس ہاتھ پر صحابہ علیہم رضوان نے بیعت رضوان کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ جس دسترخوان سے دست مبارک پونچھ لئے تندور کی آگ نے اس پر اثر نہ کیا اور وہ صاف ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کی انگلیاں معجزہ ہیں ایک پیالہ پانی سے پانچوں انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے سفر حدیبیہ میں انگلی مبارک کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا۔

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

حضور علیہ السلام کے پاؤں معجزہ جو فرش پر چلے عرش پر چڑھے۔ بیماروں کو ٹھوکر لگ جائے تو شفا ہو جائے۔

حضور علیہ السلام کا پسینہ معجزہ ہے جس میں گلاب سے اعلیٰ خوشبو ہے۔

حضور علیہ السلام کے بال مبارک معجزہ۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں تبرکاً رکھا ہر جہاد میں فتح نصیب ہوئی۔ ہرقل بادشاہ نے ٹوپی میں رکھا مردود کو شفا ہوگئی۔ بیمار غسل دے کر غسالہ پی لیتے تو شفا پا جاتے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر بال شریف تھے تمام رات فرشتوں کی تسبیح سنی۔ (مدارج النبوۃ)

باقوال الحسنات: نور مبین کے انزال سے مراد قرآن کریم ہے جو بواسطہ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوا اور نور مبین پر فرماتے ہیں وَ هُوَ الْقُرْاٰنُ كَمَا قَالَهٗ قَتَادَةُ وَ مُجَاهِدٌ وَ السَّدِیُّ وہ فرماتے ہیں وہ قرآن کریم ہے جیسا کہ قتادہ اور مجاہد اور سدی رحمہم اللہ نے کہا۔ جس طرح اشیاء کا انکشاف روشنی سے ہوتا ہے اسی طرح حق کا انکشاف قرآن سے ہوتا ہے۔

اب آگے ان لوگوں کی شان میں ارشاد ہے جو اعتصام بحبل اللہ کرتے ہوئے ایمان لائے اور اس کی رحمت یعنی جنت میں اور فضل یعنی ایسی نعمتوں سے احسان فرمایا جائے گا جس کی مقدار و تعداد طاقت بیان سے باہر ہے۔

اب کلالہ کے متعلق قانون فرمایا جاتا ہے۔

یَسْتَفْتُوْنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ط اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا

تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۗ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

(اے محبوب) آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں کلالہ کے معاملہ میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کسی مرد کا انتقال ہوا اور وہ لاولد ہو اس کے صرف ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو تو اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اللہ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

شان نزول

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے۔ حضور ﷺ نے وضو فرما کر آب وضو ان پر ڈالا۔ فوراً افاقہ ہوا آنکھ کھولی تو دیکھا جان عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ومسلم، روح المعانی)

تعریف کلالہ

کلالہ اصل میں مصدر ہے معنی میں کلال کے اور کلال کہتے ہیں تھکنے اور ضعیف ہونے کو محاورہ عرب میں کل الرجل کلا و کلالۃ کہتے ہیں پھر اسے قرابت کے لئے استعارہ کر لیا گیا اور جو ولد اور والد کی جانب سے ہو تو چونکہ اس قسم کی قرابت میں ضعف ہوتا ہے لہٰذا اسے کلالہ کہا گیا تو تعریف کلالہ یہ ہوئی کہ جو باپ بیٹا نہ چھوڑے یعنی اس کی اصل باقی ہو نہ فرع وہ کلالہ ہے اور کلالہ کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ ہے ایک چوتھے پارہ سورۂ نساء کے دوسرے رکوع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ میں وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ۔ میں جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور وہ کلالہ ہو یعنی اس کے باپ بیٹا یعنی اصل وفرع نہ ہو اور دوسری ماں سے اس کے بھائی یا بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں برابر کے شریک ہیں۔ اور یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں گے بشرطیکہ میت نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو۔ دوسرا حکم اسی سورۃ کے آخری رکوع میں ہے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۗ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۗ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۗ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ۔

اے محبوب آپ سے کلالہ کے متعلق پوچھتے ہیں تو انہیں فرما دیجئے کہ اللہ کلالہ کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو اور نہ باپ دادا کہ ایسے ہر شخص کو کلالہ کہتے ہیں۔ اور اس کے صرف ایک بہن ہو تو اس کو

ترکہ کا آدھا دیا جائے اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا وارث یہ بھائی ہے۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں یا زائد تو ان کو تو اس کے ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا اور اگر بہن بھائی ہوں تو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ایک مرد کو ملے گا۔ یہ تفصیل سیاق عبارت اور اقوال سلف کے مطابق بیان کی گئی ہے اور بہن بھائی سے مراد عینی اور علاتی ہیں نہ کہ اخیافی۔

خلاصہ مسئلہ یہ ہوا کہ کلالہ کی تین صورتیں ہیں اور کلالہ کا بیان قرآن کریم میں دو جگہ ہے اور تین صورتوں کی تفصیل یہ ہے کہ کلالہ عینی بھائی بہن چھوڑے یعنی ایک ماں باپ کے سگے بہن بھائی۔ دوسرے علاتی یعنی سوتیلے ایک باپ کی اولاد جن کی مائیں مختلف ہوں۔ تیسرے اخیافی یعنی سوتیلے جن کی ماں اور باپ مختلف ہوں۔ قرآن کریم میں وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ میں۔ اس تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ اس میں بھائی بہن ہر ایک برابر چھٹے حصہ کا حقدار ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ کا قاعدہ یہاں نہیں چلے گا اور اگر دو سے زائد ہوں تو تہائی کے بالمساوات مالک ہیں۔ رہیں بہنیں اور دو صورتیں ان کے احکام آخر میں مذکور ہیں جو اپنے مقام میں ذکر کیے گئے۔

ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ اس سے ایک مسئلہ یہ مستنبط ہوا کہ مقدس ہستیوں کا آب وضو تبرک اور شفا ہے اور اسے حصول شفاء کی غرض سے استعمال کرنا سنت فعلی ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے موت و زیست کے متعلق بھی علم غیب عطا فرمایا۔

سورۂ مائدہ مدنیہ ہے اس میں ایک سو بیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔ سورۂ مائدہ۔ پ ٦

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو حلال کئے گئے تمہارے لئے بے زبان چار پائے مگر وہ جو حکم دیا جائے گا تمہیں۔ شکار حلال نہ سمجھو جبکہ تم احرام میں ہو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ

اے ایمان والو نہ حلال کرو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینہ اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ قلادہ کے

www.waseemziyai.com

آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا
یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى
الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ
الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ
الْعِقَابِ ۝۲

نشان والی اور ان کے مال و آبرو جو بیت حرام کا قصد کریں یعنی ڈھونڈیں فضل اپنے رب سے اور رضا اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور نہ زیادتی کرنے پر ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ روکا تھا انہوں نے مسجد حرام سے کہ تم حد سے بڑھو اور مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ اور زیادتی پر اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ
مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ
الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النَّطِیْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا
ذَكَّیْتُمْ ۫ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْیَوْمَ یَىٕسَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ
اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ
نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ
اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۳

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور گلا گھونٹنے سے مرا ہوا اور گر کر مرا ہوا اور جسے کسی جانور نے سینگ سے مارا اور جسے درندہ کھا چکا ہو مگر جسے تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کے کام ہیں۔ آج مایوس ہو گئے کافر تمہارے دین کی طرف سے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین تو جو بھوک پیاس سے مضطر ہو نہ کہ گناہ کی طرف جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ
الطَّیِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ
تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّاۤ
اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝۴

آپ سے پوچھتے ہیں (اے محبوب) ان کے لئے کیا حلال ہے فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور سدھا لئے انہیں شکار پر دوڑاتے ہیں اس سے سکھا کر جو علم خدا نے تمہیں دیا تو کھاؤ اس میں سے جو وہ روک رکھے تمہارے لئے تو اس پر اللہ کا نام لو اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ کو حساب کرتے کوئی دیر نہیں لگتی۔

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَ
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ

آج کے دن حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور وہ کھانا جو کتابیوں کو ملا حلال ہے تم پر اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور نیک چلن عورتیں مسلمان اور نیک

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۵ ع

چلن عورتیں ان کی جو کتابی ہیں تم سے پہلے جب تم انہیں ان کے دے دو مہر نیکی سے رکھتے ہوئے نہ کہ آوارگی سے نہ آشنائی سے رکھنا اور جو کفر کرے ایمان سے تو بے شک سب عمل اس کا اکارت ہے اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

حل لغات رکوع اول-سورۃ مائدہ-پ ۶

یٰاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	اَوْفُوْا۔پورے کرو
بِالْعُقُوْدِ۔اپنے عہد	اُحِلَّتْ۔حلال کئے گئے	لَکُمْ۔تمہارے لئے	بَھِیْمَةُ۔بے زبان
الْاَنْعَامِ۔جانور	اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	یُتْلٰی۔پڑھے جائیں گے
عَلَیْکُمْ۔تم پر	غَیْرَ۔نہ	مُحِلِّی۔حلال سمجھنے والے	الصَّیْدِ۔شکار کو
وَ۔جبکہ	اَنْتُمْ۔تم	حُرُمٌ۔احرام میں ہو	اِنَّ۔بے شک
اللّٰہَ۔اللہ	یَحْکُمُ۔حکم دیتا ہے	مَا۔جو	یُرِیْدُ۔چاہے
یٰاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔لوگو	اٰمَنُوْا۔ایمان والو	لَا۔نہ
تُحِلُّوْا۔حلال بناؤ	شَعَآئِرَ۔نشان	اللّٰہِ۔اللہ کے	وَ۔اور
لَا۔نہ	الشَّھْرَ۔مہینے	الْحَرَامَ۔حرمت والے کو	وَ۔اور
لَا۔نہ	الْھَدْیَ۔قربانی کو	وَ۔اور	لَا۔نہ
الْقَلَآئِدَ۔پٹے والے کو	وَ۔اور	لَآ۔نہ	آٰمِّیْنَ۔قصد کرنے والوں کو
الْبَیْتَ۔بیت	الْحَرَامَ۔الحرام کا	یَبْتَغُوْنَ۔چاہتے ہیں	فَضْلًا۔فضل
مِّنْ رَّبِّھِمْ۔اپنے رب کا	وَ۔اور	رِضْوَانًا۔رضامندی	وَ۔اور
اِذَا۔جب	حَلَلْتُمْ۔تم احرام اتارو	فَاصْطَادُوْا۔تو شکار کرلو	وَ۔اور
لَا۔نہ	یَجْرِمَنَّکُمْ۔برانگیختہ کرے تم کو	شَنَاٰنُ۔دشمنی	قَوْمٍ۔کسی قوم کی
اَنْ۔یہ کہ	صَدُّوْ۔روکا	کُمْ۔تم کو	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔
مسجد حرام سے	اَنْ۔یہ کہ	تَعْتَدُوْا۔تم زیادتی کرو	وَ۔اور
تَعَاوَنُوْا۔مدد کرو	عَلَی۔اوپر	الْبِرِّ۔نیکی کے	وَ۔اور
التَّقْوٰی۔پرہیزگاری کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَعَاوَنُوْا۔مدد کرو
عَلَی۔اوپر	الْاِثْمِ۔گناہ	وَ۔اور	الْعُدْوَانِ۔زیادتی کے
وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰہَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک

MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَللّٰهَ۔اللہ	شَدِيْدُ۔سخت	الْعِقَابِ۔عذاب والا ہے	حُرِّمَتْ۔حرام کیا گیا
عَلَيْكُمُ۔تم پر	الْمَيْتَةُ۔مردار	وَ۔اور	الدَّمُ۔خون
وَ۔اور	لَحْمُ۔گوشت	الْخِنْزِيْرِ۔خنزیر کا	وَ۔اور
مَآ۔جو	اُهِلَّ۔پکارا جائے	لِغَيْرِ۔واسطے غیر	اللّٰهِ۔اللہ کے
بِهٖ۔اس کو	وَ۔اور	الْمُنْخَنِقَةُ۔گلا گھونٹا ہوا	وَ۔اور
الْمَوْقُوْذَةُ۔چوٹ سے مرا ہوا	وَ۔اور	الْمُتَرَدِّيَةُ۔گر کر مرا ہوا	وَ۔اور
النَّطِيْحَةُ۔سینگ سے مرا ہوا	وَ۔اور	مَآ۔جسے	اَكَلَ۔کھا جائے
السَّبُعُ۔درندہ	اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	ذَكَّيْتُمْ۔ذبح کرلو تم
وَ۔اور	مَا۔جو	ذُبِحَ۔ذبح کیا جائے	عَلَى۔اوپر
النُّصُبِ۔تھان کے	وَ۔اور	اَنْ۔یہ کہ	تَسْتَقْسِمُوْا۔تم تقسیم کرو
بِالْاَزْلَامِ۔پانسہ ڈال کر	ذٰلِكُمْ۔یہ	فِسْقٌ۔گناہ ہیں	اَلْيَوْمَ۔آج
يَئِسَ۔مایوس ہو گئے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	مِنْ دِيْنِكُمْ۔تمہارے دین سے
فَلَا۔تو نہ	تَخْشَوْ۔ڈرو	هُمْ۔ان سے	وَ۔اور
اخْشَوْنِ۔ڈرو مجھ سے	اَلْيَوْمَ۔آج	اَكْمَلْتُ۔میں نے پورا کردیا	لَكُمْ۔تمہارے لئے
دِيْنَكُمْ۔تمہارا دین	وَ۔اور	اَتْمَمْتُ۔پوری کردی	عَلَيْكُمْ۔تم پر
نِعْمَتِيْ۔اپنی نعمت	وَ۔اور	رَضِيْتُ۔پسند کیا میں نے	لَكُمُ۔تمہارے لئے
الْاِسْلَامَ۔اسلام کو	دِيْنًا۔دین	فَمَنِ۔پھر جو	اضْطُرَّ۔مجبور ہو جائے
فِيْ۔بیچ	مَخْمَصَةٍ۔بھوک کے	غَيْرَ۔نہ	مُتَجَانِفٍ۔مائل ہو
لِّاِثْمٍ۔گناہ کی طرف	فَاِنَّ۔تو بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	يَسْئَلُوْنَكَ۔آپ سے پوچھتے ہیں		مَاذَآ۔کیا
اُحِلَّ۔حلال کیا گیا ہے	لَهُمْ۔ان کے لئے	قُلْ۔آپ کہہ دیں	اُحِلَّ۔حلال کی گئیں
لَكُمُ۔تمہارے لئے	الطَّيِّبٰتُ۔پاکیزہ چیزیں	وَ۔اور	مَا۔جو
عَلَّمْتُمْ۔سکھاؤ تم	مِّنَ الْجَوَارِحِ۔شکاری	مُكَلِّبِيْنَ۔جانوروں کو	تُعَلِّمُوْنَهُنَّ۔سکھاؤ تم ان کو
مِمَّا۔اس سے جو	عَلَّمَكُمُ۔سکھایا تم کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	فَكُلُوْا۔تو کھاؤ
مِمَّآ۔اس سے جو	اَمْسَكْنَ۔روک لیں	عَلَيْكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور
اذْكُرُوا۔یاد کرو	اسْمَ۔نام	اللّٰهِ۔اللہ کا	عَلَيْهِ۔اس پر
وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	سَرِيْعُ۔جلدی	الْحِسَابِ۔حساب لینے والا ہے	اَلْيَوْمَ۔آج

MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اُحِلَّ۔حلال کی گئیں	لَکُمُ۔تمہارے لئے	الطَّیِّبٰتُ۔پاک چیزیں	وَ۔اور
طَعَامُ۔کھانا	الَّذِیْنَ۔ان کا جو	اُوْتُوا۔دیئے گئے	الْکِتٰبَ۔کتاب
حِلٌّ۔حلال ہے	لَّکُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	طَعَامُکُمْ۔تمہارا کھانا
حِلٌّ۔حلال ہے	لَّھُمْ۔ان کے لئے	وَ۔اور	الْمُحْصَنٰتُ۔نیک چلن عورتیں
مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ۔مسلمان	وَ۔اور	الْمُحْصَنٰتُ۔نیک چلن عورتیں	مِنَ الَّذِیْنَ۔ان سے جو
اُوْتُوا۔دیئے گئے	الْکِتٰبَ۔کتاب	مِنْ قَبْلِکُمْ۔تم سے پہلے	اِذَآ۔جب
اٰتَیْتُمُوْ۔دے دو تم	ھُنَّ۔ان کو	اُجُوْرَ۔حق مہر	ھُنَّ۔ان کے
مُحْصِنِیْنَ۔نکاح کرنے والے	غَیْرَ۔نہ	مُسٰفِحِیْنَ۔بدکاری کرنے والے	وَ۔اور
لَا۔نہ	مُتَّخِذِیْٓ۔پکڑنے والے	اَخْدَانٍ۔پوشیدہ دوستی	وَ۔اور
مَنْ۔جو	یَّکْفُرْ۔کفر کرے	بِالْاِیْمَانِ۔ایمان کے بدلے	فَقَدْ۔تو بے شک
حَبِطَ۔ضائع ہوئے	عَمَلُهٗ۔اس کے عمل	وَ۔اور	ھُوَ۔وہ ہوگا
فِی۔بیچ	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔خسارہ اٹھانے والا	

مختصر تفسیر رکوع اول۔سورۂ مائدہ۔پ ٦

یہ سورت تمام مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ١٦ رکوع اور ایک سوبیس آئتیں ہیں بارہ ہزار چار سو چونسٹھ حرف ہیں۔ صرف ایک آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الیٰ آخرہ یوم عرفہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں تلاوت فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔اے ایمان والو اپنے قول وقرار پورے کرو۔

عقد۔مضبوط ترین عہد کو کہتے ہیں۔

عقود کے معنی میں مفسرین کے یہاں چار اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ وفی، وفی، واوفی، الوفاء حَفَا مَا یَقْتَضِیْهِ الْعَقْدُ وَ الْقِیَامُ بِمُوْجِبِهٖ۔ وفا وہ ہے جو بمقتضائے عقد محافظت کے لئے ہو اور اس کے موجبات پر قائم رہنا۔

عقد کی تعریف میں ہے اَصْلُ الْعَقْدِ الرَّبْطُ مُحْکَمًا۔عقد کی اصل ہے مضبوط طریقہ سے باندھنا ثُمَّ تَجَوَّزَ بِهٖ عَنِ الْعَهْدِ الْمُوْثِقِ۔پھر اس کا استعمال مضبوط عہد کے معنی میں کرنا جائز ہوگیا۔

اور عقد اور عہد میں علامہ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرق کیا وہ کہتے ہیں اِنَّ الْعَقْدَ فِیْهِ مَعْنَی الْاِسْتِیْثَاقِ وَالشَّدَّةِ وَلَا یَکُوْنُ اِلَّا بَیْنَ اِثْنَیْنِ ۔عہد وہ ہے جس میں میثاق اور شدت کی پابندی کے معنی ہوں اور وہ ہو بھی دو کے مابین۔اور عہد کبھی تنہا ایک آدمی بھی کرسکتا ہے۔اس کے بعد عقد اور ایفا پر چار قول نقل کیے گئے۔

اَحَدُھَا اِنَّ الْمُرَادَ بِهٖ الْعُهُوْدُ الَّتِیْ اَخَذَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی عِبَادِهٖ بِالْاِیْمَانِ وَ طَاعَتِهٖ فِیْمَا حَلَّ لَهُمْ وَ حَرَّمَ عَلَیْهِمْ وَھُوَ مَرْوِیٌّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ ایفائے عہد بالعقد اللہ

تعالیٰ اس سے لے اور اپنے بندوں سے میثاق حاصل فرمائے اس پر ایمان لانے اور پیروی کرنے پر جو کچھ وہ حلال کرے یا حرام کرے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

وَ ثَانِیُهَا الْعُقُوْدُ الَّتِی یَتَعَاقَدَهُ النَّاسُ بَیْنَهُمْ کَعَقْدِ الْاِیْمَانِ وَعَقْدِ النِّکَاحِ وَ عَقْدِ الْبَیْعِ وَ نَحْوَ ذٰلِکَ وَاِلَیْهِ ذَهَبَ ابْنُ زَیْدٍ وَ ابْنُ الزُّبَیْرِ۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عقد وہ ہے جو لوگ منعقد کرتے ہیں آپس میں مثلاً قسم باللہ اور نکاح کا ایجاب وقبول اور بیع وشراء کا اقرار وغیرہ اسی طرف ابن زید اور زبیر بن اسلم رحمہم اللہ گئے ہیں۔

وَ ثَالِثُهَا الْعُهُوْدُ الَّتِی کَانَتْ تُؤخَذ فِی الْجَاهِلِیَةِ عَلَی النُّصْرَةِ وَالْمُوازَرَةِ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالرَّبِیْعِ وَ قَتَادَةَ وَ غَیْرِهِمْ۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں نصرت وحمایت وحفاظت کے لئے کئے جاتے تھے اس کے مقابلہ میں جو ظلم کرے اسے مجاہد، ربیع وقتادہ رحمہم اللہ سے روایت کیا گیا۔

وَ رَابِعُهَا الْعُهُوْدُ الَّتِی اَخَذَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی اَهْلِ الْکِتَابِ بِالْعَمَلِ بِمَا فِی التَّوْرَاةِ وَالْاَنْجِیْلِ مِمَّا یَقْتَضِی التَّصْدِیْقُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ بِمَا جَاءَ بِهٖ وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنْ ابْنِ جُرَیْجٍ وَ اَبِی صَالِحٍ۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عہد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے لئے عمل کرنے کو اس پر جو تورات اور انجیل میں ہیں جن کا مقتضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توریت وانجیل میں آیا یہ قول ابن جریج اور ابی صالح رحمہم اللہ سے مروی ہے۔

پانچواں قول بعض مفسرین سے یوں ہے اس سے مراد وہ عام احکام ہیں جو لازم ہیں من جانب اللہ اس کے بندوں پر احکام دینیہ عقود امانات، معاملات اور جس پر پورا پورا کرنا یا دینا واجب ہو اور حق دین مستحب ہوں یا واجب اور اس میں اجتناب محرمات ومکروہات سب داخل ہیں اس لئے کہ یہ عقد محلی بالف لام استغراق ہے۔ (روح المعانی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سورت مائدہ کا نزول قرآن میں سب سے آخر میں ہوا۔ اس لئے جو چیزیں تم اس میں حلال پاؤ ان کو حلال سمجھو جو حرام پاؤ اس کو حرام قرار دو اس کا حکم منسوخ نہیں رواہ احمد والنسائی۔ آگے ارشاد ہے۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①۔

حلال ہوئے تمہارے لئے بے زبان مویشی مگر وہ جو سنایا جائے گا تمہیں سوا شکار کے جب تم احرام میں ہو۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہے۔

بہیمہ وہ جانور ہے جس میں قوت تمیز نہ ہو۔ انعام چوپائے اونٹ گائے بکری وغیرہ ہے۔ آیت مذکور کا مقصد چوپایوں کو حلال بنا دینا ہے جو اہل جاہلیت نے اپنے اوپر حرام کر لئے تھے۔ بہیمہ کے پیٹ کا بچہ تمہارے لئے جانور مذبوحہ کے پیٹ کے

www.waseemziyai.com

بچے حلال ہیں۔احناف کے یہاں ذبح کرنے کی شرط ہے جبکہ اس میں جان پڑ چکی ہوامام شافعی کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔ (روح المعانی)

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ۔سوائے ان کے جن کی تلاوت کی جارہی ہے۔

جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا گیا وہ یہ ہیں مردار، جن کو ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو یعنی بغیر تکبیر کے ذبح کیا گیا ہو۔یا بتوں کے بھینٹ چڑھایا گیا ہو یا گلا گھونٹ کر مارا ہو یا خود گر کر مر گیا ہو یہ سب میتة کے حکم میں ہیں۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ۔لیکن شکار کو حلال کر دیا گیا۔

یعنی جن کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ان کے سوا تمام چوپائے تمہارے لئے حلال ہیں اور حالت احرام میں شکار کرنا حلال نہیں مگر دریائی شکار جائز ہے خواہ احرام میں ہو البتہ محرم کے لئے خشکی کا شکار حرام ہے یہ حکم اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں آئے گا۔ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ۔ حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے کھانے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا جانور جب تک تم احرام میں ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔آگے ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۗ۔

اے ایمان والو نہ حلال کرو اللہ کے نشان اور نہ حرمت والے مہینہ اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ وہ جن کے گلے میں قلادہ ہو اور نہ ان کا (مال آبرو) جو بیت الحرام کا قصد کریں اور اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

اللہ کے شعائر جو خاص طور پر فرمائے گئے جیسے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ اسی طرح ان الصفا والمروة من شعائر الله ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب – عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ – لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ۔

شعائر جمع شعيرة واحد۔کسی چیز کی خصوصی علامت کو شعیرہ کہتے ہیں۔حج کے مناسک مواقف حج کی علامات اور نشانیاں ہیں اسی لئے ان کو شعائر حج کہا جاتا ہے۔

ان میں وہ معالم بیان ہوئے جن کی تعظیم لازمی ہے اس پر صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

لِمَا بَيَّنَ سُبْحَانَهٗ حُرْمَةَ اِحْلَالِ الْحَرَمِ الَّذِي هُوَ مِنْ شَعَائِرِ الْحَجِّ۔ یہ مشعرہ کی جمع ہے۔علامت نسک کو شعائر فرمایا گیا۔مواقف حج، رمی جمار، طواف، مسعیٰ، سعی صفا مروہ، حلق، نحر، ان سب کی عظمت ظاہر فرمانے کے لئے یہ حکم جامع فرمایا۔اور ارشاد ہوا۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ لغير معالم دین میں جو باتیں تم پر حرام کی گئی ہیں۔انہیں حلال نہ ٹھہراؤ۔اور اسی طرح اشہر حرم رجب۔ذوالقعدہ۔ذوالحجہ اور محرم اس کی تفصیل سورۃ توبہ کے نصف پر رکوع ۵ میں ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ یہ چار مہینے تین متصل اور ایک جدا محرم عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان کی تعظیم کرتے تھے اور ان مہینوں میں حرمت و

عظمت کرتے ہوئے قتال حرام سمجھتے تھے۔ اسلام میں بھی ان مہینوں کی حرمت وعظمت زیادہ کی گئی۔ ولا الهدی سے مراد وہ جانور جو قربانی کے لئے ہوں ولا القلائد سے مراد وہ قربانی کے جانور ہیں جنہیں اہل عرب حرم کے درختوں کی چھال کا گلو بند بنا کر ان کے گلے میں ڈالتے تھے تاکہ دیکھنے والے سمجھ سکیں کہ یہ قربانی کی ہدی ہے۔ ان کی طرف پھر کوئی دست درازی نہ کرے وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا۔ یہ ان کی محافظت کے لئے حکم آیا جو حج و عمرہ کرنے کے لئے حرم کی طرف آتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا فضل چاہتے ہیں۔ ان کی جان اور مال اور آبرو سب کی محافظت مسلمانوں کے ذمہ ہے کہ من دخله کان اٰمنا حکم عام ہے۔

اب آگے حکم ہے احرام سے نکلنے کے بعد کا۔ چنانچہ فرمایا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

شانِ نزول

شریح بن ہند ابن خلیفہ لقب حطم یا حطیم تھا ایک مشہور شقی تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی تعلیم میں کیا کیا چیزیں ہیں فرمایا اپنے رب کے ساتھ ایمان لانا اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے اور نماز قائم رکھنے زکوٰۃ دینے کی تعلیم دیتا ہوں۔ شریح بولا یہ تو بہت اچھی تعلیم ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لوں گا اس کے بعد میں بھی اسلام لاؤں گا اور انہیں بھی اسلام لانے کی طرف مائل کروں گا یہ کہہ کر چلا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس کی اندرونی حالت ملاحظہ فرما کر اس کے آنے سے قبل ہی اپنے اصحاب علیہم رضوان کو فرمادیا تھا۔ کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان میں گفتگو کرے گا چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کا چہرہ لے کر آیا اور غادر و غاصب بدعہد کی طرح واپس لوٹا۔ یہ اسلام قبول کرنے والا نہیں۔

چنانچہ بموجب پیشگوئی ایسا ہی ہوا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کی بجائے مدینہ منورہ سے نکلتے ہی وہاں کے مویشی اور اموال اپنے قبضہ میں کئے۔ آئندہ سال یمامہ کے حاجی ماہ شعبان میں کافی مقدار میں سامان ہمراہ لے کر حج کو آئے اور حج کے سامان میں قلادہ پوش قربانیاں بھی ساتھ تھیں۔ ان میں شریح بھی تھا۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کرام علیہم رضوان کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ صحابہ نے راستہ میں شریح کو دیکھ کر چاہا کہ مویشی اس سے واپس لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور حکم ہوا کہ پہلی عداوت اور غصہ تمہیں کسی قوم کو مسجد حرام سے روکنے اور زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے اور جو بیت الحرام کی طرف آرہا ہے اس کو روکنے کی طرف تمہیں مائل نہ کرے۔ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا میں فَاصْطَادُوْا بیان اباحت ہے کہ احرام کے بعد شکار کی اجازت ہے جیسے فرمایا گیا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ میں بیان اباحت ہے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲

www.waseemziyai.com

اور نہ ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تمہیں روکا تھا مسجد حرام سے کہ آج تم ان پر زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ علیہم رضوان کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روکا تھا۔ آج وہ عمرہ کے لئے آئے تو حکم ہوا انہیں تم انتقامی جذبہ کے ماتحت نہ روکو۔ اس حکم کی تعمیل کرنا بر ہے اور جس سے منع فرمایا اور اس سے بچنا تقویٰ اور جس چیز کا حکم دیا گیا اسے نہ کرنا اثم اور جس سے روکا گیا اس کو کرنا عدوان یعنی زیادتی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (روح المعانی)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ

حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرا اور بے دھار والی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی بت کے تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسہ ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ۔ میں جو استثناء تھا۔ اس کا بیان یہاں ہو رہا ہے۔ یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا تذکرہ ہے۔

اول مردار: جسے میتہ کہا گیا۔ یہ وہی جانور ہے جس کے لئے شریعت میں ذبح کا حکم ہوا۔ اور بغیر ذبح مر جائے۔ مردار وہ ہے جس کی روح خود کسی بیرونی سبب سے بدن سے نکل جائے۔

دوسرے دم: یعنی بہنے والا خون، زمانہ جاہلیت میں خون پیا کرتے تھے اور آج بھی یورپ میں رواج ہے۔

تیسرے لحم خنزیر: یعنی سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء۔ یہ نص اجماع سے نجس ہے مگر کھانے میں گوشت آتا ہے اس لئے اس کا ذکر کیا۔

چوتھے ما اہل لغیر اللہ: وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین بتوں کے نام لے کر ذبح کیا کرتے تھے صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عِنْدَ ذَبْحِهِمْ وَالْمُرَادُ بِالْاِهْلَالِ هُنَا ذِكْرُمَا يُذْبَحُ لَهٗ كَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى یعنی غیر خدا کا نام ذبح کے وقت لینا اس سے مراد اہلال ہے اور اہلال اسی کو کہتے ہیں جو ذبح کے وقت کہا جاوے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اگر کہا حلال ہے بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی کہا تو حرام حتی کہ بِسْمِ مُحَمَّدٍ بِسْمِ غَوْثٍ بِسْمِ عَبْدِالْقَادِرِ بِسْمِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ کہہ کر اگر ذبح کیا تو حرام۔ برخلاف اس کے اگر بغرض فاتحہ کسی کا نام لیا مثلاً کہا یہ غوث پاک کا بکرا ہے یا غریب نواز کا ہے تو اس سے حرمت ذبیحہ پر نہیں آتی۔ اور یہ کہے بغیر تو عید قربان پر قربانی ہی صحیح نہیں ہوتی۔ قربانی کا بکرا اگر فلاں کا کہا تو صحیح ورنہ نہیں۔ اسی طرح عقیقے کا بکرا۔ ولیمہ کا دنبہ۔ فاتحہ کا جانور۔ گیارہویں کی گائے غریب نواز کا مینڈھا وغیرہ ایسی صورت میں

www.waseemziyai.com

سب حلال وطیب ہے۔ جو ایسے انتساب کی وجہ سے ذبیحہ ناجائز یا حرام کہتے ہیں وہ خلاف تفاسیر اور مخالف مفہوم آیت ہے۔ اس لئے کہ ما اہل بہ اگر ذبح کے ساتھ مقید نہ مانا جائے تو اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ کا استثناء اس کو لاحق ہوگا۔

پانچواں منخنقہ: یعنی گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور۔ روح المعانی میں ہے قَالَ السَّدِيُّ هِيَ الَّتِي يُدْخَلُ رَأْسُهَا بَيْنَ شُعْبَتَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَيُخْتَنَقُ وَ قَالَ الضَّحَّاكُ وَالْقَتَادَه هِيَ الَّتِي تَخْتَنِقُ بِحَبْلِ الصَّائِدِ فَتَمُوتُ سدی کہتے ہیں مختنقہ وہ جانور ہے جسے درخت کے دو شعبوں میں دبا کر مارا جائے ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں مختنقہ وہ جانور ہے جسے شکاری رسہ میں لپیٹ کر بل دیتا ہے تو مر جاتا ہے وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّتِه يَخْتَنِقُوْنَ الْبَهِيْمَةَ وَيَاكُلُوْنَهَا فَحَرَّمَ ذَالِكَ عَلَى الْمُوْمِنِيْنَ۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت گلا گھونٹ کر کھایا کرتے تھے تو یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا۔

چھٹا موقوذہ: یعنی ضرب سے مارا ہوا بغیر دھار کے آلہ کے یعنی لاٹھی پتھر گولی وغیرہ سے مرا ہوا کذا فی روح المعانی۔ زمانہ جاہلیت میں پتھر گولی سے مار کر ہلاک کرتے پھر کھا لیتے تھے۔

ساتواں متردیہ: یعنی اونچی جگہ سے گر کر مرا ہوا۔ روح المعانی میں ہے اَیْ الَّتِي تَقَعُ مِنْ مَكَانٍ عَالٍ اَوْ فِي بِئْرٍ فَتَمُوتُ۔ وہ جو اونچی جگہ سے گر کر مرے یا کنوئیں میں پڑ کر ہلاک ہو۔

آٹھواں نطیحہ: کسی جانور نے سینگ مارا اس سے مرا۔

نواں ما اکل السبع: یعنی جسے جانور درندہ مارے اور وہ مر جائے یا جانور کے پھاڑنے سے یا ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو حرام ہے کھانا جائز نہیں ہے (روح المعانی) اَیْ مَا اَكَلَ مِنْهُ السَّبُعُ فَمَاتَ اور اگر درندہ پکڑے جیسے پلا ہوا سدھایا ہوا چیتا کتا پکڑ لیتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں اور اس کا استثناء بھی آگے ہے۔

دسواں الا ما ذکیتم: مگر وہ جانور جسے ذبح کر لو مرنے سے قبل جائز ہے (روح المعانی) اَیْ اِلَّا مَا اَدْرَكْتُمُوْهُ وَفِيْهِ بَقِيَّةُ حَيَاتٍ يَضْطَرِبُ اِضْطِرَابَ الْمَذْبُوحِ وَ ذَكَّيْتُمُوْهُ یعنی وہ جانور جسے درندے نے شکار کیا اور جب تم نے اسے پایا تو وہ کچھ زندہ تھا اگرچہ مضطرب تھا کہ تم نے اسے ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

گیارہواں ما ذبح علی النصب: جو ذبح کیا گیا ہو کسی بت کے تھان پر بغرض عبادت جیسے اہل جاہلیت نے کعبۃ اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے لئے جانور ذبح کرتے تھے ان کے نام لے کر اور اس ذبح سے ان کی تعظیم وتقرب کی نیت کرتے تھے كَمَا قَالَ رُوحُ الْمَعَانِي هِيَ حِجَارَةٌ كَانَتْ حَولَ الْكَعْبَةِ وَ كَانَتْ ثَلْثَمِائَةٍ وَ سِتِّيْنَ حَجَراً وَكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَةِ يَذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا وَلَعَلَّ ذَبْحَهُمْ عَلَيْهَا كَانَ عَلَامَةٌ لِكَوْنِهِ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

لِغَیرِ اللّٰہِ - وَ قِیلِ ھِیَ الْاَصْنَامُ لِاَنَّھَا تُنْصَبع فَتُعْبَد مِن دُوْنِ اللّٰہِ وَمَا ذُبِحَ مُسَمًّی عَلَی الْاَصْنَامِ۔ یہ خانہ کعبہ کے گرد پتھر تھے تین سو ساٹھ اور اہل جاہلیت ان پر ذبح کیا کرتے تھے اور یہ غیر اللہ کے لئے ہونے کی علامت تھی۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بت تھے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور ان بتوں پر جانوران کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔ یہ ذبیحہ حرام ہے۔

مسئلہ: ذبح کی رگیں چار ہیں۔ حلقوم، سانس کی نالی، مری، غذا کی نالی دوداج خون کی نالیاں، امام عالی مقام حضرت ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین رگیں ذبح میں کتنی ضروری ہیں۔

وَمَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ اور جن جانوروں کو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

نُصُب جمع نصاب واحد جیسے کُتُب۔ بیت اللہ کے گرد ۳۶۰ بت نصب تھے جن کی پوجا ہوتی تھی لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے اور جانوروں کو بھینٹ چڑھاتے تھے اور اس کو عبادت تصور کرتے تھے۔

وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ یہ جوئے کے تیروں سے فال نکالنا تھا۔ جو حرام قرار دیا گیا۔ استقسام اپنا نصیب پہچاننے کی طلب۔ ازلام جوئے کے چھوٹے تیر جن میں نہ پر ہوتے تھے نہ پھل ازلام سات تھے جو کعبہ کے مجاوروں کے پاس ہوتے تھے۔ یہ لکڑی کے بنے تھے۔ ایک پر ٹھیک لکھا ہوتا تھا۔ دوسرے پر نہیں۔ تیسرا خالی ہوتا۔ کسی کام سفر وغیرہ کے لئے

بارھواں استقسام بالازلام: اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ ڈالنا۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کا فیصلہ چاہتے تو وہ تین تیروں یا قلموں سے پانسہ ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے اسے حکم الٰہی جانتے روح المعانی میں ہے اِذا قَصَدُوْ اِفعلاً ضَرَبُوْا ثَلَاثَةَ اَقْدَاحِ مَکْتُوْبٍ عَلَی اَحدِھَا اَمَرنِی رَبِّی وَ عَلَی الثَّانِي نَھَانِي رَبِّي وَ اَبْقَوا لِثَالِثِ غفْلًا لَمْ یُکْتَبْ عَلَیْهِ شَیْءٌ فَاِنْ خَرَجَ الْاَمْرُ مَضَوْ اِلحَاجَتِھِمْ وَاِنْ خَرَجَ النَّاھِی تَجَنَّبُوْا۔ تین قلم یا تیر ہوتے تھے ایک پر لکھتے میرے رب نے مجھے حکم دیا۔ دوسرے پر لکھتے منع کیا مجھے میرے رب نے باقی تیسرا رکھتے تھے خالی نہیں لکھتے تھے اس پر کچھ اگر نکل آیا اس میں حکم تو پورا کرتے اپنی حاجت کو اور اگر نفی کا حکم نکلتا تو باز رہتے۔ پھر تبصرہ فرماتے ہیں کہ

وَقَدْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْفَالَ۔ حضور ﷺ فال لینے کو پسند فرماتے تھے۔ آگے فرماتے ہیں منجمین یا بتوں کے ذریعہ سوال کرنا حرام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اگر بت یا طریقہ باطل ہو تو مثل استعانت بالاصنام تو حرام ہے۔

وَ اَمَّا فِی فَتَاوٰی الصُّوفِیَةِ نَقلاً عَنِ الذَندَوَ ستِي مِنْ اِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهَا وَاِنَّهٗ قَدْ فَعَلَهَا عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَهٗ وَ مَعَاذٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَ رَوٰی عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَهٗ قَالَ مَنْ اَرَادَاَنْ یَقفَاوَلَ بِکِتَابِ اللّٰہِ

www.waseemziyai.com

تَعالٰی فلْیَقْرَءْ۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سَبعَ مَرَّاتٍ وَلْیَقُلْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ۔

اَللّٰھُمَّ بِکِتَابِکَ تَفَاوَلْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰھُمَّ اَرِنِی فِی کِتَابِکَ مَا ھُوَ الْمَکْتُومُ مِنْ سِرِّکَ الْمَکْنُونِ فِی غَیْبِکَ ثُمَّ یَتَفَاوَلُ بِاَوَّلِ الصَّحِیْفَۃِ فَفِی النَّصِ مِنْہُ شَیْءٌ۔

فتاویٰ صوفیہ میں زندوستی سے ہے کہ اس میں حرج نہیں بلکہ ایسا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جوتفاول بکتاب اللہ کرنا چاہے اسے چاہیۓ کہ قل ھواللہ احد سات بار پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھے اور مقصد دل میں مستحضر رکھے پھر پہلا صفحہ دیکھے اس میں جواب ملے گا۔ دعا تین بار پڑھنے والی یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ بِکِتَابِکَ تَفَاوَلْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰھُمَّ اَرِنِی فِی کِتَابِکَ مَا ھُوَ الْمَکْتُومُ مِنْ سِرِّکَ الْمَکْنُونِ فِی غَیْبِکَ۔

اس کے علاوہ اس کی تحقیق انیق مکمل کی ہے۔ من شاء فلینظر۔ روح المعانی۔ یہ گیارہ چیزیں بیان فرما کر آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکُمْ فِسْقٌ۔ یہ گناہ کا کام ہے۔

گویا ممانعت گناہ بتا کر بیان کی گئی۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ یَىِٕسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ۔

آج مایوس ہو چکے ہیں کافر تمہارے دین سے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تشریح اس طرح کی کہ میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اب کسی مشرک نے تمہارے ساتھ حج نہیں کیا تمام مذاہب پر تمہارے دین کو غالب کر دیا۔ دشمنوں سے تم کو بے خوف کر دیا۔

سورۂ مائدہ میں یہ آیت وہ ہے جو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جمعہ کے روز بعد عصر نازل ہوئی کفار کا دین سے مایوس ہونا یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے اور اکمال دین یہ کہ امور تکلیفیہ میں حرام وحلال کے جو احکام ہیں اور قوانین قیاسی سب مکمل کر دیئے یہی وجہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حرام وحلال کے بیان میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی۔ البتہ ایک آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ۛ نازل ہوئی۔ لیکن یہ آیت احکام میں نہیں بلکہ موعظہ ونصیحت سے ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی میں ۸۱ دن تشریف فرما رہے پھر رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا۔

چنانچہ آیہ کریمہ کے منشاء کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے یہ روایت ابن ابی شیبہ عنترہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو حضور نے فرمایا مَا یُبْکِیْکَ عمر تمہیں کس بات نے رلایا۔ عرض کی اَبْکَانِی اِنَّا کُنَّا فِی زِیَادَۃٍ مِنْ دِیْنِنَا فَاَمَّا اِذَا کَمُلَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَکْمُلْ شَیْءٌ قَطُّ اِلَّا نَقَصَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَدَقْتَ مجھے اس خیال نے رلایا کہ اب تک ہم اپنے دین میں ترقی پر تھے مگر جب وہ مکمل ہو گیا تو کوئی شے

www.waseemziyai.com

مکمل کبھی نہیں ہوتی مگر پھر زوال ونقص میں آتی ہے تو حضور نے جواب سن کر فرمایا تم نے سچ کہا۔

علامہ طبری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت اور نقل فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ اٰيَةَ الْكَلَالَةِ وَهِيَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیۃ کلالہ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ نازل فرمائی اور یہ آخری آیت ہے جو نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ اکمال دین واتمام نعمت سے یہ مراد ہے کہ اسلام کو غلبہ دے دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہوسکا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی تکمیل یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ روح المعانی

شان نزول

بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اس نے کہا امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے آپ ﷺ نے فرمایا کون سی آیت اس نے کہا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس آیت کو جانتا ہوں اور اس دن کو جس میں یہ نازل ہوئی اور اس مقام کو جہاں نازل ہوئی وہ مقام عرفات تھا اور دن جمعہ کا تھا گویا آپ نے فرمایا تو ایک عید منانے کا خیال کر رہا ہے۔ ہم اس دن دو عید منا چکے ہیں۔ یعنی جمعہ اور یوم حج۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک یہودی نے یہی بات کہی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس دن دو عید تھیں۔ اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

اول: کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز بلکہ سنت نبی کریم ﷺ وصحابہ کرام علیہم رضوان ہے اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہودی کو جواب دیا کہ یوم نزول پر دو عیدوں کا اظہار فرمایا ورنہ فرماتے کہ کامیابی اور خوشی کے دن کو عید منانا بدعت ہے اس لئے ہم نہیں مناتے۔

دوم: عید میلاد النبی یوم ولادت النبی پر منانا مستحسن ثابت ہوا اس لئے کہ ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اعظم نعم الٰہیہ ہے اور اس کی یادگار یوم میلاد النبی کی عید ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾

تو جو بھوک پیاس کی شدت سے مخمصہ میں پڑ جائے اور ناچار ہوجائے سوا اس کے کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جن باتوں سے ہم نے روکا ہے اور ان کو حرام کیا ہے اگر اضطرار میں پڑ جاؤ تو ان محرمات کا استعمال بقدر ضرورت مباح ہے۔ مخمصہ پر صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَیْ مَجَاعَةٍ تَخْمَصُ بِهَا الْبُطُوْنُ اَیْ لِضَمِيْرٍ يَخَافُ مَعَهَا الْمَوْتَ اَوْ مُبَادِيَاتِهٖ یعنی جو ایسی بھوک پیاس میں مبتلا ہو جائے کہ اس میں موت یا مبادیات موت کا یقین ہو غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ اَیْ غَيْرِ مَائِلٍ وَمُنْحَرِفٍ اِلَيْهِ یعنی گناہ و بغاوت قانون یا انحراف عن الشریعت نہ ہو تو گناہ کی طرف میلان لازم نہ آئے گا۔ اور ایسی صورت میں جان بچانے کے لئے کھانے کی اجازت ہے اس لئے آگے فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يَعْنِى لَا يُوَاخِذُهٗ بِاَكْلِهٖ ایسی صورت میں وہ حرام چیز کھانے پر ماخوذ ہوگا۔

علامہ بغوی نے ابو واقد لیثی رحمہم اللہ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کبھی ایسی سرزمین پر جاتے ہیں جہاں بھوک لگتی ہے اور کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا ہمارے لئے مردار کب حلال ہو جائے گا۔ فرمایا جب صبح تم کچھ نہ پاسکو نہ پچھلے وقت کچھ پاسکو نہ زمین سے سبزی اکھاڑ کر کھاسکو اس وقت مردار صرف جان بچانے کی حد تک کھاسکتے ہو۔

اب تفصیل ان محللات کی بیان ہورہی ہے جن کا اجمالاً بیان ہوا اور محرمات کا بھی اس میں بیان ہے ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں اخراج فرمایا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَاَذِنَ لَهٗ فَاَبْطَأَ فَاَخَذَ رِدَائَهٗ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ بِالْبَابِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَدْ اَذِنَّا لَکَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهَا صُوْرَةٌ اَوْ كَلْبٌ فَنَظَرُوْا فَاِذَا فِيْ بَعْضِ بُيُوْتِهِمْ جَرْوٌ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَاَمَرَنِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْتُلَ كُلَّ كَلْبٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَفَعَلْتُ وَجَاءَ النَّاسُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الَّتِيْ اُمِرْتَ بِقَتْلِهَا فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ ۔

حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور منتظر قدوم جبریل رہے جب وہ اندر نہ آئے تو حضور نے ردائے مبارک لی اور باب عالی سے باہر تشریف لائے تو دیکھا جبریل دروازے پر کھڑے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں اندر آنے کی اجازت دی تھی۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا بے شک مگر ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوا کرتے جہاں تصویر یا کتا ہو تو حضور نے ملاحظہ فرمایا تو ایک مکان میں کتے کے چھوٹے بچے جنہیں پلا کہتے ہیں موجود تھا۔

ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تمام مدینہ کے کتے ماردوں چنانچہ ایسا ہی کیا تو اس پر عاصم بن عدی۔ سعد بن قیثم۔ عویمر بن ساعدہ بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر آئے اور عرض کیا حضور ہم پر کیا حلال ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح المعانی

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ۔ الایۃ

اے محبوب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا حلال ہے ان کے لئے فرمادیجئے حلال ہوا تمہارے لئے ہر پاک چیز اور وہ شکاری جو سدھا کر نشانہ پر چھوڑو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا وہ انہیں سکھاتے ہو تو کھاؤ اس میں سے جو وہ شکار کر کے تمہارے لئے رہنے دیں اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سریع الحساب ہے۔

www.waseemziyai.com

اس پر مفسرین کرام نے تصریح کی کہ جن کی حرمت قرآن وحدیث واجماع وقیاس سے ثابت نہیں اور وہ پاک ہے تو جائز ہے اس لئے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں ہوتا اس بناء پر دوسرے مقام پر فرمایا عفا اللہ عنہا۔ مسکوت عنہ جتنی چیزیں ہیں وہ معاف ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ طیبات وہ چیزیں ہیں جنہیں سلیم الطبع لوگ پسند کرتے ہیں اور خبیث چیزیں وہ ہیں جن سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں اور سلیم الطبع وہ مسلمان کہلاتا ہے جو احکام اسلامی کا پیرو ہو۔ نہ کہ سفلہ خوش پوشاک۔ مغرب زدہ۔ نیم انگریز یا خالص انگریز یا عیسائی یہودی۔ روح المعانی

آیہ کریمہ کا شان نزول ایک یہ بھی ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یہ دونوں وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جن کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا۔

انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعے شکار کرتے ہیں تو اس پر ہمارے لئے کیا حکم ہے تو حکم آیا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ وہ شکار تمہیں جائز ہے خواہ وہ کلب معلم کے ذریعہ کیا جائے یا چیتے سے یا شکاری پرندوں سے مثلاً باز، شکرہ، شاہین طرمچی وغیرہ سے جب انہیں اس طرح سدھا لیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ کھائیں اور شکاری انہیں چھوڑے تو شکار کریں۔ جب بلائے واپس آجائے ایسے شکاری کتے یا عام جانوروں کو معلم کہتے ہیں۔ یہ سدھائے ہوئے جانور خود نہیں کھاتے بلکہ شکاری پہنچ کر اسے ذبح کر لیتا ہے پھر اس میں سے جو ٹکڑا اسے شکاری دے وہ کھاتا ہے۔

جوارح جمع ہے جارحہ کی جس کا مادہ جرح ہے اس کے معنی زخم بھی ہیں اور کمانا بھی اس لئے انسان کے ظاہری اعضاء کو بھی جوارح کہتے ہیں۔ ان سے کمائی کی جاتی ہے۔ یہاں بمعنی کسب ہے شکاری جانور مکلب تکلیب سے ہے جس کے معنی کتے کو شکار دکھانا یا کتے کو شکار کے لئے چھوڑ دینا یا آمادہ کرنا ہے۔

آیہ کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ

جو کتا، شکرا، باز، ترمچی وغیرہ شکار پر چھوڑا جائے تو وہ شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

۱- شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سدھایا ہوا ہو۔ یعنی تین وصف اس میں پائے جائیں ایک یہ کہ شکار پر چھوڑنے سے دوڑ جائے دوسرے یہ کہ بلانے پر واپس آجائے یا دوڑتے ہوئے کو روکنے سے رک جائے۔ تیسرے یہ کہ شکار سے کچھ نہ کھائے۔ صحیح سلامت مالک تک لے آوے یا شکار گاہ میں شکار کو دبوچ کر بیٹھ جائے۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی)

۲- اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔

۳- شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

۴- اگر شکاری شکار کے پاس ایسی حالت میں پہنچا ہو کہ وہ زندہ ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور اگر زندہ نہ ملا تو حلال نہ ہوگا۔ (روح المعانی)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اس کے بعد عام اشیاء طیبہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

www.waseemziyai.com

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۟

آج حلال ہوئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور ان کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی حلال ہے تمہارے لئے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور نیک عورتیں مسلمان اور نیک عورتیں ان میں سے جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے جب تم انہیں ان کے مہر دے دو نیک چلن ہوں عصمت والیاں نہ کہ علانیہ زنا کرنے والیاں اور نہ غیر آشنا بنانے والیاں اور جو انکار کرے ایمان باللہ پر اس کا سب عمل اکارت ہے اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

طیبات پاکیزہ۔ خبائث ناپاک گندہ کی ضد ہے۔ اس جگہ طیبات کا لفظ مجمل ہے احادیث مبارکہ میں طیبات وخبائث کی تفصیل آئی ہے۔ طیب اور خبیث کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے۔ نص یعنی قرآن کریم نے جس کو حلال کہا اس کو طیب کہا جائے گا جس کو حرام کہا اس کو خبیث کہا جائے گا اور جن کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ خبیث فاسق ہے اور حرام ہے۔ مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جن کو حرم میں بھی احرام کی حالت میں مار دینے کا حکم ہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو، زہریلا کتا جو دیوانہ ہو جائے۔ (متفق علیہ)

حکم کا اعادہ اس آیت میں تاکیداً ہے اور وضاحت احکام بھی مقصود ہے یعنی پاک چیزیں تو حلال ہیں مگر اہل کتاب کا کھانا بھی حلال ہے اس پر بسیط بحث ہے جو صاحب روح المعانی نے کی وھو ھذا۔

ہمارے نزدیک یہود و نصاریٰ حتی کہ عرب بھی اس میں داخل ہیں۔

حضرت شیر خدا اسد اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت ہے اس میں یہ تصریح ہے اس میں نصاریٰ بنی تغلب مستثنیٰ ہیں۔

ابن عباس۔ ابو الدرداء۔ ابراہیم۔ قتادہ۔ سعدی۔ ضحاک مجاہد رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں اس حکم سے مراد ان کے ذبیحہ ہیں اور اس پر جبائی بلخی رحمہ اللہ وغیرہ بھی متفق ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ذبیحے ہیں اور اس کی حلت میں اختلاف نہیں اور اسی پر اکثر مفسرین بھی متفق ہیں۔

آگے فرماتے ہیں **وَ حُكْمُ الصَّابِئِينَ حُكْمُ اَهْلِ الْكِتَابِ عِنْدَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ** اہل کتاب صابیوں کے حکم میں ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پھر صابی کی دو قسم لکھتے ہیں۔

ایک وہ صابی ہیں جو زبور پڑھتے ہیں اور ملائکہ کو پوجتے ہیں۔

دوسرے وہ صابی جو زبور نہیں پڑھتے مگر ستارہ پرستی کرتے ہیں۔

یہ دونوں اہل کتاب نہیں اور مجوس یہ بھی ایسے ہی اہل کتاب ہیں ان پر جزیہ لینے کا حکم ہے اور ان کا ذبیحہ ناجائز ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ علماء میں حل ذبیحہ یہود و نصاریٰ میں اختلاف ہے اگر یہودی نصرانی وقت ذبح عزیر یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیتا ہے تو وہ ذبیحہ جائز نہیں (روح المعانی) میں کہتا ہوں کہ بہر حال موجودہ یہودی اور عیسائی مشرک ہیں یہ کسی طرح کتابی نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک انجیل مقدس بھی ایک مجموعہ تاریخی بن کر رہ گئی ہے لہٰذا ان کا ذبیحہ ناجائز اور ان

کی عورتوں سے نکاح ممنوع ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۔ جب تک مشرک عورتیں ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو۔

اب رہا یہ سوال کہ وہ ہمارا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں اس پر فیصلہ فرمایا ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ تُطْعِمُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ مِنْ طَعَامِكُمْ۔ اگر وہ ہمارے ذبیحہ کو کھائیں ہمارا کھانا کھانے میں پرہیز نہ کریں تو ہم پر گناہ نہیں۔

اور نکاح کے متعلق فرمایا کہ محصنہ مسلمہ یعنی پاک دامن بی بی سے جو مسلمان ہو اور عفیفہ آزاد ہو اس سے نکاح کر سکتے ہو اور کتابیہ جو بمعنی حقیقی کتابیہ ہوں وہ بھی جائز ہیں اور لونڈیاں کتابیہ مسلمہ عورتوں کے حکم میں ہیں حَيْثُ قَالَ وَاَمَّا الْاَمَاءُ الْكِتَابِيَاتُ مِنْهُنَّ كَالْمُسْلِمَاتِ عِنْدَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتابی لونڈیاں مسلمان عورتوں کے حکم میں ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْحَرْبِيَاتِ اگر وہ حربیہ ہے تو نکاح جائز نہیں اور مشرکہ سے جیسے نکاح حرام۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ایسے ہی موجودہ کتابیہ ہے کالمشرکہ ہے چنانچہ۔ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ پر فرماتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اللَّاتِي اَسْلَمْنَ مِنْهُنَّ - مُحْصَنَاتٌ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ سے وہ کتابیہ مراد ہے جو ان میں سے اسلام لا چکی ہو اس پر یہ حدیث سند میں لائے ہیں۔ ابن جریر ابن عباس علیہم رضوان سے راوی ہیں نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ وَ حَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِيْنٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عورتوں کی قسموں سے نکاح کو مگر وہ کہ ہو مومنہ مہاجرہ۔ اور حرام فرمایا ہر دین والی عورت سے سوا اسلام کے۔

ان میں بھی ارشاد ہے محصنین ہو یعنی پاکدامن عفیفہ۔ نیک چلن نہ کہ بدچلن یار پکڑنے والی ہر کس و ناکس کو۔ اخدان جمع خدن کی ہے وَالْخِدْنُ الصَّدِيْقُ يَصِحُّ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى۔ خدن دوست کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔

آخر فرمایا جو مومن ہونے سے انکاری ہو اس کی کرنی اکارت ہے اور آخر میں نقصان و خسران کا مستحق ہے۔ اسی کو مرتد کہتے ہیں عام اس سے کہ خاتمیت کا انکار کرے عام اس سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے کا اعتقاد رکھے۔

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ اس کے اعمال اکارت جائیں گے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم-سورہ مائدہ-پ ٦

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ
امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ
اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ
عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا
صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ
مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ
لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٦﴾

اے ایمان والو جب نماز کو کھڑا ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور دونوں پاؤں دھوؤ ٹخنوں تک اور اگر تم کو نہانا واجب ہو تو خوب پاک ہوا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر یا آئے تم میں سے کوئی پاخانہ سے یا صحبت کی ہو عورتوں سے اور نہ پاؤ پانی تو تیمّم کرو پاک مٹی سے تو اپنے منہ کا مسح کرو اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم پاک رہو اور پوری کر دی اپنی نعمت تاکہ تم شکر گزار رو۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ
وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؗ وَ اتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٧﴾

اور یاد کرو اللہ کی وہ نعمت جو تم پر کی اور وہ عہد جو تم سے لیا جب کہ تم نے کہا سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے دلوں کی بات۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ
شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾

اے ایمان والو ہو جاؤ قائم اللہ کے لئے گواہی منصفانہ دینے کو اور نہ برانگیختہ کرے تمہیں عداوت کسی قوم کی اس پر کہ نہ انصاف کرو انصاف کرو وہ قریب تر ہے پرہیزگاری کے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٩﴾

وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے کہ ان کے لئے بخشش ہے اور ثواب بہت۔

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ﴿١٠﴾

اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ جہنم والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ
اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ ع

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو تم پر کیا جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر ہاتھ ڈالے تو روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرو اللہ سے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کا بھروسہ ہونا چاہئے۔

www.waseemziyai.com

حل لغات رکوع دوم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ٦

يَآاَيُّهَا۔ اے لوگو	الَّذِيْنَ۔ جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	اِذَا۔ جب
قُمْتُمْ۔ کھڑے ہو	اِلَى۔ طرف	الصَّلٰوةِ۔ نماز کی	فَاغْسِلُوْا۔ تو دھوؤ
وُجُوْهَكُمْ۔ اپنے منہ	وَ۔ اور	اَيْدِيَكُمْ۔ اپنے ہاتھ	اِلَى۔ طرف
الْمَرَافِقِ۔ کہنیوں تک	وَ۔ اور	امْسَحُوْا۔ مسح کرو	بِرُءُوْسِكُمْ۔ اپنے سروں کا
وَ۔ اور	اَرْجُلَكُمْ۔ دھوؤ اپنے پاؤں	اِلَى۔ طرف	الْكَعْبَيْنِ۔ ٹخنوں کے
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	جُنُبًا۔ جنبی
فَاطَّهَّرُوْا۔ تو پاک ہو	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم
مَّرْضٰى۔ بیمار	اَوْ۔ یا	عَلٰى۔ اوپر	سَفَرٍ۔ سفر کے
اَوْ۔ یا	جَآءَ۔ آئے	اَحَدٌ۔ کوئی	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
مِّنَ الْغَآئِطِ۔ حاجت سے	اَوْ۔ یا	لٰمَسْتُمُ۔ ہم بستری کی ہو تم نے	النِّسَآءَ۔ عورتوں سے
فَلَمْ۔ تو نہ	تَجِدُوْا۔ پایا تم نے	مَآءً۔ پانی	فَتَيَمَّمُوْا۔ تو قصد کرو
صَعِيْدًا۔ مٹی	طَيِّبًا۔ پاک کا	فَامْسَحُوْا۔ تو مسح کرو	بِوُجُوْهِكُمْ۔ اپنے منہ کا
وَ۔ اور	اَيْدِيْكُمْ۔ اپنے ہاتھوں کا	مِّنْهُ۔ اس سے	مَا۔ نہیں
يُرِيْدُ۔ چاہتا	اللّٰهُ۔ اللہ	لِيَجْعَلَ۔ کہ رکھے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
مِّنْ حَرَجٍ۔ کوئی تنگی	وَّ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن	يُّرِيْدُ۔ چاہتا ہے
لِيُطَهِّرَ۔ کہ پاک کرے	كُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور	لِيُتِمَّ۔ پورا کرے
نِعْمَتَهٗ۔ اپنی نعمت کو	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	لَعَلَّكُمْ۔ تا کہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرو
وَ۔ اور	اذْكُرُوْا۔ یاد کرو	نِعْمَةَ۔ نعمت	اللّٰهِ۔ اللہ کی
عَلَيْكُمْ۔ اپنے اوپر	وَ۔ اور	مِيْثَاقَهُ۔ اس کا عہد	الَّذِيْ۔ جو
وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ۔ تم سے پختہ کیا	اِذْ۔ جب	قُلْتُمْ۔ تم نے کہا	سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
وَ۔ اور	اَطَعْنَا۔ ہم نے مانا	وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَلِيْمٌۢ۔ جانتا ہے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ دل کی باتیں		يٰٓاَيُّهَا۔ اے لوگو	الَّذِيْنَ۔ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ	قَوّٰمِيْنَ۔ قائم	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
شُهَدَآءَ۔ گواہ	بِالْقِسْطِ۔ منصفانہ	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
يَجْرِمَنَّكُمْ۔ آمادہ کرے تم کو	شَنَاٰنُ۔ دشمنی	قَوْمٍ۔ کسی قوم کی	عَلٰٓى۔ اوپر
اَنْ۔ اس کے کہ	لَا۔ نہ	تَعْدِلُوْا۔ انصاف کرو	اِعْدِلُوْا۔ انصاف کرو

MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

هُوَ-وہ	اَقْرَبُ-بہت قریب ہے	لِلتَّقْوٰی-پرہیزگاری کے	وَ-اور
اتَّقُوا-ڈرو	اللّٰہَ-اللہ سے	اِنَّ-بے شک	اللّٰہَ-اللہ
خَبِیْرٌۢ-خبردار ہے	بِمَا-اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ-تم کرتے ہو	وَعَدَ-وعدہ کیا
اللّٰہُ-اللہ نے	الَّذِیْنَ-ان لوگوں سے جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے	وَ-اور
عَمِلُوا-عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ-اچھے	لَهُمْ-ان کے لئے	مَّغْفِرَةٌ-بخشش ہے
وَّ-اور	اَجْرٌ-اجر	عَظِیْمٌ-بہت بڑا	وَ-اور
الَّذِیْنَ-وہ جو	كَفَرُوْا-کافر ہوئے	وَ-اور	كَذَّبُوْا-جھٹلایا
بِاٰیٰتِنَآ-ہماری آیتوں کو	اُولٰٓئِكَ-یہ ہیں	اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ-جہنم والے	یٰٓاَیُّهَا-اے
الَّذِیْنَ-لوگو جو	اٰمَنُوا-ایمان لائے ہو	اذْكُرُوْا-یاد کرو	نِعْمَتَ-نعمت
اللّٰهِ-اللہ کی	عَلَیْكُمْ-تم پر	اِذْ-جب	هَمَّ-قصد کیا
قَوْمٌ-ایک قوم نے	اَنْ-یہ کہ	یَّبْسُطُوْٓا-پھیلائیں	اِلَیْكُمْ-تمہاری طرف
اَیْدِیَهُمْ-ان کے ہاتھ	فَكَفَّ-تو روکے اس نے	اَیْدِیَهُمْ-ان کے ہاتھ	عَنْكُمْ-تم سے
وَ-اور	اتَّقُوا-ڈرو	اللّٰهَ-اللہ سے	وَ-اور
عَلَى-اوپر	اللّٰهِ-اللہ کے	فَلْیَتَوَكَّلِ-چاہئے توکل کریں	الْمُؤْمِنُوْنَ-مومن

مختصر تفسیر رکوع دوم-سورۂ مائدہ-پ ٦

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ -

اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

عربی میں وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ چہرہ دھویا جاتا ہے۔ فم منہ کو کہتے ہیں داخل ہونٹ سے حلق تک فم کل کو کہتے ہیں۔ روح المعانی۔ فَاغْسِلُوْا۔ غسل۔ پانی اتنا بہانا کہ کم از کم ایک قطرہ ٹپک جائے اور وضو کے چار فرض ہیں۔

منہ دھونا، کہنیوں تک ہاتھ دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا، ٹخنوں تک دونوں پیر دھونا۔

تشریح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا افضل سمجھتے تھے یہ استحبابی فعل ہے آج بھی اگر کوئی ایسا کرے تو بہتر ہے۔

مگر مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ اگر ایک وضو سے چند نمازیں یا پانچوں نماز اگر کوئی پڑھ سکے تو پڑھ سکتا ہے اور اسی وضو سے نوافل اور تلاوت وغیرہ سب جائز ہے۔

البتہ روح المعانی میں یہ روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں ہر نماز کے لئے جدا وضو کرنا فرض تھا بعد میں یہ قانون منسوخ کر دیا گیا اور حکم عام ہو گیا کہ جب تک حدث واقع نہ ہو یعنی وضو نہ ٹوٹے ایک ہی وضو سے فرائض ونوافل وتلاوت سب جائز

MARKAZ-UL-OLOOME ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

ہیں۔ فتح مکہ کے دن حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور چمڑے کے موزوں پر مسح کیا۔ (رواہ مسلم)

تحقیق انیق

تعریف وحدود چہرہ: شروع پیشانی سے جہاں سے بال جمنے شروع ہوں ٹھوڑی تک طول میں اور ایک کان سے دوسرے کان تک عرض میں چہرہ ہے۔

ہاتھ کہنیوں تک: غسل میں کہنیاں داخل ہیں اس لئے کہ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ حکم ہے۔ اور الیٰ غایت کے لئے ہے اور اس کی مغیا ید ہے تو اس حکم میں مغیا تحت غایت ہے وجہ یہ ہے کہ محاورۂ اصول میں غایت ومغیا کا طریقہ ہے کہ اگر مغیا جنس غایت سے ہو تو داخل ہوگی اور اگر مغیا کی غایت جنس مغیا سے نہ ہو تو خارج ہے جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ج میں نہار کی جنس مغیا سے مغیا جو لیل ہے وہ خارج ہے اس لئے کہ نہار جنس لیل سے نہیں اور لیل جنس نہار سے نہیں۔ دن اور ہے اور رات اور ہے برخلاف ید کے کہ وہ جنس غایت یعنی مرفق سے ہے۔

عربی میں وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ چہرا دھویا جاتا ہے۔ فم منہ کو کہتے ہیں داخل ہونٹ سے حلق تک منہ ہے فم کل کو کہتے ہیں فَاغْسِلُوْا – اَغْسِلُوْا۔ غسل پانی اتنا بہانا کہ کم از کم ایک قطرہ ٹپک جائے۔

مسح سر: وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ۔ مسح کا لفظی معنی چھونا ہے۔ اصطلاح میں گیلا ہاتھ پھیرنا مسح ہے۔ ب زائدہ ہے جو سر کی بعضیت بتانے کے لئے ہے یعنی بعض سر کا مسح کرو حدیث پاک کی روشنی میں بھی سر کا چوتھائی مسح فرض ہے یہی احناف کا مذہب ہے۔ سارے سر کا مسح سنت ہے۔ (روح المعانی)

سر کا مسح اطلاق حکم کے لحاظ سے مطلق ہے اس بناء پر تمام سر کا مسح لازم تھا لیکن اصول یہ ہے کہ اَلْمُطْلَقُ یَجْرِی عَلٰی اِطْلَاقِهٖ مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے بشرطیکہ مخصص نہ ہو اور اگر مخصص ہو تو پھر وہ اطلاق نہیں رہتا۔ چونکہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ پر حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے تصریح کر دی ہے بنا بریں چوتھائی سر کا مسح احناف کے ہاں فرض مانا گیا۔

حدیث یہ ہے عَنْ مُغِیْرَةَ ابْنَ شُعْبَهَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی سَبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَتَوَضَّاً وَمَسَحَ عَلَی النَّاصِیَةِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے اور پیشاب فرما کر وضو کیا اور پیشانی پر مسح کیا۔ اس کی شرح میں ہے اَیْ مَسَحَ عَلٰی مِقْدَارِ النَّاصِیَةِ یعنی پیشانی کے مقدار سر کا مسح کیا اور یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ ہر پیشانی سر کے چوتھائی مقدار ہوتی ہے۔

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمَفْرُوْضُ فِی الْمَسْحِ عِنْدَنَا مِقْدَارَ النَّاصِیَةِ وَ هُوَ رُبُعُ الرَّأْسِ مِنْ اَیِّ جَانِبٍ کَانَ۔ ہمارے ہاں فرض مسح سر مقدار ناصیہ ہے

www.waseemziyai.com

اور وہ چوتھائی سر ہے خواہ کسی جانب سے ہو۔

غسل رجلین الی الکعبین:

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ اَرْجُل جمع ہے رِجْلُ کی اس کے معنی پاؤں ہے انگلیوں سے لے کر ران تک کو رجل کہا جاتا ہے۔ قدم۔ پنڈلی۔ گھٹنا۔ ران۔ عربی میں قدم کے بیچ کے حصہ کو کعب کہتے ہیں۔ ابھری ہوئی ہڈیوں کو بھی کعب ہی کہا جاتا ہے۔

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ میں تین قرأت ہیں ایک شاذ ہے اور دو متواتر۔ قرأت شاذہ میں رفع کے ساتھ ہے اور متواتر دو قرأتوں میں نصب ہے۔ اور وہ قرأت نافع۔ ابن عامر۔ حفص۔ کسائی۔ یعقوب کی ہے۔ آگے فرماتے ہیں وَ قَالَ جُمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ وَالْمُفَسِّرِيْنَ فَرْضُهُمَا الْغُسْلُ۔ جمہور فقہاء ومفسرین فرماتے ہیں دونوں پیروں کا دھونا فرض ہے۔

اور جو لوگ وارجلکم کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ مسح رجلین کے قائل ہیں اور جوار مانتے ہیں اس پر صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بَاطِلٌ مِنْ وُّجُوْهٍ – اَوَّلُهَا اِنَّ الْكَسْرَ عَلَى الْجَوَارِ مَحْدُوْدٌ فِى اللَّحْنِ الَّذِى قَدْ يَتَحَمَّلُ لَاَجْلِ الضَّرُوْرَةِ فِي الشِّعْرِ وَ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَجِبُ تَنْزِيْهُهٗ عَنْهُ۔ باطل ہے چند وجوہ سے۔ جر جوار کا اصول یہاں نہیں چلتا۔ اول یہ کہ کسر علی الجوار متحمل ہوتا ہے ضرورت شعری کے لئے اور کلام الٰہی کے لئے اس سے منزہ ہونا لازمی ہے۔

دوسری وجہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْكَسْرَ اِنَّمَا يُصَارُ اِلَيْهِ حَيْثُ حَصَلَ الدَّفْعَ مِنَ الْاِلْتِبَاسِ كَمَا فِيْمَا اسْتَشْهَدُوْا بِهٖ وَاٰيَةُ الدَّفْعِ مِنَ الْاِلْتِبَاسِ غَيْرُ حَاصِلٍ۔ تیسری وجہ فرماتے ہیں اِنَّ الْجَرَّ بِالْجَوَارِ اَنْ يَكُوْنَ بِدُوْنِ حَرْفِ الْعَطْفِ وَاَمَّا مَعَ حَرْفِ الْعَطْفِ قَدْ تَكَلَّمَ بِهِ الْعَرَبُ۔ جر جوار ہمیشہ بدوں حرف عطف ہوتا ہے اور جب حرف عطف بیچ میں آجائے تو عرب جر جوار کا فائدہ اپنے تکلم میں ہرگز نہیں لیتے وَ هٰذَا مَذْهَبٌ مَشْهُوْرٌ لِلنُّحَاةِ پھر فرماتے ہیں ثُمَّ قَالَ الْاِمَامُ وَ اعْلَمْ اِنَّهٗ لَا يُمْكِنُ الْجَوَابُ عَنْ هٰذَا اِلَّا مِنْ وَّ جْهَيْنِ اَلْاَوَّلُ اَلْاَخْبَارُ الْكَثِيْرَةُ وَارِدَةٌ بِاِيْجَابِ الْغُسْلِ وَالْغُسْلُ مُشْتَمِلٌ عَلَى الْمَسْحِ وَلَا يَتَعَلَّقُ۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جر جوار سے جواب کسی طرح صحیح نہیں اس کی دو وجہ ہیں۔

پہلی یہ کہ اخبار کثیرہ وجوب غسل رجلین میں وارد ہیں اور غسل مشتمل مسح بھی ہے۔ اور مسح مشتمل غسل نہیں فَكَانَ الْغُسْلُ اَقْرَبُ اِلَى الْاِحْتِيَاطِ فَوَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلَيْهِ وَعَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ يَجِبُ الْقَطْعُ بِاَنَّ غَسْلَ الْاَرْجُلِ يَقُوْمُ مَقَامَ مَسْحِهِمَا تو غسل قریب تر ہے احتیاطاً اس لئے کہ غسل ارجل قائم مقام مسح بھی ہے۔

وَ الثَّانِى اِنَّ فَرْضَ الْاَرْجُل مَحْدُوْدٌ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَالتَّحْدِيْدُ اِنَّمَا جَاءَ فِى الْغُسْلِ لَا فِى الْمَسْحِ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پیروں کی فرضیت محدود والے الکعبین ہے اور یہ حد ٹخنوں تک کے غسل میں تو صحیح ہو سکتی ہے نہ کہ مسح میں۔

اس کے متعلق مبسوط بحث فرما کر آخر میں ناطق فیصلہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ سَنَةَ خَيْرِ الْوَرٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارَ الْاَئِمَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ شَاهِدَةٌ عَلٰى مَا يَدَّعِيْهِ

www.waseemziyai.com

اَهْلُ السُّنَّةِ وَ هِیَ فِیْ طَرِیْقِهِمْ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ تُحْصٰی وَ اَمَّا مِنْ طَرِیْقِ الْقَوْمِ فَقَدْ رَوَی الْعَیَاشِیُّ عَنْ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ الْقَدَمَیْنِ فَقَالَ تُغْسَلَانِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور ائمہ کرام کی روایات اہل سنت کے دعویٰ کی شاہد اور ان روایات کے طریق بے شمار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پیروں کے متعلق جو سوال ہوا تو فرمایا دونوں پیر دھوئے جائیں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت نہیں ہوا جب تک دن کی روشنی کی طرح اس کی وضاحت نہیں ہوگئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے دل میں موزوں پر مسح کے جواز کے متعلق کوئی کھٹک باقی نہ رہی۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی چالیس احادیث آئی ہیں۔ جن میں سے کچھ مرفوع ہیں اور کچھ موقوف ہیں۔ ان احادیث میں سے جو حدیثیں بیان کیں ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ والی انہوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغیرہ لوٹا لے لو۔ میں نے لوٹا لے لیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس تشریف لاکر وضو فرمایا۔ میں نے وضو کرایا جیسا کہ وضو نماز کے لئے کرتے ہیں۔ پھر دونوں موزوں پر مسح کیا۔ متفق علیہ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث تقریباً ساٹھ سندوں سے نقل کی گئی ہے۔

اس مبحث میں چھ سات صفحہ پر سے میں نے ضروری اقتباس پیش کر دیئے ہیں اور اگر مزید تفصیل دیکھنا ہو تو فلینظر الی روح المعانی ص ۷۱ الی ص ۸۱ آگے ارشاد ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶۔

اور اگر تم پر غسل فرض ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا۔ یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو اور اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو نہیں چاہتا اللہ کہ تم پر کچھ تنگی ہو لیکن چاہتا ہے کہ تم خوب ستھرے ہو جاؤ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے تا کہ تم شکر گزار بنو۔ خلاصہ حکم یہ ہے کہ

جنابت سے طہارت کاملہ لازم آتی ہے۔ جنابت کبھی بیداری میں دفق و شہوت کے ساتھ انزال ہو جانے سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے اور سبیلین میں ادخال حشفہ سے فاعل و مفعوم دونوں پر غسل لازم ہے۔ اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ حیض و نفاس سے صاف ہو جانے کے بعد بھی غسل لازم ہے۔ خوب پاک ہونے کے حکم سے تمام بدن کا دھونا واجب ہے۔ کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا وغیرہ۔

اور قدرت علی الماء نہ ہو خواہ بیماری کی وجہ سے پانی لینے سے خطرہ کسی موذی کا محسوس ہو یا پانی ہوتے ہوئے اسے نہ مل سکے سب صورتیں فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا سے فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا کی اجازت دیتا ہے۔ اسی بناء پر فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا کی تفسیر میں فَاِنْ لَّمْ تَقْدِرُوْا عَلَی الْمَآءِ لکھا ہے اگر قدرت نہ ہو پانی پر۔

www.waseemziyai.com

آیہ کریمہ کی مزید تفسیر سے پہلے چند ضروری اصطلاحات سمجھ لینا ضروری ہیں تاکہ تحقیق مسئلہ سمجھتے وقت اصطلاحات فقہیہ پر نظر رہنے سے بآسانی سمجھ میں آسکے۔

طہارت: دو قسم ہے صغریٰ، کبریٰ۔ طہارت صغریٰ وضو ہے اور کبریٰ غسل۔

حدث: دو قسم پر ہے حدث اصغر حدث اکبر۔ جس سے وضو لازم ہو وہ حدث اصغر ہے اور جس سے غسل لازم آئے وہ حدث اکبر ہے۔

فرض اعتقادی: جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر احناف کے نزدیک کافر مطلق ہے۔

فرض عملی: جو ایسے دلائل سے ثابت ہو جسے قطعی کہا جا سکے مگر مجتہد کی نظر میں بحکم دلائل جزم ہو یعنی مجتہد اپنے دلائل کی روشنی میں اسے اتنا ضروری سمجھ چکا ہو کہ بغیر اس کے کئے بری الذمہ نہ ہو بلکہ اگر وہ کسی عبادت میں فرض کے درجہ پر ہو تو بغیر اس کے وہ عبادت باطل ہے۔
اس کا بے وجہ انکار مستلزم فسق وگمراہی ہے باستثنائے مجتہدین کے کہ وہ اپنی تحقیق میں انکار کر سکتے ہیں۔

واجب اعتقادی: وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔۔

واجب عملی: وہ واجب ہے کہ اس کے کئے بغیر بری الذمہ ہو سکے اگرچہ اس عبادت میں نقص رہے۔

سنت موکدہ: وہ ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ بیان جواز کے لئے کبھی ترک بھی کر دیا ہو۔ مگر اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔ اس کا ترک کرنا اساءت ہے۔

سنت غیر موکدہ: جو نظر شرع میں ایسی لازمی نہ ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند کیا ہو مگر نہ اس حد تک کہ اس کے ترک پر وعید عذاب ہو۔

مستحب: وہ ہے جسے شرع میں پسند کیا ہو اور ترک پر کوئی ناپسندیدگی نہ ہو۔

مباح: وہ ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی: یہ فرض کے مقابل ہے اس کا ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ ہے اس کا مرتکب فاسق ہے۔

مکروہ تحریمی: یہ واجب کے مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

اساءت: جس کا کرنا گناہ ہو اور نادراً کرنے والا مستحق چشم پوشی۔

مکروہ تنزیہی: جس کا کرنا شرعاً ناپسند ہو مگر کرنے والا مستحق عتاب وعذاب نہیں۔

خلاف اولیٰ: جس کا نہ کرنا بہتر اور کرے تو مضائقہ نہیں۔

وضو اور غسل میں فرض۔ واجب۔ سنت موکدہ۔ مکروہ تحریمی۔ مکروہ تنزیہی۔ خلاف اولیٰ سب کچھ ہیں اس کی تصریح آگے آئے گی۔

فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا۔ عدم استطاعت وعدم قدرت علی الماء پر تیمّم پاک مٹی اور جنس مٹی سے کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضرب ہاتھوں کی مار کر منہ پر پھیریں دوسری ضرب مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو پھیر لیں۔ یہ غسل اور وضو

www.waseemziyai.com

دونوں کا بدل ہے صرف نیت میں حدث صغیر اور حدث کبیر متحضر رہنا ضروری ہے۔

آخر میں ارشاد ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦۔

اللہ تم پر تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ نجاستوں اور گناہوں سے تم کو پاک کرنے کے لئے اور اس لئے کہ اپنا انعام تم پر تکمیل کرلے تاکہ تم شکر ادا کرسکو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین تین بار اعضاء کو دھونے کے بعد فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے گا اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں پاؤں سے گناہ بہ کر نکل جاتے ہیں۔

اس میں سہولت فی نشر الشریعت کی بشارت ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧۔

اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور اس عہد کو بھی یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جاننے والا ہے سینے کی باتیں۔

اس میثاق کے متعلق علامہ آلوسی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہے جو مسلمانوں سے بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبۃ الثانیہ میں ۱۳ نبوی پر لیا جس میں مسلمانوں سے ہر حکم کی اطاعت کا معاہدہ ہوا تھا تنگی اور فراخی وغیرہ میں جیسا کہ بخاری مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ میثاق ہے جو عقبہ اولیٰ پر ۱۱ نبوی پر لیا گیا یا بیعت رضوان کا معاہدہ ہے جو حدیبیہ کے موقع پر ہوا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ۔ آگے ارشاد ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨۔

اے ایمان والو ہو جاؤ قائم اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی کو اور نہ برانگیختہ کرے تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر کہ نہ انصاف کرو۔ انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

جَرَمَ اور اِجْتَرَامُ کمانا۔ جَرَمَ لِاَهْلِهٖ اپنے گھر والوں کے لئے کمایا (قاموس) اصطلاح میں برانگیختہ کرنے کے ہیں۔ پانچ چیزوں کا تاکیدی حکم ہے۔ قوام للہ رہنا۔ انصاف سے گواہی دینا۔ جوش غصہ میں بے انصافی نہ کرنا۔ پختہ عدل و انصاف کرنا۔ اللہ سے ڈرنا۔ مشرکین سے سخت عداوت تم کو عدل و انصاف چھوڑنے پر آمادہ نہ کرے۔

اس آیت کریمہ میں اخلاق اسلامی اور رواداری کی تعلیم ہے کہ کسی قوم سے اگر تمہاری عداوت یا دشمنی ہو اور وہ تمہارے ہاتھ میں آجائے تو ان سے اس رنج کا انتقام لینا نازیبا ہے قرابت و عداوت کا کوئی اثر تمہیں عدل و انصاف کے محور سے نہ ہٹا دے۔ اسلامی تقویٰ اسی کا مقتضی ہے۔

MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

عدل ہر چیز سے زیادہ تقویٰ کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ افعال سے اپنے نفس کی ظاہری اور باطنی قوتوں کو بچایا جائے اللہ سے ڈرتے رہو اور امر و نواہی کا خیال رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور نکوکار رہے بخشش کا اور بڑے ثواب کا۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔

وَعَدَ۔ ماضی میں بہت ہی گنجائش ہے اس کلام سے وعدہ فرمانا مقصود ہے الَّذِيْنَ سے مومن مراد ہیں۔ نیک عمل ہمیشہ کرتے رہنا ضروری ہے۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ لَهُمْ میں لام نفع کا ہے ہم کا مرجع الذین ہے۔ یعنی بخشش اور بڑا ثواب صرف نکوکار مومنین کے لئے ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ۔ الَّذِيْنَ سے تمام کفار مراد ہیں۔ آیات سے مراد آیات قرآن ہیں۔ ہر کافر آیات اللہ کو جھٹلانے والا ہے۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ جحیم دوزخ کا حصہ ہے دوزخ والے صرف کفار ہیں جو حق کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

یہ آیت نص قاطع ہے اس پر کہ خلود نار سوا کفار کے اور کسی کے لئے نہیں۔ (خازن، روح المعانی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اے ایمان والو اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر کیا جبکہ ایک قوم نے چاہا کہ تم پر ہاتھ ڈالے تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک لئے اور اللہ سے ڈرو اور اللہ پر ہی مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔

شان نزول

علامہ بغوی نے عکرمہ بن بشار رحمہم اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن عمر ساعدی رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار کی تیس عدد آدمیوں کی جماعت کے ساتھ بنی عامر بن صعصعہ کی طرف تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا حسب الحکم یہ لوگ گئے اور بنی عامر کے ایک چشمہ پر جس کا نام بیر معونہ تھا بنی عامر بن طفیل سے مقابلہ ہوا بنی عامر نے فریب کیا اور سب مسلمانوں کو قتل کر دینا چاہا۔ حضرت منذر اور آپ کے ساتھی علیہم رضوان شہید ہو گئے صرف تین مسلمان بچے جو گمشدہ اونٹنی کو تلاش کرنے گئے ہوئے تھے۔ ان میں عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھ کر اندیشہ ظاہر کیا کیونکہ پرندے فضا میں چکر لگا رہے تھے اور ان کے چونچ پنجے خون سے رنگے ہوئے تھے گوشت لوتھڑے جو زمین پر گر رہے تھے یہ دیکھ کر یہ تینوں اپنے رفقاء کی طرف چلے راستہ میں ان کا مقابلہ بھی ان کفار سے ہوا ایک ساتھی جن کو ضرب بے امان لگی نے دشمنوں کی طرف سر اٹھایا آواز بلند کہا اللہ اکبر رب العالمین کی قسم میں جنت میں داخل ہو گیا۔

بقایا دونوں ساتھیوں کا بھی مقابلہ بنی سلیم کے آدمیوں سے ہوا۔ بنی سلیم بنی عامر کی ایک شاخ تھی۔ ان دونوں آدمیوں نے اپنا نسب بنی عامر سے ملایا تو دونوں مجاہدین نے ان کو کافر سمجھ کر قتل کر دیا۔ بنی سلیم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہد تھے

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

ان سے صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ بنی سلیم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آدمیوں کا خون بہا طلب کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان۔ حضرت علی حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف علیہم رضوان کو کعب بن اشرف یہودی اور بنی نضیر کے پاس بھیجا تا کہ دیت ادا کرنے کے لئے ان سے مالی امداد حاصل کریں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا کہ ان سے مسلمانوں کی جنگ نہ ہوگی۔ اگر ضرورت پڑے تو خون بہا ادا کرنے میں وہ مسلمانوں کی پوری پوری مدد کریں گے۔

یہودیوں نے باہم مشورہ کر کے منصوبہ بنایا کہ اگر کوئی مکان کی چھت پر چڑھ کر بھاری پتھر ان پر گرادے تو مسلمانوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس منصوبہ کے تحت جب انہوں نے ایسا کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو شل کر دیا۔ اور جبرئیل امین نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنے تمام رفقاء کو بہ حفاظت مدینہ لے آئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل میں قیام فرمایا اور اصحاب علیہم رضوان جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام گزیں ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی ایک اعرابی غورث بن حارث نے اپنی قوم سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کئے دیتا ہوں۔ وہ تلوار درخت سے اتار کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور پکارا **یَا مُحَمَّدُ مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی**۔ اے محمد اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ روح الامین نے اس کا ہاتھ روک لیا اور تلوار گرادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت تلوار تھامی اور فرمایا **اَلْاٰنَ مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی**۔ اب بتا مجھ سے تجھے کون بچانے والا ہے وہ اعرابی لرز گیا اور کہنے لگا کوئی نہیں سوا آپ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار نیام میں کی اور فرمایا جا۔ وہ دست بستہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** (تفسیر ابوالسعود)

اور روح المعانی میں ہے **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابَہٗ بِعُسْفَانَ قَامُوْا اِلَی الظُّھْرِ مَعاً فَلَمَّا صَلُّوْا نَدِمُوْا اَنْ لَّا کَانُوْا اَکَبُّوْا عَلَیْھِمْ وَھَمُّوْا اَنْ یُّوَاقِعُوْ بِھِمْ اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ الْعَصْرِ فَرَدَّ اللّٰہُ تَعَالٰی کَیْدَھُمْ بِاَنْ اَنْزَلَ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ**۔ مقام عسفان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ ظہر پڑھ رہے تھے۔ مشرکین نے دیکھا کہ اب ظہر پڑھ چکے ہیں تو بہت پچھتائے اور ارادہ کیا کہ جب عصر کے لئے کھڑے ہوں تو یکبارگی حملہ کرو اللہ تعالیٰ نے ان کا مکر رد فرمایا اور صلوٰۃ خوف کا طریقہ تعلیم فرما دیا۔ اور نماز خوف کے احکام نازل ہوئے جس میں مسلمان دو ٹولیاں بنا کر نماز باجماعت پڑھتے ہیں آدھے نماز میں آدھے کفار کے مقابل ایک رکعت امام کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں دوسری میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر کبیر)

مفصل واقعہ گزشتہ صفحات میں رکوع تیرھواں سورۃ نساء میں **وَ اِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ فَاَقَمْتَ لَھُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَھُمْ** کے تحت گزر چکا۔

وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ پر ہی اہل ایمان کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم-سورۃ مائدہ-پ ٦

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ
بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ
مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ
اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ
قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

اور بے شک لیا اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد اور ہم نے ان میں بھیجے بارہ نقیب اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور تعظیم کرو ان کی اور قرض دو اللہ کو قرض حسنہ تو یقیناً اتار دوں گا میں تمہارے گناہ اور یقیناً داخل کروں گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہوں گی نہریں تو جو کفر کرے بعد اس کے تم میں سے تو وہ یقیناً بہکا سیدھی راہ سے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ
قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى
خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ
اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

تو بسبب ان کی بدعہدیوں کے ہم نے لعنت کی اور کیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت اللہ کے کلام کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور بھلا دیا سب حصہ ان نصیحتوں کا جو ان کو دی گئی تھیں اور ہمیشہ تم مطلع رہو گے ان کی دغا بازیوں پر، مگر تھوڑے ان سے تو انہیں معاف کر دو اور درگزر کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا
مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا
بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ
سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے ان سے عہد تو بھلا دیا انہوں نے وہ سب حصہ نصیحتوں کا تو ڈال دی ہم نے ان میں عداوت اور بغض قیامت تک اور عنقریب بتا دے گا انہیں اللہ جو کچھ وہ بات بناتے ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ
كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا
عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ
مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾

اے کتابیو بے شک تم میں ہمارا رسول آیا کہ تم پر ظاہر کرے بہت سی وہ باتیں جو چھپائیں تم نے کتاب سے اور بہت سی معاف کرتا ہے بے شک آیا تم میں اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ
وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ
يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

ہدایت دیتا ہے اس سے اللہ اسے جو پیروی کرے اللہ کی رضا کی اور چلا سلامتی کا راستہ اور انہیں نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ سیدھی۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ
اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

بے شک کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہے بیٹا مریم کا فرما دو تو کون قبضہ رکھتا ہے اللہ سے کچھ اگر چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح کو جو مریم کا بیٹا ہے اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو سب کو اور اللہ کے لئے ہیں ملک آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ پیدا کرے جو چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ
اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ
اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۫ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور کہا یہودیوں اور نصرانیوں نے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں فرما دیجئے تو تم کو کیوں عذاب ہونے لگا تمہارے گناہوں پر بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ
عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ
بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ
وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ ع

اے اہل کتاب بے شک آیا تم میں وہ رسول جو ظاہر کرتا ہے تم پر مدتوں بندر ہنا رسولوں کا تا کہ نہ کہہ سکو کہ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

حل لغات رکوع سوم۔سورۃ مائدہ۔پ ۶

وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اَخَذَ۔لیا ہم نے	مِيْثَاقَ۔عہد
بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ۔بنی اسرائیل سے		وَ۔اور	بَعَثْنَا۔مقرر کئے ہم نے
مِنْهُمُ۔ان میں سے	اثْنَيْ عَشَرَ۔بارہ	نَقِيْبًا۔سردار	وَ۔اور
قَالَ۔کہا	اللّٰهُ۔اللہ نے	اِنِّيْ۔بے شک میں	مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ ہوں
لَئِنْ۔اگر	اَقَمْتُمُ۔قائم کی تم نے	الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور
اٰتَيْتُمُ۔دی تم نے	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ	وَ۔اور	اٰمَنْتُمْ۔ایمان لائے تم
بِرُسُلِيْ۔میرے رسولوں پر	وَ۔اور	عَزَّرْتُمُوْ۔تعظیم کی تم نے	هُمْ۔ان کی
وَ۔اور	اَقْرَضْتُمُ۔قرضہ دیا تم نے	اللّٰهَ۔اللہ کو	قَرْضًا۔قرضہ
حَسَنًا۔اچھا	لَاُكَفِّرَنَّ۔تو دور کروں گا میں	عَنْكُمْ۔تم سے	سَيِّاٰتِكُمْ۔تمہاری برائیاں
وَ۔اور	لَاُدْخِلَنَّكُمْ۔ضرور داخل کروں گا تم کو		جَنّٰتٍ۔باغوں میں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں	فَمَنْ۔ پھر جو
كَفَرَ۔ کفر کرے	بَعْدَ۔ بعد	ذٰلِكَ۔ اس کے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے
فَقَدْ۔ تو بے شک	ضَلَّ۔ گمراہ ہوا	سَوَآءَ۔ سیدھے	السَّبِیْلِ۔ راستہ سے
فَبِمَا۔ تو بسبب	نَقْضِهِمْ۔ توڑنے ان کے	مِّیْثَاقَهُمْ۔ اپنے عہد کو	لَعَنّٰا۔ لعنت کی ہم نے
هُمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	قُلُوْبَهُمْ۔ ان کے دل
قٰسِیَةً۔ سخت	یُحَرِّفُوْنَ۔ بدلتے ہیں	الْكَلِمَ۔ کلمات کو	عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ ان کی
جگہ سے	وَ۔ اور	نَسُوْا۔ بھول گئے	حَظًّا۔ حصہ
مِّمَّا۔ اس چیز کا جو	ذُكِّرُوْا۔ نصیحت کیے گئے	بِهٖ۔ اس کی	وَ۔ اور
لَا تَزَالُ۔ تو ہمیشہ	تَطَّلِعُ۔ مطلع ہوتا رہے گا	عَلٰی۔ اوپر	خَآئِنَةٍ۔ خیانت
مِّنْهُمْ۔ ان کی کے	اِلَّا۔ مگر	قَلِیْلًا۔ تھوڑے	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
فَاعْفُ۔ پس معاف کر	عَنْهُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور	اصْفَحْ۔ درگزر کر
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	یُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو
وَ۔ اور	مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے جنہوں نے		قَالُوْٓا۔ کہا
اِنَّا۔ ہم	نَصٰرٰٓی۔ نصاریٰ ہیں	اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے	مِیْثَاقَهُمْ۔ ان سے عہد
فَنَسُوْا۔ تو بھول گئے	حَظًّا۔ حصہ	مِّمَّا۔ اس کا جو	ذُكِّرُوْا۔ نصیحت کیے گئے
بِهٖ۔ اس کی	فَاَغْرَیْنَا۔ تو ڈال دی ہم نے	بَیْنَهُمُ۔ ان میں	الْعَدَاوَةَ۔ عداوت
وَ۔ اور	الْبَغْضَآءَ۔ بغض	اِلٰی۔ طرف	یَوْمِ۔ دن
الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	وَ۔ اور	سَوْفَ۔ جلدی	یُنَبِّئُهُمُ۔ خبر دے گا ان کو
اللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اس کی جو	كَانُوْا۔ وہ	یَصْنَعُوْنَ۔ کرتے تھے
یٰٓاَ۔ اے	اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ کتاب والو	قَدْ۔ بے شک	جَآءَ۔ آیا
كُمْ۔ تمہارے پاس	رَسُوْلُنَا۔ ہمارا رسول	یُبَیِّنُ۔ بیان کرتا ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
كَثِیْرًا۔ بہت سی	مِّمَّا كُنْتُمْ۔ وہ باتیں جو تم	تُخْفُوْنَ۔ چھپاتے ہو	مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے
وَ۔ اور	یَعْفُوْا۔ معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِیْرٍ۔ بہت سے	قَدْ۔ بے شک
جَآءَ۔ آیا	كُمْ۔ تمہارے پاس	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	نُوْرٌ۔ نور
وَّ۔ اور	كِتٰبٌ۔ کتاب	مُّبِیْنٌ۔ روشن	یَّهْدِیْ۔ ہدایت دیتا ہے
بِهِ۔ اس سے	اللّٰهُ۔ اللہ	مَنِ۔ اس کو جو	اتَّبَعَ۔ پیروی کرے
رِضْوَانَهٗ۔ اس کی رضا مندی کی		سُبُلَ السَّلٰمِ۔ سلامتی کے راستوں کی	
وَ۔ اور	یُخْرِجُهُمْ۔ نکالتا ہے ان کو	مِّنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیروں سے	اِلَی۔ طرف

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

النُّوْرِ۔ روشنی کے	بِاِذْنِهٖ۔ اپنے حکم سے	وَ۔ اور	یَهْدِیْهِمْ۔ راہنمائی کرتا
ہے ان کی	اِلٰی۔ طرف	صِرَاطٍ۔ راہ	مُّسْتَقِیْمٍ۔ سیدھی کے
لَقَدْ۔ بے شک	كَفَرَ۔ کافر ہو گئے	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	قَالُوْٓا۔ کہا
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْمَسِیْحُ۔ مسیح
ابْنُ۔ بیٹا	مَرْیَمَ۔ مریم کا	قُلْ۔ کہہ	فَمَنْ۔ پھر کون
یَّمْلِكُ۔ اختیار رکھتا ہے	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	شَیْـًٔا۔ کچھ بھی	اِنْ۔ اگر
اَرَادَ۔ ارادہ کرے	اَنْ۔ یہ کہ	یُّهْلِكَ۔ ہلاک کر دے	الْمَسِیْحَ۔ مسیح
ابْنَ مَرْیَمَ۔ مریم کے بیٹے کو	وَ۔ اور	اُمَّهٗ۔ اس کی ماں کو	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	جَمِیْعًا۔ سب کو
وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی	مُلْكُ۔ ملکیت ہیں	السَّمٰوٰتِ۔ آسمان
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	یَخْلُقُ۔ پیدا کرتا ہے	مَا۔ جو	یَشَآءُ۔ چاہتا ہے
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	وَ۔ اور	قَالَتِ۔ کہا
الْیَهُوْدُ۔ یہودیوں نے	وَ۔ اور	النَّصٰرٰی۔ عیسائیوں نے	نَحْنُ۔ ہم
اَبْنٰٓؤُا۔ بیٹے ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	اَحِبَّآؤُهٗ۔ پیارے اس کے
قُلْ۔ کہہ	فَلِمَ۔ پھر کیوں	یُعَذِّبُكُمْ۔ سزا دیتا ہے تم کو	بِذُنُوْبِكُمْ۔ تمہارے گناہوں
کی	بَلْ۔ بلکہ	اَنْتُمْ۔ تم	بَشَرٌ۔ آدمی ہو
مِّمَّنْ۔ اس سے جو	خَلَقَ۔ پیدا کیا	یَغْفِرُ۔ بخشتا ہے	لِمَنْ۔ جسے
یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	یُعَذِّبُ۔ عذاب دیتا	مَنْ۔ جسے
یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی	مُلْكُ۔ ملکیت ہیں
السَّمٰوٰتِ۔ آسمان	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین	وَ۔ اور
مَا۔ جو	بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	وَ۔ اور	اِلَیْهِ۔ اسی کی طرف
الْمَصِیْرُ۔ پھرنا ہے	یٰٓاَ۔ اے	اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ کتاب والو	قَدْ جَآءَ۔ بے شک آیا ہے
كُمْ۔ تمہارے پاس	رَسُوْلُنَا۔ ہمارا رسول	یُبَیِّنُ۔ بیان کرتا ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
عَلٰی۔ اوپر	فَتْرَةٍ۔ تاخیر کے	مِّنَ الرُّسُلِ۔ رسولوں سے	اَنْ۔ یہ کہ
تَقُوْلُوْا۔ تم کہو کہ	مَا۔ نہیں	جَآءَ۔ آیا	نَا۔ ہمارے پاس
مِنْۢ بَشِیْرٍ۔ کوئی خوشخبری سنانے والا		وَّ۔ اور	لَا۔ نہ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

نَذِیۡرٍ۔ڈرانے والا	فَقَدۡ۔تو یقیناً	جَآءَ۔آیا	کُمۡ۔تمہارے پاس
بَشِیۡرٌ۔خوشخبری سنانے والا	وَّ۔اور	نَذِیۡرٌ۔ڈر سنانے والا	وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ	عَلٰی۔اوپر	کُلِّ۔ہر	شَیۡءٍ۔چیز کے
قَدِیۡرٌ۔قادر ہے			

مختصر تفسیر رکوع سوم۔سورۃ مائدہ۔پ ۶

وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ وَ بَعَثۡنَا مِنۡہُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَ عَزَّرۡتُمُوۡہُمۡ وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ فَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۱۲﴾

اور بے شک لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے اور بھیجے ہم نے ان میں بارہ سردار اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض دو قرض حسنہ بے شک میں اتاردوں گا تمہارے گناہ اور تمہیں داخل کروں گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں تو جو کفر کرے بعد اس کے تو یقیناً وہ گمراہ ہے سیدھی راہ سے۔

جب اللہ تعالیٰ نے توریت نازل فرمائی تو بنی اسرائیل سے ایک پختہ وعدہ لیا میثاق کے معنی پختہ وعدے کے ہیں وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ۔ اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی جب تک تم عہد پورا کرتے رہو گے اللہ کا ساتھ ہونا بے کیف ہے مخلوق کی معیت کی کیفیت سے خالی ہے اللہ کی معیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے عہد یہ تھا کہ

لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ۔ اگر تم نماز پڑھو گے۔ زکوٰۃ ادا کرو گے میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے وَ عَزَّرۡتُمُوۡہُمۡ۔ ان کی تعظیم کرو گے۔ عَزۡرٌ۔ مصدر مجرد تعظیم و تکریم کرنا (قاموس)

وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا۔ اور اللہ کو اچھا قرض دو گے یعنی راہ خدا میں خرچ کرو گے یہی بہتر ہے اللہ کو قرض دینے سے مراد نیکی کرنا اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا۔ قرض حسنہ وہ قرض ہے جس میں احسان نہ ہو نہ اس میں غرور و دکھاوا ہو۔

لَّاُکَفِّرَنَّ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ۔ تو میں ضرور تمہاری برائیوں کا کفارہ کروں گا۔

وَ لَاُدۡخِلَنَّکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ۔ اور ضرور تم کو ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے درختوں کوٹھیوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

فَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ۔ پھر جس نے اس کے بعد کفر کیا۔

فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ۔ تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

غرق فرعون کے بعد جب بنی اسرائیل مصر میں مقیم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم سب زمین شام کی بستی اریحا کی طرف چلو۔ اریحا قوم جبارین کنعانیین کا دارالخلافہ تھا۔ یہ کفار جبارین ایک ہزار بستی کے بادشاہ تھے ہر بستی باغات سے سرسبز وشاداب تھی اس بستی کو بستی ریحان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ وہ جگہ تمہاری جائے قرار ہوگی اور ہم

مجاہدین کی مدد فرمائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہ حکم رب العالمین ان میں سے بارہ نقباء چنے۔ ہر قبیلہ نے ایک سردار منتخب کرلیا جو اپنی اپنی قوم وقبیلہ کا ذمہ دار ہوگا اور وہ ایفائے عہد کریں گے اور قرض حسنہ خیرات وصدقات اس کی راہ میں دیں گے اور وعدہ جہاد پورا کریں گے۔ ان بارہ ضامنوں کو نقیب کہا جاتا ہے۔ ان نقیبوں میں حضرت کالب بن یوحنا اور یوشع بن نون رحمہم اللہ بھی تھے۔

مفسرین نے اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اوران کی قوم کو ارض مقدسہ کا وارث بنائے گا۔ اس ارض مقدسہ میں پہلے کنعانی رہتے تھے جنہیں جبارین کہا جاتا تھا۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدسہ کی طرف لے جائیں میں نے اس سرزمین کو تمہارے لئے مسکن وقرارگاہ بنایا ہے وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو میں تمہاری مدد کے لئے تمہارے ساتھ ہوں اور اول ایسا کرو کہ اپنے اسباط یعنی قبائل سے ہر قبیلہ کا ایک ایک سردار چنو اس طرح بارہ سردار منتخب کر کے حکم فرماؤ کہ ہر سردار کا اتباع ان کا قبیلہ کرے اور ہر سردار ایفائے عہد کا ذمہ دار ہو۔

بنی اسرائیل کے بارہ گروہ تھے اس لئے بارہ نقباء چنے گئے اور ہر گروہ اور ہر قبیلہ بنی اسرائیل سے ایک سردار چنا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردار منتخب کر کے معہ قبائل بنی اسرائیل روانہ ہوئے جب مقام اریحا پر پہنچے تو ان نقباء قوم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تجسس احوال کر کے آؤ انہوں نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کنعانی بہت قد آور اور شہ زور مال دار ذی ہیبت و شوکت ہیں (بعض ارباب سیر نے یہاں بعض کہانیاں بھی گھڑلی ہیں جن سے ہم احتراز کرتے ہوئے واقعہ کی اصلیت پیش کر رہے ہیں) مختصر یہ کہ یہ لوگ ان سے ہیبت زدہ ہو کر واپس آئے اور اپنی قوم کو سب کچھ بتادیا باآنکہ انہیں حکم تھا کہ جو کچھ وہاں دیکھو وہ قوم کے آگے بیان نہ کرنا لیکن سب نے عہد شکنی کی صرف دو نقیب اپنے عہد پر رہے ایک کالب بن یوحنا رحمہ اللہ۔ دوسرے یوشع بن نون رحمہ اللہ۔ باقی سب نے اپنا عہد توڑ دیا اور خوب چرچا کیا جس سے بنی اسرائیل گھبرا گئے۔ خائف ہو گئے اور جہاد سے انکار کردیا۔

یہ واقعہ دوسرے مقام پر اسی پارہ میں مفصل بیان ہوگا۔ تحت آیت کریمہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (پ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸)

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی رحمہ اللہ اس مقام پر صوفیائے کرام کے نظریات کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ہذا

وَ هُمْ فِي الْاَنْفُسِ الْحَوَاسِ الْخَمْسِ الظَّاهِرَةِ وَالْخَمْسِ الْبَاطِنَةِ وَ الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ النَّظْرِيَّةِ وَالْقَوَّاةِ الْعَمَلِيَّةِ۔

یہ بارہ نقباء پانچ نفس حواس خمسہ ظاہریہ ہیں اور پانچ باطنیہ اور قوت عاقلہ نظریہ۔ اور قوت عملیہ۔ کل بارہ ہو گئے۔

وَ ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ سَادَاتِنَا الصُّوفِيَةِ اَنَّ النُّقَبَاءَ اَحَدُ اَنْوَاعِ اَوْلِيَاءَ نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِبَرَكَاتِهِمْ۔

اور اکثر ہمارے سردار صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ نقباء ایک قسم ہے اولیاء کرام رحمہم اللہ کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے ہمیں متمتع فرمائے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فتوحات میں ہے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ میں سے نقباء ہیں اور وہ بارہ ہوتے ہیں ہر زمانہ میں نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ ان کی تعداد بارہ بروج فلکیہ کے ساتھ ہے۔ ہر نقیب ایک برج کے خواص کا عالم ہوتا ہے۔ اور اس کے اسرار و تاثیرات اور جو کچھ کواکب و سیارات وثوابت میں ہے سب جانتے ہیں۔ اور ثوابت میں بھی ایک قسم کی حرکت ہوتی ہے جو حسی طور پر شعور میں نہیں آتی اور یہ اتنی بطی حرکت ہوتی ہے کہ ہزارہا برس میں ظاہر ہوتی ہے اور رصد کی عمریں اس سے کم ہوتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان نقباء کے ہاتھ میں علم شرائع منزلہ اور خرابی ہائے نفوس اور تکلیفات اور مکروہات وغیرہ ان پر منکشف فرمائے ہیں اور شیطان جو نظر حس سے مخفی ہے وہ ان پر مکشوف ہوتا ہے یہ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو کوئی نہیں جانتا۔ وہ علم میں اتنا درجہ رکھتا ہے کہ جب قدم اٹھاتا ہے اور زمین پر چلتا ہے یہ جان لیتے ہیں کہ یہ قدم سعید اٹھاتا ہے یا شقی جیسے علماء آثار و علامات وقیافہ سے جان لیتے ہیں۔

دیار مصر میں ان سے اکثر جب نکلتے ہیں جنگلوں سے اور کوئی انہیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے یہ وہ شخص ہے جس میں یہ اثرات ہیں اور یہ اولیاء رحمہم اللہ سے نہیں۔ اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب غیر ولی میں ایسے کمالات ہو سکتے ہیں تو تیرا کیا خیال ہے اگر اللہ ان نقباء کو علوم آثار سے اس قدر عطا فرما دے۔ آگے فرماتے ہیں

وَ قَدْ عَدَّ الشَّيْخُ قُدِسَ سِرُّهٗ فِيْهَا اَنْوَاعًا كَثِيْرَةً وَالسَّلْفِيُّوْنَ يُنْكِرُوْنَ اَكْثَرَ تِلْكَ الْاَسْمَاءِ۔

شیخ اکبر قدس سرہ نے ان کی بہت سی قسمیں گنی ہیں اور سلف نے ان میں سے اکثر ناموں کا انکار کیا ہے۔

فَفِي بَعْضِ فَتَاوٰى اِبْنِ تَيْمِيَةِ وَ اَمَّا الْاَسْمَاءُ الدَّائِرَةُ عَلَى اَلْسُنَةِ كَثِيْرٍ مِنَ النَّاسِ وَ الْعَامِلَةِ مِثْلَ الْغَوْثِ الَّذِي بِمَكَّةَ وَالْاَوْتَادِ الْاَرْبَعَةِ وَالْاَقْطَابِ السَّبْعَةِ وَالْاَبْدَالِ الْاَرْبَعِيْنَ وَالنُّجَبَاءِ الثَّلَا ثَمَائَةِ۔

بعضے فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ وہ نام جو زبان زدعوام ہیں وہ غوث ہیں جو مکہ میں ہوتے ہیں اور اوتاد چار اور اقطاب سات ابدال چالیس۔ نجباء تین سو ہیں۔

اس کے بعد نقد و تبصرہ علمی کے لحاظ سے فرماتے ہیں یہ چیزیں کتاب اللہ اور سنت سید الانبیاء سے ثابت نہیں اور ان کی سندیں نہ صحیح ہیں نہ ضعیف۔

شامی میں ایک منقطع الاسناد حدیث علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ فِيْهِمْ – يَعْنِي مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ رَجُلًا۔ ملک شام میں ابدال چالیس ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی مرد انتقال کرتا ہے اللہ اس کی جگہ دوسرا آدمی ابدال کر دیتا ہے۔

وَ لَا تُوْجَدُ اَيْضًا فِيْ كَلَامِ السَّلَفِ۔ اور کلام سلف میں یہ روایت اور یہ نام نہیں پائے جاتے۔

اقول وباللہ التوفیق

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء روایت میں ہی فرما دیا ہے کہ یہ سادات صوفیہ سے ہم لکھ رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ صوفیائے کرام کے اقوال شرعیات میں واجب العمل اور لازم الاعتقاد نہیں ہوتے لیکن اس سے یہ بھی مستفاد نہیں ہوتا کہ ان کے لطائف وغرائب کو بلا وجہ تسلیم ہی نہ کیا جائے۔

www.waseemziyai.com

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا غوث قطب ابدال نجباء وغیرہ کا ذکر کر کے لَيْسَتْ بِمَوْجُودَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا هِيَ مَاثُورَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہہ دینا بھی ہمارے لئے خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

البتہ اصول شرعی کے اعتبار سے یہ مسلم ہوگا کہ ان کا منکر کافر نہیں مگر جو انکار مستلزم کفر نہ ہو وہ انکار قطعی طور پر جائز بھی تو نہیں۔ وجود اولیاء رحمہم اللہ پر اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ آیت قرآنی ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ پ ۹ وجود اولیاء کی دلیل میں نص ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پ ۱۱ رکوع ۳۔ آیت کریمہ ہے۔

پھر احادیث میں بھی كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ جیسی احادیث وارد و صادر ہیں تو نفس ولی کا انکار تو کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

اور نفس کرامت کا منکر بھی آیت قرآنی کا منکر کہلائے گا۔ سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ قرآن کریم میں ہے۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ پ ۲۳ رکوع ۱۸ کے ساتھ مذکور ہے اور اسے مفسرین نے کرامت سے تعبیر کیا ہے۔

اب اقسام ولایت اور انواع اولیاء میں صوفیاء کا غوث۔ قطب۔ ابدال۔ نجباء نقباء کے ساتھ تصریح کر دینا اگر کتاب وسنت میں علانیہ نہ بھی ہو تو ان کا انکار بھی تو نہیں اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں۔ بنابریں ہم انواع اولیاء میں مذکورہ اقسام کو تسلیم کر سکتے ہیں البتہ ان کا دخل اعتقادیات میں نہیں مگر ''اہل البیت ادریٰ بمافیہ'' کے ماتحت یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ صوفیا ہی صوفیوں کے اقسام و انواع بتانے کے اہل ہیں نہ کہ ہم جیسے نااہل چشم باطنی سے اندھے نہ سمجھ کر انکار کی جرأت کریں۔

بہر حال یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے کہ اولیائے کرام میں سب سے بلند مقام خلفاء راشدین کا ہے اور خلفاء میں سب سے اعلیٰ مقام مقام صدیق ہے۔ اسی طرح عارفان علم میں ایک درجہ صوفی صافی کا ہے۔ سالک مسالک طریقت کا ہے تو ایک درجہ غوث کا اور ایک مقام قطب کا۔ ابدال کا۔ نجباء کا بھی ہوگا۔ پھر نقباء کے مدارج کے انکار کی کوئی وجہ نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ۔ اس کی تفسیر مفسرین کی طرف سے ہو چکی اب علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس پر قول صوفیاء کے ماتحت تاویلی تفسیر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں ہمت و اعانت کے لئے بشرطیکہ تم نماز قائم رکھو اور عبادات بدنیہ کے ساتھ تم مزین رہو۔

اور زکوۃ دے کر صفات ذمیمہ سے خالی ہو جاؤ مثل بخل تکبر کے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی خواہشات پر دوسرے کی ضرورت مقدم رکھو۔

اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اس کی عقل اور الہامات اور فکر صحیح اور خیالات صادقہ روح سے اور ملت سے اور اعانت ملکوتیہ پر۔

اور تعظیم کرو ان کی اور ان کی عظمت اتنی کرو کہ شیاطینی وہم پر غالب آ جاؤ اور مضبوطی سے اس شیطان کو وساوس پیدا کرنے سے روکو اور تو ہمات ہونے سے باز رکھو اور خیالات نفسانیہ سے ہمیشہ علیحدہ رہو۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اور قرض دو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن اس طرح کہ بے تعلق رہو کسی طاقت اور قوت اور علم وقدرت سے اور اپنے تمام معاملات اس ذات عز شانہ سے وابستہ کرو بلکہ افعال وصفات سے بھی بری ہو جاؤ اور اپنی ذات سے سب کچھ محو کرتے ہوئے اتنے فنا ہو جاؤ کہ اپنے رب کے حضور جھک جاؤ۔

تو اللہ تعالیٰ تمہارے سر سے بار گناہ اتار دے گا جو حاجب ومانع ہے تمہاری ترقی کا۔

اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا جو میرے پاس ہے جس میں نہریں رواں ہیں علوم وتوکل اور رضا وتسلیم وتوحید کے اور تجلیات افعال وصفات اور ذات کی روشنی۔

تو جو منحرف ہو جائے اس معاہدہ کے بعد اور بعثت نقباء سے تو یقیناً بہکا سیدھے راستہ سے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوا۔

اور یہ سبب اس کے کہ نقض عہد کیا انہوں نے اللہ نے لعنت کی ان پر اور دور کر دیا انہیں اپنی حضوری سے اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت بہ سبب استیلاء صفات نفسانیہ کے اور بوجہ میلان امور ارضیہ کے بدلتے ہیں کلمات ان کی جگہ سے مجبور ہو جانے کے باعث انوار ملکوتیہ جبروتیہ سے اور ہیں کلمات اللہ تعالیٰ کے جنہیں بدلنا چاہتے ہیں ان کے قوی نفسانیہ اور اس کے بجائے وہمیات وتخیلات فاسد لاتے ہیں۔

وَنَسُوْا حَظًّا۔ اور بھلا بیٹھے بہت کچھ حصہ جو انہیں نصیحتوں کا پہنچا تھا میثاق سے اور جاتا رہا وہ کمال جو ان کی استعداد اور حق میں آیا تھا اور ہمیشہ مطلع رہیں گے نیک بندے ان کی خیانت سے جو نسی عہد منع امانت میں استیلاء شیطان کے باعث کریں گے اور قساوت قلبی سے وہ اس کے مرتکب ہوں گے مگر تھوڑے ان سے ایسے بھی ہیں جن میں استعداد صلاحیت ہو تو معافی اور چشم پوشی کرو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

یہ تو روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء کی تفسیر بیان کی اور عام فہم تفسیر جو عام تفاسیر میں مثلاً معالم و خازن وغیرہ میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیہ کریمہ اپنے شان نزول کے لحاظ سے اس امر کی صراحت کرتی ہے کہ یہ اس قوم کے حق میں حکم آیا جنہوں نے اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر اسے توڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کو ان کے اس نقض عہد سے فوراً مطلع فرما دیا۔

آخر حکم دیا کہ جب تک وہ جزیہ ادا کرتے رہیں اور خود جنگ کی پہل نہ کریں ان سے چشم پوشی کیجئے اور اوپر کے واقعہ پر فرمایا کہ انہوں نے عہد توڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں علیہم السلام کی تکذیب کی بلکہ انہیں قتل کیا۔ احکام کی مخالفت کی۔ جن آیات تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تھی ان میں تحریف کی۔ اور اس قسم کی دغا وخیانت اور نقض عہد۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے بدعہدی کرنا ان کی ان کے آباؤ اجداد کی قدیم عادت ہے مگر بعض وہ بھی ہیں جو ایمان لائے لہٰذا ان سے جو خطائیں سرزد ہوئیں اس کی گرفت نہ کیجئے معاف فرما دیجئے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓی اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے عہد لیا ان سے تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMI ACADEMY

www.waseemziyai.com

گئیں تو ڈال دیا ان کے اندر بیر اور عداوت قیامت تک کے لئے اور عنقریب بتادے گا انہیں اللہ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

جنہوں نے اپنے آپ کو نصاریٰ کہا اللہ کے دین کے مددگار مگر حقیقتاً وہ ایسے نہ تھے ان کا یہ محض دعویٰ تھا عمل اس کے خلاف تھا نصاریٰ یا ناصر بمعنی مددگار ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم اللہ کے مددگار ہیں اس لئے ان کو نصاریٰ کہا گیا۔

نصاریٰ کا انا نصاریٰ کہنا یا انصار اللہ کہنا زبانی تھا ویسے ان کی نصرت شیطان کے ساتھ تھی۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کی وجہ تسمیہ اصل میں تو یہ ہی تھی کہ وہ انصار اللہ تھے مگر بعد میں وہ انصار الشیطان ہو گئے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکندر رومی کے تین سو چار سال بعد بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ بیت اللحم بیت المقدس سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے پھر ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم مصر لے آئیں جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو شام کی بستی ناصرہ میں لے آئیں۔ ناصرہ کے رہنے والوں کو ناصری یا نصاریٰ کہا جانے لگا پھر دین عیسائیت کا نام نصرانیت اور عیسائیوں کا نام نصاریٰ ہو گیا۔ (روح المعانی)

میثاق پختہ وعدہ لیا تھا انجیل میں نصاریٰ سے کہ ایک آنے والے رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائیں گے مگر آپ کی بعثت کے بعد انہوں نے تکذیب کی۔

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ۔ عیسائی انجیل کے عہد و پیمان کو بہت ہی جلد بھول گئے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ بموجب قول قتادہ رحمہ اللہ جب نصاریٰ نے انجیل کی بھی پرواہ نہ کی اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیا اور رسولوں کی نافرمانی کرنے لگے اور حدود و احکام سے بے پروائی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی پھوٹ ڈالی کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔

عداوت۔ عَدُوٌّ سے بنا یعنی حد سے بڑھ جانا دشمنی کو عداوت اسی لئے کہتے ہیں۔

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ دوام کے لئے ہے یعنی قیامت تک محدود ہیں اس کے بعد کفار کی عداوتیں دوسری نوعیت کی ہوں گی۔ عیسائیوں کی فرقہ بندی کی عداوتیں قیامت تک ہوں گی۔

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ سوف یہ خبر ہے سزا دینے کی۔

بروز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے۔ آسمانی کتابوں کی مخالفت کفر و معصیت نبی آخر الزمان ﷺ کی تکذیب اور جو کچھ کرتے تھے قیامت کے دن اس کی سزا دے گا۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس آ گئے ہمارے رسول کہ ظاہر فرماتے ہیں تم پر بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپائی ہیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک آیا تم میں اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب ہدایت دیتا ہے اس سے اللہ اسے جو اللہ کی رضا پر چلا سلامتی کی راہ اور انہیں نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی

www.waseemziyai.com

راہ دکھاتا ہے۔

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو بتایا کہ ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں تشریف لائے اور تمہیں وہ احکام بتاتے ہیں جو تم توراۃ و انجیل سے پوشیدہ رکھنے کی خواہش کرتے ہو جیسے آیت رجم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و مناقب اور اس قسم کی آیتوں کا ذکر بھی کرتے تو ہمارے محبوب بھی تم سے درگزر فرماتے ہوئے مواخذہ نہیں فرماتے۔ بلکہ معاف فرماتے ہیں۔

دوسری آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا اس لئے کہ نور کا کام ہے تاریکی دور کرنا اور روشنی پھیلانا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تاریکی کفر دور ہوئی۔ راہ حق واضح اور روشن ہوئی اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے۔

صاحب روح المعانی بھی یہی فرماتے ہیں کہ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا میں توریت و انجیل سے نعت پاک۔ آیت الرجم۔ بشارت عیسیٰ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم چھپانا مراد ہے۔

شان نزول

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار یہود کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم کے بارے میں دریافت کیا کہ زانی کو سنگسار کرنا کیسا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں بڑا عالم کون ہے انہوں نے اپنے پادری ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔

حضور سیدنا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن صوریا تجھے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تجھے قسم ہے اس کی جس نے بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور کو اٹھایا ابن صوریا کانپ گیا فرمایا سچ بتا توریت میں رجم کا حکم ہے یا نہیں۔

ابن صوریا بولا آپ نے حق کی قسم مجھے دی ہے ہاں توریت میں رجم کا تاکیدی حکم ہے۔

فرمایا پھر تم نے رجم کے حکم پر عمل کرنا کیوں چھوڑ دیا۔

اس نے جواباً عرض کیا ہماری قوم میں زنا بہت بڑھ گیا خصوصاً بڑے لوگ اس وباء میں مبتلا ہو گئے تب ہم نے اس کی سزا ہلکی کر دی یعنی زانی کا سر مونڈ دینا۔ منہ کالا کر دینا اور سو کوڑے مارنا اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی گئی۔ (روح المعانی)

آگے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اس پر فرماتے ہیں۔ عَظِیْمٌ وَ هُوَ نُوْرُ الْهِدَایَةِ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِیُّ الْمُخْتَارُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نور عظیم سے مراد نوروں کے نور جناب مصطفیٰ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے جو ہدایت دیتا ہے متبعین رضا کو جو سلامتی کی راہ چلتے ہیں انہیں یہ نور اور کتاب مبین کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر اللہ عزوجل کے حکم سے ایمان کی روشنی کی طرف لے جاتی ہے۔

نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ نور کی دو قسم ہیں ایک نور حسی جیسے چاند۔ سورج۔ ستارے۔ چراغ۔ بجلی جس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔ دوسرا نور عقلی جیسے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب اللہ یا علم جس سے عقل منور ہوتی ہے کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ مبین کتاب کی صفت ہے ظاہر کرنے والی۔ قرآن کریم

www.waseemziyai.com

دینی ۔ دنیاوی شرعی احکام ظاہر فرماتا ہے۔ اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ آگے فرق نصاریٰ کی تصریح اور ان کے عقائد بیان ہوئے اور اس کا رد کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۷﴾

بے شک کفر کیا انہوں نے جو بولے بے شک اللہ مسیح بن مریم ہی ہے آپ فرمائیں تو کون قدرت رکھتا ہے اللہ پر اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم اور اس کی ماں کو اور تمام زمین والوں کو اور اللہ ہی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نصاریٰ نجران نے حضرت مسیح کو خدا مانا اور نصاریٰ کے دو فرق یعقوبیہ۔ ملکانیہ کا بھی یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے بدن میں حلول کئے ہوئے ہیں معاذ اللہ تو آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا اور ان پر کفر کا فتویٰ دیا۔ پھر بتایا کہ اگر مسیح بن مریم خدا ہے تو خدا چاہے تو انہیں ہلاک کر دے اور ان کی ماں اور تمام مخلوق کو موت دے دے تو تمہارے نزدیک جو خدا ہے اسے موت سے روکنے والا کون ہے حقیقت یہ ہے کہ مشیت الٰہی میں کوئی دخیل نہیں۔ بنا بریں حضرت مسیح کو خدا بنانا صریح باطل ہے۔ (روح المعانی)

ایک نکتہ

آیہ کریمہ میں ارادۃ اللہ کے ساتھ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور أُمَّهُ اور وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ارشاد ہوا ہے تو اگر نزول آیت کے وقت سے قبل مسیح علیہ السلام ہلاک ہو چکے تھے جیسا کہ جماعت مرزائیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ باطلہ کاسدہ فاسدہ ہے تو قرآن کریم نے إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ کیوں کہا۔ بلکہ یوں فرمانا تھا کہ قُلْ أَمَاتَهُ اللَّهُ قَبْلَ سِنِينَ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ مُنَزَّهٌ عَنِ الْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ أَوِ التَّغَيُّرِ وَالتَّبَدُّلِ۔

یعنی اے محبوب فرما دیجئے جسے تم اللہ کہہ رہے ہو اسے تو اللہ تعالیٰ موت دے چکا ہے برسوں قبل اور ذات واجب تعالیٰ شانہ منزہ و مبرا ہے موت و فنا اور تغیر و تبدل سے۔

اب آگے جو فرمایا وَأُمَّهُ ان کی موت نزول آیت سے قبل واقع ہو چکی تھی تو یہاں یہ ماننا پڑے گا کہ ماں کو مثال کی صورت میں پیش کیا گیا۔ گویا یوں ارشاد ہوا فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ کا ہلاک امہ اور مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ تو ابھی ہلاک نہیں ہوئے اس لئے پھر ارشاد ہوا کہ وہی نہیں بلکہ تمام روئے زمین کے موجودات کے ہلاک کرنے پر اللہ تعالیٰ عزوجل قادر ہے بنابریں جو ہلاک ہو سکتا ہے جیسے اس کی ماں ہلاک ہو چکیں ایسے ہی تمام روئے زمین میں جو کچھ ہے وہ بقدرۃ اللہ تعالیٰ عزوجل ہلاک ہو سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اس کی مشیت میں دخیل ہو سکے تَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿۴۳﴾ ۔

علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات میں وَأُمَّهُ کے اشکال کا حل ایسا فرما گئے کہ اب تاویلی پہلو پر خامہ فرسائی کرنا بیکار ہے وہ فرماتے ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اُمّ – قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ اَیْ مَثْوَاهُ النَّارُ فَجَعَلَهَا اَمًا له قَال وَ هُوَ نَحْوَ مَاْوَا كُمُ النَّارُ اَمْ بِمَعْنٰی مَثْوًا اور مَاْوٰی۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو ماں اس کی ہاویہ ہے یعنی اس کا ٹھکانا آگ ہے تو آگ کو اس کی ماں کہا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے یعنی تمہاری جائے پناہ آگ ہے یعنی ام کا معنی ٹھکانا اور جائے پناہ بھی ہے۔

بنابریں وَاُمَّهٗ کے معنی مَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ کون قوت رکھتا ہے اللہ سے کچھ اگر ارادہ کرے اللہ یہ کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریم کو اور اس کے مثوا و ماویٰ کو۔ اب جو تاویل پیش کی گئی تھی اس کی بھی حاجت نہیں رہی۔

یہ ایک بات میرے خیال ناقص میں آئی ہے اگر ناظرین پسند کریں فبہا قبول فرمالیں فہوالمراد ورنہ نکتہ ہے اور وہ بھی مجھ جیسے ہیچ میرز کا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾۔

یہودی اور نصرانی بولے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں فرما دیجئے تو پھر کس لئے تمہارے گناہوں پر عذاب ہو گا بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات میں سے جو پیدا فرمائی جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے نہ اور اللہ ہی کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

ابن جریر۔ بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعمان بن آصی اور بحری بن عمرو اور شاش بن عدی حاضر ہوئے اور گفتگو شروع کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیئے اور دعوت الی اللہ فرمائی اور عذاب آخرت سے ڈرایا تو وہ بولے مَا تُخَوِّفُنَا يَا مُحَمَّدُ نَحْنُ وَ اللّٰهِ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاؤُهٗ۔ کس لئے آپ ہمیں ڈراتے ہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں ان کے دعویٰ کا بطلان کیا گیا۔

اور چونکہ ایک جگہ ان کا یہ بھی اقرار ہے کہ ہمیں عذاب ہوگا تو گنتی کے دن۔ حیث قال وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اور بولے ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ فرمائیں کیا تم نے عہد لے لیا ہے تو ہرگز اللہ اپنے عہد کے خلاف نہ کرے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جب تمہیں اس امر کا بھی اقرار ہے کہ گنتی کے دن تم جہنم میں رہو گے تو غور کرو اور سوچو کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو بلکہ کوئی شخص اپنے پیارے کو آگ میں جلانا گوارا کرتا ہے جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو تم کیسے بیٹے ہو اور تمہارا فرضی خدا کیسا باپ ہے۔ جب یہ بات روشن ہو چکی تو تمہارا دعویٰ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ کا کذب و بطلان تمہارے اقرار سے ثابت ہے اس کے بعد تنبیہ فرمائی گئی۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

نَذِيرٍ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيرٌ وَّنَذِيرٌ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٩﴾

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس آ گیا ہمارا رسول کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرمائے بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا۔ تا کہ تم نہ کہہ سکو ہمارے پاس کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یقیناً آیا تم میں خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت معاذ بن جبل سعد بن عبادہ عقبہ بن وہب نے دوراہبوں سے کہا جن کا نام رافع بن حرملہ اور وہب بن یہودا تھا کہ تم لوگوں نے زمانہ جہالت میں ہم لوگوں کو نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی اور تم نے اوصاف حمیدہ بھی بیان کئے تھے اور جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور تمہاری بتائی ہوئی اوصاف بھی موجود ہیں تو تم ایمان کیوں نہیں لاتے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہماری کتابوں میں کوئی خبر نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ ان کی اس بات کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ اور عَلٰى فَتْرَةٍ اس لئے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پانچ سو نہتر سال کی مدت زمانہ فترت ہے اتنی لمبی مدت نبی سے خالی رہی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا احسان رکھا اور فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا اور یہ احسان اس لئے فرمایا کہ نہایت حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ عظیم نعمت عطا فرمائی اور منکرین کے الزام عدم اتیان بشیر ونذیر کا عذر بھی رفع فرمادیا۔

یہاں ایک رباعی عربی کی نہایت خوبی سے چسپاں ہو رہی ہے کہ ادھر اللہ تعالیٰ عزوجل کو ماننے اور ادھر اس کے ساتھ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ کے خلاف عقیدہ بھی ظاہر کرے وہ کس طرح اللہ عزوجل کا محبوب ہوسکتا ہے۔

تَعْصَى الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تَظْهَرُ حُبَّهُ　　هٰذَا لَعُمْرِى فِى الْخَيَالِ بَدِيْعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَ طَعْتَهُ　　اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور اس کی محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ تو عجیب خیال ہے۔
اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

تحقیق لفظ فترۃ

روح المعانی میں ہے۔ فَتْرَةٍ ۔یعنی رسولوں کی آمد کی بندش۔ اور فَتْرَةٌ فَعْلَة کے وزن پر ہے جبکہ چلتا کام رک جائے فَتَرَ کا معنی ہے ٹھہر گیا اس میں اصل یہ ہے کہ جو کام پہلے ہو رہا تھا وہ رک جائے اور تمام مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں علیہم السلام کی آمد منقطع ہوگئی۔

مفردات راغب اصفہانی رحمہ اللہ میں ہے۔ فَتَرَ کا معنی ہے تیزی کے بعد سکون اور سختی کے بعد نرمی اور طاقت کے بعد کمزوری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے اہل کتاب بے شک آیا تمہارے پاس ہمارا رسول بیان کرتا ہے تمہارے لئے رسولوں کی بندش کے بعد یعنی جبکہ رسولوں کا آنا بند ہو چکا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتے اللہ کی عبادت سے کبھی رکتے نہیں۔

www.waseemziyai.com

خلاصہ یہ کہ فتور اس زمانہ تعطل کو کہتے ہیں جس میں وہ کام منقطع ہو جائے جو ہو رہا تھا اور مفسرین کے نزدیک وہ انقطاع مراد ہے جو مابین دو رسولوں کے ہو۔

مقدار زمانہ فترۃ مابین عیسیٰ و سید الانبیاء علیہما السلام

روح المعانی میں ہے کہ اس مدت میں اختلاف ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پانچ سو ساٹھ سال ہے۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ سو سال ہے۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں چار سو تیس سال اور چند سال ہیں۔

اور بروایت ابن عساکر سلمان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھ سو سال ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین تین نبی اور بھی آئے جس کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ہے۔

اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین چار نبی علیہم السلام اور ہیں۔ تین تو وہ جن کی طرف آیہ کریمہ مذکورہ میں اشارہ ہے اور ایک عرب قبیلہ بنی عبس سے جن کا نام خالد بن سنان علیہ السلام ہے۔

جس کے متعلق حضور نے بھی فرمایا نَبِيٌّ ضَيَّعَهُ قَوْمُهُ یہ نبی تھے۔ ان کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا۔

پھر علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ تین نبی تو وہ ہیں جن کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ لیکن خالد بن سنان عبسی ان کے متعلق راغب بھی متردد ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قبل عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا نَبِيَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ عِيسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دنیا و آخرت میں یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قرابت رکھتا ہوں۔ انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں شریعتیں مختلف ہیں۔ دین سب کا ایک ہے اور ہم دونوں کے درمیان کوئی اور پیغمبر نہیں ہوا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے مابین مدت فترت

روح المعانی۔ وَ كَانَ بَيْنَ مُوسٰى وَ عِيسٰى عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْفٌ وَسَبْعُمِائَةِ سَنَةٍ فِي الْمَشْهُوْرِ۔ بروایت مشہورہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے مابین ایک ہزار سات سو سال کا زمانہ فترت گزرا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۶

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝	اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا میری قوم یاد کرو اس نعمت کو جو اللہ نے تم پر کی جب کیا تم میں نبیوں کو اور بنایا تمہیں بادشاہ اور دیا تم کو وہ جو نہیں دیا کسی کو اس زمانہ میں۔

www.waseemziyai.com

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

اے قوم داخل ہو اس مقدس زمین میں جو لکھ دی ہے اللہ نے تمہارے لئے اور نہ پلٹو اوپر ایڑیوں اپنی کے تو پلٹو گے تم زیان میں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

بولے اے موسیٰ بے شک اس میں قوم جبارین ہے اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ نہ نکل جائیں وہاں سے تو اگر وہ نکل جائیں وہاں سے تو ہم داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬

کہا دو مردوں نے جو ایسے تھے کہ ڈرتے تھے اللہ نے انہیں نوازا بولے ان پر داخل ہو دروازے سے تو جب داخل ہو جاؤ تو تم ہی غالب رہو گے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان والے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

بولے اے موسیٰ ہم تو ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گے کبھی جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیں اور آپ کا رب تو مقاتلہ کرو تم ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

عرض کی موسیٰ نے اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو ہمیں جدا کر دے ہم میں اور اس قوم میں جو بے حکمی ہے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ع

فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس برس بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم نہ افسوس کرو اوپر قوم فاسق کے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع چہارم۔سورۃ مائدہ۔پ ٦

وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	مُوْسٰی۔موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔اپنی قوم سے	يٰقَوْمِ۔اے میری قوم	اذْكُرُوْا۔یاد کرو	نِعْمَةَ۔احسان
اللّٰهِ۔اللہ کا	عَلَيْكُمْ۔تم پر	اِذْ۔جبکہ	جَعَلَ۔بنائے
فِيْكُمْ۔تم میں	اَنْۢبِيَآءَ۔نبی	وَ۔اور	جَعَلَكُمْ۔بنایا تم کو
مُّلُوْكًا۔بادشاہ	وَّ۔اور	اٰتٰىكُمْ۔دیا تم کو	مَّا۔جو
لَمْ۔نہ	يُؤْتِ۔دیا	اَحَدًا۔کسی کو	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔جہان سے
يٰقَوْمِ۔اے میری قوم	ادْخُلُوا۔داخل ہو	الْاَرْضَ۔زمین	الْمُقَدَّسَةَ۔پاک میں

الَّتِيْ۔جو	كَتَبَ۔لکھی	اللّٰہُ۔اللہ نے	لَكُمْ۔تمہارے لئے
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَرْتَدُّوْا۔پھرو	عَلٰٓى۔اوپر
اَدْبَارِ۔ایڑیوں	كُمْ۔اپنی کے	فَتَنْقَلِبُوْا۔تو پھرو گے	خٰسِرِيْنَ۔زیانکار
قَالُوْا۔بولے	يٰمُوْسٰٓى۔اے موسیٰ	اِنَّ۔بے شک	فِيْهَا۔اس میں
قَوْمًا۔قوم ہے	جَبَّارِيْنَ۔طاقتور	وَ۔اور	اِنَّا۔ہم
لَنْ۔ہرگز نہ	نَّدْخُلَهَا۔داخل ہوں گے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَخْرُجُوْا۔نکل جائیں
مِنْهَا۔اس سے	فَاِنْ۔پھر اگر	يَّخْرُجُوْا۔نکل جائیں	مِنْهَا۔اس سے
فَاِنَّا۔تو ہم	دٰخِلُوْنَ۔داخل ہوں گے	قَالَ۔کہا	رَجُلٰنِ۔دو آدمیوں نے
مِنَ الَّذِيْنَ۔ان سے جو	يَخَافُوْنَ۔ڈرتے تھے	اَنْعَمَ۔انعام کیا	اللّٰہُ۔اللہ نے
عَلَيْهِمَا۔ان پر	ادْخُلُوْا۔داخل ہو	عَلَيْهِمُ۔ان پر	الْبَابَ۔دروازے سے
فَاِذَا۔پھر جب	دَخَلْتُمُوْهُ۔داخل ہو تم	فَاِنَّكُمْ۔تو تم ہی	غٰلِبُوْنَ۔غالب ہو
وَ۔اور	عَلَى۔اوپر	اللّٰہِ۔اللہ ہی کے	فَتَوَكَّلُوْٓا۔بھروسہ کرو
اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔مومن	قَالُوْا۔بولے
يٰمُوْسٰٓى۔اے موسیٰ	اِنَّا۔ہم	لَنْ۔ہرگز نہ	نَّدْخُلَهَآ۔داخل ہوں گے
اس میں	اَبَدًا۔کبھی	مَّا دَامُوْا۔جب تک رہیں وہ	فِيْهَا۔اس میں
فَاذْهَبْ۔تو جا	اَنْتَ۔تو	وَ۔اور	رَبُّكَ۔تیرا رب
فَقَاتِلَآ۔جا کر لڑو	اِنَّا۔ہم تو	هٰهُنَا۔یہاں	قٰعِدُوْنَ۔بیٹھے ہیں
قَالَ۔کہا موسیٰ نے	رَبِّ۔اے میرے اللہ	اِنِّيْ۔میں	لَآ۔نہیں
اَمْلِكُ۔اختیار رکھتا	اِلَّا۔مگر	نَفْسِيْ۔اپنی جان کا	وَ۔اور
اَخِيْ۔اپنے بھائی کا	فَافْرُقْ۔تو علیحدگی کردے	بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان	وَ۔اور
بَيْنَ۔درمیان	الْقَوْمِ۔قوم	الْفٰسِقِيْنَ۔بے حکم کے	قَالَ۔فرمایا
فَاِنَّهَا۔بے شک وہ	مُحَرَّمَةٌ۔حرام ہے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	اَرْبَعِيْنَ۔چالیس
سَنَةً۔سال تک	يَتِيْهُوْنَ۔پھریں گے پریشان		فِي۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	فَلَا۔تو نہ	تَاْسَ۔غم کھا	عَلَى۔اوپر
الْقَوْمِ۔قوم	الْفٰسِقِيْنَ۔بدکردار کے		

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر رکوع چہارم - سورۃ مائدہ - پ ٦

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾۔

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے میری قوم یاد کرو اس احسان الٰہی کو جو تم پر ہوا کہ تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور دیا تمہیں وہ جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔ اے میری قوم اب داخل ہو زمین مقدسہ میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور نہ پلٹو ایڑیوں پر کہ یہ پلٹنا نقصان پر ہوگا۔

پہلی نعمت نبوت ہے کسی قوم میں کسی قبیلہ میں اتنے نبی نہ آئے جتنے بنی اسرائیل میں آئے حضرت یعقوب علیہ السلام سے مسلسل بنی اسرائیل میں نبی آئے۔ ہمارے نبی علیہ السلام بنی اسماعیل میں تشریف لائے جَعَلَ ماضی فرمایا گیا۔
(تفسیر کبیر)

ان آیات میں اول تو پیغمبروں علیہم السلام کی ذات مبارکہ کو نعمت فرمایا اور ان کی بعثت کو احسان سے تعبیر کیا اور اس احسان اور نعمت کی تذکیر کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا اس لئے کہ ان کی ذات برکات وثمرات کا سبب ہے اس سے یہ مسئلہ مستفاد ہوتا ہے کہ جب عام انبیاء علیہم السلام کی ذات کو نعمت فرمایا تو ذات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء ﷺ بدرجہ اولیٰ نعمت ہے اور تذکیر نعمت کے لئے قرآن کریم میں امر وجوبی نافذ ہو چکا ہے۔ حیث قال الله تعالیٰ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ ع

بنا بریں بہ نیت تذکیر نعمت اگر محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کئے جائیں تو ناجائز یا بدعت تو کجا موجب رحمت و برکات ہی ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ احناف اہل سنت اس قسم کے محافل کو موجب برکات وثمرات اور باعث اجر عظیم خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے محمود و مستحسن ہونے میں آیت کریمہ موید ہے۔

جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔ ملوک جمع ہے ملک کی جس کے معنی سلطان۔ بادشاہ ہے جیسے بنی اسرائیل میں نبی بہت ہوئے جو نبی بھی ہیں اور سلطان بھی جیسے حضرت یوسف وحضرت داؤد وحضرت سلیمان علیہم السلام ہیں۔

دوسری نعمت فرمائی کہ تمہیں بادشاہ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آزاد صاحب حشم وخدم بنایا با آنکہ اول تم لوگ فرعونیوں کے ہاتھوں مقید تھے اور ان کی زنجیر غلامی تمہاری گلوگیر تھی اس سے تمہیں نجات دلائی۔ عیش وآرام کی زندگی عطا فرمائی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ عزوجل کی بڑی نعمت تھی۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں جو خادم عورت سواری رکھتا وہ ملک یعنی بادشاہ کہلوا تا تھا کذا فی روح المعانی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ ہم فقیر مہاجر ہیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس بیوی ہے رہنے کو مکان ہے اس نے جواب کہ ہاں فرمایا تو غنی ہے اس نے کہا کہ خادم بھی ہے فرمایا تو بادشاہ ہے۔ خازن

اور وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ سے وہ نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں جیسے دریا میں راہ بنانا۔ دشمن اور لشکر فرعون کو غرق نیل کرنا۔ من وسلویٰ اتارنا۔ پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دینا۔ ابر کو سائبان بنانا وغیرہ۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جبارین پر جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور اس میں بارہ سردار مقرر فرمائے جس کا تذکرہ اس سے قبل رکوع ۳ سورۂ مائدہ میں ہو چکا ہے۔

اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ یہ زمین اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ ارض مقدسہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ زمین ہے جو اکثر انبیاء کرام کا مسکن رہی ہے (روح المعانی) ارض مقدس وہ پاک وصاف سرزمین ہے جہاں وبائی بیماریاں قحط اور آفات نہیں آتیں۔

اس سے ایک مسئلہ یہ بھی نکلتا ہے کہ

جس زمین پر انبیاء علیہم السلام کی سکونت ہو وہ زمین شرف حاصل کر لیتی ہے اور اس زمین کی زیارت دوسروں کے لئے موجب برکت وسعادت ہے اور ذات اقدس سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جس زمین میں جلوہ آرا ہوئے اسے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے مقسم بہ بنا کر لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ ﴿۲﴾ فرمایا۔

کلبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ لبنان پر چڑھے تو آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یہاں سے آپ نظر ڈالیں تو جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی وہ تمام زمین مقدس ہوگی اور وہی آپ کی ذریت کی میراث بن جائے گی یہ زمین طور اور اس کے گردو پیش کی تھی۔ ایک قول میں ملک شام بھی ہے۔ اور ایک قول میں اردن ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس کے آگے یوں فرماتے ہیں۔

وَ الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ هِیَ كَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالسَّدِیّ وَ ابْنِ زَیْدٍ بَیْتُ الْمُقَدّسِ وَ قَالَ الزُّجَاجُ دِمَشْق وَ فَلَسْطِیْن وَ الْاُرْدن وَ قَالَ مُجَاهِدٌ هِیَ اَرْضُ الطَّوْرِ وَمَا حَوْ لَهٗ وَ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ هِیَ مَا بَیْنَ الْفرَاتِ وَ عَرِیْش مِصْر۔

بیت المقدس ہے یا دمشق ہے یا فلسطین ہے یا ملک شام کا اونچا ٹیلہ اردن ہے یا زمین طور اور اس کے گرد کا حصہ ہے یا مابین فرات وعریش مصر ہے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۳﴾۔

بولے اے موسیٰ اس زمین میں قوم جبارین ہیں اور اس میں ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے حتیٰ کہ نکل جائیں وہ اس سے تو ہم داخل ہوں بولے دو آدمی اللہ سے ڈرنے والوں میں سے کہ انعام فرمایا اللہ نے ان دونوں پر کہ داخل ہو جاؤ ان پر دروازے سے تو جب داخل ہو جاؤ تم اس میں تو تم ہی غالب رہو گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔

مفسرین نے فرمایا کہ وہ دو آدمی کالب بن یوحنا علیہ السلام اور یوشع بن نون رحمہ اللہ تھے یہ ان بارہ سرداروں میں تھے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ہدایت کی تھی کہ تمام حال واپس آکر کسی سے نہ کہیں صرف ہمیں بتائیں۔ اس عہد پر مذکورہ دو نقیب قائم رہے باقی جتنے تھے انہوں نے قوم پر سب کچھ افشا کر دیا۔

ان دو نقیبوں نے کہا تم شہر کے دروازے سے بے دھڑک داخل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو کہ وہ اپنا وعدہ ضرور

www.waseemziyai.com

پورا کرے گا۔ جبارین کے قوی ہیکل جسیم ہونے یہاں تک کہ عوج بن عنق کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کَاَخْبَارِ عَوْجِ بْنِ عُنُقٍ وَ هِیَ حَدِیْثُ خَرَافَةٍ اس لئے ہم نے اس کی نقل سے احتراز کیا۔ بہر حال قوم جبارین کے قوی ہیکل ہونے پر تو لفظ جبارین ہی خود موید ہے۔ لہٰذا اس میں شک نہیں کہ وہ قوم طاقت ور اور قوی ہیکل ضرور تھی۔ اگر چہ نقل روایت میں ایک عجیب وغریب روایت میں نقل فرماتے ہیں۔ وھو ہذا

اَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِالْحَكَمِ فِی فُتُوحِ مِصْرَ عَنْ ابْنِ حُجَیْرَةَ قَالَ اِسْتَظَلَّ سَبْعُوْنَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِ مُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی قَحْفِ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِقَةِ۔

ستر آدمی موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے عمالقہ کے ایک آدمی کے تالو کی ہڈی کے سایہ میں آ جاتے تھے۔ مگر یہ روایتیں تو روایتیں ہی ہیں۔

تو موسیٰ علیہ السلام کے ان دو نقیبوں نے فرمایا کہ وہ سب کچھ سہی مگر دل سے وہ سخت کمزور ہیں تو جب ان دو نقیبوں نے یہ کہا تو قوم بنی اسرائیل سخت برہم ہوگئی اور ان پر سنگ باری کی ٹھان لی اور بگڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾۔

بگڑ کر وہ کہنے لگے اے موسیٰ ہم وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ قوم وہاں ہے تو آپ جائیں اور آپ کا رب تم دونوں مقاتلہ کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

اور یہ دس بدعہد نقیب مقام تیہ میں بڑی آفتوں میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ (تفسیر کبیر)

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت عز وجل میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾۔

عرض کی اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنی جان پر اور اپنے بھائی پر تو تو ہمیں ان بے حکم فاسقوں سے جدا کر دے۔

ملک سے مراد قبضہ اختیار۔ اَخِیْ سے مراد حضرت ہارون علیہ السلام ہیں یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے۔ یوشع علیہ السلام بھانجہ تھے اور کالب بن یوحنا رحمہ اللہ بہنوئی تھے۔

اے میرے رب مجھے اپنی جان اور بھائیوں پر اختیار ہے بنی اسرائیل میرے کہنے سے جہاد نہیں کرتے لہٰذا آخرت میں بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ نہ رہیں۔ یعنی ہمیں ان کی صحبت سے علیحدہ کر دے یا ان کے ہمارے مابین فیصلہ فرما دے تو ارشاد ہوا۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ ع۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم ان فاسقوں کا افسوس نہ کرو۔

یعنی ارض مقدسہ (یہ شام ومصر کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے جسے تیہ کہتے ہیں) میں یہ مخالفت کنندہ احکام داخل نہ ہو سکیں گے وہ زمین جس میں یہ لوگ بھٹکتے پھرے کل نو کوس چوڑے اور تیس میل لمبے میدان میں تھی اور قوم چند لاکھ اور پھر جنگی سامان بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تمام دن خاک پھانکتے چلتے جب شام ہوتی تو اپنے کو وہیں پاتے جہاں سے چلے تھے انہیں من

جانب اللہ عزوجل حکم عدولی کی سزا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اور یوشع بن نون علیہ السلام اور کالب رحمۃ اللہ علیہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہر قسم کی آسانیاں عطا فرمائیں۔ یہ چند لاکھ اس چھوٹے سے رقبہ زمین میں چالیس برس سرگرداں و حیران پھرتے رہے اور نکل نہ سکے یہ معجزہ موسوی تھا یا عذاب الٰہی عزوجل۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ اس میں خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے اور قوم فاسقین سے مراد ضدی نافرمان اسرائیلی ہیں۔

بہرحال آخر تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات طلب کرنے لگے۔ اور اپنی تکالیف کا شکوہ کیا آپ علیہ السلام نے ان پر رحم فرما کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو آسمانی غذا من وسلویٰ عطا فرمایا اور لباس کا نظام یوں ہوا کہ ان کے بدن پر ہی لباس پیدا ہوتا اور جسم کے ساتھ بڑھتا رہتا۔ میلا بھی نہ ہوتا اور کوہ طور کا ایک سفید پتھر انہیں ملا۔ جس میں ان کے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے ضرب عصا سے جاری ہو گئے اور سایہ کے لئے ایک ابر پیدا ہوا جو تیہ میں جتنے لوگ داخل ہوئے تھے۔ ان پر سایہ کرتا۔ ان چند روز میں ان میں سے چوبیس سال سے زیادہ عمر والے سب مر گئے۔ یوشع بن نون علیہ السلام اور کالب بن یوحنا رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی بھی ارض مقدس میں داخل نہ ہوسکا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی وفات بھی اسی جنگل میں ہوئی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے چالیس سال بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی اور قوم جبارین پر پھر جہاد کا حکم ملا۔ آپ بچے ہوئے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبارین پر جہاد کیا اور بیت المقدس کو فتح کیا۔ (روح المعانی)

حضرت یوشع علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چھبیس سال ہوئی۔ افرائیم پہاڑ میں دفن کیا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ستائیس سال زندہ رہے۔ (روح المعانی، خازن)

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۶

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾	اور پڑھ کر سنائیں انہیں آدم کے بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک منت پیش کی تو قبول ہوئی ایک کی اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے بولا میں ضرور تجھے قتل کروں گا۔ بولا جزایں نیست کہ قبول کرتا ہے اللہ ڈر والوں سے۔
لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾	بے شک اگر تو بڑھائے گا ہاتھ میری طرف کہ مجھے قتل کرے میں نہ بڑھاؤں گا ہاتھ تیری طرف کہ تجھے قتل کروں میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو عالم کا پروردگار ہے۔
اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾	میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور تیرا گناہ بھی تجھی پر ہو تو ہو جائے تو جہنمیوں سے اور یہ بے انصافوں کی سزا ہے۔
فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾	تو خواہش کی اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کی تو قتل کر دیا اسے تو صبح کی زیاں کاروں سے۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ
كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ
فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (۳۱)

تو اللہ نے ایک کوا بھیجا کہ کرید رہا تھا زمین میں تا کہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی بولا افسوس میں عاجز ہوں اس سے کہ ہوتا اس کوے جیسا تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی تو صبح کی پچھتانے والوں سے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ
مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ
فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا
فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ
رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ
ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (۳۲)

اس سبب سے لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو قتل کرے کسی جان کا بغیر بدلے جان کے یا فساد کرے زمین میں تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جو زندہ رکھے اس جان کو تو گویا زندہ رکھا سب لوگوں کو اور البتہ ان کے پاس آئے ہمارے رسول دلائل کے ساتھ پھر یقیناً ان میں سے بہت بعد اس کے زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ
يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ
يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ
خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۳۳)

جزایں نیست کہ وہ جو محاربہ کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد کی یہ کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ایک طرف سے ہاتھ کاٹے جائیں اور پیر کاٹے جائیں دوسری طرف سے یا دور کردیئے جائیں زمین سے یہ ان کے لئے رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں عذاب ہے دردناک۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۴)

مگر وہ جنھوں نے توبہ کی اس سے قبل کہ تم قابو پاؤ ان پر تو جان لو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع پنجم۔سورۃ مائدہ ۔پ ٦

وَ۔اور	اتْلُ۔پڑھ	عَلَيْهِمْ۔ان پر	نَبَاَ۔خبر
ابْنَيْ۔دو بیٹوں	اٰدَمَ۔آدم کی	بِالْحَقِّ۔سچی	اِذْ۔جب
قَرَّبَا۔منت	قُرْبَانًا۔پیش کی	فَتُقُبِّلَ۔قبول ہوئی	مِنْ اَحَدِهِمَا۔ان میں
سے ایک کی	وَ۔اور	لَمْ۔نہ	يُتَقَبَّلْ۔قبول ہوئی
مِنَ الْاٰخَرِ۔دوسرے کی	قَالَ۔بولا	لَاَقْتُلَنَّكَ۔میں تجھے قتل کروں گا	

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قَالَ۔ بولا	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ	یَتَقَبَّلُ۔ قبول کرتا ہے	اللّٰہُ۔ اللہ
مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کی		لَئِنْ۔ اگر	بَسَطْتَّ۔ تو بڑھائے گا
اِلَیَّ۔ میری طرف	یَدَكَ۔ اپنا ہاتھ	لِتَقْتُلَنِیْ۔ تاکہ مجھے قتل کرے	مَآ۔ نہیں
اَنَا۔ میں	بِبَاسِطٍ۔ بڑھانے والا	یَّدِیَ۔ اپنا ہاتھ	اِلَیْكَ۔ تیری طرف
لِاَقْتُلَكَ۔ تاکہ میں تجھے قتل کروں		اِنِّیْۤ۔ بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں
اللّٰہَ۔ اللہ سے جو	رَبَّ۔ پروردگار ہے	الْعٰلَمِیْنَ۔ سب جہانوں کا	اِنِّیْۤ۔ بے شک میں
اُرِیْدُ۔ چاہتا ہوں	اَنْ۔ یہ کہ	تَبُوْٓاَ۔ لوٹے تو	بِاِثْمِیْ۔ میرے گناہ
وَ۔ اور	اِثْمِكَ۔ اپنے گناہ لے کر	فَتَكُوْنَ۔ تو ہو جائے تو	مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ۔ آگ
والوں سے	وَ۔ اور	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزٰٓؤُا۔ بدلہ ہے
الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کا	فَطَوَّعَتْ۔ تو چاہا	لَهٗ۔ اس کے	نَفْسُهٗ۔ نفس نے
قَتْلَ۔ قتل کرنا	اَخِیْهِ۔ اپنے بھائی کا	فَقَتَلَهٗ۔ تو قتل کر دیا اس کو	فَاَصْبَحَ۔ تو ہو گیا
مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ زیاں کار	فَبَعَثَ۔ تو بھیجا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	غُرَابًا۔ ایک کوا
یَّبْحَثُ۔ کریدتا تھا	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	لِیُرِیَهٗ۔ تاکہ دکھائے اس کو
كَیْفَ۔ کس طرح	یُوَارِیْ۔ چھپائے	سَوْءَةَ۔ لاش	اَخِیْهِ۔ اپنے بھائی کی
قَالَ۔ کہا	یٰوَیْلَتٰۤی۔ کاش	اَعَجَزْتُ۔ میں عاجز آگیا	اَنْ۔ یہ کہ
اَكُوْنَ۔ ہو جاتا	مِثْلَ۔ مثل	هٰذَا۔ اس	الْغُرَابِ۔ کوے کے
فَاُوَارِیَ۔ تو چھپا لیتا	سَوْءَةَ۔ لاش	اَخِیْ۔ اپنے بھائی کی	فَاَصْبَحَ۔ تو ہو گیا
مِنَ النّٰدِمِیْنَ۔ پچھتانے والوں سے		مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ۔ اس سبب سے	
كَتَبْنَا۔ ہم نے لکھا	عَلٰی۔ اوپر	بَنِیْۤ۔ بیٹوں	اِسْرَآءِیْلَ۔ اسرائیل کے
اَنَّهٗ۔ یہ کہ	مَنْ۔ جو	قَتَلَ۔ قتل کرے	نَفْسًا۔ کسی آدمی کو
بِغَیْرِ۔ بغیر	نَفْسٍ۔ بدلے کے	اَوْ۔ یا	فَسَادٍ۔ فساد کے
فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَكَاَنَّمَا۔ تو گویا	قَتَلَ۔ قتل کیا
النَّاسَ۔ لوگوں کو	جَمِیْعًا۔ سب کو	وَ۔ اور	مَنْ۔
اَحْیَا۔ زندہ رکھا	هَا۔ اس کو	فَكَاَنَّمَآ۔ گویا کہ	اَحْیَا۔ جس نے
النَّاسَ۔ لوگوں کو	جَمِیْعًا۔ تمام	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک
جَآءَتْهُمْ۔ آئے ان کے پاس	رُسُلُنَا۔ ہمارے رسول	بِالْبَیِّنٰتِ۔ کھلے دلائل لے کر	ثُمَّ۔ پھر
اِنَّ۔ بے شک	كَثِیْرًا۔ بہت سے	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	بَعْدَ۔ بعد
ذٰلِكَ۔ اس کے	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	لَمُسْرِفُوْنَ۔ حد سے بڑھنے

MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

والے ہیں	اِنَّمَا۔ جزایں نیست کہ	جَزٰٓؤُا۔ بدلہ	الَّذِیْنَ۔ ان کا جو
یُحَارِبُوْنَ۔ لڑیں	اللّٰہَ۔ اللہ	وَ۔ اور	رَسُوْلَہٗ۔ اس کے رسول سے
وَ۔ اور	یَسْعَوْنَ۔ کوشش کریں	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
فَسَادًا۔ فساد کی	اَنْ۔ یہ کہ	یُّقَتَّلُوْٓا۔ قتل کئے جائیں	اَوْ۔ یا
یُصَلَّبُوْٓا۔ سولی دیئے جائیں	اَوْ۔ یا	تُقَطَّعَ۔ کاٹے جائیں	اَیْدِیْهِمْ۔ ان کے ہاتھ
وَ۔ اور	اَرْجُلُهُمْ۔ ان کے پاؤں	مِّنْ خِلَافٍ۔ الٹے کرکے	اَوْ۔ یا
یُنْفَوْا۔ دور کئے جائیں	مِنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے	ذٰلِكَ۔ یہ	لَهُمْ۔ ان کے لئے
خِزْیٌ۔ ذلت ہے	فِی۔ بیچ	الدُّنْیَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے	فِی۔ بیچ	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے
عَظِیْمٌ۔ بڑا	اِلَّا۔ مگر	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	تَابُوْا۔ توبہ کرلیں
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے اس سے	اَنْ۔ کہ	تَقْدِرُوْا۔ قابو پاؤ	عَلَیْهِمْ۔ ان پر
فَاعْلَمُوْٓا۔ تو جان لو	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے			

مختصر تفسیر رکوع پنجم۔سورۃ مائدہ۔پ ٦

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ
لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿٢٠﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ
لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٢١﴾۔

اور انہیں پڑھ کر سنائیے آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی بولا میں تجھے ضرور قتل کروں گا بولا اللہ اس سے قبول کرتا ہے جو متقی ہوا گر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو پروردگار عالم ہے۔

وَاتْلُ۔ اتل سے بنا۔ تلاوت آیات قرآنی کا پڑھنا۔

یہ دو صلبی بیٹے آدم علیہ السلام کے ہیں جن کا نام ہابیل وقابیل تھا۔ اس خبر سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔

علماء سیر واخبار کہتے ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام کے حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا اور چونکہ آدمی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح یہودا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ قابیل اس پر راضی نہ ہوا اور چونکہ اقلیما حسین تھی اس لئے وہ اس کا طلب گار رہا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے لہٰذا وہ تیری بہن ہے۔اس کا نکاح تیرے ساتھ حلال نہیں۔قابیل بولا یہ تو آپ کی ایک رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔آدم علیہ السلام نے فرمایا اچھا اس کا فیصلہ یوں کرلو کہ تم دونوں قربانیاں لاؤ۔جس کی قربانی مقبول ہو جائے وہی اقلیما کا حقدار ہے۔

شریعت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی اسے آسمان سے ایک آگ اتر کر کھالیا کرتی تھی۔

قابیل جو ایک زراعت پیشہ تھا گندم کا انبار لایا اور ہابیل نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں کا انبار چھوڑ گئی حضرت آدم علیہ السلام کو بامر الٰہی عزوجل علم تھا کہ قابیل کی قربانی رد ہوگی۔چنانچہ اس پر قابیل کے دل میں بغض وحسد پیدا ہوا۔

ادھر آدم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ کیا اور دونوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔تو قابیل نے حسد میں آ کر ہابیل کو کہا میں تجھے قتل کروں گا۔ہابیل علیہ السلام نے پوچھا کس وجہ سے میرے قتل کی تو نے ٹھانی ہے۔کہنے لگا اس وجہ میں کہ تیری قربانی مقبول ہوئی اور تو اقلیما کا مستحق ہو گیا۔اس میں میری ذلت ہے۔ہابیل علیہ السلام نے فرمایا کہ قربانی کا قبول کرانا میرا کام نہیں۔یہ منجانب اللہ ہے اور وہ ذات ستودہ صفات متقیوں کی قربانی قبول کرتی ہے تو متقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی یہ تیرے اعمال کا نتیجہ ہے۔اس میں میرا کیا دخل ہے۔بہر حال تو مجھے قتل کرنا چاہے تو کر میں تو اپنی طرف سے پہل نہ کروں گا باآنکہ میں تجھ سے قوی وتوانا ہوں مگر اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیۡنَ۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔روح المعانی۔اب اگر تجھے خوف الٰہی نہیں تو جو تیرے جی میں آئے کر میرا گناہ اور تیرا گناہ تجھ پر ہی پڑے گا چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۚ۲۹﴾۔

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تیرے گناہ کے ساتھ تیرے ہی پلہ پڑے تو تو جہنمی ہو جائے گا اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

اس آیت میں قابیل کو قتل نہ کرنے کی دوسری وجہ کا ذکر ہے ایک وجہ خوف خدا تھی اور دوسری وجہ یہ تھی۔

یعنی مجھ کو قتل کرنا ایک گناہ۔اپنے اس والد کی نافرمانی جو نبی ہے دوسرا گناہ۔میرے اس فیصلہ پر حسد جو منجانب اللہ مقبولیت قربانی کے ثبوت سے ہوا اس پر حسد کرنا اور خدا کے فیصلہ کو بھی نہ ماننا۔یہ ظلم عظیم تھا۔اور اس کی سزا جہنم تھی۔آگے ارشاد ہے۔

فَطَوَّعَتۡ لَہٗ نَفۡسُہٗ قَتۡلَ اَخِیۡہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبۡحَثُ فِی الۡاَرۡضِ لِیُرِیَہٗ کَیۡفَ یُوَارِیۡ سَوۡءَۃَ اَخِیۡہِ ؕ قَالَ یٰوَیۡلَتٰۤی اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِثۡلَ ہٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوۡءَۃَ اَخِیۡ ۚ فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِیۡنَ ﴿ۚۛ۳۱﴾۔

تو خواہش ہوئی اس کے دل میں بھائی کے قتل کی تو اسے قتل کر دیا تو صبح کی زیانکاروں میں سے تو اللہ نے بھیجا ایک کوا کریدتا تھا تاکہ اسے دکھائے کہ کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے بولا افسوس کیا میں عاجز ہو گیا اس کوے جیسا ہونے سے کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتا تا رہ گیا۔

طوع کے معنی فرمانبرداری۔آسان کر دینا۔پہلے قابیل کو ہابیل کا قتل بڑا مشکل نظر آرہا تھا کیونکہ اس سے قبل انسانی قتل

www.waseemziyai.com

وجود میں نہ آیا تھا مگر نفس امارہ نے آسان کر دیا اور اس کو اس قتل پر راضی وخوش کر لیا نفس سے مراد نفس امارہ ہے۔ اخ سے مراد ہابیل ہے۔

ابن جریر ابن مجاہد اور ابن جریج رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ قابیل کو قتل کرنے کی ترکیب نہیں آتی تھی۔ کیونکہ یہ پہلا انسانی قتل تھا۔ شیطان نے جانور کی شکل اختیار کی اور قابیل کے سامنے آیا اس کے پنجہ میں ایک اور جانور تھا اس نے اس جانور کا سر پتھر پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پتھر مارا اور سر کو کچل دیا جس سے وہ جانور مر گیا۔

ہابیل اپنے جانور کسی پہاڑی پر چرا رہے تھے دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں سو گئے۔ قابیل نے ایک بڑا پتھر جو وزنی تھا اس کے سر پر مارا اور سر کو کچل دیا وہ انتقال کر گئے اس وقت ہابیل کی عمر پچیس سال تھی حضرت آدم علیہ السلام حج بیت اللہ میں مصروف تھے آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ بعض درخت خاردار ہو گئے اس سے قبل کبھی درخت میں کانٹے نہ ہوتے تھے اس وقت آپ سمجھ گئے کہ کوئی بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔

قتل کا واقعہ بعض کہتے ہیں کہ بصرہ میں ہوا بعض کا قول ہے کہ ہند میں ہوا بعض کا قول ہے کہ غار حرا کے پشت پر ہوا اس قتل کے بعد قابیل کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ دل سخت ہو گیا۔

الْخٰسِرِيْنَ۔ دنیا وآخرت میں نقصان پانے والا فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا۔ ف تعقیب کے لئے ہے فوراً کے معنی نہیں۔ دفن کا واقعہ قتل کے چالیس دن بعد ہوا۔ قابیل حیرت زدہ تھا کہ اب لاش کو کیا کروں اس لئے کہ ہابیل سے پہلے کوئی انسان مرا ہی نہ تھا۔ قابیل مدت تک لاش کو پشت پر لادے پھرتا رہا تو قدرت نے دو کوئے بھیجے ایک کوے نے دوسرے کوے کو قتل کر کے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر گڑھا کیا اور مرے ہوئے کوے کو اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی قابیل یہ دیکھ کر شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں اس کوے کے برابر بھی عقل نہیں رکھتا۔ غرضیکہ دور اولیٰ میں مردہ کو دفن کرنے کی ترکیب اس طرح قدرت نے تعلیم دی۔ (جلالین، مدارک) صاحب روح المعانی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

ابن جریر رحمہ اللہ راوی ہیں کہ آدم علیہ السلام قتل ہابیل کے بعد سو سال تک ہنسے نہیں پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے بشارت دی ایک اور اولاد کی تو آپ ہنسے۔

محی السنۃ کی روایت ہے کہ آدم علیہ السلام سے پچاس سال بعد قتل ہابیل کے شیث علیہ السلام پیدا ہوئے جو ساعات لیل ونہار کے عالم تھے۔ آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے اور آپ وصی آدم اور ولی عہد قرار پائے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے پر ایک خون کا گناہ اور چڑھ جاتا ہے کیونکہ اسی نے قتل ناحق کا طریقہ جاری کیا۔

قابیل کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ قتل ہابیل کے بعد یہ عدن کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں شیطان نے اسے کہا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ (معاذ اللہ) آگ پوجتا تھا اگر تو بھی آگ پوج لے تو تیرا مقصد حل ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک مکان بنا کر آگ دھکائی اور قابیل نے اسے پوجا تو یہ پہلا قاتل بھی ہے اور پہلا آتش پرست بھی۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا

قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۖ۔

اسی وجہ سے ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلایا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔

اَجْلِ۔ کے معنی وقت مقررہ ذٰلِكَ اشارہ ہے کوے کے واقعہ کی طرف كَتَبْنَا۔ فیصلہ کر دینا لازمی حکم دے دینا۔ نَفْسًا انسانی جان۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت ہے کہ خون ناحق کرنا فساد فی الارض ہے اور اگر کسی خون کے بدلے قصاص کے طور پر یا شرک و کفر یا قطع طریق وغیرہ کسی موجب قتل یا فساد کی وجہ سے مارا۔ وہ اس حکم میں نہیں اس لئے کہ قصاص پر قتل ہونے والا یا اردت کی بناء پر اگر قتل ہوا تو یہ قتل وہ نہیں کیونکہ اس نے حق اللہ عزوجل کی رعایت اور حدود شریعت کا پاس نہ کیا۔

وہ آٹھ چیزیں ہیں قتل عمد۔ زنا۔ ڈاکہ۔ بغاوت۔ خروج۔ حربی کافر ہونا۔ مرتد ہو جائے۔ بلاقصور قتل کی نیت کرنا۔

اور کسی جان کو جلتے ڈوبتے یا کسی ظالم سے بچائے۔ مثلاً کوئی شخص بھوک پیاس سے مر رہا تھا اسے کھانا کھلا دیا۔ کوئی نابینا کنویں میں گر رہا تھا اسے گرنے سے بچا لیا وہ گویا دنیا میں دنیا کے لوگوں کی جان بچانے والا ہے۔ اسی طرح جو کسی کو ناحق مارے یا قتل کرے وہ ان ظالموں میں سے ہے جو دنیا کو ہلاک کرنے کی ٹھان چکا ہو۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾

اور بے شک آئے ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بے شک ان میں بہت سے اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔ سوا اس کے نہیں کہ بدلہ ان کا جو اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کرتے اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یہی ہیں کہ (گن گن کر) قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ ایک طرف کے کاٹے جائیں اور دوسری طرف کے پاؤں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ رسوائی ہے ان کے لئے دنیا میں اور آخرت میں ان کے لئے عذاب ہے زبردست مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے قبل کہ تم قابو پاؤ ان پر تو جان لو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بنی اسرائیل کو قتل ناحق سے منع کیا گیا۔ رُسُلُنَا سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ بَيِّنٰت سے آسمانی کتابیں یا ان کے معجزات ہیں۔ ظلماً قتل کو بدترین جرم قرار دیا۔ ثُمَّ مہلت کے لئے آتا ہے یہاں تاخیر زمانی ہے۔ كَثِيرًا اس لئے فرمایا کہ بعض بنی اسرائیل عابد زاہد تھے۔ ذٰلِكَ سے اشارہ ہے توریت اور اس میں قتل کی برائیاں۔ الی الارض سے مراد فلسطین شام ہے۔ لَمُسْرِفُوْنَ۔ اسراف بے جا زیادتی مراد ہے۔

بنی اسرائیل میں جو انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے وہ معجزات باہرہ بھی لائے اور احکام بھی مگر ان یہودیوں نے ان کی مخالفت کی اور حدود شریعت سے تجاوز کر کے زیادتی کرنے والے ہو گئے۔

ان کی سزا دو ہیں۔ دنیا میں ان کے ہاتھ پیر کاٹے جائیں۔ گن گن کر قتل کئے جائیں سولی دیئے جائیں یا زمین سے دور

www.waseemziyai.com

کردیئے جائیں۔ پھر آخرت کی سزا بدستور باقی ہے جو زبردست ہے اللہ تعالیٰ عزوجل سے محاربہ کرنا یہی کہ اس کے نبیوں علیہم السلام سے الجھیں۔ اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث قدسی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادَ لِی وَلِیاً فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے مقابلہ کرے۔ جن منافقین نے اسلام لانے کا احسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جتا کر غنائم سے حصہ زیادہ طلب کیا تھا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ سورت حجرات پ ۲۶ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ ہمارے اوپر ایمان کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ تمہیں ہدایت ایمانی فرمائی اگر تم سچے ہو۔ تو یہاں بھی وہ احسان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جتایا گیا تھا اسے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں قطاع الطریق یعنی رہزنوں کی سزا کا بیان ہے۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا شان نزول بھی اس کی تائید کرتا ہے ۶ھ میں عرینہ کے چند لوگ جو بظاہر مسلمان ہوگئے تھے مدینہ آئے اور اتنے بیمار ہوگے کہ ان کے رنگ زرد ہوگئے۔ پیٹ مشک کی طرح پھول گئے گویا استسقاء زقی ہوگیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پلایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ تندرست ہوگئے اور پھر مرتد ہوکر چرواہوں کو قتل کردیا اور پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لانے کے لئے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ ہاتھ پیر کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کر ڈالا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔

یہ لوگ جب گرفتار کرکے لائے گئے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے حق میں وہی سزا تجویز فرمائی جو حضرت یسار کے ساتھ وہ کرچکے تھے۔ پھر ان کو مقام حرہ کے تپتے ہوئے میدان میں پھنکوا دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر، خازن، تفسیر احمدی)

مگر رحمٰن ورحیم کا کرم خاص ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ یہ عبارت تمام دنیاوی سزاؤں اور اخروی عذاب سے اتنا استثناء بھی فرمادیا کہ گرفتاری سے قبل اگر ایسے لوگ تائب ہوجائیں تو توبہ کرلینے کے بعد عذاب آخرت اور سزائے رہزنی سے بری ہوجائیں گے۔

لیکن مال کی واپسی اور قتل کا قصاص حق العباد ہے یہ باقی رہے گا۔ تفسیر احمدی

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے رحیم بھی ہے جو لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہی روایتیں برواۃ دیگر نقل کرکے قطاع الطریق یعنی رہزن اور وہ جو ایمان لاکر مرتد ہوئے اور پھر توبہ نہ کی ان کے متعلق احناف محققین کا فیصلہ نقل فرماتے ہیں بغرض تفریح خواطر عوام وخواص ان کی تشریح بھی حسب موقعہ پیشکش ہے۔ وھو ہذا

اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَیْ تُقْطَعُ مُخْتَلِفَةً بِاَنْ تُقْطَعَ اَیْدِیْهِمُ الْیُمْنٰی وَاَرْجُلُهُمُ الْیُسْرٰی یعنی مختلف صورت میں قطع کیا جائے یعنی سیدھا ہاتھ کاٹا جائے تو بایاں پیر کاٹا جائے۔

یہ کاٹنے کی وجہ محض سزا نہیں ہے بلکہ راستہ میں اس کا خوف نہ رہے اور امن فوت ہونے کا کھٹکا جاتا رہے۔

www.waseemziyai.com

اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ یا اس کو زمین سے نکال دیا جائے وَالْمُرَادُ بِالنَّفْيِ عِنْدَنَا هُوَ الْحَبْسُ وَالسِّجْنُ وَالْعَرَبُ تَسْتَعْمِلُ النَّفْيَ بِذٰلِكَ الْمَعْنٰى لِاَنَّ الشَّخْصَ بِهٖ يُفَارِقُ بَيْنَهٗ وَ اَهْلِهٖ لَفْظُ يُنْفَوْا نفی سے ہے اور نفی سے مراد ہمارے نزدیک حبس یعنی قید اور جیل خانہ ہے اور اہل عرب نفی کے لفظ کو ایسے ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ انسان کو اس کے بیوی بچوں سے علیحدہ کر دینا جیسے نظر بندی معنی ہوتا ہے اس کے لئے ایک رباعی قیدیوں کے حسب حال نقل کی ہے۔

خَرَجْنَا مِنَ الدُّنْيَا وَ نَحْنُ مِنْ اَهْلِهَا ۔ فَلَسْنَا مِنَ الْاَمْوَاتِ فِيْهَا وَ لَا الْاَحْيَاءِ
اِذَا جَاءَ نَا اَسْجَانُ يَوْماً لِحَاجَةٍ ۔ عَجِبْنَا وَ قُلْنَا جَاءَ هٰذَا مِنَ الدُّنْيَا

دنیا سے ہم نکلے باوجودیکہ اہل دنیا سے ہیں تو (جیل میں) نہ ہم مردوں میں ہیں نہ زندوں میں۔ جب آتا ہے ہمارے پاس کوئی قیدی کسی غرض کے لئے تو ہم اسے تعجب سے کہتے ہیں کہ یہ دنیا سے آیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفی سے مراد شہر بدر ہے۔

ابن عباس۔ حسن۔ سدی رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس کے شہر سے کسی بعید آبادی میں نکال لنے کو نفی کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سے متفق ہیں۔

ایک قول ہے کہ کسی بعید جگہ اسے نکال دینا يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ہے وَ كَانُوْا يَنْفَوْنَهُمْ اِلٰى دِهْلَكَ وَهُوَ بَلَدٌ فِيْ اَقْصٰى تِهَامَةٍ وَ نَاصِعَ وَ هُوَ بَلَدٌ مِنْ بِلَادِ الْحَبْشَةِ اور مقام دہلک میں ایسے لوگوں کو شہر بدر کیا کرتے جو آخر حدود تہامہ میں ہے یا ناصع میں نکال دیتے تھے یہ ایک شہر ہے حبشہ کے شہروں سے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم - سورۃ مائدہ - پ ٦

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

بے شک وہ جو کافر ہوئے اگر ان کے لئے ہو جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے برابر اور بھی کہ فدیہ دے دیں عذاب قیامت سے بچنے کے لئے تو نہیں قبول کیا جائے گا ان سے اور ان کے لئے عذاب ہے دردناک۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

چاہیں گے یہ کہ نکل جائیں دوزخ سے اور وہ نہ نکل سکیں گے اس سے اور ان کے لئے عذاب دوامی ہے۔

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

اور چور مرد اور چور عورت ہو تو کاٹو ان کا ہاتھ بدلہ ہے اس کا جو کیا انہوں نے عذاب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

MARKAZ-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

تو جو توبہ کرے ظلم کے بعد اور اصلاح کرلے تو بے شک اللہ تعالیٰ رجوع فرمائے گا اس پر بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

تو کیا تو نہیں جانتا کہ بے شک اللہ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اے رسول نہ غمگین کرے تمہیں ان کا دوڑنا کفر میں ان میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم محض منہ سے اور درحقیقت ایمان نہ لائے ان کے دل اور کچھ وہ ہیں جو یہودی ہیں بناوٹ کیلئے جو سنتے ہیں جھوٹ بنانے کیلئے خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی جو نہیں آتے تمہارے پاس۔ تحریف کرتے ہیں کلمات میں ان کے موقعہ پر ہونے کے بعد کہتے ہیں نہیں آیا تمہیں حکم تو مانو اسے اور اگر نہ ملے تمہیں یہ حکم تو بچو اور جسے چاہے اللہ گمراہ کرنا تو ہرگز نہیں تجھے اس کیلئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ یہ وہ ہیں کہ نہ چاہا اللہ نے یہ کہ پاک دل ان کے کرے ان کیلئے دنیا میں ذلت ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

کان لگا کر جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور تو اگر آئیں تمہارے پاس تو فیصلہ کردو یا ان سے اعراض کرو اور اگر اعراض کرو ان سے تو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے کچھ تمہیں اور اگر ان میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک اللہ منصف کو پسند کرتا ہے۔

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع

اور کیونکر تمہیں حکم مانیں گے وہ باآنکہ ان کے پاس تورات ہے اس میں اللہ کا حکم ہے پھر پلٹتے ہیں اس سے بعد اس کے اور وہ ایمان والے نہیں۔

حل لغات رکوع ششم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۶

يٰۤاَيُّهَا۔ اے وہ	الَّذِيْنَ۔ جو	اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	ابْتَغُوْۤا۔ ڈھونڈو	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف

www.waseemziyai.com

الْوَسِيْلَةَ۔وسیلہ	وَ۔اور	جَاهِدُوْا۔کوشش کرو	فِيْ۔بیچ
سَبِيْلِهٖ۔اس کی راہ کے	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تُفْلِحُوْنَ۔کامیاب ہوجاؤ	اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	لَوْ۔اگر	اَنَّ۔یقیناً
لَهُمْ۔ہوان کے لئے	مَّا۔جو	فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے
جَمِيْعًا۔سب	وَّ۔اور	مِثْلَهٗ۔اس کے برابر	مَعَهٗ۔اور بھی
لِيَفْتَدُوْا۔تاکہ فدیہ دیں	بِهٖ۔اس سے	مِنْ عَذَابِ۔عذاب	يَوْمِ۔دن
الْقِيٰمَةِ۔قیامت سے	مَا۔تو نہ	تُقُبِّلَ۔قبول ہوگا	مِنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک
يُرِيْدُوْنَ۔چاہیں گے	اَنْ۔یہ کہ	يَّخْرُجُوْا۔نکل جائیں	مِنَ النَّارِ۔آگ سے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	هُمْ۔وہ	بِخٰرِجِيْنَ۔نکلنے والے
مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے
مُّقِيْمٌ۔قائم رہنے والا	وَ۔اور	السَّارِقُ۔چور مرد	وَ۔اور
السَّارِقَةُ۔چور عورت	فَاقْطَعُوْٓا۔کاٹ دو	اَيْدِيَهُمَا۔ان کے ہاتھ	جَزَآءً۔بدلہ ہے
بِمَا۔اس کا جو	كَسَبَا۔کمایا انہوں نے	نَكَالًا۔سزا ہے	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَزِيْزٌ۔غالب ہے	حَكِيْمٌ۔حکمت والا
فَمَنْ۔پھر جو	تَابَ۔توبہ کرے	مِنْ بَعْدِ۔بعد	ظُلْمِهٖ۔اپنے ظلم کے
وَ۔اور	اَصْلَحَ۔درست کرے	فَاِنَّ۔تو بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
يَتُوْبُ۔رجوع کرے گا	عَلَيْهِ۔اس پر	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔رحم کرنے والا ہے	اَ۔کیا	لَمْ۔نہ
تَعْلَمْ۔جانا تو نے	اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَهٗ۔ہی کی
مُلْكُ۔ملکیت ہیں	السَّمٰوٰتِ۔آسمان	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین
يُعَذِّبُ۔سزا دے	مَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور
يَغْفِرُ۔بخشے	لِمَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کے
قَدِيْرٌ۔قادر ہے	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الرَّسُوْلُ۔رسول	لَا۔نہ
يَحْزُنْكَ۔غمگین کریں آپ کو	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُسَارِعُوْنَ۔دوڑتے ہیں	فِي۔بیچ
الْكُفْرِ۔کفر کے	مِنَ الَّذِيْنَ۔ان سے	قَالُوْٓا۔کہا جنہوں نے	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے
بِاَفْوَاهِهِمْ۔منہ سے	وَلَمْ۔اور نہ	تُؤْمِنْ۔ایمان لائے	قُلُوْبُهُمْ۔دل ان کے

MARKAZ-ULOOM-E ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	مِنَ الَّذِيْنَ۔ان سے	هَادُوْا۔جو یہودی ہیں	سَمّٰعُوْنَ۔سننے والے ہیں
لِلْكَذِبِ۔جھوٹ کو	سَمّٰعُوْنَ۔سننے والے ہیں	لِقَوْمٍ۔دوسرے لوگوں	اٰخَرِيْنَ۔کے لئے
لَمْ۔جو نہ	يَاْتُوْكَ آئے آپ کے پاس	يُحَرِّفُوْنَ۔بدلتے ہیں	الْكَلِمَ۔کلمات کو
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	مَوَاضِعِهٖ۔ان کی جگہ کے	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	اِنْ۔اگر
اُوْتِيْتُمْ۔دیئے جاؤ	هٰذَا۔یہ	فَخُذُوْهُ۔تو لے لو اس کو	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	تُؤْتَوْهُ۔دیئے جاؤ یہ	فَاحْذَرُوْا۔تو بچو اس سے
وَ۔اور	مَنْ۔جو کہ	يُّرِدِ۔چاہے	اللّٰهُ۔اللہ
فِتْنَتَهٗ۔اس کو گمراہ کرنا	فَلَنْ۔تو ہرگز نہیں	تَمْلِكَ۔اختیار رکھتا تو	لَهٗ۔اس کے لئے
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	شَيْـًٔا۔کچھ بھی	اُولٰٓئِكَ۔یہ	الَّذِيْنَ۔وہ ہیں کہ
لَمْ۔نہ	يُرِدِ۔چاہا	اللّٰهُ۔اللہ نے	اَنْ۔یہ کہ
يُّطَهِّرَ۔پاک کرے	قُلُوْبَهُمْ۔ان کے دلوں کو	لَهُمْ۔ان کے لئے	فِي۔بیچ
الدُّنْيَا۔دنیا کے	خِزْيٌ۔ذلت ہے	وَّ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے
فِي۔بیچ	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔بڑا
سَمّٰعُوْنَ۔سننے والے ہیں	لِلْكَذِبِ۔جھوٹ	اَكّٰلُوْنَ۔کھانے والے ہیں	لِلسُّحْتِ۔حرام
فَاِنْ۔پھر	جَآءُوْ۔آئیں	كَ۔آپ کے پاس	فَاحْكُمْ۔تو فیصلہ کرو
بَيْنَهُمْ۔ان میں	اَوْ۔یا	اَعْرِضْ۔اعراض کرو	عَنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تُعْرِضْ۔منہ پھیرو	عَنْهُمْ۔ان سے
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ	يَّضُرُّوْ۔بگاڑ سکیں گے	كَ۔آپ کا	شَيْـًٔا۔کچھ بھی
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	حَكَمْتَ۔فیصلہ کرو	فَاحْكُمْ۔تو فیصلہ کرو
بَيْنَهُمْ۔ان میں	بِالْقِسْطِ۔انصاف سے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	الْمُقْسِطِيْنَ۔منصف کو	وَ۔اور	كَيْفَ۔کیسے
يُحَكِّمُوْنَكَ۔حاکم بنائیں گے آپ کو		وَ۔اور	عِنْدَ۔پاس
هُمُ۔ان کے	التَّوْرٰىةُ۔تورات ہے	فِيْهَا۔اس میں	حُكْمُ۔حکم ہے
اللّٰهِ۔اللہ کا	ثُمَّ۔پھر	يَتَوَلَّوْنَ۔پھر جاتے ہیں	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
ذٰلِكَ۔اس کے	وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ایمان والے			

مختصر تفسیر رکوع ششم۔سورۃ مائدہ۔پ ٦

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾۔

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اے ایمان والواللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو مخاطب فرما کر تین تعلیمیں دی ہیں سب سے پہلے بنیادی چیز خشیت الٰہی ہے اور دوسری تعلیم ابتغاء وسیلہ ہے اور تیسری جہاد فی سبیل اللہ ہے اس پر امید دلائی گئی کہ اگر تم ایسا کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

تمام جن وانس مومنوں سے خطاب ہے اِتَّقُوا اتقاء سے ہے تقویٰ ڈرنا بچنا یہاں ڈرنا معنی ہیں۔ تقویٰ اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اس کی اتباع رسول ہے وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ دوسرا حکم ہے وَابْتَغُوْا اِبْتِغَاءً کے معنی تلاش کرنا اللہ تعالیٰ عزوجل کو ڈھونڈو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرو اولیاء رحمہم اللہ کے در پر۔ اصطلاح میں ذریعہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے۔ اولیاء رحمہم اللہ انبیاء علیہم السلام نیک عمل ان کے تبرکات سب ہی ان میں شامل ہیں۔

تحقیق وسیلہ

اَلْوَسِيْلَةُ – هِىَ فَعِيْلَةٌ بِمَعْنٰى مَا يُتَوَسَّلُ بِهٖ وَيُتَقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَ تَرْكِ الْمَعَاصِى مِنْ وَسَلَ اِلٰى كَذَا اَىْ تَقَرَّبَ بِشَىْءٍ۔

وسیلہ بروزن فعیلہ ہے اس کے معنی ہیں جو توسل کرے اس کے ساتھ اور تقرب حاصل کرے اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف افعال اطاعت سے اور ترک معاصی سے۔ محاورہ میں ہے من وسل الی کذا۔ یعنی قریب ہو اس کی طرف کسی شے کے ساتھ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَلْوَسِيْلَةُ الْحَاجَةُ وسیلہ حاجت ہے اور عنترہ شاعر کا قول دلیل میں پیش کیا۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَيْكِ وَسِيْلَةٌ اَنْ يَا خُذُوْكِ مُكَمَّلٌ وَتَحِيْضُ

وَ فَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْوَسِيْلَةَ الْجَنَّةَ۔ بعض نے تفسیر کی کہ وسیلہ جنت کی ایک منزل یا مقام ہے۔

وَ كَوْنُهَا بِهٰذَا الْمَعْنٰى غَيْرُ ظَاهِرٍ لِاِخْتِصَاصِهَا بِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَنَاءً عَلٰى مَارَوَاهُ مُسْلِمٌ اِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِى الْجَنَّةِ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ وَاَرْجُوا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَاسْئَلُوْ اِلَى الْوَسِيْلَةَ۔

اس کا مادہ وسل ہے راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں الوسيلة التوصل الى الشئى برغبة وهى اخص من الوصيلة لتضمنها لمعنى الرغبة قال الله تعالىٰ و ابتغوا اليه الوسيلة و حقيقة الوسيلة الى الله تعالىٰ مراعاة سبيله بالعلم و العبادة و تحرى مكارم الشريعة وهى كالقربة والواسل الراغب الى الله تعالى ويقال ان التوسل فى غير هذا السرقة يقال اخذ فلان ابل فلان توسلا اى سرقة۔

وسیلہ ملنا کسی شے کی طرف رغبت کے ساتھ اور وہ مخصوص ہے وصیلہ سے بوجہ متضمن ہونے معنی رغبت کے قرآن کریم میں ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اور حقیقت وسیلہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ ہے کہ رعایت رکھے اس کے راستہ میں علم کے ساتھ اور عبادت سے اور غور کرے اعزاز شریعت پر وہ مثل قربت کے ہیں اور واسل راغب الی اللہ کو بھی کہتے ہیں اور محاورات میں کہا گیا کہ توسل اس کے سوا سرقہ کے معنی بھی دیتا ہے جیسے کہا جاتا ہے اخذ فلان ابل فلان تو سلا اى سرقة فلاں نے لیا اونٹ فلاں کا بطریق توسل یعنی بطور سرقہ۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اور بعض لوگوں نے نیک لوگوں سے استغاثے کے جواز اور ان کو اللہ عزوجل اور بندوں کے درمیان واسطہ بنانے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی قسم دینے (یعنی اس طرح کہا جائے اے اللہ ہم تجھ کو فلاں کی قسم دیتے ہیں کہ تو ہمیں یہ چیز دے دے) پر اس آیت سے استدلال کیا ہے اور بعض ایسے ہیں جو کسی نیک بندے غائب یا مردہ کو کہتے ہیں اے فلاں تم اللہ تعالیٰ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ مجھے فلاں فلاں چیز عطا کرے اور کہتے ہیں کہ یہ بھی وسیلہ تلاش کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم کو کام عاجز کر دیں تو اہل کے پاس جاؤ یا اہل قبور سے استغاثہ کرو۔

اس کے بعد لکھتے ہیں ''اور یہ تمام باتیں حق سے بہت دور ہیں۔''

پھر لکھتے ہیں۔

''اور اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ مخلوق سے استغاثہ اور اس کو وسیلہ بنانا یعنی اس سے دعا کی درخواست کرنا اس کے جواز میں تو شک نہیں۔'' اور اس میں بھی اس کے بعد اپنی رائے میں لکھتے ہیں۔ ''بشرطیکہ جس سے دعا کی درخواست کر رہا ہے وہ زندہ ہو۔''

پھر آگے لکھتے ہیں۔ ''اور یہ طالب سے افضل ہونے پر موقوف نہیں ہے بلکہ کبھی طالب افضل ہوتا ہے مطلوب سے کیونکہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جبکہ انہوں نے عمرہ کے لئے جانے کی اجازت مانگی اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا اور ان کو بھی یہ حکم دیا تھا کہ اویس قرنی سے دعا کی درخواست کرنا اور اپنی امت کو حکم دیا کہ وسیلہ تلاش کیا کرو۔''

منقولہ بالا عبارتیں اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ مسلمانوں میں وسیلہ بین اللہ عزوجل و بین العباد جاری رہا ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اب رہا علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا خیال کہ وہ زندہ سے ہی ہو سکتا ہے یہ محض ان کی رائے ہے اور ایسی رائے ہے کہ ایک جگہ تو معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی رحمہ اللہ خلاف ہیں دوسری جگہ نظر آتا ہے کہ موافق ہیں چنانچہ ''اس کے جواز میں تو شک نہیں'' بھی کہہ رہے ہیں اور ''اگر'' کی شرط بڑھا کر اسے مشروط کرتے ہیں محض زندہ کے ساتھ حالانکہ زندہ مردہ کا یہاں فرق بے معنی ہے۔

اس لئے کہ زندہ میں جو سننے دیکھنے حرکت کرنے والی ہے وہ روح اور محض روح ہے اور اسے ابدیت حاصل ہے۔ اگر وہ جسم میں ہے پھر صاحب جسم کو حی اور زندہ کہا جاتا ہے اور جب وہ جسم عنصری سے پرواز کر جائے تو روح کو کوئی مردہ نہیں کہتا۔ بلکہ صاحب جسم کے جسم کو میت کہہ دیتے ہیں حتیٰ کہ اس جسم کو زمین میں دفنا دیتے ہیں۔ مگر روح وہ نہ دفن ہوتی ہے نہ مرتی ہے اس لئے کہ عالم کی دو قسمیں جو ہیں وہ عالم کون اور عالم امر کے نام سے مشہور ہیں۔ قرآن کریم بھی روح کے سوال پر یہی جواب دیتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی اے محبوب یہودیوں کو فرما دیجئے کہ روح عالم امر سے ہے یا میرے رب کے حکم سے ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اگر زندہ ہے تو اس کا امر بھی زندہ ہے اور اگر وہ مر گیا تو اس کا امر بھی مر گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وصیت وغیرہ پر عمل کرنے کا حکم قضا پر موقوف ہے نہ کہ آمر خود آ کر اپنی وصیت پر عمل کرا سکے برخلاف رب الارباب کے کہ وہ حی و قیوم ہے۔ اسی بنا پر کلام اللہ شریف کو قدیم کہتے ہیں کہ اس کا متکلم قدیم ازلی ابدی سرمدی ہے اور عالم کون وہ عالم ہے جو متکون ہو کر

تدریجاً نشوونما پائے جیسے جسم جو ہر درخت حیوانات وغیرہ موجودات۔ برخلاف عالم امر کے کہ اس میں تدریجی نشوونما کو دخل نہیں جیسے آسمان۔زمین۔چاند۔سورج۔ستارے۔جنت۔دوزخ۔ملائکہ۔روح۔یہ سب عالم امر سے متعلق ہیں ان کا وجود ابدی ہے۔

توجب روح ابدی ہے تو جس کی روح ہے اس کے تصرفات وتوجہات اسی کے جسم میں بتوسل روح پذیر تھے۔اب جبکہ وہ روح قید پنجرۂ جسم سے آزاد ہوگئی تو تصرفات کے حق حقوق بطریق اولیٰ بڑھنے چاہئیں نہ کہ معدوم ہوں۔

بنابریں جس زندہ جسم سے توسل کے مجوز آلوسی رحمہ اللہ ہیں۔

اس مردہ سے توسل بطریق اولیٰ جائز ہوگا نہ کہ جواز بشرط حیات رہے پھر ممنوع ہوجائے۔چنانچہ آگے فرماتے ہیں اور پہلی شرط کو خود ہی مسترد کرتے ہیں حیث قال

''ہاں السلام علیٰ اہل القبور (قبروں والوں پر سلامتی ہو) کہنا مشروع اور ان سے ہم کلام ہونا جائز ہے۔کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ علیہم رضوان کو سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو کہیں اے قبروں والے مومنوں تم پر سلام ہو اور اللہ کو منظور ہوا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم میں سے پہلوں پر بھی رحمت کرے اور پچھلوں پر بھی۔ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی عافیت کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں کسی فتنہ میں نہ ڈال اور ہمیں اور ان کو بخش دے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی بھی صحابی سے یہ وارد نہیں حالانکہ وہ ہر بھلائی کے طلب کرنے میں احرص الخلق تھے کہ کسی نے میت سے کچھ طلب کیا ہو۔بلکہ صحیح روایت یہ ہے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ وہ جب حجرہ نبویہ میں زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں کہا کرتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتِ۔

پھر واپس ہوتے اور اس سے زائد کچھ نہ کہتے۔اور نہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے یا ہم پہلو خلیفتین مکرمین سے کچھ طلب کرتے۔حالانکہ وہ اکرم وارفع قدر ہیں تمام اس مخلوق سے کہ جن پر آسمان کا احاطہ ہے۔ہاں دعا ان دونوں حضرات کے حضور اور روضہ مکرمہ کے سامنے امر مشروع ہے اور صحابہ کرام استقبال قبلہ کر کے دعا کیا کرتے تھے۔ان سے استقبال روضہ کی روایت وارد نہیں البتہ دعا کے وقت روضہ مقدسہ داہنے بائیں کر لینا ثابت ہے۔

یہ بیان بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا قابل نظر ہے۔

میں عرض کروں گا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کلمات سلام فرما کر واپس آتے تھے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ کچھ مانگنے کو ممنوع بھی جانتے تھے اور اصول شرع میں عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں ہوتا۔بنابریں اس سے یہ استدلال کرنا کہ صاحب قبر۔سے دعا کرانا یا مانگنا ممنوع ہے۔آلوسی رحمہ اللہ جیسے متبحر سے تعجب ناک ہے۔

اس سے آگے چل کر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (ترجمہ) اور نقل کیا مناوی سے شرح کبیر میں جو جامع صغیر کی شرح ہے اور وہ دلیل توسل کے جواز میں یہ حدیث لاتے ہیں جو ترمذی نے روایت کی اور اس حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں جو عثمان بن حنیف سے مروی ہے۔

اِنَّ رَجُلاً ضَرِیْرُ الْبَصرِ اَتی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ تعالٰی اَنْ یُعَافِیَنِی فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکَ قَالَ۔

ایک شخص جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں مجھے شفا ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو دعا کروں اور اگر چاہے صبر کرنا تو وہ تیرے لئے بہتر ہے۔

توانہوں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا ہی فرما دیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی طرح وضو کر پھر دعا کر جس میں یہ دعا کے الفاظ ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنّی اَسْاَلُکَ وَ اَتوَجَّهُ بِنَبِیّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیَّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنّی تَوَجَّهتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی هٰذِهِ لِتَضُفیٰ لِی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ اور ایسی ہی روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس قسم کے توسل کو منع کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ وغیرہ بھی۔ علامہ آلوسی نے جواب دیا اس حدیث کے متعلق جس میں دعا کو وسیلہ بنایا ہے فرماتے ہیں وَهُوَ جَائِزٌ بَلْ مَنْدُوبٌ وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَلَمْ یُنکِرْ اَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ حَتّٰی جَاءَ اِبْنُ تَیْمِیَةَ فَانْکَرَ ذَالِکَ وَعَدَلَ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَ یَبْتَدِعُ مَا لَمْ یَقُلْهُ عَالِمٌ اور اس سے سلف وخلف میں کسی نے انکار نہ کیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا تو اس نے انکار کیا اور صراط مستقیم سے منحرف ہوا اور وہ نئی بات نکالی جو کسی عالم نے نہیں کی۔

پھر آگے یہ بھی کہتے ہیں۔ تُسَاوِی حَالَتَیْ حَیَاتِهٖ وَ وَفَاتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی هٰذَا الشَّانِ یَحْتَاجُ اِلٰی نَصٍّ اور برابر ہے اس میں کہ حیات ہو یا وفات اس شان توسل میں۔ پھر صحیح بخاری سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

کَانَ اِذَا قَحَطُوا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلَ اِلَیْکَ بِنَبِیّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِنَا وَ اَنَا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ۔ کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کراتے اور کہتے اے اللہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیا کرتے تھے تو ہمیں بارش دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لائے ہیں تو ہمیں بارش دے تو بارش ہو جاتی۔

اس پر طویل بحث اور احتمالات بیان کر کے فیصلہ لکھتے ہیں۔

وَ بَعَدَ هٰذِهٖ کُلِّهٖ اِنَّا لَا اَرٰی بَاْسًا فِی التَّوَسُّلِ اِلَی اللّٰهِ بِجَاهِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی حَیًّا وَ مَیْتًا۔ بعد اس تمام بحث کے ہم برائی یا گناہ توسل میں نہیں دیکھتے جاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں زندہ اور بعد موت کے۔

پھر آگے اس سے بھی زیادہ وسعت کے ساتھ بیان دیتے ہیں۔ اس غیر نبی کے توسل کو بھی جائز بتا رہے ہیں۔ اَلاَوَّلُ

اِنَّ التَّوَسُّلَ بِجَاهِ غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَابَاْسَ بِہٖ پہلا فیصلہ یہ ہے کہ توسل غیر نبی کے واسطے سے بھی اگر ہو تو اس میں مضائقہ نہیں۔

وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اور جہاد کرو اس کی راہ میں اپنی حد استطاعت سے جس قدر ممکن ہوتا کہ فلاح پاؤ۔ نیل نعیم ابدی اور خلاصی نار سے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۳۶﴾۔

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اگر وہ جو کچھ زمین میں ہے سب کے مالک ہوں اور اس کے برابر اور بھی ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے نجات چاہیں۔

اَلَّذِیْنَ۔ سے مراد تمام کفار ہیں خواہ انسان ہوں یا جن۔ كَفَرُوْا سے مراد نبی کا انکار۔ عذاب کے لئے عمر میں ایک بار کفریہ الفاظ کہہ دینے کافی ہیں مَا سے مراد ہر قسم کا مال ہے سونا چاندی یا جو سمندر میں ہوتا ہے یا زمین کی تہ میں۔

تو ان سے وہ فدیہ قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

یعنی کفار کے لئے عذاب لازم ہے اور اس سے رہائی کا وہ ذریعہ اور سبیل نہیں رکھتے اور کوئی صورت ان کی نجات کی نہیں۔ کما فی روح المعانی۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۳۷﴾۔

وہ چاہیں گے کہ نکل جائیں جہنم سے حالانکہ وہ اس سے نہ نکل سکیں گے اور ان کے عذاب دوامی ہے۔

یعنی ان کی عذاب جہنم سے نکلنے کی کوشش بعد از مرگ بے سود ہے۔ یہ حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ اور وہ کہتے ہیں اَلْاِرَادَةُ بِمَعْنَی التَّمَنِّیْ اَیْ یَتَمَنَّوْنَ ذَالِکَ یُرِیْدُوْنَ کے معنی تمنی کے ہیں کہ چاہیں گے کہ کسی طرح اس عذاب سے نکل جائیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۔ یَعْنِیْ تَصْرِیْحٌ بِمَا اُشِیْرَ اِلَیْهِ مِنْ عَدَمِ التَّنَاهِیْ مُدَّةَ الْعَذَابِ بَعْدَ بَیَانِ شِدَّتِهٖ اَیْ عَذَابٌ دَائِمٌ ثَابِتٌ لَا یَزُوْلُ وَلَا یَنْقُلُ اَبَداً اس آیت کریمہ میں تصریح ہے کہ عذاب غیر متناہی ہوگا۔ جس میں عذاب کی کوئی مدت نہیں بلکہ وہ عذاب دائم وثابت ہے اور وہ منتقل نہیں ہوگا کبھی۔

اب بیان حکم سرقہ صغریٰ شروع فرمایا بعد بیان احکام کبریٰ کے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾۔

چور مرد اور چور عورت تو کاٹو دونوں کا ہاتھ بدلہ ہے اس کا جو کیا ان دونوں نے عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

شان نزول

یہ آیت کریمہ طعم بن ابیرق کے متعلق نازل ہوئی جس نے مدینہ منورہ میں ایک گھر سے آٹے کا تھیلہ اور زرہ چوری کر کے ایک یہودی پر تہمت لگادی۔ مفصل تفصیل پارہ پانچ سورۃ نساء میں بیان ہو چکی ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کا قانون حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نافذ فرمایا کہ جب چوری دو مرتبہ کے اقرار یا دوسروں کی شہادت سے قاضی اسلام کے سامنے ثابت ہو جائے اور جو مال چرایا ہے وہ دس درہم کی مالیت سے کم نہ ہو تو اس کا داہنا ہاتھ پہلے کاٹا جائے اور دوبارہ پھر ارتکاب جرم سرقہ ہو تو بایاں پاؤں اس کے بعد بھی اگر ارتکاب جرم سے باز نہ آئے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

مزید توضیح

فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا۔ قرأت حفص ہے اور قرأت ابن مسعود میں ایمانہما وارد ہے۔ اس پر فقہاء نے کہا کہ ثبوت جرم کے بعد محض ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور مال مسروقہ اگر موجود ہو تو واپس کرنا بھی واجب ہے اور اگر مال مسروقہ ضائع ہو گیا تو ضمان واجب نہیں۔ تفسیر احمدی

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ وَالسَّرِقَةُ اَخْذُ مَالِ الْغَيْرِ خُفْيَةً وَ اِنَّمَا تُوْجِبُ الْقَطْعُ اِذَا كَانَ الْاَخْذُمِنْ حِرْزٍ وَالْمَاخُوْذُ يُسَاوِىْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَمَا فَوْقَهَا۔ اور مقدار قطع میں فرماتے ہیں۔ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى اِنَّ مِقْدَارَ الْقَطْعِ هُوَ الرُّسْغُ۔

سرقہ کہتے ہیں کسی غیر کے مال کا خفیہ طریقہ سے لے لینا۔ لیکن قطع لازم آتا ہے جب کہ وہ مال حفاظت کی جگہ سے لیا جاوے اور وہ دس درہم سے کم نہ ہو اور مقدار قطع میں جمہور اس پر ہیں کہ پہونچے سے کاٹے جائیں۔ قطع سے مراد تلوار یا تیز دھار چیز سے ہاتھ کاٹنا ہے توڑا مروڑا نہ جائے۔

اس پر عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے علامہ بغوی رحمہ اللہ یہ حدیث سند میں پیش کرتے ہیں۔ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُتِىَ بِسَارِقٍ فَاَمَرَ بِقَطْعِ يَمِيْنِهٖ عَنْهُ حضور کے دربار میں ایک چور لایا گیا حضور نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حدیث پاک میں ایدی سے مراد صرف داہنا ہاتھ ہے مطلقاً ہاتھ نہیں۔

اس حکم کے مجاز کون ہو سکتے ہیں

اَلرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وُلَاةُ الْاُمُوْرِ كَالسُّلْطَانِ وَ مَنْ اُذِنَ لَهٗ فِىْ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ اَوِ الْقُضَاةُ وَالْحُكَّامُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امور کے ذمہ دار جیسے بادشاہ یا جسے بادشاہ حدیں قائم کرنے کی اجازت دے اور قاضی اور حاکم۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

تو جو توبہ کرے بعد ظلم کے اور اپنی اصلاح کرلے تو بے شک اللہ رجوع فرماتا ہے اس پر بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَنْ۔ سے مراد چور ہے توبہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد کرے تو اس صورت میں ظلم سے مراد چوری ہوگی۔ اور اَصْلَحَ سے مراد آئندہ کے لئے چوری سے باز رہنے کا عہد ہے یعنی اخروی عذاب سے نجات حاصل کرنا۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس توبہ سے قطع ید معاف نہیں ہوگا بلکہ يُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ فَلَا يُعَذِّبُهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

اس کی توبہ بایں معنی مقبول ہوگی کہ آخرت میں اس پر عذاب نہ ہو۔ یعنی چور مالک سے معافی مانگ لے یا چرایا ہوا مال واپس کر دے مالک حاکم کے پاس مقدمہ نہ لے جائے مالک راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور آخرت میں سزا نہ دے گا۔

وَ اَمَّا الْقَطْعُ فَلَا يُسْقِطُهُ التَّوْبَةُ عِنْدَ نَا لِاَنَّ فِيهِ حَقُّ الْمَسْرُوقِ۔ لیکن قطع ید یہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتا ہمارے نزدیک یعنی مذہب حنفی میں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۰۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں کی اور زمین کی عذاب کرتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ خطاب یا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر ایک مومن کے لئے ہے جو اصلاح کر لے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت عابد تھے جب وقت زمان بھی وجود میں نہ آیا تھا صرف ایک معبود تھا ایک عابد۔ ملکوت صرف انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کو عطا ہوتا ہے وہ کریم جس مجرم کو چاہے سزا دے جسے چاہے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یا بقول شیخ الاسلام اس میں استشہاد ہے قوت الٰہی کا تعذیب اور مغفرت میں گویا یہ ارشاد ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهُ السُّلْطَانُ الْقَاهِرُ وَالْاِ سْتِيلَاءُ الْبَاهِرُ الْمُستلزمان لِلْقُدْرَةِ التَّامَةِ عَلَى التَّصَرُّفِ الْكُلِّي فِيهِمَا وَ فِيمَا اسْتُشْهِدَ عَلَيْهِ اِيجَادًا وَّ اِعْدَامًا اَحْيَاءَ وَ اَمَا تته اِلٰى غَيْرِ ذَالِکَ حَسْبَمَا تَقْتَضِيهِ مَشْيَتُه۔

یعنی استفہام انکاری کے ساتھ فرمایا کہ تم خوب جانتے ہو اللہ تعالیٰ کے لئے سلطنت قاہرہ ہے اور کائنات پر اس کے استیلاء کا ایسا غلبہ ہے جو اس کی قدرت تامہ پر دال ہے اور اس کے تصرف کلی پر مشعر ہے اور اس میں سب کچھ مشتمل ہے ایجاد۔ اعدام۔ احیاء۔ اماتت حتیٰ کہ اس کے سوا جو کچھ مقتضیات مشیت ہیں سب پر حاوی ہے۔

اب خصوصیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب کئے گئے اس تخاطب میں منافقین کی مسارعت الی الکفر اور مخالفت اسلام پر غمگین نہ ہونے اور ان سے بے نیاز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے تسلی دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۴۱۔

اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جو جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے بعد بدلتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور اگر یہ نہ ملے تو بچو اور جسے اللہ گمراہ کرتا ہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا

کچھ نہ بنا سکے گا وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کو ان کے مقدس ناموں سے پکارا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اوصاف سے خطاب فرمایا اکثر مقامات پر نبی فرمایا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ۔ دو مقام پر یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ ۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝ سے خطاب فرمایا۔ نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے رسول کے معنی فرمان رساں جو مخلوق کو خالق کا پیغام پہنچائے۔ حضرت مریم سے جبریل امین نے فرمایا میں تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تم کو ستھرا بیٹا بخشوں۔

لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ۔ سے مراد وہ منافقین ہیں جو یہود مدینہ اور یہود خیبر وفدک کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تھے فیصلہ حاصل کرنے کے بہانہ سے یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ یہ منافقین غمگین نہ کریں جو بہت جلد کفر کا اظہار کر دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے صرف زبان سے کہہ دیا تھا۔ لیکن ان کے دل ایمان نہ لائے تھے مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا۔ بعض یہودی آپ کا فرمان جھوٹ بولنے کے لئے سنتے ہیں تاکہ آپ کی بات سن کر جائیں اور جھوٹی باتیں آپ کی طرف منسوب کریں۔

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ۔ قوم آخرین سے مراد وہ خیبر یا فدک کے یہودی جو مدینہ منورہ میں خود حاضر نہ ہوئے تھے کچھ لوگوں کے سکھانے سے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے تھے لیکن یہ یہودی منافقین آپ کے فرمان نہیں سنتے تھے وہ لوگ جو آپ کے پاس نہیں آتے خیبر یا فدک میں رہے ان کے دل ان کے ساتھ ہیں۔

توضیح

لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ۔ کا لام بمعنی من ہے اگر لام علت تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی ہوں گے دوسری قوم کے لئے سنتے ہیں۔ یہ معنی مقصود کلام کے مغائر ہیں۔ مقصود قائل یہ ہے کہ اس امر کا اظہار ہو کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں خوب سنتے ہیں اور یہود خیبر کی باتوں کو دل سے مانتے ہیں۔ (جمل)

اُوْتِیْتُمْ۔ سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسئلہ بتانا یہود خیبر وفدک نے ان لوگوں کو جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ سمجھا کر بھیجا کہ اگر حضور علیہ السلام شادی شدہ زانی کی سزا وہی سنائیں جو ہماری کتابوں میں ہے یعنی کوڑے مارنا۔ منہ کالا کرنا۔ گدھے پر بٹھانا تو تم اس فرمان کو بخوشی قبول کر لینا اور اگر رجم کا حکم دیا جائے تو اس حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دینا تاکہ ہماری پردہ دری نہ ہو۔

شان نزول

خیبر کے یہودیوں کے شرفاء میں سے ایک شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت نے زنا کیا اس کی سزا توریت میں سنگساری تھی یہ سزا انہیں گوارہ نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں۔ چنانچہ ان دونوں زانیوں کو ایک وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حد کا حکم دیں تو مان لینا اور اگر رجم یعنی سنگساری کا حکم دیں تو نہ ماننا۔ یہ لوگ قبیلہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم وطن بھی ہیں اور ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح بھی ہے اگر ان کی سفارش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) یقیناً ان کا لحاظ فرمائیں گے یہ گمان ان کا ان کے بے دین احبار یہود کی عادتوں کے ماتحت تھا چنانچہ سرداران یہود سے کعب بن اشرف اور کعب بن اسد اور سعید بن عمرو اور مالک بن حیف اور کنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ کو ہمراہ لے کر بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

پھر مقدمہ پیش کیا اور طالب فیصلہ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کیا میرا فیصلہ تسلیم کرو گے انہوں نے عرض کیا ہم ماننے کے لئے ہی حاضر آئے ہیں کہ آیت رجم نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

یہود نے رجم کا حکم سنتے ہی انکار کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایک شخص نو جوان گورے رنگ کا یک چشم باشندۂ فدک ہے جس کا نام ابن صوریا ہے تم اسے جانتے ہو؟ یہودیوں کے وفد نے جواب دیا جی ہاں اسے خوب جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے؟

یہودیوں نے جواب دیا وہ ایسا آدمی ہے کہ روئے زمین ہم میں اس کے پایہ کا کوئی عالم نہیں تورات کا یکتا عالم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلاؤ۔ چنانچہ ابن صوریا کو بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو ہی ابن صوریا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود میں سب سے بڑا عالم توریت کا تو ہی ہے کہنے لگا لوگ ایسا ہی کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد یہود سے فرمایا تم اس کی بات مانو گے سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہاں ضرور مانیں گے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے فرمایا۔ میں تجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا تمہارے لئے دریائے نیل میں راہیں بنائیں۔ تمہیں فرعون کے مظالم سے نجات دی۔ فرعون کو غرق دریا کیا تمہارے لئے ابر کو سائبان بنایا تم پر من وسلویٰ نازل فرمایا۔ اپنی وہ کتاب نازل کی جس میں حلال وحرام کا بیان ہے۔ سچ بتاؤ تمہاری کتاب میں شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے زانی مزنیہ ہونے پر سنگساری کا حکم ہے یا نہیں۔ ابن صوریا نے جواب میں صاف عرض کیا۔

بے شک ہے مجھے اس کی قسم جس کا آپ نے تذکرہ فرمایا اگر مجھے انکار کرتے ہوئے اندیشہ عذاب نہ ہوتا تو میں ہرگز اقرار نہ کرتا اور ضرور جھوٹ بول دیتا۔ مگر مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی کتاب میں ایسے مجرم کی کیا سزا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چار عادل اور معتبر شاہدوں کی شہادت سے زنا بصراحت ثابت ہو جائے تو رجم لازم وواجب ہو جاتا ہے۔

ابن صوریا نے عرض کیا خدا کی قسم بعینہ یہی حکم تورات میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکم الٰہی میں تبدیلی کس طرح واقع ہوئی۔

اس نے صاف صاف طور پر عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے۔

اس طرز عمل سے شرفاء میں زنا کی بہت کثرت ہوگئی حتیٰ کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اسے سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اسے سنگسار کرنا چاہا اس پر اس زانی کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور بول پڑی کہ جب تک بادشاہ کے چچازاد کو سنگسار نہ کیا جاوے اس وقت تک یہ سنگسار نہ ہوگا۔

آخر ہم نے جمع ہوکر غریب شریف سب کے لئے بجائے رجم یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر گشت کرائی جائے۔

ابن صوریا کا یہ بیان سن کر وہ وفد جو یہودیوں کا موجود تھا بگڑ گیا اور ابن صوریا سے کہنے لگا تو نے صاف بیان دینے میں اتنی جلدی کی۔ درحقیقت ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں۔ ابن صوریا بولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تورات کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب الٰہی کا خوف نہ ہوتا تو میں صاف بیان بھی نہ دیتا اور جو حکم تورات کا وہ بھی نہ بتاتا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں زنا کاروں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور وہ سنگسار کیے گئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

اور روح المعانی نے مذکورہ واقعہ بالاختصار بیان کیا۔ اس کے ساتھ چند اور روایتیں بھی بڑھائیں جو بہ اختلاف الفاظ دو واقعہ ملتے جلتے ہیں بخوف طوالت ہم ان کو نقل نہیں کرتے۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ۔ یہاں مَنْ سے مراد انسان و جنات ہیں کہ یہ دونوں گناہ پر قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ایمان وتقویٰ سے ہی راضی ہے فتنہ کے معنی ہیں رسوا کرنا۔ گمراہ کرنا۔ آزمائش میں ڈالنا۔

فَلَنْ تَمْلِكَ۔ میں خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ورنج دور کرنا مقصود ہے۔ **شَيْـًٔا** سے مراد ہدایت ورحمت ہے یا دفع عذاب ہے۔ روح المعانی

اُولٰٓئِكَ۔ اسم اشارہ بعید ہے۔ **لَمْ يُرِدِ**۔ میں ماضی کا ذکر ہے یعنی ازل سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارادہ ہی نہ فرمایا۔ طہارت سے مراد باطنی پاکی ہے جس کا تعلق دل ودماغ سے ہوتا ہے اس کے بعد قلوب کا ذکر فرمایا یعنی یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں کہ روز ازل سے ہی یا جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب سے ہی اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو ہدایت اور پاک فرمانے کا ارادہ نہ فرمایا اب یہ کیسے نور ایمان سے منور ہو سکتے ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی خجالت وذلت ہے اور آخرت میں بھی عذاب شدید ہے یعنی جہنم کی آگ ان کے لئے تیار ہے۔

آگے ارشاد ہے جس میں رشوت کی مذمت اور رشوت ستانی کی برائی جو یہودیوں میں پیدا ہوئی اس کا تذکرہ ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

سننے والے جھوٹی باتوں کے حرام خور تو اگر وہ حاضر ہوں تمہارے حضور تو فیصلہ کرو ان میں یا ان سے اعراض کرو (یعنی آپ اس میں مجاز ہیں) اور اگر آپ ان سے اعراض فرمائیں تو وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور اگر فیصلہ فرمائیں تو فیصلہ ان

میں فرمائیں منصفانہ بے شک اللہ محبوب رکھتا ہے منصفوں کو۔

یہ آیت کریمہ حکام یہود کی مذمت میں نازل ہوئی جو رشوتیں لے کر حرام کو حلال کرتے اور احکام شریعت کو بدل دیتے تھے۔

رشوت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاکم ظالم سے مال لے کر اس کے حق میں غلط فیصلہ کردے یا مظلوم سے مال لے کر اس کو اس کا حق دینا۔ یا رشوت لے کر غلط فتویٰ دینا وغیرہ وغیرہ۔

روح المعانی میں ہے **المراد بالكذب هنا الدعوى الباطلة سمع للكذب** ۔ سے مراد باطل دعوے کرنا ہے جو احبار یہود کے سامنے پیش کئے جاتے (اور رشوتیں لے کر اس کے ناحق فیصلے کئے جاتے)۔

اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۔ کے معنی حرام خور اس لئے کئے گئے کہ رشوت شریعت مطہرہ میں قطعی حرام ہے اور رشوت لفظ سحت کے معنی میں لی گئی۔ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات میں لکھتے ہیں **اَلسُّحْتُ الْقِشْرُ الَّذِى يَسْتَاصِلُ لِلْمَحْظُوْرِ الَّذِى يَسْتَلْزِمُ مِنْهُ الْعَارُ كَاَنَّهٗ سَبَقَتْ دِيْنَهٗ وَ مُرُوَاتِهٖ قَالَ تَعَالٰى اَكّٰلُوْ لِلسُّحْتِ اَىْ فَسَحَتْ دِيْنَهُمْ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ وَ سَمِى الرِّشْوَةَ سُحْتًا** ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ گوشت جو سحت سے اگے تو آگ اس کے لئے بہتر ہے اور رشوت کا نام سحت ہے اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح البیان میں فرماتے ہیں۔ **اَلسُّحْتُ بِضَمَّتَيْنِ وَ هُمَا لُغَتَانِ كَالْعُنُقِ وَالْعَنَقِ** اور تفسیر میں فرماتے ہیں **اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ اَىْ اَلْحَرَامِ مِنْ سُحْتِهٖ اِذَا اسْتَاصَلَهٗ وَ سَمَّى الْحَرَامَ سُحْتًا عِنْدَ الزُّجَاجِ لِاَنَّهٗ يُعقِبُ عَذَابَ الْاِسْتِيْصَالِ وَالْبَوَارِ - اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ** ۔ یعنی حرام کھانے والے اور حرام کا نام سحت رکھا گیا۔

وَ قَالَ الْجَبَائِى لِاَنَّهٗ لَا بَرَكَةَ فِيْهِ لِاَهْلِهٖ فَيُهْلِكُ هَلَاكَ الْاِسْتِيْصَالِ غَالِبًا ۔ جبائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رشوت خوری کرنے میں برکت نہیں تو ہلاک ہو جاتا ہے رشوت حاصل کرنے والا۔ **قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا السُّحْتُ قَالَ الرِّشْوَةُ فِى الْحُكْمِ** عرض کیا گیا حضور سحت کیا ہے فرمایا یہ رشوت کے حکم میں ہے جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ **فقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَا الْاُمَرَاءِ سُحْتٌ** امراء کو ہدیہ پہنچانا بھی سحت ہے یعنی رشوت۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور کیا رشوت سحت ہے فرمایا سحت نہیں لیکن کفر ہے۔ پھر مزید توضیح فرماتے ہیں سحت یہ ہے کہ کوئی آدمی حکام کے پاس ہو اور کسی کو اس حاکم سے غرض ہو اور وہ اس وقت تک کام نہ کرے جب تک اسے کوئی چیز ہدیہ نہ پہنچائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سحت کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ **الرشا** رشوت ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی **عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَعَنَ الرَّاشِى وَ الْمُرْتَشِى وَالرَّائِشُ الَّذِى يَمْشِى بَيْنَهُمَا** حضور نے رشوت لینے دینے والے پر لعنت فرمائی اور اس پر بھی لعنت کی جو رشوت کے بیچ میں پڑے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اگر یہودی آپ کا حکم مانیں تو اس میں آپ مختار ہیں فیصلہ کریں یا اس سے اعراض کریں مگر اس حکم کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور اس پر اکثر سلف کا اتفاق ہے کہ اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلًا مُخَيَّرًا ثُمَّ اُمِرَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِاِجْرَاءِ الْاَحْكَامِ عَلَيْهِمْ۔ اول حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ ان کے فیصلے فرمائیں یا نہ فرمائیں بعد میں اجراء احکام بین الیہود کا حکم ہوا کہ ضرور آپ ﷺ فیصلہ کریں آگے فرماتے ہیں۔

ہمارے فقہاء رحمہم اللہ نے کہا کہ ذمی لوگوں پر اسلام کے احکام نافذ کئے جائیں گے۔ مثلاً تجارت میراث اور تمام معاملات۔ ہاں شراب اور خنزیر کی تجارت کے معاملات وہ خود ہی طے کریں گے اور ان کو مسلمانوں کی طرح زنا سے منع کیا جائے گا لیکن ان کو زنا پر رجم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ شریعت کی نگاہ میں محصن نہیں ہیں اور رجم کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس کی توجیہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور ان کے نکاح کے متعلق اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کو ان کے پہلے نکاح پر ہی رکھا جائے گا اور امام زفر اور محمد رحمہم اللہ نے بعض چیزوں میں اس کے خلاف کہا ہے۔ اور اگر ذمی ہمارے احکام پر راضی نہ ہوں تو ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں اور جب وہ راضی ہو جائیں اور مقدمہ ہمارے پاس لائیں تو لازمی ہے کہ ہم ان پر اسلامی احکام نافذ کریں اور پوری تفصیل فروعات میں ہے۔

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ خیبر فدک وغیرہ کے یہود آپ کی خدمت میں فیصلے کرانے کے لئے آتے ہیں مگر اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ اگر فیصلہ ان کی مرضی کے مطابق ہوگا تو قبول کریں گے ورنہ نہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ فیصلہ کریں یا نہ کریں اس کے بعد فرمایا

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۚ۔ اور اگر فیصلہ نہ فرمادیں۔ اِعْرَاض۔ منہ پھیرنا یعنی توجہ نہ فرمادیں تو وہ لوگ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد خاص ہے جو تمام متبعین کے لئے عام ہو گیا۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۴۲

اگر ان میں فیصلہ فرماؤ۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں۔

یعنی فیصلہ کریں اس عدل سے جس کا آپ کو حکم ہے اور وہ وہی احکام ہیں جو قرآن کریم اور شریعت اسلام میں ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر مجھے مسند افتا ملے تو میں اہل تورات کو ان کی توریت سے اور اہل انجیل کو انجیل سے فتویٰ دوں گا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۳۔

اور کیونکر وہ تم سے فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس سے منہ پھیرتے ہیں بعد اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان لانے والے۔

كَيْفَ۔ عربی میں تعجب دلانے کے لئے آتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا مسلمانوں کو تعجب دلانے کے لئے آیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں تعجیب ہے۔ تحکیم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے کہ یہود حضور ﷺ پر ایمان لائے نہیں بلکہ مخالفت کرتے ہیں اور جو حکم وہ سننا چاہتے ہیں وہ توریت میں صاف موجود ہے تو اپنی کتاب کو نہیں مانتے وہ حکم ہے شادی

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شدہ مرد عورت کے زنا کا اور توریت میں ان کے لئے حکم رجم ہے تو اگر وہ اپنی کتاب توریت پر ایمان رکھتے تو انہیں ابن صوریا ہی سے معلوم کر لینا چاہئے تھا مگر اپنی غرض اور نفسانیت سے وہ توریت کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ مانگنے کے لئے محض اپنی نفسانیت کی بناء پر آتے ہیں تا کہ ان کا کفر واضح ہو جائے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم - سورۃ مائدہ - پ ٦

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ حکم دیتے تھے اس کے مطابق نبی اور جھکنے والے اور عالم فرمانبردار اور اللہ کے ماننے والے اور فقیہ جن سے حفاظت طلب کی گئی تھی کتاب اللہ کی اور تھے وہ اس پر گواہ تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور نہ خریدو میری آیتوں کے بدلے قلیل وذلیل رقم۔

وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور جو نہ حکم کرے اللہ کے نازل کئے پر تو وہ لوگ کافر ہیں۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور ہم نے ان پر (یہود پر) واجب کیا اس میں (تورات میں) کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے تو جو دل سے بدلہ گرا دے تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جو نہ حکم کرے اللہ کے اتارے ہوئے پر تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ؕ

اور ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدم قدم عیسٰی بن مریم کو بھیجا تصدیق کرتا ہوا اس کی جو ان کے آگے تھا تورات سے اور دی ہم نے انہیں انجیل اس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق کرتی ہے جو توریت سے ہے اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔

وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور چاہئے کہ انجیل والے حکم کریں وہ جو نازل کیا اللہ نے اس میں اور جو نہ حکم کرے وہ جو نازل کیا اللہ نے تو وہی فاسق ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا
جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ
مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ
لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾

اور نازل کیا ہم نے اے محبوب تمہاری طرف کتاب کو سچائی کے ساتھ تصدیق کرتی ہے اس کی جو کتابوں سے تمہارے آگے ہے اور محافظ ہے اس پر تو حکم کرو ان میں جو نازل کیا اللہ نے اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی اس سے جو آیا ہے سچ حق چھوڑ کر ہر ایک کے لئے بنایا ہم نے تم سے ایک شریعت اور راستہ اور اگر اللہ چاہتا تو کر دیتا تم سب کو امت ایک لیکن منظور یہ ہے کہ آزمائے تمہیں جو دیا تم کو تو بھلائیوں کی طرف سبقت کرو اللہ کی طرف تمہارا لوٹنا ہے سب کا وہ تمہیں بتادے گا جس میں تم اختلاف کر رہے ہو۔

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ
بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور یہ کہ حکم کرو ان میں اس سے جو اللہ نے اتارا اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی اور ان سے بچتے رہو کہ کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں کسی حکم سے جو اتارا اللہ نے تمہاری طرف تو اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے یہ کہ پہنچے انہیں بوجہ بعض گناہوں کے سزا اور بے شک بہت لوگوں میں سے فاسق ہیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ
اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۧ﴿۵۰﴾

تو کیا حکم جاہلیت کا چاہتے ہو اور کون ہے بہتر اللہ سے حکم دینے میں یقین کرنے والوں کے لئے۔

حل لغات رکوع ہفتم ۔ سورۃ مائدہ ۔ پ ٦

اِنَّآ۔ بے شک	اَنْزَلْنَا۔ اتاری ہم نے	التَّوْرٰىةَ۔ توریت	فِيْهَا۔ اس میں
هُدًى۔ ہدایت	وَّ۔ اور	نُوْرٌ۔ نور تھا	يَحْكُمُ۔ فیصلہ کرتے تھے
بِهَا۔ اس کے ساتھ	النَّبِيُّوْنَ۔ نبی	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اَسْلَمُوْا۔ فرمانبردار تھے
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے جو	هَادُوْا۔ یہودی ہوئے	وَ۔ اور	الرَّبّٰنِيُّوْنَ۔ اللہ والے
وَ۔ اور	الْاَحْبَارُ۔ علماء	بِمَا۔ جن سے	اسْتُحْفِظُوْا۔ حفاظت چاہی
گئی تھی	مِنْ كِتٰبِ۔ کتاب	اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور
كَانُوْا۔ تھے	عَلَيْهِ۔ اس پر	شُهَدَآءَ۔ گواہ	فَلَا۔ تو نہ
تَخْشَوُا۔ ڈرو	النَّاسَ۔ لوگوں سے	وَ۔ اور	اخْشَوْنِ۔ ڈرو مجھ سے

MARKAZ ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	لَا۔نہ	تَشۡتَرُوۡا۔خریدو	بِاٰیٰتِیۡ۔میری آیات کے بدلے
ثَمَنًا۔قیمت	قَلِیۡلًا۔تھوڑی	وَ۔اور	مَنۡ۔جو
لَّمۡ۔نہ	یَحۡکُمۡ۔فیصلہ کرے	بِمَآ۔وہ جو	اَنۡزَلَ۔اتارا
اللّٰهُ۔اللہ نے	فَاُولٰٓئِکَ۔تو وہ	هُمُ۔وہی ہیں	الۡکٰفِرُوۡنَ۔کافر
وَ۔اور	کَتَبۡنَا۔لکھا ہم نے	عَلَیۡهِمۡ۔ان پر	فِیۡهَآ۔اس میں
اَنَّ۔بے شک	النَّفۡسَ۔جان	بِالنَّفۡسِ۔بدلے جان کے	وَ۔اور
الۡعَیۡنَ۔آنکھ	بِالۡعَیۡنِ۔بدلے آنکھ کے	وَ۔اور	الۡاَنۡفَ۔ناک
بِالۡاَنۡفِ۔بدلے ناک کے	وَ۔اور	الۡاُذُنَ۔کان	بِالۡاُذُنِ۔بدلے کان کے
وَ۔اور	السِّنَّ۔دانت	بِالسِّنِّ۔بدلے دانت کے	وَ۔اور
الۡجُرُوۡحَ۔زخموں کا	قِصَاصٌ۔بدلہ ہے	فَمَنۡ۔تو جو	تَصَدَّقَ۔صدقہ کرے
بِهٖ۔اس کا	فَهُوَ۔تو وہ	کَفَّارَةٌ۔کفارہ ہے	لَّهٗ۔اس کے لئے
وَ۔اور	مَنۡ۔جو	لَّمۡ۔نہ	یَحۡکُمۡ۔حکم کرے
بِمَآ۔اس پر جو	اَنۡزَلَ۔اتارا	اللّٰهُ۔اللہ نے	فَاُولٰٓئِکَ۔تو یہ
هُمُ۔وہی ہیں	الظّٰلِمُوۡنَ۔ظالم	وَ۔اور	قَفَّیۡنَا۔پیچھے بھیجا ہم نے
عَلٰٓی۔اوپر	اٰثَارِ۔قدموں	هِمۡ۔ان کے کے	بِعِیۡسَی۔عیسیٰ
ابۡنِ۔بیٹے	مَرۡیَمَ۔مریم کو	مُصَدِّقًا۔تصدیق کرتے	لِّمَا۔اس کی
بَیۡنَ یَدَیۡهِ۔جو ان سے آگے ہے		مِنَ التَّوۡرٰىةِ۔تورات سے	وَ۔اور
اٰتَیۡنٰهُ۔دی ہم نے اس کو	الۡاِنۡجِیۡلَ۔انجیل	فِیۡهِ۔اس میں	هُدًی۔ہدایت
وَّ۔اور	مَوۡعِظَةً۔نصیحت تھی	لِّلۡمُتَّقِیۡنَ۔پرہیزگاروں کیلئے	وَ۔اور
لۡیَحۡکُمۡ۔چاہئے کہ حکم کریں	اَهۡلُ الۡاِنۡجِیۡلِ۔انجیل والے	بِمَآ۔اس پر جو	اَنۡزَلَ۔اتارا
اللّٰهُ۔اللہ نے	فِیۡهِ۔اس میں	وَ۔اور	مَنۡ۔جو
لَّمۡ۔نہ	یَحۡکُمۡ۔حکم کرے	بِمَآ۔اس پر جو	اَنۡزَلَ۔اتارا
اللّٰهُ۔اللہ نے	فَاُولٰٓئِکَ۔تو وہ	هُمُ۔وہی ہیں	الۡفٰسِقُوۡنَ۔فاسق
وَ۔اور	اَنۡزَلۡنَآ۔اتاری ہم نے	اِلَیۡکَ۔تیری طرف	الۡکِتٰبَ۔کتاب
بِالۡحَقِّ۔حق کے ساتھ	مُصَدِّقًا۔تصدیق کرتا	لِّمَا۔اس کی جو	بَیۡنَ۔آگے
یَدَیۡهِ۔اس کے ہے	مِنَ الۡکِتٰبِ۔کتاب سے	وَ۔اور	مُهَیۡمِنًا۔محافظ ہے
عَلَیۡهِ۔اس پر	فَاحۡکُمۡ۔تو فیصلہ کر	بَیۡنَهُمۡ۔ان میں	بِمَآ۔اس پر جو
اَنۡزَلَ۔اتارا	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	لَا۔نہ

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تَتَّبِعْ۔ پیروی کر	اَهْوَآءَ۔ خواہشات	هُمْ۔ ان کی کی	عَمَّا۔ اس سے جو
جَآءَ۔ آیا	كَ۔ تیرے پاس	مِنَ الْحَقِّ۔ حق	لِكُلٍّ۔ ہر ایک کے لئے
جَعَلْنَا۔ بنائی ہم نے	مِنْكُمْ۔ تم سے	شِرْعَةً۔ شریعت	وَّ۔ اور
مِنْهَاجًا۔ رستہ	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہتا
اللهُ۔ الله	لَجَعَلَكُمْ۔ تو بنا دیتا تم کو	اُمَّةً۔ امت	وَّاحِدَةً۔ ایک
وَّ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن	لِّيَبْلُوَ۔ تاکہ آزمائے	كُمْ۔ تم کو
فِيْ مَآ۔ اس میں جو	اٰتٰىكُمْ۔ دیا تم کو	فَاسْتَبِقُوا۔ تو دوڑو	الْخَيْرٰتِ۔ نیکیوں کی طرف
اِلَى۔ طرف	اللهِ۔ الله کی ہے	مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا	جَمِيْعًا۔ سب کا
فَيُنَبِّئُكُمْ۔ پھر خبر دے گا تم کو	بِمَا۔ اس کی	كُنْتُمْ۔ کہ تھے تم	فِيْهِ۔ اس میں
تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	وَ۔ اور	اَنِ۔ یہ کہ	احْكُمْ۔ حکم کرے
بِمَآ۔ اس پر جو	اَنْزَلَ۔ اتارا	اللهُ۔ الله نے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَتَّبِعْ۔ پیروی کر	هْوَآءَ۔ خواہشات	هُمْ۔ ان کی
وَ۔ اور	احْذَرْ۔ بچتے رہو	هُمْ۔ ان سے	اَنْ۔ یہ کہ
يَّفْتِنُوْ۔ فتنہ میں ڈالیں	كَ۔ تجھ کو	عَنْۢ۔ بعض	بَعْضِ۔ اس سے جو
مَآ۔ جو	اَنْزَلَ۔ اتارا	اللهُ۔ الله نے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف
فَاِنْ۔ پھر اگر	تَوَلَّوْا۔ منہ پھیریں	فَاعْلَمْ۔ تو جان لے	اَنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ
يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے	اللهُ۔ الله	اَنْ۔ یہ کہ	يُّصِيْبَهُمْ۔ پہنچے ان کو
بِبَعْضِ۔ ان کے بعض	ذُنُوْبِهِمْ۔ گناہوں کا بدلہ	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک
كَثِيْرًا۔ بہت سے	مِّنَ النَّاسِ۔ لوگ	لَفٰسِقُوْنَ۔ فاسق ہیں	اَ۔ کیا
فَحُكْمَ۔ حکم	الْجَاهِلِيَّةِ۔ جاہلیت کا	يَبْغُوْنَ۔ چاہتے ہیں	وَ۔ اور
مَنْ۔ کون	اَحْسَنُ۔ اچھا ہے	مِنَ اللهِ۔ الله سے	حُكْمًا۔ حکم میں
لِّقَوْمٍ۔ اس قوم کے لئے	يُّوْقِنُوْنَ۔ جو یقین والے ہیں		

مختصر تفسیر رکوع ہفتم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ٦

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ
الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾

بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم دیتے ہیں اس کے ماتحت یہود کو ہمارے فرمانبردار نبی اور ربانی لوگ یعنی عالم اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی اور وہ اس پر گواہ تھے تو نہ خوف کرو لوگوں کا اور مجھ سے ڈرو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل وقلیل قیمت نہ لو اور جو حکم نہ کرے اللہ کے اتارے ہوئے پر تو وہی لوگ کافر ہیں۔

توریت کی صفت میں ارشاد ہے فِیۡهَا هُدًى یعنی اس کتاب میں ہدایت ہے یعنی ارشاد الی الحق لوگوں کے لئے اور نور یعنی ضیا اور ایسی ضیاء جس سے وہ انکشاف حاصل ہوتا ہے جو آپ چاہیں ان پر (روح المعانی) علامہ زجاج نے کہا فِیۡهَا هُدًى وہ بیان اس حکم کا ہے جو یہودی آ کر حضور سے استفسار کرتے ہیں اور نور وہ بیان ہے کہ بے شک حضور نے جو انہیں حکم دیا وہ حق ہے (روح المعانی) اس کتاب توریت کے مطابق۔

یَحۡكُمُ بِهَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا۔ سابقہ انبیاء کرام جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گزرے جبکہ توریت منسوخ نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ زبور وانجیل پر ان کے احکام جاری ہوئے۔ یہ انبیاء ہزاروں تھے جو صاحب کتاب نہ تھے توریت پر ہی عمل کرتے تھے اور ان کے علماء خدا ترس جنہیں ربانی فرمایا اور احبار یعنی فقہاء یہود حکم کیا کرتے تھے اور بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ اور ان سے کتاب اللہ یعنی توریت کی حفاظت چاہی گئی کہ اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں۔ اس کے درس دیں تاکہ ان سے کتاب فراموش نہ ہو جائے اور اس کے احکام نسیاً منسیاً نہ ہوں۔ (خازن)

اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ توریت کے مطابق انبیاء کرام کا حکم دینا اس امر کو واضح کرتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ترک کا ہمیں نہ فرمایا ہو اور وہ منسوخ نہ ہوا ہو وہ بھی ہم پر لازم ہے جیسے محصنہ زانیہ اور زانی کے رجم کا حکم تورات میں تھا تو اگرچہ قرآن کریم میں وہ بالوضاحت نہ ہو مگر تورات کے سابقہ احکام جو غیر منسوخ ہیں ان میں سے ایک حکم رجم کا ہے وہ ہماری شریعت میں لازماً مشروع ہے۔ (جمل، تفسیر ابوالسعود)

وَكَانُوۡا عَلَیۡهِ شُهَدَآءَ۔ یعنی یہود کے علماء اس پر شاہد تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حکم رجم توریت میں مذکور ہے اور وہ آج تک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی مشروع ہے۔ تو

فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ۔ اے یہودیو لوگوں سے ڈر کر احکام نہ بدلو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل وقلیل رقم لے کر من گھڑت احکام نہ دو۔ اس لئے کہ احکام الٰہیہ کی تبدیلی بھی صورت ممنوع ہے خواہ لوگوں کے خوف سے ہو یا عوام کی ناراضگی کے ڈر سے یا مال وجاہ کے اور رشوت کے طمع سے یہ سب کچھ حرام مطلق ہے۔ ایمان والوں کو صرف میرا خوف رکھنا ضروری ہے اور جو اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے خلاف حکم دے وہ کافر ہے کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَتَبۡنَا عَلَیۡهِمۡ فِیۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَالۡعَیۡنَ بِالۡعَیۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اگرچہ یہ بیان جوتوریت میں یہود کے لئے تھا۔تورات کے ہی حوالہ سے کلام پاک میں وارد ہوامگر چونکہ ہمیں ان کے ترک کرنے یااس کے منسوخ ہونے کی کوئی خبرنہیں ملی اس لئے ہم پر بھی احکام لازم وواجب ہیں۔اس لئے کہ شریعت مطہرہ میں یہ اصول ہے کہ شرائع سابقہ کے جواحکام ہم تک پہنچیں اوروہ منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں تو وہ ہمارے لئے بھی بحالہ واجب ولازم ہیں جیسا کہ پہلی آیتوں میں بیان ہوچکا۔

دوسری واضح صورت آیۃ کریمہ سے یہ نکلی کہ شریعت محمدیہ ﷺ میں بھی وہی حکم ہے جوشریعت موسوی علیہ السلام میں تھا کہ اگرکسی نے کسی کوقتل کردیا تواس کی جان مقتول کے بدلہ میں ماخوذ کی جائے گی۔خواہ وہ مقتول مرد ہویاعورت۔آزاد ہو یا غلام۔مسلم ہویاذمی۔اس لئے حکم میں اطلاق ہےاور اَلْمُطْلَقُ يَجْرِي عَلٰى اِطْلَاقِهٖ اصول ہے۔

شان نزول بھی یہی بتارہاہے کہ یہود نے حکم میں جوتبدیلی کی کہ مردکوعورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھےتو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اوران کی اس رسم کاردکیا۔(مدارک رواہ ابن عباس)

دوسرے یہ بھی واضح ہواکہ مماثلت ومساوات کی رعایت ضروری ہےیعنی آنکھ کے مجرم کوآنکھ کی سزا۔ناک کے مجرم کو ناک کی۔کان کے مجرم کوکان کی دانت کے مجرم کودانت کی اور ہرزخم کے بدلے زخم کی سزاشریعت میں ہے۔نہ یہ کہ برسوں مہینوں حوالات میں رکھ کرمہینوں برسوں کی سزادےکرچھوڑ دیا جائے۔

تیسرے یہ بھی واضح ہواکہ قاتل یاجنایت کرنے والےاپنے جرم پر نادم ہوکروبال آخرت سے بچنے کے لئے بخوشی اپنے اوپرحکم شرع جاری کرائے توصرف قصاص ہی یعنی دنیا کی سزاہی اس کے جرم کاکفارہ ہوجائے گااور آخرت میں اس کی گرفت میں عذاب نہ ہوگا۔(جمل وجلالین)

بعض مفسرین مثل روح المعانی۔مدارک رحمہم اللہ وغیرہ کہ اس طرف گئے کہ صاحب حق اگرقصاص معاف کردےتو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہے۔

اورتفسیراحمدی میں ہے کہ یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوں گے جب صاحب حق معاف نہ کرےاوراگرمعاف کر دےتوقصاص ساقط ہوجائے گا۔

دیلمی رحمہ اللہ نے ابن عمررضی اللہ عنہما سے اس پر یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اورفرمایا یہ وہ آدمی ہے کہ اس کادانت توڑاگیایااس کاجسم مجروح کیاگیاپھراس نے معاف کردیاتواپنے جسم کی جتنی دیت اس نے معاف کی ہےاسی مقدار کے مطابق اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔اگروہ آدھی دیت ہےتواس کے آدھے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراگرچوتھا حصہ دیت ہےتواس کے چوتھا حصہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراگرتیسرا حصہ دیت ہےتو اس کے تیسرا حصہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراگرپوری دیت ہےتواس کےسارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

اورعدی بن ثابت سے مروی ہے کہ عہدمعاویہ میں ایک مقدمہ پر یہ حدیث سنائی گئی۔روح المعانی

ایک آدمی نے امیرمعاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی کامنہ زخمی کردیااس نے دیت دی اس نے قصاص کا مطالبہ کیاتواس نے دیت دگنی کردی اس نے پھرانکارکردیااس نے دیت تین گناہ کردی۔اس نے پھرانکارکردیاتونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے یہ حدیث سنائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاجوآدمی خون کایااس سے کم

www.waseemziyai.com

کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے پیدائش سے لے کر مرنے تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو معاف کر دے اللہ کے واسطے کسی کا خون وہ اس کے لئے پیدائش کے دن سے مرنے کے دن تک کے لئے کفارہ ہے۔

نہ یہ کہ انگریزی قانون کی طرح کہ صاحب حق کو حق معافی ہی نہیں بلکہ اس کی مدعی خود حکومت ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر وعید سنایا گیا کہ جو حکم الٰہی عزوجل کے خلاف حکم دے وہ ظالم ہیں۔

اب احکام توریت کا بیان کر کے احکام انجیل کا ذکر شروع ہوا۔ اس میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصدق توریت تھے اور تسلیم کرتے تھے کہ وہ منزل من اللہ عزوجل ہے اور نسخ سے قبل اس پر عمل واجب تھا۔ پھر شریعت عیسوی میں جو اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے وہ منسوخ مانے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور بھیجا ہم نے ان نبیوں کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق کرتی ہے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔ اور چاہئے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارا اور جو اللہ کے اتارے ہوئے نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

قَفَّيْنَا۔ تَقْفِيَةً۔ سے بنا اس کے معنی پیچھے چلانا یا بھیجنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائے اور آپ علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی نبی نہ تھا اس لئے قَفَّيْنَا فرمایا آثار جمع ہے اثر کی اس کے معنی ہیں نشان قدم مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ مُصَدِّقًا کے معنی سچا کہنے والا۔ عیسیٰ علیہ السلام زبور اور تمام آسمانی کتابوں کے مصدق تھے۔ کیونکہ یہاں خطاب یہود سے ہے اس لئے توریت کا ذکر فرمایا توریت نے ان کے آنے کی خبر دی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ۔ اس آیت کریمہ میں انجیل کے لئے لفظ هُدًى دو جگہ ارشاد ہوا۔ پہلی جگہ ضلالت و جہالت سے بچانے کے لئے رہنمائی مراد ہے۔ دوسری جگہ هُدًى سے حضور سید یوم النشور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت مراد ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرف لوگوں کی رہنمائی ہدایت ہے۔

نور سے مراد اعمال صالحہ ہیں یعنی ہم نے وہ انجیل دی جس میں ہدایت و نور تھا۔

اسی بناء پر فرمایا وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ۔ یعنی چونکہ انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی نبوت تسلیم کرنے کا حکم ہے لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے اس کی تصدیق کرو اور جو نہ مانے اور اپنی مرضی سے حکم دے وہ فاسق یعنی کافر ہے۔

اہل انجیل سے مراد عیسائی ہیں بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد انجیل کے احکام پر فیصلہ کرنا ہے۔ قرآن پاک نے انجیل کی

تصدیق فرمادی۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ بدعقیدگی جو کفر تک پہنچ جائے فسق ہے یعنی جو حکم الٰہی عزوجل کو غلط سمجھ کر اس پر فیصلہ نہ کرے اور رواج کے قانون کو ٹھیک سمجھے وہ کافر ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾۔

اور (اے محبوب) ہم نے نازل کی آپ کی طرف سچی کتاب پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں (یہودیوں میں) فیصلہ کیجئے اللہ کے نازل کئے ہوئے سے اور (ہر سننے والے کو) ان کی (یہودیوں کی) خواہشوں کی پیروی نہ کرنا چاہئے اپنے پاس آیا ہوا چھوڑ کر ہر ایک کے لئے ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر اسے منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف مسابقت کرو تم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہی ہے تو وہ تمہیں بتادے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔

نبوت اور قرآن کریم کے نزول کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین منکر تھے۔ تیئس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اسی لئے نَزَّلْنَا فرمایا گیا۔ بعض آیات بلا واسطہ بھی حضور علیہ السلام پر نازل ہوئیں جیسے سورۃ بقرہ کی آخری آیات شب معراج وغیرہ میں اِلَيْكَ فرمایا گیا۔ یعنی حضور علیہ السلام پر نازل کیا گیا۔ اَلرَّسُوْل سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے قرآن کریم مراد ہے۔ بِالْحَقِّ۔ قرآن کریم حق ہے۔

یعنی جو کتاب قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ اپنے تفوق مطلقہ میں تمام کتب سماویہ پر فرد کامل ہے اور متلبس بالحق والصدق ہے اور مصدق ہے کتب سابقہ توریت۔ انجیل۔ زبور کی اور مہیمن ہے اس کی۔

علامہ خلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَیْ شَاهِدًا عَلَيْهِ بِاَنَّهُ الْحَقُّ یہ کتاب اس کی گواہ ہے کہ وہ حق ہے۔

مبرد اور ابن قتیبہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں اِنَّ الْمُهَيْمِنَ اَصْلُهُ الْمُؤْمِنَ وَ هُوَ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَصُغِّرَ وَ اُبْدِلَتْ هَمْزَتُهُ هَاءً ا مہیمن کی اصل مومن ہے اور یہ اللہ کے ناموں سے ایک نام ہے تو اس کی تصغیر کی گئی اور ہمزہ ہا سے بدل دیا مہیمن ہو گیا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْكِتَابَ مُهَيْمِنٌ لِنَبِيِّنَا وَالْحَقُّ يَصْرِفُهٗ ذَوُوالْاَلْبَاب

اس شعر میں مہیمن بمعنی گواہ ہے۔ اس کا فعل ہیمن جیسے بیسر۔ سیطر۔ بیقر یہ پانچ لفظ ہی اس وزن پر آتے ہیں چھٹا لفظ نہیں ہے۔ (روح المعانی)

ابن محیض اور مجاہد رحمہم اللہ کہتے ہیں اِنَّهُمَا قَرَاٰ مُهَيْمَنًا بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَالْمَعْنٰى اِنَّهٗ حُوْفِظَ مِنَ التَّحْرِيْفِ وَالتَّبْدِيْلِ وَالْحَافِظُ لَهٗ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

مہیمن بفتح میم ہے اس کے معنی ہیں حفاظت کی گئی تحریف وتبدیل سے اور اس کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩ ۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۔ پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یُرِیْدُ مَا حَرَفُوا وَبَدَّ لُو امِنْ اَمْرِ الرَّجْمِ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہودی اپنی تحریف وتبدیل پر معاملہ رجم میں فیصلہ چاہیں گے تو آپ ان کی خواہشات کی موافقت میں امر رجم محصنہ ومحصن زنا کاروں کا نہ چھوڑیں بلکہ جو حکم آپ کی طرف حق آیا ہے اس پر عمل فرمائیں۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ۔ شرعۃ بکسر شین ہے اور یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ نے شرعۃ بفتح شین پڑھا اور اس کے معنی اصلی راستہ کے ہیں جو ظاہر ومبرہن ہو اور جانے والے کو بحالت نجسی پاکی کی جگہ تک پہنچادے اور اس سے مراد دین ہے اور اس کا استعمال ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ راستہ مطلوب ہو جو موصل ہو اس راستہ کا جو سبب ہو حیات ابدیہ کا جیسے پانی سبب ہے حیات فانیہ کا۔

راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سُمِّیَ الدِّیْن شَرِیْعَةً تَشْبِیْهًا لِشَرِیْعَتِه الْمَاءِ دین کو شریعت کہا گیا اس مشابہت سے کہ پانی تک جانے کے راستہ کو شریعت کہتے ہیں۔

اور منہاج کشادہ راستہ کو کہتے ہیں یا وہ طریقہ واضح جو دین میں ہو۔ مبرد کے نزدیک اَلشَّرْعِیَةُ اِبْتِدَاءُ الطَّرِیْقِ وَالْمِنْهَاجُ الطَّرِیْقُ الْمُسْتَقِیْمُ شریعت ابتدائے طریق کو کہتے ہیں اور منہاج سیدھے راہ کو۔ (روح المعانی)

ایک قول یہ بھی ہے کہ شرعہ اور منہاج کے ایک ہی معنی ہیں اور تکریر برائے تاکید ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ منہاج سے مراد دلیل ہے اور شرعہ بمعنی طریق ہے۔ عام اس سے کہ واضح ہو یا نہ ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ شرعیۃ سے مراد ذات اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور منہاج سے مراد قرآن کریم ہے۔

آگے جو ارشاد ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام جماعتیں ایک دین واحد پر متفق ہو جاتیں اور سب ملت واحد ہوتی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل چاہتا تو ایک ہی دین ایک ہی شریعت تمام لوگوں کے لئے آتے حضرت آدم علیہ السلام کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ہی دین رہتا۔ وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ۔

مگر ایسا اللہ تعالیٰ عزوجل نے نہ چاہا بلکہ جو نظر آرہا ہے وہی مشیت الٰہی عزوجل ہوئی تاکہ ہمارے تمہارے مابین وہی معاملہ جو ایک امتحان کے نتیجہ میں ہوتا ہے شرائع مختلفہ کے ساتھ ہر زمانہ میں اس اختلاف میں معاش ومعاد میں بھی امتحان ہے اور خواہشات کے متبعین اور اشتراء ضلالت کی کیفیت بھی منکشف ہوتی ہے اور اعلان عام فرمادیا گیا۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۔ استباق۔ کے معنی ایک دوسرے سے سبقت لے جانا۔ ایمان میں جلدی کرنا۔ خیرات کے معانی اچھے اعمال وعقیدہ ہے۔

یعنی جب علیحدہ علیحدہ طریقے لوگوں میں ہیں تو تم مسابقت بالخیرات کی طرف رجوع ہو جو تمہارے لئے دارین میں بہتر ہے۔ عقائد حقہ اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے اوراق زندگی کو مزین رکھو تاکہ مقربین میں شمار کئے جاؤ۔ پھر وعید ہے کہ جیسے بھی تم رہو ہو آخر تمہیں لوٹ کر آنا ہماری طرف ہے اس وقت تم پر واضح ہوگا کہ تمہارے اَهْوَآءَ کی پیروی کا کیا نتیجہ مل رہا ہے پھر کتاب پر ہی عطف فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ ہم نے کتاب تمہاری طرف نازل فرمائی اور اب ہمارا تمہارے لئے یہ حکم

www.waseemziyai.com

ہے کہ (روح المعانی)

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا۔ تم سب نے آخر کار اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اس دن تمہارا رب تمہارے باطل اختلاف کا فیصلہ دے گا۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

اور یہ کہ حکم کروان یہودیوں میں اس کے مطابق جو اللہ نے نازل فرمایا اور نہ چلو ان کی خواہشوں پر اور ان سے بچتے رہو تا کہ تمہیں کہیں لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو اللہ نے تمہاری طرف اتارا تو اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی سزا انہیں پہنچانا چاہتا ہے اور بے شک اکثر آدمیوں میں سے فاسق متمرد ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور کون ہے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اس قوم کے لئے جو یقین رکھتی ہے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ ان آیات کے تمام خطابات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں۔ یا مسلمان حکام سے ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام پر اہل کتاب کا فیصلہ کرنا ضروری نہ تھا۔

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ اَهْوَآءَ نفسانی خواہش یعنی اہل کتاب کی نفسانی خواہش پوری نہ کرو بلکہ اسلامی احکام کی روشنی میں فیصلہ کرو۔

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ط۔ حَذَر سے مراد احتیاط کرنا ہے بعض سے مراد وہ خاص قتل کا فیصلہ کرنا ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ منہ پھیرنا جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے وہ اگر حق فیصلہ سے منہ پھیریں اور اسے قبول نہ کریں۔

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ط۔ دنیاوی سزا یعنی ان کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونا۔ ان پر جزیہ مقرر ہونا۔ جلاوطن ہونا وغیرہ۔ ذُنُوْبِهِمْ سے مراد ظلم کرنے کی سزا اور آخرت میں بقیہ سزا دینا۔ ان میں سے اکثر کافر ہیں۔ فاسقون سے مراد کفر ہے مگر بعض نرم ہیں اور بعض سرکش ہیں۔ ناس سے مراد تمام انسان ہیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ اس سے مراد زمانہ فترت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے پانچ سو ستر سال رہا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اچھے حکم والا ہے۔

ان آیات میں عامہ مومنین کو استقامت علی الدین کی تعلیم دی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کہ کوئی قبیلہ والا کسی قبیلے کے معاملہ میں آپ سے خلاف مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ آکر حکم چاہے تو ہرگز منظور نہ فرمائیں۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نضیر اور بنی قریظہ یہودی تھے ان میں باہم جنگ وجدال رہتی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دونوں قبیلے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور صلی اللہ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

علیہ وسلم ہم دونوں ایک برادری ہیں ایک جدی خاندان ہیں ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی تورات کو ہم دونوں مانتے ہیں۔

لیکن اگر بنی نضیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کا خون بہا ہمیں ستر وسق کھجور دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی بنی قریظہ کا آدمی مار دے تو وہ ہم سے ایک سو چالیس وسق کھجور وصول کرتے ہیں۔ آپ اس کا فیصلہ ہمارے حق میں فرما دیں۔ ہم سب ایمان لانے کے لئے تیار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انکار فرما دیا۔ حضور علیہ السلام کی تائید میں یہ آیات وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ نازل ہوئی۔ خازن۔ روح المعانی

جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کے قتل کا مقدمہ پیش ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظی اور نضیری دونوں کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ خون کا حکم تمام قوموں پر برابر ہے ہمارے ہاں صدیوں سے یہ رواج ہے کہ ایک نضیری کے عوض دو قریظی قتل کیے جاتے ہیں آپ اس رواج کے مطابق فیصلہ فرمائیے تب اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

یہ سن کر قریظی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ کا فیصلہ نہیں مانتے۔ آپ معاذ اللہ ہمیں ذلیل کرنے کی نیت سے ایسا فیصلہ دیتے ہیں۔ آپ ہمارے دشمن ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس کے بعد رکوع شروع ہے اس میں جو بیان ہے اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے ہر مسلمان کو محترز اور مجتنب رہنا چاہئے۔ ان سے دوستی و موالات ان کی مدد کرنا ان کے ساتھ روابط محبت و وداد برتنا اسلام میں ممنوع ہے۔ اس کا شان نزول کسی خاص واقعہ کے ساتھ وابستہ ضرور ہے۔ مگر یہ اصول ہے کہ مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں ہوتا جب تک مخصص موجود نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم ۔سورۃ مائدہ ۔پ ۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

اے ایمان والو نہ پکڑو یہود و نصاریٰ کو دوست آپس میں ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو دوستی کرے گا تم سے ان کے ساتھ وہ انہی میں ہے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالم قوم کو۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

تو دیکھو گے تم انہیں کہ جن کے دلوں میں آزار ہے دوڑتے ہیں ان میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آ جائے تو قریب ہے کہ اللہ لا دے فتح یا اپنی طرف سے کوئی حکم تو صبح کریں گے اپنی چھپائی پر اپنے دلوں میں پچھتاتے ہوئے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور کہتے ہیں ان سے جو آپ پر ایمان لائے ہیں کیا یہی ہیں وہ جو قسم کھا چکے تھے اللہ کی اپنے حلف میں اب وہ ان کے ساتھ ہیں۔ اکارت گئے ان کے عمل تو صبح کی نقصان میں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

اے ایمان والو جو بھی پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے تو عنقریب لائے گا اللہ ایسی قوم جو محبت رکھتی ہو گی اللہ سے اور وہ اللہ کی محبوب ہے نہایت نرم مومنوں پر اور سخت کافروں پر جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہیں خوف کھائے گی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ایسے کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے رکوع میں ہیں اور جو جھکے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع

اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کی طرف تو بے شک لشکر الٰہی ہی غالب ہے۔

حل لغات رکوع ہشتم۔ سورۂ مائدہ۔ پ ٦

يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَتَّخِذُوا۔ بناؤ	الْيَهُوْدَ۔ یہود	وَ۔ اور	النَّصٰرٰٓى۔ نصاریٰ کو
اَوْلِيَآءَ۔ دوست	بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا	اَوْلِيَآءُ۔ دوست ہے	بَعْضٍ۔ بعض کا
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّتَوَلَّهُمْ۔ دوستی رکھے ان سے	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
فَاِنَّهٗ۔ تو وہ	مِنْهُمْ۔ انہی سے ہے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
لَا۔ نہیں	يَهْدِى۔ ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔ قوم	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم کو
فَتَرَى۔ تو دیکھے گا	الَّذِيْنَ۔ ان کو کہ	فِىْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے
مَّرَضٌ۔ بیماری ہے	يُّسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے ہیں	فِيْهِمْ۔ ان میں	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
نَخْشٰٓى۔ ہم ڈرتے ہیں	اَنْ۔ یہ کہ	تُصِيْبَنَا۔ پہنچے ہمیں	دَآئِرَةٌ۔ کوئی مصیبت
فَعَسَى۔ تو قریب ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	اَنْ۔ یہ کہ	يَّاْتِىَ۔ لائے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بِالْفَتْحِ۔ فتح	اَوْ۔ یا	اَمْرٍ۔ کوئی حکم	مِّنْ عِنْدِهٖ۔ اپنا
فَيُصْبِحُوْا۔ پھر ہو جائیں	عَلٰى۔ اوپر	مَآ۔ اس کے	اَسَرُّوْا۔ جو چھپایا انہوں نے
فِيْٓ۔ بیچ	اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے	نٰدِمِيْنَ۔ پشیمان	وَ۔ اور
يَقُوْلُ۔ کہتے ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ مومن ہیں	اَ۔ کیا
هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ	الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں کہ	اَقْسَمُوْا۔ قسمیں کھائیں انہوں نے	
بِاللّٰهِ۔ اللہ کی	جَهْدَ۔ مضبوط	اَيْمَانِهِمْ۔ قسمیں	اِنَّهُمْ۔ کہ بے شک وہ
لَمَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ہیں	حَبِطَتْ۔ ضائع ہوئے	اَعْمَالُهُمْ۔ ان کے عمل	فَاَصْبَحُوْا۔ تو ہو گئے
خٰسِرِيْنَ۔ خسارہ اٹھانے والے	يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
مَنْ۔ جو	يَّرْتَدَّ۔ پھر جائے گا	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	عَنْ دِيْنِهٖ۔ اپنے دین سے
فَسَوْفَ۔ تو جلدی	يَاْتِي۔ لائے گا	اللّٰهُ۔ اللہ	بِقَوْمٍ۔ ایسی قوم
يُّحِبُّهُمْ۔ کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے		وَ۔ اور	يُحِبُّوْنَهٗٓ۔ وہ اللہ کو دوست
رکھتے ہیں	اَذِلَّةٍ۔ نرم	عَلَى۔ اوپر	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے
اَعِزَّةٍ۔ سخت	عَلَى۔ اوپر	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے	يُجَاهِدُوْنَ۔ جہاد کریں گے
فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يَخَافُوْنَ۔ ڈریں گے	لَوْمَةَ۔ ملامت	لَآئِمٍ۔ ملامت کرنے والے سے
ذٰلِكَ۔ یہ	فَضْلُ اللّٰهِ۔ فضل ہے اللہ کا	يُؤْتِيْهِ۔ دیتا ہے یہ	مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	وَاسِعٌ۔ فراخی والا
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	وَلِيُّكُمُ۔ کہ تمہارا دوست	اللّٰهُ۔ اللہ ہے
وَ۔ اور	رَسُوْلُهٗ۔ اس کا رسول	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوا۔ مومن ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُقِيْمُوْنَ۔ قائم کرتے ہیں	الصَّلٰوةَ۔ نماز
وَ۔ اور	يُؤْتُوْنَ۔ دیتے ہیں	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ	رٰكِعُوْنَ۔ رکوع میں ہیں	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يَّتَوَلَّ۔ دوستی رکھے	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول سے
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ ان سے جو	اٰمَنُوْا۔ مومن ہیں	فَاِنَّ۔ تو بے شک
حِزْبَ۔ لشکر	اللّٰهِ۔ اللہ کا	هُمُ۔ وہی ہیں	الْغٰلِبُوْنَ۔ غالب

مختصر تفسیر رکوع ہشتم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ٦

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ
فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اے ایمان والونہ پکڑو یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو دوستی رکھے ان سے تم میں سے تو وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔

شانِ نزول

ایک دفعہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بنی حارث بن خزرج قبیلہ سے تھے۔ انصاری خزرجی تھے۔ بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی بہت بڑی جماعت جو بہت ہی زیادہ دولت مند ہیں میری ان سے دوستی تھی میں نے ان سب کی محبتوں کو قربان کر دیا ہے عبداللہ بن ابی بن سلول اتفاق سے وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ میں نے یہود سے اپنے تعلقات ختم نہیں کئے کیونکہ مجھے تعلق رکھنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ پیش آنے والے حوادث کا خطرہ ہے اس وجہ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کی محبت تو ہی کر سکتا ہے عبادہ نہیں کر سکتے۔ وہ بولا ان سے محبت ہی منظور ہے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تفسیر خازن۔ روح المعانی

مدارک میں ہے کہ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہو خواہ یہودی ہو جھودی۔ مرزائی ہو یا عیسائی اور ان میں باہمی اختلاف بھی ہوں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ کے وقت سب ایک ہوں گے۔ اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ۔ ہر مسلمان پر یہود و نصاریٰ کی دوستی حرام ہے۔

خازن و مدارک نے مزید توضیح کی اور روح المعانی بھی ایسا ہی مضمون پیش کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں شدت سے تاکید کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ۔ عیسائی۔ مرزائی بے دین فرقوں سے علیحدہ رہنا لازم وواجب ہے۔

اَوْلِیَآءُ۔ جمع ہے ولی کی اس کے معنی ہیں قرب۔ محبت۔ ولایت۔ مدد۔ نصرت۔ یہود و نصاریٰ کو بھی دوست نہ بناؤ۔

بحث لفظ ولی

اَلْوُلِیُ : اَلْوِلَاءُ وَالتَّوَالِی اَنْ یَحْصُلَ شَیْئَانِ فَصَاعِدًا حُصُوْلاً لَیْسَ بَیْنَھُمَا مَا لَیْسَ مِنْھُمَا وَ یُسْتَعَارُ ذٰلِکَ لِلْقُرْبِ مِنْ حَیْثُ الْمَکَانِ وَ مِنْ حَیْثُ النِّسْبَةِ وَ مِنْ حَیْثُ الدِّیْنِ وَ مِنْ حَیْثُ الصَّدَاقَةِ وَالنُّصْرَةِ وَالْاِعْتِقَادِ۔

ولی۔ ولاء اور توالی سے ہے اور یہ ہے کہ دو یا زیادہ چیزیں اس طرح حاصل ہو جائیں کہ ان میں کوئی اجنبی چیز حائل نہ ہو اور پھر استعارۃً اس کا معنی ہے قرب۔ خواہ قرب مکانی ہو یا نسبی ہو یا دینی ہو یا دوستی اور مدد اور عقیدے کے لحاظ سے ہو۔

وَالْوِلَایَةُ اَلنُّصْرَةُ۔ ولایت کا معنی مدد بھی ہے۔

ولایت کا معنی کسی کام کا والی ہونا بھی ہے۔

اور ولایت کی حقیقت کام کا والی ہونا بھی ہے۔

اور ولی اور مولیٰ یہ دونوں لفظ ان تمام معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ فاعل کے معنی میں بھی اور مفہوم کے معنی میں بھی فاعل کے لئے میم کے ضمہ سے اور مفعول کے لئے میم کی فتحہ سے۔ مومن کو ولی اللہ تو کہا جاتا ہے لیکن اللہ کا مولیٰ نہیں کہا جاتا۔

اور اللہ تعالیٰ عزوجل کو مومنوں کا ولی بھی کہا جاتا ہے اور مولیٰ بھی۔ پہلے معنی کی مثالیں یہ آیات ہیں۔

''اللہ مومنوں کا ولی ہے''۔ ''میرا ولی اللہ ہے''۔ ''پھر اللہ ہی مومنوں کا ولی ہے''۔ اور دوسرے معنی کی مثالیں یہ آیات ہیں۔ ''اللہ مومنوں کا مولیٰ ہے''۔ ''وہ اچھا مولیٰ ہے اور اچھا مددگار ہے''۔ ''اللہ کو مضبوطی سے تھام لو وہی تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولیٰ ہے''۔

اور دوسرے معنی میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔

''کہہ دیں اے یہودیو اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم لوگوں کے سوا اللہ کے دوست ہو۔''

''اور اگر تم اس پر غلبہ کرو تو اللہ اس کا مددگار ہے''۔

''پھر وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے''۔

وَالْوَالُ – اَلَّذِی فِی قَوْلِهٖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ – بِمَعْنَى الْوَلِیِّ۔ اور لفظ وال جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے'' اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی وال نہ ہوگا یعنی ولی (دوست)''۔

وَ نَفَى اللّٰهُ تَعَالٰى الْوِلَايَةَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْكَافِرِيْنَ فِیْ غَيْرِ اٰيَةٍ۔ اور کئی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں میں دوستی (ولایت) کا انکار کیا ہے۔

فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ۔ اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو اپنے دوست نہ بناؤ۔

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ۔ ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں سے ہے۔

لا تتخذوا اباء کم و اخوانکم اولياء۔ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ۔ اللہ کے سوا کسی دوست کی پیروی نہ کرو۔

مَا لَكُمْ مِنْ وَّ لَا يَتِهِمْ مِنْ شَیْءٍ۔ تمہارے لئے ان کی دوستی سے کوئی چیز نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ

تو ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھے گا کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں بہت ہی برا ہے جو انہوں نے اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو ان کو دوست نہ بناتے۔

وَ جَعَلَ بَيْنَ الْكَافِرِيْنَ وَ الشَّيَاطِيْنَ مُوَالَاةً فِی الدُّنْيَا وَ نَفَى بَيْنَهُمُ الْمُوَالَاةَ فِی الْاٰخِرَةِ قَالَ تَعَالٰى۔

اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کافروں اور شیطانوں میں محبت رکھی ہے اور آخرت میں اس دوستی اور محبت کی نفی کی ہے۔ اللہ

www.waseemziyai.com

تعالٰی نے فرمایا۔

والمنافقون والمنافقات بعضهم اولياء بعض۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ان کے بعض بعض کے دوست ہیں۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فقاتلوا اولياء الشيطان۔

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست بنایا جو ایمان نہیں رکھتے تو شیطان کے دوستوں سے لڑو۔

فَكَمَا جَعَلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الشَّيْطَانِ مُوَالَاةً جَعَلَ لِلشَّيْطَانِ فِى الدُّنْيَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا – اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ۔

تو جیسے اللہ تعالٰی نے کافروں اور شیطانوں کے درمیان دوستی رکھی ہے اسی طرح دنیا میں شیطانوں کو ان پر غلبہ دیا ہے۔ فرمایا ان کا غلبہ انہی لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔

وَ نَفَى الْمُوَالَاةَ بَيْنَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ۔ اور آخرت میں ان کی دوستی کی نفی کی ہے۔

ایک سبق آموز حکایت

خازن میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب عیسائی تھا۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ آپ کو نصرانی سے کیا واسطہ؟ کیا آپ نے یہ آیت کریمہ نہیں سنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؟۔

ابوموسیٰ نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ مجھے تو صرف اور صرف کتابت سے غرض ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا اللہ نے انہیں ذلیل کیا۔ آپ انہیں عزت دے کر کیوں معتوب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں؟

حضرت ابوموسیٰ نے عرض کی حکومت بصرہ کا کام اس کے بغیر چلانا دشوار نظر آتا ہے اس مجبوری کی وجہ سے اسے علیحدہ کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ اس واسطے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں مجھے کوئی نہیں ملتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سخت لب ولہجہ میں جواب دیا مَاتَ النَّصْرَانِىُّ وَالسلام۔ نصرانی مر گیا تو اب کیا ہوگا۔ آپ کو چاہیئے اس کے مرنے کے بعد جو انتظام کر کے حکومت بصرہ کا کام چلائیں گے وہ آج ہی کریں اور اس کو علی الفور علیحدہ کر دیں یہ میں آخری بات آپ سے کہہ رہا ہوں۔ خازن

نوٹ: سبحان اللہ آج تیرہ سو سال کے بعد تاریخ لوٹی بھی تو پاکستان میں۔ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے کہ یہاں بھی بعض مرزائیوں کے متعلق ہمیں وزرائے سلطنت یہی جواب دیتے ہیں کہ ان کی قابلیت کا آدمی ہمیں نہیں ملتا یا ان کے بغیر سلطنت پاکستان بھوکی مر جائے گی۔ نہریں بند ہو جائیں گی۔ غلہ نہیں ملے گا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اور جب ہم نے جمہوری سلطنت کے دھوکے میں سلامتی پاکستان کا خیال کرتے ہوئے راست اقدام کا نوٹس دیا تو بجائے اس کے کہ مسلمانوں کا جمہوری مطالبہ تسلیم کیا جاتا ہمیں یعنی ارکان مجلس عمل کو جیل میں نظر بند کر دیا اور ہمارے علاوہ دس ہزار مسلمان قتل وخون کے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بعد جیلوں میں بند کر کے مجبور کئے گئے کہ وہ مطالبہ سے دستبردار ہوں یہ ہیں ناظم سلطنت پاکستان اور ناظم دین وملت۔ اللھم الیک المشتکی۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿٥٣﴾

تو تم دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے دوڑتے ہیں (یہود ونصاریٰ) میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ پہنچ جائے ہمیں گردش تو قریب ہے کہ اللہ لائے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو صبح کی اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے ہوئے۔ اور کہا ایمان والوں نے کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنی حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت گیا ان کا کیا دھرا تو صبح کی انہوں نے نقصان میں۔

شان نزول

عبداللہ بن ابی سلول اور اس کی جماعت کے دوسرے منافقین نجران۔ خیبر اور مدینہ منورہ کے یہودیوں سے خفیہ میل ملاقات رکھتے تھے جب مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ دنیا میں مصیبتیں آفتیں آتی رہتی ہیں ہمارے ان یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں تاکہ وقت پر کام آئیں اور ہماری مدد کریں۔ مسلمانوں کا کیا اعتبار۔ اسلام کو فروغ ہو یا نہ ہو ہم اپنے پرانے تعلقات کیوں ختم کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَتَرَى۔ دیکھنا۔ الَّذِينَ۔ منافقین۔ فِي قُلُوبِهِم۔ دل کی بیماریاں نفاق وغیرہ۔ يُسَارِعُونَ۔ جلدی جلدی ان کے پاس جاتے ہیں۔ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ۔ اس بہانہ کا ذکر ہے جو وہ بیان کرتے تھے گردش زمانہ وغیرہ۔ عَسَى۔ پختہ وعدہ کے لئے ہوتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وہ قوت دے گا کہ مکہ خیبر وغیرہ کے یہود پر فتح حاصل ہوگی۔

یہ قول عبداللہ بن ابی بن سلول کے قول کی نقل ہے جو اس نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے آنے والے خطرہ کا ڈر ہے اس لئے یہود سے انقطاع نہیں کر سکتا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ میں دیا گیا اور اپنے حبیب پاک جناب مصطفیٰ کو مظفر ومنصور فرمانے کا وعدہ کر کے اس کے مطابق مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود ونصاریٰ پر غلبہ دیا۔ اور مکہ مکرمہ اور یہودیوں کی آبادیاں فتح ہوئیں۔ خازن

أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ۔ یعنی بنی قریظہ کے کنبے کا قید ہونا۔ بنی نضیر کو جلاوطن کرنا۔ منافقین کا نفاق مسلمانوں پر منکشف ہونا (روح المعانی) یا سرزمین حجاز کا یہود سے پاک ہونا اور انہیں ذلیل کر کے ان کو وہاں سے نکالنا۔ (جلالین وخازن)

فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ۔ یعنی منافق لوگ جو دلوں میں بغض وعناد چھپائے ہوئے تھے اس کے ظاہر ہو جانے سے وہ پچھتا کر رہ گئے اور اب دنیا میں ذلیل ہو کر بھی سبکسار نہیں بلکہ آخرت میں عذاب دائمی ان کے لئے علیحدہ ہے۔

اور وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا مسلمان ان کی یہ خباثت دیکھ کر حیران ہو کر کہنے لگے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حلف اٹھایا تھا کہ حمایت اسلام کریں گے آج ان کا کیا دھرا سب رائیگاں ہوا اس کے بعد مرتدین کا مرتد ہونے سے پہلے حکم واضح کیا

چنانچہ ارشاد ہوا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ۔ اے ایمان والو جو آدمی تم میں سے اپنا دین چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔

چنانچہ گیارہ فرقے آج تک مرتد ہوئے۔ تین تو زمانہ با کرامت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی مرتد ہو چکے تھے۔

ایک بنو مدلج انکا رئیس ذوالحمار تھا جسے اسود عنسی کہتے ہیں یہ کاہن تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا یمن میں۔ اور اس کے مضافات میں اس کی حکومت بنی۔ چنانچہ اس نے عمال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک فرمان لکھا اور سادات یمن کو بھی علیحدہ فرامین ارسال کئے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اسے فیروز دیلمی کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور یہ ہلاکت اس کے گھر میں ہوئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رات اس کے قتل کی صحابہ علیہم رضوان کو خبر دے دی۔ مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ پھر صبح وفات حسرت آیات واقع ہوئی۔ اس کے بعد ربیع الاول میں ہی اس کے قتل کی اطلاع آ گئی۔

دوسرا بنی حنیف سے مسیلمہ کذاب بن حبیب اٹھا اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور اس جرأت سے کیا کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنا نامہ بھی لکھ ڈالا جس میں یہ مضمون تھا۔

مِنْ مُسَیْلَمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی قَدْ شَرَکْتُ فِی الْاَمْرِ مَعَکَ وَ اِنَّ لَنَا نِصْفُ الْاَرْضِ وَلِقُرَیْشٍ نِصْفُ الْاَرْضِ وَلٰکِنَّ قُرَیْشًا قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ۔

مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام علیک ہے۔ بعد اس کے میں مطلع کرتا ہوں کہ امر رسالت میں میں آپ کے ساتھ شریک ہوں اور یہ کہ آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی قریش کے لئے لیکن قوم قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے۔

چنانچہ دو قاصد بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں یہ نامہ لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا۔

فَمَا تَقُوْلَانِ اَنْتُمَا۔ تم دونوں اس خبیث کے متعلق کیا کہتے ہو دونوں نے جواب دیا۔

نَقُوْلُ كَمَا قَالَ۔ ہم وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ نے کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَمَا وَ اللّٰهِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد کو قتل نہ کیا جائے تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی مُسَیْلَمَةِ الْکَذَّابِ – اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی – اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

یہ جواب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ جھوٹے مدعی کی طرف ہے سلام اس پر جو متبع ہدایت ہو بعد اس

MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

کے مطلع رہ کہ یقیناً زمین اللہ کی ہے اور اس کا وارث اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وہی بناتا ہے اور انجام پرہیزگاروں کے حق میں ہے۔

چنانچہ یہ خبیث سولہ سال تک رہا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر مسلمین کے ساتھ اس پر جہاد کیا۔ آخرکار حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ وہی وحشی رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ہاتھ سے زمانہ جاہلیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔

قَتَلْتُ فِي جَاهِلِيَّتِي خَيْرَ النَّاسِ وَ فِي اِسْلَامِي شَرَّ النَّاسِ۔

میں نے اپنی جاہلیت میں بہترین ہستی شہید کی اور اسلام میں شرالناس کو ہلاک کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس قتل میں عبداللہ بن زید انصاری وحشی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے برچھا مار کر اسے گرایا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اسے ہلاک کیا۔

وہ کہا کرتے تھے کہ يَسْأَلُنِيَ النَّاسُ عَنْ قَتْلِهِ – فَقُلْتُ ضَرَبْتُ وَ هٰذَا طَعَنْ۔

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مسیلمہ کے قتل کو تو میں کہتا ہوں کہ مارا میں نے اور وحشی نے برچھے سے گرایا۔

تیسرا قبیلہ بنی اسد سے طلیحہ بن خویلد نکلا۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس پر سریہ بھیجا۔ مقاتلہ ہوا۔ آخر یہ بھاگا۔ اور ملک شام کی طرف جا چھپا۔ پھر مسلمان ہوا اور اسلام میں اچھا رہا۔

اور سات مرتدین عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئے۔

۱۔ فزارہ جو قوم عیینہ بن حصین سے تھا۔

۲۔ غطفان جو قوم قرہ بن سلمہ قشیری سے تھا۔

۳۔ بنوسلیم۔ جو قوم فجاءۃ بن عبد یالیل سے تھا۔

۴۔ بنو یربوع جو قوم مالک بن نویرہ سے تھا۔

۵۔ بنی تمیم کی بعض قوم سجاح بنت المنذر کاہنہ نے دعویٰ نبوت کیا اور پھر اس نے مسیلمہ سے رشتہ ازدواج کرلیا اور صحیح قول یہ ہے کہ سجاح بعد میں مسلمان ہوگئی اور اس کا اسلام اچھا رہا۔

۶۔ کندہ جو قوم اشعث بن قیس سے تھا۔

۷۔ بنو بکر بن وائل بحرین میں جو قوم حطم بن زید سے تھا۔

ان کے لئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت صدیق کو کافی کیا۔ ان کے ہی زمانہ میں یہ سب مرتدین ختم ہوگئے۔

اور ایک فرقہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں مرتد ہوا۔

وہ غسان قوم جبلہ بن ایہم سے تھا۔ یہ ملک شام میں اپنی ردۃ میں ہی مرگیا ایک قول یہ ہے کہ بعد میں مسلمان ہوگیا تھا۔

ایک روایت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے احبار شام کو تحریر فرمایا کہ جبلہ ایک ٹکڑی کے ساتھ ہماری طرف آیا اور اسلام لاچکا ہے تو اس کا احترام کرنا۔ پھر یہ مکہ معظمہ آیا اور طواف میں مشغول تھا کہ بنی فزارہ کے ایک آدمی کے پیر میں اس کا

MARKAZ-UL-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

تہ بند دب گیا جبلہ نے اس کے طمانچہ مارا اس سے اس کی ناک کچل گئی اور دو دانت آگے کے جنہیں ثنایا کہتے ہیں ٹوٹ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ طمانچہ آنکھ پر پڑا جس سے اس کی آنکھ نکل پڑی تو فزاری نے جبلہ پر دعویٰ کر دیا فیصلہ ہوا کہ معاف کرے یا قصاص لے۔

جبلہ نے فزاری سے کہا تو مجھ سے قصاص لے گا باآنکہ میں بادشاہ ہوں۔ مختصر یہ کہ اس نے دوسرے دن تک مہلت طلب کی اور ملک شام میں اپنے بنی اعمام سے جاملا اور مرتد ہو گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور اسی ندامت میں اس نے چند شعر کہے اور وہ یہ ہیں۔

تَنَصَّرتُ بَعْدَ الْحَقِّ عَارًا لِلَّطْمَةٍ وَلَمْ يَكُ فِيهَا لَوْ صَبَرتُ لَهَا ضَرَرٌ

فَاَدْرَكَنِي مِنْهَا لِجَاجٌ حَمِيَّةٌ فَبِعْتُ لَهَا الْعَيْنَ الصَّحِيْحَةَ بِالْعَوَرِ

فَيَالَيْتَ اُمِّي لَمْ تَلِدْ نِي وَلَيْتَنِي

صَبَرْتُ عَلَى الْقَوْلِ الَّذِي قَالَهُ عُمَرُ (روح المعانی)

اس آیت کریمہ سے بعض روایات میں جو حضرت مولائے کائنات اسد اللہ شیر خدا کے متعلق فضیلت آئی ہے کہ آپ نے نماز کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دے دی (اِعْطَاءُ الْخَاتِمِ لِلسَّائِلِ فِي الصَّلٰوةِ) اس سے خلافت اول حضرت اسد اللہ الغالب بن ابی طالب پر زور دینے والا طبقہ مذہب امامیہ سے ہے اس پر اہل سنت ان احادیث کو پیش کرتے ہیں کہ صحابہ علیہم رضوان میں سے اکثر نے بارگاہ رسالت ﷺ میں خلیفہ کے استفسار چاہا۔ چنانچہ

امام احمد رحمہ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوا اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِداً فِي الدُّنْيَا رَاغِباً فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوْهُ قَوِياً اَمِيناً لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِياً وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِياً مَهْدِياً يَاْخُذُبِكُمُ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

عرض کیا گیا حضور کون آپ کے بعد مامور ہو حضور نے فرمایا اگر تم ابوبکر کو منتخب کرو تو انہیں تم پاؤ گے امین زاہد دنیا میں۔ راغب آخرت میں۔

اور اگر عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب کرو تو انہیں پاؤ گے قوت والا امانت دار کسی ملامت کنندہ کا خوف نہ کرنے والا۔

اور اگر علی کو منتخب کرو تو میں تمہیں ایسا کرنے والا نہیں دیکھتا تو انہیں پاؤ گے ہادی مہدی پکڑے گا تمہیں صراط مستقیم کے ساتھ۔ (روح المعانی)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

اے ایمان والو تم میں سے جو اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا کہ وہ اللہ کی پیاری ہے اور اللہ ان کا پیارا ہے مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ

www.waseemziyai.com

کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔
مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت وہ ہوگی جو اللہ کو پیاری اور اللہ انہیں پیارا ہوگا۔ یہ صفت جن کی ہے ان کے متعلق مفسرین کے چار قول ہیں۔

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ جو حضرت علی۔ قتادہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہے کہ یہ لوگ حضرت صدیق اکبر اور ان کے اصحاب ہیں۔ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین اور منکرین زکوٰۃ پر جہاد کیا۔

۲۔ عیاض بن غنم اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جب نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اشعری تمہاری وہ قوم ہے جس کے حق میں یُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ آیا ہے۔

۳۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اہل یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم میں آئی اور جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لا جد ریح الرحمن من قبل الیمن۔ مجھے یمن کی طرف سے خدا پرستی کی خوشبو آ رہی ہے۔

۴۔ سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی معہ مہاجرین کے خدمت کی۔

مذکورہ بالا اقوال میں کوئی اختلاف یا منافات نہیں۔
اس لئے کہ ہر چہار طبقہ کے حضرات ان صفات سے متصف ہیں اور ان کے فضائل ومناقب صحابہ میں آ چکے ہیں۔ (روح المعانی)

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۔ انہیں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ ہوگی۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ فضل اللہ سے مراد دی ہوئی بزرگی جسے چاہے عطا کرے۔
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت وسیع ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾
تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور رکوع میں جھکے ہوئے ہیں۔

شان نزول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار عبداللہ بن سلام بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود نے ہم کو چھوڑ دیا اور آپس میں قسمیں کھالیں ہمارے ساتھ میل میلاپ نہ کریں گے حضور ہمارے گھر دور ہیں اور ہمارے بیٹھنے کا مقام کہیں نہیں نہ ہم سے بات کرنے کو کوئی جماعت ہے سوا اپنی قوم کی مجلس کے انہوں نے جب ہمیں دیکھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے تو انہوں نے ہم سے تعلق توڑ لیا اور فیصلہ کرلیا کہ وہ ہم میں نہ بیٹھیں گے اور نہ نکاح کریں گے نہ مکالمہ کریں گے تو یہ بات ہم پر بہت گراں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی کہ ان کی دوستی کی تمہیں کیا حاجت ہے تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول اور خاص مومنین ہیں۔

MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بعض نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ قیام و رکوع میں ہیں اور ایک سوالی کھڑا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

هل اعطاک احدشيئا فقال نعم خاتما من فضة فقال من اعطاک فقال ذالک القائم و اومأ الى على كرم الله وجهه فقال النبى صلى الله عليه وسلم فى اى حال اعطاک فقال و هو راكع فكبر النبى صلى الله عليه وسلم ثم تلاهذه الاية۔

ترجمہ: کیا تجھے کسی نے کچھ دیا عرض کی جی ہاں ایک چاندی کی انگوٹھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کس نے دی تو عرض کی اس کھڑے ہوئے آدمی نے حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ کیا فرمایا انہوں نے جب تجھے انگوٹھی دی تو یہ کس حال میں تھے عرض کی کہ وہ رکوع میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ۔ الخ

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت یہ اشعار فرمائے۔

اَبَا حَسَنٍ نَفْدِيكَ نَفْسِىْ وَ مُهْجَتِىْ وَكُلُّ بَطِئٍ فِى الْهُدٰى وَ مُسَارِعٍ
اَيَذْهَبُ مَدْحِيكَ الْمُعَبَّرُ ضَائِعًا وَمَا الْمَدْحُ فِى جَنْبِ الْاِلٰهِ بِضَائِعٍ
فَاَنْتَ الَّذِىْ اَعْطَيْتَ اِذْ كُنْتَ رَاكِعًا زَكٰوةً فَدَتْكَ النَّفْسُ يَا خَيْرَ رَاكِعٍ
فَاَنْزَلَ فِيْكَ اللّٰهُ خَيْرَ وَلَايَةٍ
وَاَثْبَتَهَا اَثْنَا كِتَابَ الشَّرَائِعِ

ترجمہ: اے علی ابوالحسن آپ پر ہماری جانیں اور ہر ہدایت یافتہ قربان ہو۔ آپ کا مدح گو کبھی برباد نہ ہوگا۔ آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے رکوع کرتے کرتے زکوٰۃ ادا کی۔ اے بہترین رکوع والے تم پر میری جان فدا اللہ تعالیٰ نے بہترین آیت اتاری اور اسے قرآن جیسی شریعت کی کتاب میں محفوظ کر دیا۔ (روح المعانی)

اور ولی کی تعریف میں آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ولی کا لفظ متولی کے معنی میں ہے یعنی جو تمام نظام امور پر منتظم ہو اور تصرفات میں مستحق۔

راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں **والولاية تولى الامر** ولایت سے مراد کسی کام کا نظام کرنا ہے۔ مفصل تحقیق راغب رحمہ اللہ پہلے گزر چکی ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف ہو اور دوسرے یہ کہ حال واقع ہو۔

پہلی صورت اظہر واقوی ہے۔ (جمل)

دوسری وجہ پر دو احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ یُقِیْمُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ دونوں فعلوں کے فاعل سے حال واقع ہوا۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ بخشوع وخضوع نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (تفسیر ابوالسعود)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف یُؤْتُوْنَ کے فاعل سے حال واقع ہو اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (جمل)

بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری صدقہ دی تھی۔ وہ انگشتری انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بغیر عمل کثیر کے نکل گئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم - سورۃ مائدہ - پ ٦

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾	اے ایمان والو نہ بناؤ ان کی طرح اپنے دین کو ہنسی اور کھیل ان کی طرح جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور کافروں کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔
وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾	اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لئے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس وجہ میں کہ وہ قوم بے عقل ہے۔
قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾	فرما دیجئے اے کتاب والو کیا برا لگا تمہیں ہم سے یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ہم سے پہلے اور بے شک اکثر تمہارے فاسق ہیں۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَیْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۶۰﴾	فرما دیجئے کیا بتا دوں میں تمہیں ان بدتر لوگوں کو اللہ کے نزدیک ہیں جو ملعون ہیں اللہ کے اور غضب کیا ان پر اور کر دیا ان میں سے بندر اور سور اور پجاری شیطان کے یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ برا ہے اور گمراہ سیدھی راہ سے۔
وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور جب آئیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں۔
وَ تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور تم دیکھو گے بہتوں کو ان میں سے دوڑتے ہیں گناہ میں اور زیادتی میں اور حرام خوری میں بے شک بہت برے کام کرتے ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لَوْ لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

انہیں کیوں منع نہیں کرتے درویش اور پادری گناہ کی بات سے اور حرام خوری سے بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے باندھے جائیں ان کے ہاتھ اور لعنت کئے گئے اس سے جو کہا بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے اور ان میں بہتوں کو ترقی ہوگی جو (اے محبوب) یہ جو اترا تمہاری طرف تمہارے رب سے شرارت اور کفر میں اور ڈالا ہم نے ان میں عداوت اور بغض قیامت تک جب کبھی بھڑکائیں آگ لڑائی کے لئے اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کو اور اللہ نہیں پسند کرتا فساد کرنے والوں کو۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور داخل کرتے باغیچوں میں نعمت کے۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو نازل ہوا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے تو وہ کھاتے رزق اوپر سے اور پاؤں تلے سے ان میں سے کچھ اعتدال پر ہیں اور بہت سے ان میں سے برے کام کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع نہم۔سورۃ مائدہ۔پ ۶

يٰۤاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔لوگو	اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے ہو	لَا۔نہ
تَتَّخِذُوا۔پکڑو	الَّذِيْنَ۔ان کو جنہوں نے	اتَّخَذُوْا۔پکڑا	دِيْنَكُمْ۔تمہارے دین کو
هُزُوًا۔ٹھٹھا	وَّ۔اور	لَعِبًا۔کھیل	مِّنَ الَّذِيْنَ۔ان سے
اُوْتُوا۔جو دیئے گئے	الْكِتٰبَ۔کتاب	مِنْ قَبْلِكُمْ۔تم سے پہلے	وَ۔اور
الْكُفَّارَ۔کافروں کو	اَوْلِيَآءَ۔دوست	وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔مومن
وَ۔اور	اِذَا۔جب	نَادَيْتُمْ۔بلاتے ہو تم	اِلَى۔طرف

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الصَّلٰوةِ۔نماز کی	اتَّخَذُوۡ۔پکڑتے ہیں	هَا۔اس کو	هُزُوًا۔مذاق
وَّ۔اور	لَعِبًا۔کھیل	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّهُمۡ۔اس لئے ہے کہ وہ
قَوۡمٌ۔قوم ہیں	لَّا۔نہ	يَعۡقِلُوۡنَ۔عقل والے	قُلۡ۔کہہ
يٰۤاَ۔اے	اَهۡلَ الۡكِتٰبِ۔کتاب والو	هَلۡ۔نہیں	تَنۡقِمُوۡنَ۔برا لگا تم کو
مِنَّاۤ۔ہم سے	اِلَّاۤ۔مگر	اَنۡ۔یہ کہ	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے
بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور	مَاۤ۔جو	اُنۡزِلَ۔اتارا گیا
اِلَيۡنَا۔ہماری طرف	وَ۔اور	مَاۤ۔جو	اُنۡزِلَ۔اتارا گیا
مِنۡ قَبۡلُ۔پہلے	وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک	اَكۡثَرَ۔اکثر
كُمۡ۔تمہارے	فٰسِقُوۡنَ۔فاسق ہیں	قُلۡ۔کہہ	هَلۡ۔کیا
اُنَبِّئُكُمۡ۔بتاؤں میں تم کو	بِشَرٍّ۔برا	مِّنۡ ذٰلِكَ۔اس سے	مَثُوۡبَةً۔ثواب میں
عِنۡدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے	مَنۡ۔وہ	لَّعَنَهُ۔جس کو لعنت کی
اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	غَضِبَ۔ناراض ہوا	عَلَيۡهِ۔اس پر
وَ۔اور	جَعَلَ۔بنائے	مِنۡهُمُ۔ان سے	الۡقِرَدَةَ۔بندر
وَ۔اور	الۡخَنَازِيۡرَ۔خنزیر	وَ۔اور	عَبَدَ۔پجاری
الطَّاغُوۡتَ۔بتوں کے	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	شَرٌّ۔برے ہیں	مَّكَانًا۔جگہ میں
وَّ۔اور	اَضَلُّ۔گمراہ ہیں	عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ۔سیدھی راہ سے	
وَ۔اور	اِذَا۔جب	جَآءُوۡ۔آتے ہیں	كُمۡ۔تمہارے پاس
قَالُوۡۤا۔کہتے ہیں	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے	وَ۔اور	قَدۡ۔بے شک
دَّخَلُوۡا۔داخل ہوئے	بِالۡكُفۡرِ۔ساتھ کفر کے	وَ۔اور	هُمۡ۔وہ
قَدۡ۔بے شک	خَرَجُوۡا۔نکلے	بِهٖ۔ساتھ اس کے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	اَعۡلَمُ۔خوب جانتا ہے	بِمَا۔جو	كَانُوۡا۔وہ
يَكۡتُمُوۡنَ۔چھپاتے ہیں	وَ۔اور	تَرٰى۔دیکھے گا تو	كَثِيۡرًا۔بہت کو
مِّنۡهُمۡ۔ان میں سے	يُسَارِعُوۡنَ۔دوڑتے ہیں	فِي۔بیچ	الۡاِثۡمِ۔گناہ کے
وَ۔اور	الۡعُدۡوَانِ۔زیادتی کے	وَ۔اور	اَكۡلِهِمُ۔کھانا ان کا
السُّحۡتَ۔حرام کو	لَبِئۡسَ۔برا ہے	مَا۔جو	كَانُوۡا۔وہ
يَصۡنَعُوۡنَ۔کرتے ہیں	وَ۔اور	قَالَتِ۔کہا	الۡيَهُوۡدُ۔یہودیوں نے
يَدُ۔ہاتھ	اللّٰهِ۔اللہ کا	مَغۡلُوۡلَةٌ۔بند ہے	غُلَّتۡ۔بند ہوئے
اَيۡدِيۡهِمۡ۔ان کے ہاتھ	وَ۔اور	لُعِنُوۡا۔لعنت کئے گئے	بِمَا۔بدلے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالُوْا۔ کہنے لگے	بَلْ۔ بلکہ	یَدٰهُ۔ اس کے ہاتھ	مَبْسُوْطَتٰنِ۔ فراخ ہیں
یُنْفِقُ۔ خرچ کرتا ہے	كَيْفَ۔ جیسے	يَشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور
لَيَزِيْدَنَّ۔ زیادہ کرتا ہے	كَثِيْرًا۔ بہت کو	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	مَّآ۔ جو
اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے	طُغْيَانًا۔ سرکشی
وَّ۔ اور	كُفْرًا۔ کفر	وَ۔ اور	اَلْقَيْنَا۔ ڈالی ہم نے
بَيْنَهُمُ۔ ان میں	الْعَدَاوَةَ۔ دشمنی	وَ۔ اور	الْبَغْضَآءَ۔ ناراضگی
اِلٰى۔ طرف	يَوْمِ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	كُلَّمَآ۔ جب بھی
اَوْقَدُوْا۔ جلائی انہوں نے	نَارًا۔ آگ	لِّلْحَرْبِ۔ جنگ کی	اَطْفَاَ۔ بجھایا
هَا۔ اس کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	يَسْعَوْنَ۔ کوشش کرتے ہیں
فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَسَادًا۔ فساد کی	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يُحِبُّ۔ پسند کرتا	الْمُفْسِدِيْنَ۔ فسادیوں کو
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنَّ۔ بے شک	اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ کتاب والے
اٰمَنُوْا۔ لاتے ایمان	وَ۔ اور	اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہوتے	لَكَفَّرْنَا۔ تو دور کرتے ہم
عَنْهُمْ۔ ان سے	سَيِّاٰتِهِمْ۔ ان کی برائیاں	وَ۔ اور	لَاَدْخَلْنٰهُمْ۔ داخل کرتا ان کو
جَنّٰتِ۔ جنت	النَّعِيْمِ۔ نعمتوں والی میں	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
اَنَّهُمْ۔ وہ	اَقَامُوا۔ قائم کرتے	التَّوْرٰىةَ۔ تورات	وَ۔ اور
الْاِنْجِيْلَ۔ انجیل	وَ۔ اور	مَآ۔ جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ ان کے رب سے	لَاَكَلُوْا۔ تو کھاتے	مِنْ فَوْقِهِمْ۔ اپنے اوپر سے
وَ۔ اور	مِنْ تَحْتِ۔ نیچے	اَرْجُلِهِمْ۔ اپنے پاؤں سے	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
اُمَّةٌ۔ ایک جماعت	مُّقْتَصِدَةٌ۔ میانہ رو ہے	وَ۔ اور	كَثِيْرٌ۔ بہت سے
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	سَآءَ۔ برا ہے	مَا۔ جو	يَعْمَلُوْنَ۔ وہ کرتے ہیں

مختصر تفسیر رکوع نہم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ٦

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾۔

اے ایمان والو نہ پکڑو انہیں جنہوں نے پکڑا تمہارے دین کو ہنسی کھیل۔ وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافروں کو اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ایمان رکھتے ہو۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن حرث دونوں بظاہر مسلمان ہو گئے تھے۔ بعد میں منافق ہو گئے۔ بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اور ان سے اپنے تعلقات قائم کئے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ظاہر کیا کہ محض زبان سے اظہار کرنا اور دل میں کفر مخفی رکھنا۔ دین کو ہنسی کھیل بنانا ہے۔

هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ روح المعانی میں ہزء کے متعلق صحاح میں تحریر یہ استعمال ہوا ہے اور محاورہ میں اخفش سے مروی ہے۔ وَاسْتَهْزَئْتُ بِهٖ وَاسْتَهْزَئْتُ وَ هَزَأْتُ بھی ہے هُزُوٌ اور مَهْزَاَةٌ عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ وَ رَجُلٌ هَزَأَةٌ بِالتَّسْكِیْنِ اَیْ یُهْزَأُبِهٖ ابی زید سے ہے کہ آدمی نے استہزاء کیا۔ کبھی تسکین کے پہلو سے وَهَزَأَةٌ بِالتَّحْرِیْكِ هَزِءَ بِالنَّاسِ بھی محاورہ میں آتا ہے۔

اس کی چار صورتیں ہیں۔

اول هُزُءٌ۔ بضم الزاء مع الہمزۃ۔ یہی اصل لغت ہے اور اجود محاورہ ہے۔

ثانی هُزُوٌ۔ بضم الزاء مع ابدال الہمزۃ۔

ثالث هُزْأً۔ باسکان الزاء مع الہمزۃ۔

رابع هُزِیٌ۔ کبدی اور قراء نے اخیر کے سوا تینوں کو جائز مانا ہے۔

اور لَعِبٌ ضِدُّ الْجِدِّ كَمَا فِی الْقَامُوْسِ وَ فِیْ مَجْمَعِ الْبَیَانِ۔

هُوَ الْاَخْذُ عَلٰی غَیْرِ طَرِیْقِ الْجِدِّ وَ مِثْلُهٗ عَبَثٌ وَاَصْلُهٗ مِنْ لُعَابِ الصَّبِیِّ - یُقَالُ لَعِبٌ كَسَمِعَ وَ مَنَعَ اِذَا سَالَ لُعَابُهٗ وَ خَرَجَ اِلٰی غَیْرِ جِهَتِهٖ۔ (روح المعانی)

یعنی جن لوگوں نے تمہارے دین اسلام کو مذاق و دل لگی بنالیا ان کو دوست نہ بناؤ اس لئے کہ بت پرست مشرک جو اہل کتاب سے بھی بدتر ہیں۔ (خازن) اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایماندار کا کام نہیں۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو (یعنی اذان کہتے ہو) تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس وجہ میں کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔

شان نزول

بیہقی رحمہ اللہ دلائل میں بطریق کلبی ابی صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں۔

قَالَ كَانَ مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَادٰی بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَیْهَا قَالَتِ الْیَهُوْدُ قَدْ قَامُوْا لَا قَامُوْا فَاِذَا رَاَوْهُمْ رُكَّعًا وَّ سُجَّدًا اِسْتَهْزَءُ وَ ابِهِمْ وَضَحِكُوْا مِنْهُمْ۔

مؤذن جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو مسلمان اس طرف جانے کو کھڑے ہوتے تو کہتے یہود کھڑے ہوئے نماز قائم کرنے کو جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو جب وہ دیکھتے رکوع اور سجدے میں تو مذاق اڑاتے اور ہنستے سر نیچے کو لٹکے اوپر اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر وغیرہ سدی رحمہم اللہ سے روای ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب لوگ (مؤذن) اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

رَسُوْلُ اللّٰهِ کہتا تو ایک نصرانی کہا کرتا حَرَقَ الْكَاذِبُ جل جائے جھوٹا۔ ایک شب اس کا نوکر آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اڑا اور تمام گھر میں آگ لگ گئی وہ نصرانی مردود اور اس کے گھر کے سب لوگ جل کر اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ (خازن)

ایسوں کے لئے فرمایا قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ اس لئے کہ ایسی سفیہانہ حرکات ایسے ہی سفیہ اور جاہل کر سکتے ہیں۔ (روح المعانی)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے ثابت ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

آپ فرما دیجئے کہ اے کتاب والو تمہیں کیا برا لگا ہمارا یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور حقیقت میں تم میں سے بہت فاسق اور بے قانونے ہیں۔ فرمایئے کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں وہ جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب کیا ان پر اور ان میں سے کر دیئے بندر اور سور اور شیطان کے پوجنے والے ان کا ٹھکانہ زیادہ برا ہے اور یہ سخت ترین گمراہ سیدھی راہ سے۔

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی شان و مراتب بیان فرمائے اور ان کو برحق فرمایا۔ اس لئے قل سے خطاب ہے۔

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ۔ کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

تمہیں ہمارا کیا برا لگا اور تم ہم میں کیا عیب دیکھتے ہو اور وہ محاورہ نَقَمَ مِنْهُ كَذَا سے ہے جبکہ اس کو برا سمجھے اور ناپسند کرے سزا سے اور حسن رحمہ اللہ نے تَنْقِمُوْنَ بفتح قاف پڑھا ہے یعنی باب عَلِمَ يَعْلَمُ سے اور یہ بھی ایک قلیل لغت ہے اور زجاج رحمہ اللہ نے کہا نَقَمَ فتحہ اور کسرہ دونوں سے جائز ہے اور اس کا معنی ہے کسی چیز سے انتہا درجے کی نفرت۔ اور عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کا شعر شہادت میں پیش کیا۔

انہوں نے بنی امیہ میں اور کوئی عیب نہ پایا سوا اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اور نہایہ میں ہے کہ نقم ینقم اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ کراہت ناراضگی کی حد تک ہو جائے۔

اور اسی سے زکوٰۃ کی حدیث بھی ہے اور ابن جمیل صرف اس لئے عیب لگاتا ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا یعنی وہ زکوٰۃ نہ دینے میں یہی عیب رکھتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتا ہے۔

اور راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نقم کی تفسیر یہ ہے کہ جس کا انکار کیا جائے اور عیب لگایا جائے اور اس کا معنی ہے انکار کرنا

www.waseemziyai.com

جن میں ابو یاسر ابن اخطب۔ رافع بن ابی رافع۔ عازوراء۔ اشیع وغیرہ یہود کے پادری بھی تھے انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں اور اس سوال سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے نازل فرمایا۔ اور جو ہم سے پہلے نازل ہوا۔ یعنی حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط پر نازل ہوا۔ اور جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ پر اترا یعنی توراۃ و انجیل اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ سب کو مانتا ہوں لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ہم انبیائے کرام میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔

جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے جو عیسیٰ علیہ السلام کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ تم اور تمہارا ایمان محض عداوت و دشمنی پر ہے اسلام جیسے دین برحق کو تمہارا تسلیم نہ کرنا محض اس عناد پر ہے کہ تمہیں عیسیٰ علیہ السلام سے عداوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تم پر لعنت کی اور غضب فرمایا تمہارے پہلے لوگوں میں سے اکثر مسخ کئے گئے۔ بندر اور سوروں کی شکلوں میں اور جو عبدالطاغوت شیطان کے پوجنے والے ہیں اور بدترین ہیں ان کا ٹھکانہ اور تمہارا مقام جہنم ہے کیونکہ تم سیدھی راہ سے بدترین طریقہ پر گمراہ ہو۔ (خازن، روح المعانی)

وَ اِذَا جَآءُوۡکُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ قَدۡ دَّخَلُوۡا بِالۡکُفۡرِ وَ ہُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡتُمُوۡنَ ﴿۶۱﴾۔

اور جب وہ آئیں آپ کے پاس تو کہیں ہم مسلمان ہیں حالانکہ وہ آتے وقت بھی کفر میں ہوتے ہیں اور جاتے وقت بھی کافر ہی ہوتے ہیں اور اللہ جانتا ہے جو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

شان نزول

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک جماعت کے لئے نازل ہوئی جو حضور کی خدمت میں حاضر آ کر ایمان و اخلاص کا اظہار کرتے اور اپنے کفر و ضلال کو مخفی کر کے واپس جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس وحی کے ذریعہ ان کی بد باطنی منکشف فرمائی اور بتا دیا کہ یہ آتے وقت بھی کافر ہی تھے اور آپ کی خدمت سے رخصت ہوتے ہوئے بھی بے ایمان ہی تھے۔ ان کا زبانی اقرار محض دھوکہ اور فریب ہے۔ (روح المعانی) مسلمان ان سے دھوکہ کھا کر نقصان نہ اٹھائیں اور ہوشیار رہیں۔

وَ تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ اَکۡلِہِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۲﴾ لَوۡ لَا یَنۡہٰہُمُ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِہِمُ الۡاِثۡمَ وَ اَکۡلِہِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۶۳﴾۔

اور آپ دیکھیں گے ان میں سے بہت سے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور فقیہ گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

تَرٰی۔ حضور علیہ السلام کو خطاب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی نگاہ مبارک ہر ظاہر و باطن چیز کو ملاحظہ فرماتی تھی۔ کثیر سے

www.waseemziyai.com

مراد یہود کے علماء ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا ہے۔

یُسَارِعُوْنَ۔ وَ الْمُسَارَعَةُ مُبَادَرَةُ الشَّئِی بِسُرْعَةٍ وَّ اِیْثَارِ مسارعت کے معنی مبادرت کسی چیز کی سرعت و ایثار سے ہے وَالْمُرَادُ بِالْاِثْمِ الْحَرَامُ وَ قِیْلَ الْکَذِبُ اِثْمٌ سے مراد حرام اور جھوٹ ہے وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِهِ الْکُفْرُ۔ ایک قول یہ ہے کہ اثم کے معنی کفر کے ہیں۔ یعنی گناہ کفر ونفاق۔

وَالْمُرَادُ بِالْعُدْوَانِ الظُّلْمُ اَوْ مُجَاوَزَةُ الْحَدِّ فِی الْمَعَاصِیْ وَ قِیْلَ الْاِثْمُ مَا یَخْتَصِ بِهِمْ وَ الْعُدْوَانُ مَا یَتَعَدّٰی اِلٰی غَیْرِ هِمْ۔

اور عدوان سے مراد ظلم ہے یا حد سے متجاوز ہو کر عصیان میں پڑنا اور ایک قول یہ ہے کہ اثم وہ ہے کہ مختص بذات فاعل ہو اور عدوان وہ ہے جو کرنے سے متجاوز ہو کر غیر تک اپنا فتنہ پہنچائے۔

وَاَکْلِهِمُ السُّحْتَ۔ میں سُحتٌ کے ماتحت ہے اَیِ الْحَرَامِ مُطْلَقاً وَ قَالَ الْحَسَنُ الرِّشْوَة فِی الْحم وَالتَّنْصِیْصُ سُحْتٌ سے حرام مطلق مراد ہے اور حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد رشوت ہے مزید توضیح اس سے قبل رکوع ششم سورۂ مائدہ میں گزر چکی۔

اور الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ کی تشریح میں فرماتے ہیں قَالَ الْحَسَنُ الرَّبَّانِیُّوْنَ عَلَمَاءُ الْاِنْجِیْلِ وَ الْاَحْبَارِ عُلَمَاءُ التَّورٰتِهِ۔

وَتَرٰی کَثِیْرًا مِّنْهُمْ۔ یعنی یہودیوں میں اکثر کو آپ دیکھیں گے گناہ میں مسارعت کرنے والا۔ اور گناہ ہر معصیت کو کہتے ہیں۔ بعض مفسرین اس طرف گئے کہ گناہ یہود یہ تھا کہ وہ تورات کے مضامین کو چھپاتے اور اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف ومحاسن تھے انہیں مخفی کرنا اور عدوان وزیادتی سے تورات کے اندر اپنی طرف سے اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دینا اور رشوتیں لے کر حرام خوری میں پڑنا مراد ہے (خازن)

اور ربانیین اور احبار ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے لبوں پر مہر خاموشی لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے تھے جو ان کے فرض منصبی کے خلاف تھا اس لئے ان پر توبیخاً ارشاد ہوا اس سے یہ مستفاد ہوا کہ علماء کے ذمہ نصیحت کرنا بدی سے روکنا واجب ہے۔

کما قَالَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا رَأٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَلَیْسَ وَ رَاءَ ذٰلِکَ حَبَّةُ خَرْ دَلٍ مِنَّ الْاِیْمَانِ اور اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ منکر وممنوع فعل دیکھ کر ہاتھ سے روکا جائے اگر اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ایمان نہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا حق گوئی سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہے۔ اور یہ سکوت وخاموشی علماء کے لئے بمنزلہ اثم وگناہ ہے۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ؕ وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۶۴

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور کہتے ہیں یہود اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ ہی باندھے جائیں اور ان پر لعنت ہے اس کہنے سے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں خرچ کرتا ہے جیسے چاہے اور یقیناً زیادتی ہوگی بہتوں کو ان میں سے شرارت اور کفر میں اس سے جو اے محبوب تمہاری طرف اترا تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے ڈالی ان میں عداوت اور بیر قیامت تک جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ دوڑتے پھرتے ہیں زمین میں فساد کے لئے اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیہ کریمہ کے شان نزول میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ اور ضحاک رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہود اول اول نہایت خوشحال اور دولتمند تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام سے انہوں نے نافرمانی کی ان کی خوشحالی میں کمی ہونے لگی اور جو فراخی تھی وہ تنگی میں بدل گئی اور فنحاص بن عازوراء یا بروایتے بناش بن قیس نے جو رؤساء یہود تھے اور قینقاع کی برادری میں تھے بکنا شروع کیا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے۔ اس پر عام یہود بھی ہمنوا بن گئے کسی نے اسے ایسا کہنے سے نہ روکا۔ لہٰذا جناب باری تعالیٰ کی طرف سے قوم یہود کا یہ مقولہ قرار دیا گیا اور اس کا رد اس طرح فرمایا۔

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ۔ ان کے ہاتھ باندھے جائیں اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ دنیا میں بخیل ترین قوم یہود ہو گئی یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ہاتھ جہنم میں باندھے جائیں گے اور جہنم میں ایسے ڈالا جائے گا یہ جہنم میں مزید سزا ان کی اس بکواس اور بکواس کرنے والے کی ہمنوائی میں ملے گی **بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ** بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ جواد و کریم ہے جسے جس طرح جتنا چاہے جب چاہے جیسے چاہے دے۔ (روح المعانی)

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ الایۃ ان میں سے علماء اور ان میں سے بہتوں کی شرارت و کفر بڑھے گی۔ الی آخرہ۔ یعنی جتنا قرآن پاک نازل ہوگا اور اپنی ہدایت کی روشنی سے اہل قبول کی آنکھیں روشن کرے گا ان کا حسد و عناد بڑھتا جائے گا اور وہ قرآن اور صاحب قرآن کے ساتھ کفر و سرکشی میں زیادہ ہی ہوتے جائیں گے اور ہم نے ان میں عداوت اور بغض ڈال دیا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں لڑائی جھگڑے کی آگ بھڑکتی رہے گی اور اللہ اسے بجھاتا رہے گا اور مسلمانوں پر ان کا غلبہ نہ ہونے دے گا۔

وہ فساد فی الارض۔ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اللہ کو یہ فسادی لوگ پسند نہیں۔ وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے اور حضور کے مقابلہ پر جب تیار ہوئے اللہ نے انہیں ذلیل کیا اور ان پر اس ذلت کا اثر یہاں تک ہوا کہ جب یہود توریت کے احکام کے مخالف ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بابلی کو مسلط کیا۔

پھر جب فساد پھیلانے کی طرف بڑھے تو فطرس رومی کو مسلط کیا پھر اس پر مجوس کو مسلط کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلط ہوا اور بنی نضیر اور بنی قینقاع جلاوطن کئے گئے۔ بنی قریظہ اور اہل خیبر قید کئے گئے اور فدک پر حضور کو غلبہ دیا گیا۔

(روح المعانی)

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞٦٥

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں نعمتوں کے باغوں میں لے جاتے۔

www.waseemziyai.com

اٰمَنُوْا۔ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ تقویٰ نیک اعمال خواہ عبادات ہوں یا معاملات۔

یعنی وہ لوگ اگر تورات کے مطابق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور حضور ﷺ کا اتباع کرتے جیسا کہ تورات وانجیل میں انہیں حکم دیا گیا ہے تو انہیں اس کا اجر آخرت میں جنت کی نعمتوں سے ملے گا۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْؕ-مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌؕ-وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ۠ (۶۶)

اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو کچھ نازل ہوا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور ان میں سے ایک جماعت اعتدال پر ہے اور بہت سے ان میں برے کام کر رہے ہیں۔

یعنی توریت وانجیل میں جو کچھ بیان ہے اور جو احکام ان پر اتارے گئے اگر وہ اس پر عمل کرتے تو چونکہ ہمارے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تمام کتابوں میں ہیں اس کے مطابق انہیں لازم تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو انہیں رزق ایسی فراخی سے ملتا کہ زمین کی پیداوار اور باران رحمت سے متمتع ہوتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی اطاعت سے بندوں کے رزق میں وسعت ہوتی ہے اور مقتصد امت یہودیوں میں تھوڑی ہے جو حد سے تجاوز نہیں کرتی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان اَیْ طَائِفَةٌ عَادِلَةٌ غَیْرُ غَالِیَةٍ وَلَا مُقْتَصِرَةٍ كَمَا رُوِیَ عَنِ الرَّبِیْعِ وَهُمُ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِنْهُمْ وَتَابَعُوا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

كَمَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَالسَّدِیُّ وَ ابْنُ زَیْدٍ وَاخْتَارَهُ الْجُبَائِیُّ وَ اُولٰئِكَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَّامٍ وَ اَحْزَابُهٗ مِنَ الْیَهُوْدِ ثَمَانِیَةٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ مِنَ النَّصَارٰى وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِهِمُ النَّجَاشِیُّ وَ اَصْحَابُهٗ۔

وَ كَثِیْرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا یَعْمَلُوْنَ وَ هُمُ الْاَجْلَافُ الْمُتَعَصِّبُوْنَ كَكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ وَ اَشْبَاهَهٗ وَالرُّوْمِ۔

اس سے مراد وہ جماعت ہے جو عادلہ غیر غالیہ ہے جیسا ربیع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ یہود میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔

اور مجاہد۔ سدی۔ ابن زید اور جبائی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب ہیں اور اڑتالیس نصاریٰ میں سے۔

اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد نجاشی اور ان کے اصحاب علیہم رضوان ہیں۔

اور كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ (۶۶)۔ وہ اجلاف متعصبین یہود ہیں جیسے کعب بن اشرف اور مثل اس کے اور اہالیان روم جو عناد سے مکابرہ کرتے تھے اور حق آیتوں میں تحریف روا رکھتے تھے۔ اعراض عن الحق کرتے تھے۔

باقی زیادہ وہ ہیں جو برے کام کرتے ہیں اور کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔

با محاورہ ترجمہ رکوع دہم - سورہ مائدہ - پ ٦

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

اے رسول پہنچا دے جو کچھ نازل ہوا تیری طرف تیرے رب سے تو اگر نہ کیا تو نے تو نہیں پہنچایا تو نے اس کا پیام اور اللہ تیرا نگہبان ہے لوگوں سے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا قوم کفار کو۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہیں ہو تم کسی شے پر جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب سے اور بے شک زیادتی ہوگی بہتوں کو ان سے جو نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب سے شرارت اور کفر کی تو تم مایوس نہ ہو۔ غم نہ کرو کافروں کا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئُوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾

بے شک جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں سے جو سچے دل سے ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ق

بے شک لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل سے اور بھیجے ہم نے ان کی طرف رسول جب کبھی آئے ان کے پاس کوئی رسول ایسی بات لے کر جو نہیں ان کی خواہش کے مطابق ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کیا۔

وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾

اور گمان کرتے ہیں کہ نہ ہوگی کوئی سزا تو اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی پھر ان میں بہتیرے اندھے بہرے ہو گئے اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾

بے شک کفر کیا انہوں نے جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے اور کہا مسیح نے اے بنی اسرائیل پوجو اللہ کو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً حرام کر دی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

بے شک کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں بے شک اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے اور نہیں کوئی خدا مگر ایک خدا اور اگر باز نہ آئے اس سے جو کہتے ہیں تو ضرور پہنچے گا انہیں جو کافر ہوئے دردناک عذاب۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

تو کیوں نہ توبہ کرتے اللہ کی طرف اور بخشش مانگتے اس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر ایک رسول بے شک ہو گزرے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں تھے کھانا کھاتے دیکھو تو ہم کیسی ظاہر کرتے ہیں ان کے لئے نشانیاں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾

فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہیں مالک تمہارے نقصان اور نفع کا اور اللہ وہ ہے جو سنتا اور جانتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہ زیادتی کرو اپنے دین میں ناحق اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی بے شک وہ گمراہ ہو چکے پہلے سے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور بہک گئے سیدھی راہ سے۔

حل لغات رکوع دہم - سورۂ مائدہ - پ ۶

یٰٓاَیُّھَا۔اے	الرَّسُوْلُ۔رسول	بَلِّغْ۔پہنچا دو	مَآ۔جو
اُنْزِلَ۔اتارا گیا	اِلَیْکَ۔تمہاری طرف	مِنْ رَّبِّکَ۔تمہارے رب کی طرف سے	
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	تَفْعَلْ۔کیا تو نے
فَمَا۔تو نہ	بَلَّغْتَ۔پہنچایا تو نے	رِسَالَتَهٗ۔اس کا پیغام	وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ	یَعْصِمُکَ۔بچائے گا تم کو	مِنَ النَّاسِ۔لوگوں سے	اِنَّ۔بے شک
اللّٰہَ۔اللہ	لَا۔نہیں	یَھْدِیْ۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم
الْکٰفِرِیْنَ۔کفار کو	قُلْ۔کہہ دو	یٰٓاَ۔اے	اَھْلَ الْکِتٰبِ۔کتابیو
لَسْتُمْ۔نہیں ہو تم	عَلٰی۔اوپر	شَیْءٍ۔کسی چیز کے	حَتّٰی۔جب تک نہ
تُقِیْمُوا۔قائم کرو	التَّوْرٰىةَ۔تورات	وَ۔اور	الْاِنْجِیْلَ۔انجیل

MARKAZ-UL-QURAN
ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	مَآ۔جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا	اِلَيْكُمْ تمہاری طرف
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے		وَ۔اور	لَيَزِيْدَنَّ۔زیادہ ہوں گے
كَثِيْرًا۔بہت سے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	مَّآ۔اس سے جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا
اِلَيْكَ۔تیری طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے		طُغْيَانًا۔سرکشی
وَّ۔اور	كُفْرًا۔کفر میں	فَلَا۔تو نہ	تَاْسَ۔غم کھا
عَلَى۔اوپر	الْقَوْمِ۔قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے	اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو
هَادُوْا۔یہودی ہوئے	وَ۔اور	الصّٰبِئُوْنَ۔ستارہ پرست	وَ۔اور
النَّصٰرٰى۔نصرانی	مَنْ۔جو	اٰمَنَ۔ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَ۔اور	الْيَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔پچھلے پر	وَ۔اور
عَمِلَ۔کام کرے	صَالِحًا۔اچھے	فَلَا۔تو نہ	خَوْفٌ۔خوف ہوگا
عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	لَا۔نہ	هُمْ۔وہ
يَحْزَنُوْنَ۔غم کھائیں گے	لَقَدْ۔بے شک	اَخَذْنَا۔لیا ہم نے	مِيْثَاقَ۔عہد
بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔بنی اسرائیل سے		وَ۔اور	اَرْسَلْنَآ۔بھیجے ہم نے
اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف	رُسُلًا۔کئی رسول	كُلَّمَا۔جب بھی	جَآءَ۔آتا
هُمْ۔ان کے پاس	رَسُوْلٌ۔کوئی رسول	بِمَا۔وہ چیز لے کر جو	لَا۔نہ
تَهْوٰٓى۔چاہتے تھے	اَنْفُسُهُمْ۔ان کے نفس	فَرِيْقًا۔ایک فرقے کو	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا
وَ۔اور	فَرِيْقًا۔فرقے کو	يَّقْتُلُوْنَ۔قتل کرتے ہیں	وَ۔اور
حَسِبُوْٓا۔انہوں نے خیال کیا	اَنْ۔یہ کہ	لَّا۔نہ	تَكُوْنَ۔ہوگا
فِتْنَةٌ۔فتنہ	فَعَمُوْا۔پھر اندھے ہوئے	وَ۔اور	صَمُّوْا۔بہرے
ثُمَّ۔پھر	تَابَ۔رجوع کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر
ثُمَّ۔پھر	عَمُوْا۔اندھے ہوئے	وَ۔اور	صَمُّوْا۔بہرے
كَثِيْرٌ۔بہت سے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے	بِمَا۔جو	يَعْمَلُوْنَ۔وہ کرتے ہیں	لَقَدْ۔بے شک
كَفَرَ۔کافر ہوئے	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	قَالُوْٓا۔کہا	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	هُوَ۔وہ ہے	الْمَسِيْحُ۔مسیح	ابْنُ۔بیٹا
مَرْيَمَ۔مریم کا	وَ۔اور	قَالَ۔کہا	الْمَسِيْحُ۔مسیح نے
يٰٓا۔اے	بَنِیْٓ۔اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔یعقوب	اعْبُدُوا۔عبادت کرو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اللّٰہَ۔اللہ کی	رَبِّیْ۔جو میرا رب ہے	وَ۔اور	رَبَّکُمْ۔تمہارا رب
اِنَّہٗ۔بے شک	مَنْ۔جو	یُّشْرِکْ۔شرک کرے	بِاللّٰہِ۔ان کے ساتھ
فَقَدْ۔تو بے شک	حَرَّمَ۔حرام کی	اللّٰہُ۔اللہ نے	عَلَیْہِ۔اس پر
الْجَنَّۃَ۔جنت	وَ۔اور	مَاْوٰ۔ٹھکانہ	ہُ۔اس کا
النَّارُ۔آگ ہے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	لِلظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کے لئے
مِنْ۔کوئی	اَنْصَارٍ۔مددگار	لَقَدْ۔بے شک	کَفَرَ۔کافر ہو گئے
الَّذِیْنَ۔وہ جنھوں نے	قَالُوْٓا۔کہا	اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ
ثَالِثُ۔تیسرا ہے	ثَلٰثَۃٍ۔تین میں سے	وَ۔اور	مَا۔نہیں
مِنْ۔کوئی	اِلٰہٍ۔معبود	اِلَّآ۔مگر	اِلٰہٌ۔معبود
وَّاحِدٌ۔ایک	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ
یَنْتَہُوْا۔باز آئے	عَمَّا۔اس سے جو	یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	لَیَمَسَّنَّ۔ضرور پہنچے گا
الَّذِیْنَ۔ان کو جو	کَفَرُوْا۔کافر ہوئے	مِنْھُمْ۔ان میں سے	عَذَابٌ۔عذاب
اَلِیْمٌ۔دردناک	اَفَلَا۔کیا نہیں	یَتُوْبُوْنَ۔توبہ کرتے	اِلَی۔طرف
اللّٰہِ۔اللہ کی	وَ۔اور	یَسْتَغْفِرُوْنَہٗ۔بخشش مانگتے اس سے	
وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔مہربان ہے
مَا۔اس کے سوا نہیں کہ	الْمَسِیْحُ۔مسیح	ابْنُ۔بیٹا	مَرْیَمَ۔مریم کا
اِلَّا۔مگر	رَسُوْلٌ۔رسول	قَدْ۔بے شک	خَلَتْ۔گزر چکے
مِنْ قَبْلِہِ۔اس سے پہلے	الرُّسُلُ۔رسول	وَ۔اور	اُمُّہٗ۔اس کی ماں
صِدِّیْقَۃٌ۔صدیقہ تھی	کَانَا۔وہ تھے	یَاْکُلٰنِ۔کھاتے	الطَّعَامَ۔کھانا
اُنْظُرْ۔دیکھ	کَیْفَ۔کس طرح	نُبَیِّنُ۔بیان کرتے ہیں ہم	لَھُمُ۔ان کے لئے
الْاٰیٰتِ۔آیتیں	ثُمَّ۔پھر	انْظُرْ۔دیکھ	اَنّٰی۔کہاں
یُؤْفَکُوْنَ۔پھیرے جاتے ہیں	قُلْ۔کہہ دو	اَ۔کیا	تَعْبُدُوْنَ۔عبادت کرتے ہو
مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰہِ۔اللہ کے	مَا۔ان کی جو	لَا۔نہیں
یَمْلِکُ۔اختیار رکھتے	لَکُمْ۔تمہارے لئے	ضَرًّا۔نقصان کا	وَّ۔اور
لَا۔نہ	نَفْعًا۔نفع کا	وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ
ھُوَ۔وہی ہے	السَّمِیْعُ۔سننے والا	الْعَلِیْمُ۔جاننے والا	قُلْ۔کہہ
یٰٓاَ۔اے	اَھْلَ الْکِتٰبِ۔کتابیو	لَا۔نہ	تَغْلُوْا۔زیادتی کرو
فِیْ۔بیچ	دِیْنِکُمْ۔دین اپنے کے	غَیْرَ۔سوا	الْحَقِّ۔حق کے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	لَا۔نہ	تَتَّبِعُوْٓا۔پیروی کرو	اَهْوَآءَ۔خواہش
قَوْمٍ۔اس قوم کی	قَدْ۔جو	ضَلُّوْا۔گمراہ ہوئے	مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے
وَ۔اور	اَضَلُّوْا۔گمراہ کیا	كَثِيْرًا۔بہتوں کو	وَّ۔اور
ضَلُّوْا۔گمراہ ہوئے	عَنْ۔وہ	سَوَآءِ۔سیدھی	السَّبِيْلِ۔راہ سے

مختصر تفسیر رکوع دہم۔سورۃ مائدہ۔پ ٦

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾۔

اے رسول پہنچادے جو کچھ نازل ہوا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ کیا ایسا تو نے تو نہ پہنچایا تو نے اس کا پیام اور اللہ تیری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ نہیں راہ دیتا کافر لوگوں کو۔

تمام انبیاء کرام و رسول علیہم السلام اللہ تعالیٰ عزوجل کے پیغام رساں ہیں مگر جب الرسول مطلق ارشاد ہو تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

اے رسول ثقلین کہ تم تمام مخلوق کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔ یہ ندا تشریفی ہے اس لئے کہ رسالت اللہ کا خاص احسان اور عطائے عظمیٰ اور کرامت کبریٰ ہے اور اس منصب پر بَلِّغْ بصیغہ امر ایذان ہے من جانب اللہ جو نبی پر واجب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بَلِّغْ معنی اَوْصِلِ الْخَلْقَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ ہیں اَیْ جَمِيْعًا مَا اُنْزِلَ كَائِنًا مَا كَانَ مِنْ رَّبِّكَ یعنی پہنچادو خلائق کو جو کچھ آپ پر اترا ہونے والے امور اور ہو چکنے والے معاملات یعنی بذریعہ وحی جو کچھ آپ کو بتایا وہ گزشتہ امور سے ہو یا آئندہ سے بے خوف و خطر پہنچادیجئے۔

صاحب تفسیر صاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی تین قسم کی ہے ایک وہ جس کی عام تبلیغ کا حکم دیا گیا جسے شرعی احکام قرآن کریم کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرف بحرف تبلیغ فرمادی اور آخر وقت تک فرمائی۔ دوسرے اسرار الٰہیہ جو عام لوگوں کے قابل نہیں وہ صرف اہل ہی کے لئے ہیں۔

وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ۔اور اگر ایسا نہ کیا یعنی جو حکم آپ کو جمیع خلائق کا دیا ہے اس میں کوتاہی کی تو فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کے حاصل معنی یہ ہوں گے کہ تم نبی بلکہ نبی الانبیاء ہو تمہاری ذات سے یہ ممکن ہی نہیں کہ تم اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کسی طرح کوتاہی کرو اور یہ امر عام طور پر واضح ہے کہ بنانے والا جس چیز کو ایسا بنائے جس پر اسے ناز ہو تو یہ کہا کرتا ہے کہ اگر یہ ایسا نہ کرے تو یہ ایسی ہرگز نہیں یعنی مجھے اس پر یقین ہے کہ یہ لازمی طور پر کام کرے گی۔

تو ذات والا تبار سید الانبیاء علیہم السلام وہ ذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ عزوجل خود فرمارہا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ان کی بعثت پر ایمان والوں پر احسان کررہا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اور کس کس شان سے ذات اقدس کے اوصاف بیان فرمائے تو گویا یوں ارشاد ہوا کہ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ کی تکمیل آپ کے دست حق پرست کے ذریعہ سے کامل واکمل اور مکمل ہو گی اور اگر بفرض محال آپ بھی ایسا نہ کریں تو گویا احکام کی تبلیغ کی ہی نہیں گئی۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ ابوالشیخ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حسن رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالرِّسَالَۃِ فَضِقْتُ بِھَا ذَرْعًا فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِنْ لَّمْ تُبَلِّغْ رِسَالَتِی عَذَّبْتُکَ وَ ضَمِنَ لِیَ الْعِصْمَۃَ فَقَوِیْتُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت کے منصب پر مبعوث فرمایا تو عامہ مشرکین ومنافقین ویہود ونصاریٰ کی مخالفت سے میرے باز وتنگ ہوئے تو جناب باری کی طرف سے مجھے وحی ہوئی کہ عدم تبلیغ رسالت پر آپ تنگ ہو سکتے تھے اور تبلیغ رسالت میں تو کسی قسم کا خطرہ ہی نہیں۔ ہم آپ کی محافظت کے ضامن ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں قوی ہو گیا۔ اور ایسا ہوا کہ مجھے کسی کا خطرہ ہی نہ رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن وہ آیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وہ مجھ پر سخت بار گزری۔

اور حجۃ الوداع سے قبل اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔ چنانچہ ابن مردویہ ضیاء بنی مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آسمان سے وہ کون سی آیت ہے جو آپ پر سخت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منیٰ میں ایام موسم حج میں تھا اور مشرکین اور گروہ کفار کے بہت سے لوگ موسم حج کے لئے جمع تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے یہ آیت کریمہ سنائی۔ فرمایا مجھے تعمیل حکم میں تاخیر کرنا مناسب نہیں تھا میں عقبہ کے پاس کھڑا ہوا اور بآواز میں پکارا اے لوگو کون میری مدد کرے گا اس پر کہ میں اپنے رب کے پیام پہنچاؤں اور اگر تم میرا ساتھ دو تو تمہارے لئے جنت ہے۔

اے لوگو سب یک زبان ہو کر کہو لا الٰہ الا اللہ وانا رسول اللہ الیکم۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف تو کامیاب ہو جاؤ گے اور نجات پاؤ گے اور تمہارے لئے جنت ہوگی۔

فَمَا بَقِیَ رَجُلٌ وَّلَا اِمْرَاَۃٌ وَّلَا اَمَۃٌ وَّلَا صَبِیٌّ اِلَّا یَرْمُوْنَ عَلَیَّ التُّوَابَ وَالْحِجَارَۃَ وَ یَقُوْلُوْنَ کَذَّابٌ صَابِیٌّ۔

تو مرد عورت۔ لونڈی بچہ کوئی نہ تھا جو مجھ پر مٹی پتھر نہ پھینک رہا ہو اور ہر ایک کہہ رہا تھا جھوٹا صابی ہے۔

فَعَرَضَ عَلَیَّ عَارِضٌ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنْ کُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَدْ اٰنَ لَکَ اَنْ تَدْعُوْا عَلَیْھِمْ کَمَا دَعَا نُوْحٌ عَلٰی قَوْمِہٖ بِالْھِلَاکِ۔

کہ کوئی عارض ہوا اور کہنے لگا اے محمد اگر آپ رسول ہوتے تو یقیناً وہی شان آپ کی ہوتی جو نوح علیہ السلام کی تھی کہ انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ وَ انْصُرْنِی عَلَیْھِمْ اَنْ یُّجِیْبُوْنِی اِلٰی طَاعَتِکَ۔

الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ مجھے نہیں پہچانتے اور میری مدد فرما اس پر کہ وہ تیری اطاعت کے لئے میری دعوت قبول کریں۔

فَجَاءَ الْعَبَّاسُ عَمُّہٗ فَاَنْقَذَہٗ مِنْھُمْ وَ طَرَدَ ھُمْ عَنْہُ۔ تو حضرت عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آئے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچایا اور انہیں دور کیا۔

قَالَ الْاَعْمَشُ فَبِذٰلِکَ تَفْتَخِرُ بَنُو الْعَبَّاسِ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْهِمْ نَزَلَتْ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ۔

اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی وجہ میں بنو عباس فخر کرتے اور کہتے تھے کہ ان میں ہی یہ آیت نازل ہوئی۔

هَوَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَالِبٍ وَ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمَطَّلِبِ۔

حضور علیہ السلام چاہتے تھے ابو طالب کو اور اللہ نے چاہا عباس بن عبد المطلب کو اسلام کے لئے۔

اس کی تصریح ابو نعیم نے دلائل میں کی اور ابن مردویہ نے اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی ہوتی تھی اور ابو طالب آدمیوں کو بنی ہاشم سے چوکیداری کے لئے بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ آیہ کریمہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی تو حضرت ابو طالب نے چوکیداری کو آدمی بھیجنے چاہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا اللہ نے اب میری حفاظت کر لی ہے۔

اور ابو طالب قبل ہجرت اور حجۃ الوداع سے مدتوں پہلے انتقال کر چکے تھے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جو ترمذی بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی پاسبانی میں تھے کہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک قبہ سے نکالا اور فرمایا اَیُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی اے لوگو چلے جاؤ بے شک اللہ نے مجھے اپنی صیانت و حفاظت میں لے لیا ہے۔ (روح المعانی)

اب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ روح المعانی میں دفع دخل مقدر فرماتے ہیں کہ عصمت سے مراد لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت تھی قتل و اہلاک سے۔

اور وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ کے بعد یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس کے بعد احد میں سر اقدس زخمی ہوا۔ اور رباعیات مبارک ٹوٹے۔

اور بعض نے کہا کہ احد کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ عِصْمَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حِفْظُهُمْ بِمَا خَصُّوْا بِهٖ مِنْ صَفَا الْجَوْهَرِ ثُمَّ لِمَا وَلَا هُمْ مِنَ الْاَخْلَاقِ وَ الْفَضَائِلِ ثُمَّ بِالنُّصْرَةِ وَ تَثْبِیْتِ اَقْدَامِهِمْ ثُمَّ بِاِنْزَالِ السَّکِیْنَةِ عَلَیْهِمْ وَ یَحْفَظُ قُلُوْبَهُمْ۔

عصمت انبیاء سے مراد یہ ہے ان کی ان معاملات میں حفاظت ہو گی جو ان کے لئے مخصوص ہے۔ صفاء جوہر روحانیہ۔ حسن اخلاق۔ فضائل ذات پھر نصرت دشمنوں کے مقابلہ میں اور ثابت قدمی پھر انزال سکینہ اور دلوں کی محافظت۔ توفیق تبلیغ عامہ۔ (روح المعانی)

یہ تو تھی مفسرین کی تصریح اور اب صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی رائے بھی ملاحظہ ہو۔

وَ عَنْ بَعْضِ الصُّوْفِیَةِ اَنَّ الْمُرَادَ تَبْلِیْغُ مَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ مَصَالِحُ الْعِبَادِ مِنَ الْاَحْکَامِ وَ قَصْدُ بِاِنْزَالِهٖ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِطِّلَاعُهُمْ عَلَيْهِ۔

اس آیت کریمہ میں بَلِّغْ سے مراد وہ تبلیغ ہے جو مصالح عباد سے متعلق ہے احکام میں اور اس حکم کے نازل کرنے سے مقصود اطلاع ہے۔

وَامَّا مَا خَصّ بِهِ مِنَ الْغَيْبِ وَلَمْ يَتَعَلَّقْ بِهِ مَصَالِحُ اُمَّتِهٖ فَلَهٗ – بَلْ عَلَيْهِ كِتْمَانُهٗ۔

اور وہ جو مخصوص علوم غیبیہ کے ساتھ ہے وہ امت کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ وہ حضور کے لئے ہے اور اس کے کتمان کا ذمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

مسلم رحمہ اللہ جعفر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آیہ کریمہ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ کے متعلق فرمایا وَحْیٌ بِلَاوَاسِطَةٍ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهٗ سِرًّا اِلٰى قَلْبِهٖ وَلَا يَعْلَمُ بِهٖ اَحَدٌ سِوَاهُ اِلَّا فِي الْعُقْبٰى حِيْنَ يُعْطِيْهِ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِهٖ۔ بغیر یہ وحی بلاواسطہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین مخفی تھی جو قلب اقدس پر ہوئی اور اسے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا مگر آخرت میں جب مناصب شفاعت عطا کیے جائیں گے امت کی ممتاز ہستیوں کو۔ اس وقت کچھ منکشف ہوگا۔

واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَلْقٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَلْقٰى وَلَمْ يُظْهِرْ بِالَّذِىْ اَوْ حٰى لِاَنَّهٗ خَصَّهٗ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَا كَانَ مَخْصُوصاً بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ مَسْتُوراً وَ مَا بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ اِلَى الْخَلْقِ كَانَ ظَاهِراً۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص پر القاء فرمایا جو القاء فرمایا اور یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ وحی کیا تھی اس لئے کہ اس میں مخصوص راز تھے اللہ تعالیٰ اور سید الانبیاء کے مابین تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھے وہ مستور رہے اور جو مخلوق کے لئے تھے وہ ظاہر کئے گئے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ اِلٰى هٰذَا يَنْظُرُ مَا رَوَيْنَا فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِىْ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَائَيْنِ فَامَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَامَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ مِنِّىْ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ اَرَادَ عُنُقَهٗ وَ بِذٰلِكَ فَسَّرَ الْبُخَارِىُّ وَ يُسَمُّوْنَ ذَالِكَ عِلْمُ الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَةِ وَ عِلْمُ الْحَقِيْقَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن محفوظ کئے ایک تو وہ جو میں نے سب میں بکھیر دیئے اور دوسرا وہ ہے کہ اگر میں اسے کہوں تو میرا یہ بلعوم کٹ جائے۔ بلعوم فرما کر گردن مراد لی۔

اس بناء پر امام بخاری نے تفسیر کی اور اس علم کا نام علم اسرار الٰہیہ رکھا اور جو عوام میں بیان کر دیا گیا اسے علم حقیقت کہا۔

آخر میں فرماتے ہیں میری تحقیق یہ ہے۔

ترجمہ

جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرار الٰہیہ وغیرہ احکام شرعیہ سے عطا ہوئے وہ سب قرآن کریم میں ہے جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری کہ ہر چیز کا روشن بیان

www.waseemziyai.com

ہے۔اور مَافَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ۔۱۰ ع۔پ ۷۔ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

اورحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔

عنقریب فتنے ہوں گے۔صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا ان سے نکلنے کا کیا ذریعہ ہے فرمایا قرآن کریم جس میں تم سے پہلے کی خبریں اور تمہارے بعد کی خبریں ہیں اور اس کے احکام جس میں تم ہو گے۔

ابن جریر ابن حاتم ابن مسعود رحمہم اللہ سے راوی ہیں۔فرمایا اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل ہوئے اور ہمیں ہر شے کی حقیقت منکشف کر دی۔لیکن ہمارے علم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔جو قرآن کریم میں ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام وہ احکام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے وہ تمام قرآن سے سمجھے جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں وہ روایت ہے جو طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں نقل کی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کوئی شے حلال نہیں کی مگر وہی جو اللہ نے حلال کی قرآن کریم میں اور نہ کوئی شے حرام کی مگر وہی جو کتاب اللہ میں حرام ہے۔

مرسی رحمہ اللہ کہتے ہیں قرآن کریم میں علوم اولین وآخرین ایسی شان سے جمع ہیں کہ کوئی علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔مگر قرآن میں بولنے والا پھر اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوا اس کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راز کے طور پر اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔پھر ان کے وارث معظمین وسادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوئے پھر ان کے اہل علم مثل خلفاء اربعہ یا ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہما یہاں تک کہ کہہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن میں اس کا پتہ پاتا ہوں۔پھر اس علم کے وارث تابعین ہوئے رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر ہمتیں قاصر ہونے لگیں اور عزائم پست۔اور اہل علم بھکنے لگے اور جو تحمل صحابہ علیہم رضوان میں تھا اس تحمل سے ضعیف لوگ پیدا ہوئے اور تابعین کی جیسی ہمتیں بھی نہ رہیں تو اپنے فہم نارسا کے مطابق نئے نئے انواع کے فنون ایجاد کرنے لگے اور ہر فن میں ایک جماعت بن گئی۔مولف۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ایک شعر بھی حسب موقع مجھے یاد آیا ہے۔

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

(ترجمہ) قرآن مجید میں تمام علوم موجود ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ ان سے قاصر ہے۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس کیا کوئی ایسی کتاب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے مخصوص کی ہو فرمایا نہیں مگر کتاب اللہ جو مسلمان کے لئے کافی وافی ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے وہ تلوار کے میان میں ہے۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہے اس صحیفہ میں تو آپ نے فرمایا۔دیت۔اور قیدیوں کا آزاد کرنا اور وَ لَا يُقْتَلُ مُؤمِنٌ بِكَافِرٍ ۔اور کافر کے بدلے مسلمان قتل نہ کیا جائے۔(روح المعانی)

(جیسا کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے) من المؤلف

دوسری روایت میں ابو جحیفہ سے ہے جسے ابن ابی حاتم عنترہ سے روای ہیں فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ لوگ میرے پاس یہ خبر لائے ہیں کہ آپ کے پاس کچھ ایسے راز ہیں جو حضور صلی

www.waseemziyai.com

اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ظاہر نہیں فرمائے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سیاہ وسپید کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وارث کیا اسے ابو ہریرہ کے برتن نے اٹھالیا اور علم اسرار کو انہوں نے عام نہیں پھیلایا۔ منجملہ ان کے فتنوں کی خبریں۔ شرائط قیامت اور جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان بے وقوف قریش کے ہاتھوں زمین میں فساد ہونے کی خبریں دی تھیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہاں تک فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو میں ان کے نام بیان کروں تو میں بیان کرسکتا ہوں۔

اور اس سے وہ حدیثیں مراد تھیں جن میں لہرائے جور اور ان کے احوال موجود ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کنایۃً بعض امور بیان کرتے تھے مگر صراحۃً بیان نہیں کرتے تھے چنانچہ منجملہ اس کے آپ کا فرمانا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنْ رَّأْسِ السِّتِّيْنَ وَ اَمَارَةِ الصِّبْيَانِ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال کی ابتداء اور لڑکوں کی حکومت سے اس میں آپ کا اشارہ تھا حکومت یزید کی طرف چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔

يُشِيْرُ اِلٰى خَلَافَةِ يَزِيْدَ الطَّرِيْدِ لَعَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَوْلِيَائِهٖ لِاَنَّهَا كَانَتْ سَنَتَه سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ۔

اس لئے کہ ۶۰ ساٹھ ہجری میں ہی یزید کی نحوست شروع ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا اللہ نے قبول کی چنانچہ آپ ایک سال قبل ہی وفات پاگئے۔

اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھی قوم ہے جو متمسک ہے قرآن سے سوا اور چیزوں کے اس کی جگہ لیکن قرآن کریم کے سوا اور کوئی چیز تسلیم نہیں اور وہ احکام جو صادر ہوں شریعت کے خلاف واجب العمل نہیں۔

عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ اجوبۃ المرضیہ عن الفقہاء والصوفیہ میں فرماتے ہیں۔

میں نے سید علی وصفی سے سنا کہ فرماتے تھے لَا يُكْمِلُ الرَّجُلُ فِیْ مَقَامِ الْمَعْرِفَةِ وَالْعِلْمِ حَتّٰى يَرَى الْحَقِيْقَةَ مُؤَيِّدَةً لِلشَّرِيْعَةِ۔ کوئی آدمی مقام معرفت اور علم میں مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس حقیقت کو نہ دیکھ لے جو مؤید شریعت ہو۔

وَاِنَّ التَّصَوُّفَ لَيْسَ بِاَمْرٍ زَائِدٍ عَلَى السُّنَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَ اِنَّمَا هُوَ عَيْنُهَا۔

اور یقیناً تصوف کوئی شے زائد نہیں سنت محمدیہ سے بلکہ سنت محمدیہ ہی اس کی اصل ہے۔

وَ سَمِعْتُ سَيِّدِیْ عَلِيًّا الْخَوَاصِ يَقُوْلُ مِرَاراً مَنْ ظَنَّ اَنَّ الْحَقِيْقَةَ تُخَالِفُ الشَّرِيْعَةَ اَوْ عَكْسَهٗ فَقَدْ جَهِلَ لِاَنَّهٗ لَيْسَ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ شَرِيْعَةٌ تُخَالِفُ حَقِيْقَةً اَبَدًا حَتّٰى قَالُوْا شَرِيْعَةٌ بِلَا حَقِيْقَةٍ عَاطِلَةٌ وَ حَقِيْقَةٌ بِلَا شَرِيْعَةٍ بَاطِلَةٌ۔

اور سیدی علی الخواص کو بارہا کہتے سنا کہ جو گمان کرے کہ حقیقت مخالف شریعت ہے یا شریعت مخالف حقیقت وہ جاہل ہے اس لئے کہ محققین کے نزدیک کوئی شریعت کبھی مخالف حقیقت نہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا۔

شریعت بلا حقیقت معطل ہے اور حقیقت بلا شریعت باطل ہے۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

تو یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ کا مفہوم واضح ولائح روشن ومبرہن ہوگیا کہ اس میں ما موصولہ عموم کا فائدہ دے رہا ہے اور اس میں تبلیغ ما انزل کا ہی حکم ہوا تھا نہ کہ مخصوص کسی معاملہ کا اور اگر یا عہدہ کا ہو اور اگر مزید توضیح کا مطالعہ کرنا ہو تو مطولات میں سیر کرے۔

اب حسب موقعہ بزعم حضرات شیعہ جو آیت کریمہ کی تصریح ہے وہ بھی منقول ہے تاکہ معلومات میں وسعت ہو۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) حضرات شیعہ کا گمان ہے کہ مراد آیہ کریمہ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ سے خلافت علی کرم اللہ وجہہ ہے اور اس پر متعدد سندوں سے روایتیں بھی لائے ہیں۔ چنانچہ

حضرت ابی جعفر اور ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی کہ خلافت علی کا اعلان کردیں۔ مگر (معاذ اللہ) یہ اعلان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق تھا کہ کہیں جماعت صحابہ ناراض نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمت بڑھانے کے لئے نازل فرمائی اور شجاعت وقوت سے اعلان فرمانے کا حکم دیا۔

اس پر حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی۔

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ لوگوں کو مطلع کردیں ولایت علی سے تو (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کا خوف ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے چچازاد بھائی کی محبت میں یہ اعلان کیا اور لوگ طعنہ دیں گے اس اعلان سے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی یہ آیت کریمہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولایت علی کے اعلان کے لئے غدیر خم والے دن اٹھے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو میں محبوب ہوں تو علی بھی اس کا محبوب ہے۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔

اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر سے روایت کی کہ جو حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے فرمایا یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یوم غدیر خم میں حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ آیت کریمہ یوں پڑھا کرتے تھے۔ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ان علیا ولی المومنین وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔

اور خم غدیر والی حدیث خلافت امیر کرم اللہ وجہہ کے لئے بہترین دلیل ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی صاحب رحمہ اللہ روح المعانی فرماتے ہیں اور مسلک اہل سنت واضح کرتے ہیں۔

وَ قَدْ زَادُوْا فِیْهِ اِنَّمَا مَا لَغَرَضِهِمْ زِیَادَاتٌ مُنْکَرَةٌ وَ وَضَعُوا فِی خِلَالِهٖ کَلِمَاتٍ مَزُوْرَةً وَ نَظَمُوا فِی ذَالِکَ الْاَشْعَارَ وَ طَعَنُوا عَلَی الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِزَعْمِهِمْ اِنَّهُمْ خَالَفُوا انَصَّ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

www.waseemziyai.com

اور بے شک اس میں حضرات شیعہ نے زیادتی کرڈالی اپنی غرض پوری کرنے کے لئے اور زیادتی بھی ایسی جو قابل ردو انکار ہے۔ اور اصل مضمون میں بہت سے کلمات دھوکہ دینے کو رکھ دیئے۔ اور نظمیں بھی لکھ ڈالیں اور صحابہ کرام پر شدید طعن کئے اور اپنے خیال میں انہوں نے دکھایا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔

اس کے بعد اسماعیل بن محمد حمیری رحمہ اللہ کی ایک نظم نقل کر کے لکھتے ہیں۔

مَا قَالَ لَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ عُثْرَتَهُ وَلَا اَقَالَ – وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اَخْبَارَ الْغَدِيْرِ الَّتِي فِيْهَا الْاَمْرُ بِالْاِسْتِخْلَافِ غَيْرُ صَحِيْحَةٍ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا مُسَلَّمَةٌ لَدَيْهِمْ اَصْلاً۔

اور تو جانتا ہے کہ وہ اخبار غدیر جس میں خلافت علی کرم اللہ وجہہ کا حکم ہے صحیح نہیں ہے اہلسنت کے نزدیک اور نہ وہ ان کے مسلمات سے ہے۔

وَ لَنُبَيِّنُ مَا وَقَعَ هُنَاكَ اَتَمَّ تَبْيِيْنٍ وَلَنُوْضِعُ الْغَثَّ مِنْهُ وَالسَّمِيْنَ ثُمَّ نَعُوْدُ عَلَى اِسْتِدْلَالِ الشِّيْعَةِ بِالْاِبْطَالِ وَ مِنَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهُ الْاِسْتِمْدَادُ وَعَلَيْهِ الْاِتِّكَالُ فَنَقُوْلُ۔

اور واضح کرتے ہیں ہم ان امور کو جو یہاں ڈالے گئے علی اتم وجہ البیان اور روشن کرتے ہیں ہم اس کے کھوٹے اور کھرے کو اور پھر شیعہ کے استدلال کی تردید کی طرف متوجہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اور اس پر بھروسہ ہے تو اب ہم کہتے ہیں۔

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان میں خطبہ دیا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین واقع ہے جبکہ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے یہ مقام جحفہ سے قریب ہے اور اسے غدیر خم کہتے ہیں اس خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی فضائل علی کرم اللہ وجہہ کی اور ان باتوں سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی برائت فرمائی جو آپ کے خلاف کلام کرتے تھے یمن والے اس وجہ سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے متعلق ایک فیصلہ پر اہل یمن گمان کرتے تھے اور بعض ان میں آپ کی نسبت جور اور تنگ نظری اور بخل کا اتہام باندھتے تھے اور درحقیقت حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہی تھا۔ اور یہ واقعہ یوم احد یعنی یک شنبہ ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے ہوا۔

(ترجمہ) محمد بن اسحاق یحییٰ بن عبداللہ کے واسطہ سے یزید بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی یمن سے اپنے ساتھیوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے مکہ آئے تو آپ جلدی سے پہلے چلے آئے اور اپنے ساتھیوں پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اس آدمی نے زیادتی کی اور حضرت علی کے ساتھ جزیہ میں جو ریشمی کپڑے آرہے تھے ان میں سے سب کو ایک ایک ریشمی جوڑا پہنا دیا۔

جب یہ لشکر قریب آیا تو حضرت علی ان کی ملاقات کو نکلے تو آپ نے ان پر ریشمی لباس دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ان کو یہ لباس پہنایا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے اچھے لباس میں جائیں تو آپ نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے پہلے پہلے انہیں فوراً اتار دو۔ تو آپ نے لوگوں سے کپڑے اتروا کر کپڑوں میں رکھ دیئے۔ لشکر نے حضرت علی کے اس سلوک کا شکوہ کیا۔

اور زینب بنت کعب اپنے شوہر ابوسعید خدری سے روایت کرتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی تو

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ میں نے سنا آپ فرما رہے تھے لوگو علی کی شکایتیں نہ کرو خدا کی قسم وہ اللہ کی ذات اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے میں بڑے ہی سخت ہیں۔

اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بریدہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ ہو کر یمن میں جنگ کی۔ میں نے آپ میں سختی دیکھی۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے حضرت علی کا تذکرہ کیا تو میں نے دیکھا آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کیا میں مومنوں کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب نہیں ہوں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ تو آپ نے فرمایا جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے۔ اس کو نسائی نے بھی ثقہ راویوں سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو صرف نسائی میں ہے۔

ذہبی نے کہا زید بن ارقم نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے اور غدیر خم میں قیام فرمایا تو آپ نے خطبہ دیا کہتے ہیں مجھے اب تک وہ لفظ یاد ہیں آپ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی آل اہل بیت۔ تم دیکھو کہ کیسے ان کا حق ادا کرتے ہو یہ دونوں چیزیں الگ الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں۔ اللہ میرا مالک ہے اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں محبوب ہوں یہ بھی اس کے محبوب ہیں اے اللہ جو علی سے محبت رکھے اس سے تو محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔

اور ابن جریر نے علی بن زید اور ابو ہارون عبیدی اور موسیٰ بن عثمان کے ذریعہ براء سے روایت کیا کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم غدیر خم میں آئے تو آپ نے درخت کے نیچے ڈیرا لگایا اور آواز دے کر لوگوں کو اکٹھا کیا گیا اور آپ نے علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور فرمایا کیا میں مومنوں کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب نہیں ہوں لوگوں نے کہا ہاں تو فرمایا جس کا میں محبوب ہوں اس کا یہ بھی محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ تو ان کو عمر بن خطاب ملے اور کہا اے علی آپ کو مبارک ہو آپ تو ہر مومن مرد اور عورت کے محبوب بن گئے۔

اور یہ حدیث ضعیف ہے محدثین نے تصریح کی ہے کہ علی بن زید اور ابو ہارون اور موسیٰ بن عثمان یہ سب ضعیف ہیں اور ان کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ان کی سند میں ابو اسحاق بھی ہے اور وہ شیعہ مردود الروایت ہے۔

اور حمزہ نے اپنی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا کہ جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ''میں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔'' پھر ابو ہریرہ نے کہا اور وہ غدیر خم کا دن تھا۔

اور جو آدمی اٹھارہ ذی الحجۃ کا روزہ رکھے اس کے لئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ہے۔ اور یہ حدیث انتہائی کمزور ہے اور بدایہ والنہایہ میں تصریح ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

ابو جعفر بن جریر طبری نے حدیث غدیر پر توجہ کی اور دو جلدیں لکھ دیں ان میں اس حدیث کے تمام طرق اور الفاظ جمع کئے

www.waseemziyai.com

ہیں اور صحیح۔ ضعیف۔ غلط۔ درست جو کچھ بھی ملا سب درج کر دیا جیسا کہ عام محدثین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ صحیح اور ضعیف کی
تمیز کے بغیر جو کچھ متعلقہ مضمون کے لئے ملے وہ سب کچھ درج کر دیتے ہیں۔ 1

اور اسی طرح حافظ کبیر ابو القاسم ابن عساکر نے اس خطبہ کے متعلق بہت سی احادیث جمع کی ہیں اور ان میں صحیح وہی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔ اور ان میں خلافت کے متعلق کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔

اور ذہبی کہتے ہیں کہ حدیث کا یہ ٹکڑا کہ ''جس کا میں محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے''۔ یہ متواتر ہے یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ایسا کہا ہوگا اور یہ فقرہ کہ ''جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ'' یہ راوی کی زیادت ہے لیکن سنداً قوی ہے اور باقی رہا یہ فقرہ کہ ''جو اٹھارہ ذی الحجہ کا روزہ رکھے اسے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ہے''۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ آیت غدیر خم سے کچھ دن پہلے یوم عرفہ میں اتری۔

اور بخاری مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں غدیر کی حدیث کو بیان نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ان کی شرطوں کے مطابق نہیں ہے۔

اور شیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے تعصب کی بناء پر اس حدیث کو درج نہیں کیا اور وہ اس سے پاک ہیں۔ اور شیعہ حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے'' اور مولیٰ کا اولیٰ بالتصرف (تصرف کا زیادہ حق دار) معنی ہے۔

اور تصرف کا زیادہ حقدار ہونا یہی تو امامت ہے۔

اور یہ چیز مخفی نہیں کہ ان کی پہلی غلطی ان کا یہی استدلال ہے کہ انہوں نے مولیٰ کا ترجمہ اولیٰ کیا ہے اور تمام اہل لغت اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور مَفْعَلٌ کا صیغہ کبھی بھی اَفْعَل کے معنی میں نہیں آیا اور سوائے ابوزید لغوی کے کسی نے اس کو جائز نہیں سمجھا وہ آیت کریمہ هِيَ مَوْلَاكُمْ کی تفسیر میں ابوعبیدہ کے قول سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کا معنی کیا ہے اَوْلٰى بِكُمْ یعنی زیادہ حقدار ہے۔

اور اس کی تردید اس کی طرح کی جاتی ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ مقولہ صحیح ہو فُلَانٌ مَوْلٰى مِنْ فُلَانٍ جیسے کہ یہ صحیح ہے کہ فُلَانٌ اَوْلٰى مِنْ فُلَان اور اجماعاً باطل ہے۔

اب اگر لازم باطل ہے تو یقیناً ملزوم بھی باطل ہے۔

اور پھر یہ بھی کوئی نص تو نہیں کہ حدیث میں مَوْلٰى کا ضرور ہی اَوْلٰى کے معنی میں ہے۔

اور دوسری یہ بات ہے کہ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مَوْلٰى بمعنی اَوْلٰى ہے تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اس کا صلہ تصرف ہی ہو۔

بلکہ احتمال ہے کہ مراد اَوْلٰى بِالْمَحَبَّتِ یَا اَوْلٰى بِالتَّعْظِیْمِ (محبت کا زیادہ حقدار یا تعظیم کا زیادہ حقدار) ہو یا کوئی اور چیز مراد ہو۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اور قرآن مجید میں کتنے ہی مقامات پر اَوْلٰی کا لفظ آیا ہے جہاں تصرف کا معنی کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا جیسے کہ اس آیت کریمہ میں اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ (بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جو ان کے تابعدار تھے اور یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے) حالانکہ یہاں دو قرینے ایسے بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لفظ مَوْلٰی یا اَوْلٰی محبت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

پہلا قرینہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ان لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی جو ان کے ساتھ یمن میں تھے جیسے بریدہ اسلمی اور خالد بن ولید وغیرہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت کرنے والوں کو ہی منع نہیں کیا تاکہ موالات کے مطالبہ میں مبالغہ ہو اور دعوت میں نرمی ہو جیسا کہ عموماً حضور علیہ السلام کا ایسے حالات میں طریقہ تھا اور اسی مہربانی کے اظہار کے لئے آپ نے اپنا خطبہ ان الفاظ سے شروع فرمایا۔ کیا میں مومنوں کے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب نہیں ہوں۔

اور دوسرا قرینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ الفاظ ہیں جو بعض روایات میں ہیں ''اے اللہ جو علی سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ''۔ اور اگر مَوْلٰی سے مراد ''امور میں تصرف کرنے والا'' اور یا ''تصرف کا زیادہ حقدار'' ہوتا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کہتے اے اللہ ان سے محبت رکھ جو علی کے تصرف میں ہیں اور ان سے عداوت رکھ جو ان کے تصرف میں نہیں۔ تو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت اور عداوت کا ذکر کیا ہے تو وہاں آپ کی محبت کے وجوب اور آپ کی عداوت سے بچنے پر تنبیہ کرنا مقصود ہے نہ کہ تصرف اور عدم تصرف کی بحث اور آپ کی مراد اس سے خلافت ہوتی تو آپ صراحتاً اس کو بیان کر دیتے۔

نوٹ: یہاں تک روح المعانی کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا۔

ابونعیم حضرت حسن مثنی بن حسن سبط النبی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

کہ آپ سے صحابہ کرام نے اس واقعہ کے متعلق سوال کیا کہ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ خلافت امیر کرم اللہ وجہہ کے لئے نص ہے تو آپ نے فرمایا لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ خَلَافَتَهٗ لَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا اَوْلٰى اَمْرِيْ وَالْقَائِمُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ فَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا۔

اگر حضور نے خلافت امیر کا ارادہ فرمایا ہوتا تو آپ فرماتے اے لوگو یہ اَوْلٰی ہیں میری حکومت میں اور میرے قائم مقام ہیں تم سنو اور اطاعت کرو۔

دوسرے جہاں استثناء کیا ہے ولایت علی سے وہ محبت علی کرم اللہ وجہہ ہے اس لئے کہ کہیں اس اعلان کو بَعْدِیْ فرما کر مقید نہیں کیا۔

اور ظاہر ہے کہ اگر ولایت بمعنی خلافت مانا جائے تو ایک زمانہ میں دو خلافتیں مجتمع ہو جائیں گی۔ اور اجتماع ولایتین بمعنی خلافت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس تقدیر پر بھی ماننا پڑے گا کہ اَوْلٰی سے مراد اَوْلٰی بالمحبت ہی ہے۔

اور حضرات شیعہ کا یہ تمسک ہے کہ مَوْلٰی سے مراد اَوْلٰی بالتصرف ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اوراہل سنت کہتے ہیں کہ اس جگہ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد اَوْلٰی بِالْمَحَبَّۃ ہے گویا حضور کا فرمانا یہ ہے کہ السّت اولی بالمومنین من انفسھم بالمحبۃ۔

بلکہ داعیہ تحقیق میں یوں کہنا چاہئے اَوْلٰی اس جگہ مشتق ہے ولایت سے اور ولایت بمعنی محبت ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے اَلَسْتُ اَحَبُّ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یعنی کیا میں مومنوں کو ان کی جان سے زیادہ محبوب نہیں ہوں تو اب حاصل معنی سارے اعلان کے یہ ہوں گے۔

یَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکُمْ تُحِبُّوْنِی اَکْثَرَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ فَمَنْ یُّحِبُّنِی یُحِبُّ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہٗ۔

اے ایمان والو تم مجھے محبوب رکھتے ہو اپنی جان سے زیادہ تو جو مجھے محبوب رکھتا ہے وہ علی کو بھی محبوب رکھے۔ الٰہی اسے محبوب رکھ جو علی کو محبوب رکھے اور اسے مبغوض رکھ جو علی کرم اللہ وجہہ سے عداوت کرے۔

اور یہی معنی آیت کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗۤ اُمَّھٰتُھُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ پ ۲۱ سورۃ احزاب رکوع اول اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

وَ ھُوَ مَسُوْقٌ لِنَفْیِ نَسَبِ الْاَدْعِیَاءِ مِمَّنْ یَّتَبَنَّوْنَھُمْ وَ بَیَانُہٗ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَہ لَا یَنْبَغِی اَنْ یُّقَالَ اِنَّہٗ اِبْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ نِسْبَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ کَالْاَبِ الشَّفِیْقِ بَلْ اَزْیَ وَ اَزْوَاجُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُمَّھَاتُھُمْ وَالْاَقْرِبَاءُ فِی النَّسَبِ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی مِنْ غَیْرِھِمْ۔

یہ آیت کریمہ اپنے سیاق میں مدعین نسب کی نفی کرتی ہے جو متبنیٰ ہو کر مشارکت نسبی کرے اور یہ بیان حضرت زید بن حارثہ کے متعلق ہے کہ ہرگز ایسا نہ چاہئے کہ مشرکین کی طرح کہا جائے کہ وہ ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو تمام مومنین کی طرف مثل شفیق باپ کے ہے بلکہ اس سے بھی زائد اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن امہات المومنین ہیں اور جو اقربا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نسب میں ہیں وہ احق بہ تعظیم اور اولیٰ بالمحبۃ ہیں۔ غیروں کے مقابلہ میں۔

پھر علامہ آلوسی آخری فیصلہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ الْاَخْبَارَ الْوَارِدَۃَ مِنْ طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ الدَّالَۃَ عَلٰی اَنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِی عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَ اِنَّہٗ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْمَعْنَی الَّذِیْ قَرَّرْنَاہُ وَ نَحْنُ لَا نُنْکِرُ ذَالِکَ وَ مَلْعُوْنٌ مَنْ یُّنْکِرُہٗ۔

فرماتے ہیں کہ طریقہ اہل سنت سے جو احادیث وارد ہیں وہ اس امر پر دال ہیں کہ آیہ کریمہ یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ یقیناً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اس میں فضیلت علی کرم اللہ وجہہ سے زائد اور کوئی چیز نہیں اور وہ یقیناً ولی المومنین ہیں لیکن ولی کے معنی وہی ہیں جو ہم نے پہلے مقرر کئے اور ہم ہرگز اس سے منکر نہیں بلکہ وہ ملعون ہے جو ولایت علی اور محبت و تعظیم علی سے انکار کرے کرم اللہ وجہہ الکریم۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اب حسب موقعہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں اس لغت کا استعمال جن معنی میں ہوا ہے وہ بھی یک جا جمع کر دیا جائے۔

قرآن کریم میں لفظ مَوْلٰی تقریباً چھ مقام پر استعمال ہوا ہے۔ وھو ھذا۔

پارہ ۹- رکوع ۱۹۔ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔

پارہ ۱۷ رکوع ۹، ۱۷۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِیْرُ – وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔

پارہ ۲۵ رکوع ۱۵۔ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْـًٔا وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۔

پارہ ۲۶ رکوع ۵۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

ان تمام آیتوں میں مولیٰ بمعنی دوست اور مددگار کے آیا ہے۔

مَوْلٰىهُ۔ قرآن کریم میں ۲ جگہ آیا ہے۔

پارہ ۱۴ رکوع ۱۶۔ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ (مولی بمعنی اقا)۔

پارہ ۲۸ رکوع ۱۹۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ – مَوْلٰىهُ بمعنی مددگار۔

مَوْلٰىنَا۔

پارہ ۳ رکوع ۸۔ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ (مولنا بمعنی مولی ھیں)۔

پارہ ۱۰ رکوع ۱۳۔ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (مولنا بمعنی مولی)۔

مَوْلٰىهُمُ۔ ۲ جگہ آیا ہے۔

پارہ ۷ رکوع ۱۳۔ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ۔ اپنے مولیٰ اللہ کی طرف۔

پارہ ۱۱ رکوع ۸۔ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ۔

مَوْلٰىكُمْ۔ پانچ مقام پر ہے۔

پارہ ۴ رکوع ۷۔ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ۔ بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

پارہ ۹ رکوع ۹۔ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔ بمعنی مولیٰ ہر دو جگہ۔

پارہ ۱۷ رکوع ۱۷۔ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔ بمعنی مولیٰ ہر دو جگہ۔

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸۔ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔

پارہ ۲۸ رکوع ۱۹۔ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

مَوَالِیْكُمْ۔ صرف ایک جگہ آیا ہے۔

پارہ ۲۱ رکوع ۱۷۔ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ۔ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور بشریت میں تمہارے چچازاد۔

www.waseemziyai.com

مَوَالِیَ۔ دو جگہ آیا ہے۔

پارہ ۵ رکوع ۲۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ اور ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنائے۔

پارہ ۲۶ رکوع ۴۔ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ۔ اور نہیں اس کے لئے اللہ کے سوا مددگار

وَلِيُّكُمْ۔ تمام قرآن کریم میں ایک جگہ آیا ہے۔

پارہ ۶ رکوع ۱۲۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ تمہارے نہیں ہیں دوست مگر اللہ اور اس کا رسول۔

وَلِيُّنَا۔ دو جگہ ہے۔

پ ۹ رکوع ۹۔ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا۔ تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے۔

پ ۲۲ رکوع ۱۱۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم۔ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ۔

وَلِيِّيَ۔ دو جگہ آیا ہے۔

پ ۹ رکوع ۱۴۔ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ۔ بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری۔

پ ۱۳ رکوع ۵۔ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

وَلِيُّهُمْ۔ دو جگہ ہے۔

پ ۸ رکوع ۲۔ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ۔ وہ ان کا مولیٰ ہے۔

پ ۱۴ رکوع ۱۴۔ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ۔ تو شیطان نے ان کے کرتوت ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے تو آج وہی ان کا رفیق ہے۔

وَلِيُّهُمَا۔ صرف ایک جگہ ہے۔

پ ۴ رکوع ۴۔ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا۔ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے۔

وَلِيُّهُ۔ تین جگہ ہے۔

پ ۳ رکوع ۷۔ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ۔ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے۔

پ ۱۵ رکوع ۴۔ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا۔ اور جو ناحق قتل کیا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے۔

پ ۱۹ رکوع ۱۹۔ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ۔ پھر اس کے وارث سے کہیں گے۔

وَلِيًّا۔ بارہ جگہ آیا ہے۔

پ ۵ رکوع ۴۔ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا۔ اور اللہ کافی ہے والی۔

پ ۵ رکوع ۷۔ وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا۔ اور دے اپنے پاس سے ہمارے لئے کوئی حمایتی۔

پ ۵ رکوع ۹۔ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا۔ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار۔

پ ۵ رکوع ۱۵۔ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ۔ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پ٦ رکوع ٤۔ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

پ٧ رکوع ٨۔ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا۔ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا بناؤں کسی اور کو والی۔

پ١٥ رکوع ١٤۔ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔ اور ہرگز اس کا حمایتی نہ پائے گا۔

پ١٦ رکوع ٤۔ فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ يَّرِثُنِيْ تو مجھے اپنے پاس سے دے جو میرا والی ہوتا کہ وہ میرے ورثہ کا حقدار ہو۔

پ١٦ رکوع ٦۔ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا۔ تو ہوجائے گا تو شیطان کا رفیق۔

پ٢١ رکوع ١٨۔ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ وہ پائیں گے اپنے لئے اللہ کے سوا حامی ومددگار۔

پ٢٢ رکوع ٥۔ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ نہ پائیں گے کوئی حمایتی نہ مددگار۔

پ٢٦ رکوع ١١۔ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ پھر نہ پائیں گے کوئی حمایتی نہ مددگار۔

وَّلِيٍّ۔ ١٨ جگہ آیا ہے۔

پ١ رکوع ١٣۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور نہیں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار۔

پ١ رکوع ١٤۔ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ نہیں تیرے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ مددگار۔

پ٣ رکوع ٢۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اللہ والی ہے ان کا جو ایمان لائے۔

پ٣ رکوع ٨۔ وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا۔ اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے۔

پ٧ رکوع ١٢۔ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔ نہیں ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی۔

پارہ٧ رکوع ١٤۔ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔ نہیں اس کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی۔

پارہ١٠ رکوع ١٦۔ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور نہیں ان کے لئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔

پارہ١١ رکوع ٣۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی اور نہ مددگار۔

پ١٣ رکوع ١١۔ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ۔ نہیں تیرا اللہ کے آگے کوئی حمایتی اور نہ بچانے والا۔

پ١٥ رکوع ١٢۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ۔ اور ہرگز نہ ہوگا اس کا کوئی حمایتی اس کی ذلت کی وجہ سے۔

پ١٥ رکوع ١٦۔ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ۔ نہیں اس کا اللہ کے سوا کوئی والی۔

پ٢٠ رکوع ١٤۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور نہیں تمہارے لئے اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست کام بنانے والے اور نہ مددگار۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پ ۲۴ رکوع ۱۹۔ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ گویا کہ گہرا دوست ہے۔

پ ۲۵ رکوع ۲۔ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ۔ تو اللہ ہی والی ہے۔

پ ۲۵ رکوع ۴۔ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ۔ اور وہی کام بنانے والا تعریف کیا گیا ہے۔

پ ۲۵ رکوع ۵۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی دوست نہ مددگار۔

پ ۲۵ رکوع ۶۔ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ۔ تو نہیں اس کا کوئی رفیق اللہ کے بعد۔

پ ۲۵ رکوع ۱۵۔ واللہ ولی المتقین۔ اور اللہ ڈر والوں کا دوست ہے۔

اَوْلِیَآءَ۔ ۳۴ جگہ آیا ہے۔

پ ۳ رکوع ۲۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں۔

پ ۳ رکوع ۱۱۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ مسلمانوں کے سوا۔

پ ۴ رکوع ۹۔ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ۔ وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو خائف کرتا ہے

پ ۵ رکوع ۷۔ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ۔ تو لڑو شیطان کے دوستوں سے۔

پ ۵ رکوع ۹۔ فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ۔ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

پ ۵ رکوع ۱۷۔ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔

پ ۶ رکوع ۱۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پ ۶ رکوع ۱۳۔ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ۔ اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

پ ۶ رکوع ۱۵۔ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ۔ اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے۔

پ ۸ رکوع ۲۔ وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ۔ اور ان کے دوست آدمی عرض کریں گے۔

پ ۸ رکوع ۸۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ۔ اور نہ پیروی کرو۔ اللہ کے سوا۔ اولیاء بمعنی پیرو۔

پ ۸ رکوع ۱۰۔ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ انہوں نے بنایا شیطانوں کو والی اللہ کے سوا۔

پ ۹ رکوع ۱۸۔ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِیَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اور وہ اس کے اہل نہیں اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔

پ ۱۰ رکوع ۶۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

پ ۱۰ رکوع ۶۔ اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

پ ۱۰ رکوع ۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔

پ ۱۰ رکوع ۱۵۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ بعض ان کے رفیق ہیں بعض کے۔

پ ۱۱ رو[illegible] ۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ خوف ہے نہ کچھ غم۔

پ ۱۲ رکوع ۲۔ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۔ اور نہیں ہے ان کا کوئی اللہ کے سوا حمایتی۔

پ ۱۲ رکوع ۱۰۔ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔

پ ۱۳ رکوع ۸۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ۔ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالئے ہیں۔

پ ۱۵ رکوع ۱۱۔ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ تو ہرگز نہ پاؤ گے اس کے سوا کوئی حمایتی۔

پ ۱۵ رکوع ۱۹۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ ۔ تو کیا بناتے ہو اسے اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا۔

پ ۱۶ رکوع ۳۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْۤ اَوْلِيَآءَ ۔ تو کیا کافر سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنائیں گے۔

پ ۱۸ رکوع ۱۷۔ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ۔ بنائیں گے تیرے سوا اور کو مولیٰ۔

پ ۲۰ رکوع ۱۶۔ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ۔ اللہ کے سوا اور مالک بنالئے۔

پ ۲۳ رکوع ۱۵۔ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۔ وہ جنہوں نے بنالئے والی اللہ کے سوا۔

پ ۲۴ رکوع ۱۸۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ۔ ہم تمہارے دوست ہیں۔

پ ۲۵ رکوع ۲۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ۔ کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہراتے ہیں۔

پ ۲۵ رکوع ۶۔ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ۔ اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے۔

پ ۲۵ رکوع ۱۷۔ وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ۔ اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے۔

پ ۲۵ رکوع ۱۸۔ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پ ۲۶ رکوع ۴۔ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ۔ اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں۔

پ ۲۸ رکوع ۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

پ ۲۸ رکوع ۱۱۔ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ۔ تم اللہ کے دوست ہو۔

اَوْلِيٰٓئِكُمْ۔ ایک جگہ آیا ہے۔

پ ۲۱ رکوع ۱۷۔ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی کسی قسم کا احسان کرو۔

اَوْلِيٰٓئِهِمْ ایک جگہ آیا ہے۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

پ ۸ رکوع ۱۔ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِہِمْ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

قرآن کریم میں مَوْلٰہُ - مَوْلٰھُمْ - مَوْلٰنَا - مَوْلٰکُمْ - مَوَالِیَکُمْ - مَوَالِیَ - وَلِیُّکُمْ - وَلِیُّنَا - وَلِیَّ - وَلِیُّھُمْ - وَلِیُّھُمَا - وَلِیُّہٗ - وَلِیًّا - وَّلِیٍّ - اَوْلِیَآءُ - اَوْلِیٰٓئِکُمْ - اَوْلِیٰٓئِہِمْ

کل ۹۶ مقام پر ہے اور اس کے تمام معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

دوست۔ مددگار۔ منہ کرنا۔ مولیٰ۔ مستحق ورثہ۔ والی۔ کام بنانے والا۔ رفیق۔ سنبھالنے والا۔ وارث۔ ورثہ۔ حمایتی۔

حامی۔ بچانے والا۔ کام بنانے والا۔ اولیاء محبوب۔ مالک۔

ان معنی میں خلافت کے معنی کہیں نہیں آئے۔

قطع نظر اس کے دیکھنا یہ ہے کہ یہ الیکشن بعد وفات سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکا۔ اب اس قصہ کو دہرانے اور وہی پرانا راگ الاپتے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں جسے جس وقت جس طرح مسند نشین مصطفیٰ ﷺ بننا تھا بن گیا۔

پھر مسند نشین ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

جہاں صدیق و فاروق و ذوالنورین علیہم رضوان کو مسند نشین مانا جاتا ہے وہاں حضرت امیر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مسند نشین مصطفیٰ ﷺ ہونے میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

بحث تو صرف اور صرف اس میں ہے۔

کہ خلیفۃ اللہ بلافصل کون ہوا۔ مسند مصطفیٰ ﷺ پر پہلے کون متمکن ہوا۔

پھر حضرات شیعہ کا مسلمہ اعتقاد ہے کہ خلافت علی منہاج النبوت بغیر مشیت الٰہی عزوجل کسی کو نہیں ملتی۔ بنا بریں یہ کہنا تو کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ جسے خلیفہ بنانا چاہتا ہے وہ تو نہ بن سکے اور دوسرے اس مسند پر آ جمے۔ اگر ایسا ہی ہوا تو لازم آتا ہے کہ ارادۃ اللہ پر ارادہ عبد غالب ہے اور یہ باطل ہے۔

بہرحال

انصاف کی نظر سے دیکھنے والے کو صاف نظر آتا ہے کہ اولیت و ثانویت موجب اعزاز نہیں بلکہ خلافت سنت الٰہی عزوجل کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چوتھے درجہ میں اس لئے ہوئی کہ آپ مقام ولایت کے علی منہاج النبوت خاتم تھے۔

تو بلاتشبیہ جیسے جناب ختمی مآب خاتم الانبیاء ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائے اور خاتم الانبیاء قرار پائے اسی طرح حضرت مولائے کائنات اسد اللہ علی کرم اللہ وجہہ خاتم ولایت ہونے کی بنا پر خلافت کے آخر پر خلیفہ ہوئے۔

اب رہی فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سو وہ خلیفہ اول ہونے کی بنا پر نہیں۔

بلکہ اعلان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ میں کہ ارشاد ہوا۔ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقِ۔

اور جہاں یہ فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی وہاں

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں ارشاد ہوا جس کے معنی ہی بتا رہے ہیں کہ جس کے دل میں محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا دل محبت علی کرم اللہ وجہہ سے لازمی طور پر معمور ہوگا۔ اور محبوبان حق وہی ہیں جو حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی محبت کو جزو ایمان جانیں اور جن کے دل میں عداوت ہو وہ عَادَ مَنْ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

عَادَاہُ کا مستحق ہے اور جس کے دل میں محبت ہو وہ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ کا حقدار ہے۔

یہ ہے خلاصہ تحقیق انیق اس پر بھی اگر کوئی موشگافی کی جرات ہے وہ مفرط ہے اور مفرط سے مکالمہ افراط وتفریط کے مریضوں کا کام ہے واللہ الہادی۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہیں ہو تم کسی شے پر جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے۔ اور بے شک اے محبوب زیادتی ہوگی بہتوں کی ان میں جو تمہاری طرف اترا اس سے شرارت اور کفر کی۔ تو تم مایوس نہ ہو کافروں کے معاملہ پر۔

شان نزول

رافع بن حارثہ۔ سلام بن مشکم۔ مالک بن صیف۔ رافع بن حرملہ یہودی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ملت ابراہیمی پر ہیں اور آپ ہمارے نبیوں اور کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر آپ ہماری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تم لوگ اپنے دین اور کتب سے منکر ہو گئے ہو تم نے اپنے لئے نیا دین گھڑ لیا ہے جن احکام کو ظاہر کرنے کا تم کو حکم تھا تم نے چھپا دیئے۔ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں وہ بولے کہ ہم آپ کے دین سے بیزار ہیں اور ہم حق پر ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

اس آیت کریمہ میں یہود ونصاریٰ کو توبیخ ہے کہ تم کسی مذہب پر نہیں جب تک ان احکام کی پیروی نہ کرو جو توریت وانجیل میں ہے اور وہ صفات ونعت جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم ہے جب تک اس کے مطابق نہ چلیں اور قرآن کریم کو نہ مانیں ان کا مذہب کچھ نہیں مگر ان کی شر انگیزی اور کفر پرستی اور زیادہ ہوتی جائے گی جتنا قرآن نازل ہوگا ان کا مکابرہ اور عناد ہی ترقی کرے گی تو آپ ان کی مخالفت سے غمگین ہو کر مایوس نہ ہوں۔ (مدارک)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾

بے شک وہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور نصرانی جو بھی ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور نیک عمل کریں تو ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کوئی اندیشہ۔

اس میں کلام مستانف کے ساتھ ترغیب ایمان اور عمل صالح کی فرما کر ان کی اندرونی حالت کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اِنَّهُمُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ هُمُ الْمُنٰفِقُوْنَ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے ایمان لائے اور درحقیقت منافق تھے۔

وَاخْتَارَ الْقَاضِيْ اِنَّ الْمُرَادَبِهِمُ الْمُتَدِيْنُوْنَ بِدِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْلِصِيْنَ كَانُوْ اَوْ مُنَافِقِيْنَ۔ قاضی رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد متدین بہ دین مصطفیٰ ﷺ ہیں عام اس سے کہ مخلص الایمان ہوں یا منافق اور هَادُوْا سے وہ لوگ مراد ہیں جو یہودیوں میں داخل ہیں اور وَالصّٰبِـُٔوْنَ کے متعلق حسن حلبی رحمہ اللہ

www.waseemziyai.com

کہتے ہیں۔ قَومٌ خَرَجُوا عَنْ دِيْنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى وَ عَبَدُوا الْمَلَائِكَةَ یہ وہ قوم ہے جو یہود ونصاریٰ سے نکل کر ملائکہ پرستی میں پڑ گئی اور ستارہ پرست بھی۔ بعض نے کہا۔

حُسْنُ الْمُحَاضَرَةِ فِي اَخْبَارِ الْمِصْرِ وَالْقَاهِرَةِ۔ میں حضرت جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ علیہ ذکر ائمۃ التاریخ میں فرماتے ہیں۔

اِنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْصٰى لِاِبْنِهٖ شِيْثَ وَكَانَ و فِى بَنِيْهِ النُّبُوَّةُ وَالدِّيْنُ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِمْ تِسْعاً وَّ عِشْرِيْنَ صَحِيْفَةً وَاِنَّهٗ جَاءَ اِلٰى اَرْضِ مِصْرَ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث کو جنہیں نبوت اور دین عطا ہوا تھا وصیت کی اور حضرت شیث علیہ السلام پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے اور وہ ارض مصر میں تشریف لائے اور آپ کو ایلون بلایا گیا چنانچہ آپ اور اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ ایلون تشریف لے گئے۔

حضرت شیث علیہ السلام تو پہاڑ کے اوپر سکونت پذیر ہوئے اور اولاد قابیل نیچے کے میدان میں رہے۔

پھر شیث علیہ السلام کے خلیفہ ان کے بیٹے انوش ہوئے اور ان کے خلیفہ ان کے بیٹے قونان بنے اور قونان کے جانشینی ان کے بیٹے مہلائیل کو حاصل ہوئی اور ان کی جگہ ان کے بیٹے یرد خلیفہ ہوئے اور مہلائیل نے وصیت شیث دے کر تمام علوم میں ماہر کر دیا وَ اَخْبَرَهٗ بِمَا يَحْدُثُ فِي الْعَالَمِ میں اور دنیا میں جو کچھ ہونے والا تھا سب کی خبر دی اور فن نجوم میں بھی ماہر کر دیا۔

اور وہ کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی وہ اپنے بیٹے اخنوخ کو دی پھر چالیس سال کے بعد اخنوخ جنہیں ادریس علیہ السلام (غالبًا کہا جاتا ہے) منصب نبوت پر فائز ہوئے اور آپ ہی کو ہرمس کہا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں یہاں کا بادشاہ محویل بن اخنوخ بن قابیل تھا۔ اسے حضرت ادریس علیہ السلام سے کد ہوئی۔ اس نے کچھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں اس کے شر سے محفوظ کیا اور آپ علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل کئے تو جب آپ کی تبلیغ عام ہوئی تو جو اس کے پیرو ہوئے وہ ملت صابیہ کہلاتی ہے۔ اس ملت میں توحید الٰہی اور طہارت اور روزہ وغیرہ احکام تھے۔

ایک قول ہے کہ صابی منسوب ہے صابی بن متوشلخ بن ادریس کی طرف ہے اور یہ حنفیت اولیٰ پر تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ صابی بن ماوی زمانہ خلیل علیہ السلام میں تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ صابی عرب کے نزدیک اسے کہتے ہیں جو اپنی قوم کے دین سے خارج ہو گیا ہو۔ تو آیت کریمہ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ باوجود اس کے کہ اس کی ضلالت اور زیغ عن الادیان اظہر من الشمس ہے تو جب اس کی توبہ قبول ہے بشرطیکہ وہ اپنی اصلاح کرلے تو پھر اس سے غیر بہ طریق اولیٰ قبولیت کا حقدار ہے۔ (روح المعانی)

والنصاریٰ کی جمع نصرانی کی ہے۔

سب کو مبتداء کی جگہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا تک دے کر اس کی خبر دی۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ تو انہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔ (روح المعانی)

آگے ارشاد ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾۔

بے شک لیا ہم نے بنی اسرائیل سے عہد اوران کی طرف بھیجے ہم نے رسول جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر جوان کی خواہش کے خلاف تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ انہیں کوئی سزا نہ ہوگی تو اندھے اور بہرے ہو گئے پھر توبہ قبول کی ان کی پھر اندھے بہرے ہو گئے ان میں سے بہت اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ میں بنی اسرائیل سے وہ عہد لینا مراد ہے جوان میں تشریف لائے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق لیا اور اس امر کی اتباع پر جوان کے لئے جائز اور ناجائز پر نازل ہوا اور توحید کے اعتراف پر اور تمام شرائع اور احکام مکتوبہ فی التورات پر لیا۔

اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام ہے۔ ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ مِیْثَاقَ۔ تین عہد لئے گئے ایک عہد رب تعالیٰ عزوجل کی ربوبیت کا ہے۔ دوسرا عہد انبیائے کرام علیہم السلام سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا ہے۔ تیسرا عہد اہل کتاب سے کتب الہیہ عزوجل کی تبلیغ کرنے کا ہے۔

پھر وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا۔ ان کی طرف بہت سے انبیاء کرام مبعوث کئے جن کو وہ جانتے ہوئے اور ان کے ساتھ موعظت وتذکیر اور ان کے دین پر اتباع کا معاہدہ کیا۔

رسل سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اس دوران میں ایک ہزار پیغمبر تشریف لائے جو سب بنی اسرائیل سے تھے جن میں سے بعض کا نام قرآن کریم میں موجود ہے جیسے حضرت داؤد وسلیمان وزکریا علیہم السلام۔ بعض کے نام حدیث پاک میں آ گئے جیسے شعیا۔ ارمیا۔ یوشع علیہم السلام۔

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ۔ تو جو رسول تشریف لایا ان احکام کے ساتھ جس سے ان کا نفس اور خواہش مخالف تھے اور احکام شرعیہ کا اتباع انہیں مشقت کی وجہ سے شاق گزرا اور ان کی ہوائے نفسانی نے اسے برداشت نہ کیا كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اُولٰئِکَ الرُّسُلِ بِمَا لَا تُحِبُّهُ اَنْفُسُهُمُ الْمُنْهَمِكَةُ فِی الْغَیِّ وَالْفَسَادِ مِنَ الْاَحْكَامِ الْحَقِیْقَةِ وَالشَّرَائِعِ عَصَوْهُ وَ عَادَوْهُ۔ جب بھی ان رسولوں میں سے کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا احکام حقیقت وشرائع میں سے جس کو ان کے فساد اور گمراہی میں غرق شدہ نفس نہ چاہتے تھے تو انہوں نے ان کی مخالفت بھی کی اور اس سے دشمنی بھی کی۔ یہ آیت کریمہ کا مفہوم ہے تو ان میں دو فریق ہو گئے۔

فَرِیْقًا كَذَّبُوْا۔ ایک فریق ان احکام کو ہی جھٹلاتا رہا۔ وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ اور دوسرا فریق انبیاء کے قتل میں پڑ گیا۔

وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔

اور اپنے گمان میں یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان پر اس فعل قبیح کی وجہ سے کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا تو فَعَمُوْا اندھے ہو گئے دین

سے اور اس ہدایت سے جو انبیاء علیہم السلام نے انہیں کی۔ وَصَمُّوْا اور بہرے ہو گئے استماع حق سے اس میں اشارہ ہے کہ اس پہلی گمراہی کی طرف جو بنی اسرائیل میں ہوئی اور احکام توریت کی مخالفت کی اور محارم پر آمادہ ہو گئے اور حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کر ڈالا۔ اور

ایک قول ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السلام کو محبوس کیا۔

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ پھر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور بابلی یمنی جو ایک مدت طویل تک بخت نصر بابلی کے قہر میں گھرے ہوئے تھے۔ اس سے نجات دی اور ایک زبردست بادشاہ ملوک فارس سے بیت المقدس کی طرف بھیجا۔ جس نے تمام عمارتیں صحیح کیں اور بنی اسرائیل اپنی سابقہ آزادی میں آئے۔

ایک قول یہ ہے کہ بہمن بن اسفندیار کے دل میں ان پر رحم ڈالا اور اس نے بخت نصر بابلی کے مظالم سے نجات دلا کر حضرت دانیال علیہ السلام کو ان پر بھیجا اور ان کی گئی ہوعظمت واپس آئی۔ جس کا تذکرہ دوسرے مقام پر بھی ہے ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ۔ جب آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو گئے تو پہلی غلامی اور ذلت بھول گئے اور ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا پھر اندھے بہرے ہو گئے یہ دوبارہ کی سرکشی کی طرف اشارہ ہے جب ضلالت وگمراہی میں حضرت زکریا حضرت یحییٰ علیہما السلام کو شہید کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔ اور اس خیال والے ان میں اکثر تھے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔ (روح المعانی)

اب قبائح نصاریٰ کی تفصیل اور ان کے اقوال کا ابطال شروع ہوا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ ۔ بے شک کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔

نصاریٰ کے بہت فرقے ہیں۔ ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ دو فرقے وہ ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مریم نے اللہ جنا اور یہ بھی ان کا خیال کہ معاذ اللہ۔ اللہ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متحد ہو گیا تو عیسیٰ اللہ ہو گئے۔ (خازن) تو اس خیال فاسدہ کا اس طرح رد کیا۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۲۔

اور مسیح نے فرمایا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے بے شک جو شرک کرے اللہ کے ساتھ تو یقیناً اللہ نے حرام کر دی اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں (یعنی مشرکوں کا) کوئی مددگار نہیں۔

حضرت مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ عزوجل کی وہ ذات ارفع واعلیٰ ہے کہ میرا اور تمہارا سب کا وہی رب ہے میں اس کا بندہ ہوں نہ کہ اللہ جیسا کہ تم اپنے توہمات کی بناء پر کہتے ہو۔ حلول کا عقیدہ بھی باطل ہے اور مجھے خدا کہنے کا دعویٰ بھی غلط ہے اور اگر تم اپنے توہمات میں ہی پڑے رہے تو یاد رکھو کہ یہ شرک ہے اور جو اللہ کا شریک مانے وہ مشرک ہے اور اس پر اللہ عزوجل نے جنت حرام فرمائی ہے۔ اس کا ٹھکانہ ابدالآباد کے لئے جہنم ہے اور اس

www.waseemziyai.com

کا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷۳﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۷۴﴾

بے شک وہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو کوئی نہیں مگر ایک واحد قہار اور اگر نہ باز آئے اپنے کہنے سے تو انہیں پہنچے گا جو کافر ہوئے دردناک عذاب تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور بخشش نہیں مانگتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ دوسرے دو فرقوں کا خیال ہے ایک مرقوسیہ اور دوسرا نسطوریہ۔

ان کا کہنا کہ إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ عزوجل۔ اللہ اور مریم اور عیسیٰ تینوں الہ ہیں اور منصب الوہیت ان تینوں میں مشترک ہے۔

متکلمین فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کے عقیدہ میں باپ بیٹا روح القدس یہ تینوں مل کر ایک الہ ہیں۔

اس کا رد کیا گیا اور فرمایا وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَاحِدٌ۔ اور کوئی خدا نہیں مگر ایک خدا نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث بلکہ وہ ذات وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ہے۔ اس کا شریک نہیں۔

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّي اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

پھر تو بجا ارشاد ہوا وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اگر وہ اپنے اس عقیدہ سے باز نہ آئے تو انہیں دردناک عذاب پہنچے گا یعنی اگر تثلیث کے عقیدہ کو نہ چھوڑا اور توحید اختیار نہ کی تو وہ مرنے کے بعد عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔

پھر تشفیقاً ارشاد ہوا کہ انہیں چاہئے کہ توبہ کریں اور اللہ سے بخشش طلب کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر اس امر کی مزید تصریح فرمائی کہ مسیح اور ان کی والدہ حقیقتاً کیا ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿۷۵﴾

مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھئے ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں پھر دیکھئے وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔

یعنی جب مسیح ان رسولوں علیہم السلام جیسے ایک رسول علیہ السلام ہیں جو ان سے پہلے بھی بہت رسول علیہ السلام گزر چکے ہیں تو انہیں الہ ماننا غلط ہے اور ایسا عقیدہ کسی غیر خدا کے ساتھ رکھنا کفر ہے۔

البتہ وہ بھی مثل اور نبیوں کے معجزات لائے جو ان کی صدق نبوت کی دلیل تھے تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی رسول ہی ہیں۔ ان کے معجزات بھی دلیل نبوت ہیں انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء علیہم السلام کو معجزات کی بناء پر خدا نہیں مانا جاتا۔ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانو۔

اور والدہ صدیقہ ہیں جو اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی مصدقہ ہیں۔

پھر فرمایا كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ غذا کے محتاج تھے نشو ونما اور تقوم جسمانی میں خدا کی انہیں بھی احتیاج تھی اور ظاہر ہے کہ محتاج غذا الٰہ نہیں ہوسکتا۔

جو جسم رکھے اور غذا کھائے اور وہ غذا جسم میں تحلیل ہو اور اسی غذا سے تقویم بدن ہو وہ کیسے الٰہ ہوسکتا ہے چنانچہ فرمایا گیا ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ پھر دیکھئے کیسی اندھی بات کرتے ہیں آگے ابطال شرک کی ایک اور دلیل دی جاتی ہے کہ الٰہ مستحق عبادت وہی ہوسکتا ہے جو نفع وضرر پر ذاتی قدرت اور اختیار رکھے اور جو ایسا نہیں وہ مستحق نہیں ہوسکتا اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفع وضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے جس امر کے مالک بنائے گئے اس پر مختار ہوئے تو ان کی نسبت الوہیت کا اعتقاد باطل اور محض باطل ہے ابراء اکمہ اور ابرص اور اخبار بما تاکلون وما تدخرون اور احیاء موتی کی قوتیں سب بعطاء الٰہی عزوجل تھیں اور یقیناً تھیں ان سے افراط عقیدہ میں پڑ کر انہیں ابن اللہ یا اللہ کہنا اعمٰی و اصم ہونا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے تفسیر ابوالسعود۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾۔

کہہ کیا اللہ کے سوا ایسے کو معبود بناتے ہو جو تمہارے نفع وضرر کا مالک نہیں اور اللہ ہی وہ ہے جو سنتا جانتا ہے۔

آخر میں غلو فی الدین اور اتباع ہوا سے ممانعت فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾۔

فرمادیجئے اے کتابیو ناحق زیادتی اپنے دین میں نہ کرو اور نہ پیروی کرو ایسے لوگوں کی خواہشوں کی جو پہلے گمراہ ہوچکے ہیں اور بہت لوگوں کو گمراہ کرگئے اور خود ہی راہ سے بہک گئے۔

یہود کی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت محض حسد وعناد کی بناء پر نہیں مانتے اور عیسائیوں کی زیادتی یہ کہ وہ حضرت مسیح کو ابن اللہ یا تیسرا خدا مان کر انہیں معبود ٹھہراتے ہیں اور گمراہوں کی خواہشات کا اتباع یہ کہ اپنے بے دین باپ دادا وغیرہ کے طریقہ کو مذہب سمجھتے ہیں۔ انہیں تشفیقاً حکم فرمایا لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ۔

غُلُوّ۔ حد سے بڑھ جانا یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا یہ افراط کا غلو ہوا۔ دِيْنِكُمْ سے مراد یہودیت و نصرانیت ہے۔ اَهْوَآءَ۔ اس خواہش نفسانی کو کہتے ہیں جو حق کے مخالف ہو یہ خواہش جہنم میں لے جانے والی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہوں رکوع -- سورۃ مائدہ -- پ ٦

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾	لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں اور زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم کے یہ بہ سبب اس کے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور تھے وہ حد سے تجاوز کرنے

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

اور وہ تھے کہ نہ روکتے بری بات سے آپس میں اور کرتے خود بری بات ضرور تھے وہ برے کام کرنے والے۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

دیکھو گے تم سب سے ان میں جو دوستی کرتے ہیں کافروں سے کتنی بری چیز اپنے لئے آگے بھیجی یہ کہ اللہ ان پر غضب کرے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور اگر ہوتے وہ ایمان لانے والے اللہ اور اس نبی پر اور جو اترا ان کی طرف تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر بہت سے ان میں فاسق ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ
مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا
نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا
وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ضرور پاؤ گے تم مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہود کو اور مشرکوں کو اور ضرور پاؤ گے تم قریب ترین محبت میں ایمان والوں سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

حل لغات گیارہوں رکوع۔سورۃ مائدہ۔پ ۶

لُعِنَ۔لعنت کئے گئے	الَّذِيْنَ۔جو	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔بنی
اسرائیل سے	عَلٰى۔اوپر	لِسَانِ۔زبان	دَاوٗدَ۔داؤد
وَ۔اور	عِيْسَى۔عیسیٰ	ابْنِ۔بیٹے	مَرْيَمَ۔مریم کے
ذٰلِكَ۔یہ	بِمَا۔بہ سبب اس کے کہ	عَصَوْا۔نافرمانی کی انہوں نے	
وَّ۔اور	كَانُوْا۔تھے	يَعْتَدُوْنَ۔وہ حد سے بڑھتے	كَانُوْا۔تھے
لَا۔نہ	يَتَنَاهَوْنَ۔روکتے	عَنْ مُّنْكَرٍ۔بری باتوں سے	فَعَلُوْهُ۔جو کرتے تھے
لَبِئْسَ۔بہت برا ہے	مَا۔جو	كَانُوْا۔وہ	يَفْعَلُوْنَ۔کرتے تھے
تَرٰى۔دیکھتا ہے تو	كَثِيْرًا۔بہتوں کو	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	يَتَوَلَّوْنَ۔محبت کرتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ان سے جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	لَبِئْسَ۔بہت برا ہے	مَا۔جو
قَدَّمَتْ۔آگے بھیجا	لَهُمْ۔ان کے لئے	اَنْفُسُهُمْ۔ان کی جانوں نے	اَنْ۔یہ کہ
سَخِطَ۔ناراض ہوا	اللّٰهُ۔اللہ	عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور
فِي۔بیچ	الْعَذَابِ۔عذاب کے	هُمْ۔وہ	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے
والے ہیں	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	كَانُوْا۔وہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے	بِاللّٰهِ۔اللہ	وَ۔اور	النَّبِیِّ۔نبی پر
وَ۔اور	مَآ۔اس پر جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا	اِلَیْهِ۔اس کی طرف
مَا۔تو نہ	اتَّخَذُوْ۔پکڑتے	هُمْ۔ان کو	اَوْلِیَآءَ۔دوست
وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن	كَثِیْرًا۔بہت سے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے
فٰسِقُوْنَ۔فاسق ہیں	لَتَجِدَنَّ۔ضرور پائے گا تو	اَشَدَّ۔بہت سخت	النَّاسِ۔لوگوں کے
عَدَاوَةً۔عداوت میں	لِّلَّذِیْنَ۔ان کے لئے جو	اٰمَنُوا۔مومن ہیں	الْیَهُوْدَ۔یہود کو
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔ان کو جو	اَشْرَكُوْا۔مشرک ہیں	وَ۔اور
لَتَجِدَنَّ۔ضرور پائے گا تو	اَقْرَبَهُمْ۔زیادہ قریب ان کے	مَّوَدَّةً۔محبت میں	لِّلَّذِیْنَ۔ان لوگوں کے لئے
اٰمَنُوا۔جو مومن ہیں	الَّذِیْنَ۔ان کو جنہوں نے	قَالُوْٓا۔کہا	اِنَّا۔بے شک ہم
نَصٰرٰی۔نصاریٰ ہیں	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّ۔اس لئے کہ	مِنْهُمْ۔ان میں
قِسِّیْسِیْنَ۔علماء ہیں	وَ۔اور	رُهْبَانًا۔درویش	وَّ۔اور
اَنَّهُمْ۔وہ	لَا۔نہیں	یَسْتَكْبِرُوْنَ۔تکبر کرتے	

مختصر تفسیر گیارہوں رکوع۔سورۃ مائدہ۔پ ۶

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

لعنت کئے گئے وہ جو کافر ہوئے بنی اسرائیل میں اوپر زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم کے یہ اس وجہ سے کہ تھے وہ نافرمان اور تھے حد سے تجاوز کرنے والے وہ تھے کہ بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے وہ یقیناً بہت برے کام کرتے تھے۔

بنی اسرائیل میں سے کافر اسرائیلیوں پر اللہ تعالیٰ عزوجل اور انبیائے علیہم السلام نے لعنت فرمائی تھی۔كَفَرُوْا ہر طرح کے کفار خواہ کسی قسم کا کفر کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ایلہ کے رہنے والوں نے جب حد سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے روز شکار کی جو ممانعت تھی اس کے خلاف ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر لعنت کر کے ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں کی شکل میں مسخ کردیئے گئے۔

اور اصحاب مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی نعمتیں کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ بندر اور سور کی شکل میں پانچ ہزار سال مسخ کئے گئے۔(جمل)

لِسَانِ۔زبان۔ان نبیوں علیہم السلام نے زبور وانجیل میں ان پر لعنت کی۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہود اپنے آباؤ اجداد پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔اس آیت کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان پر لعنت کی ہے جن کی یہ اولاد بنتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

ایک قول یہ ہے کہ حضرت داوٗد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اورانہوں نے ایمان لانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے سے انکار کیا تو ان منکروں پر آپ نے لعنت فرمائی۔

روح المعانی میں مزید توضیح یہ بھی ہے کہ پانچ ہزار مسخ شدہ افراد کی تعداد میں بچے اور عورتیں شامل نہیں ہیں یہ صرف مردوں کی تعداد ہے۔

اور داوٗد علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْبِسْھُمُ اللَّعْنَ مِثْلَ الرِّدَاءِ مِثْلَ الْمِنْطَقَةِ عَلَی الْحَقْوَیْنِ۔

اے اللہ ان پر ایسی لعنت فرما جو ان کے تمام جسم پر لباس کی طرح آ جائے یا اس ازار بند کی طرح جو پوری کمر کو لپیٹ لیتا ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے۔

اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ مَا اَکَلَ مِنَ الْمَائِدَةِ عَذَابًا لَمْ تُعَذِّبْهُ اَحَداً مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَ الْعَنْھُمْ کَمَا لَعَنْتَ اَصْحَابَ السَّبْتِ۔

اے اللہ جس نے مائدہ کھانے کے بعد کفر کیا اس کو ایسی سزا دے کہ وہ سزا تو نے کسی کو بھی نہ دی ہو جہان والوں میں اور ان پر ایسی لعنت فرما جیسی تو نے ہفتہ والوں پر لعنت کی۔

مسئلہ

آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر واجب ہے اور منکرات سے روکنے سے باز رہنا مداہنت فی الدین ہے اور یہ سخت گناہ ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے ان کے اس عصیان وتعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت داوٗد و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتاردی۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے میری امت کے بعض لوگ جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کی صورتیں بندروں اور خنزیروں کی ہوں گی اس جرم میں کہ وہ بے دین سیہ کاروں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی زبان بند رکھتے تھے اور منع کرنے کی طاقت کے باوجود بالکل خاموش رہتے تھے۔ (روح المعانی)

آگے کافروں سے وداد ومحبت رکھنے والوں پر وعید شدید ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۸۰

تم دیکھو گے بہت سے ان میں سے دوستی کرتے ہیں کافروں سے کتنی بری چیز ہے جو آگے بھیج رہے ہیں اپنے لئے یہ کہ اللہ کا غضب ان پر ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

www.waseemziyai.com

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور منافقین نے اسلام کی ترقی وعروج کو دیکھا تو جل کر مکہ معظمہ میں پہنچے اور ابو سفیان سے ملے اور مسلمانوں سے جنگ پر ابھارا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا لیکن وہ اس سازش میں ناکام رہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تَرٰی۔ تو دیکھتا ہے کہ انہوں نے اس سازش کو چھپانے کی کوشش کی مگر اے محبوب آپ نے دیکھ لیا۔ نگاہ مصطفیٰ نے مشاہدہ فرمالیا ان کا یہ مذکورہ عمل۔

مَاقَدَّمَتْ۔ جو انہوں نے اپنے آگے بھیجا بہت ہی برا ہے۔

سَخِطَ۔ سخت ناراضگی کو کہتے ہیں انہوں نے خداعزوجل کی ناراضگی کے کام کر لئے۔

خٰلِدُوْنَ۔ یہ لوگ ہمیشہ عذاب میں ہی رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں کفار کے ساتھ موالات ومحبت کی حرمت بیان ہوئی ہے اور ایسے تعلقات غضب الٰہی عزوجل کے موجب ہیں۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞

اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے لیکن ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

یہاں یہودیوں اور منافقوں کے دعویٰ ایمان کی تردید ہے۔

النَّبِيِّ۔ وہ انبیاء جن کے امتی ہونے کا یہ دعویٰ کرتے تھے۔

فاسق کی تعریف علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں اَیْ خَارِجُوْنَ عَنِ الدِّیْنِ اَوْ مُتَمَرِّدُوْنَ فِی النِّفَاقِ مُفْرِطُوْنَ۔ یعنی فاسقین وہ ہیں جو دین سے خارج ہوں یا سرکش ہوں اور نفاق میں مفرط ہوں۔

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ میں ضمیر راجع ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے توریت کے مضمون سے بھی یہی ثابت ہے۔ ایک قول میں وضاحت ہے اَلْمُرَادُ بِالنَّبِیِّ نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اور وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ میں یہود کو ارشاد ہے وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ اَیْ نَبِیِّهِمْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اگر وہ اللہ پر ایمان لاتے اور نبی پر یعنی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر۔

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ میں حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

وَ بِمَاۤ اُنْزِلَ۔ کے معنی میں قرآن کریم مراد ہے گویا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر منافق ایمان لے آتے اللہ پر اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ایمان تو مَا اتَّخَذُوْهُمْ یعنی مشرکوں اور یہودیوں کو اولیاء دوست نہ بناتے۔ (روح المعانی)

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۞

ضرور تم پاؤ گے شدید ترین دشمن ایمان والوں کا یہودیوں اور مشرکوں کو اور ضرور تم مسلمان کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے تھے کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

www.waseemziyai.com

اس آیت کریمہ میں ان کی مدحت ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہونے پر حضور علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ اس کا شان نزول یہ ہے۔

کہ ابتداء اسلام میں جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو صحابہ کرام میں سے گیارہ مرد چار عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے ان گیارہ مردوں اور چار عورتوں کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ اوران کی زوجہ مطہرہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت زبیر بن عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ کی بیوی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر اوران کی بیوی حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جن کی وفات کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا بوسہ لیا اور حضرت عامر بن ربیعہ اوران کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابی خثیمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حاطب بن عمرو اور ایک صحابی اور ہیں اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب المرجب میں بحری سفر کر کے حبشہ پہنچے۔ یہی وہ ہجرت ہے جسے مسلمان ہجرت اولیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گئے اور رفتہ رفتہ بہت سے مسلمان روانہ ہوتے رہے حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد قریش کے کفار کو

اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی ایک جماعت تحفے تحائف لے کر حبشہ کی طرف نجاشی کے پاس روانہ کی ان لوگوں نے شاہی دربار تک باریابی حاصل کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نادان لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کر دیا ہے۔

اب ان میں سے ایک جماعت آپ کے ملک میں آئی ہے اور یہاں بھی وہ فتنہ وفساد کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی۔ ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم کی درخواست ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔

بادشاہ نجاشی نے جواب دیا کہ اول ہمیں ان سے گفتگو کر لینے دو اس کے بعد کوئی فیصلہ ہوگا یہ کہہ کر نجاشی نے ان مہاجرین کو طلب کیا اوران سے پوچھا۔

آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اوران کی والدہ محترمہ حضرت مریم صدیقہ کے حق میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور خدا کے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اوران کی والدہ حضرت مریم کنواری پاک ہیں۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے آقا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں اتنا بھی فرق نہ کیا جتنا یہ تنکا ہے۔

یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے اوران پر یاس وناامیدی چھا گئی۔

www.waseemziyai.com

پھر نجاشی نے ان مہاجرین سے قرآن شریف سننے کی خواہش کی۔
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے چند آیتیں سورۃ مریم کی تلاوت فرمائیں۔
اس وقت دربار نجاشی میں نصرانی عالم اور رہبان موجود تھے سب کے سب قرآن کریم سن کر بے اختیار رونے لگے۔
نجاشی نے بعد میں ان مصیبت زدہ مہاجرین کو تسلی دی اور کہا تمہارے لئے میری قلمرو میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔
اس کے بعد مشرکین مکہ خائب و خاسر واپس مکہ آ گئے۔
پھر مسلمان مہاجرین نجاشی کے پاس عزت و آرام و آشائش کے دن گزارتے رہے حتیٰ کہ فضل الٰہی سے نجاشی کو دولت ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ اس آیت کریمہ میں اسی واقعہ کو ظاہر کیا گیا۔ (معالم التنزیل)
اور اس طرز بیان سے عامۂ مؤمنین کو یہ سبق ملا کہ علم اور ترک تکبر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور یہ سبب ہدایت کا ہوتا ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ۔
یہ اس لئے کہ ان سے کچھ لوگ علماء اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔
قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا۔ کے متعلق تفسیر نسفی میں ہے اَیْ عُلَمَاءٌ وَعُبَّادٌ یعنی عالم اور درویش۔
پادریوں کو قِسِّيۡسِيۡنَ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ رات کی عبادت کے عادی تھے بعض نے کہا رومی زبان میں عالم دین کو قِسِّيۡسِيۡنَ کہتے ہیں۔
راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں۔
قِسٌّ اَلْقِسُّ وَالْقِسِّيْسُ اَلْعَالِمُ الْعَابِدُ مِنْ اُمَرَاءِ النَّصَارٰی وَاَصْلُ الْقِسِّ تَتَبُّعُ الشَّیْئِ وَ طَلَبُهٗ بِالَّيْلِ – يُقَالُ تَقَسَّسْتُ اَصْوَاتَهُمُ اللَّيْلَ اَیْ تَتَبَّعْتُهَا۔
قس اور قسیس عیسائی امراء میں سے عالم اور عبادت گزار کو کہتے ہیں۔ اور اس کا اصلی لغوی معنی ہے رات کو کسی چیز کا پیچھا کرنا اور تلاش کرنا۔ عربی محاورہ میں کہتے ہیں میں نے رات کو ان کی آوازوں کا پیچھا کیا اور چلتا گیا۔
وَالْقِسْقَاسُ وَالْقِسْقِسُ اَلدَّلِيْلُ بِاللَّيْلِ۔ اور قسقاس اور قسقس کا معنی ہے رات کے اندھیرے میں راہنمائی کرنے والا۔
رُهْبَانٌ۔ کی جمع رہابین ہے۔ اور رراہب کا معنی ہے دل میں خوف خدا رکھنے والا۔ تارک الدنیا اور درویش۔ (تفسیر کبیر)
اور رراہب کے مادہ کو ''رہب'' بتا کر فرماتے ہیں۔
رَهْبٌ اَلرَّهْبَةُ وَالرَّهْبُ مَخَافَةٌ مَعَ تَحَرُّزٍ وَّ اِضْطِرَابٍ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً – وَقَالَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّهْبِ وَ قُرِئَ مِنَ الرُّهْبِ اَیْ الْفَزَعِ۔
رَهْب اور رَهْبته کا معنی ہے ایسا خوف جس میں بے چینی بھی ہو اور آدمی اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''تم زیادہ ڈر والے ہو ان کے دلوں میں۔ اور ارشاد الٰہی ہے ''ڈر کے وقت اپنا بازو سینے پر رکھ لے''۔
اور بعض نے اس کو رہب سے پڑھا ہے تو اس کا معنی ہے گھبراہٹ۔ یعنی اللہ کے سامنے پیش ہونے سے گھبرانے والے۔

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ قبول حق میں تکبر نہیں کرتے۔ حق بات کو قبول کر لیتے ہیں جیسے شہنشاہ روم ہرقل کہ اس نے نامۂ نامی آنکھوں سے لگایا اور شاہ مقوقس کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف ارسال کیے۔

بحمد اللہ چھٹا پارہ ختم ہوا۔ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۵۳ء یوم شنبہ۔ سنٹرل جیل

دیوانی وارڈ

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہ) خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔ صدر مجلس عمل مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

اضافات۔ امین الحسنات سید خلیل احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہ) خطیب مسجد وزیر خاں۔ امیر جامعہ حسنات العلوم

۱۱ جنوری ۱۹۸۳ء

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ساتواں پارہ شروع

بامحاورہ ترجمہ گیارھواں رکوع ۔ سورۃ مائدہ ۔ پ ۷

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور جب سنتے ہیں وہ جو اترا رسول کی طرف تو ان کی آنکھیں دیکھو ابل رہی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو لکھ لے ہمیں حق کے گواہوں کے ساتھ۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائے اللہ پر اور اس پر کہ آیا ہمارے پاس حق سے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا رب داخل کرے نیک لوگوں میں۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

تو اللہ نے بدلہ دیا انہیں اس کہنے سے ان باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ والے۔

حل لغات گیارھواں رکوع ۔ سورۃ مائدہ ۔ ۷

وَ ۔ اور	اِذَا ۔ جب	سَمِعُوْا ۔ سنا انہوں نے	مَآ ۔ جو
اُنْزِلَ ۔ اتارا گیا	اِلَى ۔ طرف	الرَّسُوْلِ ۔ رسول کی	تَرٰٓى ۔ دیکھتا ہے تو
اَعْيُنَهُمْ ۔ ان کی آنکھیں	تَفِيْضُ ۔ بہتی ہیں	مِنَ الدَّمْعِ ۔ آنسوؤں سے	مِمَّا ۔ کہ انہوں نے
عَرَفُوْا ۔ پہچانا	مِنَ الْحَقِّ ۔ حق	يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں	رَبَّنَآ ۔ اے ہمارے رب
اٰمَنَّا ۔ ہم ایمان لائے	فَاكْتُبْنَا ۔ تو لکھ ہم کو	مَعَ ۔ ساتھ	الشّٰهِدِيْنَ ۔ گواہوں کے
وَ ۔ اور	مَا ۔ کیا ہے	لَنَا ۔ ہمیں	لَا ۔ کہ نہ
نُؤْمِنُ ۔ ایمان لائیں ہم	بِاللّٰهِ ۔ اللہ پر	وَ ۔ اور	مَا ۔ جو
جَآءَ ۔ آیا	نَا ۔ ہمارے پاس	مِنَ الْحَقِّ ۔ حق	وَ ۔ اور
نَطْمَعُ ۔ ہم امید رکھتے ہیں	اَنْ ۔ یہ کہ	يُّدْخِلَنَا ۔ داخل کرے ہم کو	رَبُّنَا ۔ ہمارا رب
مَعَ ۔ ساتھ	الْقَوْمِ ۔ قوم	الصّٰلِحِيْنَ ۔ نیکوں کے	فَاَثَابَهُمُ ۔ تو بدلہ دیا ان کو
اللّٰهُ ۔ اللہ نے	بِمَا ۔ بسبب اس کے جو	قَالُوْا ۔ کہا انہوں نے	جَنّٰتٍ ۔ باغوں کا کہ
تَجْرِيْ ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا ۔ ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ ۔ نہریں	خٰلِدِيْنَ ۔ ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا۔ اس میں وَ۔ اور ذٰلِكَ۔ یہ جَزَآءُ۔ بدلہ ہے
الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کا وَ۔ اور الَّذِيْنَ۔ وہ جو كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
وَ۔ اور كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا بِاٰيٰتِنَآ۔ ہماری آیتوں کو أُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں
أَصْحٰبُ۔ لوگ الْجَحِيْمِ۔ جہنمی

مختصر تفسیر ابتدائی رکوع۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۷

وَ إِذَا سَمِعُوْا مَآ أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور جب سنتے ہیں وہ جو اترا رسول کی طرف تو ان کی آنکھیں دیکھو گے کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ پہچان گئے حق کو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا ہے جو رقت قلب کی وجہ سے قرآن کریم سن کر رو پڑتے ہیں جیسا کہ واقعہ نجاشی میں ہے کہ جب اس نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مجمع قسیس ورہبان میں حبشہ کے اندر بر سر دربار قرآن سننے کی خواہش کی اور مشرکین مکہ کا وفد موجود تھا تو نجاشی نے پوچھا تمہاری کتاب میں حضرت مریم کا ذکر بھی ہے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم میں ایک سورت ہی حضرت مریم کے نام سے منسوب ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سورت مریم کا رکوع تلاوت فرمایا اور ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ تک پڑھا۔

پھر سورۃ طٰہٰ کا رکوع تلاوت کیا اور وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ تک پڑھا تو نجاسی رو پڑا اور مجمع بھی رو پڑا پھر ستر آدمی جو اس مجمع میں تھے انہیں آپ نے سورۃ یٰسین سنائی تو وہ سب کے سب اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے اور شرف ایمان سے معہ نجاشی کے مشرف ہو گئے۔ پھر یہ لوگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آئے۔ (تفسیر نسفی)

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ أَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس پر جو آیا ہمارے پاس حق سے اور ہماری خواہش ہے کہ داخل کرے ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ۔

یہ بیان ان لوگوں کا یہودیوں کے جواب میں ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو گیا اور خدمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس ہوا تو یہودیوں نے انہیں ملامت کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ جب حق واضح ہو گیا تو ہمیں کیا ہوا جو ہم ایمان نہ لائیں۔ تم ہمارے ایمان لانے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ ایمان نہ لانا قابل ملامت تھا نہ کہ ایمان لانا۔ اس لئے کہ ایمان موجب فلاح دارین ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت تو انجیل سے بھی مل چکی ہے۔ شان نزول آیت کریمہ کا یہی ہے۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

تو اللہ نے بدلہ دیا انہیں اس کے کہنے کا ایسے باغ کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

یعنی جو صدق دل سے ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں ان کے لئے یہ بدلہ ہے اور محض زبان سے کہہ دیں اور دل سے تصدیق نہ کریں ان کی ایمانی شان وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ایسے لوگوں کو منافقین میں شمار کیا گیا۔ (نسفی)

اسی بنا پر اہل سنت کے یہاں اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْجَنَانِ ایمان کے لئے لازمی ہے۔ وَ مَعْنَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَلْاِيْمَانُ بِوَحْدَ اٰنِيَتِهٖ سُبْحَانَهٗ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِىْ جَاءَ تْ بِهِ الشَّرِيْعَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰

اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلائیں ہماری آیتیں یہ ہیں جہنم والے۔

اس آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب کے لئے وعید جہنم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پہلا - سورۃ مائدہ - پ ۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۸۷

اے ایمان والو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸

اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے حلال اور پاک اور ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۸۹

نہیں مواخذہ کرتا اللہ تمہاری لغو اور نافہمی کی قسموں پر لیکن ان قسموں کا مواخذہ کرتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا کپڑے دینا نہیں یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو روزے تین دن کے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم حلف کی قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تا کہ تم شکر گزار بنو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور روکے تمہیں ذکر اللہ سے اور نماز سے تو کیا تم باز آئے۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

اور پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی اور ہوشیار رہو تو اگر تم پھر جاؤ تو جان لو ہمارے رسول پر کھلا حکم پہنچا دینا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ۭ
وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

نہیں ان پر جو ایمان لائے اور عمل نیک کیئے کوئی گناہ اس پر جو انہوں نے کھایا جبکہ ڈریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان لائیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو۔

حل لغات رکوع پہلا - سورۃ مائدہ - پ ۷

یٰۤاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہ
تُحَرِّمُوْا۔حرام کرو	طَیِّبٰتِ۔پاک چیزیں	مَآ۔جو	اَحَلَّ۔حلال کیں
اللّٰهُ۔اللہ نے	لَكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	لَا۔نہ
تَعْتَدُوْا۔زیادتی کرو	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَا۔نہیں
یُحِبُّ۔پسند کرتا	الْمُعْتَدِیْنَ۔حد سے بڑھنے والوں کو		وَ۔اور
كُلُوْا۔کھاؤ	مِمَّا۔اس سے جو	رَزَقَكُمُ۔دیا تم کو	اللّٰهُ۔اللہ نے
حَلٰلًا۔حلال	طَیِّبًا۔پاک	وَّ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	الَّذِیْۤ۔کہ جس پر	اَنْتُمْ۔تم	بِهٖ۔سب
مُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہیں	یُؤَاخِذُ۔مواخذہ کرتا	كُمُ۔تم سے
اللّٰهُ۔اللہ	بِاللَّغْوِ۔بیہودگی پر	فِیْۤ۔بیچ	اَیْمَانِكُمْ۔تمہاری قسموں کے
وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	یُّؤَاخِذُ۔مواخذہ کرتا ہے	كُمْ۔تم پر
بِمَا۔ان	عَقَّدْتُّمُ۔قسموں کا جو	الْاَیْمَانَ۔مضبوط کیں تم نے	فَكَفَّارَتُهٗۤ۔تو ان کا کفارہ
اِطْعَامُ۔کھلانا ہے	عَشَرَةِ۔دس	مَسٰكِیْنَ۔مسکینوں کو	مِنْ اَوْسَطِ۔اوسط
مَا۔اس کا جو	تُطْعِمُوْنَ۔کھلاتے ہو	اَهْلِیْكُمْ۔اپنے گھر والوں کو	اَوْ۔یا
كِسْوَتُهُمْ۔ان کو کپڑے دینا	اَوْ۔یا	تَحْرِیْرُ۔آزاد کرنا	رَقَبَةٍ۔ایک غلام کا
فَمَنْ۔تو جو	لَّمْ۔نہ	یَجِدْ۔پائے	فَصِیَامُ۔تو روزے رکھے
ثَلٰثَةِ۔تین	اَیَّامٍ۔دن کے	ذٰلِكَ۔یہ	كَفَّارَةُ۔بدلہ
اَیْمَانِكُمْ۔تمہاری قسموں کا	اِذَا۔جب	حَلَفْتُمْ۔تم قسم کھاؤ	وَ۔اور
احْفَظُوْۤا۔حفاظت کرو	اَیْمَانَكُمْ۔اپنی قسموں کی	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	یُبَیِّنُ۔بیان کرتا ہے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَللّٰهُ۔اللہ	لَكُمْ۔تمہارے لئے	اٰيٰتِهٖ۔اپنی آیتیں	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ۔شکر کرو	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ	الْخَمْرُ۔شراب	وَ۔اور	الْمَيْسِرُ۔جوا
وَ۔اور	الْاَنْصَابُ۔بت	وَ۔اور	الْاَزْلَامُ۔پانسے
رِجْسٌ۔ناپاک ہیں	مِّنْ عَمَلِ۔کام ہیں	الشَّيْطٰنِ۔شیطانی	فَاجْتَنِبُوْ۔بچو
هُ۔ان سے	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تُفْلِحُوْنَ۔فلاح پاؤ	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ
يُرِيْدُ۔چاہتا ہے	الشَّيْطٰنُ۔شیطان	اَنْ۔یہ کہ	يُّوْقِعَ۔ڈالے
بَيْنَكُمْ۔تم میں	الْعَدَاوَةَ۔عداوت	وَ۔اور	الْبَغْضَآءَ۔دشمنی
فِي۔بیچ	الْخَمْرِ۔شراب	وَ۔اور	الْمَيْسِرِ۔جوئے کے
وَ۔اور	يَصُدَّ۔روک دے	كُمْ۔تم کو	عَنْ ذِكْرِ۔ذکر
اللّٰهِ۔خداوندی سے	وَ۔اور	عَنِ الصَّلٰوةِ۔نماز سے	فَهَلْ۔تو کیا
اَنْتُمْ۔تم	مُّنْتَهُوْنَ۔باز آئے	وَ۔اور	اَطِيْعُوا۔کہا مانو
اللّٰهَ۔اللہ کا	وَ۔اور	اَطِيْعُوا۔کہا مانو	الرَّسُوْلَ۔رسول کا
وَ۔اور	احْذَرُوْا۔ہوشیار رہو	فَاِنْ۔پھر اگر	تَوَلَّيْتُمْ۔تم منہ پھیرو
فَاعْلَمُوْٓا۔تو جان لو	اَنَّمَا۔سوا اس کے نہیں کہ	عَلٰى۔اوپر	رَسُوْلِنَا۔رسول ہمارے کے
الْبَلٰغُ۔پہنچانا ہے	الْمُبِيْنُ۔ظاہر	لَيْسَ۔نہیں	عَلَى۔اوپر
الَّذِيْنَ۔ان کے جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	جُنَاحٌ۔کوئی گناہ	فِيْمَا۔اس میں جو
طَعِمُوْٓا۔کھا چکے	اِذَا مَا۔جبکہ	اتَّقَوْا۔ڈریں	وَّ۔اور
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
ثُمَّ۔پھر	اتَّقَوْا۔ڈریں	وَّ۔اور	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
ثُمَّ۔پھر	اتَّقَوْا۔ڈریں	وَّ۔اور	اَحْسَنُوْا۔نیک رہیں
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو

مختصر تفسیر رکوع اول۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اے ایمان والو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو حلال کیں اللہ نے تمہارے لئے اور نہ بڑھو حد سے بے شک اللہ نہیں پسند کرتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ جو کچھ تمہیں روزی دی اللہ نے حلال طیب اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تفسیر نسفی میں اس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حلف لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رہبانیت میں رہیں گے اور ٹاٹ پہنیں گے شب بھر قیام رکھیں گے دن میں روزے رکھیں گے زمین پر سوئیں گے ہر وقت اللہ کا ذکر اپنے اوپر واجب کرلیں گے اور گوشت اور چکنائی وغیرہ نہ کھائیں گے۔ عورتوں کے قریب نہ جائیں گے۔ خوشبو نہ لگائیں گے اس پر یہ حکم آیا کہ جو چیزیں پاک تم پر حلال کی گئیں انہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ اس لئے یہاں حرام کرنے کے معنی ہیں ترک انتفاع۔

چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے کہ جو چیز پسند آئے اور ذائقہ میں لذیذ ہو اور حلال بھی ہو وہ اپنے اوپر حرام کر لینا صحیح نہیں اس لئے کہ تُحَرِّمُوْا کے معنی ہی یہ ہیں کہ نہ روکو اپنے نفسوں کو کسی پاک چیز کے استعمال سے جیسے کہ حرام چیزوں سے روکا جاتا ہے۔

یا اس طرح نہ کہو کہ ہم نے اپنے اوپر حرام کرلیا فلاں چیز کو اور اس میں عزم تزہد مقصود ہو۔

روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرغی اور فالودہ نوش فرماتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے اور شہد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن شیریں زبان ہوتا ہے اور شیریں چیز کو پسند کرتا ہے۔

حضرت حسن رحمہ اللہ سے ہے کہ آپ کو کسی دعوت میں بلایا گیا۔ آپ کے ساتھ فرقد سنجی اور ان کے ہمراہی بھی تھے سب دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ انواع واقسام کے کھانے تھے جن میں مرغی اور فالودہ بھی تھے تو فرقد سنجی ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے تو حضرت حسن نے فرمایا کیا فرقد روزے سے ہیں۔ عرض کیا نہیں لیکن وہ ایسے اطعمہ وانعمہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ تو حسن رحمہ اللہ آگے بڑھے اور فرمایا اے فرقد شہد اور آٹا جو گھی کے ساتھ کھانا تمہیں ناپسند ہے اور اس کی کراہت کوئی مسلمان کرسکتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ فلاں فالودہ نہیں کھاتا اور کہتا ہے اتنی نعمت کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا تو حضرت حسن نے فرمایا کیا وہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے عرض کیا ہاں۔ فرمایا پھر وہ جاہل ہے اللہ کی نعمتوں سے تو سرد پانی بھی نعمت ہے اور فالودہ سے بڑی نعمت ہے۔ (تفسیر نسفی)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں ایک طویل روایت نقل فرماتے ہیں اس کا ترجمہ نذر ناظرین ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز قیامت اور آخرت کے واقعات بیان فرمائے جن کو سن کر صحابہ کرام پر اس قدر رقت پیدا ہوگئی کہ صحابہ روتے جاتے تھے۔ ان کے دلوں پر عجیب وغریب کیفیت تھی۔

دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجتماع حضرت عثمان بن مظعون کے مکان پر ہوا۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت علی المرتضیٰ۔ عبداللہ بن مسعود۔ حضرت عبداللہ بن عمرو۔ حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم۔ حضرت مقداد بن اسود۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت معقل بن مقرن اور عثمان شامل تھے۔ ان سب حضرات نے متفقہ فیصلہ کیا کہ

"ہم سب تارک الدنیا ہوجائیں گے۔ ٹاٹ کا لباس پہن لیں گے۔ ہمیشہ روزے رکھیں گے رات بھر نماز میں رہیں گے۔ بستر پر آرام نہ کریں گے۔ گوشت اور چربی نہیں کھائیں گے۔ عورتوں اور خوشبو کے قریب نہیں جائیں گے۔"

جیسے ہی اس کی اطلاع حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعون کے مکان پر تشریف لائے۔ اس وقت مکان پر سوائے حضرت خولہ ام حکیم بنت ابی امیہ جو حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں کے سوا

کوئی موجود نہ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ زوجہ محترمہ حضرت عثمان سے اس اجتماع اور فیصلے کے بارے میں دریافت فرمایا۔

حضرت خولہ نے عرض کیا کہ اگر عثمان نے یہ بات آپ سے عرض کی ہے تو درست ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ حضرت عثمان جب اپنے مکان پر پہنچے تو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر پائی۔ فوراً بمعہ رفقاء کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے یہ فیصلے کئے ہیں۔

حضرت ابن مظعون اور ان کے سب رفقاء نے اقرار کیا اور عرض کیا کہ ان فیصلوں سے ہمارا مقصد صرف نیکی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مجھے ان باتوں کا حکم نہیں دیا گیا پھر فرمایا تم پر تمہاری جانوں کا حق ہے۔ روزے رکھو لیکن ناغہ بھی کرو۔ رات کی عبادت میں قیام کرو اور نیند بھی لو میں رات کے حصہ میں اٹھتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور کچھ حصہ میں سوتا بھی ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں۔ گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں اور بیویوں سے قربت بھی کرتا ہوں جو میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

پھر عام اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ارشاد فرمایا

کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے عورتوں کو۔ کھانے کو۔ خوشبو کو۔ نیند کو۔ دنیوی خواہشات کو بالکل حرام قرار دے رکھا ہے۔ میرے دین میں گوشت چکنائی عورتوں کو ترک کر دینے کا حکم نہیں **لا رھبانیة فی الاسلام** میری امت کی سیاحت روزہ اور ان کی رہبانیت صرف جہاد ہے اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دو۔ حج کرو۔ نمازیں قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور سیدھی چال چلو تمہارے امور درست ہو جائیں گے۔

تم سے پہلے لوگ شدت پسندی کی وجہ سے ہی تباہ ہوئے انہوں نے اپنے اوپر سختیاں خود ہی عائد کیں تو اس کے بعد ان لوگوں پر اللہ نے بھی سختیاں کر دیں۔ گرجاؤں اور یہودی کنیساؤں میں بیٹھے ہوئے لوگ انہی کے پسماندہ نشانات ہیں۔ اس پر یہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔

آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَعۡتَدُوۡا۔ یعنی اس حد سے تجاوز نہ کرو جو شریعت نے حلال وحرام کے ساتھ تم پر لگا دی ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس حد تک حلال ہیں اس سے متجاوز ہو کر حرام تک نہ بڑھو اور فضول خرچی پاک چیزوں کے استعمال میں نہ کرو۔ (نسفی)

اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ اور جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں انہیں کھاؤ اور اس میں اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو اس لئے کہ ایمان لانے سے تقویٰ واجب ہو جاتا ہے اور تقویٰ مقتضی اطاعت بامر اللہ کا ہے۔

طَيِّبٰتِ۔ جمع طیبہ کی ہے۔ طیب کے معنی عمدہ اور اعلیٰ چیز۔ نکھاری ہوئی چیز۔ پسندیدہ چیز۔

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ۔ تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود میں رہا جائے۔ حلال وطیب روزی تقویٰ کے لئے کھاؤ کیونکہ عبادت کی روح اور عبادت کا نور اکل حلال اور صدق مقال ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد احکام قسم اور اقسام یمین کی تفصیل اور اس کی تشریح بیان ہوئی حیث قال تعالیٰ۔

لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اللہ مواخذہ نہیں کرتا تمہاری لغو قسموں کا لیکن مواخذہ کرتا ہے اس قسم کا جسے تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اس اوسط سے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جوان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تمہیں اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم احسان مانو۔

شان نزول

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلمی رحمہم اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مہمان کی ضیافت پر اپنے گھر والوں کو مامور کیا اور کھانے کے وقت خود بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے جب رات گئے کو گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے انتظار میں مہمان اور گھر والے بیٹھے ہیں اور مہمان کو کھانا نہیں کھلایا۔ تو ابن رواحہ نے بیوی سے کہا کہ تم نے میری وجہ سے مہمان کو کھانا نہیں کھلایا اب مجھ پر یہ کھانا حرام ہے۔ بیوی نے کہا کہ مجھ پر بھی یہ کھانا حرام ہے۔ مہمان نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے۔ حضرت ابن رواحہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو قسم کو توڑ دیا اور کھانے میں ہاتھ ڈال کر کہا بسم اللہ پڑھ کر سب کھاؤ پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر تمام واقعہ پیش کیا تو اس واقعہ کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علماء احناف رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اگر ایسے وصفی نام لے کر قسم کھائی جائے جو اللہ کے لئے مخصوص ہیں تو قسم ہو جاتی ہے۔ ایسے وصفی صیغوں کا ذکر کیا جائے جن کا استعمال دوسروں کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے علیم۔ قادر۔ وکیل۔ رحیم وغیرہ انعقاد قسم نیت یا عرف یا قرینہ حال پر موقوف ہے بغیر نیت یا بغیر دلالت حال کے قسم کا انعقاد نہ ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی جن صفات کی عرفاً قسم کھائی جائے ان کی قسم سے انعقاد قسم ہوگا جیسے اللہ کی عزت کی قسم عظمت و بزرگی کی قسم وغیرہ وغیرہ۔

قسم دو قسم پر ہے ایک یمین لغو دوسرے یمین منعقدہ۔ یمین لغو میں غلط فہمی کی قسم سے لے کر تمہارے سر کی قسم۔ تمہاری جان کی قسم۔ قرآن کی قسم وغیرہ سب داخل ہیں۔ اللہ کی قسم۔ رسول کی قسم۔ غوث پاک کی قسم اور غلط فہمی یہ کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم کی قسموں پر کفارہ نہیں۔

اور یمین منعقدہ یہ کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔

کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ضروری ہے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو صدقہ فطر کی طرح دے دے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دونوں وقت دس دن کھلا دے یا دے دے اوسط درجہ کے معنی یہ ہیں کہ کھانا نہ اعلیٰ ہو نہ بالکل ادنیٰ ہو بلکہ متوسط درجہ کا ہو۔

اوسط درجہ کے کپڑے سے مراد یہ ہے کہ اکثر بدن ڈھک سکے۔

MARKAZUL ILOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک تہ بند اور کرتا یا ایک تہ بند اور ایک چادر ہو۔

کفارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے خواہ کپڑا خواہ غلام آزاد کرے ہر ایک سے کفارہ ادا ہو جائے گا اور جب استطاعت نہ ہو تو تین دن روزے رکھے۔

اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ تین روزے متواتر رکھے جائیں ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (تفسیر نسفی)

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ۔ سے یہ مراد ہے کہ قسم کھا کر توڑ دینے سے کفارہ لازم آجاتا ہے لہٰذا اس قسم پر حفاظت کرو۔ اس حکم سے یہ امر بھی واضح ہے کہ قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کرنا صحیح نہیں۔

ہم تمہارے لئے اپنی آیات خوب واضح کر کے بیان کرتے ہیں تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔

آگے احکام شراب خوری جوئے بازی بتوں کے چڑھاوے اور پانسے پھینکنے کے متعلق تشریح ہے۔ حیث قال۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈلوا دے تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

شان نزول

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر جہاں آج کل مسجد تعمیر ہے اور اس مسجد کا نام ہی مسجد فضیح ہے یہ مسجد مدینہ منورہ میں ہے۔ اس جگہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ تھی۔ قبل از حرمت اس مکان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعوت تھی جس میں مہاجرین و انصار جمع تھے حسب معمول کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ تمام مہمان نشہ میں چور تھے۔

اس حالت میں ایک صاحب نے بآواز بلند کہا کہ مہاجرین انصار سے بہتر ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کے جواب میں کہا کہ نہیں انصار مہاجرین سے بہتر ہیں اس بات پر ایک صاحب نے حضرت سعد کی ناک پر اونٹ کی ہڈی ماری جس سے خون جاری ہو گیا نشہ اترنے کے بعد حضرت سعد بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ناک زخمی تھی حضور علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت عز و جل میں دعا کی کہ اے اللہ شراب کے متعلق ہمارے لئے تسکین بخش حکم نازل فرما اس پر سورۃ بقرہ والی آیت يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ٘ (الی اخرہ) نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پھر دعا کی اس پر سورۃ نساء والی آیت یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری نازل ہوئی آپ نے پھر بارگاہ رب العزت عز و جل میں دعا کی کہ الٰہی واضح و قطعی حکم نازل فرما تو سورہ مائدہ والی آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (الی آخرہ) نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم باز آئے ہم باز آئے شراب سے قمار سے۔

حضرت عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا شراب سے بچو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سورۃ مائدہ کی اس آیت کے نزول کے بعد سب نے اس طرح توبہ کی کہ دوبارہ رخ تک نہ کیا جو مٹکے شراب سے بھرے ہوئے تھے سوراخ کر کے بہا دیئے مدینہ کی گلیوں میں اس طرح کیچڑ ہوگئی جس طرح بارش سے ہوتی ہے۔ (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابیوں کو جوتوں لاٹھیوں سے پیٹا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں چالیس کوڑے کی سزا مقرر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے کی سزا کو قائم رکھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی کوڑے مارے جائیں کیونکہ شراب پی تو نشہ چڑھا اور اسی حال میں اس نے بیہودہ بکواس کی جس کے نتیجہ میں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ایسے شخص کے لئے اسی کوڑے ہی مناسب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے کی سزا دی۔ (رواہ الشیخ وابن مردویہ والحاکم)

خمر کہتے ہیں اس کو جو عقل انسان پر خمار ڈال دے یعنی عقل ڈھک دے جیسے خمار یعنی اوڑھنی چہرہ ڈھانپ دیتی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَلْخَمْرُ وَهُوَ الْمُسْكِرُ الْمُتَّخِذُ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ اَوْ كُلُّ مَا يُخَامِرُ الْعَقْلَ وَ يُغَطِّيهِ مِنَ الْاَشْرِبَةِ خمر وہ ایک نشہ دینے والی چیز ہے جو عصارۂ انگور سے بنتی ہے یا ہر وہ چیز جو عقل کو مخمور کر دے اور ڈھانپ دے پینے والی چیز سے۔

وَ رَوَى هٰذَا عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔ یہ تشریح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

والميسر و هو القمار و عددا منه للعب ما يجوز و الكعاب۔ وہ جوا ہے اور اس میں وہ کھیل بھی شمار کئے گئے جو بادام اور ٹھیکریوں وغیرہ سے کھیلے جاتے ہیں۔ میسر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دوسرے کا مال آسانی سے جیت لیا جاتا ہے۔

وَالْاَنْصَابُ وَهِيَ الْاَصْنَامُ الْمَنْصُوبَةُ لِلْعِبَادَةِ وَ فَرَّقَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ الْاَنْصَابِ وَالْاَزْلَامِ بِاَنَّ الْاَنْصَابَ حِجَارَةٌ لَمْ تُصَوَّرْ كَانُوا يَنْصِبُونَهَا لِلْعِبَادَةِ وَ يُذْبَحُونَ عِنْدَهَا وَالْاَصْنَامُ مَا صُوِّرَ وَ عُبِدَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ انصاب ان بتوں کو کہتے ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے جائیں۔

اور بعض نے انصاب و ازلام میں فرق کیا ہے بایں طور کہ انصاب محض پتھر بلاصورت ہیں۔ انہیں ویسے ہی نصب کر لیتے ہیں عبادت کے لئے اور ان کے پاس ذبح کرتے ہیں یہ نیت چڑھاوا اور اصنام وہ ہیں جو تصویر کی صورت میں بنائے جاتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کی پوجا کی جاتی ہے (روح المعانی) وَالْاَزْلَامُ اس کی تفصیل او پر گزر چکی مختصر یہ کہ تین قلمیں ہوتی تھیں ایک پر لَا دوسرے پر نعم اور تیسری خالی رکھ کر بہتے پانی میں ڈالتے پھر اگر لَا والی آگے بہ جاتی تو وہ کام ترک کر دیتے اور نعم والی آگے بڑھتی تو اجازت سمجھتے۔

رِجْسٌ۔ گندگی کے معنی بھی دیتا ہے ایسی گندگی جس سے عقل پراگندہ ہو جائے۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں اَلرِّجْسُ كُلُّ مَا اِسْتَقْذَرَ مِنْ عَمَلٍ قَبِيحٍ وَاَصْلُ مَعْنَاهُ الصَّوْتُ الشَّدِيدُ

وَلِذَا يُقَالُ لِلْغَمَامِ رَجَائِسٌ لِرَعْدِهٖ رجس ہر وہ چیز جو گندگی پیدا کرے عمل قبیح سے اور اس کے اصل معنی صورت شدید ہیں اس لئے ابر کو اس کی گرج کی وجہ سے رجائس کہا جاتا ہے۔

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ یہ سب شیطانی عمل سے ہے فَاجْتَنِبُوْهُ تو بطریق حکم کہہ دیا گیا کہ ان سے پوری طرح اجتناب کرو۔

جنب بمعنی دوری اسی لئے غسل جس پر فرض ہو اس کو جنبی کہتے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یعنی اس سے مجتنب رہنے سے تم مستحق فلاح ہو گے آگے فرماتے ہیں۔

وَ لَقَدْ اَكَّدَ سُبْحَانَهٗ تَحْرِيْمَ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حرمت خمر اور میسر کو مؤکد کیا۔ (روح المعانی)

اس لئے کہ اگر صرف حرام ہی فرما کر حکم دیا گیا ہوتا تو اس کا اٹھانا رکھنا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بھی جائز ہوتا جیسے بول و براز کا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے جانا جائز ہے برخلاف شراب کے کہ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بھی حرام ہے اسی لئے اس کے حکم میں فَاجْتَنِبُوْهُ فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ۔ الخ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض ڈلوادے اور یہ باتیں شراب اور جوئے میں عام طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

شراب نوشی۔ جوئے بازی کا ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ اس جرم کے مرتکب آپس میں بغض وعداوت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ایسے جرائم کے مرتکب یاد الٰہی عزوجل سے قطعاً غافل ہو جاتے ہیں اور نماز وغیرہ کی طرف ان کا التفات نہیں ہوتا وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ کا یہی مفہوم ہے۔ آخر میں فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ فرما کر توبیخاً ایسے برے افعال سے روکا گیا۔

کیا تم شراب جوئے سے باز رہو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر جوش میں کہا انتھینا ربنا اے ہمارے رب ہم ضرور باز رہیں گے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ڈرتے رہو تو اگر تم منحرف ہو جاؤ اور اطاعت خدا اور رسول نہ کرو۔ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جو بندہ پئے گا اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے کہ قیامت کے دن اس کو طینۃ الخبال پلائے گا طینۃ الخبال جہنمیوں کا پسینہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی یونہی مر گیا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں شراب طہور سے محروم کر دے گا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس صبح تک کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ توبہ کرے تو اللہ توبہ قبول فرماتا ہے پھر اگر وہ اس ذلیل گناہ میں

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

دوبارہ مشغول ہوجائے تو چالیس دن تک کی نماز قبول نہیں کرتا۔حتیٰ کہ بار بار تکرار پر توبہ بھی قبول نہیں کرتا۔طینۃ الخبال کا پانی اس کو پلائے گا۔(رواہ الترمذی) اس کا حال تو یہ ہے

شب کو مے پی صبح کو توبہ کر لی رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

یہ وعید وتہدید ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی عزوجل صاف صاف پہنچادیا تو ان کا فرض ادا ہوگیا۔ اب جو اعراض وانحراف کرے وہ مستحق عذاب آخرت ہے۔

اب وہ جو شراب حرام کئے جانے سے قبل وفات پاچکے ان کی برأت کی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾

نہیں ان پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو انہوں نے کھایا جبکہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور ٹھیک عمل کریں اور ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

شان نزول

یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب کی حرمت سے قبل انتقال کر چکے تھے تو حرمت شراب کا حکم آنے کے بعد صحابہ کرام علیہم رضوان کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا اس کا جواب دے کر مطمئن کیا گیا کہ حکم آنے سے پہلے جو کچھ کھایا یا پیا اس پر وہ گنہگار نہیں ہیں۔(روح المعانی مخلصاً)

جُنَاحٌ۔کی تنوین عموم کے لئے ہے یعنی کسی قسم کا گناہ ہو صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

فِيْمَا۔سے مراد شراب جوا ہے۔

طَعِمَ۔کا معنی کھانا چکھنا۔قرآن کریم میں ارشاد ہے مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ یعنی جو نہر کا پانی نہ چکھے گا نہ پئے گا اب اس آیت میں طعم عام ہے جس میں شراب پینا جوئے کی آمدنی کھانا سب ہی شامل ہیں۔

آیہ کریمہ میں اتَّقَوْا کا لفظ تین جگہ آیا ہے اس کے معنی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں۔اس میں پہلے شرک سے ڈرانا اور پرہیز کرنا۔دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا تیسرے سے تمام محرمات سے پرہیز کرنا ہے۔(مدارک۔خازن۔جمل)

تقویٰ سے مراد شراب جوئے سے بچنا۔ایمان سے مراد ایمان پر قائم رہنا ہے اور باقی تمام گناہوں سے بچنا ہے۔احسان سے مراد بقیہ نیک اعمال کرنا ہے۔یعنی تین جگہ تقویٰ کا ذکر ہے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ سے مراد تقویٰ وایمان والے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾	اے ایمان والو ضرور تمہیں آزمائے گا اللہ کچھ بعض شکار سے جس کو پہنچے تمہارے ہاتھ اور نیزے تاکہ پہچان کرادے اللہ ان کی جو ڈرے اللہ سے غائبانہ تو حد سے بڑھے بعد اس کے تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اے ایمان والو نہ مارو شکار جبکہ تم احرام میں ہو اور جو مارے تم میں سے عمداً تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا مویشی سے دے حکم کریں اس کا تم میں سے دو ثقہ آدمی یہ قربانی کعبہ کو پہنچے یا کفارہ چند مساکین کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جواب دوبارہ کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور حرام ہوا شکار تم پر خشکی کا جب تک تم احرام میں ہو اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

کیا اللہ نے کعبہ کو ادب والا گھر قیام کرنے کو لوگوں کے لئے اور حرمت والے مہینہ اور قربانی اور قلادہ والی کو یہ اس لئے کہ تم جانو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ ؕ

جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

نہیں رسول پر مگر حکم پہنچانا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

فرما دیجئے برابر نہیں گندہ اور ستھرا اگرچہ تجھے گندہ کی کثرت پسند آئے تو ڈرو اللہ سے اے عقل والو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

حل لغات رکوع دوم-سورۃ مائدہ-پ ۷

يٰۤاَيُّهَا-اے	الَّذِيْنَ-وہ جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے ہو	لَيَبْلُوَنَّكُمُ-ضرور آزمائے
گا تمہیں	اللّٰهُ-اللہ	بِشَيْءٍ-کچھ بعض	مِّنَ الصَّيْدِ-شکار سے
تَنَالُهٗۤ-جسے پہنچے	اَيْدِيْكُمْ-تمہارے ہاتھ	وَ-اور	رِمَاحُكُمْ-تمہارے نیزے
لِيَعْلَمَ-تاکہ ظاہر کرے	اللّٰهُ-اللہ	مَنْ-اس کو جو	يَّخَافُهٗ-اس سے ڈرتا ہے

www.waseemziyai.com

بِالْغَيْبِ۔بن دیکھے	فَمَنِ۔تو جو	اعْتَدٰى۔حد سے بڑھے	بَعْدَ۔بعد
ذٰلِكَ۔اس کے	فَلَهٗ۔تو اس کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک
يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہ
تَقْتُلُوا۔مارو	الصَّيْدَ۔شکار	وَ۔اور (جبکہ)	اَنْتُمْ۔تم
حُرُمٌ۔احرام میں ہو	وَ۔اور	مَنْ۔جو	قَتَلَهٗ۔مارے اس کو
مِنْكُمْ۔تم سے	مُّتَعَمِّدًا۔جان بوجھ کر	فَجَزَآءٌ۔تو بدلہ اس کا	مِّثْلُ۔مثل
مَا۔اس کے ہے	قَتَلَ۔جو مارا	مِنَ النَّعَمِ۔مویشی سے	يَحْكُمُ۔فیصلہ کریں
بِهٖ۔اس کا	ذَوَا۔دو	عَدْلٍ۔انصاف والے	مِّنْكُمْ۔تم میں سے
هَدْيًا۔قربانی	بٰلِغَ۔پہنچتی	الْكَعْبَةِ۔کعبہ کو	اَوْ۔یا
كَفَّارَةٌ۔کفارہ دے	طَعَامُ۔کھانا	مَسٰكِيْنَ۔مسکینوں کو	اَوْ۔یا
عَدْلُ۔برابر	ذٰلِكَ۔اس کے	صِيَامًا۔روزے	لِّيَذُوْقَ۔تاکہ چکھے
وَبَالَ۔وبال	اَمْرِ۔کام	هٖ۔اپنے کا	عَفَا۔معاف کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	عَمَّا۔اس سے جو	سَلَفَ۔گزر چکا	وَ۔اور
مَنْ۔جو	عَادَ۔اب کرے گا	فَيَنْتَقِمُ۔تو بدلہ لے گا	اللّٰهُ۔اللہ
مِنْهُ۔اس سے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَزِيْزٌ۔غالب
ذُو۔بدلہ	انْتِقَامٍ۔لینے والا ہے	اُحِلَّ۔حلال کیا گیا	لَكُمْ۔تمہارے لئے
صَيْدُ۔شکار	الْبَحْرِ۔دریا کا	وَ۔اور	طَعَامُهٗ۔اس کا کھانا
مَتَاعًا۔سامان ہے	لَّكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	لِلسَّيَّارَةِ۔مسافروں کے
لئے	وَ۔اور	حُرِّمَ۔حرام ہے	عَلَيْكُمْ۔تم پر
صَيْدُ۔شکار	الْبَرِّ۔خشکی کا	مَادُمْتُمْ۔جب تک رہو تم	حُرُمًا۔احرام میں
وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	الَّذِيْٓ۔وہ کہ
اِلَيْهِ۔اس کی طرف	تُحْشَرُوْنَ۔اکٹھے کئے جاؤ گے		جَعَلَ۔بنایا
اللّٰهُ۔اللہ نے	الْكَعْبَةَ۔کعبہ کو	الْبَيْتَ۔گھر	الْحَرَامَ۔عزت والا
قِيٰمًا۔ٹھہرنے کے لئے	لِّلنَّاسِ۔لوگوں کے	وَ۔اور	الشَّهْرَ۔مہینہ
الْحَرَامَ۔حرمت والا	وَ۔اور	الْهَدْيَ۔قربانی	وَ۔اور
الْقَلَآئِدَ۔قلادہ والی	ذٰلِكَ۔یہ کہ	لِتَعْلَمُوْٓا۔اس لئے کہ تم جان لو کہ	
اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	يَعْلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو
فِي۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے ہے	وَ۔اور	مَا۔جو

MARKAZ-DL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک
اللّٰہَ۔ اللہ	بِکُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کو	عَلِیْمٌ۔ جانتا ہے
اِعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	شَدِیْدُ۔ سخت
الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے	وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے	مَا۔ نہیں	عَلَی۔ اوپر
الرَّسُوْلِ۔ رسول کے	اِلَّا۔ مگر	الْبَلٰغُ۔ پہنچانا	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	تُبْدُوْنَ۔ تم ظاہر کرتے ہو
وَ۔ اور	مَا۔ جو	۔تم	تَکْتُمُوْنَ۔ پوشیدہ رکھتے ہو
قُلْ۔ کہہ	لَّا۔ نہیں	یَسْتَوِی۔ برابر	الْخَبِیْثُ۔ گندا
وَ۔ اور	الطَّیِّبُ۔ ستھرا	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ
اَعْجَبَکَ۔ پسند آئے تجھ کو	کَثْرَۃُ۔ کثرت	الْخَبِیْثِ۔ گندے کی	فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو
اللّٰہَ۔ اللہ سے	یٰٓاَ۔ اے	اُولِی الْاَلْبَابِ۔ عقل والو	لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ۔ فلاح پاؤ			

مختصر تفسیر رکوع دوم۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗٓ اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾۔

اے ایمان والو تمہیں اللہ آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں تاکہ اللہ پہچان کرادے ان کی جو ڈرتے ہیں اللہ سے غائبانہ تو جو حد سے بڑھے اس کے بعد تو اس کے لئے ہے عذاب دردناک۔

شان نزول

۶ھ میں پندرہ سو چالیس مسلمان عمرہ کے ارادہ سے آقائے نامدار ﷺ کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کو چند امتحانات میں مبتلا کیا جن میں وہ شاندار کامیاب رہے ان امتحانوں میں ایک امتحان یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہم رضوان میں اکثر شکار کا شوق رکھتے تھے لیکن حالت احرام میں خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے۔

یہ حضرات جب مقام حدیبیہ میں پہنچے اور وہاں چند یوم قیام فرمایا اور بغیر عمرہ کئے واپس ہونا پڑا ان کے خیموں میں اس طرح پرند چرند اور شکار کے جانور گھس آئے کہ اگر یہ حضرات چاہتے تو ہاتھوں سے شکار کر لیتے۔اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا اور تمام مسلمان صحابہ حکم کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔روح المعانی۔خازن عن ابن ابی حاتم عن مقاتل۔

وَلَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ۔ بلو سے ہے جس کے معنی آزمائش و امتحان ہے اسی کو بلا یعنی مصیبت کہتے ہیں۔صید کے معنی شکار کے ہیں یعنی شکار والے جانور۔تَنَالُ۔ نَیل سے بنا اس کے معنی ہیں پانا۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ۔ یعنی ایسے موقعہ پر جیسا کہ حدیبیہ کا تھا حکم کی تعمیل نہ کرے اور نافرمانی کرے۔

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ تو اس کے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

محرم یعنی جو حالت احرام میں ہو اسے خشکی کے کسی جانور کا شکار کرنا حرام ہے۔ مَادُمْتُمْ حُرُمًا جب تک وہ احرام میں ہو۔

کسی جانور کی طرف شکار کرنے کے لئے اشارہ کرنا بھی یا زبان سے بتانا بھی شکار میں داخل ہے اور ایسا کرنا بھی ممنوع ہے۔

محرم کو بحالت احرام ہر وحشی جانور کا شکار منع ہے خواہ وہ حلال جانور ہو یا حرام۔

مندرجہ ذیل جانور مارنا معاف ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں چھ جانوروں کا ذکر آیا ہے۔ سانپ کا مزید ذکر ہے۔ یہ روایت بخاری اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

کاٹنے والا کتا۔ کوا۔ بچھو۔ چیل۔ چوہا۔ بھیڑیا۔ سانپ یہ وہ جانور ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق فرمایا ان کے قتل کی بحالت احرام اجازت ہے۔

مچھر۔ پسو۔ چیونٹی۔ مکھی۔ حشرات الارض۔ حملہ آور درندے ان کا مارنا معاف ہے۔ (تفسیر احمدی)

محرم کو بحالت احرام جو جانور شکار کرنا ممنوع ہیں وہ عمداً ہوں یا خطاً ہر حال میں ممنوع ہیں۔ عمداً کی ممانعت تو آیہ کریمہ سے واضح ہے اور خطا کا منع حدیث ابوالیسر سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے۔ عَنِ الزُّهْرِی اَنزَلَ الْكِتَابُ لِعَمَدِ وَدَارَتِ السُّنَّةُ بِالْخَطَاءِ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ فیصلہ کریں تم میں دو ثقہ آدمی یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جواب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

شان نزول

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے بحالت احرام ایک وحشی یا نیل گائے کا شکار کر لیا اس پر اعتراض ہوا تو وہ بارگاہ نبوت علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور اپنے قصور کی خبر دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ۔ کا یہ مطلب ہے کہ ویسا ہی جانور دے یعنی قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو کذا

www.waseemziyai.com

قَالَ اَبُو حَنِیْفَۃَ وَ اَبُو یُوسُفَ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ اورامام محمداور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صورت وخلقت میں مارے ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔(مدارک۔تفسیراحمدی)

یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔ کے یہ معنی ہیں کہ قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے دوثقہ مسلمان ہوں جو قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں شکار مارا گیا یااس کے قریب کے مقام کی۔

هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ۔یعنی کفارہ کا جانور حرم مکہ کے باہر ذبح کرنا درست نہیں مکہ مکرمہ میں ہونا چاہئے اور کعبۃ اللہ شریف کے اندر بھی ذبح جائز نہیں۔اسی لئے بٰلِغَ الْكَعْبَةِ یعنی کعبہ کو پہنچے فرمایا کعبہ کے اندر نہیں فرمایا۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ۔اور کھانے کا کفارہ چند مساکین کواس میں مکہ مکرمہ کی قید نہیں باہر بھی دیا جا سکتا ہے۔ (تفسیراحمدی)

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا۔یااس کے برابر روزے۔

مسئلہ: شکار کی قیمت کا غلہ خرید کرمساکین کواس طرح دے کہ ہر مسکین کونصف صاع گندم یاایک صاع جو یا کھجور ہوجائیں تو جتنے مساکین میں اس حساب سے تقاسمہ ہواس کے عدد پر روزے بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

مثلاً تین مساکین میں کفارہ ادا ہو تو تین روزے رکھنے جائز ہیں چار یا پانچ میں کفارہ تقسیم ہوا تو چار یا پانچ روزے چاہئیں اس میں عدم وجدان واستطاعت کی شرط نہیں اور

لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ۔یعنی اپنے کام کا وبال چکھے۔علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔قِیلَ بِجَزَاءِ وَ قِیلَ بِصِیَامٍ اَوْ بِطَعَامٍ وَ قِیلَ بِفِعْلٍ مَقْدَّرٍ وَھُوَ جَوْزِیٌّ اَوْ شَرْعُنَا ذٰلِکَ وَ نَحْوُہٗ وَالْوَبَالُ فِی الْاَصْلِ الثِّقْلُ وَ مِنْهُ الْوَابِلُ اَلْمَطَرُ الْکَثِیْرُ وَالْوَبِیْلُ لِلطَّعَامِ الثَّقِیْلِ الَّذِیْ لَا یَسْرَحُ ھَضْمَهٗ۔

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ۔ سے یہ مراد ہے کہ دور جہالت میں شکار وغیرہ اگر کرلیا گیا تو وہ معاف ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

حلال ہوا تمہارے لئے شکار دریا کا اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور حرام ہوا تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

اُحِلَّ۔حلال مباح۔احرام کی حالت میں۔ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ۔بحر سے مراد مطلقاً پانی ہے۔دریائی شکار وہ ہے جو پانی میں ہی پیدا ہوا اور پانی میں ہی رہے جیسے مچھلی وغیرہ۔طعام سے مراد مچھلی ہے جسے دریا باہر کنارے پر پھینک دے اور مر جائے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سب کا یہی قول ہے کہ محرم کو دریائی شکار کرنا بھی حلال ہے۔سیارہ۔راہگیر مسافر ایک ہو یا چند ہوں۔

اس آیت کریمہ میں وضاحت فرمادی گئی کہ محرم کو بحالت احرام بھی دریا کا شکار حلال ہے۔اور خشکی کا حرام۔دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش پانی سے باہر خشکی میں ہو۔

حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ۔یہ احرام والوں کے لئے دوسرا حکم ہے تاکید کے لئے کہ خشکی کا جانور بھی حرام ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

اللہ نے بنایا کعبہ کو ادب کا گھر لوگوں کے قیام کا سبب اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور قلادہ پڑے جانور یہ اس لئے کہ تم جانو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور یہ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کعبہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے جو عکرمہ اور مجاہد رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مربعہ ہے۔ کاعبۃ کی جمع کواعب ہے۔ کعبہ کی سطح سمندر سے بہت اونچی ہے۔ اس کا چرچا اس کا ذکر دنیا میں بہت بلند ہے اس لئے اس کو کعبہ کہا جاتا ہے۔

اور تکعیب تربیع ہے۔ اور لغت میں ہر اس گھر کو کعبہ کہہ سکتے ہیں جو مربع ہو اور کبھی بلندی کے معنی میں بھی تکعب آتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس کی بلندی کی وجہ میں کہا گیا۔ جیسے کعب الانسان ٹخنے کو کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اونچا ہوتا ہے۔ کَعَبَتِ الْمَرأَةُ۔ عورت کی چھاتیوں کو کہتے ہیں جبکہ وہ اٹھی ہوئی ہوں۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ کعبہ نام اس کی یکتائی او بے مثل ہونے کی بناء پر ہوا لیکن کرمانی نے اس کا رد کر دیا ہے۔ (روح المعانی)

پھر کعبہ کو بیت الحرام اس لئے کہا کہ دنیا میں اس کی عظمت ہے اسی لئے اس کی حرمت کے لئے بیت الحرام کہا گیا اور

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ۔ اس لئے کہا گیا کہ وہاں امور دین و دنیوی کا قیام ہوتا ہے۔ خائف وہاں پناہ لیتا ہے چنانچہ اس کی حرمت کے لئے ہی ارشاد ہوا من دخله كان امنا ضعیفوں کو وہاں امن ملتا ہے تاجر وہاں نفع پاتے ہیں حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں اور

وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ۔ سے مراد ماہ ذی الحجہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کی نویں تاریخ کو حج کرتے ہیں۔

وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ۔ ہدی قربانی کا جانور اور اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا قلادہ ڈالنا۔ یہ قلائد قلادہ کی جمع ہے یعنی ہار جو ہدی کے گلے میں ڈالا جاتا ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور حرم سے منیٰ کی طرف ہدی یعنی قربانی ہار ڈال کر لے جانا زیادہ ثواب ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾۔

ان تمام امور میں تمہارے مصالح مضمر ہیں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے جانتا ہے اور اسے ہر شے کا علم ہے اس کا کوئی فعل اور حکم حکمت سے خالی نہیں۔

تو تم حرم اور احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت شدید العقاب ذکر فرمائی تاکہ احیائے رحمت اور تکمیل ایمان ہو اس کے بعد صفت غفور و رحیم بیان فرما کر اپنی وسعت رحمت کا بیان فرمایا۔ اب چونکہ رسول مجتبیٰ ﷺ حکم پہنچا کر فارغ ہو چکے تو مسلمانوں پر اطاعت لازم ہے اور عذر کی گنجائش باقی نہ رہی۔ آگے ارشاد ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

رسول پر نہیں مگر حکم پہنچا دینا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

اس لئے کہ اس ذات علیم وخبیر کو ہر ایک کے ظاہر و باطن نفاق واخلاص سب کا علم ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

فرمادیجئے کہ گندا اور پاک برابر نہیں اگر چہ تجھے گندگی کی کثرت پسند آئے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس میں حضور مخاطب ہیں یا امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یعنی حلال وحرام نیک و بد مسلم وکافر اور کھرا کھوٹا ایک درجہ میں نہیں ہوسکتا یعنی وَاٰثِرُوا الطَّيِّبَ وَاِنْ قَلَّ عَلَى الْخَبِيْثِ وَ اِنْ كَثُرَ وَ قِيْلَ هُوَ عَامٌّ فِي حَلَالِ الْمَالِ وَ حَرَامِهٖ وَ صَالِحِ الْعَمَلِ وَ طَالِحِهٖ وَ جَيِّدِ النَّاسِ وَ رَدِيِّهِمْ۔ تفسیر نسفی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نومسلم بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حالت کفر میں شراب کی تجارت کرتا تھا مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہوا اب میں بہت مالدار ہوں اور وہ مال میرے پاس موجود ہے اگر میں وہ مال کار خیر میں خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر وہ مال تم حج وجہاد جیسی اعلیٰ عبادت میں بھی خرچ کرو تب بھی وہ تم کو مچھر کے پر کے برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ طیب ہے وہ طیب ہی قبول کرے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم ـ سورۃ مائدہ ـ پ ۷

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾	اے ایمان والو نہ پوچھو ہر چیز کے متعلق اگر وہ ظاہر کی گئیں بری معلوم ہوں گی تمہیں اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	تم سے پہلی جس قوم نے وہ سوال کئے تو وہ صبح اس سے منکر ہو گئے۔
مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾	نہیں کیا اللہ نے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن وہ لوگ جو کافر ہوئے افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر ان میں بے عقل ہیں۔
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ	اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس طرف جو اتارا اللہ نے رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں کافی ہے جس پر پائے

MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَّلَا
يَهْتَدُونَ ۝١٠٤

ہم نے اپنے باپ دادا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانیں اور نہ ہدایت پائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ لَا
يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝١٠٥

اے ایمان والو لازم پکڑو اپنی جانوں کو نہیں نقصان دے گا تمہیں جو کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر ہو اللہ کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے تو بتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ
أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ
مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ
فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ
تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ
إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ۝١٠٦

اے ایمان والو گواہی تم میں جبکہ آئے تمہیں کسی کو موت وصیت کرتے وقت دو عادل تم میں سے یا غیروں میں کے دو اگر تم سفر کرو تو پہنچے تمہیں موت کا حادثہ روکو دونوں کو نماز کے بعد تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تم شک میں پڑو ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے اگرچہ قریبی رشتہ دار ہو اور نہ چھپائیں گے گواہی اللہ کی ہم اگر ایسا کریں تو ضرور گنہگار ہیں۔

فَإِنْ عُثِرَ عَلٰى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ
يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ
شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا ۖ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِينَ ۝١٠٧

تو اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں کسی گناہ کے مرتکب ہیں تو دوسرے ان کی طرف کھڑے ہوں ان سے جنہوں نے حق لے کر جھوٹی گواہی دی تو وہ دونوں قسمیں کھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی صحیح ہے ان کی شہادت سے اور ہم حد سے نہ بڑھے اگر ایسا ہو تو ہم ظالم ہیں۔

ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَّأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا أَوْ
يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا
اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفٰسِقِينَ ۝١٠٨

یہ قریب تر ہے اس سے کہ آئے گواہی ان کے اوپر یا خوف کریں کہ ان کی قسمیں رد کردی جائیں اور ڈرو اللہ سے اور سنو اللہ راہ نہیں دیتا فاسقوں کو۔

حل لغات رکوع سوم۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

يَا أَيُّهَا۔ اے	الَّذِينَ۔ وہ جو	آمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَسْئَلُوا۔ سوال کرو	عَنْ أَشْيَاءَ۔ چیزوں سے	إِنْ۔ اگر	تُبْدَ۔ ظاہر کی جائیں
لَكُمْ۔ تمہارے لئے تو	تَسُؤْ۔ بری لگیں	كُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور
إِنْ۔ اگر	تَسْئَلُوا۔ سوال کرو گے	عَنْهَا۔ ان سے	حِينَ۔ جبکہ
يُنَزَّلُ۔ اتارا جاتا ہے	الْقُرْآنُ۔ قرآن	تُبْدَ۔ ظاہر کی جائیں گی	لَكُمْ۔ تمہارے لئے

MARKAZ UL ISLAMIA ACADEMY

عَفَا۔معاف کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	عَنْهَا۔اس سے	
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	حَلِيْمٌ۔حلم والا ہے
قَدْ۔بے شک	سَاَلَهَا۔پوچھا تھا یہی	قَوْمٌ۔ایک قوم نے	مِّنْ قَبْلِكُمْ۔تم سے پہلے
ثُمَّ۔پھر	اَصْبَحُوْا۔ہو گئے	بِهَا۔اس سے	كٰفِرِيْنَ۔منکر
مَا۔نہیں	جَعَلَ۔بنایا	اللّٰهُ۔اللہ نے	مِنْۢ بَحِيْرَةٍ۔کان چرا ہوا
وَّ۔اور	لَا۔نہ	سَآئِبَةٍ۔بجار	وَّ۔اور
لَا۔نہ	وَصِيْلَةٍ۔وصیلہ	وَّ۔اور	لَا۔نہ
حَامٍ۔حامی	وَّ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن	الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	يَفْتَرُوْنَ۔بناتے ہیں	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے
الْكَذِبَ۔جھوٹ	وَ۔اور	اَكْثَرُ۔اکثر	هُمْ۔ان کے
لَا۔نہیں	يَعْقِلُوْنَ۔عقل رکھتے	وَ۔اور	اِذَا۔جب
قِيْلَ۔کہا جاتا ہے	لَهُمْ۔ان سے	تَعَالَوْا۔آؤ	اِلٰى۔طرف
مَآ۔اس کے جو	اَنْزَلَ۔اتاری	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور
اِلَى۔طرف	الرَّسُوْلِ۔رسول کی	قَالُوْا۔تو کہتے ہیں	حَسْبُنَا۔کافی ہے ہم کو
مَا۔وہ جو	وَجَدْ۔پایا	نَا۔ہم نے	عَلَيْهِ۔اس پر
اٰبَآءَ۔باپ دادا	نَا۔اپنے کو	اَوَ۔کیا	لَوْ۔اگرچہ
كَانَ۔ہوں	اٰبَآؤُ۔باپ دادا	هُمْ۔ان کے	لَا۔نہ
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	شَيْـًٔا۔کچھ بھی	وَّ۔اور	لَا۔نہ
يَهْتَدُوْنَ۔راہ پاتے	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
عَلَيْكُمْ۔بچاؤ	اَنْفُسَكُمْ۔اپنی جانوں کو	لَا۔نہ	يَضُرُّ۔نقصان دے گا
كُمْ۔تم کو	مَّنْ۔جو	ضَلَّ۔گمراہ ہوا	اِذَا۔جب
اهْتَدَيْتُمْ۔تم ہدایت پر ہو	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی ہے	مَرْجِعُكُمْ۔تم کو لوٹنا
جَمِيْعًا۔سب کو	فَيُنَبِّئُكُمْ۔وہ بتائے گا تم کو	بِمَا۔جو	كُنْتُمْ۔تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
شَهَادَةُ۔گواہی	بَيْنِكُمْ۔تم میں	اِذَا۔جب	حَضَرَ۔حاضر ہو
اَحَدَ۔ایک	كُمُ۔تمہارے کو	الْمَوْتُ۔موت	حِيْنَ۔وقت
الْوَصِيَّةِ۔وصیت کے	اثْنٰنِ۔دو آدمی	ذَوَا۔صاحب	عَدْلٍ۔انصاف
مِّنْكُمْ۔تم میں سے	اَوْ۔یا	اٰخَرٰنِ۔دو	مِنْ غَيْرِكُمْ۔اوروں سے

MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِنْ۔ اگر	اَنْتُمْ۔ تم	ضَرَبْتُمْ۔ چلو	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَاَصَابَتْكُمْ۔ تو پہنچے تم کو	مُّصِیْبَةُ۔ حادثہ	الْمَوْتِ۔ موت کا
تَحْبِسُوْنَهُمَا۔ روکو دونوں کو	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	الصَّلٰوةِ۔ نماز کے	فَیُقْسِمٰنِ۔ تو قسم کھائیں
بِاللّٰهِ۔ اللہ کی	اِنِ۔ اگر	ارْتَبْتُمْ۔ تم شک کرو	لَا۔ نہیں
نَشْتَرِیْ۔ خریدیں گے ہم	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	ثَمَنًا۔ قیمت	وَّ۔ اور
لَوْ۔ اگرچہ	كَانَ۔ ہو	ذَاقُرْبٰی۔ رشتہ دار	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	نَكْتُمُ۔ چھپائیں گے ہم	شَهَادَةَ۔ گواہی	اللّٰهِ۔ اللہ کی
اِنَّآ۔ بے شک ہم	اِذًا۔ اس وقت	لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ۔ گنہگار ہوں گے	
فَاِنْ۔ پھر اگر	عُثِرَ۔ پتہ چلے	عَلٰٓی۔ اس کا کہ	اَنَّهُمَا۔ وہ
اسْتَحَقَّآ۔ کر رہے ہیں	اِثْمًا۔ گناہ	فَاٰخَرٰنِ۔ تو دو اور	یَقُوْمٰنِ۔ کھڑے ہوں
مَقَامَهُمَا۔ ان کی جگہ	مِنَ الَّذِیْنَ۔ اس سے	اسْتَحَقَّ۔ جو حق لے کر	عَلَیْهِمُ۔ ان پر
الْاَوْلَیٰنِ۔ گواہی دے	فَیُقْسِمٰنِ۔ تو قسم کھائیں	بِاللّٰهِ۔ اللہ کی	لَشَهَادَتُنَآ۔ کہ ہماری گواہی
اَحَقُّ۔ سچی ہے	مِنْ شَهَادَتِهِمَا۔ ان کی گواہی سے		وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	اعْتَدَیْنَآ۔ حد سے بڑھے ہم	اِنَّآ۔ بے شک ہم	اِذًا۔ اس وقت
لَّمِنَ۔ ہوں گے	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں سے	ذٰلِكَ۔ یہ	اَدْنٰٓی۔ بہت قریب ہے
اَنْ۔ یہ کہ	یَّاْتُوْا۔ لائیں	بِالشَّهَادَةِ۔ گواہی	عَلٰی۔ اس کے
وَجْهِهَآ۔ روبرو	اَوْ۔ یا	یَخَافُوْٓا۔ خوف کرو	اَنْ۔ یہ کہ
تُرَدَّ۔ رد کر دے گا	اَیْمَانٌۢ۔ قسم	بَعْدَ۔ بعد	اَیْمَانِهِمْ۔ ان کی قسم کے
وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور
اسْمَعُوْا۔ سنو	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
یَهْدِی۔ ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔ قوم	الْفٰسِقِیْنَ۔ فاسقین کو	

مختصر تفسیر رکوع سوم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۷

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾

اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIC ACADEMY

شانِ نزول

بعض منافقین دل لگی اور مذاق کے طور پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ضروری باتیں پوچھا کرتے تھے اور بے فائدہ سوال کرتے تھے کوئی کہتا کہ میرا باپ کون ہے کوئی کہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری اونٹنی کہاں ہے یہ طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر عاطر پر گراں گزرا ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو ہم ہر ایک کی ہر بات کا پورا پورا جواب دیں گے۔

ایک شخص عبداللہ کھڑا ہوا عرض کرنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے تو اپنے باپ سے ہے۔ دوسرے نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے فرمایا شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم یعنی تو حرامی ہے ایک شخص نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا جہنم۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ۔ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں اور دین اسلام سے خوش ہیں اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر متبع ہم اللہ کے ساتھ تمام فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیور دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں یعنی سب کے پردے رہنے دیجئے۔ بخاری جلد اول باب الغضب فی التعلیم۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطبہ میں فرمایا اے لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو تم حج کیا کرو۔

ابن ہمام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضور علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی انہوں نے تین بار یہی سوال کیا حضور علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے چوتھی بار عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر ہم ہاں کہہ دیتے تو حج ہر سال ہی فرض ہو جاتا اور تم میں اس کی استطاعت نہ ہوتی۔ پہلی قومیں کثرت سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے ان کی تباہی ہوئی جب ہم تم کو کسی کام کا حکم دیں تو جس قدر تم میں طاقت ہو کر لیا کرو اور جب ہم منع کریں تو اسے چھوڑ دو۔ (روح المعانی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ۔ اس کا مادہ سل ہے اس کے معنی مانگنا ہے۔ پوچھنا ہے اشیاء جمع شے کی ہے۔ یعنی اے ایمان والو تم ہمارے محبوب سے ایسی چیزوں کے متعلق نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ بتا دی جائیں تو تم کو غمگین کریں یا تم کو مشقت میں ڈال دیں۔

اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ آیات قرآنیہ کے نزول کا زمانہ ہے تم ایسے سوالات کرو کہ تم مصیبت یا مشقت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ آخر میں فرمایا گیا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا۔ عفو بمعنی معافی۔ اس سے قصور جرم مٹ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو معاف فرما دیا جن کی ممانعت نہیں ہے وہ مباح کر دیں۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اسی بناء پر ارباب اصول نے اصل اشیاء میں اباحت مانی اور مسکوت عنہ کو مباح قرار دیا۔ ماموٴ رعنہ کی تعمیل امر لازم قرار دی۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت ﷺ سے آج تک ہزار ہا اشیاء پوشیدنی اور ماکولات میں حتیٰ کہ سواریوں میں ہمارے سامنے ہیں ان سب کے متعلق ہمارے پاس ماٰخذ حکم آیہ کریمہ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا موجود ہے جس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چائے۔ چائنکیں۔ چمچے۔ شیشہ کا گلاس انواع واقسام کے پارچات۔ موٹر کار۔ سائیکل۔ ایروپلین اور کیا کیا ایجادات ہیں اس وقت تک سب مباح ہیں جب تک ہمیں شرعی حکم نہ ملے ریشم چونکہ مردوں پر حرام ہے اس لئے اس کے ملبوسات مردوں پر حرام لیکن ریشم جیسی چمکیلی۔ خوشنما۔ رنگین ہزار ہا قسم کی چیزیں جو آ رہی ہیں جب تک وہ ریشم ثابت نہ ہوں ہمارے لئے مباح ہیں۔ سرخی رنگ مردوں کے لئے منع فرمایا حتیٰ کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی سرخ قمیص دیکھ کر زِیُّ اَهْلِ النَّارِ جہنمیوں کا لباس فرما کر اظہار منافرت کیا لہٰذا وہ مردوں پر ممنوع اور عورتوں کے لئے مباح ہو گیا۔ چاندی سونے کے برتن چمچہ وغیرہ استعمال کرنا یوں ممنوع ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کا استعمال منع فرمایا۔ اس کے علاوہ چینی۔ گلٹ۔ قلعی دار چمچہ۔ پھول دار اشیاء۔ رنگین پلیٹیں سب مباح ہوئیں۔ اب آگے ارشاد ہے۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾۔

تم سے پہلے ایک قوم نے ایسے ہی سوال کر کے انکار کیا اور کافر ہو گئے۔

لہٰذا تم کثرت سوال سے انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت اپنے سر لے کر منکر حتیٰ کہ کافر نہ ہو چنانچہ اصول میں ہے اَلْمُطْلَقُ يَجْرِىْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ وَالْمُقَيَّدُ تَجْرِىْ عَلٰى تَقْيِيْدِهٖ حکم مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر ہوتا ہے۔ اور مقید حکم اس تقیید کے ساتھ ہوتا ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾۔

اللہ نے نہیں کیا کان چرا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن کافروں نے افتراء پردازی کی اللہ پر جھوٹی اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ۔ عربی میں جَعَلَ بمعنی خَلَقَ کے معنی میں آتا ہے اور کبھی بنانے کے معنی میں جیسے جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اللہ نے تاریکیاں اور روشنی پیدا کیں۔ یا جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ رب نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا۔

یعنی اللہ عزوجل نے کوئی بحیرہ کوئی سائبہ وغیرہ حرام نہ فرمائیں۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین کا یہ دستور تھا کہ اپنے مویشیوں کے اوپر چند مفروضوں کے ساتھ ایک فرضی فریضہ گھڑ کر اسے اللہ تعالیٰ کے نام کی منت قرار دے لیتے اس کا رد تو مَا جَعَلَ اللّٰهُ میں فرما دیا گیا۔ پھر بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ۔ حام انواح واقسام مقرر کئے چنانچہ

بحیرۃ۔ بروزن فعیلہ۔ بحر کے معنی چیرنا ہے۔ دریا کو اسی لئے بحر کہتے ہیں کہ اس کا پانی زمین کو چیرتا ہے اور اپنا راستہ بناتا ہے۔ بحیرہ کا معنی چیرا ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں جو اونٹنی پانچ بار بچے جن دیتی اور اس کا پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس کا کان چیر

کرا سے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا نام بحیرہ رکھ دیتے اس کے متعلق یہ قانون گھڑا ہوا تھا کہ اس کی سواری کرنا حرام ہے۔ ذبح کرنا ممنوع اگر کسی کے باغ یا کھیت میں گھس جاتا تو اسے کھانے پینے سے نہ روکتے اس کا دودھ بتوں پر چڑھاتے تھے۔ خودنہیں پیتے تھے بلکہ بت خانے میں وہ دودھ استعمال کرتے۔

وَّلَا سَآىِٕبَةٍ۔ لَا تاکیدنفی کے لئے ہے۔ سائبہ سیب چھوڑنا۔ یعنی چھوڑا ہوا۔ آزاد کیا ہوا۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص سفر کو جاتا یا بیمار ہوجاتا تو یہ نذر مانتا کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آجاؤں یا بیماری سے تندرست ہوجاؤں تو میری اونٹنی سائبہ ہوگی یعنی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے جسے بجار کہا جاتا ہے اسی کو ہندوستان میں بخبار یا بجار سانڈ کہتے ہیں اور یہ رسم آج تک مشرکین ہند میں بیلوں پر مروج ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو بحیرہ کا۔ اس سے نفع اٹھانا ہے بحیرہ کی طرح ممنوع تھا اور یہ آزاد پھرتی رہتی ہیں۔

وَّلَا وَصِیْلَةٍ۔ وصل کے معنی ملانا۔ زمانہ جاہلیت میں جب کسی بکری کے سات بچے ہوجاتے اور ساتوں بچہ نر ہوتا تو اسے ذبح کرکے صرف مرد ہی کھاسکتے تھے۔ عورتوں کے لئے وہ حرام ہوتا تھا اور اگر مادہ ہوتا تو اسے بکریوں میں چھوڑ دیتے تھے اور اگر نر مادہ کا جوڑا پیدا ہوتا تو کہتے تھے کہ یہ دونوں بہن اور بھائی مل گئے پھر ان کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اسے ذبح نہ کرتے اس کا کھانا حرام سمجھتے تھے اسے وصلہ کہا جاتا تھا۔

وَّلَا حَامٍ۔ حام۔ حمی سے بنا جس کے معنی گرمی یا بچانا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب ان کا نر اونٹ دس بار اونٹنی کو گابھن کر دیتا اور اس سے دس بچے ہوجاتے تو اس کو بتوں کے نام پر بے مہار چھوڑ دیتے اس پر سواری ممنوع ہوجاتی اس سے کوئی کام لینا ناجائز ہوجاتا اس کو چارہ پانی سے نہ روکتے وہ آزاد پھرتا رہتا تھا اس کا نام حام یا حامی ہوتا تھا۔

(نسفی ۔ مدارک)

بحیرہ اور سائبہ اونٹنیوں کے نام ہیں اور وصیلہ بکری کا نام ہے اور حام اونٹ کا یہ تمام جانور بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے ان کا گوشت اور دودھ حرام سمجھا جاتا تھا۔ اس آیت میں ان کفار کے اس عمل کی اور اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔

ایک حدیث بخاری ومسلم میں ہے اس میں بحیرہ کی تعریف یہ بھی ہے کہ بحیرہ اونٹنی کا دودھ صرف بتوں کے چڑھاوے کو ہوتا اور کوئی اس کا دودھ نہ دوہتا اور۔

سائبہ۔ وہ جو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دی جائے اس سے کوئی کام لینا حرام سمجھا جاتا۔

یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک چلی آرہی تھیں اس آیہ کریمہ میں انہیں جھٹلایا اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ پر محض افتراء کاذب ہے۔

اور لَا یَعْقِلُوْنَ اس لئے فرمایا کہ محض اپنے سرداروں کے کہنے پر ان چیزوں کو حرام سمجھ لینا بے عقلی اور جہالت ہی ہوسکتی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف کہتے ہیں ہمیں کافی ہے وہ جس پر

www.waseemziyai.com

ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانیں اور نہ ہدایت پر ہوں۔

تَعَالَوْا۔ برے عقیدے چھوڑ کر اسلامی عقائد کو قبول کرنا ہے۔

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ سے مراد اللہ تعالیٰ کے تمام احکام ہیں خواہ بذریعہ قرآن کریم ہوں یا بارشاد نبوی حضور علیہ السلام کے دامن سے وابستہ رہو۔

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ سے مراد یا تو نسبی باپ دادا ہیں۔ اے محبوب یہ اپنے کفر پر ایسے ڈھیٹ ہیں کہ جب ان سے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ کہاں جارہے ہو ادھر آؤ تو کہتے ہیں ہم کو باپ دادوں کے رسم ورواج کافی ہیں۔

یعنی باپ دادوں کا اتباع درست بھی ہوسکتا تھا اگر وہ علم رکھتے اور ہدایت یافتہ ہوتے۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اَوَلَوْ۔ ہمزہ استفہامیہ ہے آباء سے مراد وہ ہی ان کے نسبی باپ دادا تھے۔ بے علمی سے مراد جہالت ہے۔ بے ہدایت سے مراد کفر وبے عقیدگی پیغمبر کی معرفت نہ ہونا۔ آگے ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اے ایمان والو تم اپنی جانوں پر قائم رہو تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے تو تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضور علیہ السلام نے اہل کتاب سے تو جزیہ قبول فرمایا اور مشرکین سے جزیہ قبول نہ کیا حالانکہ مشرکین اور اہل کتاب سب ہی کافر ہیں یہ فرق کیسا مسلمانوں کو اس اعتراض سے دکھ پہنچا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مسلمان کفار کی محرومی پر افسوس کرتے تھے اور انہیں رنج ہوتا تھا کہ کفار عناد میں مبتلا ہو کر دولت اسلام سے محروم رہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی فرمادی کہ اس میں تمہارا کچھ ضرر نہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کر کے تم بری الذمہ ہو چکے تم اپنی نیکی کی جزا پاؤ گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوبات کی تاکید ہے کیونکہ اپنی جان پر قائم رہنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی خبرگیری کرے۔ نیکیوں کی رغبت دلائے اور بدیوں سے اس کو روک دے۔ (خازن)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾۔

اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص

ہوں یا غیروں میں کے دو جب تم سفر کرو ملک میں تو تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد روکو وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں شک پڑے کہ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے اگر چہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں۔

شان نزول

تمیم بن اوس داری اور عدی بن زید جو عیسائی تھے اور ملک شام تجارت کے لئے ہر سال جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ ان کے ساتھ حضرت بدیل بن مریم جو حضرت عمرو بن عاص علیہم رضوان کے آزاد کردہ غلام تھے اور مہاجرین میں سے تھے ان دونوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے جب یہ تینوں ملک شام پہنچے تو حضرت بدیل بن مریم رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو گئے۔جب حضرت بدیل رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی سے مایوسی محسوس کی تو انہوں نے اپنے سامان کی ایک فہرست تحریر کی اور سامان کی تہ میں رکھ دی جس کی خبر ان دونوں نصرانیوں کو نہیں ہوئی۔ان کو انتقال سے قبل وصیت کی کہ میرا یہ سامان میری وفات کے بعد مدینہ منورہ میں میرے اعزہ کو پہنچا دینا۔

وفات کے بعد ان دونوں نصرانیوں نے ان کے مال کی تلاشی لی تو اس سامان میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور منقش تھا اس پیالہ کا وزن تین سو مثقال تھا ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اس پیالے کو شام کے بادشاہ کے پاس فروخت کریں گے۔اس پیالے کو ان دونوں نصرانیوں نے چھپا لیا اور اسے ایک ہزار درہم میں مکہ جا کر فروخت کر دیا اور پانچ پانچ سو درہم آپس میں تقسیم کر لئے۔باقی سامان بدیل رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو پہنچا دیا۔حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے جب سامان کی پڑتال کی تو تمام سامان فہرست کے مطابق بالکل صحیح نکلا صرف وہ نقرئی پیالہ جس پر سونے کا پانی چڑھا تھا اور منقش تھا وہ سامان میں نہ تھا حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ان دونوں نصرانیوں سے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے اپنا کچھ سامان وہاں فروخت بھی کر دیا تھا؟

ان دونوں نے جواباً کہا نہیں۔

انہوں نے مزید دریافت کیا کہ کیا بدیل نے دوران بیماری میں کچھ مال فروخت کر کے اپنا علاج معالجہ کرایا تھا؟

انہوں نے جواباً کہا نہیں۔

پھر انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے بدیل رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز خریدی ہے؟

جواباً کہا نہیں۔

تو بدیل کے گھر والوں نے کہا کہ سامان کی فہرست میں ایک قیمتی نقرئی پیالہ کا بھی ذکر ہے تو وہ پیالہ کہاں گیا؟

ان دونوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی۔حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے یہ مقدمہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا ان دونوں نصرانیوں نے جھوٹی قسم کھالی اور مقدمہ سے بری ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ پیالہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کے پاس پایا گیا۔حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے وارثوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ یہ پیالہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔اس شخص نے بتایا کہ ہم نے ایک ہزار درہم میں تمیم داری اور عدی نصرانیوں سے خریدا ہے اب یہ مقدمہ دوبارہ بارگاہ نبوت ﷺ میں پیش ہوا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

www.waseemziyai.com

بدیل رضی اللہ عنہ کے وارثوں سے فرمایا کہ تم اس بات کی قسم کھاؤ کہ یہ پیالہ بدیل کا ہے اور یہ دونوں عیسائی جھوٹے ہیں۔

اعزہ بدیل رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے وارثوں کے حق میں کر دیا۔ اس پر یہ آیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی تائید میں نازل ہوئیں۔ (روح المعانی۔ خازن۔ ترمذی)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ۔

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو آدمیوں کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے وصیت کے وقت۔ شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ۔ مبتداء۔ اثْنٰنِ خبر یعنی وصیت کے وقت دو آدمی موجود ہوں جس چیز کی وصیت مردہ نے کی ہے اس پر دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے دو کی قید احتیاطی ہے اِذَا حَضَرَ۔ شہادت کا ظرف زمان ہے یعنی جب موت کا وقت قریب نظر آئے اور امید زندگی نہ رہے موت کے آثار و علامات ظاہر ہو جائیں تو

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔ جو تم سے ہوں یعنی دو عادل مسلمان گواہ بنا کر وصیت کرے کیونکہ نیک مسلمان ہی امانتداری کا زیادہ حق دار ہے۔

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ۔ یا غیر مسلموں میں سے کوئی دو آدمی ہوں۔

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ۔ اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تم پر موت کے آثار نمودار ہو جائیں پھر تم نے ان کو گواہ بنایا ہو اور ان کو اپنا مال دے دیا ہو اور بعض وارث ان پر خیانت کا شبہ کریں اور دونوں خیانت کے منکر ہوں۔

تَحْبِسُوْنَهُمَا۔ تم خیانت کا انکار کرنے والے دونوں وصیوں کو روکے رکھو۔

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ۔ نماز کے بعد۔ نماز سے مراد نماز عصر ہے کیونکہ یہ وقت لوگوں کے زیادہ اجتماع کا ہے اور شب و روز کے ملائکہ علیہم السلام کے ملنے کا بھی۔ اہل عرب بھی اس کا احترام کرتے تھے اور اسی وقت اپنے مقدمات کے فیصلے بھی کرتے تھے۔ حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ اس سے نماز عصر یا نماز ظہر مراد ہے۔ (نسفی۔ روح المعانی)

فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾۔

اگر تم کو شبہ ہو تو نماز کے بعد دونوں میں سے ہر ایک کو روک رکھو پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں اور کہیں کہ اس قسم کے عوض کوئی دنیوی نفع لینا نہیں چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار ہی ہو اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہیں رکھیں گے ورنہ اس حالت میں سخت گنہگار رہوں گے۔

اگر کسی وارث کو شبہ ہو اور وہ دونوں وصیوں کو خائن قرار دے اور وصی خیانت کا انکار کریں تو حاکم وصیوں سے قسم لے اس آیت کے نزول کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد تمیم اور عدی کو بلوا کر منبر کے پاس اس طرح قسم لی کہ قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے اس چیز میں کوئی خیانت نہیں کی جو بدیل نے ہم کو دیا تھا دونوں نے قسم کھالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو آزاد کر دیا۔ طویل مدت کے بعد وہ برتن مکہ معظمہ میں ملا جس کے پاس سے ملا اس نے بتایا کہ اس نے تمیم اور عدی سے یہ برتن قیمتاً خریدا ہے۔ بنی سہم نے ان دونوں نصرانیوں سے دریافت کیا۔ تو

www.waseemziyai.com

انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ برتن بدیل سے خریدا تھا۔ بنی سہم نے یہ مقدمہ دوبارہ بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا۔ پھر اگر اطلاع ملے کہ وصی اپنی خیانت کی وجہ سے ایسا فعل کر چکا ہے جو موجب گناہ ہے یعنی جھوٹی قسمیں کھائی ہوں۔

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ۔ تو ان دونوں وصیوں کی جگہ قسم کھانے کے لئے دو آدمی دوسرے کھڑے ہوں۔ جو میت کے وارثوں میں سے ہوں چنانچہ بدیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ساتھی نصرانیوں کی خیانت ظاہر ہوگئی تو بدیل کے ورثاء میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ جام ہمارے مورث کا ہے اور ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ احق اور سچ ہے چنانچہ ایسا ہی قرآن کریم میں حکم ہوا۔

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾۔

پھر یہ دونوں رشتہ دار اللہ کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں عاصیوں کی قسم سے زیادہ سچ ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔

یعنی وصیوں کی خیانت ظاہر کرنے اور دعویٰ خرید کی تردید کرنے کے لئے وہ اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری قسم زیادہ قابل قبول ہے اور ہم حق سے تجاوز نہیں کریں گے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾۔

یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی جیسے چاہئے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کردی جائیں ان کی قسموں کے بعد اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو اور اللہ ہدایت نہیں فرماتا فاسقوں کو۔

حاصل معنی یہ ہے کہ اس معاملہ میں جو حکم دیا گیا کہ تمیم اور عدی کی قسموں کے بعد مال برآمد ہونے پر اولیاء میت کی قسمیں لی گئیں اس لئے کہ لوگ اس واقعہ سے سبق لیں اور شہادتوں میں راہ حق وصواب نہ چھوڑیں اور اس سے خائف رہیں کہ جھوٹی گواہی کا انجام شرمندگی اور رسوائی ہے۔

مسئلہ

مدعی پر قسم نہیں منکر پر قسم آتی ہے۔ چنانچہ اصول ہے اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ گواہی مدعی پر ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔ لیکن نوعیت مقدمہ بدل گئی اس لئے کہ یہاں مدعا علیہما نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے میت سے خریدا تھا۔ اب ان کی حیثیت مدعی کی ہوگئی مگر اس کے پاس گواہ نہ تھے تو ان کے خلاف ورثاء میت مدعا علیہ ہوگئے بنابریں ان پر قسم لازم ہوگئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم – سورۃ مائدہ – پ ۷

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ جس دن جمع کرے اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا انہیں کیا

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں تو ہی بے شک سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میری وہ نعمت اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر جب تائید کی میں نے تیری روح القدس سے تو لوگوں سے پالنے میں بات کرتا تھا اور پکی عمر ہو کر اور جب سکھائی میں نے کتاب اور حکمت توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی مورت میرے حکم سے تو اس میں پھونک مارتا تو اڑنے لگتی وہ میرے حکم سے اور مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندرست کرتا میرے حکم سے اور جب تو مردوں کو زندہ اٹھاتا تھا میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو بولے وہ جو ان میں سے کافر تھے یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور جب وحی کی میں نے حواریوں کے دل میں کہ ایمان لائیں مجھ پر اور میرے رسولوں پر بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا طاقت رکھتا ہے تمہارا رب کہ ہم پر نازل کرے ایک خوان آسمان سے کہا اللہ سے ڈرو اگر ہو تم ایمان والے۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں ہم اس خوان سے اور مطمئن ہوں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہمیں سچ فرمایا اور ہوں ہم اس پر گواہ۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

کہا عیسیٰ بن مریم نے اے میرے رب اے اللہ نازل کر ہم پر خوان آسمان سے کہ ہو ہمارے لئے عید کا سبب ہمارے اگلوں اور پچھلوں کو اور نشانی تیری طرف سے اور ہمیں رزق دے اور تو بہتر رازق ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ

فرمایا اللہ نے میں وہ خوان تم پر اتارتا ہوں تو جو بعد اس کے کفر کرے گا تو بے شک میں اسے عذاب دوں گا کہ نہ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع عذاب دیا ہو کسی کو جہان بھر میں۔

حل لغات رکوع چہارم۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

یَوْمَ۔جس دن	یَجْمَعُ۔جمع کرے گا	اللّٰہُ۔اللہ	الرُّسُلَ۔رسولوں کو
فَیَقُوْلُ۔پھر کہے گا	مَاذَآ۔کیا	اُجِبْتُمْ۔جواب دیئے گئے تم	قَالُوْا۔کہیں گے
لَا۔نہیں	عِلْمَ۔علم	لَنَا۔ہم کو	اِنَّكَ۔بے شک تو
اَنْتَ۔تو ہی ہے	عَلَّامُ۔جاننے والا	الْغُيُوْبِ۔غیبوں کا	اِذْ۔جب
قَالَ۔کہے گا	اللّٰہُ۔اللہ	یٰعِیْسَى۔اے عیسیٰ	ابْنَ۔بیٹے
مَرْيَمَ۔مریم کے	اذْكُرْ۔یاد کر	نِعْمَتِيْ۔میری نعمت	عَلَيْكَ۔اپنے اوپر
وَ۔اور	عَلٰى۔اوپر	وَالِدَتِكَ۔والدہ اپنی کے	اِذْ۔جب
اَيَّدْتُّكَ۔میں نے تیری تائید کی		بِرُوْحِ۔ساتھ روح	الْقُدُسِ۔القدس کے
تُكَلِّمُ۔باتیں کرتا تھا تو	النَّاسَ۔لوگوں سے	فِی۔بیچ	الْمَهْدِ۔پالنے کے
وَ۔اور	كَهْلًا۔پکی عمر میں	وَ۔اور	اِذْ۔جب
عَلَّمْتُكَ۔میں نے سکھائی تجھ کو	الْكِتٰبَ۔کتاب	وَ۔اور	الْحِكْمَةَ۔حکمت
وَ۔اور	التَّوْرٰىةَ۔توریت	وَ۔اور	الْاِنْجِيْلَ۔انجیل
وَ۔اور	اِذْ۔جب	تَخْلُقُ۔بناتا تو	مِنَ الطِّيْنِ۔مٹی سے
كَهَيْئَةِ۔مورت	الطَّيْرِ۔پرندے کی	بِاِذْنِيْ۔میرے حکم سے	فَتَنْفُخُ۔پھر تو پھونکتا
فِيْهَا۔اس سے	فَتَكُوْنُ۔تو ہو جاتا	طَيْرًا۔پرندہ	بِاِذْنِيْ۔میرے حکم سے
وَ۔اور	تُبْرِئُ۔تندرست کرتا تھا تو	الْاَكْمَهَ۔مادر زاد اندھے کو	وَ۔اور
الْاَبْرَصَ۔پھلبہری والے کو	بِاِذْنِيْ۔میرے حکم سے	وَ۔اور	اِذْ۔جب
تُخْرِجُ۔نکالتا تو	الْمَوْتٰى۔مردوں کو	بِاِذْنِيْ۔میرے حکم سے	وَ۔اور
اِذْ۔جب	كَفَفْتُ۔روکا میں نے	بَنِيْٓ۔بنی	اِسْرَآءِيْلَ۔اسرائیل کو
عَنْكَ۔تجھ سے	اِذْ۔جبکہ	جِئْتَهُمْ۔لایا تو ان کے پاس	بِالْبَيِّنٰتِ۔کھلے کھلے دلائل
فَقَالَ۔تو کہا	الَّذِيْنَ۔انہوں نے جو	كَفَرُوْا۔کافر تھے	مِنْهُمْ۔ان میں سے
اِنْ۔نہیں	هٰذَآ۔یہ	اِلَّا۔مگر	سِحْرٌ۔جادو
مُّبِيْنٌ۔کھلا ہوا	وَ۔اور	اِذْ۔جب	اَوْحَيْتُ۔میں نے وحی کی
اِلَى۔طرف	الْحَوَارِيّٖنَ۔حواریوں کی	اَنْ۔یہ کہ	اٰمِنُوْا۔ایمان لاؤ
بِيْ۔مجھ پر	وَ۔اور	بِرَسُوْلِيْ۔میرے رسول پر	قَالُوْٓا۔وہ بولے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے	وَ۔اور	اشْهَدْ۔گواہ رہ	بِاَنَّنَا۔ہم
مُسْلِمُوْنَ۔مسلمان ہیں	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	الْحَوَارِيُّوْنَ۔حواریوں نے
يٰعِيْسَى۔اے عیسیٰ	ابْنَ۔بیٹے	مَرْيَمَ۔مریم کے	هَلْ۔کیا
يَسْتَطِيْعُ۔طاقت رکھتا ہے	رَبُّكَ۔تیرا رب	اَنْ۔یہ کہ	يُّنَزِّلَ۔اتارے
عَلَيْنَا۔ہم پر	مَآئِدَةً۔خوان	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	قَالَ۔اس نے کہا
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہوتم
مُّؤْمِنِيْنَ۔مومن	قَالُوْا۔بولے	نُرِيْدُ۔ہم چاہتے ہیں	اَنْ۔یہ کہ
نَّاْكُلَ۔کھائیں ہم	مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	تَطْمَئِنَّ۔مطمئن ہوں
قُلُوْبُنَا۔ہمارے دل	وَ۔اور	نَعْلَمَ۔ہم جانیں	اَنْ۔یہ کہ
قَدْ۔بے شک	صَدَقْتَنَا۔آپ نے ہم سے سچ کہا		وَ۔اور
نَكُوْنَ۔ہوں ہم	عَلَيْهَا۔اس پر	مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔گواہوں میں سے	
قَالَ۔کہا	عِيْسَى۔عیسیٰ	ابْنُ۔بیٹے	مَرْيَمَ۔مریم کے نے
اللّٰهُمَّ۔اے اللہ	رَبَّنَآ۔ہمارے رب	اَنْزِلْ۔اتار	عَلَيْنَا۔ہم پر
مَآئِدَةً۔خوان	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	تَكُوْنُ۔کہ ہو	لَنَا۔ہمارے لئے
عِيْدًا۔عید	لِّاَوَّلِنَا۔ہمارے پہلوں	وَ۔اور	اٰخِرِنَا۔ہمارے پچھلوں کی
وَ۔اور	اٰيَةً۔نشانی	مِّنْكَ۔تجھ سے	وَ۔اور
ارْزُقْنَا۔رزق دے ہم کو	وَ۔اور	اَنْتَ۔تو ہے	خَيْرُ۔بہتر
الرّٰزِقِيْنَ۔رزق دینے والا	قَالَ۔فرمایا	اللّٰهُ۔اللہ نے	اِنِّيْ۔بے شک میں
مُنَزِّلُهَا۔اتارنے والا ہوں اس کو		عَلَيْكُمْ۔تم پر	فَمَنْ۔تو جو
يَّكْفُرْ۔کفر کرے گا	بَعْدُ۔بعد اس کے	مِنْكُمْ۔تم میں سے	فَاِنِّيْٓ۔تو میں یقیناً
اُعَذِّبُهٗ۔عذاب کروں گا اس کو	عَذَابًا۔ایسا عذاب	لَّآ۔کہ نہ	اُعَذِّبُهٗٓ۔عذاب دوں گا وہ
اَحَدًا۔کسی کو بھی	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔جہان والوں سے		

مختصر تفسیر رکوع چہارم۔سورۃ مائدہ۔پ ۷

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ
كَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ
فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو تو فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں علم نہیں بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر میں اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت بنا تا میرے حکم سے تو پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے قبروں میں سے زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشان لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ۔ یعنی قیامت کے دن جب اللہ رسولوں کو جمع کرے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کو جمع فرمایا جائے گا اور ان کی نافرمان امتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ ان انبیاء علیہم السلام میں حضور علیہ السلام شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام اور ان کی امت ان کفار کے خلاف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے اور حضور علیہ السلام اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔

فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ۔ تو انہیں فرمائے گا کہ جب تم نے اپنی قوم کو دعوت ایمان دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا۔ اس میں منکرین پر توبیخ ہے اس پر انبیاء کرام علیہم السلام عرض کریں گے۔

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ ہمیں علم نہیں تو ہی ہے غیبوں کا جاننے والا یہ جواب انبیاء کرام علیہم السلام کا کمال ادب ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم الٰہی کے مقابلہ اپنے علم کو اصلاً پیش نہیں کرتے بلکہ بارگاہ الٰہی میں اپنے علم کو اصلاً قابل ذکر بھی قرار نہ دیں گے اور اپنا تمام معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم وعدل پر تفویض فرمادیں گے۔ (روح المعانی وتفسیر نسفی)

اذ قال اللہ۔ جب فرمائے گا اللہ۔ یہ بدل يوم يجمع الله کا ہے۔

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ۔ حيث طهرتها واصطفيتها على نساء العٰلمين۔ اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا کہ میں نے انہیں پاک کیا اور جہان کی عورتوں پر انہیں فضیلت دی۔

نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ۔ نعمت وہ اعلیٰ چیز ہے جو بغیر معاوضہ کے دی جائے۔ نعمت تین قسم کی ہے۔ نعمت عامہ۔ نعمت خاصہ۔ نعمت شخصیہ۔ نعمت عامہ۔ ہوا۔ دھوپ۔ زمین۔ آسمان وغیرہ۔ نعمت خاصہ عزت۔ شہرت۔ دولت وغیرہ۔ نعمت شخصیہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو جو نعمتیں عطا کیں ان کی تفصیل یہاں بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کو دنیا میں یاد کرنا عبادت ہے جس کا ثواب ملیگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں یاد تو تھیں لیکن آپ کی قوم عیسائیوں کو شرمندہ و نادم کرنے کے لئے اُذْكُرْ فرمایا گیا۔ ذکر سے مراد یاد کرنا ہے۔

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اى قويتك بنعمتى بجبرئيل عليه السلام ايد به تثبت الحجة عليهم او بالكلام الذى يحيى به الدين واضافه الى القدس لانه سبب الطهر من اوهام الانام و

ذَلِیْلَۃً۔ جب میں نے مدد کی تیری پاک روح یعنی حضرت جبرئیل سے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے اور حوادث میں ان کی مدد کرتے اور کلام عیسوی سے دین زندہ کراتے اس میں اضافت روح القدس کی طرف یوں کی گئی تا کہ وہ سبب طہر ہو اور یہ ان کی نبوت کی دلیل بنے (مدارک)۔

ایدۃ۔ بمعنی قوت و طاقت۔ روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا لقب ہے۔ حضرت جبرئیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہاں اس کا ذکر ہے کہ ہم نے بذریعہ جبرئیل تم کو قوت دی۔

اب دوسری خصوصی نعمت کا ذکر فرمایا گیا کہ۔

تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ۔ تو لوگوں سے کلام کرتا پالنے میں اَیْ تُکَلِّمُھُمْ طِفْلاً اِعْجَازاً۔ یہ کلام بحالت طفلی اعجاز تھا۔ (مدارک)

مہد کے لفظی معنی گہوارے کے ہیں۔

وَ کَھْلًا۔ تَبْلِیْغاً۔ اور پختہ عمر میں تبلیغ احکام فرمائے گا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ کہولت پختہ عمر کو کہتے ہیں۔ اور آپ پختہ عمر سے پہلے ہی اٹھا لئے گئے۔ نزول کے وقت آپ تینتیس سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بصداق آیہ کریمہ آپ وہی کلام فرمائیں گے جو پالنے میں فرمایا تھا (اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ)۔ جمل

تفسیر صاوی نے فرمایا کہ آپ تینتیس سال کی عمر مبارک میں آسمان پر اٹھائے گئے اور آسمان سے زمین پر تشریف لا کر چالیس سال قیام فرمائیں گے۔

روح المعانی میں ہے (ترجمہ) کیونکہ مقصد یہ ہے کہ تو بچپن اور کہولت میں کلام کرے گا جبکہ تو آسمان سے نازل ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کہولت کی عمر میں نہیں تھے اور اس کی کہل کی تفسیر پر ہے اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جبکہ سر اور داڑھی کے بال کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہوں۔ یا کہل وہ ہے جس کی عمر ۳۳ تینتیس سال سے لے کر پچاس سال تک ہو اور عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کی عمر تینتیس سال تھی بعض کہتے ہیں تینتیس سال تین ماہ اور تین دن تھی بعض چونتیس سال کہتے ہیں۔ بہر حال اس وقت تک آپ کے کچھ بال سفید نہیں ہوئے تھے اور اگر اس کی تفسیر یہ ہو کہ تیس سال سے اوپر تو یہ قول صحیح ہوگا۔

اس سے یہ مراد ہے کہ تم نے لوگوں سے طفولیت میں مہد مادر کے اندر کلام فرمایا وہی کلام کہولت میں بھی کرو گے یہاں تک کہ آپ آسمان سے نازل ہوں گے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو سن کہولت میں نہ تھے۔ کیونکہ کہولت کی عمر چالیس سال کے بعد کی عمر کو کہا جاتا ہے۔

وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتَابَ وَالْخَطَّ وَالْحِکْمَۃَ الْکَلَامَ الْمُحْکَمَ الصَّوَابَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ۔

اور جب سکھایا تجھے خط اور حکمت یعنی کلام محکم اور تورات اور انجیل۔

اس میں چار نعمتوں کا ذکر ہے کتاب کا علم حکمت کی عطا۔ توریت کا علم۔ انجیل کا علم۔ عَلَّمْتُ فرما کر بتایا گیا کہ لوگ کتاب و حکمت لوگوں سے سیکھتے ہیں مگر تم کو یہ علوم نہ تو کسی انسان نے سکھائے نہ فرشتوں نے بلکہ ہم نے تم کو کتاب و حکمت

عطا کی یعنی یہ چاروں علم ہم نے کامل عطا فرمائے۔ حکمت سے مراد آسمانی کتابوں کے اسرار و رموز ہیں اور کتاب سے مراد توریت وانجیل کا علم ہے اور جب سکھایا تجھے کتاب اور حکمت یعنی کلام محکم اور توریت اور انجیل۔

وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ۔ خلق کا معنی پیدا کرنا بھی ہے اور گھڑنا بنانا بھی ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ۔ من الطین۔ طین۔ گارے خشک مٹی کو کہتے ہیں طیر سے مراد مطلقاً پرندہ ہے کیونکہ آپ ہر قسم کے پرندے بنانے پر قادر تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے صرف چمگاڈر ہی بنایا تھا کیونکہ چمگاڈر میں بہت سے عجائبات ہیں۔ باذنی اذن سے مراد صرف حکم ہی نہیں بلکہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے ہوئے اختیارات ہیں۔

(روح البیان)

فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ۔ ف تعقیب بلا تراخی کی ہے۔ نفخ سے مراد منہ سے پھونک مارنا ہے یہاں طیر سے مراد اس مٹی کے پرندہ کا حقیقۃً پرندہ بن جانا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے گارے سے جب چڑیا کی شکل بناتے تو وہ صرف گارا ہی ہوتا تھا مگر آپ کے دم کی یہ برکت تھی کہ اس میں گوشت ہڈی۔ ہر اعضاء۔ خون سب کچھ بن جاتا اور اس کی شکل کی تکمیل کے بعد روح پڑ جاتی تھی اور وہ جاندار ہو کر اڑ جاتا تھا۔

وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ۔ تُبْرِئُ۔ ابراء سے ہے جس کا مادہ بَرْءٌ ہے۔ اس کے معنی دور ہو جانا۔ برأت اور بری۔ اور ابراء کے معنی تندرست کر دینا۔ شفا دے دینا اس مرض کا دور ہو جانا ہے۔

اَكْمَهَ۔ وہ اندھا جو ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا ہو۔ جس کی شفا طب میں ناممکن ہے۔

اَبْرَص۔ سفید داغ جس میں سوئی چھبونے سے خون نہ نکلے اس کا علاج بھی ناممکن ہے۔

یعنی میرے حکم سے تم پیدائشی اندھے کو اور خاص برص کے مریض کو شفا دیتے تھے۔

وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ۔ اخراج سے مراد گلے ہوئے مردوں کو ان کی قبر سے نکالنا اس سے عالم امر اور عالم اجسام سب پر تصرف و قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

اور جب قوت دی تمہیں مٹی سے پرند کی سی مورت بنانے کی اپنے حکم سے اسے آسان کیا تو تم اس میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا اور تم مادرزاد اندھے اور مبروص کو شفا دیتے تھے میرے حکم سے اور جب اٹھاتے مردے قبروں سے زندہ میرے حکم سے۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے سام بن نوح کو قبر سے زندہ کیا اور دو آدمی۔ ایک عورت ایک لڑکی زندہ کی۔

وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ- ای الْیَهُوْدَ حِیْنَ هَمُّوا بِقَتْلِهٖ اِذْ جِئْتَهُمْ ظرف لَكَفَفْتُ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ اور جب روکا میں نے تجھ سے بنی اسرائیل کو جبکہ وہ آمادہ ہوئے تمہارے قتل کے لئے جب تو آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کافر بولے یہ تو کھلا جادو ہے۔ (نسفی)

وَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ۔ بینات جمع ہے بینہ کی اس کے معنی روشن دلیل کے ہیں اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو بنی اسرائیل میں آپ علیہ السلام لے کر آئے۔ بنی اسرائیل بجائے ایمان لانے کے آپ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہو گئے۔ معجزہ کہتے ہیں اس روشن دلیل کو جو عقل کو عاجز کر دے جو عقل میں آ جائے وہ معجزہ نہیں مثلاً عصائے موسوی۔ ید بیضا۔

www.waseemziyai.com

چاند کا شق کرنا۔ کنکریوں کا کلمہ پڑھ کر شہادت دینا۔ مادرزاد اندھے کو شفا دینا۔ مبروص کو صحت یاب کرنا وغیرہ وغیرہ۔
فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ بنی اسرائیل جن کا ذکر ہو چکا نے آپ کے معجزات کو جادو کہہ دیا کیونکہ وہ آپ کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔۔
بنی اسرائیل یعنی یہود نے کچھ عیسائیوں کی مدد سے آپ علیہ السلام کو سولی دینا چاہی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو صحیح و سلامت زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور یہ لوگ اپنے ارادوں میں ناکام رہ گئے۔ کف کے معنی روک دینے کے ہیں۔
بنی اسرائیل سے یہود اور مرتد عیسائی مراد ہیں جو اس سازش میں شامل تھے۔ اس آیت کی مفصل تفسیر وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ میں گزر چکی ہے۔
وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ۔ اور جب دل میں ڈالا حواریوں کے۔ یعنی میں نے ان کو انجیل میں تیری زبان پر حکم دیا اور رسولوں کی زبان پر حکم دیا۔ اور حکم کے معنی میں وحی کا لفظ کلام عرب میں بولا جاتا ہے جیسا کہ زجاج رحمہ اللہ نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اِسْتَقَلَّتْ بِاِذْنِهِ السَّمَاءُ وَ اطْمَأَنَّتْ
اَوْ حٰی لَهَا الْقَرَارُ فَاسْتَقَرَّتْ

تمام تعریفیں اس اللہ کو ہیں جس کے حکم سے آسمان کھڑے ہیں اور مضبوط ہیں۔ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو وہ کھڑے رہے۔
یعنی ان کو حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو انہوں نے حکم مانا۔
بعض نے کہا وحی سے مراد ان کی طرف الہام کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی اور فرمایا ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی۔ سدی اور قتادہ سے یہی مروی ہے اس صورت میں وحی سے مراد اصطلاحی وحی نہیں کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے اور حواری انبیاء تو نہیں ہیں۔ (روح المعانی)
اس کی مفصل بحث رکوع ۲ پارہ ۶ سورۃ مائدہ میں گزر چکی۔ تفسیر نسفی میں بھی مختصراً یوں ہے (ترجمہ) اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی یعنی ان میں سے جو برگزیدہ اور خواص لوگ تھے ان کی طرف الہام کیا۔
اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسولوں پر تو بولے ایمان لائے ہم اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔
نسفی میں ہے۔ یعنی تو گواہ رہ کہ ہم مخلص ہیں اپنے اسلام میں۔
روح المعانی میں ہے۔ اپنے ایمان میں مخلص ہیں اور اللہ نے ہمیں جو حکم دیا ہم فرمانبردار ہیں یعنی ظاہر و باطن میں مطیع مخلص ہیں۔
اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ۔
جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے پکا پکایا خوان بھیج دے۔
استطاعت سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی بات ماننا آپ کی دعا کو قبول کرنا۔ غیبی دسترخوان کی ضرورت حواریوں کو تھی اس لئے عَلَیْنَا عرض کیا۔ دسترخوان کو مَیدا اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر کھانے کے برتن گھمائے جاتے ہیں۔ دسترخوان کو سفرہ بھی

www.waseemziyai.com

کہتے ہیں۔لکڑی کی میز جو زمین سے اونچی ہوا سے خوان کہتے ہیں۔خوان پر کھانا سلاطین کا کام ہے۔سفرہ پر کھانا عجمیوں کا عمل ہے اور مائدہ پر کھانا عرب کا کام ہے۔ یہاں مائدہ سے مراد غیبی دستر خوان ہے اسی لئے مِّنَ السَّمَآءِ فرمایا۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تیرا رب ایسا کرے گا یا اگر آپ اللہ سے سوال کریں تو کیا اللہ آپ کو دے گا۔تو اِسۡتَطَاعَ اور اَطَاعَ کا معنی ہے قبول کرنا۔یعنی کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے سوال کر سکے۔یعنی کیا آپ ایسا کریں گے۔ یہ کہ اتارے ہم پر مائدہ آسمان سے جب دستر خوان پر کھانے چنے ہوئے ہوں تو اسے مائدہ کہا جاتا ہے اور مَادَ کا معنی ہے دینا تو انہوں نے کہا کہ معجزات کے ظہور کے بعد اور نشانات کے مطالبہ میں اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو کیونکہ ایمان کو تقویٰ لازم ہے۔ یہاں تقویٰ سے مراد ڈرنا ہے نہ کہ بچنا اور مومنین سے مراد کامل الایمان ہیں۔تو انہوں نے جواب دیا۔

قَالُوا نُرِيدُ اَنۡ نَّاۡكُلَ مِنۡهَا تَبَرُّكًا وَ تَطۡمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَ نَزۡدَادُ يَقِينًا كَقَوۡلِ اِبۡرَاهِيمَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَ لٰكِنۡ لِيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِي – وَ نَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا اَیۡ نَعۡلَمَ صِدۡقَكَ عِيَانًا كَمَا عَلِمۡنَاهُ اِسۡتِدۡلَالًا وَّ نَكُونَ عَلَيۡهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس سے حصول برکت کے لئے ہم کھائیں اور یقین قوی ہو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَ لٰكِنۡ لِيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِي فرمایا ہم نے قدرت الٰہی سے جانا مشاہدہ سے بھی اسے پختہ لیں اور وَنَكُوۡنَ عَلَيۡهَا مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔تفسیر نسفی

آسمانی معجزہ دیکھ کر اللہ کی قدرت اور آپ کی نبوت پر حق الیقین حاصل کرلیں۔شاہدین کے معنی ہیں مشاہدہ کرنے والے عینی گواہ۔آئندہ نسلوں کے لئے ہمارا یہ عمل حقانیت کا گواہ ہو جائے۔

قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ‌ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۱۱۳﴾

کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کی عید ہو جائے اور تیری قدرت کا نشان ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہے بہترین رزق عطا کرنے والا۔اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے۔

عیسیٰ بن مریم نے کہا اے اللہ اَللّٰهُمَّ دراصل یا اللہ تھا۔ی حذف کردی گئی اور اس کے عوض آخر میں میم لے آئے اَللّٰهُمَّ ہو گیا۔اے رب ہمارے ندا ثانی ہے نازل کر ہم پر خوان آسمان سے کہ وہ ہمارے لئے عید ہو یعنی جس دن وہ خوان نازل ہو وہ دن ہماری عید کا دن ہو۔کہا گیا ہے وہ دن اتوار کا تھا۔اسی وجہ سے نصاریٰ اس دن کو یوم عید کہتے ہیں۔

اور عید اس سرور کو کہتے ہیں جو لوٹ لوٹ کر آئے اس لئے یوم عید کو عید کہتے ہیں تو معنی اس کے یہ ہوئے کہ جس دن وہ خوان اترے گا وہ دن ہمارے لئے سرور و فرحت کا دن ہوگا اور ہمارے زمانہ کے اہل دین کے لئے بھی وہ یوم عید ہوگا اور جو ہمارے بعد آئیں گے ان کے لئے بھی سرور و فرحت کا موجب رہیگا اور تصدیق نبوت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی بھی ہوگی۔تو ہم کو رزق دے اور تو سب سے بہتر رازق ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّىۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ‌ۚ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ خوان تم پر اتارتا ہوں۔وَعدالانزال وَشرط۔

یعنی وعدہ نزول خوان فرما کر شرط کی اور ارشاد ہوا۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ۔ بعد انزالها منكم۔ تو جو تم میں سے کفر کرے گا بعد انزال خوان کے تو

فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا۔ ای تعذیبا۔ میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ

لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی پر نہ کروں گا۔

اِنَّهَا نَزَلَتْ فَعَنْ وَهْبٍ نَزَلَتْ مَائِدَةٌ مَنْكُوسَتُه تَطِيْرُ بِهَا الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهَا كُلّ طَعَامٍ اِلَّا اللَّحْم وَ قِيْلَ كَانُوا يَجِدُونَ عَلَيْهَا مَاشَاء وَ اَوْقِيْلَ كَانَتْ تَنْزِلُ حَيْثُ كَانُوا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

چنانچہ وہ خوان نازل ہوا۔ حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ خوان نازل ہوا اسے ملائکہ لے کر اڑتے پھرتے تھے اس خوان پر تمام کھانے تھے سوا گوشت کے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس خوان میں لوگ جو چاہتے وہی کھانا پاتے۔ (تفسیر نفسی)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (ترجمہ) اور بے شک وہ عذاب دیا گیا جس نے اس نعمت سے کفر کیا۔ انہیں بندر اور سور کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اشد ناس عذاب میں قیامت کے دن وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اصحاب مائدہ اور منافقین اور لشکر فرعون سے۔

ابن جریر اور ابن منذر عمار بن یاسر رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ مائدہ میں نازل ہوا آسمان سے روٹی گوشت کا حکم اور ہوا کہ خیانت نہ کریں اور کل کے لئے بچا کر نہ رکھیں تو انہوں نے خیانت کی اور کل کے لئے بچا کر رکھنا شروع کیا تو وہ بندر اور سور کی شکل میں مسخ کئے گئے۔ عکرمہ رحمہ اللہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ روٹیاں چاولوں کی تھیں۔

ایک روایت ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے خوان کا سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ عزوجل نے ایک دسترخوان سرخ رنگ کے دو ابروں میں نازل کیا ایک ابر نیچے ایک اوپر اور وہ خوان ہوا میں لوگ دیکھ رہے تھے اس کی طرف اچکتے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رو پڑے اس خوف سے کہ شرط کے ذرا خلاف ہونے پر ان کی گرفت نہ ہو۔ آخر آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ حتیٰ کہ وہ سفرہ ٹھہر گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آگے آ گیا۔ اور تمام حواری اس کے گرد تھے تو وہ اس خوان سے ایسی خوشبو پاتے تھے کہ ویسی خوشبو کبھی نہ پائی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری سجدہ میں گر گئے۔ شکر نعمت ادا کرتے ہوئے الی آخر الحکایات۔

آخر روایت میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے ہے کہ یہ خوان اتنا وسیع تھا کہ اس پر چار ہزار آدمی بیٹھتے تھے اور جب کھا چکتے تو وہ کھانا ویسا کا ویسا ہی بدستور ہو جاتا۔ فَلَبِثُوا بِذٰلِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ یہ حالت جب تک اللہ نے چاہا رہی۔ انتہی ملخصاً مختصراً

نزول دسترخوان کا مفصل واقعہ

حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور مفسرین کا قول ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح کا اطمینان دلایا کہ ہم یہ خوان محض تفریح کے لئے نہیں مانگتے بلکہ اس سے ہمارے دینی مقاصد ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ٹاٹ کا لباس پہنا اور رو رو کر دعا کی۔ چنانچہ بادلوں میں ڈھکا ہوا سرخ رنگ کا دسترخوان آیا جس

کو یہ سب لوگ دیکھ رہے تھے یہ دستر خوان آہستہ آہستہ ان کے درمیان رکھ دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دستر خوان کو دیکھ کر بہت روئے اور دعا کی اے اللہ مجھے شاکرین سے بنا اور اس کو حواریوں کے لئے رحمت بنا۔ اس دستر خوان سے ایسی خوشبو محسوس کی جو اس سے قبل کبھی نہ پائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری سجدۂ شکر میں گر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وضو تازہ فرمایا۔ نوافل پڑھ کر دعا فرمائی اور پھر دستر خوان سے غلاف جو سرخ رنگ کا تھا ہٹایا اس میں سات مچھلیاں سات روٹیاں جن سے روغن ٹپک رہا تھا۔ حواریوں میں شمعون نے پوچھا کہ یہ کھانا جنت کا ہے یا زمین کا؟

فرمایا یہ قدرتی ہے سب سے پہلے بیمار اپاہج مبروص۔ جذام والے بلائے گئے آپ علیہ السلام نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تمہارے لئے مبارک ہے۔

پہلے دن سات ہزار تین سو نے کھایا پھر خوان نظروں سے غائب ہو گیا۔ تمام بیمار تندرست ہو گئے۔ فقراء غنی ہو گئے۔ پھر وحی کے ذریعہ حکم ہوا کہ صرف فقراء کھائیں گے۔ کوئی غنی نہ کھائے گا اس حکم سے تین سو تیس آدمی تھے جو نافرمان ہو گئے اور کہنے لگے یہ محض جادو ہے۔ رات کو بالکل بخیریت سوئے صبح سور کی شکل میں تبدیل ہو چکے تھے تین دن بعد ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر خازن۔ روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۷

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

اور جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ بنا لو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے کوئی حق نہیں کہ کہوں وہ بات جو مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیری مشیت میں ہے بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

نہیں کہا ہم نے انہیں مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کو پوجو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان کا گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا تو جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز پر موجود ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

اگر تو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے انہیں تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ

فرمایا اللہ نے یہ وہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ ان کے لئے باغ ہیں چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے دوام اللہ راضی ان سے

www.waseemziyai.com

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ اور وہ اللہ سے راضی یہ بڑی کامیابی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِیْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾ اللہ ہی کے لئے ہے ملکیت آسمان اور زمین کی اور جو اس میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

حل لغات رکوع پنجم ۔ سورۃ مائدہ ۔ پ ۷

وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہے گا	اللّٰهُ۔اللہ
یٰعِیْسَى۔اے عیسیٰ	ابْنَ۔بیٹے	مَرْیَمَ۔مریم کے	ءَ۔کیا
اَنْتَ۔تو نے	قُلْتَ۔کہا تھا	لِلنَّاسِ۔لوگوں کو کہ	تَّخِذُوْ۔بنالو
نِیْ۔مجھ کو	وَ۔اور	اُمِّیَ۔میری ماں کو	اِلٰهَیْنِ۔دو خدا
مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے	قَالَ۔کہے گا	سُبْحٰنَكَ۔پاک ہے تو
مَا۔نہیں	یَكُوْنُ۔ہے	لِیْٓ۔میرے لئے	اَنْ۔یہ کہ
اَقُوْلَ۔کہوں میں	مَا۔وہ جو	لَیْسَ۔نہیں ہے	لِیْ۔میرے لئے
بِحَقٍّ۔حق	اِنْ۔اگر	كُنْتُ۔میں نے	قُلْتُهٗ۔کہا ہے اس کو
فَقَدْ۔تو تو یقیناً	عَلِمْتَهٗ۔جانتا ہے	تَعْلَمُ۔تو جانتا ہے	مَا۔جو
فِیْ۔بیچ	نَفْسِیْ۔میرے نفس کے ہے	وَ۔اور	لَآ۔نہیں
اَعْلَمُ۔جانتا میں	مَا۔جو	فِیْ۔بیچ	نَفْسِكَ۔تیرے نفس کے ہے
اِنَّكَ۔بے شک تو	اَنْتَ۔تو ہی ہے	عَلَّامُ۔جاننے والا	الْغُیُوْبِ۔غیبوں کا
مَا۔نہیں	قُلْتُ۔کہا میں نے	لَهُمْ۔ان کو	اِلَّا۔مگر
مَآ۔جو	اَمَرْتَنِیْ۔حکم دیا تو نے مجھ کو	بِهٖٓ۔اس کا	اَنِ۔یہ کہ
اعْبُدُوا۔عبادت کرو	اللّٰهَ۔اللہ کی	رَبِّیْ۔جو میرا رب ہے	وَ۔اور
رَبَّكُمْ۔تمہارا رب ہے	وَ۔اور	كُنْتُ۔میں تھا	عَلَیْهِمْ۔ان پر
شَهِیْدًا۔نگران	مَّا دُمْتُ۔جب تک رہا میں	فِیْهِمْ۔ان میں	فَلَمَّا۔پھر جب
تَوَفَّیْتَنِیْ۔تو نے مجھے اٹھالیا	كُنْتَ۔تو تھا	اَنْتَ۔تو ہی	الرَّقِیْبَ۔نگہبان
عَلَیْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	اَنْتَ۔تو	عَلٰى۔اوپر
كُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔شے کے	شَهِیْدٌ۔گواہ ہے	اِنْ۔اگر
تُعَذِّبْهُمْ۔تو ان کو سزا دے	فَاِنَّهُمْ۔تو وہ	عِبَادُ۔بندے ہیں	كَ۔تیرے
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تَغْفِرْ۔بخش دے	لَهُمْ۔ان کو
فَاِنَّكَ۔تو تو	اَنْتَ۔تو ہی ہے	الْعَزِیْزُ۔غالب	الْحَكِیْمُ۔حکمت والا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قَالَ۔ فرمائے گا	اللّٰهُ۔ اللہ	هٰذَا۔ یہ	يَوْمُ۔ دن ہے
يَنْفَعُ۔ جو نفع دے گا	الصّٰدِقِيْنَ۔ سچوں کو	صِدْقُهُمْ۔ ان کا سچ	لَهُمْ۔ ان کے لئے
جَنّٰتٌ۔ جنت ہیں	تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے	فِيْهَآ۔ اس میں	اَبَدًا ہمیشہ تک	رَضِيَ۔ راضی ہوا
اللّٰهُ۔ اللہ	عَنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور	رَضُوْا۔ وہ راضی ہوئے
عَنْهُ۔ اس سے	ذٰلِكَ۔ یہ ہے	الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِيْمُ۔ بڑی
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کے لئے ہے	مُلْكُ۔ ملک	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کا	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِيْهِنَّ۔ ان میں ہے
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	عَلٰى اوپر	كُلِّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ شے کے	قَدِيْرٌ۔ قادر ہے		

مختصر تفسیر رکوع پنجم۔ سورۃ مائدہ۔ پ ۷

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

اور جب فرمائے گا اللہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں وہ بات کہوں جو مجھے کہنی روا نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو یقیناً تو جانتا ہے تجھے علم ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیری مشیت میں ہے بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اِذْ۔ ظرفیہ ہے اس سے پہلے اُذْکُر فعل پوشیدہ ہے۔ اذکر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یہاں اس سوال و جواب کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رب تعالیٰ فرمائے گا اور آپ جواباً عرض کریں گے یہ سوال و جواب تمام محشر والوں خصوصاً عیسائیوں کے سامنے ہوگا ان کو شرمندہ کرنے کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کسی نے نہ تو آپ علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا کہا اور نہ آپ کی والدہ کو خدا کہا یہ ساری بدعقیدگی آپ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد ہوئی۔ ابن مریم فرمانے میں عیسائیوں کی تردید ہوگئی اور یہود کی بھی تردید ہوگئی جو ان کے نسب پر معاذ اللہ طعن کرتے تھے اور یوسف نجار کا بیٹا مانتے تھے۔

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ سوال استفہام انکاری کے طور پر ہے یعنی تم نے یہ نہ کہا تھا اس سے عیسائیوں کو شرمندہ کرنا مقصود ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ الناس میں الف لام عہد کا ہے جس سے صرف عیسائی مراد ہیں یعنی اے مریم کے فرزند عیسیٰ علیہ السلام کیا ان عیسائی انسانوں سے تم نے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو آلہ مان لینا تو عیسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّ ؕ

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ جواب ہے جو آپ بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیبت الٰہی سے کانپ جائیں گے پانچ سو سال تک خاموش رہیں گے پھر یہ جواب عرض کریں گے۔ (روح المعانی)

سُبۡحٰنَكَ۔ تو پاک ہے ہر قسم کے شرک سے

مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ۔ میں نے یہ نہ کہا تھا تیرا علم میرا گواہ ہے تو علام الغیوب ہے۔

تَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَ ؕ۔ تَعۡلَمُ۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک جاننا۔ مَا سے مراد علوم ہیں۔

فِىۡ نَفۡسِىۡ۔ انسان کے علوم جو اس کی ذات یا اس کے دل میں ہوتے ہیں فی ظرفیہ ہے۔

فِىۡ نَفۡسِكَ۔ سے اشارہ وہ علوم ہیں جو تو نے ہم پر ظاہر نہیں فرمائے وہ میں نہیں جانتا ہوں وہ تو جانتا ہے۔

(روح المعانی)

اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ۝۱۱۶۔ الغیوب میں الف لام استغراقی ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں سارے غیبوں کا بہت ہی جاننے والا۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ۔ اَلۡجُمۡهُوۡرُ عَلٰى اَنَّ هٰذَا السُّؤَالَ يَكُوۡنُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ دَلِيۡلُهٗ سِيَاقُ الۡاٰيَةِ وَ سَبَاقُهَا وَ قِيۡلَ خَاطَبَهٗ بِهٖ حِيۡنَ رَفَعَهٗ اِلَى السَّمَاءِ دَلِيۡلُهٗ لَفۡظُ اِذۡ۔

جمہور اسی طرف ہیں کہ یہ سوال بروز قیامت ہوگا۔ اس کی دلیل سیاق وسباق آیت ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ مخاطبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب ہوا۔ جب کہ ان کو آسمان کی طرف اٹھایا اس کی دلیل لفظ اذ ہے۔

روح المعانی میں ہے کہ یہ سوال بروز قیامت کافروں کی توبیخ کے لئے ہوگا۔ وَ قِيۡلَ قَالَهٗ سُبۡحَانَهٗ لَهٗ عَلَيۡهِ السَّلَامُ فِى الدُّنۡيَا وَكَانَ ذَالِكَ بَعۡدَ الۡمَغۡرِبِ فَصَلّٰى عَلَيۡهِ السَّلَامُ الۡمَغۡرِبَ ثَلَاثَ رَكۡعَاتٍ شُكۡرَ اللّٰهِ حِيۡنَ خَاطَبَهٗ بِذٰلِكَ وَ كَانَ الۡاُوۡلٰى لِنَفۡىِ الۡاُلُوۡهِيَةِ عَنۡ نَفۡسِهٖ وَالثَّانِيَةُ لِنَفۡيِهَا عَنۡ اُمِّهٖ وَالثَّالِثَةُ لِاِثۡبَاتِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَنۡ صَلَّى الۡمَغۡرِبَ۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی بعد غروب یہ سوال کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں جبکہ یہ مخاطبہ ہوا چنانچہ

پہلی رکعت اپنی الوہیت کی نفی پر پڑھی۔

دوسری رکعت اپنی والدہ کی نفی الوہیت پر پڑھی۔

تیسری رکعت اللہ تعالیٰ کے اثبات الوہیت ووحدانیت کے لئے۔

چنانچہ سب سے پہلے جس نے مغرب پڑھی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

قَالَ سُبۡحٰنَكَ۔ مِنۡ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَكَ شَرِيۡكٌ۔ عرض کی تیری ذات پاک ہے اس سے کہ تیرا شریک ہو۔

مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ۔ مَا يَنۡبَغِىۡ لِىۡ۔ مجھے یہ زیبا ہی نہیں کہ

www.waseemziyai.com

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تو جانتا ہے۔

یعنی مجھے عذر پیش کرنے کی احتیاج ہی نہیں اس لئے کہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور اگر کہا ہے تو یقیناً تو جانتا ہے کیونکہ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیری معلومات ہیں۔ یعنی میرا ہر معلوم تجھے معلوم ہے اور تیرا کوئی معلوم مجھے معلوم نہیں۔ بے شک تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تیرے غیوب تک کسی کا علم نہیں پہنچ سکتا۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ۔ میں نے نہیں کہا انہیں مگر وہی جو تو نے مجھے حکم کیا۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ یہ کہ پوجو اللہ کو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ اور میں ان کا نگران تھا۔

مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ۔ مدة كونی فيهم۔ جب تک میرا وجود ان میں تھا۔ (تفسیر نسفی)

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ۔ تو جب اٹھالیا تو نے مجھے تو تو ہی ان کا رقیب وحفیظ تھا۔

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ مِنْ قَوْلِي وَ فِعْلِي وَ قَوْلِهِمْ وَ فِعْلِهِمْ۔ (نسفی) اور تو ہر شے کا نگران و محافظ ہے۔

اقول وباللہ التوفیق

لفظ توفی کی بحث مفصل يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ کے تحت ہم اول کر چکے ہیں۔ پارہ سوم۔ آل عمران۔ رکوع ۱۴۔ یہاں مختصراً اتنا واضح کر دینا ضروری ہے کہ تَوَفَّيْتَنِيْ کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں۔ کیونکہ اول تو لفظ توفی موت کے لئے خاص نہیں بلکہ کسی شے کے پورے طور پر لینے کے معنی میں بھی آتا ہے خواہ وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ آیہ کریمہ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ۔

دوسرے جب یہ سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روز قیامت ہوگا تو لفظ توفی موت کے معنی میں بھی فرض کر لئے جائیں تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل نزول ثابت نہیں ہوسکتی۔ فافہم وتدبر۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۱۸۔

اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

زجاج رحمہ اللہ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگا کہ قوم میں سے بعض لوگ کفر پر مصر رہے اور بعض مشرف بہ اسلام و ایمان ہوئے اس لئے آپ نے بارگاہ عدل میں یوں عرض کیا کہ ان میں جو کفر پر قائم رہے ان پر تو تیرا عذاب عین حق و صواب ہے کیونکہ انہوں نے حجت تمام ہونے کے بعد کفر کیا۔ اور ان میں سے جو ایمان لائے انہیں اگر تو بخش دے تو تیرا فضل ہے اور تیرا ہر کام حکمت ہے اور عین صواب۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ - المستمر فی دنیا هم واٰخر تهم ای قال الله هذا العيسى عليه السلام يوم ينفع الصادقين صدقهم و هو يوم القيامة۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی دنیا و آخرت میں اور یہ بشارت قیامت کے دن فرمائی جائے گی۔ کہ

www.waseemziyai.com

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾۔

ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے دوام اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس لئے باقی رہے گی برخلاف دنیاوی کامیابی کے کہ وہ غیر باقی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ؕ -عَظَّمَ نَفْسَهٗ عَمَّا قَالَتِ النَّصَارٰی اَنَّ مَعَهٗ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مِنَ الْمَنْعِ وَالْاِعْطَاءِ وَالْاِیْجَادِ وَالْاِفْنَاءِ۔ (تفسیر نسفی)

اللہ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اپنی ذات کی عظمت ظاہر فرما کر نصاریٰ کا رد کیا کہ ان کا جو خیال ہے کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کے ساتھ دو خدا اور ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ منع اور عطا۔ ایجاد اور افناء میں۔

تصریح مزید

آیہ کریمہ کے مفہوم سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیر علی کل شے ہے یعنی ہر ممکن الوجود پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ (جمل)

اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ کذب بھی اگرچہ شے ہے اور عیوب بھی شے ہیں لیکن چونکہ ذات سبحانہ ہر قسم کے قبائح سے منزہ ہے اور ہر قبیح اس کے لئے محال ہے اسے بھی تحت قدرت ماننا اور علی کل شے قدیر سے سند لانا جہالت ہے۔

نَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ یُّوَفِّقَنَا لِمَرْضَاتِهٖ وَ یَجْعَلَنَا مِنَ الْفَائِزِیْنَ

بِجَنَابِهٖ — وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ مَلْجَاْنَا وَ مَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اٰمین یا رب العالمین

تَمَّتْ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ وَیَلِیْهِ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ۔ سورہ مائدہ پوری ہوئی اور سورہ انعام شروع ہوئی۔

اضافات - امین الحسنات قادری اشرفی (رحمۃ اللہ علیہ) فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

سنٹرل جیل لاہور

۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء

سورۃ الانعام مکیہ اور اس کی ۱۶۵ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

کوفیوں کے نزدیک اس کی آیتیں ۱۶۵ ہیں اور بصریوں کے نزدیک ۱۶۴

سورۃ انعام مکی ہے اس میں بیس رکوع ایک سو پینسٹھ آیات تین ہزار ایک سو کلمات اور بارہ ہزار نو سو تئیس حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع -سورۃ انعام- پ ۷

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝١

سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور پیدا کیں اندھیریاں اور نور پھر وہ جو کافر ہیں اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝٢

وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر حکم رکھا ایک میعاد کا اور ایک مقررہ وعدہ ہے اس کے یہاں پھر تم شک کرتے ہو۔

وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝٣

اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں جانتا ہے تمہارا چھپا اور ظاہر اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر اس سے اعراض کرتے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥

تو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس تو عنقریب آ جائے گی انہیں خبر اس کی جس پر ہنس رہے تھے۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦

تو کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کئے ہم نے ان سے پہلے سنگتوں سے ہم نے انہیں متمکن کیا زمین میں جو نہ کیا متمکن تمہیں اور بھیجا ہم نے ان پر مینہ موسلا دھار اور بنائیں ہم نے نہریں بہتی ان کے نیچے تو ہلاک کیا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب اور اٹھائی ہم نے ان کے بعد ایک سنگت دوسری۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧

اور اگر ہم اتارتے تجھ پر کاغذ میں لکھا ہوا تو ضرور چھوتے وہ اپنے ہاتھوں سے تو ضرور کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾

اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر فرشتہ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ تو تمام ہو گیا ہوتا کام پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾

اور اگر ہم کرتے نبی کو فرشتہ تو ضرور کرتے ہم اس کو مرد اور اس پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور یقیناً ٹھٹھا کیا گیا رسولوں سے تم سے پہلے تو گھیر لیا انہی کو اس نے جس کو وہ تمسخر کرتے تھے۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ انعام - پ ۷

اَلْحَمْدُ۔ سب خوبیاں	لِلّٰهِ۔ اللہ کو ہیں	الَّذِیْ۔ جس نے	خَلَقَ۔ پیدا کیے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمان	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین	وَ۔ اور
جَعَلَ۔ بنائے	الظُّلُمٰتِ۔ اندھیرے	وَ۔ اور	النُّوْرَ۔ نور
ثُمَّ۔ پھر	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ منکر ہیں	بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے ساتھ
يَعْدِلُوْنَ۔ برابر ٹھہراتے ہیں	هُوَ۔ وہ اللہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے	خَلَقَكُمْ۔ تم کو پیدا کیا
مِّنْ طِيْنٍ۔ مٹی سے	ثُمَّ۔ پھر	قَضٰٓى۔ مقرر کی	اَجَلًا۔ ایک مدت
وَ۔ اور	اَجَلٌ۔ ایک مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر ہے	عِنْدَهٗ۔ اس کے پاس
ثُمَّ۔ پھر	اَنْتُمْ۔ تم	تَمْتَرُوْنَ۔ شک کرتے ہو	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ ہی	اللّٰهُ۔ اللہ ہے	فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے
وَ۔ اور	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے
سِرَّ۔ پوشیدہ	كُمْ۔ تمہارا	وَ۔ اور	جَهْرَ۔ ظاہر
كُمْ۔ تمہارا	وَ۔ اور	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو
تَكْسِبُوْنَ۔ تم کماتے ہو	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	تَاْتِيْهِمْ۔ آتیں ان کے پاس
مِّنْ۔ کوئی	اٰيَةٍ۔ نشانی	مِّنْ اٰيٰتِ۔ نشانیوں	رَبِّهِمْ۔ ان کے رب سے
اِلَّا۔ مگر	كَانُوْا۔ تھے	عَنْهَا۔ اس سے	مُعْرِضِيْنَ۔ منہ پھیرنے والے
فَقَدْ۔ بے شک	كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا انہوں نے	بِالْحَقِّ۔ حق کو	لَمَّا۔ جبکہ
جَآءَ۔ آیا	هُمْ۔ ان کے پاس	فَسَوْفَ۔ تو جلدی	يَاْتِيْهِمْ۔ آئیں گی ان کے پاس
اَنْۢبٰٓؤُا۔ خبریں	مَا۔ اس کی کہ	كَانُوْا۔ تھے	بِهٖ۔ اس کا
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ مذاق اڑاتے	اَلَمْ۔ کیا نہ	يَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے کہ	كَمْ۔ کتنے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کیے ہم نے	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے	مِّنْ قَرْنٍ۔ زمانے	مَّكَّنّٰهُمْ۔ جگہ دی ہم نے ان کو
فِيْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	مَا۔ اتنی کہ	لَمْ۔ نہیں
نُمَكِّنْ۔ جگہ دی ہم نے	لَّكُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور	اَرْسَلْنَا۔ بھیجی ہم نے
السَّمَآءَ۔ آسمان سے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مِّدْرَارًا۔ موسلادھار بارش	وَّ۔ اور
جَعَلْنَا۔ بنائیں ہم نے	الْاَنْهٰرَ۔ نہریں	تَجْرِيْ۔ کہ چلتی	مِنْ تَحْتِهِمْ۔ ان کے نیچے
فَاَهْلَكْنَا۔ تو ہم نے ہلاک کیا	هُمْ۔ ان کو	بِذُنُوْبِهِمْ۔ ان کے گناہوں کے سبب	
وَ۔ اور	اَنْشَاْنَا۔ پیدا کیے ہم نے	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	هِمْ۔ ان کے
قَرْنًا۔ زمانے	اٰخَرِيْنَ۔ اور	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
نَزَّلْنَا۔ اتارتے ہم	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	كِتٰبًا۔ کتاب	فِيْ۔ بیچ
قِرْطَاسٍ۔ کاغذوں کے	فَلَمَسُوْهُ۔ پھر چھوتے اس کو	بِاَيْدِيْهِمْ۔ اپنے ہاتھوں سے	لَقَالَ۔ تو کہتے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْٓا۔ کافر ہیں	اِنْ۔ نہیں	هٰذَآ۔ یہ
اِلَّا۔ مگر	سِحْرٌ۔ جادو ہے	مُّبِيْنٌ۔ کھلا ہوا	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	لَوْلَآ۔ کیوں نہیں	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	عَلَيْهِ۔ اس پر
مَلَكٌ۔ فرشتہ	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنْزَلْنَا۔ اتارتے ہم
مَلَكًا۔ فرشتہ	لَّقُضِيَ۔ تو فیصلہ ہو جاتا	الْاَمْرُ۔ کام کا	ثُمَّ۔ پھر
لَا۔ نہ	يُنْظَرُوْنَ۔ مہلت دیے جاتے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
جَعَلْنٰهُ۔ بناتے ہم اس کو	مَلَكًا۔ فرشتہ	لَّجَعَلْنٰهُ۔ تو بناتے اس کو	رَجُلًا۔ مرد
وَّ۔ اور	لَلَبَسْنَا۔ ضرور شبہ کرتے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مَّا۔ جو
يَلْبِسُوْنَ۔ شبہ کر رہے ہیں	وَ۔ اور	لَقَدِ۔ بے شک	اسْتُهْزِئَ۔ ٹھٹھا کیا گیا
بِرُسُلٍ۔ رسولوں کے ساتھ	مِّنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	فَحَاقَ۔ تو گھیر لیا	بِالَّذِيْنَ۔ ان کو جنہوں نے
سَخِرُوْا۔ ٹھٹھا کیا تھا	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	مَّا۔ اس نے جس کو	كَانُوْا۔ تھے
بِهٖ۔ وہ	يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے		

مختصر تفسیر چھٹا رکوع ۔ سورۃ انعام ۔ پ ۷

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۔

سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور پیدا کیں اندھیریاں اور نور پھر وہ لوگ جو کافر ہیں اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شانِ نزول

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ یہ پوری سورت مکہ معظمہ میں ایک ہی شب میں نازل ہوئی باستثناء چند آیات۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تسبیح کرتے آئے جن سے آسمانوں کے کنارے بھر گئے۔ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سبحان ربی العظیم کہتے ہوئے سجدہ میں گئے۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ توریت میں سب سے پہلی آیت وہی ہے جو سورہ انعام کی پہلی آیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو صبح کے وقت اس سورت کی تین آیات تَكْسِبُوْنَ تک تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر فرما دیتا ہے۔ خازن۔ روح البیان۔ اس سورت مبارکہ میں دلائل توحید، عدل، نبوت، معاش، معاد اور ملحدین کی تردید بیان کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں پانچ سورتوں کے اول الحمدللہ ہے۔ سورۃ فاتحہ، سورۃ کہف، سورہ سبا، سورہ فاطر اور سورہ انعام۔

بارگاہ الٰہی عزوجل میں وہ حمد مقبول ہے جو حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہو اللہ تعالیٰ کی کامل حمد ہی وہ ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی۔

الَّذِیْ خَلَقَ۔ میں کمال الٰہیہ کا ذکر ہے جس میں اشارۃً حمد الٰہی عزوجل کا حکم دیا گیا ہے۔ سماوات سے مراد آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں جیسے چاند، سورج، ستارے وغیرہ۔ زمین کی تمام مخلوق جیسے دریا، پہاڑ، درخت دیگر مخلوق وغیرہ۔ آسمانی چیزیں غیب ہیں ان آنکھوں سے تو آسمان بھی نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ آج سائنس دانوں نے آسمان کے وجود سے ہی انکار کر دیا لیکن مخبر صادق طبیب حاذق نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل بیان فرمایا۔ جن پر ایمان لانا لازمی ہے۔ زمین کی مخلوق کی روزی ہی آسمانوں سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾۔

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کو ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں شان استغناء کو برقرار رکھتے ہوئے حمد کی تعلیم دی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے اگرچہ تم اس کی حمد نہ کرو۔ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ اور آسمانوں کو جمع کے لفظ سے بیان کیا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور جمہور کے نزدیک زمینیں بھی سات ہیں لیکن وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے نہیں ہیں بلکہ ایک دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور جَعَلَ جب اَحْدَثَ اور اَنْشَاءَ کے معنی میں ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور اندھیرے اور نور بنایا۔ ظلمات کو جمع بیان کیا اور نور کو جنس کے ارادہ سے واحد رکھا۔ اور اس لئے بھی کہ مختلف اشیاء کی ظلمت مختلف ہوتی ہے جیسے رات کا اندھیرا۔ سمندر کے پانی کا اندھیرا اور اندھیری جگہ کا اندھیرا۔ یہ سب اندھیرے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور نور کی ایک ہی قسم ہے وہ اندھیروں کی طرح مختلف نہیں ہے۔

اور ظلمات کو نور پر اس لئے مقدم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر نور کی شعائیں ڈالیں جس کو وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور جس پر وہ نور نہ پڑا وہ گمراہی میں رہا۔

ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾۔ ثُمَّ فرمانا کفر کے بعد اور تعجب کے لئے ہے یعنی ان دلائل کے باوجود کفار شرک کرتے ہیں یہاں كَفَرُوْا بمعنی اَشْرَكُوا ہے۔

یَعْدِلُوْنَ۔ عدول بمعنی علیحدگی و دوری ہے یعنی مشرکین اس کے دین کی طرف نہیں آتے باوجود ایسے دلائل قدرت کے اور اس قدر عجیب نشانیوں کے مشاہدے کرنے کے دوسروں کو اللہ کا مساوی رکھ کر نافرمانی کرتے ہیں۔ مخلوق کو پوجتے

www.waseemziyai.com

ہیں با آنکہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ خالق آسمان وزمین صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (تفسیر نسفی)

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَ هُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ فِى الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ایک میعاد قائم کی اور ایک مقررہ وعدہ اس کے پاس ہے پھر تم شک کرتے ہو اور وہی ہے اللہ آسمانوں اور زمین میں اسے معلوم ہے تمہارا چھپا اور ظاہر اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

منکرین قیامت کی تردید ہے۔ خَلَقَ کے معنی ابتدائی پیدائش۔ تُراب۔ خشک مٹی کو کہتے ہیں۔ طین تر مٹی یعنی گارے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی۔ اسی طرح مٹی سے بنائی خوراک پھر اس سے خون اس سے نطفہ اس سے اجسام۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تم ان کی اولاد میں سے ہو تو گویا تمہاری پیدائش کی ابتداء مٹی سے فرمائی گئی۔

خلاصہ تفسیر نسفی (ترجمہ)

وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے یعنی تمہیں پیدا کیا تمہاری اصل سے اور وہ آدم ہیں اور تخلیق آدم علیہ السلام مٹی سے ہے پھر ایک میعاد کا حکم رکھا یعنی اس کی موت کا وقت معین کیا اور ایک مقررہ وعدہ اس کے پاس ہے یعنی قیامت کے دن کا۔ پہلا وعدہ پیدا ہونے سے مرنے تک کا اور مرنے کے بعد سے بعث من القبر کا اور وہ ایک برزخ ہے۔ یا یہ صورت ہے کہ اول مقررہ وعدہ سونے اور جاگنے کا اور دوسرا موت کا۔ پھر تم لوگ شک کرتے ہو یعنی شک میں پڑے ہوئے ہو دیکھی بھالی قدرت پر یا جھگڑتے ہو دیکھے ہوئے معاملات میں۔ اور استبعاداً فرمایا کہ تم شک میں پڑ رہے ہو بعد اس کے کہ تم پر ثابت ہو گیا کہ وہی ذات زندہ کرنے اور مارنے والی ہے اور وہی مرنے کے بعد قبروں سے اٹھائے گی۔

وَ هُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ فِى الْاَرْضِ ؕ۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

جسے اللہ عزوجل کہتے ہیں وہ رب تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے اس کی عبادت ہو رہی ہے وہی آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ۔ وہی جانتا ہے تمہارے چھپے اور ظاہر کو تمہارے تمام حال اس کو معلوم ہیں سِرَّ سے مراد چھپے اعمال ہیں جیسے نیت واخلاص ہے۔ جَهْرَ سے مراد کھلی ضرورتیں ہیں یعنی ظاہری حالات وہ تمہارے سب حالات ہمیشہ جانتا ہے۔

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ۔ سے مراد دلی اور بدنی اعمال کی سزا و جزا ہے جو تمہارے کسب کا نتیجہ ہے بعض عمل بظاہر تھوڑے نظر آتے ہیں لیکن ان کی جزا بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جیسے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ میں حضور پرنور ﷺ کی حفاظت کر کے جنت حاصل کی۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرا کر حضور علیہ السلام کی معیت جنت میں حاصل کی۔

وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵

اور نہیں آتی ان کے پاس اپنے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی مگر منہ پھیر لیتے ہیں تو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس حق تو عنقریب انہیں خبر ہو جائے گی اس چیز کی جس پر ہنس رہے ہیں۔

اس آیت میں کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔آیت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں جو تا قیامت سب کے پاس پہنچے۔سب نے آنکھوں سے دیکھے اور جو باقی ہیں جیسے قرآن کریم بھی معجزہ ہے جو ہر ایک کے پاس پہنچا۔

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ۔ كَانُوْا کا مرجع کفار ہیں عَنْهَا کا مرجع آیات الٰہیہ ہے۔اعراض سے مراد جھٹلانا ہے دلائل قدرت ووحدانیت میں جو دلائل پہنچے وہ اس پر غور نہیں کرتے اس سے انکار کرتے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ ۔آیات الٰہیہ کے انکار کی وجہ سے کہ وہ لوگ نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں۔حق سے مراد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف ہے۔

كَذَّبُوْا کے معنی ہیں انہوں نے جھوٹا کہا یا جھوٹ جانا۔

اور نہیں آئی ان کے پاس اپنے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی مگر منہ پھیر لیتے ہیں تو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس۔

فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔تو اب عنقریب انہیں خبر ہو جائے گی اس چیز کی جس پر ہنس رہے ہیں۔

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی بھی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے یعنی ان پر ظاہر نہیں ہوتی کوئی دلیل کبھی ان ادلہ سے جس پر نظر و عبرت واجب ہے مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں یعنی ان نشانیوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ان پر غور نہیں کرتے اور بے خوف ہونے کی وجہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتے اور انجام پر تدبر نہیں کرتے تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا جبکہ ان کے پاس آیا یعنی وہ حق جو سب میں بڑی نشانی ہے وہ قرآن کریم ہے جس کو دیکھ کر مقابلہ سے عاجز ہو گئے تو اب انہیں عنقریب خبر ہوا چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے یعنی ان کا تمسخر قرآن کریم سے اور اس کی خبروں اور احوال قیامت سے ہے تو عنقرب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس چیز کے ساتھ تمسخر کر رہے تھے۔یہ خبر عذاب نازل کرنے کی ہے دنیا میں یا بروز قیامت یا غلبہ اسلام اور علو کلمۃ اللہ ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝۶

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے کتنے ہلاک کر دیئے ان سے پہلے سنگت والے جن کو ایسا متمکن کیا تھا ہم نے زمین میں کہ تم کو وہ تمکن و قوت نہیں دی اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے نہریں رواں کیں تو ہلاک کر دیا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب اور ان کے بعد دوسری سنگت پیدا کی۔

یَرَوْا۔رویت سے بنا اس کے معنی ہیں دیکھنا ہلاک شدہ قوموں کے مکانات کے کھنڈروں کا دیکھنا مراد ہے جو اہل مکہ سفر کے دوران دیکھا کرتے تھے۔

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ۔قرن کے معنی ہیں ملنا۔اقتران اصطلاح میں کئی معنی میں آتا ہے۔زمانہ۔جماعت ہم ذوق لوگ۔قرن سے قبل اصحاب پوشیدہ ہے۔قرن بعض کے نزدیک ساٹھ سال بعض کے نزدیک اسی سال قوی یہ ہے کہ قرن سو سال کا ہوتا ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی رضی اللہ عنہ کو بشارت ایک قرن زندہ رہنے کی

www.waseemziyai.com

فرمائی اور وہ پورے ایک سو سال زندہ رہے (خازن) دوسری جگہ ارشاد فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ یہاں قرن سے مراد جماعت ہے جو صحابہ اور تابعین کی جماعت تھی۔ (روح البیان)

کیا انہوں نے نہ دیکھا یعنی جھٹلانے والے قرآن کریم اور بعث و نشور اور عذاب آخرت کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں۔ وہ مدت حیات دنیا ہر زمانہ کے آدمیوں کی ہے یعنی اسی سال یا ستر سال۔ انہیں ہم نے متمکن کیا ان امتوں کو زمین میں ایسا کہ تمہیں تمکن فی الارض نہ دیا تمکن سے مراد ملکوں میں بسنا اور آرام سے رہنا۔ یہ تمکن ان کو ایسا ملا کہ مکہ والوں کو ویسا نہ ملا جیسا کہ عاد اور ثمود کو دیا گیا درازی عمر۔ جسم کا پھیلاؤ۔ جسمانی قوت اور وسعت تمول اور اموال دنیا و یہ میں ہر ایک طرح کا غلبہ مراد ہے۔

وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا۔ اور بھیجا آسمان سے ہم نے ان پر پانی موسلا دھار۔ یہاں سما سے مراد بارش ہے۔ مِّدْرَارًا۔ درّ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں کثرت سے بہنا۔ تیز بارش کو بھی مِّدْرَارًا کہتے ہیں۔

وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ۔ اور بنائی ہم نے نہریں جو جاری تھیں ان کے نیچے پھر باغوں کے درختوں کے نیچے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہروں اور پھلوں میں پھول پھل رہے تھے تو انہیں ہم نے ہلاک کیا ان کے گناہوں کی وجہ سے اور انہیں اس عذاب سے بالکل بچانے کو ان کا مال مستغنی نہ کر سکا اور ان کے بعد اور امت قائم کی یعنی ان کی جگہ دوسری آبادی قائم کر دی گئی۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ۝

اور اگر ہم نازل کرتے تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کہتے کافر کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔ اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر کوئی فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو ان کا کام تمام ہو گیا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم بناتے اسے (نبی کو) فرشتہ جب بھی اسے مرد ہی بناتے اور وہی شبہ ان پر ہوتا جس میں پڑے ہوئے ہیں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

اور قرطاس یہ غیر عربی لفظ ہے۔ اس کے معنی ورق یا صحیفہ کے ہیں۔ اصل میں یہ کراسنہ سے قرطاس بنا ہے۔

شان نزول

روح المعانی میں اس کا شان نزول اس طرح ہے۔ کلبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ (اے محمد) صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لائیں جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور آپ اس کے رسول ہیں۔

اس پر جواب دیا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دی جاتی اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکتے کہ یہ نظر بندی ہے تو بھی یہ بدنصیب بے دین ایمان لانے والے نہ تھے بلکہ

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

پھر بھی جادو بتاتے اور جس طرح سورج لوٹتے۔ کنکریوں پتھروں کوکلمہ پڑھتے اور شق القمر کے معجزہ کو جادو کہہ دیا اور سحر مستمر کے آوازے لگائے اسی طرح اس معجزہ کو دیکھ کربھی ایمان نہ لاتے اس لئے کہ جو انکار وعناد کرتے ہیں ان کے لئے آیات و معجزات سے انتفاع ناممکن ہے۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) اور اگر نازل کردیتے آپ پر کتاب لکھی ہوئی کاغذ کے ورق پر اور کفار اسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور یہ کہنے کی گنجائش بھی انہیں ہوتی کہ ہماری نظر باندھ دی گئی اور وہ اندھے ہونے کا بھی احتجاج نہ کرسکتے تب بھی وہ کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر جادو ہے انہیں عناد قبول حق کی طرف مائل ہونے سے مانع ہوتا۔

اور کافروں نے کہا کیوں نہ نازل ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا فرشتہ جو ہم سے کہتا کہ یہ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر فرشتہ نازل ہوتا ہلاکت میں آجاتے اور طرفۃ العین کے لئے بھی مہلت نہ دی جاتی اس لئے کہ جب وہ ملک کو صورت ملکی میں دیکھتے تو مہابت سے ان کی روح پرداز کرجاتی اور اگر ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں **لو لا انزل علي محمد ملک** کبھی کہتے ہیں کہ یہ تو بشر ہیں ہمارے جیسے اگر اللہ چاہتا تو ان کی بجائے ہم پر فرشتہ نازل کر دیتا۔ تو فرشتہ بھی انسانی صورت میں ہی نازل کیا جاتا۔

جیسے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام عام طور پر بصورت دحیہ کلبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر آتے تھے اس لئے کہ رؤیت ملائکہ ان کی صورت میں کرنے کی حالت میں یہ باقی نہیں رہ سکتے اپنی صورت میں نہیں ہوسکتی اور اگر ہو تو فرط انوار سے انسان ہلاک ہو جائے۔

وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔ یعنی مخلوط حالت میں رہ گئے اور ان پر مشکل ہوگیا اس حقیقت کو سمجھنا۔ جبکہ ہوتے وہ آپ جیسے اے محبوب تو وہ فرشتہ کو صورت انسان میں بھی دیکھتے اور جب ایک انسان کے شبیہ میں دیکھتے تو مخبوط الحواس ہوکر کہتے یہ تو انسان ہی ہے اسے فرشتہ نہیں کہہ سکتے آگے **لَلَبَسْنَا** کا محاورہ بیان فرمایا۔

لبست الامر علي والبسته اذا اشتبه واشکلنا عليهم۔ معاملہ مجھ پر مشتبہ ہوگیا اور میں نے اس کو مشتبہ کردیا۔ اور ہم نے ان پر مشکل کردیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا کہ استہزاء کرنا ان مسخروں کی جبلت میں ہے اور اس کا بدلہ انہیں منجانب اللہ عزوجل ملے گا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰۔

یقیناً اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا تو انہیں کو لے بیٹھی ان کی ہنسی جوان سے ہنستے تھے۔

اسْتُهْزِئَ۔ استہزاء سے بنا جس کا مادہ **هَزْءٌ** یا **هَزْوٌ** ہے اس کے معنی ہیں دل لگی اور مذاق۔ باب استفعال میں مبالغہ اور زیادتی کے معنی ہیں۔

رُسُلٍ کی تنوین تعظیم کی ہے اس کی جمع تکثیر کی ہے جس کے معنی بہت سے رسول۔

مِّنْ قَبْلِكَ۔ آپ سے پہلے گزرے ان سے بھی ان کا یہی انداز رہا۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ارد گرد حضرات بلال حبشی۔ صہیب رومی۔ عمار بن یاسر وغیرہ تھے۔ ادھر سے ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل۔ امیہ بن خلف گزرے انہوں نے ان حضرات کو دیکھ کر مذاق کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا بادشاہ کہتے ہیں۔ ذرا ان بادشاہوں کی شان و شوکت تو دیکھو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح البیان)

اس آیت کریمہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تسکین خاطر کی گئی کہ آپ ملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی رویہ رہا ہے اور ان کا وبال انہیں اٹھانا پڑے گا۔ حَاقَ بِالَّذِیْنَ کے یہی معنی ہیں جو ترجمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔

ازہری نے کہا ابواسحاق نے حَاقَ کا معنی اَحَاطَ کیا ہے یعنی گھیر لیا اس کا مادہ حُوق بالضم بیان کیا ہے اور حوق وہ چیز ہے جو گھیر ا ڈالے قاموس میں بھی ایسا ہی ہے اور حوق بالفتح کا ایک معنی احاطہ بھی ہے اور یہ باب حَاقَ یَحِیْقُ حَیْقًا و حُیُوْقاً و حَیَقَةً بفتح یاء سے ہے۔ فراء نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ ان کے کام کا وبال انہیں پر آ پڑا اور طبرسی نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ اس کا ترجمہ نَزَلَ (اترا) کرتے ہیں اور یہ معنی بھی سابقہ معنی کے قریب ہے اور اس کا معنی ہے پورا احاطہ کرنا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ انعام - پ ۷

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾	فرمائیں سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔
قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾	فرمائیں کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے فرمائیں اللہ کا اور اس نے لکھ دی اپنے کرم کے ذمہ رحمت ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن اس میں کچھ شک نہیں وہ جو اپنی جانوں کا نقصان کرتے ہیں تو وہ ایمان نہیں لاتے۔
وَلَهٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَ النَّهَارِ ؕ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳﴾	اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں اور وہی ہے سنتا جانتا۔
قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ یُطْعِمُ وَ لَا یُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۱۴﴾	فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا بناؤں والی جس نے آسمان اور زمین بنائے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے فرما دیجئے کہ مجھے حکم ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز نہ ہوں مشرکوں سے۔
قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾	فرما دیجئے میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی تو عذاب ہو بڑے دن سے۔

مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾

جس سے پھیر دیا جاوے وہ عذاب اس دن بے شک رحم ہوا اس پر اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ
وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾

اگر پہنچائے تجھے اللہ تجھے کوئی برائی تو نہیں کوئی اسے دور کرنے والا مگر وہی اور اگر پہنچائے تجھے کوئی بھلائی تو وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ
الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾

اور وہی غالب ہے بندوں پر اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ
شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ
لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ
اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

فرمادیجئے کون سی چیز بڑی ہے گواہی میں۔ فرمادیجئے اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور وحی ہوئی میری طرف اس قرآن کی کہ میں ڈراؤں تمہیں اس سے اور جس کو پہنچے تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں فرمادیجئے میں یہ گواہی نہیں دیتا فرمادیجئے وہ تو ایک ہے اکیلا ہے اور میں بیزار ہوں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا
یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

وہ جنہیں دی ہم نے کتاب وہ اس نبی کو جانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں وہ جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالیں وہ مومن نہیں۔

حل لغات ساتواں رکوع۔ سورۃ انعام۔ پ ۷

قُلْ۔ کہہ دیں	سِیْرُوْا۔ چلو پھرو	فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
ثُمَّ۔ پھر	اُنْظُرُوْا۔ دیکھ	كَیْفَ۔ کیسا	كَانَ۔ ہوا
عَاقِبَةُ۔ انجام	الْمُكَذِّبِیْنَ۔ جھٹلانے والوں کا		قُلْ۔ فرمایئے
لِمَنْ۔ کس کا ہے	مَّا۔ جو	فِیْ۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	قُلْ۔ کہہ دیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
كَتَبَ۔ لکھی اس نے	عَلٰی۔ اوپر	نَفْسِهِ۔ ذات اپنی کے	الرَّحْمَةَ۔ رحمت
لَیَجْمَعَنَّكُمْ۔ ضرور جمع کرے گا تم کو		اِلٰی۔ طرف	یَوْمِ۔ دن
الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	لَا۔ نہیں	رَیْبَ۔ شک	فِیْهِ۔ اس میں
اَلَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	خَسِرُوْۤا۔ خسارہ دیا	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں کو	فَهُمْ۔ وہی
لَا۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے	وَ۔ اور	لَهٗ۔ اسی کا ہے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مَا۔جو	سَکَنَ۔ٹھہرا	فِی۔بیچ	الَّیۡلِ۔رات کے
وَ۔اور	النَّهَارِ۔دن کے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
السَّمِیۡعُ۔سننے والا	الۡعَلِیۡمُ۔جاننے والا ہے	قُلۡ۔کہہ دیں	اَ۔کیا
غَیۡرَ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے	اَتَّخِذُ۔میں بناؤں	وَلِیًّا۔دوست
فَاطِرِ۔جو پیدا کرنے والا	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الۡاَرۡضِ۔زمین کا ہے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	یُطۡعِمُ۔کھلاتا ہے	وَ۔اور
لَا۔نہیں	یُطۡعَمُ۔کھلایا جاتا	قُلۡ۔کہہ دیں	اِنِّیۡۤ۔بے شک میں
اُمِرۡتُ۔حکم دیا گیا ہوں	اَنۡ۔یہ کہ	اَکُوۡنَ۔ہوں میں	اَوَّلَ۔پہلا
مَنۡ۔جو	اَسۡلَمَ۔گردن رکھے	وَ۔اور	لَا۔نہ
تَکُوۡنَنَّ۔ہوتو	مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۔مشرکوں میں سے		قُلۡ۔کہہ دیں
اِنِّیۡۤ۔بے شک میں	اَخَافُ۔ڈرتا ہوں	اِنۡ۔اگر	عَصَیۡتُ۔نافرمانی کروں میں
رَبِّیۡ۔اپنے رب کی	عَذَابَ۔عذاب	یَوۡمٍ۔دن	عَظِیۡمٍ۔بڑے سے
مَنۡ۔جو شخص کہ	یُّصۡرَفۡ۔پھیرا گیا	عَنۡهُ۔اس سے	یَوۡمَئِذٍ۔اس دن عذاب
فَقَدۡ۔تو بے شک	رَحِمَهٗ۔رحم ہوا اس پر	وَ۔اور	ذٰلِكَ۔یہ ہے
الۡفَوۡزُ۔کامیابی	الۡمُبِیۡنُ۔ظاہر	وَ۔اور	اِنۡ۔اگر
یَّمۡسَسۡكَ۔پہنچائے تجھے	اللّٰهُ۔اللہ	بِضُرٍّ۔کوئی تکلیف	فَلَا۔تو نہیں
کَاشِفَ۔کوئی کھولنے والا	لَهٗۤ۔اس کو	اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی
وَ۔اور	اِنۡ۔اگر	یَّمۡسَسۡكَ۔پہنچائے تجھے	بِخَیۡرٍ۔کوئی بھلائی
فَهُوَ۔تو وہ	عَلٰی۔اوپر	کُلِّ۔ہر	شَیۡءٍ۔شے کے
قَدِیۡرٌ۔قادر ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الۡقَاهِرُ۔غالب ہے
فَوۡقَ۔اوپر	عِبَادِ۔بندوں	هٖ۔اپنے کے	وَ۔اور
هُوَ۔وہ	الۡحَکِیۡمُ۔حکمت والا	الۡخَبِیۡرُ۔خبردار ہے	قُلۡ۔کہہ دیں
اَیُّ۔کون سی	شَیۡءٍ۔چیز	اَکۡبَرُ۔بڑی ہے	شَهَادَةً۔گواہی میں
قُلِ۔کہہ	اللّٰهُ۔اللہ	شَهِیۡدٌۢ۔گواہ ہے	بَیۡنِیۡ۔میرے
وَ۔اور	بَیۡنَکُمۡ۔تمہارے درمیان	وَ۔اور	اُوۡحِیَ۔وحی کیا گیا
اِلَیَّ۔میری طرف	هٰذَا۔یہ	الۡقُرۡاٰنُ۔قرآن	لِاُنۡذِرَ۔تاکہ میں ڈراؤں
کُمۡ۔تم کو	بِهٖ۔ساتھ اس کے	وَ۔اور	مَنۡ۔جسے
بَلَغَ۔پہنچے	اَئِنَّکُمۡ۔کیا تم	لَتَشۡهَدُوۡنَ۔گواہی دیتے ہو	اَنَّ۔کہ بے شک

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مَعَ۔ساتھ	اللّٰہِ۔اللہ کے	اٰلِھَۃً۔معبود ہے	اُخْرٰی۔اور بھی
قُلْ۔کہہ	لَآ۔نہیں	اَشْھَدُ۔گواہی دیتا ہوں میں	قُلْ۔کہہ
اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں	ھُوَ۔وہ	اِلٰہٌ۔معبود ہے	وَّاحِدٌ۔ایک
وَّ۔اور	اِنَّنِیْ۔بے شک میں	بَرِیْٓءٌ۔بیزار ہوں	مِّمَّا۔اس سے
تُشْرِکُوْنَ۔جو تم شریک ٹھہراتے ہو		اَلَّذِیْنَ۔وہ لوگ	اٰتَیْنٰھُمُ۔کہ دی ہم نے ان کو
الْکِتٰبَ۔کتاب	یَعْرِفُوْنَہٗ۔پہچانتے ہیں اس کو	کَمَا۔جیسے	یَعْرِفُوْنَ۔پہچانتے ہیں
اَبْنَآءَ۔اولاد	ھُمْ۔اپنی کو	اَلَّذِیْنَ۔وہ جنہوں نے	خَسِرُوْٓا۔خسارہ دیا
اَنْفُسَھُمْ۔اپنی جانوں کو	فَھُمْ۔ان میں سے	لَا۔نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے

مختصر تفسیر رکوع ہفتم۔سورۃ انعام۔پ ۷

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰہِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ ؕ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾۔

آپ فرما دیجئے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔فرما دیجئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔فرما دیجئے اللہ کا ہے اس نے لکھ دی اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت ضرور تمہیں جمع کرے گا بروز قیامت نہیں کوئی شک اس میں وہ جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو تو وہ ایمان نہیں لاتے۔

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾۔

فرما دیجئے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

سِیْرُوْا۔بنا سیر سے جس کے معنی مطلقاً چلنے کے ہیں خواہ وہ سفر دن کا ہو یا رات کا۔ارض سے مراد زمین ہے۔خالق کائنات عزوجل نے زمین میں سیر و سیاحت کا حکم دیا تاکہ عبرت حاصل ہو ان قوموں کے مسمار شدہ محلات و مقامات سے جنہوں نے اللہ کے احکام اور انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی کی دیکھو ان قوموں کا کتنا دردناک انجام ہوا۔ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ۔فَانْظُرُوْا اور ثُمَّ انْظُرُوْا میں فرق صرف یہ ہے کہ نظر مسبب سیر ہے اور فَانْظُرُوْا سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ گویا حکم الٰہی عزوجل سیر کے لئے صرف انجام مکذبین دیکھنے کے لئے ہے اور بلا نظر سیر کی ممانعت ہے اور وہ سیر سیر غافلین ہوگی اور سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا فرمانے سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کا جواز بغرض تجارت وغیرہ بھی ہے اور ہلاک شدہ لوگوں کا انجام دیکھنا اور ان سے عبرت حاصل کرنا واجب ہوا۔اس طرز بیان سے واجب و مباح کے دونوں حکم حاصل ہوئے۔

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں (ترجمہ) یہ خطاب ہے سید المخاطبین ﷺ سے ام ماضیہ کے حالات پیش کر کے قوم کو ڈرانے اور نصیحت کرنے کے متعلق کہ ان کے برے افعال نے ان کو کیسے گھیر لیا اور اب جو یہ ویسے ہی اعمال کر رہے ہیں ان کو ان کے انجام سے ڈرنا چاہئے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے اور تکمیل بھی۔(روح المعانی)

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آگے فرماتے ہیں۔ کہا گیا کہ سِیۡرُوۡا اور فَانۡظُرُوۡا میں بہت فرق ہے اگرچہ دونوں امر واجب ہیں کیونکہ پہلا امر دوسرے کے مطلوب ہے جیسے تم کہو وضو کرکر پھر نماز پڑھ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ان مکذبین اور تمسخر کرنے والوں کے لئے حکم ہے کہ انہیں فرما دیجئے کہ دنیا میں پھر کر انجام مستہزئین دیکھو انہوں نے کفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔

قُلۡ لِّمَنۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ فرما دیجئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

قُلۡ۔ میں دوامی قول مراد ہے لِّمَنۡ کا لام خلقت کا ہے یعنی اے محبوب آپ ان کفار سے دریافت فرمائیں کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں کس کی مخلوق و مملوک ہیں ان کا خاص خالق و مالک کون ہے اس سوال سے کفار سے اقرار کرانا مقصود ہے۔ مَنۡ استفہامیہ ہے۔

اول کہا گیا پھر اس کا جواب فرما دیجئے اللہ کے لئے ہے۔ یہ تقریر ہے مسئول عنہ سے یعنی وہی اللہ عزوجل ہے اس میں تمہارے اور ہمارے مابین کوئی اختلاف نہیں اور نہ تمہیں یہ قدرت ہے کہ کسی شے کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف مضاف کرو۔ اس نے اپنے کرم کے ذمہ سے اپنے ذمہ حق کرم لکھ دیا ہے۔

قُلۡ لِّلّٰهِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ؕ فرماؤ اللہ کا اس نے اپنے کرم سے اپنی ذات پر رحم و کرم لکھ دیا ہے۔ کَتَبَ کے اصلی معنی اوجب کے ہیں یعنی لازم کر لیا لیکن کسی وجوب کا اجرا ذات واجب تعالیٰ شانہ کی طرف ہو نہیں سکتا اس لئے کہ بندہ کے لئے کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور مؤکد وعدہ کیا کہ ان پر رحم کیا جائے گا اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ وعدہ خلافی بھی کذب ہے اور کذب اس کے لئے محال ہے اور اس کی رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی بلکہ اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی اس کی رحمت میں داخل ہے۔ اور عذاب کفار میں تعویق اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا بھی خاص رحمت کا جز ہے تاکہ اس تاخیر و تعویق سے انہیں توبہ کا موقع مل جائے۔ (تفسیر نسفی و جمل)

اے محبوب ان لوگوں سے یہ بھی فرما دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریم پر رحمت لازم فرمائی۔ بعض مفسرین نے فرمایا اس رحمت سے مراد امت مصطفوی پر خاص رحمت فرمانا ہے کہ ان پر دنیا میں عذاب نازل نہ ہو۔ (روح المعانی)

لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ؕ اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲﴾

بے شک ضرور جمع فرمائے گا تمہیں قیامت کے دن تو اس دن بدلہ دے گا تمہارے شرک اور کفر کا اس میں کچھ شک نہیں یعنی قیامت کے دن اور تمہارے جمع کرنے میں کوئی شک و شبہ نہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی۔ جن لوگوں نے کفر و شرک کرکے اپنی جانوں کو عذاب الٰہی عزوجل کا مستحق کر لیا تو وہ ایمان نہیں لاتے وہ بے ایمان ہی ہیں۔

لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ؕ۔ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ۔ کی ضمیر یوم قیامت کی طرف ہے یعنی اس قیامت میں جمع فرمانے میں کوئی شک نہیں۔ یہ عبارت جمعاً کی صفت ہے جو اس کی تاکید ہے۔ (روح المعانی)

اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ۔ اَلَّذِیۡنَ سے مراد زمانہ نبوی ﷺ کے کفار ہیں جو ایمان نہ لائے خسارہ اس نقصان کو کہتے ہیں جس میں اصل مال بھی نہ رہے۔ اَنۡفُسَ جمع ہے نفس کی اس کے معنی ذات یا جان یعنی کفار نے اپنی جانوں کو پورے

www.waseemziyai.com

ٹوٹے میں ڈال دیا۔

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ان کا دنیا میں ایمان قبول نہ کرنا وہ خسارہ میں رہنا ہے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ ۔

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں اور وہی سنتا جانتا ہے۔ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا میں بناؤں کسی اور کو والی وہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور وہ کھلاتا ہے اور خود کھانے سے پاک ہے فرمادیجئے مجھے حکم ہوا ہے کہ ہو جاؤں میں سب سے پہلے گردن رکھنے والا اور ہرگز نہ ہو جاؤں مشرکوں سے فرمادیجئے مجھے خوف ہے اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کے عذاب بڑے دن سے جس سے پھیر دیا گیا (وہ عذاب) تو ضرور وہ رحم کیا گیا اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

لَهٗ۔ میں لام ملکیت ہے ہٗ کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے۔ مَا سے تمام جاندار اور غیر جاندار چیزیں مراد ہیں۔ سَكَنَ۔ سکونت سے دل کا چین یا ٹھہرنا۔ (تفسیر جلالین)

وہ تمام چیزیں جو رات دن میں رہتی ہیں یا اللہ عزوجل کے وہ بندے جو محبوب ہیں رات دن چین پاتے ہیں۔ لیل ونہار رات اور دن سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو رہتا ہے اور یہ عام ہے ساکن و متحرک کے لئے یعنی ذی روح اور بغیر روح سب کو عام کر کے مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ تم بھی اس کے خلاف نہیں کہ خالق کل اور مالک وہی ایک رب الارباب ہے اور اور وہی مدبر امور ہے اور وہی سنتا جانتا ہے یعنی مسموعات میں سے کوئی نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو اور معلومات میں سے کوئی نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو یعنی اس سے کوئی شے مخفی نہیں۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا۔ اے محبوب فرمادیجئے کہ خدا کے سوا کیا میں کسی غیر کو اپنا والی مددگار اور معبود بناؤں۔ اس انکار میں غیر اللہ کو ولی مان لینے یعنی ولی مطلق مان لینے کا انکار فرمایا نہ کہ ولی کو محض ولی مان لینے سے۔ لغت میں ولی کے بے شمار معنی ہیں یہاں ولی سے مراد معبود ہے جس کی عبادت کی جائے۔ (بیضاوی)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا میں فرماتے ہیں (ترجمہ) یہاں غیر اللہ کو ولی (معبود) بنانے کا انکار ہے نہ کہ مطلق ولی کا انکار یہ اسی طرح ہے جیسے فرمایا کیا اللہ کے سوا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں عبادت کروں اور یہاں ولی سے مراد معبود ہے کیونکہ یہ اس آدمی کا رد ہے جس نے آپ کو دعوت دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مکہ والوں کے متعلق نازل ہوئی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے محمد تو نے اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا اور ہم جانتے ہیں کہ آپ نے محض غربت کی وجہ سے یہ ڈھونگ رچایا ہے تم ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ ہم آپ کو اتنی دولت اکٹھی کر دیں گے کہ آپ ہم سب سے زیادہ دولت مند ہو جائیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آگے فرماتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ولی کا معنی مددگار ہے جیسا کہ یہ اس کا مشہور معنی ہے اور غیر اللہ کو مددگار بنانے سے

www.waseemziyai.com

انکار کرنے سے یہ تو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مددگار نہ ہو گا وہ معبود کیسے بن جائے گا۔ (روح المعانی)

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ۔ کیا اللہ کے سوا تم چاہتے ہو کہ میں کسی کو پوجوں۔

شان نزول

کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ نادار ہیں۔ مال و دولت جمع کرنے کے لئے آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جس سے ہر گھر میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک گئی ہے اس لئے آپ جس قدر دولت چاہیں ہم آپ کے قدموں میں لا کر ڈھیر لگا دیں گے۔ آپ اپنے دین کی تبلیغ سے باز آجائیں اور ہمارے بتوں کی ہمارے اسلاف کی طرح پوجا کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

پھر فرمایا اے محبوب فرما دیجئے کہ خدا کے سوا کیا میں کسی غیر کو اپنا والی یعنی مددگار اور معبود بناؤں اور اس انکار میں غیر اللہ کو ولی مطلق مان لینے کا انکار فرمایا نہ کہ ولی کو محض ولی مان لینے سے۔

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ۔ وہی زمین اور آسمان بنانے والا ہے جس نے کتم عدم سے اختراع فرما کر منصۂ شہود پر لایا۔ فَاطِرِ۔ فطر سے ہے اس کے معنی ہیں چیرنا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں فاطر کے معنی نہیں سمجھ سکا یہاں تک کہ میرے پاس دو اعرابی مخاصمہ لے کر آئے جو کنویں پر تھا۔ ایک بولا اَنَا فَطَرْتُهَا یعنی اِبْتَدَاْتُهَا۔ میں نے اس کنویں کی ابتداء کی تو میں سمجھا کہ فاطر السماوات والارض اس لئے فرمایا کہ کائنات کی ابتداء اس خالق و مالک رب الارباب نے فرمائی۔

پھر ارشاد ہے وہی کھلاتا ہے اور خود محتاج غذا نہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رزق عام دینے والا ہے نہ کہ خود بھی مرزوق ہو یعنی دنیا و مافیہا اسی کی طرف سے ہمیں پہنچتے ہیں اور اس کے لئے کسی سے انتفاع کرنا ناممکن ہے اور یہ عقیدہ بھی ناجائز ہے۔

پھر ارشاد ہوا اے محبوب فرما دیجئے کہ مجھے حکم ہے کہ میں اول گردن رکھنے والا اور مطیع الٰہی بنوں اس لئے کہ نبی کا اسلام کے لئے سابق ہونا ضروری ہے جیسے دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ ولا تکونن من المشرکین۔ یعنی مجھے کہا گیا ہے کہ میں مشرکوں میں نہ ہوں خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اسلام کا حکم ہے اور شرک سے منع کیا گیا ہے۔ فرما دیجئے میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی تو عذاب یوم عظیم میں جاؤں یعنی میں عذاب یوم عظیم سے خائف ہوں اور یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے اس دن اگر کسی سے عذاب پھیر دیا گیا تو یقیناً وہ رحمت پانے والا ہوا۔

اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کرم و رحم عظیم ہوا اور وہ نجات آخرت ہے اور یہ بہت ہی کھلی ہوئی کامیابی ہے اور نجات روشن۔

پھر آگے فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ ولی بمعنی ناصر (مددگار) ہے اور یہی مشہور ہے اور اس سے سمجھا گیا کہ یہاں انکار غیر خدا کو ایسا ناصر مان لینے سے ہے کہ اسے معبود مان لیا جائے اور اگر معبودیت کے درجہ سے نیچے ولی مانے تو یہ جائز ہے۔ آگے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾۔

اور اگر پہنچائے تجھے اللہ کوئی برائی تو نہیں کوئی اسے دور کرنے والا مگر وہی اور اگر پہنچائے تجھے بھلائی تو وہی ہر شے پر قادر

www.waseemziyai.com

ہے اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ۔ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کے غضب وکرم قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔

یَمْسَسْ۔ مس سے بنا اس کے معنی ہیں چھو جانا۔ چھو دینا۔ ضر سے مراد دنیاوی تکلیف ہے جیسے بیماری قحط سالی وغیرہ یعنی تکلیف اور راحت بیماری اور صحت ذلت وعزت سب اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو فقیر بنا دے مرض میں مبتلا کردے تو کسی کے بس میں نہیں کہ وہ مشیت کے بغیر نجات حاصل کر سکے۔

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝

یہاں خیر سے مراد دنیاوی خیر ہے جیسے صحت، غنا، سکون، خیر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ مصیبت کو دفع کرنا بھی خیر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر اپنا فضل وکرم فرمائے اور اپنے خاص انعامات سے سرفراز کرے تو کسی کی طاقت نہیں کہ اسے چھین لے وہی مالک حقیقی اور قادر مطلق ہے۔

مس۔ جس سے یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ فرمایا گیا۔ بقول ابوحیان دو جسموں کے ملنے کو کہتے ہیں اور اس جگہ مراد پہنچنا اور مبتلا ہونا ہے اور ضر بالسقم سوء حال فی الجسم کے معنی دیتا ہے اور ضر بالفتح ضد نفع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

اگر پہنچائے تجھے اللہ کوئی برائی یعنی اگر مبتلا کردے تجھے اللہ مثل مرض یا کسی مصیبت کے تو کوئی دور کرنے والا اس کا نہیں یعنی اس مرض یا مصیبت کو کوئی زائل کرنے والا نہیں تجھ سے مگر وہی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قادر نہیں اس کی مصیبت کے کھولنے پر سوائے اس سبحانہ وتعالیٰ کے کوئی بت وغیرہ اسے دفع نہیں کرسکتے اور اگر پہنچے تجھے بھلائی یعنی صحت یا غنا وتمول سے تجھے پہنچے تو وہ ہر شے پر قادر ہے ان تمام امور پر بالذات وہی جل شانہ قادر ہے تو وہی اسے پہنچا سکتا ہے اور وہی حفاظت کرسکتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اس کے دفع ورفع پر قادر نہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یعنی اس مصیبت ونفع کا رد کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں اس میں شر اور خیر دونوں کا جواب ہے اس لئے کہ مطلق قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے خیر وشر پر۔ گویا واضح کیا گیا کہ کاشف الضر اور حافظ النعم اور اول سے ہمیشہ رکھنے کی قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ۔

فرمادیجئے کون سی چیز بڑی شہادت ہے گواہی میں۔ فرمادیجئے اللہ ہی گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور میری طرف وحی ہوئی یہ اس قرآن کی کہ میں ڈراؤں تمہیں اس سے اور جن کو پہنچے (یہ قرآن) تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی خدا ہیں۔

شان نزول

کفار مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ آپ جو نبوت کا دعویٰ کررہے ہیں اسے کیونکر تسلیم کیا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنایا تھا تو اسے آپ کے بغیر کوئی دوسرا نہ مل سکا آپ اپنے دعویٰ کی صداقت پر گواہ پیش کریں۔ ہم نے تو یہود ونصاریٰ سے بھی دریافت کیا انہوں نے بھی آسمانی کتابوں میں آپ کی نبوت کا ذکر نہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ارشاد ہے۔

فرمادیجئے کون شے ہے بڑی گواہی میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرمادیجئے اللہ ہی گواہ ہے بڑی گواہی میں (تفسیر نسفی)۔

www.waseemziyai.com

صاحب تفسیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

آیت کریمہ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اس امر کی دلیل ہے کہ اطلاق اسم شے اللہ تعالیٰ پر جائز ہے اور یہ اس لئے کہ شے نام ہے موجود کا اور معدوم پر شے کا اطلاق نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ موجود ہے تو وہ بھی شے ہوا اسی بنا پر ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ شے ہے نہ کہ مثل اشیاء۔ پھر فرمایا اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان یعنی وہ ذات سبحانہ وتعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور میری طرف وحی کیا گیا یہ قرآن تاکہ ڈراؤں اس سے تمہیں اور وہ جنہیں یہ قرآن پہنچا قیامت تک ڈراتے رہیں۔ حدیث میں ہے مَن بَلَغَهُ الْقُرْآنُ فَكَاَنَّمَا رَأى مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جسے قرآن آگیا اس نے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت حاصل کیا آگے ارشاد ہے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں۔ یہ استفہام انکاری ہے پھر جواب تاکید میں ہے کہ

1
1

قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾۔

فرمادیجئے میں تو یہ گواہی نہ دوں گا جو تم گواہی دے رہے ہو پھر فرمایا کہ اے محبوب فرمادیجئے اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو وہی ایک خدا ہے اور میں اس سے بیزار ہوں جو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ۔ وہ جنہیں ہم نے کتاب دی یعنی یہود و نصاریٰ اور کتاب توریت و انجیل یَعْرِفُوْنَهٗ وہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور نعت وغیرہ پڑھ کر جو ان کی توریت و انجیل میں ہے۔

كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ۔ جیسے اپنے بیٹوں کے حلیہ کو پہچانتے ہیں ان کی صفات سمجھتے ہیں اس میں استشہاد ہے اہل مکہ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت پر دلیل ہے اور وہ جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے مشرکین اور سخت منکر اہل کتاب وہ کبھی ایمان سے مشرف نہ ہوں گے اور اپنے دیرینہ عناد و حسد میں رہیں گے۔

ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم حضور علیہ السلام کو کیسے پہچانتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کے اوصاف و کمالات اتنی وضاحت سے ہماری کتابوں میں تحریر تھے کہ ہم نے جب حضور علیہ السلام کو دیکھا تو یوں پہچان لیا جیسے ہم اپنے بچوں کو پہچان لیتے ہیں آخر میں فرمایا کہ بخدا میں تو اپنے بچے سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہوں کیونکہ اپنے بچے کی ماں پر اتنا اعتماد نہیں جتنا اللہ کی بتائی ہوئی نشانیوں پر ہے۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم — سورۃ انعام — پ ۷

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو جھوٹ باندھے اللہ پر دروغ یا جھٹلائے آیتیں اس کی بے شک نہیں فلاح پائیں گے ظالم۔
وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ	اور جس دن اٹھائیں گے ہم سب کو پھر کہیں گے ان سے جنہوں نے شرک کیا کہاں ہیں تمہارے شریک جن کے

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ساتھ تھے تم دعویٰ کرتے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾

پھر نہ رہے گی ان کی کچھ بناوٹ مگر یہ کہ کہیں اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم نہ تھے مشرک۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

دیکھو کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اپنی جانوں پر اور بہک گئیں ان سے وہ باتیں جن پر افتراء کرتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو سنتے ہیں آپ کی اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بہرا پن ہے۔ اور اگر دیکھیں تمام نشانیاں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے ہیں تو کہیں وہ جو کافر ہیں یہ نہیں مگر پرانی داستانیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور وہ اس سے روکتے اور اس سے بھاگتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنی جانیں اور نہیں شعور کرتے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور اگر دیکھو تم جب وہ کھڑے کئے جائیں آگ پر تو کہیں گے کاش ہم واپس بھیجے جائیں اور نہ جھٹلائیں ہم آیتیں اپنے رب کی اور ہوں ہم مومن۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾

بلکہ کھل گیا ان پر جو تھے چھپاتے پہلے اور اگر واپس بھیجے جائیں تو یقیناً اسی طرف لوٹیں جس سے منع کئے گئے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر دنیا کی زندگی اور نہیں ہم اٹھنے والے (مرکر)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

اور اگر تم دیکھو جبکہ کھڑے کئے جائیں اپنے رب کے حضور کہے گا کیا نہیں یہ حق کہیں گے بے شک قسم ہے ہمارے رب کی فرمائے گا تو اب چکھو عذاب بہ سبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے۔

حل لغات رکوع ہشتم ۔ سورۃ انعام ۔ پ ۷

وَ ۔ اور　　مَنْ ۔ کون　　اَظْلَمُ ۔ زیادہ ظالم ہے　　مِمَّنِ ۔ اس سے جو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

افْتَرٰى-باندھے	عَلَى-اوپر	اللّٰهِ-اللہ کے	كَذِبًا-جھوٹ
اَوْ-یا	كَذَّبَ-جھٹلائے	بِاٰيٰتِهٖ-اس کی آیتوں کو	اِنَّهٗ-بے شک وہ
لَا-نہیں	يُفْلِحُ-خلاصی پاتے	الظّٰلِمُوْنَ-ظالم	وَ-اور
يَوْمَ-جس دن	نَحْشُرُ-اکٹھا کرے گا	هُمْ-ان	جَمِيْعًا-سب کو
ثُمَّ-پھر	نَقُوْلُ-ہم کہیں گے	لِلَّذِيْنَ-ان سے جو	اَشْرَكُوْٓا-مشرک ہیں
اَيْنَ-کہاں ہیں	شُرَكَآؤُ-شریک	كُمُ-تمہارے	الَّذِيْنَ-جن کو
كُنْتُمْ-تم	تَزْعُمُوْنَ-گمان کرتے تھے	ثُمَّ-پھر	لَمْ-نہیں
تَكُنْ-ہوگا	فِتْنَتُهُمْ-ان کا جواب	اِلَّآ-مگر	اَنْ-یہ کہ
قَالُوْا-کہیں گے	وَاللّٰهِ-اللہ کی قسم	رَبِّنَا-جو ہمارا رب ہے	مَا-نہیں
كُنَّا-تھے ہم	مُشْرِكِيْنَ-شرک کرنے والے	اُنْظُرْ-دیکھو	كَيْفَ-کیسے
كَذَبُوْا-جھوٹ بولیں گے	عَلٰٓى-اوپر	اَنْفُسِهِمْ-اپنی جانوں کے	وَ-اور
ضَلَّ-بھول جائے گا	عَنْهُمْ-ان سے	مَّا-جو	كَانُوْا-وہ تھے
يَفْتَرُوْنَ-جھوٹ بناتے	وَ-اور	مِنْهُمْ-بعض ان سے	مَّنْ-وہ ہیں جو
يَّسْتَمِعُ-کان رکھتے ہیں	اِلَيْكَ-آپ کی طرف	وَ-اور	جَعَلْنَا-بنائے ہم نے
عَلٰى-اوپر	قُلُوْبِهِمْ-ان کے دلوں کے	اَكِنَّةً-پردے	اَنْ-یہ کہ
يَّفْقَهُوْ-سمجھیں	هُ-اس کو	وَ-اور	فِيْٓ-بیچ
اٰذَانِهِمْ-ان کے کانوں کے	وَقْرًا-بوجھ ہے	وَ-اور	اِنْ-اگر
يَّرَوْا-دیکھیں	كُلَّ-ہر طرح کے	اٰيَةٍ-نشان	لَّا-تو نہ
يُؤْمِنُوْا-ایمان لائیں	بِهَا-ان پر	حَتّٰٓى-یہاں تک کہ	اِذَا-جب
جَآءُوْ-آئیں	كَ-تمہارے پاس	يُجَادِلُوْنَكَ-تو جھگڑا کریں آپ سے	
يَقُوْلُ-کہتے ہیں	الَّذِيْنَ-وہ جو	كَفَرُوْٓا-کافر ہیں	اِنْ-نہیں
هٰذَآ-یہ	اِلَّآ-مگر	اَسَاطِيْرُ-کہانیاں ہیں	الْاَوَّلِيْنَ-پہلوں کی
وَ-اور	هُمْ-وہ	يَنْهَوْنَ-روکتے ہیں	عَنْهُ-اس سے
وَ-اور	يَنْئَوْنَ-دور رہتے ہیں	عَنْهُ-اس سے	وَ-اور
اِنْ-نہیں	يُّهْلِكُوْنَ-ہلاک کرتے	اِلَّآ-مگر	اَنْفُسَهُمْ-اپنی جانوں کو
وَ-اور	مَا-نہیں	يَشْعُرُوْنَ-سمجھتے	وَ-اور
لَوْ-اگر	تَرٰٓى-تو دیکھے	اِذْ-جب	وُقِفُوْا-کھڑے کئے
جائیں گے	عَلَى-اوپر	النَّارِ-آگ کے	فَقَالُوْا-تو کہیں گے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

يٰلَيْتَنَا۔ اے کاش	نُرَدُّ۔ ہم لوٹائے جائیں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
نُكَذِّبَ۔ جھٹلائیں	بِاٰيٰتِ۔ آیتیں	رَبِّنَا۔ اپنے رب کی	وَ۔ اور
نَكُوْنَ۔ ہوں ہم	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں سے	بَلْ۔ بلکہ	بَدَا۔ کھل گیا
لَهُمْ۔ ان پر	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ وہ تھے	يُخْفُوْنَ۔ چھپاتے
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	رُدُّوْا۔ لوٹائے جائیں
لَعَادُوْا۔ تو وہی کریں	لِمَا۔ جس سے	نُهُوْا۔ روکے گئے ہیں	عَنْهُ۔ اس سے
وَ۔ اور	اِنَّهُمْ۔ بے شک	لَكٰذِبُوْنَ۔ وہ جھوٹے ہیں	وَ۔ اور
قَالُوْٓا۔ بولے	اِنْ۔ نہیں	هِيَ۔ یہ	اِلَّا۔ مگر
حَيَاتُنَا۔ ہماری زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کی	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
نَحْنُ۔ ہم	بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ اٹھائیں جائیں گے		وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	تَرٰٓى۔ تو دیکھے	اِذْ۔ جب	وُقِفُوْا ۔ کھڑے کئے
جائیں گے	عَلٰى۔ اوپر	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے	قَالَ۔ کہے گا
اَ۔ کیا	لَيْسَ۔ نہیں	هٰذَا۔ یہ	بِالْحَقِّ۔ حق
قَالُوْا۔ کہیں گے	بَلٰى۔ بے شک	وَ۔ قسم ہے	رَبِّنَا۔ ہمارے رب کی
قَالَ۔ فرمائے گا	فَذُوْقُوا۔ تو چکھو	الْعَذَابَ۔ عذاب	بِمَا۔ اس کا
كُنْتُمْ۔ جو تم تھے	تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے		

مختصر تفسیر رکوع ہشتم۔سورۃ انعام۔پ ۷

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۱

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء باندھے جھوٹا اور جھٹلائیں اس کی آئتیں بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔

اور کون ہے زیادہ ظالم۔ یہ استفہام انکار ہے جو معنی انکار کو متضمن ہے یعنی گویا ارشاد ہے کوئی ایسا نہیں جو اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرے اور ظلم کہتے ہیں وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ (کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ کے سوا کسی اور جگہ میں رکھنا) اور مخلوق کو معبود بنالینا اسی بنا پر ظلم ہے جو کہ عبادت خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ کسی اور کو دے دینا۔

ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو گھڑے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور اس کی وہ صفت بیان کرے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو یا جھٹلائے اس کی آیتیں یعنی قرآن کریم اور معجزات کو بے شک ایسے کام والا اور شان والا ظالم ہے اور ظالم کبھی فلاح یافتہ نہیں ہو سکتا۔ تو ان ظالموں نے دو باطل دعوے جمع کئے اللہ تعالیٰ عزوجل پر تو بلا حجۃ اور دلیل کے یہ افتراء کیا کہ معاذ اللہ عزوجل ملائکہ علیہم السلام خدا کی بیٹیاں ہیں اور اسے جھٹلایا جو دلائل و حجج سے ثابت ہو چکا یعنی قرآن کریم اور معجزات سید المرسلین ﷺ کو جادو کہہ ڈالا۔ چنانچہ آگے وضاحت ہو رہی ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یہ سوال استفہام انکاری ہے۔ اظلم۔ ظلم سے بنا جس کے معنی اندھیرا ہے۔ شرک وکفر کو بھی ظلم فرمایا مَنْ سے مراد ہر کافر ہے۔ افتراء فرئٌ سے بنا۔ اصطلاح میں کسی پر جھوٹ گھڑنے کو افتراء کہتے ہیں۔ کَذَّبَ سے مراد خدا کا شریک بنانا۔ آگے تو بیخاً ارشاد ہوا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾

اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں فرمائیں گے مشرکوں سے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا گمان تم کئے ہوئے ہو۔ پھر مشرکوں کی کوئی بات نہ رہے گی مگر یہ کہ کہیں گے قسم بخدا نہیں تھے ہم مشرک۔

يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔ نَحْشُرُ۔ حشر سے بنا اس کے معنی ہیں جمع کرنا۔ جَمِيعًا فرما کر یہ بتلایا کہ تمام کفار کو جمع کیا جائے گا۔ یعنی اے محبوب انہیں یاد دلاؤ کہ اے لوگو وہ دن یاد کرو جب ہم سارے کفار کو جمع کریں گے یہ دن کفار اور مومنین کو علیحدہ کرنے کا دن ہوگا اسی لئے اس کو یوم الفصل کہتے ہیں۔

ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ یہ صرف بت پرست مشرکین ہیں۔

أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾۔ أَيْنَ۔ کہاں۔ استفہام یعنی پوچھ گچھ کے لئے آتا ہے۔

شُرَكَاؤُكُمْ۔ سے مراد بت یا پوپ پادری ہیں جنہیں ان کفار نے شریک رب مانا تھا۔ تَزْعُمُونَ۔ زعم سے ہے۔ اس کے معنی گمان جو غلط ہو۔ یہاں جھوٹا گمان غلط خیال مراد ہیں اس آیت سے واضح ہوگیا کہ ان کے خودساختہ معبود ان کے ساتھ ہوں گے مگر بے بس ومجبور ہوں گے تب یہ ارشاد ہوگا کہ آج تمہارے بتوں کی مدد کہاں ہے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ۔ فتنہ کے لغوی معنی پرکھنا اور آزمائش کرنا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں فتنہ سے مراد عذر اور بہانہ ہے اور جب ان کو مالک وخالق کے دربار میں میدان محشر میں لایا جائے گا اور وہ غضب الٰہی عزوجل کا مشاہدہ کریں گے تو ان کو کوئی جواب نہ بن پڑے گا اس وقت وہ جھوٹ کا سہارا لیں گے۔ اور صاف کہہ دیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے تو شرک کیا ہی نہیں إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔ اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر فرمائیں گے انہیں جو شرک کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر خدا کو شریک کررہے ہیں کہ وہ شریک جن کا تمہیں گمان باطل تھا کہاں ہیں تو پھر نہ رہے گا ان کا شرک جو کفر کا فتنہ تھا مگر یہ کہ کہنا پڑ گیا قسم بخدا جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرکوں میں سے نہ تھے یعنی ایسے باطل گمان والوں کا انجام جنہوں نے اپنی زندگی میں اس شرک کو لازم کرلیا تھا۔ اور اس پر مقاتلہ کرتے تھے یہ ہوگا کہ صاف انکار کریں گے اور کہیں گے قسم خدا کی جو ہمارا رب ہے ہم تو شرک سے بیزار تھے اسی بناء پر ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ فرمایا اس لئے کہ وہ گمان ان کا کذب محض تھا تو بروز قیامت قسم کھا کر مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ کہیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے۔

انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾

دیکھو کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اپنی جانوں پر اور رائیگاں گئے ان کے افتراء۔

تفسیر نسفی میں ہے اور گم گئیں ان سے جو افتراء پردازی کرتے تھے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ خلائق کو جمع

فرمائے گا اور مشرکین وسعت رحمت اور شفاعت مصطفیٰ و جاہت مومنین کے لئے دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے آؤ ہم بھی شرک چھپائیں شاید نجات پا جائیں اہل توحید کے ساتھ تو جب اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کے متعلق تمہیں زعم تھا۔ تو مشرکین کہیں گے خدا کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرکین میں سے نہ تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے جسم کے اعضاء ان کے مشرک ہونے کی گواہی دیں گے تو ان کی ساری دروغ بافی غائب ہو جائے گی جس سے وہ افتراء پردازی کر رہے تھے الوہیت الٰہی اور شفاعت مصطفائی پر۔

تحقیق لفظ ضَلَّ

قرآن مجید میں لفظ ضَلَّ کئی ایک معنی میں استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیں۔

ضَلَّ سَعْيُهُمْ یعنی ان کی کوشش ان کو نفع نہ دے گی۔ اور ضلال کا معنی سیدھا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھے راستہ پر چل پڑنا اور اس کی لفظ ہدایت ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ”جو ہدایت پائے گا تو وہ اپنی جان کے لئے ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہوا تو اس کی گمراہی اسی پر ہے۔“ (روح المعانی)

اور ضلال کا لفظ راستہ چھوڑ کر ٹیڑھا ہونے پر بولا جاتا ہے خواہ یہ فعل عمداً ہو یا سہواً۔ تھوڑا ہو یا زیادہ اور سیدھا راستہ جو پسندیدہ ہے وہ بڑا مشکل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے راستے پر چلے چلو اور تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ مگر جو اللہ چاہے۔

اور بعض حکماء نے کہا ہے کہ ایک حیثیت سے درست ہوتے ہیں تو کئی ایک حیثیتوں سے گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ استقامت اور صواب پسندیدہ مقام کے قائم مقام ہے اور اس کے علاوہ جتنے بھی پہلو ہیں وہ سب گمراہی ہیں۔

اور چونکہ ضلال کا لفظ سیدھے راستے کو چھوڑنے پر بولا جاتا ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً تھوڑا یا زیادہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ یعنی جو نبوت آپ کو عطا کی گئی ہے اس کی آپ کو راہنمائی نہیں تھی۔

اور اولاد یعقوب علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام سے کہا اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۞ ۔ بے شک بڑے ہی پرانے مغالطہ میں تم پڑے ہو۔

اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام کے متعلق یہ بھی کہا اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۞ ۔ یہاں ضلال سے مراد یوسف علیہ السلام پر شفقت اور ان کی طرف شوق مراد ہے۔

اور اسی طرح امرأۃ العزیز کے متعلق عورتوں نے کہا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ ۔ ہم تو اسے صاف غلطی پر دیکھتی ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۞ ۔ یعنی اس وقت وہ مجھ سے بے اختیاری طور پر سہواً ہو گیا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی شہادت کے متعلق فرمایا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا ۔ یہ کہ بھول جائے ایک ان دونوں میں سے اور یہ نسیان کے معنی میں ہے۔

اور ایک اور حیثیت سے ضلال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک گمراہی علوم نظریہ اور معرفت الٰہی اور توحید و رسالت کی معرفت

www.waseemziyai.com

میں گمراہی ہے اور یہ کفر ہے اور سخت ترین گمراہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ جو اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کا انکار کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا گیا۔

اور ایک ضلال (گمراہی) علوم عملیہ کی ہے جیسے احکام شرعیہ کی معرفت جو کہ عبادات ہیں۔

اور ضلال بعید کفر کی طرف اشارہ ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے روکا یہ دور کی گمراہی میں چلے گئے۔

اور فرمایا۔ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ – اَیْ فِی عُقُوبَةِ الضَّلَالِ الْبَعِیْدِ۔ یہ لوگ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔یعنی گمراہی کے عذاب میں۔

اور فرمایا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ تم بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہو۔

اور فرمایا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ بے شک وہ گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستہ سے بہک گئے۔

اور فرمایا اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ۔ کیا جب ہم زمین میں مل جائیں گے۔ یہ موت کے کنایہ ہے۔

اور فرمایا وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ ۔اور نہ گمراہوں کا رستہ۔ یہاں نصاریٰ مراد ہیں۔

اور فرمایا لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ میرا رب نہ بھولتا ہے نہ غافل ہوتا ہے۔

اور فرمایا اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ کیا ان کا مکر باطل نہ کیا۔

اور فرمایا لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ۔ یقیناً قصد کیا ایک جماعت نے ان میں سے کہ آپ کو ڈگمگادیں اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنی جانوں کو یعنی ایسے افعال کا قصد کرتے ہیں جن سے آپ ڈگمگا جائیں۔ (مفردات راغب)

علامہ آلوسی اور راغب اصفہانی رحمہم اللہ کی تحقیق کے مطابق ضل کے مندرجہ ذیل معانی معلوم ہوئے۔

نفع نہ دینا۔ سیدھے راستے سے ہٹ جانا۔ شریعت کے خلاف کرنا۔ منزل مقصود تک نہ پہنچانا۔ پہلے حالات سے بے خبر ہونا۔ بھول جانا۔ علوم نظریہ سے ذہول۔ کفر میں مبتلا ہونا۔ موت واستحالہ بدن باطل اور بے کار اور لغو ہونا۔ حیرت میں پڑنا۔ غائب ہوجانا وغیرہ۔

تو وضل عنہم کے معنی صاحب تفسیر نے غاب عنہم (ان سے غائب ہوجائے گا) کئے ہیں جس سے واضح ہوا کہ مشرکین کے تمام زعم بارگاہ الٰہی عزوجل میں غائب اور بے کار ہوجائیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو سنتے ہیں یعنی کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اے محبوب۔ مِنْهُمْ کی ضمیر کفار کی طرف ہے مَنْ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ يَسْتَمِعُ۔ استماع سے بنا اس کے معنی کان لگانا ہے۔ اِلَيْكَ۔ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یعنی سنتے ہیں۔ (روح المعانی)

ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو سنتے ہیں جب قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔

شان نزول

یہ ہے کہ ابوسفیان اور ولید اور نضر بن حرث اور ان کے ہم خیال لوگ کان لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننے کے لئے جمع ہوئے تو انہوں نے نضر بن حرث سے کہا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں تو نضر بولا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں مگر ہاں زبان حرکت میں ہے اور وہی پرانی داستان سنا رہے ہیں جو میں تمہیں قرون ماضیہ کی سنایا کرتا ہوں۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ میں تو اس میں حقانیت دیکھتا ہوں تو ابوجہل فوراً بگڑ کر بولا ہرگز نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں اَنْ يَّفْقَهُوْهُ تا کہ وہ نہ سمجھ سکیں اور سمجھنے سے کراہت کریں اس آیت میں ان کان لگانے والوں کی دل کی حالت بیان کی گئی ہے جَعَلَ کا معنی خلَقَ ہے قُلُوْبِهِمْ میں کان لگانے والے کفار کا ذکر ہے اَكِنَّةً۔ جمع ہے کنان کی بمعنی پردہ ہے جو کینہ اور کفر کا پردہ تھا۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ۔ فقہ سے ہے یعنی جاننا غیب کے علم کا۔

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ وقر کے معنی بوجھ ثقل اور ان کے کانوں میں وقر یعنی ثقل سماعت ایسا ثقل ہے جو سننے سے روکے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا۔ اور اگر وہ دیکھیں تمام آیتیں تو ایمان نہیں لاتے۔ رویت سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے یعنی اے محبوب انہیں لاکھ معجزے دکھائیں یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں انہوں نے اس استعداد کو ہی کھو دیا ہے جو حق قبول کرے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ۔ یہاں تک کہ جب حاضر ہوں آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے۔ حتیٰ انتہائے غایت کے لئے آتا ہے (روح المعانی) اِذَا شرعیہ ہے۔ يُجَادِلُوْنَ۔ جدال سے بنا اس کے معنی سخت جھگڑا ہے جو ہٹ دھرمی تک ہو۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ تو کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں یہ قرآن مگر جھوٹے قصے پہلوں کے۔ اَسَاطِيْرُ جمع ہے اسطورہ کی جس کے معنی لکھنا ہے۔ اصطلاح میں اسطورہ وہ جھوٹ ہے جو گھڑ کر لکھ لیا جائے۔ اَوَّلِيْنَ۔ اگلی قومیں ہیں کفار قرآن کریم کے متعلق کہتے تھے کہ یہ کلام الٰہی نہیں بلکہ معاذ اللہ اگلوں کے جھوٹے گھڑے ہوئے قصے ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ۔ اور وہ روکتے ہیں اس سے اور دور بھاگتے ہیں اس سے۔

وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

يَنْهَوْنَ۔ نہی سے بنا اس کے معنی روکنا ہے۔ منع کرنا۔ يَنْـَٔوْنَ۔ نئی سے بنا اس کے معنی دور رہنا۔ يُهْلِكُوْنَ ہلاکت سے بنا اس کے معنی بربادی ہے۔ اَنْفُس۔ جمع نفس کی ہے اس کے معنی جان ہیں۔ يَشْعُرُوْنَ۔ شعور سے بنا اس کے معنی ہیں ظاہری و باطنی حواس سے جاننا۔

وہ روکتے ہیں یعنی مشرکین منع کرتے ہیں لوگوں کو قرآن کریم سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پیروؤں کو اس پر

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایمان لانے سے اور خود اس سے بھاگتے ہیں اور دور رہتے ہیں تا کہ خود بھی گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کریں اور اس رویہ سے وہ ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں یعنی ان کا یہ رویہ ان کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر چہ ان کا یہ گمان ہو کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچا دیں گے اور نہیں ان کی تجویزیں کہ جو اللہ عزوجل کی حمایت وصیانت میں ہو اسے کیسے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ۔ اے محبوب اگر آپ ان کفار کا وہ حال دیکھیں جب انہیں دوزخ کی آگ میں کھڑا کیا جائے گا۔

لَوْ۔ شرطیہ ہے۔ تَرٰۤى۔ میں خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ عَلَى النَّارِ۔ میں عَلٰی بمعنی فی ہے۔ (خازن)

کفار کو جب جہنم کے کنارے کھڑا کیا جاوے گا اور اس کے دھکتے ہوئے انگاروں اور شعلوں پر جب ان کی نظر پڑے گی تو نہایت حیرت سے وہ یہ آرزو کریں گے۔

فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾۔

تو کہیں گے اے کاش کسی طرح ہم لوٹائے جائیں تو پھر نہیں جھٹلائیں گے اپنے رب کی نشانیوں کو اور ہم ہو جائیں گے ایمانداروں سے۔

فَقَالُوْا۔ ف جزائیہ آئی۔ قالوا سے زبانی قول مراد ہے یعنی وہ کفار آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یالیت میں جو یا آیا ہے وہ ندا اور پکارنے کے لئے ہوتا ہے یعنی اے قوم کاش ایسا ہوتا۔ نُرَدُّ۔ سے مراد پھر دنیا کی طرف واپس کیا جانا اور اچھے اعمال وعقائد کا موقع مل جانا کیونکہ عمل کی جگہ دنیا ہے۔

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا۔ آیات رب سے مراد یا تو قرآن کریم کی آیتیں ہیں یا معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی وہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں لوٹا دیئے جائیں اور وہاں جا کر اب آیات ربی کو نہ جھٹلائیں۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر نسفی میں ہے اور اگر تم دیکھو جب وہ کھڑے کئے جائیں گے آگ پر۔ یعنی اگر آپ دیکھیں تو یقیناً بڑا ازبردست واقعہ دیکھیں گے۔ یہاں تک آپ ان کا معائنہ فرمائیں گے کہ یا تو وہ آگ کے اوپر پل صراط پر روکے گئے ہوں گے تو کہیں گے کاش ہم واپس پھر جائیں یعنی ہمیں دنیا میں بھیجا جائے یہ آرزو کریں گے اور کہیں گے پھر ایمان لائیں گے اور اپنے رب کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں گے اور مسلمان ہو جائیں گے۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ ۔ بلکہ ظاہر ہو گیا ان پر جسے چھپایا کرتے تھے پہلے۔

کفار کا رد کیا جا رہا ہے۔ بَلْ ایک چیز کی نفی اور دوسری چیز کے ثبوت کے لئے آتا ہے۔ ان کفار کا دنیا میں جانے کی تمنا کرنا ایمان کے قبول کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس عذاب سے بچنے کے لئے ہے جس کو وہ دیکھ رہے تھے۔ ایمان وہی قابل قبول ہے جو خلوص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ (تفسیر کبیر)

اور یہ وعدہ بے کار کر رہے ہوں گے بلکہ ان پر کھل گیا جو چھپاتے تھے لوگوں سے پہلی زندگی دنیا میں اپنے ذلیل وقبیح خیالات۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ کیفیت منافقوں کی ہوگی اور اس وقت ان کا نفاق کھل گیا ہوگا۔ ایک قول میں ہے کہ یہ حال اہل

کتاب کا ہوگا یعنی یہود ونصاریٰ کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت توریت وانجیل میں تھی اسے چھپاتے تھے۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کی جبلت کا اظہار ہے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾۔ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

وَ لَوْ رُدُّوا اِلَى الدُّنْيَا بَعْدَ وُقُوفِهِمْ عَلَى النَّارِ لَعَا دُوالِمَا نُهوا عَنْهُ مِنَ الْكُفْرِ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ فِيْمَا وَ عَدُوا مِنْ اَنْفُسِهِمْ لَا يُوفُوْنَ بِهٖ۔

یعنی اگر وہ واپس بھیجے جائیں دنیا میں بعد اس کے کہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں تو یقیناً پھر وہی کریں گے جس سے منع کئے گئے یعنی کفر۔ اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں اپنے اس وعدے میں جو اپنی جانوں سے کریں گے کبھی وہ وعدہ پورا نہ کریں گے۔

اب ان کے اس عقیدے کاسدہ باطلہ کا حال ظاہر کیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾۔

اور کہا انہوں نے نہیں ہے وہ مگر ہماری زندگی دنیاوی اور نہیں ہیں ہم اٹھائے جانے والے قبروں سے اور اگر دیکھیں آپ جبکہ ٹھہرائے جائیں گے وہ اپنے رب کے حضور میں اور فرمائے گا کیا یہ قبروں سے اٹھنا حق نہیں کہیں گے بے شک حق ہے ہمارے رب کی قسم اللہ فرمائے گا تو اب چکھو عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ یہی دنیوی زندگی ہے اس کے بعد اور کوئی زندگی نہیں ان کی بدعقیدگی کا یہ عالم تھا کہ ان کا قیامت۔ جزا سزا۔ جنت۔ دوزخ پر ایمان نہ تھا اس لئے وہ دنیا میں منہمک ہوکر اپنی گمراہیوں میں مصروف تھے۔ باوجود دلائل قاطعہ کے وہ حقیقت سے انکار کرتے رہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے محبوب وہ منظر کس قدر ہولناک ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائیں گے اور جناب باری تعالیٰ اسمہ ان سے ارشاد فرمائے گا کہ اب بتاؤ کہ میرے رسولوں نے جو خبریں تم کو دی تھیں وہ حق ہیں یا نہیں؟ اس وقت وہ کہیں گے کہ رسولوں کے ارشادات اور بشارتیں سچ تھیں لیکن اس وقت ان کا تسلیم کرنا کچھ مفید نہ ہوگا اور اس وقت ان کا کوئی عذر بھی قبول نہ ہوگا اور وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

تفسیر نسفی میں ہے۔ اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر صرف دنیا کی زندگی۔ یعنی قیامت کے دن کا معائنہ کرنے سے پہلے ان کا یہ عقیدہ باطلہ فاسدہ کاسدہ تھا کہ ہمیں مرنے کے بعد اٹھنا نہیں۔ یعنی وہ عقیدہ بعث ونشر نہیں مانتے تھے۔

اور جب تم دیکھو جبکہ وہ اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں۔ یہ کھڑا ہونا ایسا ہے جیسے قصوروار کا اپنے سردار کے سامنے پیش ہونا کہ اسے سزا دی جائے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب بتاؤ کیا یہ بعثت حق نہیں۔ تو وہ مشرک جا حدعرض کریں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم گویا اقرار بھی کریں گے اور قسم کے ساتھ اس کو موکد بھی کریں گے تو جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اب تم عذاب چکھو اپنے کفر کے بدلے میں۔

www.waseemziyai.com

تحقیق لفظ عذاب (از مفردات راغب)

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ – مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ بَارِدٌ۔ تو عذب بمعنی طیب و بارد آیا۔

وَالْعَذَابُ هُوَ الْإِيْجَاعُ الشَّدِيْدُ۔ سخت بھوک میں مبتلا ہونا۔

وَقَدْ عُذِّبَ تَعْذِيْبًا اَكْثَرَ حَبْسَهٗ فِي الْعَذَابِ۔ زیادہ بند رکھنے کے معنی۔

نظائر قرآن

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا – وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ – وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾۔

وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ – وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾۔

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾۔

عَذَّبَ الرَّجُلُ اِذَا تَرَكَ الْمَاْكَلَ وَالنَّوْمَ۔ بھوکا رکھنے اور سونے نہ دینے کو عذاب کہتے ہیں یعنی اس نے کھانا اور سونا چھوڑ دیا۔

اَصْلُهٗ مِنَ الْعَذْبِ فَعَذَّبْتُهٗ اَزَلْتُ عَذْبَ حَيَاتِهٖ عَلٰى بِنَاءِ الْمَرَضِ۔ کسی مرض کی وجہ سے ذائقہ حیات جاتا رہنا۔

اَصْلُ التَّعْذِيْبِ اِكْثَارُ الضَّرْبِ بِاَذِيَّةِ السَّوْطِ وَاللِّسَانِ۔ کوڑوں سے مارنا۔ زبان سے سب و شتم کرنا۔

مَاءٌ عَذْبٌ اِذَا كَانَ فِيْهِ قَذًى وَكَدَرٌ كَقَوْلِكَ كَدَرْتُ عَيْشَهٗ۔ حیات انسان کا مکدر کردینا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم – سورۃ انعام – پ ۷

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾

بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اپنے رب کا ملنا یہاں تک کہ جب آئے ان پر قیامت اچانک کہیں گے اے وائے حسرت ہمیں اس پر کہ ہم نے تقصیر کی ماننے میں اور وہ اٹھائے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر کتنا برا ہے وہ بوجھ جو اٹھائیں گے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور نہیں زندگی دنیا کی مگر لعب اور لہو اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے ان کے لئے جو ڈرتے ہیں تو کیا تم کو عقل نہیں۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

بے شک ہم جانتے ہیں کہ تمہیں رنجیدہ کرتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ تمہیں نہیں جھٹلا رہے لیکن یہ ظالم اللہ کی آیتیں جھٹلا کر منکر ہو رہے ہیں۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا

اور یقیناً تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا جھٹلانے پر اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ آئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٤﴾

ہماری مدد اور نہیں بدلنے والا کوئی اللہ کی باتیں اور بے شک آئی آپ کے پاس خبر رسولوں کی۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾

اور اگر ان کا منہ پھیرنا آپ پر شاق گزرا ہے تو اگر تم کرسکو کہ ڈھونڈ لو کوئی سرنگ زمین میں یا سیڑھی آسمان میں تو ان کے لئے لاؤ نشانی اور اگر چاہتا اللہ تو انہیں جمع کردیتا ہدایت پر تو نہ ہو جاہلوں سے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾

مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردہ دل اللہ اٹھائے گا ان کو پھر اس کی طرف لوٹیں گے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٧﴾

اور بولے کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب سے فرما دیجئے بے شک اللہ قادر ہے اس پر کہ نازل کرے نشانی لیکن اکثر ان کے جاہل ہیں۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾

اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں سے اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہیں ہم نے اٹھا نہ رکھا کچھ کتاب میں پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ مَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾

اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے گونگے ہیں اندھیریوں میں جسے چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسے چاہے کردے اسے سیدھے راستہ پر۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾

فرما دیجئے بھلا بتلاؤ تو اگر آجائے تم پر عذاب اللہ کا یا آجائے تم پر قیامت کیا غیر خدا کو پکارو گے اگر سچے ہو۔

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾

بلکہ اسی کو پکارو گے تو کھولے گا وہ جسے پکارو گے اگر چاہے اور بھول جاؤ گے اسے جسے شریک بنا رہے ہو۔

حل لغات رکوع نہم۔سورۃ انعام۔پ ۷

قَدْ۔ بے شک	خَسِرَ۔ خسارہ میں پڑے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَذَّبُوْا۔ جھٹلاتے ہیں
بِلِقَآءِ۔ ملنا	اللّٰهِ۔ اللہ سے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب
جَآءَتْهُمُ۔ آئی انہیں	السَّاعَةُ۔ قیامت	بَغْتَةً۔ اچانک	قَالُوْا۔ کہیں گے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

يٰحَسْرَتَنَا۔اے حسرت ہمیں	عَلٰی۔اوپر	مَا۔اس کے جو	فَرَّطْنَا۔کوتاہی کی ہم نے
فِيْهَا۔اس میں	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	يَحْمِلُوْنَ۔اٹھائے ہوں گے
اَوْزَارَهُمْ۔اپنے بوجھ	عَلٰی۔اوپر	ظُهُوْرِ۔پیٹھوں	هِمْ۔اپنی کے
اَلَا۔خبردار	سَآءَ۔براہے	مَا۔جو	يَزِرُوْنَ۔بوجھ اٹھائیں گے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	الْحَيٰوةُ۔زندگی	الدُّنْيَآ۔دنیا کی
اِلَّا۔مگر	لَعِبٌ۔کھیل	وَّ۔اور	لَهْوٌ۔تماشہ
وَ۔اور	لَلدَّارُ۔یقیناً گھر	الْاٰخِرَةُ۔آخرت کا	خَيْرٌ۔بہتر ہے
لِّلَّذِيْنَ۔ان کے لئے جو	يَتَّقُوْنَ۔ڈرتے ہیں	اَفَلَا۔کیا نہیں	تَعْقِلُوْنَ۔عقل کرتے
قَدْ۔بے شک	نَعْلَمُ۔ہم جانتے ہیں	اِنَّهٗ۔کہ بے شک	لَيَحْزُنُكَ۔غمگین کرتی
ہے تجھے	الَّذِيْ۔وہ بات جو	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	فَاِنَّهُمْ۔تو بے شک وہ
لَا۔نہیں	يُكَذِّبُوْنَكَ۔جھٹلاتے آپ کو	وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم	بِاٰيٰتِ۔آیات	اللّٰهِ۔الٰہی کا	يَجْحَدُوْنَ۔انکار کرتے ہیں
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	كُذِّبَتْ۔جھٹلائے گئے	رُسُلٌ۔کئی رسول
مِّنْ قَبْلِكَ۔آپ سے پہلے	فَصَبَرُوْا۔تو صبر کیا انہوں نے	عَلٰی۔اوپر	مَا۔اس کے جو
كُذِّبُوْا۔جھٹلائے گئے	وَ۔اور	اُوْذُوْا۔تکلیف دیئے گئے	حَتّٰی۔یہاں تک کہ
اَتٰهُمْ۔آئی ان کے پاس	نَصْرُ۔مدد	نَا۔ہماری	وَ۔اور
لَا۔نہیں	مُبَدِّلَ۔کوئی بدلنے والا	لِكَلِمٰتِ۔باتیں	اللّٰهِ۔اللہ کی
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	جَآءَ۔آئی	كَ۔آپ کے پاس
مِنْ۔کچھ	نَّبَاِی۔خبریں	الْمُرْسَلِيْنَ۔پیغمبروں کی	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	كَبُرَ۔گراں ہے	عَلَيْكَ۔آپ پر	اِعْرَاضُهُمْ۔ان کا منہ پھیرنا
فَاِنِ۔تو اگر	اسْتَطَعْتَ۔تو طاقت رکھے	اَنْ۔یہ کہ	تَبْتَغِيَ۔ڈھونڈ لے
نَفَقًا۔کوئی سرنگ	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	اَوْ۔یا
سُلَّمًا۔سیڑھی	فِی۔بیچ	السَّمَآءِ۔آسمان کے	فَتَاْتِيَهُمْ۔تو لادے ان کو
بِاٰيَةٍ۔کوئی نشانی	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	شَآءَ۔چاہتا
اللّٰهُ۔اللہ	لَجَمَعَهُمْ۔تو جمع کرتا ان کو	عَلَی۔اوپر	الْهُدٰی۔ہدایت کے
فَلَا۔تو نہ	تَكُوْنَنَّ۔ہوتو	مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔جاہلوں کے ساتھ	
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	يَسْتَجِيْبُ۔قبول کرتے ہیں	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يَسْمَعُوْنَ۔سنتے ہیں
وَ۔اور	الْمَوْتٰی۔مردے	يَبْعَثُهُمُ۔اٹھائے گا ان کو	اللّٰهُ۔اللہ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ثُمَّ۔پھر	اِلَیۡهِ۔اس کی طرف	یُرۡجَعُوۡنَ۔پھیرے جائیں گے	وَ۔اور
قَالُوۡا۔بولے	لَوۡلَا۔کیوں نہیں	نُزِّلَ۔اتاری گئی	عَلَیۡهِ۔اس پر
اٰیَةٌ۔کوئی نشانی	مِّنۡ رَّبِّهٖ۔اس کے رب سے	قُلۡ۔کہہ	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	قَادِرٌ۔قادر ہے	عَلٰۤی۔اوپر	اَنۡ۔اس کے کہ
یُّنَزِّلَ۔اتارے	اٰیَةً۔نشانی	وَّ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن
اَكۡثَرَ۔اکثر	هُمۡ۔ان کے	لَا۔نہیں	یَعۡلَمُوۡنَ۔جانتے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	مِنۡ۔کوئی	دَآبَّةٍ۔جانور
فِی۔بیچ	الۡاَرۡضِ۔زمین کے	وَ۔اور	لَا۔نہ
طٰٓئِرٍ۔کوئی پرندہ	یَّطِیۡرُ۔جو اڑتا ہے	بِجَنَاحَیۡهِ۔اپنے پروں سے	اِلَّآ۔مگر
اُمَمٌ۔امتیں ہیں	اَمۡثَالُكُمۡ۔مثل تمہاری	مَا۔نہیں	فَرَّطۡنَا۔چھوڑی ہم نے
فِی۔بیچ	الۡكِتٰبِ۔کتاب کے	مِنۡ۔کوئی	شَیۡءٍ۔چیز
ثُمَّ۔پھر	اِلٰی۔طرف	رَبِّهِمۡ۔اپنے رب کی	یُحۡشَرُوۡنَ۔ اکھٹے کئے
جائیں گے	وَ۔اور	الَّذِیۡنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوۡا۔جھٹلایا
بِاٰیٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو	صُمٌّ۔بہرے ہیں	وَّ۔اور	بُكۡمٌ۔گونگے ہیں
فِی۔بیچ	الظُّلُمٰتِ۔اندھیروں کے	مَنۡ۔جسے	یَّشَاِ۔چاہے
اللّٰهُ۔اللہ	یُضۡلِلۡهُ۔گمراہ کرے اس کو	وَ۔اور	مَنۡ۔جسے
یَّشَاۡ۔چاہے	یَجۡعَلۡهُ۔کرے اسے	عَلٰی۔اوپر	صِرَاطٍ۔رستے
مُّسۡتَقِیۡمٍ۔سیدھے کے	قُلۡ۔کہہ	اَرَءَیۡتَكُمۡ۔بھلا بتلاؤ	اِنۡ۔اگر
اَتٰا۔آئے	كُمۡ۔تمہارے پاس	عَذَابُ۔عذاب	اللّٰهِ۔اللہ کا
اَوۡ۔یا	اَتَتۡكُمُ۔آئے تمہارے پاس	السَّاعَةُ۔قیامت	اَ۔کیا
غَیۡرَ۔سوائے	اللّٰهِ۔اللہ کے	تَدۡعُوۡنَ۔پکاروگے تم	اِنۡ۔اگر
كُنۡتُمۡ۔ہوتم	صٰدِقِیۡنَ۔سچے	بَلۡ۔بلکہ	اِیَّا۔خاص
هُ۔اسی کو	تَدۡعُوۡنَ۔پکاروگے تم	فَیَكۡشِفُ۔تو کھولے گا	مَا۔وہ کہ
تَدۡعُوۡنَ۔پکاروگے	اِلَیۡهِ۔طرف اس کی	اِنۡ۔اگر	شَآءَ۔چاہے
وَ۔اور	تَنۡسَوۡنَ۔بھول جاؤ گے	مَا۔جو	تُشۡرِكُوۡنَ۔شریک ٹھہراتے ہوتم

مختصر تفسیر رکوع نہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتۡهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً قَالُوۡا یٰحَسۡرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطۡنَا
فِیۡهَا ۙ وَهُمۡ یَحۡمِلُوۡنَ اَوۡزَارَهُمۡ عَلٰی ظُهُوۡرِهِمۡ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَ

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾۔

بے شک نقصان میں رہے وہ جنھوں نے جھٹلایا اپنے رب سے ملنے کو یہاں تک کہ جب ان پر آ جائے قیامت اچانک تو کہیں ہائے افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے قصور کیا اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں بوجھ اپنی پشت پر خبردار بہت برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں اور نہیں زندگی دنیا کی مگر کھیل اور کود اور یقیناً پچھلا گھر بھلا ہے ان کے لئے جو ڈرتے ہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔

تحریف لفظ خسر از مفردات راغب

خسر اور خسران راس المال میں کمی آنے کو کہتے ہیں اور اسے انسان کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس کے کسی فعل میں آ جائے یا تجارت میں نقصان آ جائے۔ اور اس میں اصل پونجی بھی برباد ہو جائے کافر کفر کر کے اخروی زندگی بھی برباد کر لیتا ہے۔

خَسِرَ فُلَانٌ وَ خَسِرَتْ تِجَارَتُهٗ۔ بھی بولتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾۔ پھر مقتضیات خارجہ مثل مال یا زمین وغیرہ کے نقصان پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور مقتضیات نفسیہ پر بھی اسے استعمال کرتے ہیں مثل نقص صحت نقص سلامتی۔ نقص عقل نقص ایمان نقص ثواب چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ خسران المبین — و قال الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾ اور وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ — الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ — فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾۔ اور قرآن کریم میں جتنے خسران مذکور ہیں وہ مقتضیات دنیویہ اور تجارات بشریہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ خسران اخروی کے لئے آئے ہیں۔

تفسیر نسفی میں ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ۔ بے شک نقصان میں رہے وہ جنھوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کی خبر کو آخرت میں ایسا شخص جو یہ سمجھے کہ قیامت کا دن آئے گا ہی نہیں اور ساری عمر عیش و عشرت میں ہی گزار دے آخرت میں پہنچ کر اس لئے کہ وہ منکر بعثت ہیں اور منکر رویت الٰہی۔ یہاں تک یہ كَذَّبُوْا کی غایت ہے نہ کہ خسران کی اس لئے کہ ان کا خسران تو ایسا ہے کہ اس کی غایت نہیں۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً۔ یہاں تک کہ جب آئے ان پر قیامت اچانک۔ حتیٰ ان کے خسارہ کی انتہا بتانے کے لئے ہے ساعت سے مراد قیامت ہے جب ان پر قیامت آئے گی یعنی آخر مدت تاخیر عذاب کے ہے جس کے بعد عذاب ابدی ہے۔

بَغْتَةً۔ مصدر ہے بغت بَغْتَةً کے لغوی معنی کسی چیز کا اچانک آ جانا جہاں سے آنے کا گمان نہ ہو۔ بَغْتَةً یعنی فجاءۃً یعنی اچانک بَغْتَةً کہتے ہیں کسی چیز کا کسی پر وارد ہونا بغیر علم اور بغیر یقین وقت کے۔

قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا۔ بولے ہائے افسوس اس کوتاہی پر جو ہم سے ہوئی۔ یہ ندا تفجیع ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہائے حسرت اس ندامت و حسرت کو۔ حسرت کہتے ہیں یعنی اور تو نہ کوئی مددگار ہے اے شرمندگی تو ہی آ جا کہ اے

MARKAZUL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

حسرت یہ تیرا وقت ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔

عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ۔ کوتاہی پر کوتاہی جو ہم سے ہوئی یعنی دنیا کی زندگی میں ایمان لانے میں۔

فَرَّطْنَا۔ تفریط ہے جس کا مادہ فرط ہے اس کے معنی ارادۃً آگے بڑھنا یعنی کوتاہی کرنا یعنی دنیا میں بڑی کوتاہی کی اخروی درجات حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔

وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر ارے کتنا برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

گناہوں کا بوجھ اس کی پیٹھ پر لاد دیا جائے گا۔ حمل کے معنی اٹھانا لادنا ہے۔ اَوْزَارَ جمع ہے وزر کی اس کے معنی ہیں بوجھ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ یہاں عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ اس لئے کہا گیا کہ حمل اثقال پشت پر ہی ہوتا ہے اور کسب ہاتھوں سے یعنی کفار یہ اس وقت کہیں گے جب وہ اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے احساس ندامت ان پر مسلط ہوگا اور اس کی ندامت سے یہ حالت ہو گی جیسے کوئی بھاری بوجھ ان پر لاد دیا گیا ہو اس سے وہ دبے چلے جائیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کے سامنے ایک قبیح صورت آئے گی جس میں خبیث بدبو ہو اور کہے میں اعمال بد کا مجسمہ ہوں جس پر تو دنیا میں سوار ہو رہا تھا اور آج وہ دن ہے کہ میں تجھ پر سواری کروں گا۔ خبردار وہ برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (روح المعانی)

ابن جریر اور ابن حاتم رحمہم اللہ شدت سے اس حدیث کو طویل صورت میں نقل کر رہے ہیں۔

اور دوسری حدیث عمرو بن قیس رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشہ اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود یہ جواب کفار کے اس خیال فاسدہ کا ہے جو انہوں نے کہا تھا ان هی الاحیاتنا الدنیا۔ اور لعب محاورہ میں ترک ماینفع بمالاینفع کو کہتے ہیں اور لہو کہتے ہیں میل عن الجدالی الهزل کو (یعنی حقیقت کو چھوڑ کر مذاق کی طرف مائل ہونا)۔

اور لہو و لعب کی تعریف میں تفصیل سے اس جگہ نقل کی ہے جو ہماری نقل کردہ تعریف کی مؤید ہے۔

اور ایک حدیث میں قتادہ رحمہ اللہ وغیرہ سے ہے کہ

اخنس بن شریق اور ابوجہل کی ملاقات ہوئی اخنس نے ابوجہل سے کہا اے ابوالحکم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ میرے علاوہ یہاں دوسرا کوئی آدمی نہیں جو تمہاری بات سن لے تو ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہے اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن جب قصی کی اولاد کے پاس جھنڈا۔ اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ۔ اور غلاف کعبہ اور دارالندوہ (اسمبلی ہال) کی سرداری پہلے ہی سے ہے اور اب نبوت بھی ہم انہیں کی مان لیں تو

www.waseemziyai.com

دوسرے قریش کے لئے کیا چیز باقی رہ گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری حدیث میں ہے جسے واحدی نے مقاتل رحمہم اللہ سے نقل کیا کہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف بن قصی بن کلاب مجالس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کیا کرتا لیکن جب اپنے گھر والوں میں ہوتا تو کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹا نہیں ہے میں اسے سچا سمجھتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حیات دنیا کے متوالوں کو دنیا لعب ولہو ہے۔

ایک قول میں ہے کہ حیات دنیا کے لئے جو عمل ہوں وہ لہو ولعب ہیں اس لئے کہ ان کے عقب میں منفعت نہیں۔

اعمال آخرت میں منافع عظیمہ ہیں وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ اور بے شک دار آخرت بھلا ہے ان کے لئے جو ڈرتے ہیں۔

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ۔ اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ ماسوائے اعمال متیقن سب لعب ولہو ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ تَعْقِلُوْنَ ت سے قرأت حفص میں ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

اے محبوب ہم جانتے ہیں کہ رنجیدہ کرتی ہے آپ کو وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ کی تکذیب ہی ایک ایسی چیز ہے جو اللہ کی طرف راجع ہوتی ہے اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول مصدق ہیں معجزات سے تو وہ آپ کو جھٹلا نہیں سکتے لیکن وہ تکذیب اللہ کی کرتے ہیں۔

ابوجہل نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا مَا نُكَذِّبُكَ يَا مُحَمَّدُ وَاِنَّكَ عِنْدَنَا الْمُصَدِّقُ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو تو نہیں جھٹلاتے اس لئے کہ آپ تو ہم میں مصدق ہیں ہم اگر جھٹلاتے ہیں تو اسے جو آپ پر نازل ہوا۔ (روح المعانی)

ایک روایت ہے کہ ابوجہل کا ایک ساتھی اخنس بن قیس ایک دفعہ ابوجہل کو علیحدگی میں لے گیا اور ابوجہل سے کہنے لگا کہ سچ بتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سچا ہے تو سچ کہہ دے میں کسی کو نہ بتاؤں گا تو ابوجہل نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بالکل سچ ہے ان کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا لیکن میں ان کو اس لئے تسلیم نہیں کرتا کہ ان کے خاندان میں یعنی قصی بن کلاب میں پہلے ہی بہت سی عظمتیں موجود ہیں اگر نبوت بھی ان میں تسلیم کر لی جائے تو دوسرے قریشیوں کے پاس کیا بچے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی۔ خازن)

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ۔ بے شک آپ سے پہلے بھی جھٹلائے گئے رسول۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور یہ دلیل ہے اس پر جو فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ۔ مگر یہ نفی تکذیب نہیں بلکہ یہ ایسا فرمانا ہے جیسے کوئی کہے جبکہ بعض لوگ اس کی اہانت کریں کہ انہوں نے تیری توہین نہیں کی بلکہ انہوں نے میری توہین کی ہے تو انہوں نے صبر کیا۔ صبر عربی محاورہ میں حبس نفس علی المکرہ کو کہتے ہیں تو فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ یعنی اس حکم کو کوئی پلٹ

www.waseemziyai.com

نہیں سکتا۔ رسولوں کی نصرت اور ان کی تکذیب کرنے والوں کا ہلاک اس نے جس وقت مقدر فرمایا ضرور ہوگا۔

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور آپ کے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ انہیں کفار سے کیسی ایذائیں پہنچیں لہٰذا آپ اپنا قلب مبارک مطمئن رکھیں۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ۔ اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا حق سے روگردانی کرنا۔

اِنْ۔ شرطیہ كَانَ پر لایا گیا نہ کہ كَبُرَ پر کیونکہ اِنْ ماضی کو مستقبل بنا دیتا ہے كَانَ کا اسم یعنی ضمیر شان پوشیدہ ہے اور كَبُرَ اس کی خبر ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر آپ کو ان کا منہ پھیرنا شاق گزرا ہے۔

کیونکہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قریش کا ایک محضر نامہ لے کر آیا اور بولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی خاص نشان اللہ کی طرف سے پیش کر دیجئے جس طرح انبیائے سابقین پیش کرتے تھے تو ہم آپ کی تصدیق کرلیں گے۔ یہ مطالبہ ان کا محض جاحدانہ تھا۔ اس لئے کہ معجزات باہرہ اور دلائل قاہرہ وہ دیکھ چکے تھے۔ نطق حجر۔ سلک شجر۔ شق القمر اور کیا کیا مگر وہ بے دینی پر قائم رہتے ہوئے وہ مطالبات کررہے تھے جو دیکھ چکے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام لانے کی خواہش میں حریص تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بے نیازی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے حبیب ﷺ کو جواب دیا کہ ان کی اس شرط کا اسلام لغو ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں ہم نے اسلام کے لئے پیدا ہی نہیں کیا لہٰذا ان کے اسلام کی امید نہ فرمائیں۔

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ۔ تو اگر آپ سے ہوسکے تو تلاش کرلو کوئی سرنگ زمین میں۔ ف جزائیہ ہے بعد کا جملہ شرطیہ ہے۔ اِسْتَطَعْتَ۔ طوع سے بنا۔ اس کے معنی طاقت قدرت۔ نَفَق۔ زمین میں تہ خانہ کو کہتے ہیں جس کے دو منہ ہوں ایک داخل ہونے کا دوسرا باہر نکلنے کا گوہ کے سوراخ کو بھی نافقاء کہتے ہیں۔

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ۔ یا کوئی سیڑھی آسمان میں۔ سلم۔ سلامت سے بنا اس کے معنی چڑھنا ہے یعنی ایسی سیڑھی جو آسمان میں پہنچادے۔

فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ۔ تو اس پر چڑھ جاؤ پھر لے آؤ ان کے پاس معجزے تو بھی وہ ایمان نہ لائیں گے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو جمع کر دیتا ان کو ہدایت پر یہاں شَآءَ بمعنی اَرَادَ ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ تو آپ نہ ہوجائیں ان سے جو حقائق کا علم نہیں رکھتے۔ بعض علماء رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ اس آیت میں خطاب امت کے ہر فرد کو ہے جو اس آیت کی تلاوت کرے۔ بعض کے نزدیک اجتناب اور پرہیز کے لئے تاکیداً یہ اسلوب اختیار کیا گیا۔

اور اگر آپ کر سکتے ہیں تو کوئی سرنگ تلاش کر لیجئے یا آسمان کی طرف کوئی سیڑھی بنا لیجئے اس تمام جواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسلام کی امید سے منقطع کرنا تھا۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے نیازانہ جواب مل گیا تو انہیں تو بہانہ بنا کر منحرف ہونا ہی تھا اور وہ علی الفور منحرف

www.waseemziyai.com

ہوکر واپس ہو گئے تو قلب اقدس پر یہ گراں گزرا تو ارشاد ہوا۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ الخ۔ نفق کا معنی ہے سرنگ جس میں سے دوسری طرف نکلنے کی جگہ ہو۔ قاموس میں ہے کہ اصلی معنی اس کا گوہ کا بل ہے جو دونوں طرف منہ رکھتی ہے اور اس کے دونوں راستوں کو نافقان کہتے ہیں۔

سلم۔ بمعنی سیڑھی۔ اس کا یہ نام بطور تفاول ہے کہ تم سلامتی سے اس پر چڑھ جاؤ۔ زجاج رحمہ اللہ نے کہا سیڑھی کو اس لئے سلم کہتے ہیں کہ یہ سلامتی سے اوپر لے جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ نفقاً سے مراد زمین میں سرنگ ہے اور سلم سے مراد مرقاۃ (سیڑھی) ہے۔ صاحب نسفی رحمہ اللہ آیات متلوہ پر فرماتے ہیں۔

اور اگر گراں گزرا آپ پر ان کا اعراض اسلام لانے سے تو اگر آپ کر سکتے ہیں تو کوئی سرنگ ڈھونڈ لیجئے جو زمین کے نیچے سے ہو یا سیڑھی آسمان کی طرف کہ اس کے ذریعہ آپ ان کی مطلوبہ نشانی دے دیجئے یعنی آپ کی خواہش اور حرص اسلام و ایمان میں یہ کام کیجئے ہم تو ان سے بے نیاز ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر چونکہ اللہ جانتا ہے کہ انہوں نے کفر کیا ہے تو اللہ ہرگز انہیں ہدایت پر جمع نہ کرے گا تو آپ جاہلوں کے پیچھے نہ جائیے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ۔ صرف وہی قبول کریں گے جو سنتے ہیں۔

وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾۔ اور ان مردہ دلوں کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ پھر وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ بیان کی گئی کہ وہ حق کی آواز سن ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے دل مردہ تھے اس لئے ان کو گمراہ کیا گیا۔

تحقیق موتی وموت از مفردات راغب اصفہانی

موت کے اقسام انواع حیات پر موقوف ہیں۔

اول ازالہ قوت نامیہ کو بھی موت کہتے ہیں خواہ وہ انسان پر ہو یا حیوانات پر اور خواہ نباتات پر ہو مثلاً۔

يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا - فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا۔

دوسرے زوال قوت حسیہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ - ائذا مامت لسوف اخرج حیا۔

تیسرے زوال قوت عاقلہ یعنی جہالت کے غلبہ کو بھی موت کہتے ہیں۔ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ - اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔

چوتھے ایسا خسران وملال جو مکدر حیات ہو وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔

پانچویں نیند پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا۔ اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِيْفٌ وَ الْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيْلٌ۔

اور اسی کو وفات کہا گیا حَيْثُ قَالَ وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ - اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ۔

www.waseemziyai.com

چھٹے زوال قوت حیوانیہ کے معنی میں کل نفس ذائقة الموت – وَاَبَانَةُ رَوحٍ عَنِ الْجَسَدِ۔

ساتویں بمعنی تحلل انک میت والتنبیه و انهم میتون –اَبَانَةُ الرُّوحِ عَنِ الْجَسَدِ۔

ساتویں بمعنی سیل سائل۔ سُقۡنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ – بَلۡدَةً مَّیۡتًا ۔

آٹھویں ازالہ روح بلاتز کیہ۔ میتہ حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةُ۔

نویں موت بمعنی جنون –موت علم وعقل۔

دسویں موت قلب۔

اور آپ ان کے لئے حرص ہدایت نہ کیجئے اس لئے کہ انہیں آپ کی یہ حرص نفع نہیں دے سکتی اس واسطے کہ ان کے پاس سمع قبول نہیں وہ مثل مردوں کے ہیں۔ ہاں آپ کی دعوت وہ قبول کریں گے جو دل کے کانوں سے آپ کی آواز سنتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل مرے ہوئے نہیں اور یہ مرے ہوئے یعنی کفار ازلی یہ تو اٹھائے جائیں گے اور اللہ کی طرف لوٹیں گے اس وقت گوش قبول سے سنیں گے اور کہیں گے یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾ – یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ – رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَکُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ ابھی تو ان کے یہ دم خم ہیں کہ محض لایعنی مطالبات کرتے اور بیہودہ اعتراضات سے اپنے کو حق پر غالب رکھنے کے گمان باطل میں ہیں۔

وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَیۡهِ اٰیَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنۡ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۷﴾

اور بولے کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ فرمادیجئے بے شک اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتارے کوئی نشانی۔ لیکن اکثر ان میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔

اور کفار بولے کہ ان پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ان کے رب کی طرف سے جیسے انہوں نے جبل صفا کو سونے کی شکل میں طلب کیا اور ارض مکہ کی وسعت طلب کی۔ اس میں نہریں جاری مانگیں (گویا کفار مکہ کی سرکشی اس حد تک پہنچی کہ وہ کثیر معجزات و آیات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود سب سے مکر گئے اور مزید معجزات کے طالب ہوئے حتیٰ کہ عذاب الٰہی طلب کرنے لگے اور کہہ بیٹھے اللّٰهُمَّ اِنۡ کَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ یا رب اگر یہ حق پر ہیں تیرے پاس سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے۔ (تفسیر ابوالسعود از تفسیر نسفی)

فرمادیجئے کہ اللہ قادر ہے کہ نشانی اتار دے لیکن ان کے اکثر جاہل ہیں یعنی یہ نہیں سمجھتے کہ آیات الٰہیہ اور معجزات مطلوبہ کے نازل ہونے کے بعد اگر وہی ضد رہی تو پھر بلاء عذاب ہی ان پر آنا باقی رہ جاتا ہے یہ نہیں جانتے کہ جدید معجزہ کا نزول ان کے لئے وہ مصیبت و بلا ہوگا کہ انکار کرتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ ؕ ۔

اور نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو پروں پر مگر وہ امتیں ہیں تمہاری مثل۔

یعنی تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو اس کی قدرت کی یہ شان ہے کہ اس نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مختلف امتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ان کی غذا مزاج کے مطابق ہر قسم کے اعضاء عطا فرمائے اور ان کو شعور عطا کیا۔

یعنی خلق۔ موت۔ بعثت و احتیاج میں سب اسی مدبر امور کی طرف محتاج ہیں۔ یعنی تمام جاندار خواہ وہ بہائم ہوں یا

www.waseemziyai.com

درندے پرندے ہوں یا چرندے سب تمہاری مثل امتیں ہیں۔ اگرچہ یہ مماثلت جمیع وجوہ سے نہیں بلکہ بعض سے ہے ان وجوہ میں بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حیوانات تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کو جانتے اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔

چنانچہ درختوں کی عبادت بحکم الٰہی عزوجل قیام ہے۔ چارپایوں کی عبادت رکوع ہے۔ حشرات الارض سجدے میں ہیں۔ طائران خوش الحان بالجہر نغمہ سنج وحمد ہیں۔ دریائی جانور یک سر مشغول تسبیح ہیں۔ پہاڑ۔ چاند۔ سورج۔ آسمان عبادت دائمی میں بہ تحیر محو ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔

بعض نے کہا کہ وہ انسان کی طرح باہمی محبت والفت میں ایک دوسرے سے تفہیم وتفہم کرتے ہیں۔

بعض نے کہا روزی طلب کرنے۔ ہلاکت سے بچنے۔ نرمادہ میں امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔

بعض نے کہا پیدا ہونے۔ مرنے اور مرنے کے بعد حساب کے لئے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

یعنی ہم نے کوئی بات نہ چھوڑی جو لوح محفوظ میں نہ ہوئی یا قرآن کریم میں۔ اس سے مراد ہے کہ اس میں جملہ علوم ماکان ومایکون کا بیان ہے (جمل) پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ یعنی جملہ امم خواہ دواب چوپائے سے ہوں خواہ طیور و پرند سب کا حساب ہوگا۔ تمام مخلوق چرند و پرند اور جن وانس قیامت میں اپنے رب عزوجل کے حضور جمع ہوں گے وہاں انصاف ہوگا حتیٰ کہ سینگ والا جانور بے سینگ والے کو اگر مارے گا تو بے سینگ والے کو سینگ والے کو مارنے کو کہا جائے گا تاکہ وہ بدلہ لے سکے پھر وہ جانور بدلے کے بعد مٹی بنادیئے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

اور وہ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں سرگرداں ہیں جسے چاہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اور جسے چاہے اسے ہدایت کے سیدھے راستہ میں لگادے۔

الَّذِيْنَ۔ سے مراد تمام کافر ہیں۔ كَذَّبُوْا۔ جھوٹا جاننا یا جھٹلانا۔ آیات سے مراد تو قرآن کریم کی آیتیں ہیں یا حضور علیہ السلام کے معجزات ہیں۔

صُمٌّ۔ جمع ہے۔ اصم سے بنا۔ صُمٌّ کے معنی بوجھ جس کے کان میں ثقل ہو جس سے وہ سن نہ سکے۔

بُكْمٌ۔ جمع ابکم۔ اس کے معنی ہیں گونگا جو بول نہ سکے۔

الظُّلُمٰتِ۔ جمع ہے ظلمۃ کی اس کے معنی تاریکی ہے۔

وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں نہیں سنتے وہ کلام جو انہیں ہوش میں لائے یعنی حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں۔ مخبوط الحواس ہیں۔ ظلمت جہل میں اور کفر میں غافل ہیں۔ غور وتامل سے محروم ہیں۔ اللہ عزوجل جسے چاہے گمراہ کرے یعنی جس کی گمراہی چاہے اسے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھے راستہ پر ڈال دے۔ اسلام کی توفیق

www.waseemziyai.com

عطا فرمادے یہ آیت کریمہ دلیل ہے اس امر کی کہ خالق افعال وارادہ وہ ہی اللہ تعالیٰ ہے اور نفی اصلح کی تخلیق وہی کرتا ہے۔ مگر فاعل خیر وشر بندہ ہے۔ (تفسیر نسفی)

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤٠۔

آپ فرمادیجئے بھلا بتاؤ تو اگر آئے تم پر اللہ کا عذاب یا آجائے تم پر قیامت کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

قُلْ۔ میں خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ اس مضمون کا تعلق توحید الٰہیہ سے ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے گواہ ہیں اس لئے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ۔ کے لفظی معنی ہیں کیا آپ نے اسلام میں دیکھے ہیں۔ بتاؤ خبر تو دو اقرار کرانے کے لئے ہوتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

فرمادیجئے بھلا بتلاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت آجائے یعنی اس کے معنی یہ ہیں کیا تم جانتے ہو کہ تمام امور جنہیں تم کہتے ہو اگر عذاب الٰہی عزوجل آئے تو کسے پکارو گے کیا اللہ کے سوا غیر کو پکارو گے یعنی جنہیں تم نے مخصوص خدا بنایا ہے اور تم اپنی عادات کے مطابق انہیں کو پوجتے ہو پکارتے ہو جب تمہیں برائی پہنچے تو اللہ کے سوا انہیں کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝٤١۔

بلکہ خالص اسی کو پکارو گے تو دور کردے گا وہ تکلیف جس کے لئے پکارا تھا تم نے اگر وہ چاہے گا تو بھلا دو گے تم جنہیں شریک بنا رکھا تھا۔

یعنی بتوں کو جب خدا مانتے ہو تو اپنی خلاصی کے لئے بھی انہیں کو پکارو جنہیں دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے ہی حاجت روائی چاہو بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ۔ بلکہ اس وقت اسی کو پکارو گے یعنی اپنے خداؤں کو چھوڑ کر اس وقت اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ چاہے تو مصیبت دفع کردے فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝٤١۔ اور بھول جاؤ گے انہیں جنہیں شریک مان رہے ہو یعنی اس وقت انہیں چھوڑ کر اللہ کو یاد کرو گے اور اپنے معبودوں کو یاد نہیں کرتے اس لئے اس وقت تم بدحواسی میں سب معبودوں کو بھول کر ایک ہی اللہ کو یاد کرو گے۔ اس لئے کہ وہی اس پر قادر ہے کہ تمہاری مصیبت دفع کرے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝٤٢

اور بے شک بھیجے ہم نے آپ سے پہلی امتوں کی طرف رسول تو پکڑا ہم نے ان کو بھوک اور تکلیف میں تاکہ عاجزی کریں۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٤٣

پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب ان کو قحط سالی نے پکڑا وہ عاجزی کرلیتے لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے عمل ان کو خوشنما کرکے دکھائے۔

www.waseemziyai.com

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

پھر جب وہ تمام نصیحتیں بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ہماری نعمتوں پر تو ناگہانی طور پر ہم نے ان کو پکڑ لیا تو پھر وہ ناامید ہو گئے۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

تو ہم نے جڑیں کاٹ دیں ظالم قوم کی اور سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

فرما دیجئے بتلاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے جائے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو کون سا خدا ہے اللہ کے سوا جو تمہیں یہ دے سکے۔ دیکھو ہم کس طرح آیات بیان کرتے ہیں پھر وہ پھر جاتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

فرما دیجئے بھلا بتلاؤ تو سہی اگر تم پر اللہ کا عذاب ناگہاں یا ظاہری طور پر آ جائے تو کیا ظالموں کے سوا اور بھی کوئی ہلاک ہو گا؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے پھر جو شخص ایمان لے آئے اور درست ہو جائے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور وہ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ان کو پہنچے گا عذاب ان کے گناہوں کے بدلے۔

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾

فرما دیجئے کہ میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کا تابع ہوں جو میری طرف آتی ہے۔ فرما دیجئے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم سوچتے نہیں ہو؟

حل لغات رکوع دہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	اَرْسَلْنَآ۔ بھیجے ہم نے	اِلٰٓی۔ طرف
اُمَمٍ۔ امتوں کی	مِّنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	فَاَخَذْنٰهُمْ۔ تو ہم نے پکڑا ان کو	

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بِالْبَاْسَآءِ۔بھوک سے	وَ۔اور	الضَّرَّآءِ۔تکلیفوں سے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
يَتَضَرَّعُوْنَ۔عاجزی کریں	فَلَوْلَآ۔پھر کیوں نہ ہوا	اِذْ۔جب	جَآءَ۔آیا
هُمْ۔ان کے پاس	بَاْسُنَا۔ہمارا عذاب	تَضَرَّعُوْا۔عاجزی کی انہوں نے	
وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	قَسَتْ۔سخت ہوگئے	قُلُوْبُهُمْ۔ان کے دل
وَ۔اور	زَيَّنَ۔خوشنما بنائے	لَهُمْ۔ان کے لئے	الشَّيْطٰنُ۔شیطان نے
مَا۔جو	كَانُوْا۔تھے	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	فَلَمَّا۔پھر جب
نَسُوْا۔بھول گئے	مَا۔جو	ذُكِّرُوْا۔نصیحت کئے گئے تھے	
بِهٖ۔ساتھ اس کے	فَتَحْنَا۔کھول دیئے ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	اَبْوَابَ۔دروازے
كُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	اِذَا۔جب
فَرِحُوْا۔خوش ہوئے	بِمَآ۔اس پر جو	اُوْتُوْآ۔دیئے گئے	اَخَذْنٰهُمْ۔پکڑا ہم نے ان کو
بَغْتَةً۔ناگہاں	فَاِذَا۔تو	هُمْ۔وہ	مُّبْلِسُوْنَ۔ناامید ہوگئے
فَقُطِعَ۔پھر کاٹی گئی	دَابِرُ۔جڑ	الْقَوْمِ۔قوم کی	الَّذِيْنَ۔جنہوں نے
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا	وَ۔اور	الْحَمْدُ۔سب تعریف	لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے ہے جو
رَبِّ۔رب ہے	الْعٰلَمِيْنَ۔سب جہانوں کا	قُلْ۔فرمادیجئے	اَ۔کیا
رَءَيْتُمْ۔دیکھا تم نے	اِنْ۔اگر	اَخَذَ۔لے جائے	اللّٰهُ۔اللہ
سَمْعَكُمْ۔تمہارے کان	وَ۔اور	اَبْصَارَ۔آنکھیں	كُمْ۔تمہاری
وَ۔اور	خَتَمَ۔مہر کردے	عَلٰى۔اوپر	قُلُوْبِكُمْ۔تمہارے دلوں کے
مَنْ۔کون	اِلٰهٌ۔خدا ہے	غَيْرُ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے جو
يَاْتِيْكُمْ۔دے دے تم کو	بِهٖ۔یہ چیزیں	اُنْظُرْ۔دیکھ	كَيْفَ۔کس طرح
نُصَرِّفُ۔بیان کرتے ہیں ہم	الْاٰيٰتِ۔آیتیں	ثُمَّ۔پھر	هُمْ۔وہ
يَصْدِفُوْنَ۔پھر جاتے ہیں	قُلْ۔کہہ	اَ۔کیا	رَءَيْتَكُمْ۔دیکھا تم نے
اِنْ۔اگر	اَتٰىكُمْ۔آئے تمہارے پاس	عَذَابُ۔عذاب	اللّٰهِ۔اللہ کا
بَغْتَةً۔ناگہاں	اَوْ۔یا	جَهْرَةً۔ظاہر	هَلْ۔نہیں
يُهْلَكُ۔ہلاک کی جائے گی	اِلَّا۔مگر	الْقَوْمُ۔قوم	الظّٰلِمُوْنَ۔ظالموں کی
وَ۔اور	مَا۔نہیں	نُرْسِلُ۔بھیجتے ہم	الْمُرْسَلِيْنَ۔پیغمبروں کو
اِلَّا۔مگر	مُبَشِّرِيْنَ۔خوشخبری دینے والے		وَ۔اور
مُنْذِرِيْنَ۔ڈرانے والے	فَمَنْ۔پھر جو	اٰمَنَ۔ایمان لائے	وَ۔اور
اَصْلَحَ۔درست ہوجائے	فَلَا۔تو نہیں	خَوْفٌ۔خوف	عَلَيْهِمْ۔ان پر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	لَا۔نہ	هُمْ۔وہ	يَحْزَنُوْنَ۔غمگین ہوں
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
يَمَسُّهُمُ۔پہنچے گا ان کو	الْعَذَابُ۔عذاب	بِمَا۔بدلے اس کے جو	كَانُوْا۔تھے وہ
يَفْسُقُوْنَ۔گناہ کرتے	قُلْ۔کہہ	لَّآ۔نہیں	اَقُوْلُ۔کہتا میں
لَكُمْ۔تم کو	عِنْدِيْ۔کہ میرے پاس	خَزَآئِنُ۔خزانے ہیں	اللّٰهِ۔اللہ کے
وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَعْلَمُ۔میں جانتا ہوں	الْغَيْبَ۔غیب
وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَقُوْلُ۔میں کہتا ہوں	لَكُمْ۔تم کو
اِنِّيْ۔کہ میں	مَلَكٌ۔فرشتہ ہوں	اِنْ۔نہیں	اَتَّبِعُ۔پیروی کرتا میں
اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	يُوْحٰۤى۔وحی کی جاتی ہے	اِلَيَّ۔میری طرف
قُلْ۔کہہ	هَلْ۔کیا	يَسْتَوِي۔برابر ہوتے ہیں	الْاَعْمٰى۔اندھا
وَ۔اور	الْبَصِيْرُ۔دیکھنے والا	اَفَلَا۔کیا نہیں	تَتَفَكَّرُوْنَ۔سوچتے تم

مختصر تفسیر رکوع دہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ
جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور بے شک بھیجے ہم نے اپنے رسول آپ سے پہلے امتوں کی طرف تو انہیں سختی اور تکلیف سے پکڑا تا کہ وہ تضرع و زاری کریں تو کیوں نہ ہوا جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو تضرع کرتے ہوئے آتے لیکن ان کے دلوں میں قساوت آ گئی اور اچھے دکھائے شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام تو جب بھلا دیا انہوں نے جو نصیحتیں انہیں کی گئی تھیں تو کھول دیئے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک تو اب وہ مایوس سے ہو کر رہ گئے۔تو جڑ کاٹ دی گئی اس قوم کی جنہوں نے ظلم کیا تھا اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ۔اخذ سے مراد غضب وعذاب کی پکڑ ہے۔ہم کا مرجع امم کے نافرمان لوگ ہیں۔
بِاْسَآءِ۔بوس سے بنا اس کے معنی سختی جیسے قحط۔بھوک۔ضراء۔ضر سے بنا اس کے معنی تکلیف بربادی۔

تو پکڑا ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں تا کہ سختی اور تکلیف میں اپنی ذلت کا اعتراف کر کے خشوع سے اپنے رب عزوجل کے حضور اپنے گناہوں سے تائب ہوں جبکہ ان پر ابتلاء شدید نازل ہو تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔تضرع کے معنی ہیں عجز وانکساری سے توبہ کر کے دفع عذاب کی دعا کرنا۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا۔لولا ترغیب کے لئے ہے یعنی وہ لوگ ہمارے دروازے پر گڑ گڑاتے ہوئے

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کیوں نہ گرے وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ قَسَتْ بنا قسوۃ سے ہے۔اس کے معنی ہیں سختی۔

تو پکڑا ہم نے سختی اور تکلیف سے یعنی قحط اور فاقہ کشی سے اور مرض اور نقصان جان و مال کے ساتھ تا کہ وہ تضرع وزاری کریں اور اپنی ذلت کا اعتراف کر کے خشوع سے اپنے رب عزوجل کے حضور اپنے گناہوں سے تائب ہوں جبکہ ان پر ابتلاء شدید نازل ہو تو کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب آیا کہ تضرع کرتے یعنی انہوں نے ہمارے حضور گڑگڑا کر کیوں نہ توبہ کی مگر اپنے عناد میں اڑے رہے۔لیکن سخت ہو گئے ان کے دل جس سے وہ زجر وتوبیخ کی ابتلاء سے تائب نہ ہوئے اور شیطان نے انہیں خوشگوار کر دکھایا انہیں ان کی نگاہ میں ان کا کام اور وہ جو کچھ کر رہے تھے اسے پسند کرنے لگے۔یعنی اپنے کفر وشرک اور فسق وفجور پر اڑ گئے۔

فَلَمَّا نَسُوْا۔ تو جب بھلا دیا انہوں نے۔ نَسُوْا۔ نسیان سے ہے اس کے معنی ہیں بھول جانا یا چھوڑ دینا۔ مَا ذُكِّرُوْا۔ وہ مختلف عذاب جو ان پر وقتاً فوقتاً آتے تھے۔تو جب بھلا دیا انہوں نے جو نصیحتیں کی گئیں تھیں انہیں اور تکلیف اور فاقہ کشی کے بعد سب کچھ بھلا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کی رسی ڈھیلی کی گئی۔

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۔ ابواب جمع ہے باب کی اس کے معنی ہیں دروازہ ہر شخص کے لئے ہر نعمت کا الگ الگ دروازہ کھولا گیا۔ كُلِّ شَيْءٍ۔ ہر قسم کی نعمتیں۔اور ان پر کھول دیا گیا دراز ہ صحت اور وسعت کا اور انواع نعمت سے کہ وہ خوب غافل ہو گئے اور ان نعمتوں پر فخر کرنے لگے۔

حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا۔ حتیٰ کہ جب وہ خوش ہونے لگے ان نعمتوں اور ان وسعتوں سے جو انہیں ملیں۔ اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً۔ تو ہم نے پکڑا انہیں اچانک۔ بَغْتَةً۔ فرما کر اشارہ کیا کہ انہیں گزشتہ عذاب بیدار نہ کر سکے وہ مرے اچانک ہی غفلت کی حالت میں۔

فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ ابلاس سے بنا۔اس کے معنی حسرت مایوسی تو وہ مایوس ہو کر رہ گئے یعنی ان کی تمام امنگیں ختم ہو گئیں اور حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ اس ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی گئیں جنہوں نے ظلم کیا وہ ایسے ہلاک کر دیئے گئے کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچا ان کا بچہ بچہ حتیٰ کہ جانور تک سب ہلاک کر دیئے گئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ ۔ اور تمام خوبیاں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو جہان کا پالنہار ہے۔ یہ اعلان وجوب حمد کا جب ظالموں کی ہلاکت ہو تو نیک لوگوں کے لئے رحمت ہے تو رحمت پر حمد الٰہی کرنا لازم و واجب ہے۔(نسفی)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ ۔

فرما دیجئے کیا تم دیکھتے ہو اگر لے لے اللہ تمہارے کان اور آنکھ یعنی تمہیں بہرا اندھا کر دے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے جس سے تمہاری عقل وتمیز سلب ہو جائے تو کون خدا ہے سوا اللہ کے جو یہ تمہیں دے دے یعنی جو کچھ تم سے چھینا اور تم پر مہر کی دیکھو ہم کس طرح ہیر پھیر کر آیتیں لاتے اور انہیں دہراتے ہیں پھر وہ ہیں کہ منہ پھیرے لیتے ہیں یعنی ہماری آیتوں سے اعراض کرتے ہیں۔صدود عربی محاورہ میں کسی شے سے منہ پھیرنے کو کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

قُلْ کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی اتنی ہے گفتگو تری اللہ کو پسند!

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کے قبضہ عامہ کا ذکر ہے لہٰذا فرمایا گیا قُلْ اَرَءَیْتُمْ۔ اس کے اصطلاحی معنی ہیں غور کرو۔ اِنْ اَخَذَ اللّٰہُ سَمْعَکُمْ وَ اَبْصَارَکُمْ۔ سمع سے مراد قوت سماعت ابصار سے قوت بصارت کا سلب کر لینا۔ زائل کر دینا۔

خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ۔ خَتَمَ کے معنی ہیں مہر کر دینا جس سے ایمان دل میں نہ پہنچ سکے۔

مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا کوئی خالق تو ہے ہی نہیں۔

یَاْتِیْکُمْ بِهٖ۔ یہ طاقت کسی میں نہیں کہ سلب شدہ قوت بصارت وسماعت تمہیں دے دے۔

اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ۔ اُنْظُرْ۔ نظر آنکھوں سے دیکھنا۔ نُصَرِّفُ۔ تصریف سے بنا اس کے معنی گھمانا آیات قرآنیہ کا۔

ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾۔ یَصْدِفُوْنَ۔ صدف سے بنا اس کا معنی منہ پھیرنا ہے۔ یعنی اے محبوب غور تو فرمائیے کہ ہم ان کے سمجھانے کے لئے آیات قرآنی کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ہم ہر طرح سمجھاتے ہیں لیکن یہ بدنصیب کس طرح منہ پھیرتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾۔

فرما دیجئے کیا تم دیکھتے ہو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک آجائے کہ اس کی کوئی علامت تم پر ظاہر نہ ہو یا کھلم کھلا کہ اس کی علامتیں معلوم بھی ہو جائیں یا بقول حسن رحمہ اللہ رات اور دن میں تو کون ہلاک ہو گا وہی جو ظالموں سے ہیں یعنی اس سے وہی ہلاک ہوں گے جو سختی عذاب وغضب الٰہی میں ہیں یا یہ معنی ہوں گے کہ اس سے ہلاک نہ ہوں گے مگر وہی جو اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور کفر میں سرگرم ہیں۔

وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور ہم نے نہیں بھیجا رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور عذاب جہنم کے ڈرانے کے لئے تو جو ایمان لائے اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو کوئی خوف نہیں ہو گا انہیں اور وہ نہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا ان کو عذاب بوجہ اس کے کہ وہ حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔

انہیں عذاب ایسے ہی پہنچے گا جیسے زندہ کو تکالیف کا احساس ہوتا ہے ان کی حکم عدولی کے بدلے کے سبب ان کے فسق کے باعث اطاعت الٰہیہ سے نکل جانے کے باعث اور کفر میں رہنے کے باعث انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا اصلی مقصد یہ ہے کہ وہ رحمت الٰہی عزوجل کا مژدہ سنائیں اور بدکاروں کو عذاب شدید سے ڈرائیں تاکہ بدکار بدی سے باز آجائیں۔

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

فرما دیجئے میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانہ ہیں کہ مخلوق میں تقسیم کروں یا رزق دے سکوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں آپ علم غیب رکھتا ہوں یعنی میں نہ یہ کہتا ہوں نہ وہ کہتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میرا

www.waseemziyai.com

دعویٰ ایسا نہیں جو بعید از عقل ہو اور یہ کہ میں مالک خزائن الٰہی بالذات ہو گیا ہوں اور غیب کو خود ہی جان لیتا ہوں ۔ میرا دعویٰ تو وہی ہے جو اکثر بشروں نے بعطاء الٰہی کیا اور وہ نبوت ہے میں اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے یعنی میں جو خبر دیتا ہوں وہ وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ میری طرف وحی نازل فرماتا ہے ۔ فرما دیجئے کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھے اور آنکھ والے مثل گمراہ اور ہدایت یافتہ کے جو فرق ہے یا وہ جو پیروی کرے اس کی جو وحی ہوا سے اور جو نہ پیروی کرے اس کی باوجود دعویٰ راہ مستقیم کا کرے جو نبوت ہے اور محال سے مجتنب ہو جو الوہیت ہے ۔ تم کیوں نہیں غور کرتے تا کہ گمراہ نہ ہو اور اندھے نہ بنو ۔ (تفسیر نسفی)

شان نزول

کفار نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے انواع و اقسام کے سوالات کرتے رہتے تھے کبھی کہتے کہ

آپ رسول ہیں تو ہمیں اتنی دولت دلا دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں ۔

آپ رسول ہیں تو ہمارے مستقبل سے ہمیں مطلع کر دیجئے کہ کیا کیا ہمیں پیش آنے والا ہے تا کہ ہم انتظام کر لیں اور آنے والے نقصان سے بچ جائیں ۔

آپ رسول ہیں تو ہمارے لئے صفا کو سونے کا بنا دیجئے ۔

اور ہمیں گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنا دیجئے ۔

اور ہمیں اتنی دولت دلا دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں ۔

اور ہمیں قیامت کا وقت اور دن بتا دیجئے ۔

آپ اگر رسول ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں ۔

شادیاں کیوں کرتے ہیں ۔

آپ بازاروں میں کیوں چلتے ہیں ۔

اس قسم کے بے محل اور بے معنی سوالات کرتے تھے اور معیار رسالت و نبوت بنا کر ایسے مطالبات پر زور دیتے تھے تو ان کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا انہیں فرما دیجئے کہ نبوت و رسالت کے لئے ان تمام امور کو تمہارے بے معنی کئی معیار قرار دیا گیا ہے ۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ جو جن امور کا مدعی ہو اس سے وہ ہی باتیں کی جائیں جو اس کے دعویٰ سے تعلق رکھیں غیر متعلق باتوں کے متعلق سوال کرنا اور ان کو دعوے کے خلاف حجت بنانا خالص جہل ہے ۔

انتباہ

آیات متلوہ سے یہ مستفاد ہرگز نہیں ہوتا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر مطلع کئے جانے کی اس میں نفی کی اس آیت سے یہ سند لانا ایسا ہی بے معنی اور لایعنی ہے جیسا کہ کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز قرار دینا اور یہ امر بین من الامس اور اظہر من الشمس ہے کہ اس آیت کریمہ میں علم عطائی کی ہرگز نفی نہیں اور اگر علم عطائی کی نفی مان لی جائے تو تعارض بین

آلایات وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وغیرہ میں لازم آجائے گا وھو باطل۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں اور یہ جواب واضح تر ہے جو خانی زکریا رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا بطریق تواضع اور بغرض اظہار عبودیت جس کی نظیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بھی ملتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔ لَا تُفَضِّلُوْنِی عَلٰی یُوْنُسَ بْنَ مَتّٰی۔ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ حالانکہ حضور مصطفیٰ۔ مجتبیٰ۔ سید الانبیاء۔ امام الاتقیاء سید الرسل امام الکل فی الکل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اجمعین۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور ڈراؤ اس (قرآن) کے ساتھ ان کو جو ڈرتے ہیں اس سے کہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کئے جائیں نہیں ہے ان کیلئے اس کے سوا کوئی دوست اور نہ سفارشی تاکہ وہ ڈریں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور نہ ہانک دو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے ہوئے نہیں ہے آپ پر ان کے حساب سے کوئی چیز اور نہ آپ کے حساب سے ان پر کوئی چیز اگر تو ان کو ہانکے گا تو ہو جائے گا ظالموں سے۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور اسی طرح ہم نے آزمایا ان کے بعض کو ساتھ بعض کے تاکہ وہ کہیں کیا یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے احسان کیا کیا اللہ شکر گزاروں کو نہیں جانتا؟

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾

اور جب آئیں آپ کے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو آپ کہیں تم پر سلام ہو لکھا ہے تمہارے رب نے اپنے کرم کے ذمہ رحمت کو کہ جو شخص عمل کرے گا تم میں سے نادانی سے برے پھر توبہ کرے اس کے بعد اور درست ہو جائے تو بے شک وہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع

اور اسی طرح کھول کر ہم آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

حل لغات رکوع یازدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَ۔اور	اَنْذِرْ۔ڈرا	بِهٖ۔اس کے ساتھ	الَّذِيْنَ۔ان کو جو
يَخَافُوْنَ۔ڈرتے ہیں	اَنْ۔یہ کہ	يُّحْشَرُوْٓا۔اکٹھے کئے جائیں	اِلٰى۔طرف

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی	لَيْسَ۔ نہیں	لَهُمْ۔ ان کے لئے	مِّنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا
وَلِيٌّ۔ کوئی دوست	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	شَفِيْعٌ۔ سفارشی
لَّعَلَّهُمْ۔ تاکہ	يَتَّقُوْنَ۔ وہ ڈریں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَطْرُدِ۔ ہانک	الَّذِيْنَ۔ ان کو	يَدْعُوْنَ۔ جو پکارتے ہیں	رَبَّهُمْ۔ اپنے رب کو
بِالْغَدٰوةِ۔ صبح	وَ۔ اور	الْعَشِيِّ۔ شام	يُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہیں
وَجْهَهٗ۔ اس کی رضامندی	مَا۔ نہیں	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	مِنْ حِسَابِهِمْ۔ ان کے
حساب سے	مِّنْ۔ کوئی	شَيْءٍ۔ چیز	وَّ۔ اور
مَا۔ نہ	مِنْ حِسَابِكَ۔ تیرے حساب سے		عَلَيْهِمْ۔ ان پر
مِّنْ۔ کوئی	شَيْءٍ۔ چیز	فَتَطْرُدَ۔ تو ہانک دے گا	هُمْ۔ ان کو
فَتَكُوْنَ۔ تو ہوگا تو	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں میں سے		وَ۔ اور
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	فَتَنَّا۔ آزمایا ہم نے	بَعْضَهُمْ۔ ان کے بعض کو	بِبَعْضٍ۔ بعض سے
لِّيَقُوْلُوْٓا۔ تاکہ کہیں	اَ۔ کیا	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ ہیں کہ	مَنَّ۔ احسان کیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مِّنْۢ بَيْنِنَا۔ ہم میں سے	اَ۔ کیا
لَيْسَ۔ نہیں	اللّٰهُ۔ اللہ	بِاَعْلَمَ۔ جاننے والا	بِالشّٰكِرِيْنَ۔ شکرگزاروں کو
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	جَآءَ۔ آئیں	كَ۔ تیرے پاس
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں پر	فَقُلْ۔ تو کہہ
سَلٰمٌ۔ سلام ہو	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	كَتَبَ۔ لکھی	رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے
عَلٰى۔ اوپر	نَفْسِهِ۔ اپنی ذات کے	الرَّحْمَةَ۔ رحمت	اَنَّهٗ۔ بے شک
مَنْ۔ جو آدمی	عَمِلَ۔ کرے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	سُوْٓءًا۔ برائی
بِجَهَالَةٍ۔ نادانی سے	ثُمَّ۔ پھر	تَابَ۔ توبہ کرے	مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد
وَ۔ اور	اَصْلَحَ۔ درست ہو جائے	فَاَنَّهٗ۔ تو بے شک وہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔ رحم کرنے والا ہے	وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتے
ہیں ہم	الْاٰيٰتِ۔ آیتیں	وَ۔ اور	لِتَسْتَبِيْنَ۔ تاکہ ظاہر ہو جائے
سَبِيْلُ۔ راستہ	الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کا		

مختصر تفسیر رکوع یازدہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ

اور اس قرآن سے انہیں ڈرا وحی کے ذریعہ جو خوف کریں اور جانیں کہ اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

وہ مسلمان ہیں اور وہ اقراری ہیں بعث بعد الموت کے اور جو افراط وتفریط اعمال میں کرتے ہیں انہیں جو وحی سے حکم آتا

www.waseemziyai.com

ہے اس سے ڈرایا جاتا ہے اور اہل کتاب کو بھی اس لئے کہ وہ مقر بعث ونشر ہیں۔ (تفسیر نسفی)

حضور علیہ السلام بشیر ونذیر ہیں اور قرآن پاک ہدایت۔ بشارت ونذارت ہے۔

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾۔

کہ ان کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی نہ کوئی سفارشی ہو۔ یعنی خائف ہیں حشر سے کہ اس دن سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ناصر ومددگار نہیں تا کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ یعنی زمرۂ اہل تقویٰ میں داخل ہو جائیں۔

زمانہ جاہلیت میں شفاعت کا تصور بہت غلط تھا وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ عزوجل کی مرضی نہ بھی ہو تو بھی یہ بت ان کی سفارش کرا لیں گے۔ یہود ونصاریٰ کا خیال تھا کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ ہم تو اللہ کے بیٹے اور لاڈلے ہیں لہٰذا ہمارے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہم بخش دیئے جائیں گے اس کا رد فرمایا گیا۔ البتہ انبیاء۔ اولیاء۔ علماء شفاعت باذن الٰہی فرمائیں گے۔ شَفَاعَةُ الرَّسُوْلِ لَهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَهُوَ شَفِيْعٌ حَقِيْقَةً۔ (قرطبی)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا غیر متقین کے انذار کا تا کہ وہ متقی بن جائیں۔ تو اسی کے ساتھ حکم ہوا کہ تقویٰ والے غرباء خواہ وہ لباس میں میلے کچیلے ہوں ان کو ان مشرکوں کی خاطر علیحدہ نہ کرو۔

اس کا شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں نقل فرماتے ہیں۔

ایک جماعت قریش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت صہیب رومی۔ عمار بن یاسر اور بلال حبشی اور خباب بن الارت رضی اللہ عنہم اجمعین اور مثل ان کی اور ضعفاء مسلمین حاضر تھے تو یہ متکبر لوگ بولے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے ساتھ خوش ہیں۔ کیا یہی ہیں جن پر اللہ نے احسان فرمایا ہے ہمارے مقابلہ میں۔ کیا ہم لوگ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ آپ انہیں ہٹا دیجئے تا کہ ہم لوگ آپ کی پیروی کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں یہ حکم آیا۔

اور ابن جریر اور ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل وغیرہ میں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان سے جلوہ افروز پایا کہ بلال۔ صہیب اور عمار وخباب اور اکثر ضعفاء رحمہم اللہ مومنین گرداگرد حاضر تھے تو جب ان مغروروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد انہیں دیکھا۔ تو تحقیر کے ساتھ دیکھا اور علیحدہ کھڑے ہو کر بولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ پسند فرماتے ہیں کہ ہم بھی ان کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھیں آپ جانتے ہیں کہ عرب ہمیں بنظر احترام دیکھتے ہیں اور وفود عرب جب آپ کے پاس آئے تو ہمیں شرم آئے گی اگر انہوں نے ہمیں ان میں بیٹھا دیکھا بھلا جب ہم آپ کی خدمت میں آئیں تو آپ انہیں اٹھا کر علیحدہ کر دیں۔ جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپ جیسے چاہیں ان میں تشریف رکھیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار فرما لیا۔

تو انہوں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک کاغذ پر لکھ دیجئے کہ ہمارے حاضر ہونے پر آپ انہیں علیحدہ کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ منگوایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو طلب کیا تا کہ وہ لکھ دیں اور ہم لوگ ایک طرف حاضر تھے کہ حضرت جبریل یہ آیت کریمہ لے کر حاضر ہوئے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔ الآیۃ

www.waseemziyai.com

راوی حدیث فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا ہم حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے سَلامٌ عَلَیکُم کَتَبَ رَبُّکُم عَلٰی نَفسِهِ الرَّحمَةَ فَکُنَّا نَقعُدُ مَعَهُ فَاِذَا اَرَادَاَن یَقُومَ قَامَ وَ تَرَکنَا۔ تم پر سلام ہوتمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کوفرض کر دیا۔ تو ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے جب آپ جانا چاہتے تو چلے جاتے اور ہمیں چھوڑ جاتے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ۔ اور نہ دور کر وانہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی جو ملے ہوئے ہیں اپنے رب عزوجل کی عبادت سے یعنی اللہ عزوجل کی عبادت میں مواظبت رکھتے ہیں اور صبح وشام کے ذکر سے مداومت مقصود ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ صبح اور شام سے نماز فجر اور عصر مراد ہے یا پنجوقتہ نماز مراد ہو اور عبادت میں ان کے اخلاص کو ظاہر کیا اور فرمایا اس کی رضا چاہتے ہیں اس میں لفظ وجہ سے ذات پاک مراد لی ہے یہ تمام تعریف جو اس آیت کریمہ میں کی گئی وہ ان فقراء اسلام علیہم رضوان کے لئے جن کے نام بلال حبشی اور صہیب اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے ہم مثل دوسرے مخلص اور خاص جان نثار مراد ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ رؤساء مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ ان گرے ہوئے لوگوں کو دور کر دیں تو ہم آپ کی صحبت میں حاضر ہو سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایمان والوں کو اپنے سے دور کرنے کو تیار نہیں تو ان منکروں نے کہا پھر ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ان کے لئے مقرر کر دیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آمادگی کا اظہار فرمایا اس پر انہوں نے لکھ کر فیصلہ چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا تا کہ وہ لکھ کر دے دیں۔ یہ فقراء مومنین علیہم رضوان اٹھ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے کہ اتنے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کاغذ پھینک دیا ان فقراء مومنین علیہم رضوان کی طرف تشریف لا کر ان سے معانقہ کیا۔ اللہ اکبر ان میلے پوش عشق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدہوش جانبازوں کا کیا مرتبہ ہے۔

یہ بیماری آج بھی ہمارے امراء ورؤساء خطاب یافتہ متمولین میں موجود ہے یہ بھی کسی ایمان والے کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے انہیں ذلیل تصور کرتے ہیں۔ ملا کا خطاب ایسے ہی لوگوں کے لئے ان کی بارگاہ سے ملا ہے جو دین اسلام وفرامین سید اکرم علیہ السلام پر جان دینے کو حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے اخلاق والوں سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ۔

تم پر کچھ بار نہیں ان کے حساب سے اور تمہارا حساب انہیں نہیں۔

یہ ان کے طعن کا جواب ہے جو مشرکین نے ان کے دین اور اخلاص پر کیا تھا تو فرمایا ان کا حساب ان پر ہے ان کا بار تم پر نہیں اور تمہارا بار ان پر نہیں۔ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ سب کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے تو انہیں اگر دور کرو گے تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ کے یہاں معنی یہی ہیں کہ پھر آپ انصاف کرنے والے نہ ہوں گے۔ اس جواب میں نہی ہے ان کے علیحدہ کرنے کی۔

2/2

تصریح لغت ظالمین

اکثر علماء رحمھم اللہ کے قول کے مطابق ظلم کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی مخصوص جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ رکھ دینا خواہ اس میں کمی ہو یا زیادتی۔

بعض حکماء رحمھم اللہ نے کہا ظلم کی تین قسمیں ہیں۔

پہلا ظلم بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور اس میں سب سے بڑا ظلم کفر اور شرک اور نفاق ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ - اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ - وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ ان مذکورہ تینوں آیات میں ظلم سے مراد کفر اور اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور نفاق مراد ہے۔

دوسرا ظلم وہ جو بندوں کے درمیان ہے اور اس آیت سے یہی ظلم مراد ہے۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ الی قوله اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾۔ اور برائی کا بدلہ برائی ہے (یہاں تک کہ فرمایا) بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور تیسرا ظلم وہ ہے جو بندہ اپنی جان پر کرتا ہے اور ان آیات میں یہی ظلم مراد ہے۔ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ - ظَلَمْتُ نَفْسِيْ - وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ ان میں سے بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اگر وہ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تمہارے پاس آجاتے۔

مفردات راغب میں ہے کہ آیت فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ میں یہی مراد ہے کہ کسی چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ رکھنا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾۔

اور یوں ہی ہم نے فتنہ بنادیا ایک دوسرے کے لئے کہ مالدار کافر مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا شکر گزاروں کو۔

فَتَنَّا۔ فتنہ سے بنا اس کے معنی ہیں آزمائش۔ کھرا کھوٹا جدا کرنا جیسے سونے کو آگ میں تپاتے ہیں مخلص منافق میں فرق ہو جاتا ہے۔

یعنی اس قسم کے امتحان میں ہم نے دولت مندوں کو فقراء کے ساتھ مبتلا کیا۔ لِّيَقُوْلُوْٓا۔ تاکہ کہیں دولت مند کہ کیا یہی ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے یعنی احسان کیا اللہ عزوجل نے ان پر ایمان عطا فرما کر اور ہم لوگ ان سے مقدم تھے اس لئے کہ یہ فقیر ہیں اور ہم غنی۔ کیا اللہ نہیں جانتا حق ماننے والوں کو یعنی انہیں اللہ ہی جانتا ہے جو شکر نعمت کرنے والے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

اور جب آپ کے حضور وہ حاضر ہوتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو انہیں آپ فرمایا کریں تم پر سلام ہے یعنی

www.waseemziyai.com

ان کے اکرام واحترام کے لئے اور دل خوش کرنے کے لئے فرمائیں تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے یعنی اللہ نے وعدہ رحمت فرمایا ہے کہ تم میں جو نادانی سے کوئی گناہ کرے پھر توبہ کر لے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم مفصل آیتوں کو بیان فرماتے ہیں تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے اور اس سے ایمان والے مجتنب رہیں۔

شان نزول

یہ آیتیں حضرت ابوبکر۔عمر۔عثمان۔علی۔بلال۔مصعب بن عمیر۔حمزہ۔عثمان بن مظعون اور اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق نازل ہوئیں جو مساکین تھے انہوں نے علم مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ (تفسیر کبیر)

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوازدہم-سورۃ الانعام-پ ۷

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

فرما دیجئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ پوجوں انہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا فرما دیجئے میں پیروی نہیں کرتا تمہاری خواہشوں کی اگر ایسا کروں تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ ہوں۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾

فرما دیجئے میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی جلدی کر رہے ہو کوئی حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

فرما دیجئے اگر میرے پاس وہ ہوتا جس کی تم جلدی کرتے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں کوئی مگر وہی اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی ذرہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک مگر روشن کتاب میں ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّىۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اور وہ ذات وہ ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتی ہے اور جانتی ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں اٹھاتی اس میں تاکہ مقررہ میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع   پھر یہ بتادے گی جو تم نے کیا۔

حل لغات رکوع دوازدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

قُلْ۔کہہ دیجئے	اِنِّیْ۔بے شک میں	نُهِیْتُ۔روکا گیا ہوں	اَنْ۔یہ کہ
اَعْبُدَ۔پوجوں میں	الَّذِیْنَ۔ان کو	تَدْعُوْنَ۔جن کو تم پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ۔سوا
اللّٰهِ۔اللہ کے	قُلْ۔کہہ	لَآ۔نہیں	اَتَّبِعُ۔پیروی کرتا میں
اَهْوَآءَكُمْ۔تمہاری خواہشوں کی		قَدْ۔بے شک	ضَلَلْتُ۔میں گمراہ ہوا
اِذًا۔اس وقت	وَّ۔اور	مَآ۔نہ ہوا	اَنَا۔میں
مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ۔ہدایت پانے والوں سے		قُلْ۔کہہ دیں	اِنِّیْ۔بے شک میں
عَلٰی۔اوپر	بَیِّنَةٍ۔دلیل کے ہوں	مِّنْ رَّبِّیْ۔اپنے رب سے	وَ۔اور
كَذَّبْتُمْ۔جھٹلایا تم نے	بِهٖ۔اس کو	مَا۔نہیں	عِنْدِیْ۔میرے پاس
مَا۔جس کی	تَسْتَعْجِلُوْنَ۔تم جلدی کرتے ہو		بِهٖ۔اس کی
اِنِ۔نہیں ہے	الْحُكْمُ۔حکم	اِلَّا۔مگر	لِلّٰهِ۔اللہ کا
یَقُصُّ۔بیان کرتا ہے	الْحَقَّ۔حق	وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہے
خَیْرُ۔بہتر	الْفٰصِلِیْنَ۔فیصلہ کرنے والوں کا		قُلْ۔کہہ دیں
لَّوْ۔اگر	اَنَّ۔بے شک	عِنْدِیْ۔میرے پاس ہوتا	مَا۔وہ کہ
تَسْتَعْجِلُوْنَ۔جلدی کرتے ہو تم		بِهٖ۔اس کی	لَقُضِیَ۔تو فیصلہ ہو جاتا
الْاَمْرُ۔کام کا	بَیْنِیْ۔میرے	وَ۔اور	بَیْنَكُمْ۔تمہارے درمیان
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے	بِالظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کو
وَ۔اور	عِنْدَ۔پاس	هٗ۔اسی کے ہیں	مَفَاتِحُ۔کنجیاں
الْغَیْبِ۔غیب کی	لَا۔نہیں	یَعْلَمُهَآ۔جانتا ان کو	اِلَّا۔مگر
هُوَ۔وہی	وَ۔اور	یَعْلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو
فِی۔بیچ	الْبَرِّ۔خشکی	وَ۔اور	الْبَحْرِ۔تری کے ہے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	تَسْقُطُ۔گرتا	مِنْ۔کوئی
وَّرَقَةٍ۔پتہ	اِلَّا۔مگر	یَعْلَمُهَا۔جانتا ہے اس کو	وَ۔اور
لَا۔نہ	حَبَّةٍ۔کوئی دانہ	فِیْ۔بیچ	ظُلُمٰتِ۔اندھیریوں
الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	رَطْبٍ۔کوئی تر
وَّ۔اور	لَا۔نہ	یَابِسٍ۔خشک	اِلَّا۔مگر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فِيْ۔ بیچ	كِتٰبٍ۔ کتاب	مُّبِيْنٍ۔ روشن کے ہے	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جو	يَتَوَفّٰىكُمْ۔ تمہیں فوت کرتا ہے	بِالَّيْلِ۔ رات میں
وَ۔ اور	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	جَرَحْتُمْ۔ کماتے ہو تم
بِالنَّهَارِ۔ دن میں	ثُمَّ۔ پھر	يَبْعَثُكُمْ۔ اٹھاتا ہے تم کو	فِيْهِ۔ اس میں
لِيُقْضٰٓى۔ تاکہ پوری کی جائے	اَجَلٌ۔ مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر	ثُمَّ۔ پھر
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف ہے	مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا	ثُمَّ۔ پھر	يُنَبِّئُكُمْ۔ خبر دے گا تم کو
بِمَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے	

مختصر تفسیر رکوع دوازدہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾۔

فرما دیجئے مجھے منع کیا گیا ہے یہ کہ پوجوں انہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ فرما دیجئے میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا۔ اگر ایسا ہو تو میں بھٹک جاؤں اور پھر میں راہ پر نہیں۔

یعنی یہ پوجا عقل و نقل کے خلاف ہے مجھے ارشاد ہے کہ میں کہہ دوں کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا یعنی میں تمہارے طریقہ پر نہیں چلوں گا۔ یہ طریقہ اتباع نفس و خواہش سے ہے نہ کہ دلیل کی روشنی میں اگر ایسا کروں تو میں بہک جاؤں۔ یعنی اگر میں بھی تمہاری خواہشات کے مطابق کروں تو مجھ میں اور گمراہ میں کیا فرق اور ایسی صورت میں میں بھی راہ پر نہیں یعنی میں بھی پھر بے راہ چلنے والا ہو جاؤں۔

اَعْبُدَ۔ عبادۃ سے بنا۔ عبادت کے معنی ہیں اپنی عبدیت کا اظہار کرنا۔ عبادت صرف خالق و مالک ہی کی ہوتی ہے۔

تعریف لفظ تَدْعُوْا

دَعَا ـ دُعَاءٌ ـ دَعْوٰى ـ نَادَاهُ ـ رَغِبَ اِلَيْهِ ـ اِسْتَعَانَهُ۔

کسی کو بلانے کے لئے دَعَاهُ فُلَانٌ کہتے ہیں۔ دعوت کھانے پر بلاوا دینے کو بھی کہتے ہیں۔ دُعَاءٌ کسی سے امید خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

دَاعَاهُ۔ حاجت مانگنے کو۔ تَدْعُوْا۔ کسی کو پکارنے کے لئے اِدِّعاء حق طلب کرنے میں۔ اَلدُّعَاء مصدر ہے۔

اَلدُّعَا بِمَعْنٰى حَلَفٌ۔ (المنجد)

دُعَا۔ اَلدُّعَآءُ كَالنِّدَآءِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ۔

نام پکارنا دَعَوْتُ اِبْنِيْ زَيْدًا ـ اَيْ سَمَّيْتُهٗ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ ـ حَثًّا عَلٰى تَعْظِيْمِهٖ بِمَعْنٰى سَوَالٍ وَدَعَوْتُهٗ اِذَا سَاَلْتُهٗ ـ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ ـ بِمَعْنٰى اِسْتِغَاثَه قَالُوا ادْعُ لَنَا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رَبَّكَ اَیْ سَلْهُ۔

خوف وشدت میں وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۔

بمعنی حسرت لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ ھُوَ اَنْ يَقُوْلَ يَا لَهْفَاءَ وَيَا حَسْرَتَا۔

دعا حسرت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا آج تم ایک موت نہ مانگو بلکہ کئی دفعہ موت مانگو گے۔ یہ ایسا ہے جیسا کوئی کہے ہائے افسوس ہائے حسرت۔

مقصد کی ترغیب کے لئے قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ – وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ (مفردات راغب) اے میرے اللہ مجھے قید خانہ زیادہ پیارا ہے اس سے جس طرح مجھے یہ دعوت دیتی ہیں۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے یعنی ترغیب دیتا ہے۔

دعا بمعنی عبادت اَیْ تَعْبُدُوْنَ اَیْ تُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سَوَاءٌ كَانُوْا ذَوِیْ عُقُوْلٍ اَمْ لَا (روح المعانی ازآلوسی) تدعون یعنی تم عبادت کرتے ہو یعنی اللہ کے سوا تم ان کو خدا بناتے ہو۔ خواہ عقل والے ہوں یا نہ ہوں۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

آپ فرما دیجئے میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی کرتے ہو حکم نہیں ہے مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں روشن دلیل قرآن کریم اور معجزات اور براہین توحید سب کو شامل ہے اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔ وہ عذاب جو استہزاء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہو فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سوال حضور سے بے جا ہے فرما دیجئے حکم نہیں مگر اللہ کا۔ وہ تاخیر وتعجیل عذاب میں مختار ہے وہی فرماتا ہے اور حق اور حکمت کا وہی مالک ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور وہی حکم دینے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو یعنی اگر تم پر عذاب لانا میرے قبضہ میں ہوتا تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا یعنی میں تو تمہیں فوراً ہلاک کر دیتا ایک ساعت کی مہلت نہ دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغ سے تم پر عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ظالموں کو۔

شانِ نزول

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کفار کو دعوت اسلام دی اور اسلام قبول نہ کرنے پر عذاب الٰہی عزوجل سے ڈرایا تو ان کے بعض سرداروں نے بطور مذاق کہا کہ وہ عذاب جلدی لائیے ہم کو اس کا انتظار ہے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم پر پتھروں کی بارش کرا دیجئے۔ عذاب لے آئیے اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا

حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

خلاصہ

مفہوم آیت۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں تو جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہوسکتا ہے بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ کے علوم اس میں مکتوب فرمائے اور اس قسم کے مفہوم کی وضاحت عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی غیب کا جاننے والا ہے نہیں مطلع فرماتا اپنے غیب پر کسی کو مگر اسے جس سے اللہ راضی ہو جائے اپنے رسولوں سے۔ وغیرہ آیات میں جو مضامین ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ذاتی غیب کا علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاصل نہیں۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

بلکہ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جو کچھ اس نے سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں وہ اس آیت کریمہ کے مفہوم کے منافی نہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر نسفی بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں مگر وہی۔ مفاتح جمع ہے مفتاح کی۔

اور وہ عذاب ورزق کے خزانوں اور جو بندوں سے غائب ہیں ثواب، عذاب، عمر کی مدتیں، احوال حیات اور بعد الممات سب کو غیب کہا اس کے لئے بطریق استعارہ کنجی فرمایا اس لئے کہ کنجی پہنچا دیتی ہے اس تک جو خزانے میں محفوظ ہے اور جو کنجی اور اس کی کیفیت افتتاح کو جان لے وہ پہنچ جاتا ہے اس خزانہ تک۔

اس میں ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس مفاتح عیب ہیں اور تمہارے پاس مفاتح غیب جو غیب پر ایمان لے آیا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں سے پردہ ڈال دیتا ہے۔

اور وہ جانتا ہے جو کچھ بر میں ہے سبزہ سے اور زمین کے چلنے والوں سے اور دریا میں حیوان وجواہرات سے اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس میں مانافیہ ہے اور مِنْ استغراقی۔ یعنی وہ ان پتوں کی گنتی کا احوال گرنے سے قبل اور اس کے بعد سب جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور کوئی تر نہیں نہ خشک مگر روشن کتاب میں ہے۔ کتاب سے مراد علم اللہ یا لوح محفوظ ہے اس کے بعد کافروں کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے (اور تم پر نیند مسلط ہوتی ہے) اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ مقررہ میعاد پوری ہو (اور عمر اپنی انتہا کو پہنچے) پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

اس آیت کریمہ میں

بعث بعد الممات یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ جس طرح روزمرہ سونے کے بعد ایک قسم کی موت تم پر وارد کی جاتی ہے جس سے تمہارے حواس معطل ہوتے ہیں اس کے بعد چلنا پھرنا پکڑنا بیداری کے تمام حرکات ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر تمہیں بیدار کرنے کے بعد وہی تمام قوتیں تمہارے قویٰ کو عطا ہو جاتی ہیں۔

یہ دلیل ہے اس امر کی کہ بعد مردن تمہیں زندہ فرما کر زندگانی کے تمام تصرفات بعد موت اسی طرح عطا فرمانے پر قادر ہے۔

چنانچہ نسفی میں بھی اسی طرح ہے۔(ترجمہ)

اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ یعنی تمہاری جانیں تمام تصرفات سے نیند میں سلب فرما لیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ یعنی گناہوں وغیرہ سے جو کچھ تم کرتے ہو پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے یعنی سلا کر جگاتا ہے دن میں تاکہ مقررہ مدت پوری ہو یعنی تمہاری دنیا کی زندگی کے دن پورے ہوں پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے یعنی پھر تمہارا رجوع بعد موت کے بعثت میں ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے اپنی زندگی کے لیل ونہار میں۔

بعض ارباب کلام اس کی یوں تصریح فرماتے ہیں کہ جسم انسان میں ہر حس کے لئے علیحدہ علیحدہ روح ہے جو نیند کے وقت قبض کر لی جاتی ہے پھر جب نیند چلی جاتی ہے تو وہ تمام ارواح لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

مگر وہ روح جس سے انسان زندہ ہے وہ قبض نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی زندگی کی مدت پوری ہو جائے۔

اور وہ ارواح معنوی ان سے مراد وہی روح ہے جو حواس کے ساتھ وابستہ رہتی ہے جس سے سمع، بصر، اخذ، مشی، شم، یعنی سننا، دیکھنا، پکڑنا، چلنا، سونگھنا دیکھنا وابستہ ہے۔

اور ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ سے مراد یہ ہے کہ تمہیں سلا کر جگا دیا جاتا ہے۔ اور ارواح حواس لوٹا دی جاتی ہیں۔

اس سے یہ دلیل حاصل ہوئی کہ منکرین بعثت سمجھ سکیں کہ جب نیند میں ارواح حواس قبض کی جاتی ہے اور جاگنے میں وہ لوٹ آتی ہے۔

تو اسی طرح وہ روح جس سے حیات انسانی وابستہ ہے وہ بھی بعد موت واپس کر کے زندگی ہو سکتی ہے **قليلها تفضی الی کثیرها**۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سیزدہم-سورۃ الانعام-پ ۷

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر اپنے نگہبان حتیٰ کہ جب آتی ہے کسی کو تم میں سے موت تو قبض کرتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ تقصیر نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو سچا مولا ہے خبردار اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے

MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

والا ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾

فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں نجات دے جنگل کی اندھیریوں اور دریائی آفتوں سے جسے تم پکارتے ہو تضرع کر کے خفیہ اگر وہ ہمیں نجات دے اس بلا سے تو ہم ضرور شکر گزار ہوں۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

فرما دیجئے اللہ ہی تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

فرما دیجئے وہی قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا بھڑا دے تمہیں مختلف گروہ سے اور چکھائے بعض کو تکلیف بعض کی دیکھو کیسے ہم طرح طرح کی آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ سکیں۔

وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ؕ

اور جھٹلایا اسے تمہاری قوم نے اور وہی حق ہے فرما دیجئے میں تم پر وکیل نہیں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے۔

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾

اور جب آپ دیکھیں انہیں جو الجھ رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے اعراض کر لیجئے حتیٰ کہ وہ الجھ جائیں کسی غیر بات میں اور اگر بھلائے شیطان تم لوگوں کو تو نہ بیٹھو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ۔

وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾

اور ان پر لازم نہیں جو متقی ہیں ان کے حساب سے کچھ لیکن نصیحت دینا تاکہ وہ تقویٰ کریں۔

وَ ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ع

اور چھوڑ انہیں جو بناتے ہیں اپنا دین ہنسی کھیل اور فریب دیتی ہے انہیں حیات دنیا اور نصیحت دو انہیں قرآن سے تاکہ ان کی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو نہ لئے جائیں اس سے یہ ہیں وہ جو پکڑے گئے اپنے کئے پر انہیں پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے کفر کا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع سیزدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الْقَاهِرُ۔غالب ہے	فَوْقَ۔اوپر
عِبَادِ۔بندوں	هٖ۔اپنے کے	وَ۔اور	يُرْسِلُ۔بھیجتا ہے
عَلَيْكُمْ۔تم پر	حَفَظَةً۔نگہبان	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	اِذَا۔جب
جَآءَ۔آتی ہے	اَحَدَ۔ایک	كُمُ۔تمہارے کو	الْمَوْتُ۔موت
تَوَفَّتْهُ۔تو فوت کرتے ہیں اس کو		رُسُلُنَا۔ہمارے بھیجے ہوئے	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	لَا۔نہیں	يُفَرِّطُوْنَ۔کوتاہی کرتے	ثُمَّ۔پھر
رُدُّوْٓا۔لوٹائے جائیں گے	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	مَوْلٰىهُمُ۔جو ان کا مولا ہے
الْحَقِّ۔سچا	اَلَا۔خبردار	لَهُ۔اسی کا ہے	الْحُكْمُ۔حکم
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	اَسْرَعُ۔جلدی	الْحٰسِبِيْنَ۔حساب لینے
والا ہے	قُلْ۔کہہ دیں	مَنْ۔کون	يُنَجِّيْكُمْ۔نجات دیتا ہے تم کو
مِّنْ ظُلُمٰتِ۔اندھیریوں سے		الْبَرِّ۔خشکی	وَ۔اور
الْبَحْرِ۔سمندر کی سے	تَدْعُوْنَهٗ۔پکارتے ہو تم اس کو		تَضَرُّعًا۔عاجزی سے
وَّ۔اور	خُفْيَةً۔پوشیدہ	لَئِنْ۔اگر	اَنْجٰنَا۔نجات دی تو نے
ہم کو	مِنْ هٰذِهٖ۔اس سے	لَنَكُوْنَنَّ۔تو ہوں گے	مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔شکر کرنے
والوں سے	قُلِ۔فرمایئے	اللّٰهُ۔اللہ	يُنَجِّيْكُمْ۔نجات دیتا ہے
تم کو	مِّنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	مِنْ كُلِّ۔ہر
كَرْبٍ۔مصیبت سے	ثُمَّ۔پھر	اَنْتُمْ۔تم	تُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہو
قُلْ۔فرمایئے	هُوَ۔وہ	الْقَادِرُ۔قادر ہے	عَلٰٓى۔اوپر اس کے
اَنْ۔یہ کہ	يَّبْعَثَ۔بھیجے	عَلَيْكُمْ۔تم پر	عَذَابًا۔عذاب
مِّنْ فَوْقِكُمْ۔تمہارے اوپر سے		اَوْ۔یا	مِنْ تَحْتِ۔نیچے سے
اَرْجُلِكُمْ۔تمہارے پاؤں کے	اَوْ۔یا	يَلْبِسَكُمْ۔بنادے تم کو	شِيَعًا۔گروہ گروہ
وَّ۔اور	يُذِيْقَ۔چکھائے	بَعْضَكُمْ۔بعض تمہارے کو	بَاْسَ۔لڑائی
بَعْضٍ۔بعض کی	اُنْظُرْ۔دیکھ	كَيْفَ۔کس طرح	نُصَرِّفُ۔بیان کرتے ہیں ہم
الْاٰيٰتِ۔آیتیں	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَفْقَهُوْنَ۔سمجھیں	وَ۔اور
كَذَّبَ۔جھٹلایا	بِهٖ۔اس کو	قَوْمُكَ۔تیری قوم نے	وَ۔اور
هُوَ۔وہ	الْحَقُّ۔حق ہے	قُلْ۔کہہ	لَسْتُ۔نہیں ہوں میں
عَلَيْكُمْ۔تم پر	بِوَكِيْلٍ۔نگہبان	لِكُلِّ۔ہر	نَبَاٍ۔خبر کے لئے

MARKAZ ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مُّسْتَقَرٌّ۔وقت ہے	وَّ۔اور	سَوْفَ۔جلدی	تَعْلَمُوْنَ۔جان لوگے
وَ۔اور	اِذَا۔جب	رَاَيْتَ۔دیکھے تو	الَّذِيْنَ۔ان لوگوں کو جو
يَخُوْضُوْنَ۔بحث کرتے ہیں	فِيْٓ۔بیچ	اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کے	فَاَعْرِضْ۔تو منہ پھیر لو
عَنْهُمْ۔ان سے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَخُوْضُوْا۔بحث کریں	فِيْ۔بیچ
حَدِيْثٍ۔بات	غَيْرِ۔سوا	هٖ۔اس کے	وَ۔اور
اِمَّا۔اگر	يُنْسِيَنَّكَ۔بھلا دے تجھ کو	الشَّيْطٰنُ۔شیطان	فَلَا۔تو نہ
تَقْعُدْ۔بیٹھ	بَعْدَ۔بعد	الذِّكْرٰى۔یاد آنے کے	مَعَ۔ساتھ
الْقَوْمِ۔قوم	الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم کے	وَ۔اور	مَا۔نہیں
عَلَى۔اوپر	الَّذِيْنَ۔ان کے	يَتَّقُوْنَ۔جو ڈرتے ہیں	مِنْ حِسَابِهِمْ۔ ان کے
حساب سے	مِّنْ۔کوئی	شَيْءٍ۔چیز	وَّ۔اور
لٰكِنْ۔لیکن	ذِكْرٰى۔نصیحت ہے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ	يَتَّقُوْنَ۔پرہیزگار رہوں
وَ۔اور	ذَرِ۔چھوڑ دو	الَّذِيْنَ۔ان کو جنھوں نے	اتَّخَذُوْا۔پکڑا
دِيْنَهُمْ۔اپنے دین کو	لَعِبًا۔کھیل	وَّ۔اور	لَهْوًا۔تماشہ
وَّ۔اور	غَرَّتْهُمُ۔دھوکہ دیا ان کو	الْحَيٰوةُ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کی نے
وَ۔اور	ذَكِّرْ۔نصیحت کر	بِهٖٓ۔اس کے ساتھ	اَنْ۔یہ کہ
تُبْسَلَ۔پکڑا جائے	نَفْسٌ۔کوئی آدمی	بِمَا۔بدلے اس کے جو	كَسَبَتْ۔کمایا
لَيْسَ۔نہیں	لَهَا۔اس کے لئے	مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے
وَلِيٌّ۔کوئی دوست	وَّ۔اور	لَا۔نہ	شَفِيْعٌ۔سفارشی
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تَعْدِلْ۔عوض دے	كُلَّ۔پورا
عَدْلٍ۔بدلہ تو	لَّا۔نہ	يُؤْخَذْ۔لیا جائے	مِنْهَا۔اس سے
اُولٰٓئِكَ۔یہ وہ	الَّذِيْنَ۔جو	اُبْسِلُوْا۔پکڑے گئے	بِمَا۔بدلہ
كَسَبُوْا۔کمائی کے	لَهُمْ۔ان کے لئے	شَرَابٌ۔پینا ہے	مِّنْ حَمِيْمٍ۔گرم پانی کا
وَّ۔اور	عَذَابٌ۔عذاب	اَلِيْمٌ۔دردناک	بِمَا۔بدلے اس کے
كَانُوْا۔جو تھے وہ	يَكْفُرُوْنَ۔کفر کرتے		

مختصر تفسیر رکوع سیزدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا
يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر بھیجتا ہے اپنے نگہبان حتیٰ کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو قبض کرتے ہیں

www.waseemziyai.com

ہمارے فرشتے اور وہ قصور نہیں کرتے پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو ان کا سچا والی ہے۔ خبردار رہو اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا ہے۔

اَلْقَاهِرُ۔ قہر سے بنا اس کے معنی ہیں غلبہ۔ قبضہ ساری مخلوق اس کے قبضہ میں ہے کسی کو اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت کمال ہے۔ غلبہ مطلقاً برتری کو کہتے ہیں وہ غلبہ جو دائمی ہو۔ **فَوْقَ** کے معنی بلندی کے ہیں۔ **عِبَادِ** سے مراد بندے ہیں۔ انسان، جن، فرشتہ یا دیگر کوئی مخلوق اس قہار کے غلبہ وقدرت سے باہر نہیں۔ **وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً**۔ یرسل مضارع فرمایا بھیجتا رہتا ہے۔ **عَلَيْكُمْ حَفَظَةً**۔ جمع ہے حافظ کی اس کے معنی ہیں نگہبانی۔ حفاظت سے مراد حفاظت جان ہے یا حفاظت اعمال ان سے مراد کاتبین اعمال ہیں۔

خلاصہ تفسیر

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک دائیں ایک بائیں۔ نیکیوں کا کاتب داہنی طرف کا فرشتہ ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں طرف کا فرشتہ ہے۔ اس کے ذکر کی یہ حکمت ہے کہ انسان یہ معلوم کرکے ہوشیار رہے اور گناہوں کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور خیال کرے کہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور بروز قیامت اس کا نامۂ اعمال مخلوق کے سامنے پڑھا جائے گا تو سمجھ لینا چاہئے کہ گناہ کس قدر رسوائی کا سبب ہوں گے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝۶۱۔

یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے۔ حتیٰ انتہا کے لئے ہے۔ موت سے مراد علامات موت یا وقت موت ہے یعنی نگرانی کرنے والے فرشتہ تم پر بھیجے جاتے ہیں۔ موت آنے پر کاتبین کی کتابت ختم ہو جاتی ہے۔

رحمت کے فرشتوں کا جان نکالنے یا روح کو لینے کے لئے حاضر ہونا۔ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو ہمارا فرشتہ اس کی روح قبض کرتا ہے۔ اس فرشتے سے مراد یا تو تنہا ملک الموت ہے اور صیغہ جمع کا استعمال جمع تعظیمی ہے یا ملک الموت مع ان کی جماعت کے فرشتے مراد ہیں جو حضرت ملک الموت کے اعوان کہے جاسکتے ہیں۔

تو جب کسی کو موت آتی ہے تو بحکم ملک الموت وہ قبض ارواح کرتے ہیں اور جب روح قریب حلق آتی ہے تو خود ملک الموت قبض کرتے ہیں (خازن) اور یہ تعمیل حکم میں اتنے چست ہیں کہ قطعی کوتاہی نہیں کرتے چنانچہ **وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ** فرمایا۔ پھر وہ روح اللہ تعالیٰ کی طرف پھیری جاتی ہے۔ جو سب کا سچا مولا ہے اور اسی کا حکم ہے اور سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے اور یہ اس لئے کہ اسے کسی معاملہ میں سوچنے جانچنے کی احتیاج ہی نہیں ہے اور اس روز اس کے سوا کسی کا بھی حکم نہیں۔ تفسیر نسفی میں ہے۔

(ترجمہ) اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر بھیجتا ہے اپنے نگہبان۔ یعنی ملائکہ محافظین اعمال اور وہ کرام کاتبین ہیں تاکہ بندہ خوف رکھے ارتکاب معصیت سے اور یہ کہ سمجھے اس کا اعمالنامہ علیٰ رؤس الاشہاد پڑھا جائے گا حتیٰ کہ جب تم میں کسی کی موت آئے تو قبض کرتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے یعنی وہ فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں یعنی ملک الموت اور ان کے

www.waseemziyai.com

اعوان اور وہ قصور نہیں کرتے یعنی تعمیل حکم میں ان کی طرف سے توانی اور سستی نہیں۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا مولیٰ والی ہے یعنی اللہ عزوجل کے حکم کی طرف پھیرے جاتے ہیں اس دن اس کے سوا کسی کا حکم نہیں اور وہ سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ اسے حساب میں کوئی دقت نہیں ہے وہ تمام مخلوق کا حساب جانتا ہے یہاں تک کہ بکری کا دودھ دوہنے تک میں حساب ختم کردے گا۔

ثُمَّ۔ اس لئے فرمایا گیا کہ حشر میں لوگ خود نہ جائیں گے بلکہ فرشتے لے کر جائیں گے اس لئے رُدُّوْٓا فرمایا گیا۔ بارگاہ رب العزت میں بعض کو عذاب کے فرشتے پیش کریں گے بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش فرمائیں گے۔ مولیٰ، مالک، والی، وارث۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ حق کے معنی واجب الوجود۔ موجود حقیقی۔ ہمیشہ رہنے والا ہے (روح المعانی) اَسْرَعُ۔ سرعت سے ہے۔ بہت جلد۔ حاسبین جمع ہے یعنی اللہ تعالیٰ سارے حساب لینے والوں سے بہت جلد حساب لینے والا ہے یعنی قیامت کے دن بڑے چھوٹے عمل کا حساب ہوگا۔ (مدارک، بیضاوی)

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾

فرمادیجئے وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل کی اندھیریوں اور دریائی آفتوں سے جسے تم پکارتے ہو تضرع وزاری سے اور چپکے چپکے کہ اگر وہ ہمیں نجات دے اس سے تو ہم ضرور شکر گزار ہوں۔

فرمائیے کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے ظلمات بر و بحر سے یعنی خوف اور ہول سے جو ظلمات بر اور صواعق اور دریائی موجوں سے پیدا ہو جسے پکارتے ہو تضرع وزاری سے اور خفیہ طور پر آہستہ کہتے ہو اگر وہ ہمیں نجات دے تو ہم ضرور اس کا شکر کریں۔

اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی کہ جس کی خشکی اور تری میں سفر کے اندر جب وہ مبتلائے آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شداید پیش آتے ہیں جس سے دل کانپ جاتے ہیں اور دلوں کو وہ خطرات مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت بت پرست بتوں کو بھول کر اللہ تعالیٰ سے بتضرع وزاری دعا کرتا ہے اور کہتا ہے اگر اس مصیبت سے ہمیں اللہ نے نجات دے دی تو ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں گے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

تم فرماؤ اللہ ہی تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو اور بجائے شکر گزاری کے ایسی ناشکری کرتے ہو اور باوجود جان لینے کے کہ بت بیکار ہیں پھر انہیں اللہ کا شریک ٹھہرانا کتنی بڑی نادانی اور گمراہی ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ

تم فرماؤ کہ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھا دے یعنی قوم لوط اور اصحاب فیل کا سا عذاب تمہارے اوپر سے کنکر برسا کر لائے یا فرعون

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کا سا غرق یا قارون کا سا خسف تمہارے پاؤں تلے سے ہو یا امساک باراں وغیرہ قسم کے عذاب بھیج دے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے قتل بعض سے بعض کو۔ عربی محاورہ میں بأس تلوار کے عذاب کو ہی کہا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ میری امت پر عذاب اوپر اور نیچے کا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ پھر دعا فرمائی کہ تلوار کا عذاب بھی نہ ہو تو اس دعا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا گیا اور جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فنا تلوار سے ہے۔

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں۔

ایک جماعت اس طرف ہے کہ اس سے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے اور یہ آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں اِنۡ یُّرۡسِلُ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں پھر جب پاؤں تلے کے عذاب کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔ پھر جب اَوۡ یَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا نازل ہوا جس کے معنی ہیں ہم نے بھڑا دیئے مختلف گروہ کر کے ایک کو دوسرے سے لڑا کر لڑائی کی سختی چکھا دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آسان ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے پہلے دو عذاب کفار مشرکین کے لئے ہیں آخری عذاب یعنی آپس میں نا اتفاقی اور جنگ وجدال مسلمانوں کے لئے ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمانی اور زمینی عذاب قیامت کے قریب ہوگا۔ (خازن)

مسلم شریف میں ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں دوگانہ ادا فرمایا اس کے بعد طویل دعا کی پھر صحابہ علیہم رضوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے تین سوال کئے تھے ان میں سے دو تو منظور ہو گئے اور ایک سوال کو روک دیا جو منظور ہوئے وہ یہ ہیں۔

اول قحط عامہ سے میری امت ہلاک نہ ہو۔

دوسرے مینہ کے غرق سے اسے عذاب نہ فرمائیے۔

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۶۵﴾

دیکھو ہم کیونکر طرح طرح کی آیتیں ہیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ انہیں سمجھ آ جائے۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوۡمُكَ وَهُوَ الۡحَقُّ ؕ قُلۡ لَّسۡتُ عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ؕ ﴿۶۶﴾

اور جھٹلاتے ہیں اس کو تیری قوم والے یعنی قریش قرآن کریم اور عذاب کے نزول کو۔ فرما دیجئے میں تم پر نگہبان نہیں۔

اس لئے کہ میں ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔ میرا کام ہدایت کرنا (رستہ دکھانا) ہے اور قلوب کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسۡتَقَرٌّ وَّسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۷﴾

ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں ان کے لئے وقت مقرر ہے اور ان کا وقوع ٹھیک اسی

www.waseemziyai.com

وقت ہوگا تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا یہ تہدیداً فرمایا گیا آگے ارشاد ہے۔

وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔

اور جب دیکھے تو انہیں جو ہماری آیتوں میں الجھتے ہیں یعنی قرآن کریم کو استہزاء پڑھتے اور اس میں طعن کرتے ہیں یعنی قریش کے لوگ ایسا کرتے تھے۔ فاعرض عنہم تو ان سے منہ پھیر لے اور ان کے پاس نہ بیٹھ اور ان سے اٹھ کر علیحدہ ہو جا یعنی ان کی ہم نشینی ترک کر کے ان سے تجنب اختیار کرنا چاہیے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جائے مسلمان کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اس سے واضح ہوا کہ بے دینوں اور منکروں کے جلسہ میں جہاں وہ اسلام اور قرآن کے خلاف گستاخیاں کریں وہاں جانا اس جلسہ میں شرکت کرنا جائز نہیں اور اگر وہاں بغرض رد یا ان کے اعتراضات کا جواب دینے کو جایا جائے تو اسے مجالست نہیں کہتے احقاق حق کے لئے کسی مخالف مجلس میں جانا ممنوع نہیں اس کی تصریح آگے آتی ہے۔

حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ۔ جب تک وہ اور باتوں میں پڑیں۔ یعنی قرآن پر اعتراض نہ کریں بلکہ دوسری باتوں میں اگر مشغول ہوں تو ان کے پاس بیٹھنا ممنوع نہیں۔

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾۔

اور نہیں ان پر جو پرہیز گار ہیں ان کے حساب سے کچھ۔ یعنی ان کا گناہ جو قرآن کریم میں الجھیں نہیں اس کی تکذیب اور استہزاء کرتے ہیں ان پر کچھ نہیں۔ یعنی ارباب تقویٰ پر مستہزئین کے گناہ کا بار نہیں ولکن ذکری۔ یعنی نصیحت دینا شائد کہ وہ بھی پرہیز گار ہو جائیں اور حیا کرتے ہوئے استہزاء سے اجتناب کریں یعنی قرآن کریم پر طعن و استہزاء کرنے والوں کے گناہ انہیں پر ہیں اس سے ہی اس کا حساب ہوگا۔ پرہیز گاروں سے نہیں ہوگا۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى کا حکم آیا تو انہیں خطرہ ہوا کہ جب ہم ان کے پاس جانا ترک کر دیں گے تو منع کرنا بھی چھوٹ جائے گا تو کہیں اس کا عذاب تو ہمیں نہ ہوگا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے یہ مستفاد ہوا کہ پند و نصیحت اور اظہار حق کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جائز ہے اس لئے کہ اس قسم کی نصیحتوں سے شاید انہیں خوف آئے اور وہ پرہیز گار ہو جائیں۔

وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا۔ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے بنالیا اپنا دین کھیل کود کو۔

یعنی وہ لوگ جو دین کو تکلیف سمجھیں اور چھوڑ دیں دین اسلام کو اور تمسخر اور استہزاء کریں۔ ذَرْهُمْ کے معنی اَعْرِضْ عَنْهُمْ ہیں یعنی ان سے منہ پھیر لو اور ان کی تکذیب و مذاق کی پرواہ نہ کرو۔ دِیْنَهُمْ سے مراد ان کا مذہب اور گھڑے ہوئے مسائل جیسے بحیرہ، سائبہ جانوروں کو حرام جاننا کھیل کود سے مراد بت پرستی، ناچ گانے کھیل تماشے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ساری قوموں نے اپنے بڑے دنوں میں کھیل کود۔ لہو و لعب کو اختیار کیا۔ صرف اسلام ہی وہ دین حق ہے جس کی عید بھی نماز اور قربانی خیرات صدقات سے منائی جاتی ہے۔ لہو کہتے ہیں ایسے فعل کو جس میں خواہش نفسانی اور طرب کے لئے انسان مشغول ہو۔

وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا۔

MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

غَرَّ۔ کے معنی دھوکہ فریب۔یعنی ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ دیا کہ وہ سمجھے کہ بس دنیا میں ہی جینا ہے۔
وَ ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ۔اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے جو اس نے کمایا۔یعنی قرآن کریم سنا کر وعظ و پند کرو کہ کہیں پکڑی نہ جائے کوئی جان اپنے ہر کئے پر اس خوف سے کہ وہ ہلاکت میں نہ پڑ جائیں اور کہیں رہن نہ ہو جائیں برائیوں اور گناہوں کے لئے۔ ذَكِّرْ۔ تذکیر سے بنا اس کے معنی نصیحت کرنا۔ ڈرانا۔ بِهٖٓ ۔ سے قرآن کریم مراد ہے۔ تُبْسَلَ۔ بَسَلٌ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں روکنا۔ پکڑ لینا۔ اسی لئے پہلوان کو بھی باسل کہتے ہیں۔ نَفْسٌ۔ سے مراد کافر لوگ۔ مَا كَسَبَتْ۔ سے کفر و شرک مراد ہیں جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں قید کر دیا جائے گا۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔

نہیں ہے اس کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ شفاعت کرنے والا۔ ان کا اللہ عزوجل کے سوا کوئی ولی جو اپنی قوت سے ان کی مدد کرے اور نہ شفیع جو دفع کر سکے اس سے عذاب۔ جب لفظ دُوْنِ الوہیت یا عبادت کے ساتھ آوے تو بمعنی سوا ہوتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے سوا نہ کوئی الہ ہے نہ کوئی معبود۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا۔

اور اگر وہ معاوضہ میں دے ہر بدلہ تو قبول نہ کیا جائے گا اس سے بدلہ۔

فدیہ یعنی معاوضہ تمام ادا کرے تو اس سے نہ لیا جائے گا۔ تَعْدِلْ۔ عدل سے بنا اس کے معنی فدیہ کفارہ اور بدل ہے۔ فدیہ دہندہ کو دیتا ہے اس لئے کہ وہاں فدیوں سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یوم حشر یوم جزا ہے۔ یوم عمل نہیں۔ فدیہ ایک عمل ہے۔ یہاں عدل سے مراد فدیہ ہے بعض مفسرین رحمہم اللہ نے کہا کہ یہاں عدل سے مراد شرک و کفر اور گناہوں کے کفارات ہیں جو منظور نہیں ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۔

یہی لوگ ہیں جو ہلاک کئے گئے ہیں بوجہ اپنے کرتوتوں کے ان کے لئے پینے کو کھولتا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کیا کرتے تھے۔

وہ جو اپنے کئے پر پکڑے گئے انہیں کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے۔ ان کے کفر کے بدلے انہیں کھولتا پانی پینے کو ملے گا۔ ابسال کے معنی پکڑے گئے۔ حَمِيْمٍ۔ کھولتا گرم پانی۔ بدعقیدگیاں جو حق کے خلاف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چاردہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا

فرما دیجئے کیا پکاریں ہم اللہ کے سوا ان کو جو نہ نفع دیں ہمیں اور نہ نقصان پہنچائیں اور پھر جائیں ہم اپنی ایڑیوں پر بعد اس کے کہ ہدایت دی ہمیں اللہ نے جیسے وہ آدمی کہ پریشان کر دیا ہو اسے شیطانوں نے زمین میں حیران کر کے اس کے ساتھی ہیں جو اسے پکارتے ہیں

لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

راستہ کی طرف کہ ہمارے پاس آ جا۔ فرما دیجئے ہدایت اللہ کی وہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جانوں کے پالنے والے کے پوری طرح فرمانبردار رہیں۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور یہ کہ قائم کرو نماز کو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ۬

اور وہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن کہے گا ہو جا تو ہو جائے گی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾

اس کی بات سچی ہے اور اسی کی بادشاہی ہے جس دن صور پھونکا جائے گا وہ جاننے والا ہے غیب اور حاضر کا اور وہ حکمت والا ہے خبردار۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾

اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو کیا تو بناتا ہے بتوں کو معبود بے شک میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾

اور اسی طرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اور تاکہ ہو وہ یقین کرنے والوں سے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾

پھر جب اس کو رات نے ڈھانپ لیا اس نے دیکھا ستارہ چمکتا ہوا۔ اس نے کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾

پھر جب اس نے چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا اگر مجھے میرے رب نے راہ نہ دکھائی تو میں ہو جاؤں گمراہ قوم سے۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾

پھر جب اس نے چمکتا ہوا سورج دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک بناتے ہو۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾

بے شک میں نے پھیر لیا اپنے منہ کو اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یک رخ ہو کر اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور اس سے اس کی قوم نے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے راہ دکھائی اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کے ساتھ مگر یہ کہ کچھ میرا رب ہی چاہے۔ سما لیا ہے میرے اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم میں کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور کس طرح ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک بنایا اور نہیں ڈرتے تم کہ تم نے شریک بنایا اللہ کے ساتھ ان کو جن کی تم پر اللہ نے کوئی دلیل نہ اتاری۔ تو دونوں فریق میں سے امن کا کون زیادہ حقدار ہے اگر تم جانتے ہو۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہ کی انہیں کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حل لغات رکوع چاردہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

قُلْ۔ کہو	اَ۔ کیا	نَدْعُوْا۔ پکاریں ہم	مِنْ دُوْنِ۔ سوا
اللّٰهِ۔ اللہ کے	مَا۔ اس کو جو	لَا۔ نہ	یَنْفَعُنَا۔ نفع دے ہم کو
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	یَضُرُّ۔ تکلیف دے	نَا۔ ہم کو
وَ۔ اور	نُرَدُّ۔ ہم پھیرے جائیں	عَلٰٓی۔ اوپر	اَعْقَابِنَا۔ اپنی ایڑیوں کے
بَعْدَ۔ بعد	اِذْ۔ اس کے کہ	هَدٰ۔ ہدایت دی	نَا۔ ہم کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	كَالَّذِی۔ جیسے وہ آدمی	اسْتَهْوَتْهُ۔ پریشان کر دیا ہو اس کو	
الشَّیٰطِیْنُ۔ شیطان نے	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	حَیْرَانَ۔ حیران کر کے
لَهٗٓ۔ اس کے	اَصْحٰبٌ۔ ساتھی ہیں جو	یَّدْعُوْنَهٗٓ۔ جو بلاتے ہیں اس کو	
اِلَی۔ طرف	الْهُدَی۔ ہدایت کی	ائْتِنَا۔ آ جا ہمارے پاس	قُلْ۔ کہو
اِنَّ۔ بے شک	هُدَی۔ ہدایت	اللّٰهِ۔ اللہ کی	هُوَ۔ وہی ہے
الْهُدٰی۔ ہدایت	وَ۔ اور	اُمِرْ۔ حکم دیا گیا	نَا۔ ہم کو
لِنُسْلِمَ۔ کہ فرمانبردار ہوں	لِرَبِّ۔ واسطے رب	الْعٰلَمِیْنَ۔ جہانوں کے	وَ۔ اور
اَنْ۔ یہ کہ	اَقِیْمُوا۔ قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اتَّقُوْهُ۔ڈرو اس سے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیْٓ۔وہ اللہ ہے کہ
اِلَيْهِ۔اس کی طرف	تُحْشَرُوْنَ۔اکٹھے کیے جاؤ گے تم		وَ۔اور
هُوَ۔وہ	الَّذِیْ۔اللہ وہ ہے جس نے	خَلَقَ۔پیدا کیے	السَّمٰوٰتِ۔آسمان
وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین	بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	وَ۔اور
يَوْمَ۔جس دن	يَقُوْلُ۔کہے گا	كُنْ۔ہو جا	فَيَكُوْنُ۔تو ہو جائے گا
قَوْلُهُ۔بات اس کی	الْحَقُّ۔سچی ہے	وَ۔اور	لَهُ۔اسی کی
الْمُلْكُ۔بادشاہی ہے	يَوْمَ۔جس دن	يُنْفَخُ۔پھونکا جائے گا	فِي۔بیچ
الصُّوْرِ۔صور کے	عٰلِمُ۔جاننے والا ہے	الْغَيْبِ۔غیب	وَ۔اور
الشَّهَادَةِ۔حاضر کا	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا
الْخَبِيْرُ۔خبردار ہے	وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا
اِبْرٰهِيْمُ۔ابراہیم نے	لِاَبِيْهِ۔اپنے باپ	اٰزَرَ۔آزر سے	اَ۔کیا
تَتَّخِذُ۔بناتا ہے تو	اَصْنَامًا۔بتوں کو	اٰلِهَةً۔معبود	اِنِّیْٓ۔بے شک میں
اَرٰى۔دیکھتا ہوں	كَ۔تجھ کو	وَ۔اور	قَوْمَكَ۔تیری قوم کو
فِيْ۔بیچ	ضَلٰلٍ۔گمراہی	مُّبِيْنٍ۔ظاہر کے	وَ۔اور
كَذٰلِكَ۔اسی طرح	نُرِيْٓ۔دکھاتے تھے ہم	اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم کو	مَلَكُوْتَ۔بادشاہی
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کی	وَ۔اور
لِيَكُوْنَ۔تاکہ ہو جائے	مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔یقین کرنے والوں سے		فَلَمَّا۔پھر جب
جَنَّ۔ڈھانپ لیا	عَلَيْهِ۔اس کو	الَّيْلُ۔رات نے	رَاٰ۔اس نے دیکھا
كَوْكَبًا۔ایک ستارہ	قَالَ۔اس نے کہا	هٰذَا۔یہ ہے	رَبِّيْ۔میرا رب
فَلَمَّآ۔پھر جب	اَفَلَ۔غروب ہو گیا	قَالَ۔تو کہا	لَآ۔نہیں
اُحِبُّ۔پسند کرتا میں	الْاٰفِلِيْنَ۔غروب ہونے والوں کو		فَلَمَّا۔پھر جب
رَاٰ۔دیکھا	الْقَمَرَ۔چاند کو	بَازِغًا۔چمکتا ہوا	قَالَ۔کہا
هٰذَا۔یہ ہے	رَبِّيْ۔میرا رب	فَلَمَّآ۔پھر جب	اَفَلَ۔غروب ہو گیا
قَالَ۔کہا	لَئِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	يَهْدِنِ۔ہدایت دی
نِیْ۔مجھ کو	رَبِّيْ۔میرے رب نے	لَاَكُوْنَنَّ۔تو ہو جاؤں گا میں	مِنَ الْقَوْمِ۔قوم
الضَّآلِّيْنَ۔گمراہوں سے	فَلَمَّا۔پھر جب	رَاٰ۔دیکھا	الشَّمْسَ۔سورج کو
بَازِغَةً۔چمکتا ہوا	قَالَ۔کہا	هٰذَا۔یہ	رَبِّيْ۔میرا رب ہے
هٰذَآ۔یہ	اَكْبَرُ۔بہت بڑا ہے	فَلَمَّآ۔پھر جب	اَفَلَتْ۔غروب ہو گیا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قَالَ۔ تو کہا	یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اِنِّیْ۔ بے شک میں	بَرِیْٓءٌ۔ بیزار ہوں
مِّمَّا۔ اس سے	تُشْرِکُوْنَ۔ جو شریک بناتے ہو تم		اِنِّیْ۔ بے شک میں نے
وَجَّھْتُ۔ رخ کیا	وَجْھِیَ۔ اپنے چہرے کا	لِلَّذِیْ۔ اس اللہ کی طرف جس نے	
فَطَرَ۔ پیدا کئے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمان	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین
حَنِیْفًا۔ ایک رخ ہو کر	وَّ۔ اور	مَآ۔ نہیں ہوں	اَنَا۔ میں
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکوں سے		وَ۔ اور	حَآجَّهٗ۔ جھگڑا کیا اس سے
قَوْمُهٗ۔ اس کی قوم نے	قَالَ۔ کہا	اَ۔ کیا	تُحَآجُّوْ۔ جھگڑتے ہو تم
نِّیْ۔ مجھ سے	فِی۔ بیچ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
قَدْ۔ بے شک	هَدٰىنِ۔ ہدایت دی اس نے مجھے		وَ۔ اور
لَآ۔ نہیں	اَخَافُ۔ ڈرتا میں	مَا۔ جو	تُشْرِکُوْنَ۔ شریک ٹھہراتے
ہو تم	بِهٖٓ۔ اس کے	اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ
یَّشَآءَ۔ چاہے	رَبِّیْ۔ میرا رب	وَسِعَ۔ گھیر لیا ہے	رَبِّیْ۔ میرے رب نے
كُلَّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کو	عِلْمًا۔ علم میں	اَ۔ کیا
فَلَا۔ پھر نہیں	تَتَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت حاصل کرتے تم		وَ۔ اور
كَیْفَ۔ کیسے	اَخَافُ۔ ڈروں میں	مَآ۔ اس سے	اَشْرَكْتُمْ۔ جو شریک بنائے
تم نے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	تَخَافُوْنَ۔ ڈرتے تم
اَنَّكُمْ۔ کہ تم نے	اَشْرَكْتُمْ۔ شرک کیا	بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ	مَا۔ جو
لَمْ۔ نہیں	یُنَزِّلْ۔ اتاری	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	عَلَیْكُمْ۔ تم پر
سُلْطٰنًا۔ کوئی دلیل	فَاَیُّ۔ تو کون سا	الْفَرِیْقَیْنِ۔ دونوں فریقوں سے	اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہے
بِالْاَمْنِ۔ امن کا	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	لَمْ۔ نہ
یَلْبِسُوْٓا۔ ملایا انہوں نے	اِیْمَانَهُمْ۔ اپنے ایمان کو	بِظُلْمٍ۔ شرک سے	اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں
لَهُمُ۔ کہ ان کے لئے	الْاَمْنُ۔ امن ہے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
مُّهْتَدُوْنَ۔ ہدایت والے ہیں			

مختصر تفسیر رکوع چار دہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ
الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ۪ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا
لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

MERKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فرمادیجئے کیا ہم اللہ کے سوا اسے پوجیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور پاؤں کے بل رد کر دیئے جائیں ہم بعد اس کے کہ ہدایت کی ہمیں اللہ نے مثل اس کے جسے بھلا دے شیطان راہ زمین میں۔ حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ پر بلا رہے ہیں کہ ادھر آ۔ فرمادیجئے اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم اس کے لئے گردن رکھیں جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ نماز قائم رکھیں اور اسی سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

شانِ نزول

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما قبل از اسلام اپنے والد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بت پرستی کی طرف بلاتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت صدیق کو یہ جواب بتایا گیا کہ ہمارے لئے اس کی عبادت زیبا نہیں جو ہمیں نفع نہ دے سکے اگر ہم اسے پوجیں اور نقصان نہ پہنچا سکے جبکہ اسے ترک کر دیں۔ (صاوی)

قُلْ اَنَدْعُوْا۔ فرمادیجئے کیا میں اس کی پوجا کروں۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو فرمائیں جو آپ کو عبادت اصنام کی دعوت دے رہا ہے کہ کیا میں اس کی پرستش کروں اللہ کے سوا جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے یعنی جس میں نہ نفع پہنچانے کی طاقت ہے اگر ہم اسے پوجیں اور نہ نقصان دینے کی استعداد اگر ہم اسے چھوڑ دیں اور صرف تمہارے کہنے سے پلٹ جائیں اپنی ایڑیوں پر یعنی شرک میں پھر پڑ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں ہدایت اسلام فرمائی اور ہمیں عبادت اصنام سے بچالیا۔ اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی۔ مثل اس کے جسے شیطان نے جسے غیلان کہتے ہیں اور وہ سرکش جن کی قسم سے ہے راہ بھلا دی ہو زمین میں حیران پھر رہا ہو۔ نہیں سمجھ سکتا کہ کیا کرے اس کے لئے دعوت دے رہے ہیں اس کے رفیق ہدایت کی جسے طریق مستقیم کہتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں آ ادھر اور شیاطین کی دھوکہ بازی سے بچ۔ اس کی تصریح یہ ہے کہ شیطان انسان کو اس کے محور صداقت سے گراتا ہے اور غیلان اس پر مستولی ہو کر اسے طریق اسلام سے گرا کر خطوات شیطان کا پیرو کر دیتا ہے اور عامہ مومنین اسے بلاتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف ملتفت ہو۔ فرمادیجئے کہ ہدایت اللہ ہی کی بدولت ہے اور وہ ایک ہے اور ماسواء اس کے گمراہی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لئے گردن رکھ دیں جو سارے عالموں کا رب ہے اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ

اس آیت کریمہ میں حق و باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک تمثیل بیان فرمائی گئی کہ جس طرح ایک مسافر اپنے رفیقوں کے ساتھ تھا کہ جنگل میں غول بیابانی یعنی بھوتوں اور شیطانوں نے اسے راستہ سے بہکا دیا اور اسے جچا دیا کہ منزل مقصود کی راہ یہی ہے اس کے رفیق اسے منزل مقصود کی راہ راست کی طرف بلانے لگے وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا کہ کدھر جائے۔

انجام یہ ہوا کہ اگر وہ غلط راہ پر چل دیا تو ہلاک ہوگا اور رفیقوں کا کہا مانے تو سلامت رہے گا منزل مقصود مل جائے گی۔

یہی حال اس شخص کا ہے جو

طریقہ اسلام سے بہکا اور گمراہی کی طرف چل دیا۔ مسلمان اسے راہ راست پر بلاتے رہے اگر یہ ان کی آواز پر لبیک

کہے تو راہ پا جائے ورنہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى۔ کا یہی مفہوم ہے کہ جو طریق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو واضح کیا وہی ہدایت ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ باطل و گمراہی ہے۔ یہی مفہوم علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بیان فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ۬ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۷۳

اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے گا کہ تو ہو جا تو بس ہو جائے گا اسی کا فرمان ہے حق اور اسی کی حکومت اور ملک ہوگا جس دن پھونکا جائے گا صور وہ جاننے والا ہے چھپی چیز کا اور ظاہر چیز کا اور وہی ہے حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا۔

هُوَ۔ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ اَلَّذِیْ۔ سے اس کی شان مراد ہے۔ خَلَقَ۔ کا معنی پیدا کرنا نیست سے ہست کر دینا۔ بِالْحَقِّ۔ نا قابل فنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے آسمان و زمین حکمتوں سے بھرپور پیدا فرمائے۔ یَوْمَ۔ بمعنی وقت ہے کیونکہ قیامت میں نہ دن ہوگا نہ رات۔ كُنْ۔ سے مراد ارادہ ہے۔ یَكُوْنَ۔ تمام فنا شدہ اشیاء کا وجود میں آنا جیسا کہ صور کے نفخہ پر ہوگا۔

اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اپنی حکمت سے اور فنا شدہ چیزوں کو حکم کرے گا ہو جاؤ تو وہ ہو جائیں گی اور اسی کی بات حق ہے اور اسی کے لئے تمام ملک ہے جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا وہی حکمت والا خبردار ہے۔ افناء۔ احیاء اور حساب اور جزاء میں۔ خلاصہ مفہوم آیات یہ ہے کہ

اس کی قدرت کاملہ اور اس کا علم محیط ہے اور اس کی حکمت وصنعت ظاہر ہے اس کے حضور نام کو بھی کوئی دعویٰ سلطنت کرنے والا نہ ہوگا۔ تمام جابر ظالم اور دنیا کی سلطنت پر فرعونیت کا غرور کرنے والے دیکھیں گے کہ دنیا میں جو دعویٰ سلطنت تھا وہ باطل تھا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ۔ یاد فرمایئے وہ واقعہ جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو کہا۔ یہ نام آپ کے باپ کا ہے یا لقب ہے اس لئے کہ نساب کی جماعت اس کے خلاف ہے اس کی تحقیق میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ ہے۔

تحقیق اسم آزر

تفسیر کبیر میں ہے تارح بعض نے ح سے لکھا اور بعض نے خ سے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں ابراہیم بن آزر توریت میں ہے اس بنا پر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابراہیم کے والد کے دو نام ہیں آزر اور تارخ جیسے یعقوب اور اسرائیل۔ دو نام ایک آدمی کے ہو سکتے ہیں۔

اور ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آزر نام ہو اور تارخ لقب ہو اسی لئے کہ قرآن کریم نے آزر ہی نام بتایا ہے۔ اگرچہ فن نسب کے ماہرین تارخ ہی بتا رہے ہیں۔ ہم اسے ضعیف درجہ میں مانتے ہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ احبار یہود و نصاریٰ سے سن کر فن نسب کے جاننے والوں نے یہ لکھا ہو۔ مگر قرآن کریم آزر ہی فرماتا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہے۔لہٰذا اسرائیلیات کی روایات ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔

ایک قول ہے تارح۔تا-را-حا کے ساتھ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا اور وہ قاموس کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور تارح آپ کے والد کا نام ہے۔

اور یہ وہ قول ہے جسے شیخ مفسر نے اپنے ان رسالوں میں بیان کیا جس میں انہوں نے ایمان آبائہ الکرام کا ثبوت دیا ہے۔اب علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تحقیق روح المعانی سے ملاحظہ ہو۔

آزر بروزن آدم نام عجمی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا اور یہ ایک قریہ کے رہنے والے سواد کوفہ میں۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فن نسب کے ماہروں میں بالکل اختلاف نہیں اس امر میں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح تھا۔تا-الف-رامفتوح اور حاء آخر میں اور خ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

ابن منذر بسند صحیح ابن جریج رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تیرح یا تارح تھا۔اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام یازر تھا اور ان کی والدہ کا نام مثلی۔اور آزر کوئی نام نہیں۔

اور مجاہد اور سعید بن مسیب رحمہم اللہ اس طرف ہیں اور بہت سے اختلافی اقوال ہیں۔چنانچہ پانچ قول وہ لکھتے ہیں۔

اول یہ کہ آزر لقب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے دادا کا نام ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور چچا دادا کو مجازاً باپ کہتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ آزر نام بت کا ہے۔یہ ابن عباس اور سدی اور مجاہد سے مروی ہے رضی اللہ عنہم۔

پانچواں قول یہ ہے کہ آزر لغۃً وصف ہے اس کے معنی خطا کار کے ہیں۔

سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آزر کے معنی اعوج یعنی کبڑے کے ہیں۔

بعض کے نزدیک شیخ ہرم یعنی بہت بڈھے کے معنی میں ہیں۔خوازرمی ایسے ایسے بہت سے اقوال کے بعد فرماتے ہیں۔

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں انہ قال الخال والد و العم والد کہ ماموں بھی باپ ہے اور چچا بھی باپ ہے۔

اور اکثریت محققین کی اس طرف ہے کہ آزر آپ کے چچا کا نام ہے اور باپ کا اطلاق چچا پر ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں کیا تم گواہ تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام پر موت آئی اور جب انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا کہ کسے پوجو گے میرے بعد بولے ہم پوجیں گے تیرے رب کو اور تیرے باپ کے رب کو ابراہیم علیہ السلام۔اسماعیل علیہ السلام۔اسحاق علیہ السلام کے رب کو اس میں اطلاق اب وجد وعم پر بھی ہے۔

پھر محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محاورہ میں ماموں کو بھی باپ کہتے ہیں اور چچا بھی باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں و فی الخبر ردوا علی ابن العباس (حدیث میں ہے ابوالعباس پر رد کیا) اور اس کی بعض نے اس دعویٰ کی تائید کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہرگز کافر نہ تھے اور جو کافر تھا وہ آپ کا چچا تھا۔اس روایت کو ابن

www.waseemziyai.com

المنذر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں سند صحیح سے اخراج کیا۔

اور سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں جب مشرکین (عراق نے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا تو انہوں نے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں۔ یہاں تک کہ ایک بڑھیا بھی لکڑیاں جمع کرنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ تو جب آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ آگ میں ضرور ڈالیں گے تو آپ نے حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ پڑھا۔ جب آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ تو وہ آگ سرد ہوگئی۔ تو آپ کا چچا کہنے لگا کہ یہ میری وجہ سے ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک شرارہ اس آگ سے بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا اور اسے جلا دیا۔

محمد بن کعب اور قتادہ اور مجاہد اور حسن وغیرہم رحمہم اللہ سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لئے برابر استغفار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ جب مر گیا تو ظاہر ہوا وہ مسلمان نہ تھا تو پھر استغفار نہ کی اور اس کے مرنے کے بعد ہجرت فرمائی۔

آگ کا واقعہ ملک شام میں ہوا۔ پھر آپ مصر میں آ گئے۔ انتہی ملخصاً

اس تمام بیان کی روشنی میں خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ آزر اور تارخ اور تارح یہ سب آپ کے چچا کے نام تھے اور باپ ہونے کی ایک روایت محمد بن کعب رحمہ اللہ کی ہے تو اکثریت کے فیصلہ کو قابل ترجیح ماننا لازم ہے۔

اب ہم اصل مضمون تفسیر عرض کرتے ہیں۔ اول ترجمہ مضمون گزشتہ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً سے نقل ہو چکا ہے وہ عرض ہے۔

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۔ یہ استفہام توبیخی ہے۔ اَتَتَّخِذُ۔ استفہام اتخاذ کے معنی ہیں بنانا۔ اصنام جمع صنم۔ جاندار مجسمہ کو کہتے ہیں۔ یعنی آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا بتوں کو خدا ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ وہ الوہیت کے مستحق نہیں۔

اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾۔

میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ ۔ نُرِیْ ۔ میں رویت آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ اور ایسے ہی ہم دکھاتے ہیں جیسے شرک کی قباحت بصارت و بصیرت سے دکھائی ابراہیم کو۔

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔ ملکوت مصدر ہے اس کے معنی پوری ملکیت اور پورا قبضہ ہے ظاہری چیزوں کا اور باطنی چیزوں کی ملکیت۔ زمین و آسمان کی ملکیتیں۔

یعنی بطور لطائف مخلوق سماوی و ارضی کا معائنہ کرایا۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان منکشف فرمائے تو جو کچھ ان میں تھا سب ملاحظہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ کی نظر عرش الٰہی پر پہنچی۔ پھر ساتوں طبقات ارضی کھول دیئے حتیٰ کہ جو کچھ اس میں ہے سب ملاحظہ فرمایا۔

وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾۔ یعنی آنکھوں دیکھا یقین تاکہ عین الیقین حاصل ہو جائے اور یہ انکشاف اس حکمت کی وجہ سے تھا کہ جس موجود پر بیاناً ایمان و ایقان تھا اس پر عیاناً اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ اب اول ولادت و نشو و نما ابراہیم

www.waseemziyai.com

علیہ السلام سمجھ لیجئے تاکہ آئندہ آیات اچھی طرح سمجھ میں آسکیں۔

واقعہ ولادت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

علامہ بغوی اور دیگر ارباب سیر رحمہم اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ نمرود بن کنعان ایک جابر ظالم بادشاہ گزرا ہے۔ یہ وہ بادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے تاج سر پر رکھا اور اس نے خدائی کا دعویٰ کر کے رعایا سے اپنی پرستش کرائی۔ یہ دربار میں منجم اور کاہنوں کو کثرت سے رکھا کرتا تھا اور اس کے زمانہ میں فن نجوم پوری ترقی پر تھا۔ اس نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا جس کی روشنی سے آفتاب و ماہتاب بے نور نظر آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اسے بے حد خوف طاری ہوا اور اس نے کاہن جمع کر کے ان سے اس خواب کی تعبیر مانگی۔

کاہنوں نے حساب کر کے اسے بتایا کہ اس سال تیری قلمرو میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری سلطنت کے زوال کا موجب ہوگا۔ تیرے دین پر چلنے والے ہلاک ہو جائیں گے۔

یہ تعبیر سن کر وہ سخت پریشان ہوا۔ اور

اس نے حکم دیا کہ اس سال جو لڑکا پیدا ہوا سے فوراً قتل کر دیا جائے اور مرد عورت علیحدہ رہیں اس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے ایک محکمہ قائم کر دیا۔

مگر تقدیرات کا ٹالنا انسانی مقدرت میں نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ جن کا نام مثلی تھا حاملہ ہوئیں۔ منجموں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دے دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا ہے سب کچھ چھان بین کی مگر پتہ نہ چلا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ والدہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کمسن نوعمر تھیں۔ آپ کا حمل پہچانا بھی نہ جاتا تھا۔ جب زمانہ ولادت قریب آیا تو آپ اس تہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے باہر کھدوا کر بنایا تھا۔

وہاں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی والدہ آپ علیہ السلام کو وہیں چھوڑ کر دروازہ پتھروں سے بند کرآتیں۔ اور روزانہ دودھ پلانے تشریف لے جاتیں۔ آپ جب وہاں پہنچتیں تو دیکھتیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سر انگشت چوس رہے ہیں اور ان سے دودھ نکلتا ہے۔ روح البیان میں اس واقعہ میں یہ اور بتایا کہ آپ کی پانچوں انگلیوں میں اللہ تعالیٰ نے شہد۔ پانی۔ دودھ۔ گھی وغیرہ کے ذائقہ عطا فرمادیئے تھے۔

آپ علیہ السلام کی نشوونما اتنی تیز تھی کہ ایک ماہ میں عام بچوں کے ایک سال بڑھنے کے برابر آپ کی نمو ہوتی تھی۔

اس میں اختلاف ہے کہ آپ علیہ السلام اس تہ خانہ میں سات برس رہے یا تیرہ برس یا انیس برس بہرحال انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق تو یہ عقیدہ مسلمہ ہے کہ وہ ابتدائے ولادت سے تمام عمر میں عارف الٰہی ہوتے ہیں اور ہر قسم کی معصیت تک سے معصوم و محفوظ رہتے ہیں پھر شرک کا تو ذکر ہی بیکار ہے۔

جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام اُرّ تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کر کے اس کو دریافت کر لیا۔ لیونا ڈولی نے اپنی کتاب جو لندن میں ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی تھی اس میں لکھا تھا کہ ۲۱۰۰ قبل مسیح جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ تسلیم کرتے ہیں کہ شہر اُرّ کی آبادی ڈھائی لاکھ تھی۔ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا ملک کی اکثر آبادی کا پیشہ صنعت و تجارت تھا۔ اُرّ کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں ہر شہر کا ایک خاص محافظ

www.waseemziyai.com

خدا ہوتا تھا جو ابوالبلد یا مہادیو سمجھا جاتا تھا۔ اُرّ کا اب البلد چاند دیوتا تھا۔ دوسرا بڑا شہر مرسہ تھا اس کا اب البلد شماش سورج دیوتا تھا ان کے ماتحت چھوٹے چھوٹے ستاروں سیاروں کو خدا مانتے تھے۔ اُرّ کا شاہی خاندان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ارغو تھا جس کا عربی نام نمرود تھا۔

ایک روز آپ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کون ہے؟ ماں نے جواب دیا میں ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آپ کا رب کون ہے کہا تمہارے والد۔

آپ علیہ السلام نے کہا میرے والد کا رب کون ہے اس پر انہوں نے کہا خاموش رہو۔ زیادہ سوال نہ کیا کرو۔ آپ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

پھر شلی آپ کی والدہ اپنے شوہر کے پاس آئیں اور کہا جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دےگا۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ وہ یہی تمہارا فرزند ہے اور پھر جو گفتگو ہوئی تھی سب اس کو سنائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرما دیا تھا۔

ایک روز اس تہ خانہ کے روشندان سے رات میں آپ نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو دیکھا تو اقامت حجت شروع کر دی۔

اس زمانہ کے لوگ بت اور کواکب پرستی کرتے تھے۔

آپ نے ایک نہایت نفیس اور دل نشین پیرایہ میں انہیں نظر واستدلال کی طرف راہنمائی فرمائی۔ جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ عالم بتمامہ حادث ہے وہ اِلٰہ نہیں ہو سکتے بلکہ وہ موجد و مدبر کا ہر مرحلہ میں محتاج ہے جس کی قدرت و اختیار سے اس میں تغیر ہوتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آپ علیہ السلام کی تبلیغ کی ابتداء اس طرح شروع ہوئی۔ حَیۡثُ قَالَ تَعَالٰی۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ الَّیۡلُ رَاٰ کَوۡکَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ۚ۔

پس جب تاریک ہوگئی اوپر ان کے رات تو دیکھا تارا فرمایا کیا یہ ہے رب میرا۔

جب رات اندھیری آ گئی اس پر تو ستارہ دیکھا وہ زہرہ تھا یا مشتری اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ یعنی چچا اور اس کی قوم بت پوجتے تھے اور سورج اور چاند ستاروں کی پرستش کرتے تھے تو آپ علیہ السلام نے چاہا کہ انہیں ان کی غلطی پر متنبہ فرما دیں اور انہیں نہایت نفیس پیرایہ سے عقلی دلائل سے سمجھا دیں کہ یہ سب حادث ہیں دیکھو طلوع ہو کر غروب ہو رہے ہیں ان کا طلوع و غروب اور ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ غائب ہو جانا بتا رہا ہے کہ یہ معبود نہیں ہو سکتے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ رب ہیں یعنی تمہارے زعم باطل میں کیا یہی رب ہیں گویا اَهٰذَا رَبِّیۡ فرمایا۔ مگر عربی محاورات میں حرف استفہام نعت صوت میں ہی مکتفی ہو جاتا ہے جیسا کہ اردو میں بولتے ہیں کیا تم جا رہے ہو کی بجائے جا رہے ہو بطرز خاص استفہاماً بول دیتے ہیں۔

فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِیۡنَ ﴿۷۶﴾۔

پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا میں پسند نہیں کرتا ڈوب جانے والوں کو۔

تو جب وہ ڈوب گیا اور غائب ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ڈوبنے والا مجھے خدائی کے لئے پسند نہیں یعنی وہ خدا مجھے پسند نہیں جو متغیر ہوں ایک حال سے دوسرے حال میں بدل جائیں رب تو وہی ہے کہ الآن کما کان ہے یہ تبدیل و تغیر

www.waseemziyai.com

صفت اجسام ہے۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾۔

تو جب چاند دیکھا چمکتا ہوا فرمایا اسے میرا رب بتاتے ہو جب ڈوب گیا تو فرمایا اگر میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔

اس بیان میں اپنی قوم کو تنبیہاً فرمایا کہ جو چاند سورج ستاروں کو خدا ٹھہرائے وہ گمراہ ہے اور یہاں چاند کے بزوغ کو ظاہر نہیں فرمایا بلکہ ان کا افول ظاہر فرمایا اگرچہ بزوغ اور افول دونوں میں انتقال کی کیفیت ہے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے سے اور ظاہر ہے کہ ایسی کیفیت الوہیت کے خلاف ہے۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ۔

تو جب سورج جگمگاتا دیکھا فرمایا اسے میرا رب کہتے ہو۔ شمس مونث غیر حقیقی ہے اس کے لئے مذکر و مونث کے دونوں صیغے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ یہاں هٰذَا مذکر لایا گیا۔ اس میں تعلیم ادب ہے کہ لفظ رب کی رعایت کے لئے لفظ تانیث نہ لایا گیا۔ اور اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت میں لفظ علام آیا ہے نہ کہ علامۃ جیسے علام الغیوب۔

هٰذَاۤ اَكْبَرُ۔ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔

فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾۔

تو جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔

یعنی ان اجرام کو اللہ عزوجل کا شریک بناتے ہو اس تقریر میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کر دیا کہ ستاروں میں چھوٹے بڑے تک کوئی بھی رب ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور ان کا الٰہ ہونا باطل ہے اور قوم جس شرک میں مبتلا تھی آپ علیہ السلام نے اس سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد دین حق کا بیان فرمایا جو آگے آتا ہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور اس کے لئے جس کا وجود ان محدثات کا منشی اور صانع ہے۔ حَنِیْفًا۔ سب سے اور تمام ادیان سے منحرف ہو کر ایک اسی کا بندہ ہوں۔

وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾۔ اور میں مشرکوں کے ساتھ نہیں۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور جھگڑنے لگی ان کی قوم آپ نے کہا کیا جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دے دی ہے مجھے اور میں نہیں ڈرتا ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو اپنے علم سے تو کیا تم نصیحت قبول نہ کرو گے۔

اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی تو حید الٰہی عزوجل اور نفی شرک میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا جھگڑتے ہو مجھ سے

www.waseemziyai.com

اللہ کے بارے میں اور اس کی توحید پر وہ مجھے راہ بتا چکا تو حید کی اور جب مشرکین نے آپ علیہ السلام کو ڈرایا کہ ہمارے معبود آپ کو کسی مصیبت میں ڈال دیں گے تو فرمایا مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم بناتے ہو کیونکہ وہ بے جان ہیں ان میں نہ ضرر پہنچانے کی طاقت ہے نہ نفع کی مگر ہاں یہ کہ چاہے میرا رب جو کچھ کیونکہ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور میرے رب کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی بندے کو کوئی ضرر و نفع نہیں پہنچتا مگر اس کے علم سے تو کیا نصیحت نہیں مانتے اور قادر مطلق اور عاجز میں تمیز نہیں کرتے۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور کیسے ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے اس سے کہ تم نے شریک بنایا اللہ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل تو تم ہی بتاؤ دونوں فریقوں سے کون زیادہ حقدار ہے امن اور سلامتی کا اگر تم جانتے ہو۔

(تفسیر نسفی ترجمہ) اور میں کیوں کر ڈروں تمہارے شریکوں سے یعنی تمہارے بتوں سے اور مامونۃ الخوف ہیں اس لئے کہ بے جان جماد اور عاجز محض ہیں اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری یعنی انہیں شریک بنانے کی تو دونوں گروہوں میں یعنی موحد و مشرک میں کون زیادہ حقدار امن ہے عذاب سے اگر جانتے ہو کہ ہم میں سے کون تزکیۂ نفس سے اپنی نجات حاصل کرے گا۔ پھر استیناف جواب وسوال کیا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم یعنی شرک سے انہیں کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

یعنی وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کیلئے امن ہے اور وہی راہ پر ہیں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شرک سے محترز رہے۔

شانِ نزول

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت پریشان ہوئے اور بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کرنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔ قرطبی

یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ختم ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع - سورۃ الانعام - پ ۷

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اس کی قوم پر بلند کریں درجے جس کے چاہیں بے شک تمہارا رب حکمت اور علم والا ہے۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَ
نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ
سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۴﴾

اور ہم نے عطا کئے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے راہ دکھائی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۵﴾

اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب صالحین سے ہیں۔

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا
عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۶﴾

اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہر ایک کو فضیلت دی ہم نے زمانہ پر۔

وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ
اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۸۷﴾

اور کچھ ان کے باپ دادا اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے اور ہم نے انہیں چن لیا اور راہ دکھائی سیدھی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

یہ اللہ کی ہدایت ہے ہدایت دے اس سے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور اکارت جاتا ان سے جو کرتے ہیں۔

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ
النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا
قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ﴿۸۹﴾

یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے کتاب دی اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر منکر ہوں اس سے وہ لوگ تو بے شک لگا رکھی ہے ایسی قوم اس کے لئے جو نہیں اس سے انکار کرنے والی۔

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ
قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى
لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۰﴾

یہ ہیں وہ جن کو ہدایت کی اللہ نے تو ان کی ہدایت کی راہ چلو۔ فرما دو نہیں مانگتا تم سے اس پر اجرت وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

حل لغات رکوع پندرھواں ـ سورۃ الانعام ـ پ ۷

وَ۔اور	تِلْكَ۔یہ	حُجَّتُنَآ۔ہماری دلیل تھی	اٰتَیْنٰهَا۔دی ہم نے
هَا۔وہ	اِبْرٰهِیْمَ۔ابراہیم کو	عَلٰی۔اوپر	قَوْمِهٖ۔اس کی قوم کے
نَرْفَعُ۔بلند کرتے ہیں ہم	دَرَجٰتٍ۔درجے	مَّنْ۔جس کے	نَّشَآءُ۔چاہیں
اِنَّ۔بے شک	رَبَّكَ۔تیرا رب	حَكِیْمٌ۔حکمت والا	عَلِیْمٌ۔جاننے والا ہے
وَ۔اور	وَهَبْنَا۔عطا کیا ہم نے	لَهٗۤ۔اس کو	اِسْحٰقَ۔اسحاق
وَ۔اور	یَعْقُوْبَ۔یعقوب	كُلًّا۔سب کو	هَدَیْنَا۔ہدایت دی ہم نے
وَ۔اور	نُوْحًا۔نوح کو	هَدَیْنَا۔ہدایت دی ہم نے	مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور　مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ۔اولاد دی　دَاوٗدَ۔داؤد　وَ۔اور
سُلَيْمٰنَ۔سلیمان　وَ۔اور　اَيُّوْبَ۔ایوب　وَ۔اور
يُوْسُفَ۔یوسف　وَ۔اور　مُوْسٰى۔موسیٰ　وَ۔اور
هٰرُوْنَ۔ہارون　وَ۔اور　كَذٰلِكَ۔اسی طرح　نَجْزِي۔بدلہ دیتے ہیں ہم
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو　وَ۔اور　زَكَرِيَّا۔زکریا　وَ۔اور
يَحْيٰى۔یحیٰی　وَ۔اور　عِيْسٰى۔عیسیٰ　وَ۔اور
اِلْيَاسَ۔الیاس　كُلٌّ۔سب ہی　مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔نیکوں سے ہیں
وَ۔اور　اِسْمٰعِيْلَ۔اسماعیل　وَ۔اور　الْيَسَعَ۔الیسع
وَ۔اور　يُوْنُسَ۔یونس　وَ۔اور　لُوْطًا۔لوط کو
وَ۔اور　كُلًّا۔ہر ایک کو　فَضَّلْنَا۔فضیلت دی ہم نے　۔اوپر
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔جہان والوں کے　وَ۔اور　مِنْ اٰبَآئِهِمْ۔ان کے باپ دادا
وَ۔اور　ذُرِّيّٰتِهِمْ۔ان کی اولاد　وَ۔اور　اِخْوَانِهِمْ۔بھائیوں میں سے
وَ۔اور　اجْتَبَيْنٰهُمْ۔ چن لیا ہم نے انہیں　وَ۔اور
هَدَيْنٰهُمْ۔ہدایت دی ہم نے　هُمْ۔ان کو　اِلٰى۔طرف　صِرَاطٍ۔راہ
مُّسْتَقِيْمٍ۔سیدھی کی　ذٰلِكَ۔یہ　هُدَى۔ہدایت ہے　اللّٰهِ۔اللہ کی
يَهْدِيْ۔ہدایت کرے　بِهٖ۔اس سے　مَنْ۔جسے　يَّشَآءُ۔چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے　وَ۔اور　لَوْ۔اگر
اَشْرَكُوْا۔وہ شرک کریں　لَحَبِطَ۔تو اکارت ہوں　عَنْهُمْ۔ان سے　مَّا۔جو کچھ
كَانُوْا۔تھے　يَعْمَلُوْنَ۔وہ کرتے　اُولٰٓئِكَ۔یہ　الَّذِيْنَ۔وہ ہیں
اٰتَيْنٰهُمُ۔جنہیں دی ہم نے　الْكِتٰبَ۔کتاب　وَ۔اور　الْحُكْمَ۔حکم
وَ۔اور　النُّبُوَّةَ۔نبوت　فَاِنْ۔تو اگر　يَّكْفُرْ۔کفر کریں
بِهَا۔اس سے　هٰٓؤُلَآءِ۔یہ لوگ　فَقَدْ۔تو بے شک　وَكَّلْنَا۔مقرر کی ہم نے
بِهَا۔اس کے لئے　قَوْمًا۔ایک قوم　لَّيْسُوْا۔کہ نہیں وہ　بِهَا۔اس سے
بِكٰفِرِيْنَ۔انکار کرنے والی　اُولٰٓئِكَ۔یہ ہیں　الَّذِيْنَ۔وہ جن کو　هَدَى۔ہدایت کی
اللّٰهُ۔اللہ نے　فَبِهُدٰىهُمُ۔تو ہدایت والوں کی　اقْتَدِهْ۔پیروی کرو
قُلْ۔کہہ　لَآ۔نہیں　اَسْئَلُكُمْ۔مانگتا میں تم سے　عَلَيْهِ۔اس پر
اَجْرًا۔کوئی مزدوری　اِنْ۔نہیں　هُوَ۔وہ　اِلَّا۔مگر
ذِكْرٰى۔نصیحت　لِلْعٰلَمِيْنَ۔جہان کے لئے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر رکوع پندرھواں-سورۃ الانعام-پ ۷

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾-

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا کی ۔ حجت ۔قوی دلیل کو کہتے ہیں یہاں حجت سے وہ ساری دلیلیں مراد ہیں۔ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ہم نے ابراہیم کوتوحید کا علمبردار بنایا ان کے سینہ کو علم اور فہم اور دلائل کی روشنی میں منور کر کے اس کی شان کو بلند کر دیا۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾-

بلند کرتے ہیں ہم درجے جس کے چاہیں بے شک تمہارا رب حکیم وعلیم ہے۔

اور ہم نے انہیں اسحاق دیا اور یعقوب ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور نوح کو ان سے پہلے راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے نیک بندے ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور راہ دکھائی سیدھی۔

خلاصہ مفہوم آیات

حضرت سیدنا ابراہیم خطیب الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجہ کی بلندی کو تو فرمایا گیا۔ کہ آپ علیہ السلام کو علم، عقل، فہم وفضیلت سے نوازا اور نبوت ورسالت کے ساتھ تقرب خاص عطا فرمایا۔ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ میں اس کی سند ہے کہ انبیاء کرام ملائکہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔ کیونکہ عالم اللہ عزوجل کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے۔ فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب انہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی گئی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

یہاں رب العزت جل مجدہ وعزاسمہ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس تذکرہ میں باعتبار زمانہ ترتیب دی گئی نہ باعتبار فضیلت۔ اور واو عاطفہ بھی ترتیب کے مقتضی نہیں لیکن جس شان سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء عظام لائے گئے ہیں اس میں عجیب وغریب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص کرامت وفضیلت سے ممتاز فرمایا ہے چنانچہ پہلے جن چار نبیوں کا ذکر ہے وہ اصول انبیاء ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام یہ چاروں وہ ہیں جن سے اکثر انبیاء کرام پیدا ہوئے اور سب کے نسب انہیں کی طرف جاتے اور ملتے ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نبوت کے بعد مراتب عزیزہ میں سے ملک واختیار اور سلطنت واقتدار ہے تو پھر ان کا تذکرہ کیا۔ جنہیں ملک واقتدار ملا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام۔

اس کے بعد بلاء ومصائب پر توفیق صبر یہ بھی ایک خاص درجہ رفیع ہے چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اس کے ساتھ ممتاز فرمایا۔

پھر سلطنت و ملک، موت اور مصائب وآلام پر صبر یہ درجہ بھی بڑا بلند درجہ ہے۔ چنانچہ ان کا ذکر فرمایا جنہیں دونوں درجات پر فائز کیا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام۔

آپ نے مدتوں مصائب سجن یعنی قید وبند سہے اور صبر کیا پھر نبوت کے ساتھ ملک مصر بھی ان کو عطا ہوا۔

پھر کثرت معجزات وقوت براہین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو مشرف فرمایا۔

پھر زہد اور ترک دنیا بھی بلند مقام ہے اس سے حضرت زکریا ویحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ اور الیاس علیہما السلام کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔

ان حضرات کے بعد ان انبیاء کا ذکر فرمایا جن کے نہ آج متبعین باقی رہے نہ ان کی شریعت۔ جیسے حضرت اسماعیل، حضرت یسع، یونس، لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس شان سے مذاکرہ انبیاء فرمانے میں ہر ایک کی خصوصیات علیحدہ علیحدہ ذکر آجاتی ہیں۔

اس مضمون کی تائید میں جمل کی یہ عبارت ہم نقل کرتے ہیں۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت تمام انبیاء پر نکالی ہے۔

(ترجمہ) ان آیات سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں کیونکہ وہ تمام فضائل وکمالات جو انبیاء علیہم السلام میں متفرق طور پر تھے ان کی اقتداء کا حکم دے کر وہ کمالات آپ ﷺ کی ذات میں جمع کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے

حضرت نوح علیہ السلام قوم کی ایذا برداشت کرنے میں یگانہ ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سخاوت میں بے مثل ہیں۔

اور حضرت اسحاق ویعقوب مصائب برداشت کرنے میں۔

اور حضرت داؤد وسلیمان نعمت پر شکریہ ادا کرنے میں۔

اور حضرت ایوب مصیبت پر صبر کرنے میں۔

اور حضرت یوسف صبر وشکر کرنے میں۔

اور حضرت موسیٰ شریعت ظاہرہ کے مالک ہونے میں۔

اور حضرات زکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس دنیا سے بے رغبت ہونے میں۔

اور حضرت اسماعیل وعدے کا سچا ہونے میں۔

اور حضرت یونس تضرع وعاجزی میں بے مثل ہیں۔ علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔

اور ان کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور اس طرح آپ ﷺ نے وہ سب کمالات حاصل کیے جو ان انبیاء کرام میں متفرق طور پر موجود تھے۔

MARKAZ ULOOM ISLAMIA ACADEMY

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضاداری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر آگے فرمایا وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے راہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ عمل جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ جن کا تذکرہ ہو چکا ہدایت ہے دین الٰہی عزوجل کی کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے باوجود اتنی فضیلت حاصل کر لینے کے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا یعنی ان کے عمل باطل ہو جاتے یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم یعنی حکمت اور فہم کتاب عطا فرمایا اور نبوت بھی دی جو اعلیٰ مراتب بشریت سے ہے تو اگر یہ لوگ کفر کریں اس سے یعنی کتاب حکمت اور نبوت سے یا آیات قرآن سے یعنی اہل مکہ تو ہم نے اس کے لئے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے یعنی اصحاب رسول یا ہر وہ جو ایمان لا چکا ہو جو کفر بالقرآن والانبیاء نہیں کر سکتی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی تو انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی یعنی انبیاء مذکورین تو تم انہی کی راہ چلو تو اللہ کی طرف سے انہیں کی ہدایت اقتداء کے لئے مختص کی گئی۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾۔

فرما دیجئے میں قرآن پر کوئی تم سے اجرت نہیں مانگتا یعنی وحی بتانے۔ تبلیغ رسالت کرنے دعوت توحید دینے میں۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں یہ دلیل ہے کہ تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت جائز نہیں اور یہ صحیح ہے لیکن اگر تعلیم قرآن وحدیث بلا اجرت ہو۔ لیکن اوقات تعلیم۔ مقام تعلیم کی پابندی پر اجرت لینا اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں اور اس کی ممانعت بھی کہیں نہیں اور ظاہر ہے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

یعنی میں کم یا زیادہ اجرت نہیں مانگتا جیسے مجھ سے پہلے انبیاء اپنی امت سے اجرت تبلیغ نہیں مانگتے تھے۔ لیکن احسان کے بدلے احساناً اجرت لینا دینا یہ تو مکارم اخلاق اور محاسن افعال سے ہے اس بنا پر اس آیت کریمہ سے فقہاء نے استدلال کیا کہ تعلیم وتبلیغ پر اخذ اجرت جائز ہے۔ اس پر فقہاء نے مفصل مسائل لکھے ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو ہے۔ اس پر علامہ صاوی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ قیامت تک کے لئے ثابت ہوتی ہے اور اس سے علماء نے یہ دلیل بھی لی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔

خلاصہ بیان علامہ صاوی رحمہ اللہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام رسالت ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اور علماء رحمہم اللہ نے اس آیت کریمہ کو حجت مانا اس امر پر کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔ جتنے فضائل وخصائل فرداً فرداً اور نبیوں علیہم السلام میں تھے

ان سب کے جامع ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

2/2

بامحاورہ ترجمہ رکوع شانزدہم-سورۃ الانعام-پ ۷

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور (یہود نے) اللہ کی قدر نہ جانی جیسے کہ چاہئے تھی۔ جب بولے نہ اتارا اللہ نے بشر پر کچھ۔ فرمادیجئے کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشن اور ہدایت لوگوں کیلئے جس کے کرلئے تم نے بہت سے کاغذ (کچھ) ظاہر کرتے ہو اور بہت سے چھپاتے ہو اور تمہیں سکھایا گیا وہ جو تمہیں معلوم نہ تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو کہو اللہ پھر چھوڑ دو انہیں ان کی الجھنوں میں غافل۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور یہ کتاب ہے کہ نازل کی ہم نے اسے برکت والی تصدیق کرتی ہے ان کی جو تمہارے آگے تھیں اور اس لئے کہ ڈر سناؤ مکہ والوں اور اس کے چاروں طرف اور جو ایمان لائے آخرت پر وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو افتراء باندھے اللہ پر جھوٹا۔ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور ہرگز نہیں وحی ہوئی اسے کچھ اور جو کہے عنقریب میں اتارتا ہوں جیسا کہ اتارا اللہ نے اور اگر تم دیکھو کہ اب ظالم سختی میں موت کی ہیں اور فرشتے پھیلائے ہوئے ہیں ہاتھ کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں بدلہ ملے گا عذاب خواری سے بدلہ اس کا کہ تھے تم بولتے اللہ پر ناحق اور تم تھے اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

اور بے شک آئے تم ہمارے پاس اکیلے جیسا ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار اور چھوڑ آئے جو مال ہم نے دیا تھا پس پشت اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی جن کا تمہیں گمان تھا کہ وہ تمہارے شریک ہیں بے شک قطعی ہوگئی تمہاری امید اور غلط ہوگئے تم سے تمہارے گمان۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات رکوع شانزدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

وَ۔اور	مَا۔نہ	قَدَرُوا۔قدر کی انہوں نے	اللّٰہَ۔اللہ کی
حَقَّ۔حق	قَدْرِ۔قدر	ہٖ۔اس کے کا	اِذْ۔جبکہ
قَالُوْا۔کہا انہوں نے	مَآ۔نہیں	اَنْزَلَ۔اتاری	اللّٰہُ۔اللہ نے
عَلٰی۔اوپر	بَشَرٍ۔کسی بندے کے	مِّنْ۔کوئی	شَیْءٍ۔چیز
قُلْ۔کہو	مَنْ۔کس نے	اَنْزَلَ۔اتاری تھی	الْکِتٰبَ۔کتاب
الَّذِیْ۔وہ جو	جَآءَ۔لائے	بِہٖ۔اس کو	مُوْسٰی۔موسیٰ
نُوْرًا۔روشنی	وَّ۔اور	ھُدًی۔ہدایت تھی	لِّلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
تَجْعَلُوْنَہٗ۔جسے بنالیا تم نے		قَرَاطِیْسَ۔بہت سے کاغذات	
تُبْدُوْنَھَا۔ظاہر کرتے ہو اسے		وَ۔اور	تُخْفُوْنَ۔چھپاتے ہو تم
کَثِیْرًا۔زیادہ	وَ۔اور	عُلِّمْتُمْ۔سکھائے گئے تم	مَّا۔جو
لَمْ۔نہ	تَعْلَمُوْآ۔جانتے تھے	اَنْتُمْ۔تم	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اٰبَآؤُ۔باپ دادا	کُمْ۔تمہارے	قُلِ۔فرمایئے
اللّٰہُ۔اللہ نے	ثُمَّ۔پھر	ذَرْ۔چھوڑو	ھُمْ۔ان کو
فِیْ۔بیچ	خَوْضِھِمْ۔ان کی گمراہی کے	یَلْعَبُوْنَ۔کھیلتے رہیں	وَ۔اور
ھٰذَا۔یہ	کِتٰبٌ۔کتاب ہے	اَنْزَلْنَا۔اتارا ہم نے	ہُ۔اس کو
مُبٰرَکٌ۔برکت والی	مُّصَدِّقُ۔تصدیق کرتی	الَّذِیْ۔اس کی	بَیْنَ یَدَیْہِ۔جو اس سے
پہلے ہے	وَ۔اور	لِتُنْذِرَ۔تاکہ تو ڈرائے	اُمَّ الْقُرٰی۔مکہ والوں کو
وَ۔اور	مَنْ۔جو	حَوْلَھَا۔اس کے اردگرد ہیں	وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ جو	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں	بِالْاٰخِرَۃِ۔آخرت پر	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں
بِہٖ۔اس پر	وَ۔اور	ھُمْ۔وہ	عَلٰی۔اوپر
صَلَاتِھِمْ۔اپنی نمازوں کے	یُحَافِظُوْنَ۔حفاظت کرتے ہیں		وَ۔اور
مَنْ۔کون	اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے	مِمَّنِ۔اس سے جو	افْتَرٰی۔باندھے
عَلَی۔اوپر	اللّٰہِ۔اللہ کے	کَذِبًا۔جھوٹ	اَوْ۔یا
قَالَ۔کہے	اُوْحِیَ۔وحی کی گئی	اِلَیَّ۔میری طرف	وَ۔اور
لَمْ۔نہ	یُوْحَ۔وحی کی گئی	اِلَیْہِ۔اس کی طرف	شَیْءٌ۔کوئی چیز
وَّ۔اور	مَنْ۔جو	قَالَ۔کہے	سَاُنْزِلُ۔جلدی اتاروں گا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مِیں۔ بھی | مِثْلَ۔ مثل | مَآ۔ اس کی جو | اَنْزَلَ۔ اتارا
اللّٰہُ۔ اللہ نے | وَ۔ اور | لَوْ۔ اگر | تَرٰٓی۔ تو دیکھے
اِذِ۔ جب | الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم ہوں | فِیْ۔ بیچ | غَمَرٰتِ۔ سختیوں
الْمَوْتِ۔ موت کے | وَ۔ اور | الْمَلٰٓئِکَۃُ۔ فرشتے | بَاسِطُوْٓا۔ پھیلائے ہوں
اَیْدِیْھِمْ۔ اپنے ہاتھ | اَخْرِجُوْٓا۔ نکالو | اَنْفُسَکُمْ۔ اپنی جانوں کو | اَلْیَوْمَ۔ آج
تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیئے جاؤ گے تم | عَذَابَ۔ عذاب | الْھُوْنِ۔ ذلت کا
بِمَا۔ بہ سبب اس کے جو | کُنْتُمْ۔ تم تھے | تَقُوْلُوْنَ۔ کہتے | عَلَی۔ اوپر
اللّٰہِ۔ اللہ کے | غَیْرَ الْحَقِّ۔ سوائے حق بات کے | وَ۔ اور
کُنْتُمْ۔ تھے تم | عَنْ اٰیٰتِہٖ۔ اس کی آیتوں سے | تَسْتَکْبِرُوْنَ۔ تکبر کرتے
وَ۔ اور | لَقَدْ۔ بے شک | جِئْتُمُوْ۔ آئے تم | نَا۔ ہمارے پاس
فُرَادٰی۔ اکیلے | کَمَا۔ جیسے | خَلَقْنٰکُمْ۔ پیدا کیا ہم نے تم کو
اَوَّلَ۔ پہلی | مَرَّۃٍ۔ مرتبہ | وَّ۔ اور | تَرَکْتُمْ۔ چھوڑا تم نے
مَّا۔ جو | خَوَّلْنٰکُمْ۔ دولت دی ہم نے تم کو | وَرَآءَ۔ پیچھے
ظُھُوْرِ۔ پیٹھ | کُمْ۔ اپنی کے | وَ۔ اور | مَا۔ نہیں
نَرٰی۔ دیکھتے ہم | مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ | شُفَعَآءَ۔ سفارشی | کُمْ۔ تمہارے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو | زَعَمْتُمْ۔ خیال کیا تم نے کہ | اَنَّھُمْ۔ وہ | فِیْکُمْ۔ تمہارے
شُرَکٰٓؤُا۔ شریک ہیں | لَقَدْ۔ بے شک | تَّقَطَّعَ۔ کٹ گئے | بَیْنَکُمْ۔ تمہارے تعلقات
وَ۔ اور | ضَلَّ۔ بھول گیا | عَنْکُمْ۔ تم سے | مَّا۔ جو
کُنْتُمْ۔ تم تھے | تَزْعُمُوْنَ۔ خیال کرتے

مختصر تفسیر رکوع شانزدہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ
بِہٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَھَا وَتُخْفُوْنَ کَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ
اٰبَآؤُکُمْ ؕ قُلِ اللّٰہُ ۙ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور (یہود نے) اللہ کی قدر نہ جانی جب بولے اللہ نے کچھ نہیں اتارا بشر پر۔ فرمادیجئے کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور ہدایت لوگوں کے لئے جس کے تم نے بنالئے کاغذات کچھ ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تمہیں سکھایا وہ جو تم نہ جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا کہو اللہ نے پھر انہیں چھوڑ دو ان کی الجھن میں پھنسا ہوا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

شانِ نزول

ہجرت سے قبل کفار قریش نے یہود کی جماعت کو جن میں مالک بن صیف بھی تھا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے لئے بلایا۔ مالک بن صیف یہود کا بڑا عالم تھا۔ کفار قریش کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ عزوجل بے علمی اور بے بسی لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدظن ہو جائیں۔ جب مالک بن صیف مناظرہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اے مالک بن صیف کیا تو توریت جانتا ہے؟

وہ بولا اس وقت پورے عرب میں مجھ سے بڑا عالم تورات کا کوئی نہیں ہے۔

فرمایا تجھے اس رب کی قسم ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تورات میں یہ آیت ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُبغِضُ الحِبرَ السَّمِینَ۔ اللہ تعالیٰ موٹے پادری کو ناپسند کرتا ہے۔

وہ بولا کہ ہاں

فرمایا تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے۔ بحکم توریت تو مردود بارگاہ الٰہی ہے کہ تو اپنی قوم سے رشوتیں لے کر حرام خوری کر کے موٹا ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قَد سَمِنتَ مِن مَّالِکَ الَّذِی یُطعِمُکَ الیَھُودُ۔ تو ان کا عالم ہے اور موٹا بھی ہے اور یقیناً اس مال سے موٹا ہوا ہے جو یہودی تجھے کھلاتے ہیں۔

یہ سن کر جتنے یہودی آئے ہوئے تھے سب ہنس پڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے توریت کے حکم سے اپنا ایمان ثابت کر۔

اس پر مالک گھبرا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنۡ شَیۡءٍ۔ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا نہ وحی نہ کتاب۔

اس کی اس بکواس پر خود یہود اسے لعنت ملامت کرنے لگے اور بولے کہ تو نے تو توریت کے نزول کا ہی انکار کر دیا۔

وہ بولا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غصہ دلا دیا جس سے اس وقت میں اس قدر غضب سے بھر گیا کہ یہ بات کہہ گیا۔

یہود نے مالک بن صیف کو علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ کعب بن اشرف کو مقرر کیا اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں مالک بن صیف کی تردید کی۔ روح المعانی میں علامہ آلوسی صاحب تفسیر نسفی بھی اس آیت کریمہ پر ایسا ہی لکھتے ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ

اور (یہود نے) اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ چاہئے تھی۔ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔ یعنی عرفان الٰہی حق عرفان کے درجہ تک یہود کو نہ ہوا رحمت میں جو اس کی طرف سے بندوں پر ہے جبکہ انہوں نے انکار کیا بعثت رسل سے اور وحی سے حالانکہ یہ اللہ عزوجل کی سب سے بڑی رحمت ہے اس کے بعد وہی واقعہ بیان کیا جو ہم روح المعانی کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہود کو یہ جواب دلایا گیا۔

قُلۡ مَنۡ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ الَّذِیۡ جَآءَ بِہٖ مُوۡسٰی نُوۡرًا وَّ ھُدًی لِّلنَّاسِ تَجۡعَلُوۡنَہٗ قَرَاطِیۡسَ تُبۡدُوۡنَھَا وَتُخۡفُوۡنَ

MARKAZUL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

كَثِيرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ ۖ قُلِ ٱللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِى خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾

فرمایئے کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور ہدایت جسے کر دیئے تم نے الگ الگ کاغذ کچھ ظاہر کرتے ہو اور بہت چھپاتے ہو اس سے وہ جو نعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی اس توریت کے ٹکڑے ٹکڑے تا کہ اس سے جو چاہو ظاہر کرو اور جو چاہو چھپاؤ اور تمہیں وہ کچھ سکھایا گیا اے کتابیو کتاب سے جو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا احکام دینیہ سے اور امور دنیاویہ سے کہئے اللہ۔ یہ جواب ہے مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ کا کہ وہ انکار کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر انہیں چھوڑ دو اپنی الجھنوں میں کھیلتا یعنی باطل پرستی کی دلدل میں پھنسا رہنے دو اللہ خود ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گا اب آگے ارشاد ہے۔

وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ ٱلْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِۦ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩٢﴾

اور یہ کتاب ہے جو اتاری ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ برکت والی جس میں بہت منافع اور انوار ہیں تصدیق کرتی ہے۔ ان کتابوں کی جو تم سے پہلے تھیں اور اس لئے کہ تم ڈر سناؤ۔ گویا فرمایا کہ وہ کتابیں برکتوں کے لئے اور تصدیق ماتقدم من الکتب کے لئے اور ڈرانے کے لئے مکہ والوں کو۔ مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناف زمین ہے اور تمام بستیوں کا قبلہ ہے اور تمام آبادیوں سے اس کی شان بلند ہے اور جو اس کے گرد ہیں مشرق اور مغرب اور وہ جو ایمان لائے آخرت پر یعنی آخرت پر ایمان لاتے اور تصدیق کرتے اور اس سے خوف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اس پر یعنی اس کتاب قرآن کریم پر تو واضح ہوا کہ اصل دین خوف آخرت ہے جو خوف آخرت رکھے گا وہ اس خوف میں لازمی طور پر ایمان لائے گا اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ حفاظت صلوٰۃ کی خصوصیت اس لئے کی گئی کہ یہ ہی نشانی ایمان کی اور ستون دین کا ہے جو اس کی حفاظت کرے گا وہ اس کے تمام متعلقات حرام وحلال جائز و ناجائز کی لازمی طور پر خود حفاظت کرے گا۔ (تفسیر نسفی)

اب وہ آیہ کریمہ شروع ہے جس میں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم ترین مرتدین مشرکین کی علامتیں اور ان کی جامع مانع کیفیتیں واضح کی گئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۗ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا یہ کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو کہے کہ میں نازل کروں گا ایسا ہی کلام جیسے نازل کیا اللہ نے۔

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ عزوجل پر افتراء باندھے جھوٹ وہ مالک بن صیف ہے۔ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی اور وہ مسیلمہ کذاب ہے اور جو کہے میں ابھی اتارتا ہوں مثل اس کے جیسا اللہ نے اتارا۔ یعنی میں بھی ویسا ہی کلام کروں گا اور اس خیال میں اسے یقین ہوا یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا حال ہے یہ کاتب وحی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک کلام پر تائید فرمادی تھی۔

www.waseemziyai.com

واقعہ یہ ہے کہ جب آیہ کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً الآیة خلقا آخر تک ۔ جب لکھ لیا تو ابی سرح کی زبان سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ نکل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی لکھ لے اس کے بعد وحی میں بھی یہی لفظ آئے۔

تو ابی سرح کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو مجھ پر بھی وہی وحی ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی اور اگر (معاذ اللہ جھوٹے ہیں) تو میں نے بھی وہی کہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ یہ وسوسہ ایسا مرکوز ہوا کہ آخر مرتد ہو کر مکہ والوں میں جاملا اور بعد میں اپنی غلطی سے تائب ہو کر قبل فتح مکہ اسلام سے مشرف ہو گیا۔

یا اس سے مراد نضر بن حرث ہے جو کہا کرتا تھا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا فَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا فَالْخَابِزَاتِ خُبْزاً۔ گویا کہ وہ آیات قرآنیہ پر تعریض واستہزاء کرتا تھا۔

چنانچہ آیت کے پہلے حصے کا شان نزول مفسرین نے علیحدہ لکھا اور دوسرے کا علیحدہ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ۔

یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس نے یمامہ علاقہ یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے دام تزویر میں آ گئے تھے۔ یہ کذاب زمانہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضرت وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس غزوہ کی خبر قرآن پاک نے اس طرح دی سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ اسی غزوہ میں قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک خاتون خولہ بنت جعفر گرفتار ہو کر آئیں جو حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اور محمد بن حنیفہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ ۔ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی سرح کاتب وحی کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ (پ ۱۸ ع ۱)۔ ابن ابی السرح نے اسے لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے تخلیق انسانی کی تفصیل پر مطلع ہو کر بے اختیار اس نے کا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لکھنے کا بھی حکم دیا جب وہ لکھ چکا تو وحی میں بھی یہی لفظ آئے اس پر اس کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ مجھ پر بھی وحی آئی اور مرتد ہو گیا۔

حالانکہ اسے سمجھنا تھا کہ نور وحی اور حسن کلام سے آیہ کریمہ کا آخری کلمہ زبان سے جاری ہو جانا بلا وحی بھی ممکن تھا۔ اس میں استعداد کو کوئی دخل نہیں۔ زور کلام کلیم نے خود بخود آخر مضمون کو بتا دیا جیسے کوئی شاعر کبھی نفیس مضمون سنا رہا ہو تو وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر کے کہنے سے پہلے ہی قافیہ پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ قافیہ پڑھ دینے والے اکثر وہ ہوتے ہیں جو شاعری کی استعداد نہیں رکھتے جیسے۔

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ۔ شب زلف ہے یا مشک دوتا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

www.waseemziyai.com

سننے کے بعد زیب مطلع جب شروع ہوگا تو خود بخود ''یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں'' سننے والوں کے منہ سے نکل جائے گا۔ مثلاً
خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر بے پردہ جب وہ رخ ہوا۔ سن کر سننے والے بے ساختہ کہہ دیں گے۔ ''یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔''

یہ قوت کلام کا اثر ہوتا ہے اس میں استعداد و قابلیت کو دخل نہیں۔

پھر یہاں تو نور وحی اور فیض صحبت نبی ﷺ سے سینہ میں روشنی آ رہی تھی پھر اگر وحی کا آخری کلمہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ نکل گیا۔ تو

اس سے یہ گمان کر لینا کہ مجھ پر بھی وحی آئی جہالت خالص اور گمراہی کے سوا اور کیا تھا۔ مرتد ہو جانے کے بعد وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو بلاغت قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

آگے ارشاد ہے۔

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوۡۤا اَیۡدِیۡهِمۡ ۚ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ غَیۡرَ الۡحَقِّ وَكُنۡتُمۡ عَنۡ اٰیٰتِهٖ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾۔

اور اگر تم دیکھو یعنی تم دیکھو گے ان کے ساتھ زبردست معاملہ جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے یعنی سکرات موت اور اس کی شدتیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے نکالو اپنی جان یعنی فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے کہیں گے لاؤ انہیں روحوں کو اور نکالو ہماری طرف اپنے جسموں سے آج تمہیں بدلہ ملے گا ذلت کے عذاب سے یعنی موت کے وقت عذاب کی بشارت ہوگی شدت نزع کے وقت عذاب ہونے سے مراد وہ ذلت شدید ہے جس سے عذاب میں اضافہ ہو۔ بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ اور ناحق باتیں بناتے تھے کہ اس کا شریک ہے اور اس کی بیوی اور اولاد ہے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے اور ایمان نہ لاتے۔

وَلَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكۡتُمۡ مَّا خَوَّلۡنٰكُمۡ وَرَآءَ ظُهُوۡرِكُمۡ ۚ وَمَا نَرٰی مَعَكُمۡ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ اَنَّهُمۡ فِیۡكُمۡ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدۡ تَّقَطَّعَ بَیۡنَكُمۡ وَضَلَّ عَنۡكُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۹۴﴾۔

اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آؤ گے حساب دینے اور عذاب لینے بغیر مال اور معین کے جیسا پیدا کیا ہم نے تمہیں پہلی بار یعنی اس ہیأت میں جس میں پیدا ہوئے تھے اور مال و متاع جو جمع کیا ہوگا سب پس پشت چھوڑ آؤ گے اور اس میں سے ایک پر کے مقدار بھی نہ لا سکو گے اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی جن پر تمہارا گمان تھا کہ یہ شریک ہیں۔ بے شک تمہاری ڈور کٹ گئی اور باطل نکلے وہ جو تمہارے گمان میں تھے کہ وہ تمہارے سفارشی ہیں۔

چونکہ اس رکوع میں متنبّی اور مدعی کا تذکرہ آیا ہے۔

بنا بریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر حالات عہد رسالت سے آج تک کے مدعیان نبوت کے بیان کر دیئے جائیں تاکہ اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رہ کر تمہارے ہم عصروں کو بھی متنبہ کر دیں تاکہ وہ بھی ہوشیار رہیں اور اس موت سے بچیں۔

وَهَا اَنَا اَشۡرَعُ فِی الۡمَقۡصُوۡدِ بِعَوۡنِ الۡمَعۡبُوۡدِ

یہ امر واضح رہنا چاہئے کہ ملت حنیف کی سب سے بڑی مصیبت وجود مدعیان نبوت ہے چنانچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی امت کو اپنے بعد آنے والے مفاسد وفتن کی اطلاع دی چنانچہ چودہ سو سال پہلے فرمایا۔

عَنْ ثُوبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِی کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اِنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: مجھے اپنی امت کے گمراہ کرنے والوں کی طرف سے خوف ہے اور میری امت میں تیں کذاب پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس حدیث میں غالباً عدد قلت کے ساتھ تیں فرمایا کہ کم سے کم اتنے ضرور نبی نکلیں گے اور اس قسم کی کافی حدیثیں ہیں مختصراً ایک حدیث یہاں نقل کی گئی۔

ایسے مدعیوں کے متعلق اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے

دَعْوٰی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ (شرح فقہ اکبر)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے اور نبوت کا مدعی مرتد ہے۔

اس فتنہ کی ابتداء شیوع کہانت سے معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ پہلا فتنہ عہد رسالت ﷺ میں ابن صیاد مدنی سے شروع ہوا۔

اس کے متعلق اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدعی نبوت تھا مگر اس کے دست ضلال پرست پر کسی نے بیعت نہ کی۔

یہ منافقانہ طور پر مسلمان بھی ہوا مگر نبوت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو محدود فی الامیین مانتا تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا ارادہ بھی کیا مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ دجال ہے جس کا حال تمہیں بتایا گیا تو تم اسے قتل نہ کرسکو گے اس لئے کہ اس کی موت دست مسیح موعود میں ہے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل کا فائدہ نہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں مفصل بیان ہے حضور ﷺ نے اس سے مکالمہ بھی فرمایا اور فیصلہ دیا کہ اس پر صدق و کذب مختلط ہے اور یہ خود بھی دجال ہونے کی بابت منکر تھا۔ یہ مقام حرہ میں جبکہ لشکر یزید اہل مدینہ پر غالب آیا اور وہیں مفقود ہوگیا۔

(۱) دجال اکبر جس کے ظہور کا انتظار ہے

وہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کسی جزیرہ میں قید ہے اس کی مفصل حدیث مسلم شریف اور ابوداؤد میں ہے۔

(۲) اسود عنسی

یہ شخص مدعی نبوت تھا اسود عنسی کا نام عبلہ بن کعب ہے لقب ذوالحمار ہے یمن کا رہنے والا تھا۔ مقام صنعاء میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے کچھ کلام کلام آسمانی کے نام سے مرتب کرکے اپنے دام افتادہ افراد کو پیش کیا۔ ابن اثیر اور ابن خلدون میں ہے کہ اس کے کلام میں وَ الْمَائِسَاتِ مَیْسًا وَالْوَارِسَاتِ وَرْساً یَحُجُّوْنَ جَمْعًا وَ فُرَادٰی عَلٰی قَلَائِصَ بِیْضٍ وَّ صُفُرٍ۔ ابن اثیر اور یاقوت حموی میں بھی اس کے حالات ملتے ہیں۔ مخبر صادق طبیب حاذق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے دو دن قبل اس کے قتل کی خبر دے دی تھی اسے فیروز دیلمی نے قتل کرایا تھا اس کا فتنہ تین چار ماہ سے

www.waseemziyai.com

زیادہ نہ رہا۔

(۳) طلیحہ اسدی

یہ طلیحہ بن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کی طرف منسوب ہے۔نواح خیبر میں آباد تھا۔عہد رسالت میں ﷺ ہی یہ مرتد ہوا۔ مقام سیما میں اقامت گزیں ہوا اور یہاں سے اپنی نبوت کا جال پھیلایا۔چند دنوں میں ہزار ہا اس کے حلقہ تزویر میں پھنس گئے۔

اس نے اپنی شریعت میں نماز کے اندر صرف قیام لازم کیا۔رکوع وسجدہ حذف کر دیئے۔اس نے اپنی نبوت کی دعوت بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنے چچازاد بھائی جبال یا حبال کے ہاتھ بھیجی اور مدینہ منورہ آ کر اس نے وہ من وعن پہنچادیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بددعا دی۔

پھر اس سے جہاد ہوا۔شجاعان اسلام نے مقابلہ کیا اور بدحواس ہو کر راہ ہزیمت اختیار کی اس لشکر کے سردار حضرت ضرار رضی اللہ عنہ تھے۔یہ فاتحانی سہرا سر پر لگا کر مدینہ منورہ آ رہے تھے کہ حضور ﷺ کی وفات قیامت آیات ظہور پذیر ہوگئی۔

مختصر یہ کہ طلیحہ بن اسد اور غطفان کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور عہد فاروقی میں ملک شام سے حج کو آیا اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کی وحیوں میں سے ایک خود ساختہ وحی یہ بھی ہے وَالْحَمَامُ وَالْيَمَامُ وَالصَّرُ دُوَ الصَّوامُ قَدْ ضَمِنَ قَبْلَكُمْ بِالْحَوَامِ يَبْلُغَنَ مُلْكَنَا الْعِرَاقَ وَالشَّامَ۔قسم ہے اہلی پرندوں اور جنگلی پرندوں اور ترمتی کی جو خشک زمین میں رہتی ہے کہ زمانہ ماضی میں سالہا سال سے یہ قرار پاچکا ہے کہ ہمارا ملک عراق اور شام تک وسعت پذیر ہوگا اور بھی اسی قسم کی خرافات ہیں۔

(۴) مسیلمہ کذاب

اس نے اپنی نبوت قبیلہ بنو حنیفہ میں شروع کی۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک عریضہ لکھنے کی جرأت کر ڈالی وہ خط یہ تھا۔ مِنْ مُسَيْلَمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي قَدْ اَشْرَكْتُ فِي الْاَمْرِ وَ اِنَّ لَنَا نِصْفُ الْاَمْرِ وَ لِقُرَيْشٍ نِصْفُهَا وَلٰكِنَّ قُرَيْشاً قَوْمٌ يَعْتَدُونَ۔مسیلمہ کی طرف سے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یہ عریضہ ہے معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک ہوں۔عرب کی سرزمین آدھی میری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قوم قریش زیادتی کرتی ہے۔

اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیں الفاظ دے دیا۔مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ اِلٰى مُسَيْلَمَةِ الْكَذَّابِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیلمہ کذاب کے نام پر سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا مالک بنائے اور انجام کار متقیوں کا ہے۔

مسیلمہ کے عقائد آج کے متنبی قادیانی کے عقائد سے بہت ملتے جلتے ہیں۔تصریح کے لئے ائمہ تلبیس دیکھیں۔

اس کا کلام وحی بھی عجیب بندشوں کا حامل ہے۔اَلْفِيْلُ وَمَا الْفِيْلُ لَهٗ ذَنَبٌ وَ بَيْلٌ وَ خُرْطُوْمٌ طَوِيْلٌ۔
يَا ضِفْدَعُ بِنْتُ ضِفْدَعٍ نَقِّي مَا تَنْقِيْنَ اَعْلَاكِ فِي الْمَاءِ وَاَسْفَلُكِ فِي الطِّيْنِ۔

www.waseemziyai.com

اس نے بڑے بڑے معرکے کیے حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نیزہ کھا کر واصل جہنم ہوا مگر اس کی جماعت میں سجاح جیسے فتنہ پرور ابھی باقی تھے۔ اس کے فریب سے فرصت پا کر بجرم ارتداد تمام بالغوں کے قتل کا فرمان امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا اور اس طرح یہ فتنہ جنگ یمامہ پر ختم ہو گیا۔

سجاح بنت حارث تمیمیہ

اس نے دعویٰ نبوت کر کے یمامہ پر چڑھائی کی تیاری کی۔ طول طویل داستان کا اختصار یہ ہے کہ مسیلمہ نے بجائے جنگ کرنے کے جنگل میں ایک خیمہ سجایا۔ معطر کرایا۔ سجاح کو پیام دیا کہ آپ اور میں علیحدہ گفتگوئے نبوت کر لیں اس کے بعد پھر جو مرضی ہو وہ کریں۔ غرض کہ تنہا خیمہ میں سجاح جب آ گئی تو اسے اپنی تازہ وحی سنائی اور کہا مجھ پر ابھی یہ وحی اتری ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِالْحُبْلٰی اَخْرَجُ مِنْهَا نِسْمَةً تَسْعٰی – بَیْنَ صَفَاقٍ وَحَشْیٍ۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا وہ حاملہ عورتوں کے ساتھ کیا کرتا ہے ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جھلیوں اور آنتوں سے پھر جب دیکھا کہ سجاح اس پر وحی کو برداشت کر گئی تو بولا مجھ پر یہ وحی بھی آئی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ اَفْرَاجًا – وَ جَعَلَ الرِّجَالَ لَهُنَّ اَزْوَاجًا – فَنُولِجُ فِیْهِنَّ اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ اِذْ نَشَاءُ اِخْرَاجًا – فَیُنْتِجْنَ لَنَا سَخَالًا اِنْتَاجًا۔ یہ گندی وحی بھی جب دیکھا کہ سجاح برداشت کر گئی تو بدمستی میں یہ اشعار بکنے لگا۔

اَلَا قُوْمِیْ اِلَی الْمُجْدَعِ فَقَدْ هُیِّئَ لَکِ الْمَضْجَعُ
وَاِنْ شِئْتِ فَرَشْنَاکِ وَاِنْ شِئْتِ عَلٰی اَرْبَعِ
وَاِنْ شِئْتِ بِثَلْثَیْهِ وَاِنْ شِئْتِ بِهٖ اَجْمَعُ

غرض کہ پھر بستر عیش و نشاط گرم ہو گیا اور تین دن تک باہر نہ نکلے اور کیا کیا ہوا پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے گھبرا کر بھاگی آخر میں یہ مسلمان ہو گئی اور بصرہ میں مری حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر مختار بن عبید ثقفی نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور اہل بیت نبوت کے ساتھ آخر پوری دشمنی کی۔

پھر حارث کذاب دمشقی۔ اول اول نہایت عابد مرتاض رہا مگر بغیر اتباع مرشد خود رو ہی رہا۔ جب اسے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے پیش کیا تو منجملہ عجائب و غرائب کمالات کے یہ کمال وہاں بھی ظاہر ہوا کہ اس سے خلیفہ نے پوچھا کیا تو نبی ہے؟ کہا ہاں میں خدا کا نبی ہوں۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے دمشق کے ایک قوی نوجوان کو یہ حکم دیا کہ اس کے نیزہ مار اس نے نیزہ مارا مگر حارث پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ درباری لوگ کچھ عقیدہ کی طرف جھکنے لگے عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا تم نے نیزہ بسم اللہ پڑھ کر نہ مارا اب بسم اللہ پڑھو اور مارو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ زخمی ہوا اور مر گیا یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

پھر مغیرہ عجلی۔ اس نے اول دعویٰ امامت کیا پھر مدعی نبوت ہو کر احیاء موتی اور غیب دانی ظاہر کرتا ہوا ۱۱۹ھ میں بحکم خالد بن عبداللہ قسری جو خلیفہ عبدالملک رحمہم اللہ کی طرف سے عراق کا امیر مقرر تھا اسے گرفتار کیا۔ اس کے ساتھ چند اس کے خاص حواری پکڑے گئے اور مٹی کا تیل سرکنڈوں پر ڈلوا کر اسے جلا دیا۔

اس طرح نبیان بن سمعان تمیمی اس کے زمانہ میں پیدا ہوا اور ہنود کی طرح اس نے تناسخ اور حلول کے عقیدوں کو رواج

www.waseemziyai.com

دیااور حاکم کوفہ نے اسے بھی جلوادیا۔

ابومنصور عجلی اس کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ قیامت تک نبی آتے رہیں گے غالباً مرزائیوں نے اس سے یہ عقیدہ لیا ہے یہ بھی کوفہ میں سولی دیا گیا۔

صالح بن طریف برغواطی یہودی تھا۔ آلاس کے ایک قلعہ میں پیدا ہوا۔ شاعری سیکھی اور ایک وحشی قوم میں اپنے جادو کے کرتوت دکھا کر نبی بنا اپنے اوپر قرآن اترنے کا دعویٰ کیا آخر سنتالیس سال تک اپنا دعوت نبوت رائج کر کے پھر عزلت نشین ہوگیا اور اس کے بیٹے اور پوتے وصیت کے موافق باپ کی نبوت کو رواج دیتے رہے غرضیکہ ۳۶۹ھ میں یہ ساری سلطنت غارت ہوئی۔

پھر بہافریہ روزانی نیشاپوری نکلا اور آخر قتل ہوا۔

پھر اسحاق اخرس مغربی اصفہان پہنچ کر کامل دس سال تک گونگا رہا اول تمام علوم میں مہارت حاصل کی۔ شعبدہ بازی وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ اصفہان کے ایک عربی مدرسہ کے پاس ٹھہرا گونگا مشہور ہو چکا تھا کہ کامل دس سال کے بعد پچھلی شب چیخنا شروع کر دیا۔ آواز سن کر چاروں طرف سے مدرسہ کے طلباء و مدرسین جمع ہو گئے تو پھر نماز شروع کر دی اور قرآن کریم تجوید سے ایسا پڑھا کہ سننے والے حیران رہ گئے۔

شدہ شدہ تمام شہر میں شہرہ ہو گیا۔ قاضی شہر سے ملاقات ہوئی انہوں نے حالات معلوم کرنے چاہے اسحاق نے کہا تمام حالات تو کہنے کی ممانعت ہے مختصراً عرض کرتا ہوں۔

کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر سے پانی لے کر میرے پاس آئے مجھے غسل دیا اور کہنے لگے **اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ**۔ میں نے جواب میں تامل کیا اور گھبرایا کہ ایک فرشتہ کہنے لگا **يَا نَبِيَّ اللّٰهِ افْتَحْ فَاکَ بِسْمِ اللّٰهِ الْاَزْلِيِّ** میں نے منہ کھول دیا۔ فرشتہ نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں ڈالی جو شہد سے زیادہ شیریں مشک سے زیادہ معطر تھی۔

اس کا میرے حلق میں اترنا تھا کہ میں گویا ہو گیا۔ میرے منہ سے یہ کلمہ جاری ہو گیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللّٰهِ

فرشتوں نے کہا آپ بھی نبی ہیں میں نے چیخ کر کہا یہ کیونکر ممکن ہے حضور خاتم النبین ہیں تو فرشتوں نے کہا۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام غیر شرعی اور تابع نبی تھے اسی طرح آپ بھی ظلی بروزی نبی بنائے گئے ہیں۔

غرضکہ یہ فتنہ ابوجعفر عباسی کے زمانہ میں پیدا ہوا اس کا عمل دخل بصرہ اور عمان تک ہو گیا اور آخر مارا گیا۔

اس کے بعد استاد سیس خراسانی کا فتنہ ظاہر ہوا۔ اسلامی سیاست کی باگ ڈور اس زمانہ میں خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے ہاتھ میں تھی۔ ہرات سے بجستان، خراستان میں استاد سیس نے اپنی استادی ظاہر کی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

نبوت کا دعویٰ اتنا بارآور ہوا کہ چند سال میں اس کے پیرو تین لاکھ تک ہو گئے اور اپنی جمعیت کے بل بوتے پر ملک گیری کا خبط پیدا ہوا۔ مختصر یہ کہ خراسان کا کثیر علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔ خلیفہ منصور کی فوجیں اس کی جمعیت سے پیہم ہزیمت پا کر پسپا ہو چکی تھیں۔ مختصر یہ کہ ایک زبردست جنگ کے بعد سیس اپنے بیٹوں سمیت گرفتار ہوا۔

۱۴۔ پھر ابوعیسیٰ اسحاق اصفہانی ۱۵۔ حکیم مقطع خراسانی

www.waseemziyai.com

۱۶-عبداللہ مجنون اہوازی
۱۷-پھر بابک بن عبداللہ حزمی
۱۸-احمد بن کتال بلخی
۱۹-یحیٰی بن فارس ساباطی
۲۰-علی بن محمد خارجی
۲۱-اورحمدان بن اشعث قرمطی
۲۲-ابوسعید حسن بن بہرام جنابی قرمط
۲۳-زکرویہ بن ماہر قرمطی
۲۴-یحیٰی بن زکرویہ قرطمی
۲۵-حسین بن زکرویہ صاحب الشام
۲۶-عبیداللہ مہدی
۲۷-علی بن فضل یمنی
۲۸-ابوطاہر قرمطی
۲۹-حامیم بن من اللہ محکسی
۳۰-محمد بن علی شلغمانی
۳۱-عبدالعزیز باسیندی
۳۲-ابوالطیب احمد بن حسین
۳۳-ابوعلی منصور
۳۴-اصفر بن ابوالحسین تغلبی
۳۵-ابوعبداللہ بن ہشام ضمیری
۳۶-حسن بن صباح حمیری

یہ شخص (حسن بن صباح) مہبط وحی ہونے اور خداعزوجل کے احکام بلاواسطہ پانے کا مدعی ہونے کے علاوہ ایسے خوفناک فرقہ کا بانی تھا جس کی خوفناک خفیہ سازشوں اور جان ستانیوں کا تصور بدن پرلرزہ طاری کردیتا ہے لہٰذا اس کا مختصر حال لکھنا ضروری متصور ہوا۔

یہ خبیث شہرطوس علاقہ خراسان میں پیدا ہوا۔

۴۶۵ھ میں نیشاپور آیا یہاں کے استاذ بھائی نظام الملک تھے ان سے ملا۔ وزیراعظم سلطان الپ ارسلاں سلجوقی کے تھے۔ انہوں نے دربار سلطان الپ ارسلاں سلجوقی تک پہنچایا اور اسے معتمدین خاص کا عہدہ دلایا۔ چندروز میں اس نے رسوخ حاصل کرکے اپنے محسن نظام الملک کی جڑیں کھودنے کی سعی بے حاصل کی۔ مختصر یہ کہ حسن بن صباح بہت سی چالوں کے بعد دربارشاہی سے نکال دیا گیا۔

پھر یہ اصفہان آیا اور یہاں اس قلعہ الموت میں جو شہر قزوین اور دریائے خزر کے مابین واقع ہے میں آکر مذہب اسماعیل کی تبلیغ شروع کی اور اپنے ریاکارانہ زہد اور اتقاء کا سکہ جماکر ہزارہا لوگ اپنے تابع کرلئے جب حاکم علاقہ کو اس کا علم ہوا تو رات کے وقت قلعہ سے ایک دستہ نکلا اور حسن بن صباح کو حراست میں لے کر قلعہ کے اندر بند کردیا۔

لیکن حسن بن صباح قلعہ میں داخل ہوتے ہی ایسی چال چلا۔

کہ حاکم قلعہ جسے مہدی علوی کہتے تھے قلعہ الموت سے بالکل بے دخل ہوگیا وہ چال یہ چلی کہ یہ سرزمین جعفری نام کے ایک امیر کے زیرحکومت تھی جس نے ایک علوی کو اپنی نیابت پر سرفراز کررکھا تھا۔ ابن صباح نے مہدی علوی سے کہا کہ دوسرے شخص کی مملوکہ زمین پر عبادت جائز نہیں اور یہ مقام گوشہ عافیت میں ہے اس وجہ میں مجھے بہت مرغوب ہے۔

اس لئے درخواست ہے کہ عبادت کے لئے اس قلعہ کی اتنی زمین میرے نام بیع کردو جس پر بیل کا ایک چرسہ محیط ہوسکے میں اس کے عوض تین ہزار دینار سرخ آپ کی نذر کردوں گا۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وہ شخص طمع نفسانی سے ابن صباح کے دام تزویر میں آ گیا اور ابن صباح کو اتنی زمین دینے کا اقرار کر لیا۔حتیٰ کہ بیعنامہ کی تکمیل کر دی۔

ابن صباح نے بیل کی ایک کھال منگا کر اس کا نہایت باریک تسمہ کاٹا اور اس کو ایک حلقہ کی شکل دی جس سے سارا قلعہ احاطہ میں آ گیا۔قلعہ دار یہ پیمائش دیکھ کر بولا تم نے مجھ سے نماز کے لئے جگہ مانگی تھی۔اور اس کے لئے ایک چرسہ بیل کی کھال کا کہا تھا۔

ابن صباح نے کہا چرسہ کھال سے میری مراد یہی تھی کہ جتنی جگہ چرسہ محیط ہو سکے وہ سب اس بیع میں داخل ہے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اتنی رقم گز ڈیڑھ گز زمین کی ادا کرنے والا کوئی بڑا ہی بیوقوف ہو سکتا ہے۔

اس میں جھگڑا بڑھا لیکن ابن صباح کے مرید قلعہ کے بہت سے سپاہی بھی ہو چکے تھے سب تائید کو کھڑے ہو گئے اور قلعہ دار سے کہنے لگے کہ اتنی بزرگ ہستی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔یہ سودا بہر حال تمام قلعہ کا ہوا ہو گا۔

آخرش یہ قلعہ ابن صباح کے قبضہ میں آ گیا۔

اس قلعہ پر قبضہ کر لینے کے بعد اس نے اپنا خطاب شیخ الجبل کر لیا۔

اور اپنے معتقدوں کے ذریعہ اپنا پراپیگنڈہ شروع کر دیا اور ایک ایسی جماعت بنائی جو اس کے اشارہ پر جاں سپاری کے لئے ہر لحہ آمادہ رہے۔

قلعہ الموت کے ارد گرد نظر فریب مرغزاروں کے علاوہ۔

دیدہ زیب سیر گاہیں بنائیں۔وہاں محل رخ کو شکیں تعمیر کرائیں عالیشان محل نہایت موزونیت سے تعمیر کرائے ان کے بیچ میں ایک باغ لگایا جس کا نام جنت رکھا اور اس میں وہ تمام سامان مہیا کئے جو ایک انسان کے لئے موجب دلآویزی اور باعث تفریح ہوں اشیاء بدیعہ ہر قسم کے میوہ دار درخت گلگشت کے لئے اعلیٰ پھلواری۔چینی کے نفیس ظروف۔بلوری۔طلائی۔نقرئی سامان فرش فروش۔پھر انسانی تعیش کے لئے مزامیر۔چنگ ورباب۔دودھ۔شربت کی نہریں۔شراب وشہد نلوں کے ذریعہ ان نہروں میں پہنچایا جاتا۔

پھر وہاں کمسن ماہوش پری تمثال نازنینیں رکھیں۔غرضکہ دل لبھانے اور جنت کے تمام فسانے مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اس کے اپنے مذہب کے مبلغ مقرر کئے جو دور دراز ممالک میں تبلیغ کرتے۔

دوسرا گروہ ان رفقاء کا بنایا جو حسن بن صباح کے ساتھ رہتا۔

تیسرا گروہ فدائیوں کا تیار کیا۔

ان کو سفید پوشاک۔سرخ دستار اور پٹکہ۔ہاتھ میں تیر یا چھری۔

بھنگ اس وقت تک ایک نامعلوم چیز تھی۔

حسن بن صباح نے اسے معلوم کیا اور جسے اپنی فدائی جماعت میں داخل کرتا اسے بھنگ گھوٹ کر پلاتا پھر اسی مدہوشی میں اسے جنت پہنچاتا۔جب اسے ہوش آتا تو وہ اپنے کو مہوشوں کی گود میں پاتا۔چند دن اسے وہاں رنگ رلیاں منانے کو

چھوڑتا۔ پھر بھنگ گھوٹ کر پلوا دیا جاتا اور اسی مدہوشی میں اسے واپس منگوالیتا۔

جب اسے ہوش آتا تو اسے عیش آباد کی یاد ستاتی۔ انہیں بلی کا گوشت کھلایا جاتا تھا تاکہ یہ بلی کی طرح غضب وغصہ کے وقت آپے سے باہر ہو کر حملہ کریں۔ غرضیکہ اہل بیت اطہار اور اسلام کے فدائیوں کی سخت مخالفت کی۔ مساجد کو جلایا اور سخت فتنہ برپا کر کے ۹۰ سال کی عمر میں مر گیا۔ پینتیس سال الموت کے قلعہ پر نہایت کامیاب حکومت کی۔ اس کے جانشین اس کی موت کے بعد سات کے قریب ہوئے۔

ایک سو چھتیس سال یعنی ۶۵۴ھ تک ان کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سات جانشینوں کے نام یہ ہیں۔

۱- کیا بزرگ امیہ	۲- محمد بن کیا بزرگ امیہ
۳- حسن بن محمد معروف بہ حسن ثانی	۴- محمد ثانی بن حسن
۵- جلال	۶- علاؤ الدین محمد ثالث
۷- رکن الدین خورشاہ	

اس کے بعد رشید الدین ابوالحشر نبی بننے کو اٹھا۔ پھر

محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی اٹھا۔

یہ مہدویت کا مدعی تھا۔ فتوحات کرتے کرتے آخر اس نے اپنی موت کی خبر دی اور حسب پیشگوئی مر گیا۔

اس کا جانشین عبدالمومن ہوا۔

ابن زکریا طمامی نبوت سے بھی آگے بڑھا اور خدائی کا دعویٰ کر کے مر گیا۔

حسین بن حمدان خصیبی نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔

ابوالقاسم احمد بن قسی	علی بن شمیم
محمود واحد گیلانی	عبدالحق بن سبعین مرسی
احمد بن عبداللہ ملثم	عبداللہ بن راعی شالی
عبدالعزیز طرابلسی	اویس رومی
احمد بن ہلال حسانی	سید محمد جونپوری
حاجی محمد فرہی	جلال الدین اکبر بادشاہ

جلال الدین اکبر کے مختصر حالات

یہ ۹۴۹ھ میں سندھ کے ریگستان امرکوٹ میں پیدا ہوا اس کا باپ سلطان نصیر الدین ہمایوں بادشاہ شیر شاہ کے ہاتھوں آوارۂ دشت غربت تھا۔ ہمایوں تو ایران چلا گیا اور اپنے بیٹے اکبر کو ایک سال کی عمر میں اپنے بھائی عسکری مرزا حاکم قندھار کے سپرد کر گیا۔

اکبر بارہ سال تک قندھار میں چچا کے پاس رہا۔ ۹۶۱ھ میں جب ہمایوں فتح وظفر کے پھریرے اڑاتا ہوا ہندوستان آیا تو اس وقت اکبر بارہ سال چار ماہ کا تھا۔ پھر ۹۶۳ھ میں ہمایوں نے دہلی میں کوٹھے سے گر کر داعی اجل کو لبیک کہا تو اکبر تخت

www.waseemziyai.com

نشین ہوا۔

اس وقت اکبر کی عمر تیرہ سال نو ماہ کی تھی۔

ایام طفلی میں اکبر کی تعلیم کا کوئی انتظام ہی نہ ہو سکا تھا اور وہ اسی جہالت میں تخت پر متمکن ہوا۔

اکبر تقریباً اکاون سال تک سریر حکومت پر متمکن رہا۔

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر کا ابتدائی دور انیس سال تک تو اتباع اسلام پر تھا۔

اور اس کے بعد کا دوسرا دور بائیس سال گمراہی کے دورہ میں گزرا۔ حتیٰ کہ دور گمراہی میں نبوت و مہدویت تک دعاوی کئے۔ علماء اسلام پر سخت تشدد ہوئے والعیاذ باللہ۔

سید محمد نور بخش جونپوری۔ یہ اول اولیائے مغلوب الحال میں سے تھے۔ ایک روز بحالت استغراق آواز سنی۔

اَنْتَ مَھْدِیُ

تو مہدی ہے۔ پس اس پر اسے یقین ہوا۔ اور دعویٰ مہدیت کر ڈالا۔ اسی حال میں مر گئے۔

بایزید روشن جالندھری۔ یہ بھی نبوت کا مدعی تھا۔

احمد بن عبداللہ سلجماسی	احمد بن علی مجیرتی
محمد مہدی از مکی	سیا تائی سیہوی
محمد بن عبداللہ کرد	میر محمد حسین مشہدی
مرزا علی محمد باب شیرازی	زریں تاج قرۃ العین

یہ ایک عورت عجوبہ روزگار پیدا ہوئی اس کا کچھ حال ندر ناظرین کرتا ہوں۔

اس کے باپ حاجی ملا صالح قزوینی مشہور شیعی عالم تھے۔ انہوں نے اس کا نام زریں تاج رکھا۔ گھر ہی میں حدیث۔ تفسیر۔ فقہ پڑھی۔ اس کے علاوہ الٰہیات و فلسفہ میں بھی اعلیٰ دستگاہ حاصل کی۔ جوان ہوئی۔ شادی اس کے حقیقی چچا مجتہد ملا محمد تقی کے بیٹے ملا محمد کے ساتھ ہوئی یہ بھی جوان صالح اور علوم و فنون میں متبحر عالم تھے۔

زریں تاج نے علی محمد باب کے حالات اپنے خاوند سے خفیہ سنے اور اس نے علی محمد باب کو خفیہ طور پر ایک خط لکھا۔ باب نے اس کا جواب دیا۔ نہ معلوم اس میں کیا جادو کی پڑیا تھی کہ نادیہ فریفتہ ہوگئی اور علی محمد باب پر ایمان لے آئی۔ زریں تاج نے اپنی بابت اپنے تعلقات مخفی رکھے اور علی محمد سے خط و کتابت بھی پوشیدہ ہوتی رہی۔ جب باب نے اندازہ کر لیا کہ یہ بحث و مناظرہ میں طاق و مشتاق ہے اور اس سے کام چلے گا۔ زریں تاج کو لکھ دیا کہ اب تم ملت بابیہ کی تبلیغ کرو اور اس کے ساتھ زریں تاج کو خطاب قرۃ العین دے دیا۔

یہ اپنی ہٹ کی پختہ تھی۔ بابیت میں اتنی سخت نکلی کہ اس نے بابیت کے مقابلہ میں عیال مال و منال سب کو لات ماردی۔

قرۃ العین کے تبلیغی فرائض کی ادائیگی اول گھر سے شروع ہوئی۔ مختصر یہ کہ خاوند کو چھوڑا۔ خسر پر کفر کا فتویٰ جڑا۔ طلاق ہوئی اور یہ یہاں سے نکل کر کربلا پہنچ گئی۔ وہاں مجلس درس قائم کی۔ بڑا اجتماع ہوتا رہا۔ پردہ کی پابند تھی۔ پھر کربلا سے بغداد پہنچی۔ وہاں سے نکلی تو کرمان اور ہمدان جاتے ہوئے بہت سے لوگوں کو بابی بنالیا۔ اس کے صلہ میں علی محمد باب نے اسے

www.waseemziyai.com

طاہرہ کا خطاب دیا۔

غرضیکہ تبلیغ بابیت میں زریں تاج۔قرۃ العین۔طاہرہ نے مصیبتیں بھی اٹھائیں۔راستہ میں ڈاکوؤں سے ٹکر ہوئی کپڑے اتار دیئے گئے۔

پھر اس عورت نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مظہر بننے کا دعویٰ کیا۔پھر علی محمد باب کی منقبت میں اس نے نہ معلوم کیا کیا لکھا۔اس کے دو قصیدے جو ملے ان کا ملخص یہ ہے۔

نَفَحَاتُ وَصْلِکَ اَوْ قَدَتْ جُرْعَاتِ شَوْقِکَ فِی الْحَشَا
زغمت بہ سینہ کم آتشے کہ نہ زد زمانہ کَمَا تَشَآءُ

جَذَبَاتُ شَوْقِکَ اَلْجَمَتُ بِسَلَاسِلِ الْغمِ وَالْبَلَا
ہمہ عاشقان شکستہ دل کہ دہند جاں خود برملا

لَمعَاتُ وَجْهِکَ اَشْرَقَتْ وَشُعَاعُ طَلْعَتِکَ اعْتَلَا
زچہ رو الست بربکم نہ زنی بزن کہ بَلٰی بَلٰی

چہ شود کہ آتش حیرتے بزنی بقلّہ طُورِ دل
فَصبکّکتہٗ وَ دَکَکْتَہٗ مُتَدَ کّکًا مُتَزَلْزَلَا

اگر آں صنم زرہ ستم پئے کشتن من بے گناہ
لَقَدِ اسْتَقَامَ بِسَیْفِہٖ فَلَقَدْ رَضِیْتُ بِمَا رَضٰی

چوں شنید نالۂ مرگ من پئے ساز من پئے برگ من
فَمَشٰی اِلَیَّ مُهَرْوَلًا وَّ بَکٰی عَلَیَّ مُجَلْجَلَا

بَحْرُ الْوُجُوْدِ تَمَوَّجَتْ لَعَلُ الشُّهُوْدِ تَوَلَّجَتْ
صَعْقُ الْحُمُودِ تَلَجْلَجَتْ بِلِقَائِہٖ مُتَجَمَّلَا

سحراں نگار ستمگرم ـ قدمے نہادہ بہ بسترم
وَاِذَا رَأَیْتَ جَمَالَہٗ طَلَعَ الصَّبَاحُ کَاَنَّمَا

بگزار منزل ماومن ـ بہ گزیں بہ ملک فنا وطن
فَاِذَا فَعَلْتَ بِمِثْلِ ذَا فَلَقَدْ بَلَغْتَ بِمَاتَشَاءُ

ہمہ اہل مسجد و صومعہ پئے ورد صبح و دعائے شب
من و ذکر و طرۂ طلعت تو مِنَ الْغَدَاۃِ اِلَی الْعَشَا

قصیدۂ دیگر

گر بتو افتادم نظر چہرہ بہ چہرہ روبرو — شرح دہم غم ترا نکتہ بنکتہ موبمو
از پئے دیدن رخت جاں ہمچو صبا افتادہ ام — خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

2/2

دور دہان تنگ تو عارض عنبریں خطت | غنچہ بغنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو
میرو داز فراق تو خون دل از دو دیدہ ام | دجلہ بدجلہ یم بہ یم چشمہ چشمہ جو بہ جو
مہر ترا دل حزیں باختہ برقماش جان | رشتہ برشتہ نخ بہ نخ تار بہ تار پو بہ پو

در دل خویش طاہرہ گشت نیافت جز ترا
صفحہ بہ صفحہ لا بہ لا - پردہ بہ پردہ - تو بہ تو

قرۃ العین کی عبرت ناک موت

بعض کا بیان ہے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کی زلفیں کاٹ کر سر کے بیچ کے بال ایک خچر کی دم سے باندھے اور دارالقضاء تک اس طرح لائی گئی پھر اسے زندہ جلایا گیا۔

غرضیکہ مختلف روایات ہیں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ۔

اس کے بعد شیخ بھیک اور شیخ محمد خراسانی مسیحیان کاذب پیدا ہوئے۔ پھر مومن خاں اچی یہ بھی بابی فرقہ کا مبلغ بنا۔ مرزا یحییٰ نوری معروف بہ صبح ازل یہ بھی بابی فرقہ کا مسند نشین ہوا۔ پھر بہاء اللہ نوری مازندران میں بابی تھا اس نے خدا کا اوتار ہونے کا دعویٰ کیا اور چند بابیوں کے بعد۔

محمد احمد مہدی سوڈانی کو بھی اسی فتنہ پرور جماعت میں بتایا جاتا ہے۔ بہر حال اس سے بھی فتنہ مہدویت زوروں پر رہا۔ انگریزوں نے اسے مہدی قرار دے کر اس کی لاش نکال کر جلائی اس کا مقبرہ توپوں سے اڑایا اور کیا کیا ہوا۔

اس سب کے بعد قادیاں ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ میں

مرزا غلام احمد پیدا ہوا

اس کا ایک دعویٰ نہ تھا اس نے تقریباً نواسی دعویٰ کئے جو مندرجہ ذیل تھے۔

میں محدث ہوں	میں امام زمان ہوں	میں مجدد ہوں	میں مثیل مسیح ہوں
میں مریم ہوں	میں مسیح موعود ہوں	میں ملہم ہوں	میں حامل وحی ہوں
میں مہدی ہوں	میں حارث موعود ہوں	میں رجل فارسی ہوں	میں سلمان ہوں
میں ہود چینی الاصل موعود ہوں	میں خاتم الانبیاء ہوں	میں خاتم الاولیاء ہوں	میں خاتم الخلفاء ہوں
میں عیسیٰ سے بہتر ہوں	میں حسنین سے افضل ہوں	میں مسیح ابن مریم سے بہتر ہوں	میں یسوع کا ایلچی ہوں
میں رسول ہوں	میں مظہر خدا ہوں	حتیٰ کہ خدا ہوں	مانند خدا ہوں
خالق ہوں	نطفۂ خدا ہوں	خدا کا بیٹا ہوں	خدا کا باپ ہوں
خدا مجھ سے ظاہر ہوا	اور میں خدا سے ظاہر ہوا	تشریعی نبی ہوں	آدم ہوں
شیث ہوں	نوح ہوں	ابراہیم ہوں	اسحاق ہوں

MARKAZ-UL-OLOOM-I ISLAMIA ACADEMY

اسماعیل ہوں	یعقوب ہوں	یوسف ہوں	موسیٰ ہوں
داؤد ہوں	عیسیٰ ہوں	حضرت سرور عالم کا مظہر اتم ہوں	منجی ہوں
ظلی طور پر محمد ہوں	احمد ہوں	موتی ہوں	حجر اسود ہوں
تمام انبیاء سے افضل ہوں	ذوالقرنین ہوں	احمد مختار ہوں	بشارت اسم احمد ہوں
میکائل ہوں	بیت اللہ ہوں	رد گوپال ہوں	کلنکی اوتار ہوں
شیر ہوں	شمس ہوں	قمر ہوں	محی ہوں
ممیت ہوں	صاحب اختیارات کن فیکون ہوں	کاسر الصلیب ہوں	امن کا شہزادہ ہوں
جری اللہ ہوں	برہمن اوتار ہوں	مرسل ہوں	اشجع الناس ہوں
معجون مرکب ہوں	داعی الی اللہ ہوں	سراج منیر ہوں	متوکل ہوں
آسمان وزمین میرے ساتھ ہیں	وجیہ باری ہوں	زوائد المجد ہوں	محی الدین ہوں
مقیم الشریعت ہوں	منصور ہوں	مراد العصر ہوں	خدا کا محمود ہوں
نور اللہ ہوں	رحمۃ للعالمین ہوں	نذیر ہوں	منتخب کائنات ہوں

وہ ہوں جس کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا　　میں وہ ہوں جس سے خدا نے بیعت کی۔

بقول شخصے

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی سلمان بھی ہو　　تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

مرزا غلام احمد حکیم غلام مرتضیٰ کا بیٹا خاندان مغلیہ سے تھا یہ اٹھارہ سو انتالیس یا چالیس میں قادیاں میں پیدا ہوا۔

اس کے تعلیمی مبلغ کا یہ حال تھا کہ چھ سات سال کی عمر میں قرآن ناظرہ کیا۔

اس کے بعد کچھ فارسی پڑھی تیرہ چودہ سال کی عمر میں اس کی شادی اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی حرمت بی بی سے ہوئی جن سے مرزا سلطان احمد پیدا ہوئے۔

یہی وہ حرمت بی بی ہے جو مطلقہ رکھی گئی اور خان بہادر مرزا سلطان احمد کی والدہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مرزا صاحب کی بساط تعلیم نہایت مختصر تھی۔

پھر سیالکوٹ میں لالہ بھیم سین کی سفارش سے ضلع کچہری میں دس پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم ہو گئے۔

لالہ بھیم سین اور مرزا صاحب نے مل کر مختاری کے امتحان کی تیاری کی۔ لالہ بھیم سین تو امتحان میں کامیاب ہو گئے اور مرزا صاحب رہ گئے اور فیل شدہ لوگوں میں ان کا نام آیا۔

پھر انہیں اس امر کی فکر ہوئی کہ خاندان کا زوال ہو چکا ہے وہ واپس عروج پائے۔

جب کوئی بھی راہ عروج وترقی کی نہ ملی تو پیری مریدی کی طرف توجہ دی۔ مگر اس میں بھی کوئی کامیابی نظر نہ آئی۔

آخر مولوی محمد حسین بٹالوی ان کے بچپن کے رفیق دہلی سے حدیث پڑھ کر آئے تھے ان سے ملے اور رد آریہ میں ایک کتاب لکھنے کا خیال ظاہر کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس خیال کی تائید کی۔ قصہ مختصر آریوں کے ساتھ اس کے دنگل شروع

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہو گئے۔ عامۃ الناس لاہور میں اس کی حمایت واعانت کرتے رہے۔

آخر یہ قادیاں چلے آئے اور یہاں سے آریوں کو بذریعہ اشتہارات۔

چھیڑتے رہے اور جب مناظرہ کا چیلنج آریہ دیتے تو بلطائف الحیل ٹالتا رہا۔ یہ تمام حالات وکوائف مرزا جی کے مجموعہ اشتہارات موسومہ بہ تبلیغ رسالت کی جلد اول میں مفصل ملیں گے۔

پھر مرزا صاحب نے الہام بازی میں قدم رکھا اور اپنے ملہم و مستجاب الدعوات ہونے کا پراپیگنڈا شروع کیا۔

اس کے بعد براہین احمدیہ کی تبلیغ شروع کر دی۔

اس کا اعلان ہونے پر دھڑا دھڑ روپیہ آنا شروع ہوا۔ اول اس کی قیمت پانچ روپیہ رکھی گی۔ پھر نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کی سوجھی اور دس روپیہ قیمت کر دی گئی۔ اور پھر اعلان عام کر دیا گیا۔

کہ ۵۶۲ صفحات تو شائع ہو چکے ہیں۔ باقی کا اللہ تعالیٰ متولی و مہتمم ہو گیا ہے یہ کتاب چار ہزار آٹھ سو صفحات کی ہو گی۔

پھر اسے تو سردست ملتوی کر دیا۔

اور اس کی بجائے ''سرمہ چشم آریہ'' اور رسالہ ''سراج منیر'' وغیرہ چھاپنی شروع کر دیں اور اعلان کر دیا کہ تین سو جزو کے وعدے پورے نہیں کئے جا سکتے۔

پھر دعویٰ مجددیت شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں حکیم نور دین آ ملے اور اشتہار بازی میں ترقی ہو گئی۔ پھر ہوشیار پور میں چلہ کشی ہوئی اور اس میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی ان کو بشارت ملی۔

مرزا جی کو چونکہ یقین واثق تھا۔ اسی وجہ میں انہوں نے اعلان عام کر دیا۔ ان ایام میں نصرت بیگم حاملہ بھی تھیں۔

لیکن تاریخ ولادت جس دن پوری ہوئی تو لڑکے کی بجائے لڑکی آئی۔

تمام قادیاں میں اس ولادت سے ناکامی کی آوازیں آنے لگیں۔ آخرش دوسرے حمل میں لڑکا پیدا ہو گیا۔ پھر کیا تھا۔

مرزا صاحب نے ڈھنڈورا پیٹا کہ جس کی ولادت کی میں پیشگوئی کر رہا تھا وہ آج ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہو گیا۔ یہ بچہ ایسا ہو گا۔ ویسا ہو گا اور کیا کیا ہو گا اس کا نام عنمو ائیل عرف بشیر حسب الہام رکھا گیا۔

لیکن یہ مولود تقریباً سوا سال ہی کو ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو طعمہ اجل ہو گیا۔

اس پر عام طور پر جو مذاق اڑے وہ اڑے کہ اسی حالت میں مرزا صاحب نے مسیح بننے کی سخن سازی شروع کر دی۔

پھر لاہور۔ لدھیانہ۔ دہلی میں مناظرے ہوئے۔

ان کا انجام جو ہونا تھا وہ ہوا۔

کہ محمدی بیگم سے نکاح آسمانی کا اعلان ہوا۔ اس کا قصہ بھی طویل ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب اس نکاح میں ناکام رہے۔ اگرچہ اس نکاح پر مرزا صاحب کو اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ کی وحی بھی ہو چکی تھی۔

غرضکہ پھر آتھم سے مناظرہ کی ٹھہری۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے جا کر جنڈیالہ والوں کو کہا کہ مرزا صاحب میں اتنی قابلیت نہیں مگر جنڈیالہ والے نہ مانے اور مرزا جی ہی کو انہوں نے مناظر تجویز کیا۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو شرمندگی اٹھانی پڑی۔

www.waseemziyai.com

آخر مرزا صاحب نے پندرہ مہینے میں آتھم کی ہلاکت کی پیشگوئی کی وہ بھی غلط ہوئی۔

پھر پنڈت لیکھرام کا قتل ہوا اسے بھی مرزا جی نے اپنی کسی پیشگوئی کا نتیجہ لکھ مارا۔

پھر حضرت شیخ المشائخ فاضل اجل عالم بے بدل صوفی صافی پیر طریقت حامی شریعت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مبارزت دے ماری۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نے ''شمس الھدایۃ'' تالیف فرمائی تھی جس میں حیات مسیح پر وہ دلائل قاہرہ تھے کہ اس کے مطالعہ کے بعد حیات مسیح پر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ آخرش مرزا صاحب کے وعدہ پر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور شاہی مسجد میں برائے مناظرہ جارہے تھے۔

کہ راستہ میں جلی قلم کے چھپے ہوئے پوسٹر دیواروں پر چسپاں دیکھے گئے تھے کہ جن کا عنوان اس طرح تھا۔

پیر مہر علی کا فرار

لوگ حیران تھے کہ پیر صاحب کہ ہم بچشم خود میدان مناظرہ میں تشریف لے جاتا دیکھ رہے ہیں۔ ان کے متعلق یہ کیا دروغ بافی ہورہی ہے۔ غرضیکہ ۲۹ اگست کو پیر صاحب واپس تشریف لے آئے۔

پھر مرزا جی کی طرف سے انواع واقسام کی اشتہار بازی ہوتی رہی۔

مختصر یہ کہ ان کی عربی دانی کی حقیقت منکشف عوام ہوئی۔ شاعری کی شان یہ تھی کہ شعر ملاحظہ کریں۔

کرم خاکی ہوں نہ میں پیارے نہ آدم زاد ہوں   ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مضمون طویل ہوگیا اور یہ رام کہانی ابھی پوری نہ ہوئی۔ بہر حال اس کے فتنہ نے آج پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان لوگوں کو ہزارہا کی تعداد میں اسیر دام حکومت کردیا جو حق نوش اور حق نیوش تھے۔

اس سلسلے میں میں بھی ایک سال کی نظر بندی کا شکار ہوا اور دیگر علمائے کرام اور مسلمان مصائب وآلام سے دوچار ہوئے۔ اللھم افتح بینی و بین قومی بالحق و انت خیر الفاتحین۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفدہم ۔ سورۃ الانعام ۔ پ ۷

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰىؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۹۵

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جارہے ہو۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِۚ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًاؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۹۶

صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب یہ مقرر کیا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۹۷

اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے تارے کہ راہ پاؤ ان سے خشکی اور تری کی اندھیریوں میں ہم نے مفصل نشانیاں بیان کیں اس قوم کو جو علم رکھتی ہے۔

MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور امانت رہنا بے شک ہم نے مفصل بیان کیں آیتیں سمجھ والوں کے لئے۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تو نکالی ہم نے اس میں سے اگنے والی ہر شے تو ہم نے نکالی اس سے سبزی جس میں سے نکالتے ہیں ہم دانے ایک دوسرے پہ چڑھے اور کھجور کی ڈالیوں سے گچھے پاس پاس اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ دیکھو اس کا پھل جبکہ پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

اور بناتے ہیں شریک اللہ کا جنوں کو حالانکہ اس نے انہیں بنایا اور گھڑتے ہیں اس کیلئے بیٹیاں اور بیٹے جہالت سے پاکی ہے اسے اور برتری اس کو جو اس کی صفت کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع ہفدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ	فَالِقُ۔چیرنے والا ہے	الْحَبِّ۔دانے
وَ۔اور	النَّوٰی۔گٹھلی کو	یُخْرِجُ۔نکالتا ہے	الْحَیَّ۔زندہ کو
مِنَ الْمَیِّتِ۔مردہ سے	وَ۔اور	مُخْرِجُ۔نکالنے والا ہے	الْمَیِّتِ۔مردہ کو
مِنَ الْحَیِّ۔زندہ سے	ذٰلِکُمُ۔یہ ہے تمہارا	اللّٰہُ۔اللہ	فَاَنّٰی۔پھر کہاں
تُؤْفَکُوْنَ۔اوندھے جارہے ہو		فَالِقُ۔چیرنے والا ہے	الْاِصْبَاحِ۔صبح کا
وَ۔اور	جَعَلَ۔بنایا	الَّیْلَ۔رات کو	سَکَنًا۔سکون
وَّ۔اور	الشَّمْسَ۔سورج	وَ۔اور	الْقَمَرَ۔چاند کو
حُسْبَانًا۔حساب	ذٰلِکَ۔یہ ہے	تَقْدِیْرُ۔اندازہ	الْعَزِیْزِ۔غالب
الْعَلِیْمِ۔علم والے کا	وَ۔اور	ھُوَ۔وہ	الَّذِیْ۔وہ ہے کہ
جَعَلَ۔بنائے	لَکُمُ۔تمہارے لئے	النُّجُوْمَ۔ستارے	لِتَھْتَدُوْا۔تاکہ راہ پاؤ
بِھَا۔ان سے	فِیْ۔بیچ	ظُلُمٰتِ۔اندھیریوں	الْبَرِّ۔خشکی
وَ۔اور	الْبَحْرِ۔دریا کے	قَدْ۔بے شک	فَصَّلْنَا۔مفصل بیان کرتے
ہیں ہم	الْاٰیٰتِ۔آیتیں	لِقَوْمٍ۔ان کے لئے جو	یَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں

MARKAZ-UL-QOOMI ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیۡٓ۔وہ جس نے	اَنۡشَاَ۔پیدا کیا
کُمۡ۔تم کو	مِّنۡ نَّفۡسٍ۔جان	وَّاحِدَةٍ۔ایک سے	فَمُسۡتَقَرٌّ ۔ تو کسی کا
ٹھہرنا ہے	وَّ۔اور	مُسۡتَوۡدَعٌ۔امانت	قَدۡ۔بے شک
فَصَّلۡنَا۔مفصل بیان کیں ہم نے		الۡاٰیٰتِ۔آیتیں	لِقَوۡمٍ۔ان کے لئے جو
یَّفۡقَهُوۡنَ۔سمجھتے ہیں	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیۡٓ۔وہ ہے جس نے
اَنۡزَلَ۔اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءً۔پانی	فَاَخۡرَجۡنَا۔تو نکالے ہم نے
بِهٖ۔اس سے	نَبَاتَ۔سبزے	كُلِّ شَیۡءٍ۔ہر چیز کے	فَاَخۡرَجۡنَا۔تو نکالتے ہیں ہم
مِنۡهُ۔اس سے	خَضِرًا۔سبزہ	نُّخۡرِجُ۔نکالتے ہیں ہم	مِنۡهُ۔اس سے
حَبًّا۔دانے	مُّتَرَاكِبًا۔ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے		وَ۔اور
مِنَ النَّخۡلِ۔کھجور سے	مِنۡ طَلۡعِهَا۔اس کے خوشوں سے		قِنۡوَانٌ۔گچھے ہیں
دَانِیَةٌ۔قریب قریب	وَّ۔اور	جَنّٰتٍ۔باغ	مِّنۡ اَعۡنَابٍ۔انگور
وَّ۔اور	الزَّیۡتُوۡنَ۔زیتون کے	وَ۔اور	الرُّمَّانَ۔انار
مُشۡتَبِهًا۔ملتے جلتے	وَّ۔اور	غَیۡرَ۔نہ	مُتَشَابِهٍ۔ملتے
اُنۡظُرُوۡٓا۔دیکھو	اِلٰی۔طرف	ثَمَرِ۔پھل	هٖٓ۔اس کے کے
اِذَآ۔جب	اَثۡمَرَ۔پھل لائے	وَ۔اور	یَنۡعِهٖ۔اس کے پکنے کو
اِنَّ۔بے شک	فِیۡ۔بیچ	ذٰلِكُمۡ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشانیاں ہیں
لِّقَوۡمٍ۔ان کے لئے جو	یُّؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لاتے ہیں	وَ۔اور	جَعَلُوۡا۔بنائے انہوں نے
لِلّٰهِ شُرَكَآءَ۔اللہ کے شریک	الۡجِنَّ۔جنوں کو	وَ۔حالانکہ	خَلَقَهُمۡ ۔ اس نے ان کو
پیدا کیا	وَ۔اور	خَرَقُوۡا۔بنائے	لَهٗ۔اس کے لئے
بَنِیۡنَ۔بیٹے	وَ۔اور	بَنٰتٍ۔بیٹیاں	بِغَیۡرِ۔بغیر
عِلۡمٍ۔علم کے	سُبۡحٰنَهٗ۔پاک ہے وہ	وَ۔اور	تَعٰلٰی۔بلند ہے
عَمَّا۔اس سے	یَصِفُوۡنَ۔جو بیان کرتے ہیں		

مختصر تفسیر رکوع ہفدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ مُخۡرِجُ الۡمَیِّتِ مِنَ الۡحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰی
تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّیۡلَ سَكَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۹۶﴾

بے شک اللہ ہے چیرنے والا دانے اور گٹھلی کا نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ تو کہاں بھکے جارہے ہو۔نکالنے والا صبح کو اور کیا رات کو سکون وآرام کے لئے اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے یہ اندازہ ہے مقرر کیا ہوا سب سے زیادہ زبردست سب کچھ جاننے والے کا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اللہ تعالیٰ اپنی کمال قدرت اور علم و حکمت کے دلائل بیان فرماتا ہے اس لئے کہ مقصد اعظم ایک مسلمان کا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات کا عرفان حاصل کرنا ہے اور اس امر کا جاننا کہ حقیقتاً ہر شے کا خالق وہی ہے اور جس میں ایسی صفات کمالیہ ہوں وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ وہ بت جو بے جان اور جماد محض ہیں جنہیں مشرک پوجتے ہیں چنانچہ سب میں بڑا کمال صنعت و خلق یہ ہے کہ دانہ اور گٹھلی کو چیر کر ان سے سبزہ اور درخت پیدا کرنا اور ایسی سنگلاخ زمینوں میں ان کے نرم ریشوں کو رواں کرنا جہاں آہنی میخ بھی کام نہ کر سکے۔ یہ اس کی قدرت کے عجائبات ہیں پھر جاندار سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی سے اور انسان و حیوان کو محض ایک قطرۂ منی سے اور پرند کو انڈے سے پیدا کرنا یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نقشہ ہے۔ یہ ہے خلاصہ آیات بالا کا اب قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) بے شک اللہ چیرنے والا ہے دانہ اور گٹھلی کا سبزہ اور درخت سے یعنی اللہ نے پیدا فرمایا دانہ بالوں سے اور گٹھلی کھجور سے۔ فلق کے معنی شق کرنے کے ہیں یعنی چیرتا ہے۔ مجاہد سے اس کی تفسیر یوں ہے کہ چیرنے سے گٹھلی اور گندم مراد ہے۔ جب دانہ گٹھلی تر زمین میں بودی جاتی ہے تو کچھ دن کے بعد اللہ کے حکم سے وہ دو طرفہ چیرتی ہے اوپر کی طرف چراؤ سے پودے درخت بنتے ہیں جو زمین کو پھاڑ کر تنہ شاخیں پتے پھول پھل کی شکل میں نکلتے ہیں جن کے رنگ۔ مزے تاثیریں مختلف ہوتی ہیں اور نیچے والے حصہ سے درخت کی جڑیں زمین کے نیچے چلتی ہیں۔ جڑ زمین سے کھاد پانی چوس کر شاخوں کو پہنچاتی ہیں اور شاخیں ہوا، دھوپ، چاندنی سے اثرات حاصل کر کے جڑ کو پہنچاتی ہیں یہ اس کی قدرت کاملہ کا مظاہرہ ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ۔ اللہ تعالیٰ بے جان خشک دانہ سے اور گٹھلی سے تر جاندار درخت پودے نکالتا ہے اسی طرح جاندار جانور کو بے جان نطفے سے پیدا فرماتا ہے جاندار پرندوں کو بے جان انڈوں سے نکالتا ہے۔ جاندار مومن کو بے جان کافر سے پیدا فرماتا ہے کہ ماں باپ کافر، بیٹا مومن، ایمان زندگی ہے، کفر موت ہے۔ دانہ گٹھلی بے جان چیزیں ہیں اور پودے، درخت سبزہ جاندار ہیں۔۔

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ۔ اللہ تعالیٰ جاندار بوٹے اور درخت سے بے جان دانہ گٹھلی پیدا فرماتا، جاندار جانور سے بے جان نطفہ پیدا فرماتا ہے بے جان مردہ کافر سے جاندار مومن پیدا کرتا ہے۔ زندہ پرورش کا محتاج ہے۔ اس لئے اس پر ہر وقت رحمت کے نزول کی ضرورت ہے۔

یہ حجت دلیل الٰہی عزوجل ہے ان پر جو مشاہدہ تخلیق کرنے کے بعد بھی بعثت بعد الموت کے منکر ہیں ان کو بتایا گیا کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے جو اس طرح تخلیق فرماتا ہے کہ تم عدم سے منصۂ شہود پر لاتا ہے وہی اس امر پر قادر ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد پھر اٹھائے یہی تمہارا خدا عزوجل ہے جو محیی اور ممیت ہے اور وہی اس کا حقدار ہے کہ اسے رب عزوجل مانا جائے نہ کہ بت جو بے حس، بے جان اور جماد محض ہیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ تو کہاں پھر رہے ہو اور اپنے حقیقی رب سے منحرف ہو رہے ہو اور اس کی محبت کے سوا غیر کی طرف پلٹنا بعد وضاحت دلائل خلاف عقل و دانش ہے۔ کوئی بھی عقلمند ایسا نہیں کرتا۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ وہ صبح پھاڑنے والا ہے اندھیری رات میں سے عمود صبح ظاہر کرتا ہے اور نور نہار پیدا کرتا ہے۔ اصباح

اور صبح کے ایک ہی معنی ہیں یعنی نورانی صبح کا پیدا کرنے والا عرب کا مشہور شاعر امرء القیس کہتا ہے

اَلَا اَیُّهَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ بِصُبْحٍ وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْکَ بِاَمْثَلٖ

خبردار اے لمبی رات کیا تو صبح نہیں ظاہر کرے گی اور صبح کی روشنی بھی میرے لئے تیری سیاہی سے بہتر نہیں ہے۔

فالق کے معنی چیرنے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ صبح صادق کے ذریعہ صبح کاذب کی سیاہی کو چیرتا ہے۔

وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون چین کے لئے پیدا فرمایا تاکہ اس میں دن بھر کی تھکان سے سکون حاصل کرو۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج چاند کو دنیا کے حساب کے لئے پیدا فرمایا یعنی ان سے حساب اوقات ان کے دور اور سیر کے ذریعہ معلوم کرتے ہو چاند سے قمری مہینے بنتے ہیں ان سے زکوٰۃ، روزے اور حج وابستہ ہیں۔ سورج سے شمسی مہینے بنتے ہیں۔ سورج چاند کی رفتار سے ان کے طلوع وغروب کا حساب رکھا گیا۔ ان میں سے کوئی مقرر کردہ حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا ان کی حرکت مقرر فرمادی گئی جس سے دن مہینے اور سال بنتے ہیں۔ موسم کا تعین ہوتا ہے۔ گرمی۔ سردی بہار خزاں کا تعین ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ یہ تعین ہے غالب اور علم والے کی اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کا ان کے محور سے زائد نہ چلنا اور اپنے اپنے محور پر مسخر رکھنا۔ یہ شان قہاری کا مظاہرہ ہے۔ چاند سورج کی تدبیر و تدویر سے اس کی شان قدرت واضح ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وقدرت کے اظہار کے لئے ہے وہی ہے جس نے۔

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ۔ جَعَلَ بمعنی خلق ہے بنائے یا پیدا کئے تمہارے لئے ستارے تاکہ ان سے سفر میں رہبری حاصل کرو۔ النُّجُوْمَ۔ نجم کی جمع ہے۔ لغت میں نجم وہ ہے جو فلکی اور روشن ہو۔

لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ تاکہ رہبری حاصل کرو خشکی کی اندھیریوں اور دریا میں دونوں کی طرف یعنی خشکی اور دریا کے ساتھ ستاروں کی وضاحت اس لئے کی کہ دونوں میں ستاروں سے مدد لی جاتی ہے۔ سیارات یعنی حرکت کرنے والے ستارے کل سات ہیں۔ ثوابت تارے بے شمار ہیں یہ تارے اس لئے پیدا فرمائے کہ مسافر جب جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرے اور رات کی اندھیریاں آجاویں تو ان ستاروں سے وقت اور سمت معلوم کرسکیں۔ قطب نما اور گھڑیاں ستاروں ہی کے حساب سے بنائے گئے ہیں۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ بے شک تفصیل سے بیان کردیں ہم نے آیتیں ان کے لئے جو جانتے ہیں۔

اب پوری آیت ملاحظہ فرمائیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر تمہارے لئے ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت کی جگہ بے شک ہم نے تفصیل سے بیان کردیں آیتیں ان لوگوں کے لئے جو حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ اور وہی ہے کہ تمہیں پیدا کیا ایک جان سے۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا

ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے۔ اَنْشَاَ۔ اَنْشَاءٌ۔ سے بنا اس کا مادہ نشوۃ ہے اس کا معنی پیدائش ہے۔

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے سب کی نسل چلی ہے۔ حضرت حوا کی پیدائش بھی حضرت آدم کی پسلی سے ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک شعر ہے وہ بھی ناظرین کیلئے افادۃً پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءٌ اَبُوهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

لوگ پیدائش کے اعتبار سے ہم کفو ہیں۔ ان کے باپ آدم اور ماں حواء ہیں۔

یہ شعر اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی روشنی میں ہی غالباً حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔

تو تمہارا ٹھہرنا ہے رحم مادر میں اور امانت کی صورت میں رہنا ہے اصلاب آباء میں

یا اس کے یہ معنی ہیں کہ زمین کی زندگی کی حد تک زمین پر رہنا ہے اور بطور امانت زمین کے اندر مقبور ہو کر رہنا۔

یا یہ معنی ہیں کہ تم میں بہت سے پیدا ہو کر زمین میں ہیں اور بہت سے بطور امانت ماؤں کے رحموں میں ہیں۔

مستقر کا معنی قرار پکڑنے کی جگہ مستودع کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں کوئی چیز بطور امانت رکھی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ مستقر سے مراد ماں کا شکم ہے اور مستودع سے باپ کی پیٹھ مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ مستقر سے مراد زمین ہے اور مستودع سے مراد قبر ہے۔

بے شک تفصیل بیان کر دی ہم نے اپنی آیتوں میں اس قوم کے لئے جو سمجھ رکھتی ہے۔ یہاں پہلی آیت میں يَّعْلَمُوْنَ فرمایا اور اس آیت میں يَّفْقَهُوْنَ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ پہلے دلیل سے بتا کر واقف کیا۔ پھر سمجھ اور عقل والوں کو پیدائش انسان دکھا کر سمجھایا اس لئے کہ انشاء انسان ایک نفس واحد سے فرما کر ان کی کیفیت صوری، اعتقادی، اعمال مختلفہ کرنا یہ بھی اس قادر قیوم کی قدرت مطلقہ پر دلیل ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ وہی ذات ہے جس نے آسمان سے اتارا پانی یعنی بادلوں سے بارش۔ اَنْزَلَ۔ سے بارش مراد ہے جو کھیتوں باغوں کو زندگی دیتی ہے۔ سَمَاءُ۔ لغت میں ہر اونچی چیز کو کہتے ہیں جیسے سَمَاءُ البیت۔ مکان کے چھت کو کہتے ہیں۔ بادل بلندی پر ہوتے ہیں اس کی طرف اشارہ ہے مَآءً سے بارش کا پانی مراد ہے۔

اَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ۔ تاکہ نکالیں تمہارے لئے اس پانی سے سبزیاں ہر قسم کی یعنی ان کی نشوونما کا سبب پانی کو بتایا اور ایک جو سبب ہے اور مسببات کے انواع اصناف مختلفہ ہیں یہ بھی شان قدرت ہے۔ نَبَاتَ۔ مصدر ہے اس کے معنی اگنا ہے یعنی اگنے والی چیز۔ جب اگنے والی چیز سر نکالتی ہے جسے کونپل کہتے ہیں۔ كُلِّ شَیْءٍ۔ سے مراد ہر اگنے والی چیز۔ انہیں کو نباتات کہتے ہیں۔

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا۔ تو نکالا ہم نے ان سبزیوں سے سخت سبز رنگ اور ہلکے سبز رنگ۔ خَضِرًا۔ سے مراد ہری ڈالیں ہرے پتے ہیں۔ اَخضر۔ اصل سبز رنگ کو کہتے ہیں جو بذات خود سبز ہو

www.waseemziyai.com

نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ جوشاخیں نکلتی ہیں ان سے دانہ بنتا ہے جو نکالتے ہیں ہم اس سے سبزی سے دانہ ایک پر ایک چڑھا ہوا وہ بالوں میں دانہ کا نقشہ ہے جو دانہ پر دانہ چڑھا ہوا ہوتا ہے یعنی بارش کے ذریعہ پہلے ہر نبات کی کونپلیں زمین سے نکلتی ہیں پھر وہ کونپلیں سبز لکڑیاں، سبز شاخیں پتے بن جاتی ہیں پھر انہیں پتوں میں سے اوپر تلے چنے ہوئے دانے نکلتے ہیں اب آگے باغ کی شان قدرت بیان کی جاتی ہے۔

وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ۔ اور کھجور سے اس کی شاخوں میں گچھے۔ کھجور کے درخت کو نخل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام میووں میں کھجور افضل ہے کہ اس میں لذت بھی ہے غذائیت بھی حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت کھجوریں ہی کھائی تھیں۔

خزاں کا اثر کھجور کے درخت پر نہیں ہوتا۔ یہ درخت جفاکش ہوتا ہے یہ درخت پانی کھاد کا محتاج نہیں اس کی عمر بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کٹ جانے کے باوجود پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی برکات سے اس کی کثرت ہے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کے درخت زمین میں لگائے اور ان میں چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج تک پھل لگتا رہا۔

اب نجدی حکومت نے کٹوا دیئے ہیں۔ لیکن ہر سال اس میں سے شاخیں نکلتی رہتی ہیں۔ اس مبارک درخت میں جب پھل لگنے کا وقت آتا ہے تو سرے پر پٹھا نکلتا ہے اسے طلع کہتے ہیں پھر اس پٹھے میں گچھے لگتے ہیں۔ اسے قِنۡو کہتے ہیں۔ قِنۡوَانٌ۔ قِنۡو کی جمع ہے جیسے صفوان صفو کی جمع ہے۔ دَانِيَةٌ۔ دنو سے بنا اس کے معنی قرب ہیں یعنی اس بارش کی برکت سے کھجور کے درخت میں گابھے اور گابھوں میں ایسے گچھے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے شاخیں پھلوں کے وزن سے زمین کے قریب تک آ جاتی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایسے کھجور کے درخت دیکھنے میں آتے ہیں جن کے گچھے زمین پر پڑے ہیں ان کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ۔ اور باغ انگور کے۔

جَنّٰت۔ جمع ہے جنت کی۔ اس کا معنی گھنا باغ ہے۔ انگور کے ایک یا دو درخت فائدہ مند نہیں ہوتے اس لئے باغ کا ذکر فرمایا کھجور کا ایک ہی درخت مفید ہوتا ہے مگر انگور کے باغ جس میں کثرت سے بیل ہوتی ہے جو فائدہ مند ہوتی ہے۔

اَعۡنَابٍ۔ عنب کی جمع ہے یعنی ہم بارش کے ذریعہ انگوروں کے باغ لگاتے ہیں۔

وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ۔ اور ایسے ہی زیتون اور انار جس طرح کھجور کی نشو و نما کی گئی ایسے ہی زیتون اور انار کی بھی کی گئی۔ زیتون کے درخت اور پھل دونوں کو زیتون ہی کہتے ہیں اس کے تیل کو زیت کہتے ہیں۔ اس کے درخت شام وغیرہ کے علاقہ میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ۔ زیتون اور انار کے درخت اور ان کے پتے تو ہم شکل ہوتے ہیں مگر پھل مختلف ہیں۔ زیتون کا درخت بالکل انار کی طرح ہوتا ہے یعنی برابر کے پھل انگور اور کھجور کے ہوتے ہیں۔ لیکن انار کا پھل بڑا ہوتا ہے۔ انار کا پھل جب شروع میں نکلتا ہے تو بہت کمزور اور ننھے منے ہوتے ہیں لیکن جب پک جاتا ہے اور ان کا نضج مکمل ہو جاتا ہے تو ان کی منافعت ان میں جمع ہو جاتی ہے اور پھل بڑا بھی ہو جاتا ہے اور لذیذ بھی۔ غَيۡرَ مُتَشَابِهٍ۔ انگور، انار، کھجور دیکھنے میں متشابہ ہوتے ہیں مگر ان کے مزے مختلف ہیں۔

اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ۔ تو ان پھلوں میں غور کرو کہ کیسے چھوٹے اور مختلف مزے کے ہوتے ہیں جن سے نفع حاصل نہ کیا جا سکے۔ وَيَنۡعِهٖ۔ ینع مصدر ہے۔ اس کے معنی پھل پک جانا ہے یعنی ان میں غور کرو اور اللہ تعالیٰ کی شان قدرت پر ایمان لاؤ کہ ایک ہی پھل ایک ہی وقت میں کچھ ہے اور دوسرے وقت میں کچھ۔ پھر ان پھلوں کا پکنا دیکھو موٹے۔ خوشبودار اور خوشنما ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ آگے ارشاد ہے اور اپنے دلائل قدرت بیان فرما کر توبیخاً فرمایا جا رہا ہے۔

وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الۡجِنَّ وَخَلَقَهُمۡ وَخَرَقُوۡا لَهٗ بَنِيۡنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾۔

اور بنایا انہوں نے اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انہیں اور گھڑ لئے ہیں انہوں نے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں محض جہالت سے پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اور گھڑ ڈالے اللہ کے لئے شریک جن۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے جنوں کی اطاعت کی جو ان کے دلوں کی گھڑنت ہے شرک کے لئے تو انہوں نے اللہ عزوجل کے شریک بنا لئے۔ حالانکہ انہیں اللہ نے پیدا کیا یعنی جن جب پیدا کی ہوئی مخلوق ہے تو مخلوق خالق کی شریک کیونکر ہو سکتی ہے اور گھڑ لیا اللہ کے لئے یعنی من گھڑت خدا بنا لیا۔ خرق عربی محاورہ میں کپڑا اپھاڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں علیحدہ بنانے کے معنی میں لیا گیا کہ انہوں نے اولاد خدا کے لئے گھڑ لی۔

جیسے کتابی عیسائی حضرت مسیح اور یہودی حضرت عزیر علیہما السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا کہتے ہیں یہ ان کا خیال جہالت ہے وہ خطاء یہ نہیں کہتے اور نہ صحیح دلائل سے بولتے ہیں بلکہ جہالت کی بناء پر گھڑ لیا ہے پاکی ہے اس کے وجہ منیر کو جو صفت وہ مشرک اللہ عزوجل کی بیان کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا شریک یا خدا بناتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشدہم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۷

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ‌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ‌ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۱﴾	وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا کیسے ہو سکتی ہے اس کی اولاد جبکہ نہیں ہے اس کی بیوی اور اس نے پیدا کیا ہر چیز کو اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔
ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ﴿۱۰۲﴾	یہ ہے اللہ تمہارا پالنے والا نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کو تو اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ‌ ۚ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۰۳﴾	نہیں پا سکتیں اسے آنکھیں اور وہ پا لیتا ہے آنکھوں کو اور وہ ہے باریک بین خبردار۔
قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ عَمِىَ فَعَلَيۡهَا‌ ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ﴿۱۰۴﴾	بے شک آ چکیں تمہارے پاس رب کی طرف سے نشانیاں تو جو آنکھیں کھولے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو اندھا بنا رہے تو بھی نقصان اسی کا ہے اور میں نہیں

ہوں تم پر نگران۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ
لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور اسی طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ وہ کہیں کہ تو نے پڑھا ہے اور تا کہ بیان کریں ہم اس قوم کے لئے جو جانتے ہیں۔

اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾

پیروی کرو اس وحی کی جو آپ کے رب کی طرف سے آئی نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ
حَفِیْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اور اگر چاہتا اللہ تو نہ شرک کرتے اور نہیں بنایا ہم نے تم کو ان پر نگہبان۔ اور نہیں تو ان کا کارساز۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا
اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ
عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا
كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

اور نہ گالی دو ان کو جن کو یہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے۔ پھر وہ گالی دیں گے اللہ کو اپنی جہالت سے اسی طرح خوشنما بنا کر دکھائے ہم نے ہر قوم کو ان کے عمل پھر ان کے رب کی طرف ان کا لوٹنا ہے تو وہ بتائے گا ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ
لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا
یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور انہوں نے اللہ کی مضبوط قسمیں اٹھائیں کہ اگر آئے گی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے تو اس پر ضرور ایمان لائیں گے آپ فرما دیجئے کہ نشانات تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ جب وہ آ جائے گی تو نہیں ایمان لائیں گے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ
اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور پھیر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جیسے کہ نہیں ایمان لائے اس پر پہلی مرتبہ اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو ان کی سرکشی میں پریشان پھرتے ہیں۔

حل لغات رکوع ہشدہم — سورۃ الانعام — پ ۷

بَدِیْعُ۔ پیدا کرنے والا ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کو
اَنّٰی۔ کیسے	یَكُوْنُ۔ ہو سکتی ہے	لَهٗ۔ اس کی	وَلَدٌ۔ اولاد
وَّ۔ اور	لَمْ۔ نہیں ہے	تَكُنْ۔ ہے	لَّهٗ۔ اس کی
صَاحِبَةٌ۔ بیوی	وَ۔ اور	خَلَقَ۔ پیدا کیا اس نے	كُلَّ۔ ہر

MARKAZ-UL-... ISLAMIA ACADEMY

شَیۡءٍ۔ چیز کو　وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ　كُلِّ۔ ہر
شَیۡءٍ۔ چیز کو　عَلِیۡمٌ۔ جاننے والا ہے　ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے　اللّٰهُ۔ اللہ
رَبُّكُمۡ۔ تمہارا رب　لَاۤ۔ نہیں　اِلٰهَ۔ کوئی معبود　اِلَّا۔ مگر
هُوَ۔ وہی　خَالِقُ۔ پیدا کرنے والا ہے وہ　كُلِّ۔ ہر
شَیۡءٍ۔ چیز کو　فَاعۡبُدُوۡهُ۔ سو اسی کی عبادت کرو　وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ　عَلٰی۔ اوپر　كُلِّ۔ ہر　شَیۡءٍ۔ چیز کے
وَّكِیۡلٌ۔ کارساز ہے　لَا۔ نہیں　تُدۡرِكُهُ۔ پاسکتیں اسے　الۡاَبۡصَارُ۔ آنکھیں
وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ　یُدۡرِكُ۔ پالیتا ہے　الۡاَبۡصَارَ۔ آنکھوں کو
وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ　اللَّطِیۡفُ۔ باریک بین　الۡخَبِیۡرُ۔ خبردار ہے
قَدۡ۔ بے شک　جَآءَ۔ آئیں　كُمۡ۔ تمہارے پاس　بَصَآئِرُ۔ نشانیاں
مِنۡ رَّبِّكُمۡ۔ تمہارے رب کی طرف سے　فَمَنۡ۔ تو جو　اَبۡصَرَ۔ دیکھے
فَلِنَفۡسِهٖ۔ تو اس کے اپنے لئے ہے　وَ۔ اور　مَنۡ۔ جو
عَمِیَ۔ اندھا بنے　فَعَلَیۡهَا۔ تو اسی کا نقصان ہے　وَ۔ اور　مَاۤ۔ نہیں
اَنَا۔ میں　عَلَیۡكُمۡ۔ تم پر　بِحَفِیۡظٍ۔ نگران　وَ۔ اور
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　نُصَرِّفُ۔ پھیرتے ہیں ہم　الۡاٰیٰتِ۔ آیتیں　وَ۔ اور
لِیَقُوۡلُوۡا۔ تاکہ کہیں　دَرَسۡتَ۔ تو نے پڑھا ہے　وَ۔ اور　لِنُبَیِّنَهٗ۔ تاکہ ہم بیان کریں
اس کو　لِقَوۡمٍ۔ اس قوم کے لئے　یَّعۡلَمُوۡنَ۔ جو جانتے ہیں　اِتَّبِعۡ۔ پیروی کرو
مَاۤ۔ اس کی جو　اُوۡحِیَ۔ وحی ہوئی ہے　اِلَیۡكَ۔ تیری طرف　مِنۡ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
لَاۤ۔ نہیں　اِلٰهَ۔ کوئی معبود　اِلَّا۔ مگر　هُوَ۔ وہی
وَ۔ اور　اَعۡرِضۡ۔ منہ پھیر　عَنِ الۡمُشۡرِكِیۡنَ۔ مشرکوں سے
وَ۔ اور　لَوۡ۔ اگر　شَآءَ۔ چاہتا　اللّٰهُ۔ اللہ
مَاۤ۔ تو نہ　اَشۡرَكُوۡا۔ شرک کرتے　وَ۔ اور　مَا۔ نہیں
جَعَلۡنٰكَ۔ بنایا ہم نے　۔ آپ کو　عَلَیۡهِمۡ۔ ان پر　حَفِیۡظًا۔ نگران
وَ۔ اور　مَاۤ۔ نہیں　اَنۡتَ۔ تو　عَلَیۡهِمۡ۔ ان پر
بِوَكِیۡلٍ۔ کارساز　وَ۔ اور　لَا۔ نہ　تَسُبُّوا۔ گالی دو
الَّذِیۡنَ۔ ان کو　یَدۡعُوۡنَ۔ جن کو وہ پکارتے ہیں　مِنۡ دُوۡنِ۔ سوا　اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَیَسُبُّوا۔ تو وہ گالی دیں گے　اللّٰهَ۔ اللہ کو　عَدۡوًا۔ دشمنی سے　بِغَیۡرِ۔ بغیر
عِلۡمٍ۔ علم کے　كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　زَیَّنَّا۔ زینت دی ہم نے　لِكُلِّ۔ ہر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اُمَّةٍ۔امت کو	عَمَلَهُمْ۔ان کے اعمال کی	ثُمَّ۔پھر	اِلٰی۔طرف
رَبِّهِمْ۔ان کے رب کی	مَّرْجِعُهُمْ۔ان کا لوٹنا ہے	فَيُنَبِّئُهُمْ۔تو وہ خبر دے گا ان کو	
بِمَا۔اس کی جو	كَانُوْا۔تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	وَ۔اور
اَقْسَمُوْا۔قسمیں اٹھائیں انہوں نے		بِاللّٰهِ۔اللہ کی	جَهْدَ۔مضبوط
اَيْمَانِهِمْ۔قسمیں	لَئِنْ۔اگر	جَآءَتْهُمْ۔آئے ان کے پاس	
اٰيَةٌ۔کوئی نشانی	لَّيُؤْمِنُنَّ۔تو ضرور ایمان لائیں گے		بِهَا۔اس پر
قُلْ۔فرمایئے	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ	الْاٰيٰتُ۔نشانیاں	عِنْدَ۔پاس
اللّٰهِ۔اللہ کے ہیں	وَ۔اور	مَا۔کس نے	يُشْعِرُ۔بتایا
كُمْ۔تم کو	اَنَّهَآ۔کہ وہ	اِذَا۔جب	جَآءَتْ۔آئے گی
لَا۔تو نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں گے	وَ۔اور	نُقَلِّبُ۔پھیرتے ہیں ہم
اَفْئِدَتَهُمْ۔ان کے دل	وَ۔اور	اَبْصَارَ۔آنکھیں	هُمْ۔ان کی
كَمَا۔جیسے کہ	لَمْ۔نہیں	يُؤْمِنُوْا۔ایمان لائے	بِهٖٓ۔اس پر
اَوَّلَ۔پہلی	مَرَّةٍ۔مرتبہ	وَّ۔اور	نَذَرُ۔چھوڑتے ہیں ہم
هُمْ۔ان کو	فِيْ۔بیچ	طُغْيَانِهِمْ۔ان کی سرکشی کے	يَعْمَهُوْنَ۔پریشان

مختصر تفسیر رکوع ہشدہم۔سورۃ الانعام۔پ ۷

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ
عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ
الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾

عجیب طرح سے پیدا کرنے والا ہے آسمان اور زمین کا کیسے ہو اس کے لئے بچہ حالانکہ نہیں ہے اس کی بیوی اور پیدا کی اس نے ہر چیز اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب کوئی معبود نہیں اس کے سوا بنانے والا ہر چیز کا تو اسی کو پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے نہیں احاطہ کرسکتیں اس کا آنکھیں اور وہ محیط ہے تمام آنکھوں پر اور وہی لطیف اور خبر دار ہے۔

بَدِيْعُ۔ بدع سے بنا اس کے معنی ہیں بے مثال ہونا۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصطلاح میں بغیر مادہ بغیر زمان بغیر مکان کسی چیز کو بنانا بدع ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اَیْ مَبْدَعُهُمَا مُوجِدُ هُمَا بِغَيْرِ اٰلَةٍ وَلَا مَادَةٍ وَلَا زَمَانٍ وَلَا مَكَانٍ (روح المعانی)

موجد ہے آسمانوں اور زمین کا یعنی معدوم کا وجود میں لانے والا اور آسمان وزمین کو بغیر کسی آلہ اور مادہ کے ظاہر فرمانے والا۔ جس کے لئے نہ زمان تھا نہ مکان۔ آگے فرماتے ہیں۔

وَ الْمُرَادُ مِنْ بَدِيْعِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ عَدِيْمُ النَّظِيْرِ فِيْهِمَا وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ عَلٰى مَا

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIC ACADEMY

قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّ اَبْدَاعَهُ لَهُمَا لَا نَظِيْرَ لَهُ لِاَ نَّهُمَا اَعْظَمُ الْمَخْلُوقَاتِ الظَّاهِرَةِ۔

اور بدیع سے مراد آسمانوں اور زمین میں سے یہ ہے کہ وہ ذات سبحانہ اس تخلیق سے واضح ہے کہ عدیم النظیر ہے اور اس کے معنی بعض محققین نے یوں کئے کہ آسمان و زمین کا ابداع ایسی شان کا ہے کہ اس کی نظیر نہیں اس لئے کہ یہ دونوں اعظم مخلوقات ظاہرہ سے ہیں۔ (روح المعانی)

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ۔ اس کے لئے کیسے بچہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کا ہونا محال ہے اس کی دلیل اسی آیت مبارکہ میں ہے۔

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ۔ حالانکہ اس کی بیوی نہیں۔ صاحبہ کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں بیوی کو کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّكُنَّ لَانْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔ تم تو یوسف کی عورتوں کی طرح ہو۔ اور بچہ بیوی سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بیوی سے پاک ہے اور اس کی بیوی نہیں۔ اس لئے کہ ولادت صفات اجسام سے تعلق رکھتی ہے اور وہ ذات مخترع الاجسام ہے اور جو خالق اجسام ہو وہ خود جسم نہیں رکھتا تو پھر اس کے لئے اولاد کیسے ہو سکتی ہے یہ ناممکن ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ وہ تو ہر شے کا خالق ہے اور تمام اشیاء کا جاننے والا ہے۔

یعنی کائنات کی کوئی شے نہیں مگر وہ اس کا خالق و عالم ہے اور جو ذات ایسی ہو اسے تو ہر شے سے غنی ہونا ضروری ہے اولاد وہی مانگتا ہے جو محتاج ہو۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ۔ یہ ہے تمہارا رب۔ اس میں اس موصوف کی طرف اشارہ ہے جس کی صفات اوپر بیان ہو چکی ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کوئی پوجنے کے لائق نہیں مگر وہی جو خالق کل اشیاء ہے یہاں آلہ سے مراد سچا معبود ہے وہ ہی ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔

فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ تو اسی کو پوجو اور وہ ہر شے کا نگہبان ہے۔

یعنی جس میں یہ صفات جمع ہوں وہی حقدار عبادت ہے لہٰذا اس کی پرستش کرو اور مخلوق کے کسی فرد اور جز کو اس کے سوا نہ پوجو ان تمام صفات کے وہی مالک اشیاء ہے رزق ہو یا موت یا عمر ہو وہی اعمال کا نگہبان ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾۔

آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب آنکھوں پر محیط ہے اور وہی لطیف و خبیر ہے۔

تصریح ادراک

لَا تُدْرِكُ۔ ادراک سے بنا۔ ادراک کا مادہ ہے درک جس کے معنی پانا ہے یا گھیرنا۔ یا تہ تک پہنچ جانے کو بھی ادراک کہتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾۔ ارشاد ہے لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ – بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۚ۔ ان آیات میں مادہ درک ہے۔ ان کے معنی۔ پانا۔ گھیرنا۔ پکڑنا ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ اسے کوئی آنکھ یا کسی آنکھ کی روشنی احاطہ نہیں کر سکتی۔ گھیر نہیں سکتی اس لئے کہ احاطہ محدود چیز کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حد سے پاک ہے۔

MARKAZUL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا۔ اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ اور اس کی یہی تفسیر حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر میں احاطہ فرماتے ہیں اور احاطہ اس چیز کا ہوسکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں اور واجب تعالیٰ شانہ کے لئے حدود و جہت محال ہے تو اس کا ادراک اور احاطہ بھی محال اور ناممکن ہوا یہی مذہب اہلسنت ہے۔

البتہ خوارج اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ ادراک اور رویت میں فرق نہیں کرتے۔ بنا بریں وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الٰہی عزوجل کو محال عقلی قرار دے دیا۔ باوجودیکہ نفی رویت نفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ بلا کیفیت وجہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے۔

کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت وجہت کے دیکھی نہیں جا سکتیں۔ تو جانی بھی نہیں جا سکتیں۔

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ رویت و دیدار کے یہ معنی نہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو ویسا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رویت و دید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اس کی دید بھی بے جہت ہوگی۔

چنانچہ دیدار الٰہی عزوجل آخرت میں ہوگا۔ اور مسلمہ عقیدہ اہل سنت ہے کہ اللہ عزوجل کا دیدار مومنین کے لئے قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و سلف امت سے ثابت ہے۔ اس کے لئے دلائل کثیرہ موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾۔

اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب عزوجل کا دیدار میسر ہوگا اس کے علاوہ اور بہت سی آیات اور صحاح کی اکثر روایات سے ثابت ہے۔ اگر دیدار الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام محال امر کی دعا نہ فرماتے۔ اور رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ۔ نہ کہتے۔

پھر اس کے جواب میں فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ نہ فرمایا جاتا۔ یہ مختصر دلائل بھی ثابت کرتے ہیں کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی شرعاً ثابت ہے اور اس کا منکر یا معتزلی ہے یا خارجی یا خالص گمراہ ہے۔ (مقتبس از روح)

اور معالم میں ہے (ترجمہ) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ اس آیت کے ظاہر سے معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کی رویت کے انکار کی دلیل لی ہے۔

اور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن اللہ عزوجل کو ظاہر طور پر دیکھیں گے ان کو دیدار خداوندی عزوجل نصیب ہوگا جیسا کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ (کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے وہ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (ہرگز نہیں بے شک اس دن وہ اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے)۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا اگر مومنوں کو بروز قیامت خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب نہ ہو تو کفار کو حجاب کی عار کیسے دلائی جا رہی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ

www.waseemziyai.com

(کہ نیک لوگوں کے لئے اچھا معاوضہ ہے اوراس سے بھی زیادہ ہے) تو ''زیادہ'' کی تفسیر میں آپ نے فرمایا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی زیارت ہے۔

اور جریر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے بالکل ظاہر طور پر۔

اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ تو ادراک اور چیز ہے اور رویت اور چیز ہے کیونکہ ادراک کس چیز کی حقیقت معلوم کرنے اور اس کے احاطہ کرنے کو کہتے ہیں اور رویت کا معنی صرف دیکھنا ہے۔

اور کبھی رویت ہوتی ہے اور ادراک نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۟ قَالَ كَلَّا ۚ (پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو پالئے گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہرگز نہیں) تو دیکھو یہاں رویت ہے لیکن ادراک نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ (تو پکڑے جانے سے نہیں ڈرے گا) تو یہاں ادراک کی نفی کے ساتھ رویت کا اثبات موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے بھی جائز ہے کہ رویت ہو اور ادراک اور احاطہ نہ ہو۔ جیسا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا عرفان تو ہے لیکن اس کا احاطہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ (اور علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے) تو یہاں احاطہ کی نفی بھی ہے اور علم کا اثبات بھی ہے۔

اور سعید بن مسیّب نے کہا آنکھوں کے احاطہ سے عاجز ہیں۔

ابن عباس اور مقاتل نے کہا آنکھیں دنیا میں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں لیکن آخرت میں اس کو دیکھیں گی۔

اور وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں اور نہ کوئی چیز اس سے غائب ہوسکتی ہے۔ (معالم)

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ اور وہ ہے باریک بین خبردار یعنی امور کے دقائق اور مشکلات سے واقف ہے اور اشیاء کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ (تفسیر نسفی)

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۔

بے شک آئیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اس نے اپنی جان کے لئے دیکھا اور جو اندھا رہا تو اسی پر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

یعنی دلائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آچکے تو جو غور کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا اور میں تمہارے اعمال کا نگران نہیں ہوں میرا فریضہ صرف یہ ہے کہ تم کو آگاہ کردوں۔ (جلالین)

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ بصیرت دل کا نور ہے جیسے کہ بصارت آنکھوں کا نور ہے جس سے ظاہری چیزیں نظر آتیں ہیں یعنی تمہارے پاس وحی اور معجزات آئے جو کہ دلوں کو روشنی پہنچانے والے ہیں تو جو حق کو دیکھے گا اور اس پر ایمان لائے گا تو اپنی جان کے لئے دیکھے گا اور اسی کو اس کا فائدہ ہوگا اور جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے گا تو اس کا وبال اسی پر

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

پڑے گا اور میں تمہارے کاموں کا نگران نہیں ہوں کہ تمہارے اعمال کا محاسبہ کروں اور اس پر اس کو جزا یا سزا دوں میری حیثیت صرف یہ ہے کہ میں ڈرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کرنے والا ہے۔ (تفسیر نسفی)

ترجمہ از جلالین۔ بے شک آئیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا اور ایمان لایا تو اپنے بھلے کو دیکھا اس لئے کہ دیکھ کر ایمان لانے کا ثواب دیکھنے والے ہی کو ملے گا اور جو اندھا رہا اور ان دلائل سے وہ گمراہ ہوا تو اس پر ہی وبال ضلالت ہے اور میں تمہارا چوکیدار نہیں کہ تمہارے اعمال پر نظر رکھوں۔ میں تو اللہ کی طرف سے صرف ڈرانے والا ہوں۔ انتہی

(ترجمہ از تفسیر نسفی) بے شک آئیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے بصیرت سے دل کا نور مراد ہے جس سے دل کی آنکھیں دیکھتی ہیں جیسے آنکھوں کا نور کہ اس سے احکام وحی اور بینات کا معائنہ ہوتا ہے جو دل سے ہو وہ مثل بصائر ہے تو جو دیکھے حق اور ایمان لائے تو اپنی جان کے لئے اس کا نفع ہے اور جو اندھا ہو جائے ان سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے تو اس پر اس اندھے پن کا نقصان ہے اور میں تمہارا محافظ اور ایسا چوکیدار نہیں کہ تمہارے عمل پر نگرانی کروں اور اس کا بدلہ دوں میں تو ڈر سنانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تم پر نگران ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ۔ اور ہم اسی طرح سے آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں توحید کی دلیلوں کو۔

یعنی جیسے ہم آپ پر آیتیں تلاوت فرماتے ہیں پلٹ پلٹ کر احکام سناتے ہیں یعنی اگر ہم ایک ہی بار توحید کے دلائل بیان کرتے تو کوئی ایمان لاتا کوئی نہ لاتا کوئی سمجھتا کوئی نہ سمجھتا ہم ان دلائل کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں تا کہ کافر سمجھ لیں۔

وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ تا کہ بول اٹھیں یہ لوگ کہ آپ نے خوب پڑھ سنایا ہے اور تا کہ ہم اس کو واضح کر دیں اس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہے۔

یعنی کافر سمجھ لیں اور بول اٹھیں کہ آپ تو پڑھے ہوئے ہیں اہل کتاب کی توریت اور انجیل بھی آپ جانتے ہیں اور ان پر واضح کر دیں قرآن کریم اور اس کے معنی جس کے حق اور باطل پوری طرح واضح ہو جائے۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾

آپ پیروی کریں اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نہیں کوئی معبود سوائے اس کے اور منہ پھیر لو مشرکین کی طرف سے۔

یعنی ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیں جو کافر و مشرک ہیں عیسائی یا یہودی ان کی پیروی نہ کریں اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے اعراض فرمائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم قتال و جہاد آ جائے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان اور نہیں ہیں آپ ان کے ذمہ دار۔ یعنی اگر اللہ عزوجل چاہتا ان کا مومن ہونا اس سے جو شرک کر رہے ہیں۔ اس میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ وہ خلاف مشیت الٰہی عزوجل شرک نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کا مومن ہونا ہوتا تو انہیں توفیق ایمان ہی مل جاتی۔

مگر چونکہ ان کی جبلت میں مشیت الٰہی عزوجل نے شرک ہی رکھا ہے تو بہر صورت شرک ہی کریں گے۔ بلا مشیت الٰہیہ

MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

نہ مشرک مشرک ہوسکتا ہے نہ مومن مومن۔ یہ زمانہ قدرت مومن و مشرک کے لئے اپنی حکمت بالغہ کے تحت ہے جسے چاہے جنت کے لئے بنادیا اور جسے چاہا جہنم کا کندا کر دیا مصنوع صانع کی قدرت صنعت پر اعتراض کا حق نہیں اور کوئی اپنے اختیار سے کسی راہ پر نہیں اب رہا یہ سوال کہ جو جیسا بنانا منظور ہوا بنا دیا گیا۔ تو تبلیغ و اصلاح کی کیا حاجت رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علم اللہ میں جو جیسا ہے ایسا ہی رہے گا مگر ہمیں علم اللہ پر عبور نہیں بنا بریں ہمارا کام تبلیغ و اصلاح ہے۔ جو اس تبلیغ سے اصلاح پذیر ہو گیا ہمیں منکشف ہو گیا کہ اس کی اصلاح علم اللہ میں اسی طرح موقوف تھی اور اگر ہدایت کے بعد بھی مثل ابوجہل۔ ابولہب حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح گرار ہا تو بعد میں نتیجہ سے ہم نے معلوم کر لیا کہ یہ گمراہی کے لئے ہی علم اللہ میں پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اب آگے ارشاد الٰہی عزوجل ہے۔

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ ہم نے تمہیں ان کا نگہبان عمل وعقائد میں نہیں بھیجا نہ آپ ان کے عمل وجرائم کے بدلہ دینے والے ہیں۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ۔ اور نہ آپ ان کے گماشتے اور چوکیدار ہیں کہ ان کے پیچھے لگے رہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔

اور تم برا نہ کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ بھی برا بھلا کہنے لگیں گے اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔

اس کے بعد ایک بات سے منع کیا گیا وہ یہ تھی کہ کفار کے بتوں کی مسلمان برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفار نصیحت پکڑیں اور بت پرستی کے عیب سے باخبر ہو جائیں لیکن انہوں نے بجائے ہدایت قبول کرنے کے شان الٰہی عزوجل میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کر دی اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ بتوں کی مذمت ان کی حقیقت کا انکشاف طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی بدزبانی کو روکنے کے لئے مسلمانوں کو منع فرمایا اور ارشاد ہوا اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ عزوجل کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی شان کی بے ادبی کریں گے جہالت اور زیادتی سے۔

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٠٨۔

یوں ہی آراستہ کر دیا ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے انہوں نے پھر وہ انہیں بتائے گا وہ جو کرتے تھے۔

یعنی یونہی ہم نے ہر جماعت کی نگاہ میں ان کے عمل بھلے کر دیئے ہیں پھر انہیں اپنے رب عزوجل کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠٩۔

اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔

آیت سے مراد ان کی مطلوبہ نشانی تھی جیسے صفا کا سونا بن جانا۔ مردے زندہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ کفار اپنے بتوں کی۔

اولاد کی۔ جان و مال کی قسمیں بھی کھاتے تھے مگر چونکہ وہ اپنی اس قسم سے مسلمانوں بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کواطمینان دلانا چاہتے تھے اسی لئے وہ اللہ عزوجل کی قسمیں کھاتے تھے۔ جَھْدَ اَیْمَانِ۔ بمعنی پوری کوشش کی قسمیں یہ کہ انہوں نے کعبہ معظّمہ میں بعد نماز عصر قسمیں اٹھائیں۔

آپ فرما دیجئے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں اے مسلمانوں کیا خبر کہ وہ جب آئیں تو ایمان نہ لائیں گے۔ تمہیں ان کی خبر نہیں ہم جانتے ہیں۔

یہ اس امر کا جواب ہے کہ جو مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ان پر ایسی نشانی آ جائے جس سے یہ حسب وعدہ ایمان لے آئیں تو فرما دیا گیا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ ایمان لانے کے لئے بنائے نہیں گئے۔ پھر یہ ایمان کس طرح لا سکتے ہیں۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۟ع ۱۱۰

ہم نے ان کے دل پھیر دیئے ہیں اور آنکھیں جیسے پہلے ایمان نہ لائے تھے یہ بھی اسی طرح ایمان سے محروم ہیں ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں۔ تحیر میں رہیں اور ایمان قبول نہ کرسکیں۔

بحمداللہ پارہ ہفتم ختم ہوا

۴ جنوری ۱۹۵۴ء یوم دوشنبہ سنٹرل جیل

لاہور۔ بعد ظہر

ابوالحسنات سید محمد احمد (رحمۃ اللہ علیہ) قادری اسیر تحریک ختم نبوت وامیر

انجمن حزب الاحناف

پاکستان

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

و

اضافات امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی (رحمۃ اللہ علیہ)

خطیب جامعہ مسجد وزیر خان وامیر جامعہ حسنات العلوم۔ لاہور

www.waseemziyai.com

شروع پارہ ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع نوزدہم-سورۃ انعام ورکوع اول-پ ۸

وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَکَلَّمَہُمُ الۡمَوۡتٰی وَ حَشَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ کُلَّ شَیۡءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ یَجۡہَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

اور اگر اتاریں ہم ان کی طرف فرشتے اور کلام کریں ان سے مردے اور اٹھا لائیں ہم ان پر ہر پہلی چیز کو پھر بھی وہ نہیں ایمان لانے والے مگر یہ کہ چاہے اللہ لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَ الۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوۡہُ فَذَرۡہُمۡ وَمَا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر ایک نبی کے لئے دشمن شیطان انسانوں میں سے اور جنوں میں سے وحی کرتے ہیں بعض ان کی طرف بعض کی ملمع کی باتیں دھوکہ دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو ایسا نہ کرتے سو تو چھوڑ دے ان کو اور جو وہ بناتے ہیں۔

وَ لِتَصۡغٰۤی اِلَیۡہِ اَفۡـِٕدَۃُ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ وَ لِیَرۡضَوۡہُ وَ لِیَقۡتَرِفُوۡا مَا ہُمۡ مُّقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

اور تاکہ جھک جائیں اس کی طرف دل ان لوگوں کے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے تاکہ اسے پسند کریں اور جھوٹ بنائیں جو وہ بنانے والے ہیں۔

اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبۡتَغِیۡ حَکَمًا وَّ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡکُمُ الۡکِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّکَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾

کیا سوائے اللہ کے میں کوئی اور حاکم بناؤں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف کتاب اتاری کھول کھول کر اور وہ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کی طرف سے نازل کی گئی۔

وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۱۵﴾

سچائی اور انصاف کے ساتھ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ ہے سنتا جانتا۔

وَ اِنۡ تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾

اور اگر آپ زمین کے اکثر لوگوں کا کہنا مانیں گے تو آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو صرف ظن کے پیرو ہیں اور صرف ایک تخمینہ لگا رہے ہیں۔

اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ مَنۡ یَّضِلُّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۚ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾

تیرا رب خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ سے بھٹک چکے ہیں اور خوب جانتا ہے وہ ہدایت والوں کو۔

www.waseemziyai.com

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

سو کھاؤ اس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ
قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا
اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ
بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

اور کیا ہے تمہیں کہ نہیں کھاتے تم ان چیزوں کو جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے حالانکہ اس نے تم پر حرام چیزوں کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر جب کہ تم مجبور ہو جاؤ ان کے لئے اور یقیناً اکثر آدمی اپنی خواہشوں میں جہالت سے گمراہ ہو جاتے ہیں بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے حد سے گزرنے والوں کو۔

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا
يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور چھوڑ دو ظاہری اور باطنی گناہ بے شک جو لوگ گناہ کماتے ہیں عنقریب بدلہ دیئے جائیں گے اپنے جھوٹے بہتانوں کا۔

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ
لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ
لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ
لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

اور نہ کھاؤ تم ان چیزوں کو جن پر نام نہ لیا جائے اللہ کا اور وہ یقیناً گناہ ہے اور بے شک شیطان البتہ وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

حل لغات رکوع نوزدہم۔سورۃ الانعام ورکوع اول۔پ ۸

وَ۔اور	لَوْ۔اگر	اَنَّنَا۔ہم	نَزَّلْنَآ۔اتارتے
اِلَيْهِمُ۔ان کی طرف	الْمَلٰٓئِكَةَ۔فرشتے	وَ۔اور	كَلَّمَهُمُ۔بولتے ان سے
الْمَوْتٰى۔مردے	وَ۔اور	حَشَرْنَا۔اکٹھی کرلاتے ہم	عَلَيْهِمْ۔ان پر
كُلَّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز	قُبُلًا۔پہلی	مَّا۔نہیں
كَانُوْا۔تھے	لِيُؤْمِنُوْٓا۔کہ ایمان لاتے	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ
يَّشَآءَ۔چاہے	اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن
اَكْثَرَ۔اکثر	هُمْ۔ان کے	يَجْهَلُوْنَ۔جاہل ہیں	وَ۔اور
كَذٰلِكَ۔اسی طرح	جَعَلْنَا۔بنایا ہم نے	لِكُلِّ۔ہر	نَبِيٍّ۔نبی کے لئے
عَدُوًّا۔دشمن	شَيٰطِيْنَ۔شیطان	الْاِنْسِ۔انسانوں سے	وَ۔اور
الْجِنِّ۔جنوں سے	يُوْحِيْ۔وحی کرتا ہے	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کا	اِلٰى۔طرف
بَعْضٍ۔بعض کی	زُخْرُفَ۔ملمع کی	الْقَوْلِ۔بات	غُرُوْرًا۔دھوکہ دینے کو

MARKAZ-UL-ULOOM
ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	لَوْ۔اگر	شَآءَ۔چاہتا	رَبُّكَ۔تیرا رب
مَا۔نہ	فَعَلُوْ۔کرتے	هُ۔اس کو	فَذَرْ۔تو چھوڑ
هُمْ۔ان کو	وَ۔اور	مَا۔جو	یَفْتَرُوْنَ۔جھوٹ بناتے ہیں
وَ۔اور	لِتَصْغٰۤی۔تاکہ جھکیں	اِلَیْهِ۔اس کی طرف	اَفْـِٕدَةُ۔دل
الَّذِیْنَ۔ان کے جو	لَا۔نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے	بِالْاٰخِرَةِ۔آخرت پر
وَ۔اور	لِیَرْضَوْ۔تاکہ پسند کریں	هُ۔اس کو	وَ۔اور
لِیَقْتَرِفُوْا۔تاکہ بنالیں	مَا۔جو	هُمْ۔وہ	مُّقْتَرِفُوْنَ۔بنانے والے ہیں
اَ۔کیا	فَغَیْرَ۔سوائے	اللّٰهِ۔اللہ کے	اَبْتَغِیْ۔میں تلاش کروں
حَكَمًا۔حاکم	وَّ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیْۤ۔وہ ہے
اَنْزَلَ۔جس نے اتاری	اِلَیْكُمُ۔تمہاری طرف	الْكِتٰبَ۔کتاب	مُفَصَّلًا۔کھلی ہوئی
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰتَیْنٰهُمُ۔دی ہم نے ان کو	الْكِتٰبَ۔کتاب
یَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں کہ	اَنَّهٗ۔وہ	مُنَزَّلٌ۔اتارا گیا ہے	مِّنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے
بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	فَلَا۔تو نہ	تَكُوْنَنَّ۔ہو تو	مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۔ شک
کرنے والوں سے	وَ۔اور	تَمَّتْ۔پورے ہوگئے	كَلِمَتُ۔کلمے
رَبِّكَ۔تیرے رب کے	صِدْقًا۔سچائی	وَّ۔اور	عَدْلًا۔انصاف میں
لَا۔نہیں	مُبَدِّلَ۔کوئی بدلنے والا	لِكَلِمٰتِهٖ۔اس کے کلمات کو	وَ۔اور
هُوَ۔وہ ہے	السَّمِیْعُ۔سننے والا	الْعَلِیْمُ۔جاننے والا	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	تُطِعْ۔تو پیروی کرے گا	اَكْثَرَ۔اکثر	مَنْ۔ان کی جو
فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے ہیں	یُضِلُّوْكَ۔گمراہ کردیں گے	عَنْ۔تجھ کو
سَبِیْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔خدا سے	اِنْ۔نہیں	یَّتَّبِعُوْنَ۔پیروی کرتے
اِلَّا۔مگر	الظَّنَّ۔ظن کی	وَ۔اور	اِنْ۔نہیں
هُمْ۔وہ	اِلَّا۔مگر	یَخْرُصُوْنَ۔اندازہ کرتے ہیں	اِنَّ۔بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب	هُوَ۔وہ	اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے	مَنْ۔اس کو جو
یَّضِلُّ۔گمراہ ہوا	عَنْ سَبِیْلِهٖ۔اس کی راہ سے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے	بِالْمُهْتَدِیْنَ۔ہدایت والوں کو		فَكُلُوْا۔تو کھاؤ
مِمَّا۔اس سے جو	ذُكِرَ۔ذکر کیا گیا	اسْمُ۔نام	اللّٰهِ۔اللہ کا
عَلَیْهِ۔اس پر	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	بِاٰیٰتِهٖ۔اس کی آیتوں پر
مُؤْمِنِیْنَ۔ایمان رکھتے	وَ۔اور	مَا۔کیا ہے	لَكُمْ۔تم کو کہ

اَلَّا ۔ یہ کہ نہیں	تَاْكُلُوْا ۔ کھاتے تم	مِمَّا ۔ اس سے جو	ذُكِرَ ۔ ذکر کیا گیا
اسْمُ ۔ نام	اللّٰهِ ۔ اللہ کا	عَلَيْهِ ۔ اس پر	وَ ۔ اور
قَدْ ۔ بے شک	فَصَّلَ ۔ مفصل بیان کیا	لَكُمْ ۔ تمہارے لئے	مَّا ۔ جو
حَرَّمَ ۔ حرام کیا	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	اِلَّا ۔ مگر	مَا ۔ جب
اضْطُرِرْتُمْ ۔ مجبور ہو جاؤ تم		اِلَيْهِ ۔ اس کی طرف	وَ ۔ اور
اِنَّ ۔ بے شک	كَثِيْرًا ۔ بہت لوگ	لَّيُضِلُّوْنَ ۔ گمراہ ہو جاتے ہیں	بِاَهْوَآئِهِمْ ۔ اپنی خواہشوں سے
بِغَيْرِ ۔ بغیر	عِلْمٍ ۔ علم کے	اِنَّ ۔ بے شک	رَبَّكَ ۔ تیرا رب
هُوَ ۔ وہ	اَعْلَمُ ۔ خوب جانتا ہے	بِالْمُعْتَدِيْنَ ۔ حد سے نکلنے والوں کو	
وَ ۔ اور	ذَرُوْا ۔ چھوڑ دو	ظَاهِرَ ۔ ظاہری	الْاِثْمِ ۔ گناہ
وَ ۔ اور	بَاطِنَهٗ ۔ باطنی	اِنَّ ۔ بے شک	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو
يَكْسِبُوْنَ ۔ کماتے ہیں	الْاِثْمَ ۔ گناہ	سَيُجْزَوْنَ ۔ جلدی بدلہ دیئے جائیں گے	
بِمَا ۔ جو	كَانُوْا ۔ تھے وہ	يَقْتَرِفُوْنَ ۔ جھوٹ بنایا کرتے	وَ ۔ اور
لَا ۔ نہ	تَاْكُلُوْا ۔ کھاؤ	مِمَّا ۔ اس سے کہ	لَمْ ۔ نہ
يُذْكَرِ ۔ ذکر کیا جائے	اسْمُ ۔ نام	اللّٰهِ ۔ اللہ کا	عَلَيْهِ ۔ اس پر
وَ ۔ اور	اِنَّهٗ ۔ بے شک وہ	لَفِسْقٌ ۔ گناہ ہے	وَ ۔ اور
اِنَّ ۔ بے شک	الشَّيٰطِيْنَ ۔ شیطان	لَيُوْحُوْنَ ۔ وحی کرتے ہیں	اِلٰٓى ۔ طرف
اَوْلِيَآئِ ۔ دوستوں	هِمْ ۔ اپنے کی	لِيُجَادِلُوْ ۔ تاکہ جھگڑیں	كُمْ ۔ تم سے
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر	اَطَعْتُمُوْ ۔ پیروی کرو تم	هُمْ ۔ ان کی
اِنَّكُمْ ۔ تو تم بھی	لَمُشْرِكُوْنَ ۔ مشرک ہو گے		

مختصر تفسیر رکوع نوز دہم ۔ سورۃ الانعام ورکوع اول ۔ پ ۸

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھالاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ جسے خدا چاہتا لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى۔

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے۔

مردوں کے کلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کی نبوت کی تصدیق کر دیں۔

وَحَشَرْنَا كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا ۔ قُبُلًا مصدر سامنے آنا یا قبیل کی جمع ہے اس کے معنی جماعت ہے یعنی جو کچھ ان کو جنت کی

بشارت اور دوزخ سے خوف ہے اس سب کا کفیل یا ذمہ دار۔

مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا۔ جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں کیونکہ ان کے کافر ہونے کا ازل سے فیصلہ ہو چکا ہے۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ جسے اللہ ہی چاہے۔ یعنی اگر ان کے لئے ازل سے مومن ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے تو وہ مومن ہو جائیں گے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ۔ لیکن ان میں زیادہ لوگ نہیں جانتے۔ ھُمْ کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے یعنی اکثر مسلمان ناواقف ہیں۔ اسی نادانی کی وجہ سے وہ آرزو کرتے ہیں کہ مطلوبہ معجزات کا ظہور ہو جائے تا کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں مگر یہ لوگ ایمان لانے والے نہ تھے اگر ان کے مطالبات پورے بھی کر دیئے جائیں اور اگر ان پر نشانیاں بھی ظاہر کر دی جائیں تو بھی یہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔

شان نزول

سرداران قریش ولید بن مغیرہ مخزومی۔ عاص بن وائل سہمی۔ اسود بن عبد یغوث زہری وغیرہ بہت سے کفار کو لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری قوم میں قصی بن کلاب۔ جدعان بن عمر جن کو مرے ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے آپ ان کو زندہ کر دیں تا کہ ہم ان سے دریافت کریں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھا دیجئے تا کہ وہ بھی آپ کی رسالت کی شہادت دیں یا اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمارے سامنے لائیں اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کا دشمن جن و بشر میں سے شیطانوں کو بنا دیا۔

جس طرح کفار قریش کو ہم نے آپ کا دشمن بنایا ہے کہ وہ آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ کو دکھ دیتے ہیں آپ سے پہلے انبیاء کے دشمن ان کے ابتلاء و امتحان کے لئے بنائے جو سبب تھا ان کی ثابت قدمی کے مظاہرے کا اور اس سے وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

علامہ صاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِكُلِّ نَبِيٍّ اَيْ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلًا وَ لِذَا وَرَدَ اَنَّ الْكُفَّارَ قَتَلُوْا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا۔ ہر نبی کے دشمن کے متعلق روایت ہے کہ سابقہ کفار نے ایک ایک دن میں ستر ستر نبی شہید کئے۔

شَيٰطِيْنَ۔ سے مراد سرکش جن اور انس ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسانوں میں سے بھی کچھ شیطان ہوتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا شیاطین جن و انس کے شر سے تو نے اللہ کی پناہ مانگی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں فرمایا ہاں وہ شیاطین جن سے زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔

ان میں سے بعض دوسرے بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں تا کہ ان کو دھوکہ میں ڈال رکھیں۔ یعنی شیاطین

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

جن شیاطین انس کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے تھے۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ۔ فریب کی باتیں غروراً۔ دھوکہ فریب۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شیاطین انس شیاطین جن سے زیادہ سخت ہوتے ہیں جب میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اعوذ باللہ کہتا ہوں تو جن شیاطین تو میرے پاس سے چلے جاتے ہیں اور شیاطین انس آ کر مجھے علی الاعلان گناہ کی طرف کھینچتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بدترین ملاپ شیاطین جن سے شیاطین انس کا ہے جو بناوٹ کی بات یعنی وسوسے اور فریب کی باتیں دل میں ڈال کر گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ۔ کے ماتحت جمل میں ہے وَالْوَاحِيُ عِبَارَةٌ عَنِ الْاِيْحَاءِ وَالْقَوْلُ الزَّيعُ اَىْ اَنْ يُّلْقِيْ وَيُوَسْوِسُ شَيَاطِيْنُ الْجِنِ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْاِنْسِ۔ وحی سے مراد ایحاء ہے اور قول سریع یعنی دل میں کسی بات کا ڈالنا یا وسوسہ پیدا کرنا یا شیطان جنی شیطان انسی کی طرف اس طرح خفیہ بات پیدا کر دے کہ اسے انسان کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے يُوَاحِي عِبَارَةٌ عَنِ الْاِيْحَاءِ وَالْقَوْلُ السَّرِيْعُ اَىْ يُلْقِيْ وَيُوَسْوِسُ۔ وحی عبارت ہے اشارہ اور قول سریع سے یعنی دل میں ڈالنا یا وسولہ پیدا کرنا۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ۔ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

یعنی شیاطین انبیاء علیہم السلام کے دشمن نہ ہوں یا دھوکہ نہ دیں۔ یعنی وہ القاء سریع جو شیطان شیطان کی طرف کرتے ہیں تو شیاطین کو اس توسوس سے روک دیتا۔ لیکن اللہ نے ان کے ثواب بڑھانے کو ان وساوس کا ذریعہ بنایا ہے کہ ان وساوس کو دفع کرنے میں انہیں ثواب جزیل ملتا ہے۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔ تو چھوڑ دو انہیں ان کی افترا پردازی میں۔

یعنی آپ ﷺ پر اور اللہ تعالیٰ پر جو بہتان تراشی یہ کرتے ہیں اس کی طرف آپ ﷺ التفات نہ کریں اللہ عزوجل ان کو ذلیل کرے گا اور آپ ﷺ کی مدد کرے گا۔

وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور اس لئے کہ جھکیں ان کی طرف دل ان کے جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اس لئے کہ مائل ہوں بناوٹ کی باتوں کی طرف کافروں کے دل اور اسے پسند کریں اپنی جانوں کے لئے تا کہ گناہ کمائیں جو انہیں کمانا ہے گناہوں سے۔ (تفسیر نسفی)

شان نزول

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی حاکم تسلیم کر لیں۔ (جلالین)

مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان کسی کو حاکم مقرر کر لیں چاہیں تو کسی یہودی عالم کو حاکم مقرر کر لیں چاہیں تو کسی عیسائی پادری کو ثالث مان لیں تا کہ آپ کے متعلق جو کچھ ان کی کتابوں میں لکھا ہے اس سے وہ ہم کو مطلع کریں کہ آپ حق پر ہیں یا ہم اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اس کا جواب دیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ ۔

www.waseemziyai.com

آپ کہہ دیجئے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ چاہوں حالانکہ اللہ ہی نے تو تمہارے پاس ایک کامل کتاب بھیج دی ہے جو تفصیل کے ساتھ ہے۔

یعنی اے محبوب فرمادیجئے کہ کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کو حاکم بناؤں کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے اور حق کو باطل سے علیحدہ کردے اور وہ وہی ذات ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری جو معجزہ ہے جس کے مقابلہ سے منکر عاجز ہوگئے تھے جس نے واضح کردیا حق اور باطل کو اور شہادت سچے ہونے کی اور تم افتراء پردازی کرتے رہے مگر وہ ایسا حق ہے کہ

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور اہل کتاب بھی جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اس تصدیق سے جو ان کے پاس ہے یعنی توریت اور انجیل۔ جنہیں ہم نے کتاب دی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی وہ جانتے ہیں کہ وہ قرآن کریم تیرے رب عزوجل کی طرف سے سچ اترا۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس کا انکار کرنا یا اس کی اکثریت کفر پر ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ۔ اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔ یعنی جو کلام فرمایا تیرے رب عزوجل نے وہ پورا ہوا یعنی سچا ہوا وعدہ وعید میں اور عدل میں امر و نہی کے۔

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور وہ سننے والا ہے اس اقرار کا جو اقرار کرے اور جاننے والا ہے اس کے اصرار کفر کا جو اصرار کرے۔ یا یہ معنی ہے کہ وہ سمیع ہے ہر اس بات کا جو وہ کہیں اور علیم ہے اس کا جو کچھ ان کے دل میں ہو۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ۔

اگر آپ اکثر اہل زمین کی پیروی کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یعنی دین سے گمراہ کردیں گے۔ اکثر اہل زمین سے مراد کفار ہیں کیونکہ کافروں کی تعداد زیادہ ہے راہ خدا عزوجل سے مراد اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا راستہ یعنی دین اسلام ہے۔

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ۔ وہ کچھ نہیں مگر پیرو ہیں گمان کے۔ وہ اس غلط گمان میں ہیں کہ ان کے باپ دادا حق پر تھے اور انہیں کی تقلید میں یہ گمراہ ہیں۔

وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ۔ اور وہ کچھ نہیں مگر بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں محض گمان سے کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر یہ حرام کیا اور یہ حلال کیا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ یَّضِلُّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۱۷﴾۔

بے شک تیرا رب ہی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے میں بھٹکے ہوئے ہیں اور وہی جانتا ہے ہدایت والوں کو یعنی وہی جانتا ہے کافروں اور مومنوں کو دونوں فریقوں کو

MARKAZ-UL-OLOOM-I-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾۔
تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

فاسبیہ ہے گمراہ کن کافروں کے اتباع سے گزشتہ کلام میں ممانعت کی گئی ہے ایمان اللہ عزوجل کے احکام اور آیات کو ماننا ہے کافر حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے تھے مردار کو حلال اور ذبیحہ کو حرام قرار دیتے تھے۔ مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم سمجھتے ہو کہ تم اللہ کے پوجنے والے ہو مگر جسے اللہ مارے وہ تو زیادہ حقدار ہے اس کا کہ کھایا جائے بمقابلہ اس کے جسے تم ذبح کرتے ہو اس کے جواب میں ایمان والوں کو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو اور ایمان میں مضبوط ہو تو وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذبح کے وقت لیا گیا ہو سوائے اس کے کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا ہو یا بتوں کے استھان پر ذبح ہو یا اپنی موت مر جائے اس سے پرہیز کیا جائے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے اس سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔ حالانکہ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا ہے جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ اس سے مراد حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پارہ ۶ میں ہے حرام کئے گئے ہیں تم پر مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے۔ چوٹ سے مرا ہو۔ اوپر سے گر کر مرا ہو۔ سینگ لگنے سے مرا ہو اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو اور حرام ہے جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور یہ بھی حرام ہے کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں۔

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ۔ مگر جب تمہیں اضطرار و مجبوری ہو ایسی حالت میں جو حرام کیا گیا ہے بضرورت دفع مضرت حلال ہے بشرطیکہ شدت مجاعت میں سخت بھوک و پیاس ہو۔ ما بمعنی وقت ہے یعنی اللہ عزوجل نے ان چیزوں کی تفصیل بیان کر دی ہے جن کو ہر وقت کھانا حرام کر دیا سوائے مجبوری کے وقت کے۔ جس چیز کو حرام نہیں کیا گیا اس کو نہ کھانے کی ممانعت کی تاکید ہے کیونکہ حرام چیز تو مجبوری کے وقت حلال ہو جاتی ہے لیکن حلال چیز کو کسی وقت بھی حرام نہیں کیا جا سکتا۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ۔ اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث۔ کہ وہ حرام کو حلال کر ڈالتے اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے ایسی خواہشات میں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ۔ بے شک تیرا رب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو۔ یعنی تجاوز کرنے والے ہیں حق سے باطل کی طرف۔ انتہی ترجمہ

جو جانور اللہ عزوجل کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔ ذبح کے وقت کسی غیر کا نام بھی نہ لیا گیا ہو ایسے ذبیحہ کو حرام صرف اس بنا پر کہہ دینا کہ وہ کسی بزرگ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا ہے صحیح نہیں۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ۔ اور چھوڑ دو ظاہری گناہ اور باطنی گناہ

یعنی علانیہ اور خفیہ یعنی زنا خواہ زنا کے اڈوں پر ہو یا یارانے کے ذریعہ خفیہ۔ اور شرک خواہ علانیہ ہو جیسے خدا کے سوا کسی اور خدا کی پرستش اور خفی جیسے خدا کے سوا کسی سے استعانت کرنا اسے مستعین حقیقی ذاتی سمجھ کر۔ (تفسیر نسفی)

اور چھوڑ دو یعنی ترک کر دو ظاہر گناہ اور باطن گناہ یعنی علانیہ اور خفیہ اور گناہ سے مراد ایک قول ہے کہ زنا ہے ایک اور قول

www.waseemziyai.com

ہے کہ ہر گناہ ہے اور ایک قول سے زنا حوانیت یعنی زنا کے اڈوں پر ہو اور یا بطور آشنائی کسی سے ناجائز تعلق رکھنا (جلالین)
حوانیت جمع ہے حانوت کی یہ دکان یا اڈہ کا معنی دیتا ہے۔ (منجد)

اور چھوڑ دو ظاہر باطن گناہ یعنی تمام گناہ اس لئے کہ یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا علانیہ یا خفیہ۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ظاہر گناہ تو وہ ہیں جو انسان جوارح سے کرے کسی قسم کا گناہ ہو اور باطن وہ گناہ ہے جو دل میں اسے رکھے جیسے مصر علی الذنوب (یعنی گناہ پر اصرار کرنے والا) اس گناہ کا ارادہ رکھتا ہے۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ظاہر گناہ زنا ہے اور باطن مخالہ ہے یعنی فساد فی الارض۔

اور اکثر مفسرین اس پر متفق ہیں ظاہر گناہ وہ ہے جس کا اعلان اور تشہیر بھی ہو جیسے اصحاب الرایات کرتے تھے۔ یہ عرب کے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ لڑکی بالغ ہو جاتی تو اس گھر پر ایک جھنڈا سپید لگا دیا جاتا تھا جو اس قسم کی صلائے عام تھی برادری والوں کے زنا کے لئے اور اس طرح زانی فخر یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے آج فلاں سے زنا کیا۔

اور باطن یہ ہے کہ خفیہ طریقہ سے گناہ کیا جائے۔ جاہلیت کے اہل عرب زنا کو پسند کرتے تھے۔ تو ان میں جو شریف تھے وہ خفیہ طور پر زنا کیا کرتے تھے اور غیر شریف اس کی پروانہ کرتے تھے۔ وہ علانیہ اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں طریقے مسلمانوں پر حرام فرما دیئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ظَاهِرَ الْاِثْمِ۔ سے مراد محارم کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور باطن سے مراد زنا۔ (معالم)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾۔

بے شک وہ جو گناہ کماتے ہیں عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے بروز قیامت جس طرح دنیا میں وہ کرتے تھے۔ (تفسیر نسفی)

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔ اور نہ کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ذبح کرتے وقت یعنی بسم اللہ اللہ اکبر جس ذبیحہ پر نہ پڑھا گیا وہ مردار ہے۔

وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾۔

اور بے شک وہ شریعت کے حکم کے خلاف ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتا ہے یعنی وسوسے پیدا کرتا ہے مشرکین کے دلوں میں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور کہیں کہ تم اللہ کے مارے ہوئے کو تو نہیں کھاتے اور اپنے ذبح کئے ہوئے کو کھالیتے ہو اور اگر تم ان کا کہا مانو اور مردار جو حرام ہے اسے حلال کر لو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

اس لئے کہ جو خدا عزوجل کے حکم کے خلاف کی اتباع کرے اور اپنے دین کی پیروی نہ کرے تو وہ بھی مشرک ہے اور تدین کا حق یہ ہے کہ وہ جانور نہ کھائے جس پر عند الذبح خدا عزوجل کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس لئے کہ اس کی ممانعت شدت سے کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے حرمت علیکم المیتۃ الخ اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے فسق خلاف قانون اسلام کہا گیا اور ما اہل لغیر اللہ بہ (جو چیز اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر پکار دی گئی ہو) بھی اسی فسق میں داخل ہے۔ اہلال لغیر اللہ کہتے ہیں عند الذبح بت پرستوں کی طرح بسم اللات۔ بسم المنات۔ بسم ہبل۔ بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے کہنا اور ذبح کر ڈالنا۔

www.waseemziyai.com

آگے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حکم میں یہ حکم مقدر ہے جس پر اللہ عزوجل کا نام بوقت ذبح نہ لیا گیا ہوا سے نہ کھایا جائے۔ چونکہ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ مجمل تھا اس اجمال کی تفصیل میں اہل لغیر اللہ بہ فرمایا گیا جس سے یہ حکم واضح ہوگیا کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اکبر نہ کہا گیا ہو اس کا کھانا حرام ہے اور جس پر عندالذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہہ دیا گیا وہ حلال ہے۔ (تفسیر نسفی)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی تفسیر فتح العزیز میں یہی فرما رہے ہیں۔ وکہنہ دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روانباشد''۔

یہاں مسئلہ ذبح کے ماتحت قدرے تفصیل فقہی بھی عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے غور سے سنیں۔

۱۔ حلت اللہ عزوجل کے نام پر ذبح ہونے سے متعلق ہے بنابریں جو اپنی موت مرا یا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا مارا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ عزوجل کا مارا ہوا حرام سمجھتے ہو۔

۲۔ شریعت مطہرہ میں حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ثبوت حرمت کے لئے حکم حرمت ضروری ہے اور اگر کسی چیز پر حکم حرمت نہ ملے تو وہ چیز شریعت میں مباح کہلاتی ہے۔

۳۔ ہر حرام عندالاضطرار بقدر ضرورت روا ہے۔

۴۔ بوقت ذبح نہ تحقیقانہ تقدیراً خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مرگیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں۔ لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا تو وہ ذبح کیا ہوا جائز ہے اور وہاں ذکر تقدیری ہے۔

۵۔ قانون اسلام میں عقل اور قیاس ہر کس وناکس کو کوئی دخل نہیں جسے اللہ حرام کرے وہ حرام اور جو حلال کرے وہ حلال ہے۔

۶۔ شرک یہی نہیں ہے کہ غیر خدا کو پوجے بلکہ حکم الٰہی عزوجل چھوڑ کر غیر خدا عزوجل کا حکم ماننا اللہ عزوجل کے سوا کسی غیر کو حاکم حقیقی جاننا بھی شرک ہے۔

۷۔ ذبح میں جو حکم شرعی ہے اس کا اتباع لازم ہے اپنے قیاس ذاتی سے حلال وحرام ٹھہرانا کفر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بستم۔سورۃ الانعام ورکوع دوم۔پ ۸

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور کیا وہ جو تھا مردہ تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کردیا جس سے چلتا ہے لوگوں میں وہ اس جیسا ہو جائے گا جو ہے اندھیریوں میں نہیں وہ اس سے نکلنے والا ایسے ہی بھلے کر دکھائے کافروں کو وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور ایسے ہی کئے ہم نے ہر بستی میں سرغنے مجرموں کے تاکہ چال کرتے رہیں اس میں اور نہیں چال کرتے وہ مگر اپنی جانوں پر اور وہ نہیں شعور کرتے۔

www.waseemziyai.com

2 وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور جب آئے ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ ملے ہمیں ویسا ہی جیسا کہ ملا اللہ کے رسولوں کو اللہ جانتا ہے جہاں کرے اپنی رسالت عنقریب پہنچے گی ان کو جو مجرم ہیں ذلت اللہ کے یہاں سے اور عذاب شدید بدلہ ان کے مکر کا۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور جسے چاہے اللہ یہ کہ راہ دکھائے انہیں تو کھول دیتا ہے سینہ اس کا اسلام کے لئے اور جسے چاہے یہ کہ گمراہ کرے اس کو کر دیتا ہے سینہ اس کا تنگ خوب رکا ہوا گویا کہ چڑھ رہا ہے کسی کی زبردستی سے آسمان میں ایسے ہی کرتا ہے اللہ گندگی ان پر جو ایمان نہ لائے۔

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور یہ راہ ہے تمہارے رب کی سیدھی بے شک مفصل بیان کر دیں ہم نے آیتیں اس قوم کو جو نصیحت مانے۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ هُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

ان کے لئے دارالسلام ہے ان کے رب کے پاس اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ بدلہ ہے ان کے عمل کا۔

وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ۚ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَ قَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِیْۤ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

اور جس دن سب کو اٹھائے گا (اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ تم نے بہت گھیر لئے آدمی اور کہیں گے ان کے دوست آدمیوں سے اے ہمارے رب ہم نے فائدہ اٹھایا بعض سے بعض نے اور پہنچے ہم اپنی اس میعاد کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی۔ فرمائے گا اب آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے اللہ چاہے۔ بے شک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ع ﴿۱۲۹﴾

اور یونہی مسلط کرتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعض پر بدلہ ان کے کئے کا۔

حل لغات رکوع بستم ۔ سورۃ الانعام ورکوع دوم ۔ پ ۸

اَوَ ۔ کیا	مَنْ ۔ جو	كَانَ ۔ تھا	مَیْتًا ۔ مردہ
فَاَحْیَیْنٰهُ ۔ تو زندہ کیا ہم نے اس کو		وَ ۔ اور	جَعَلْنَا ۔ بنایا ہم نے
لَهٗ ۔ اس کے لئے	نُوْرًا ۔ نور	یَّمْشِیْ ۔ چلتا ہے	بِهٖ ۔ اس کے ساتھ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فِی۔ بیچ　النَّاسِ۔ لوگوں کے　كَمَنْ۔ کیا اس　مَّثَلُهٗ۔ جیسا ہے جو

فِی۔ بیچ　الظُّلُمٰتِ۔ اندھیروں کے ہے　لَيْسَ۔ نہیں

بِخَارِجٍ۔ نکلنے والا　مِّنْهَا۔ اس سے　كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　زُيِّنَ۔ خوشنما بنائے گئے

لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے لئے　مَا۔ جو　كَانُوْا۔ تھے　يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے

وَ۔ اور　كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے　فِیْ۔ بیچ

كُلِّ۔ ہر　قَرْيَةٍ۔ بستی کے　اَكٰبِرَ۔ بڑے لوگ　مُجْرِمِيْهَا۔ مجرم

لِيَمْكُرُوْا۔ تاکہ مکر کریں　فِيْهَا۔ اس میں　وَ۔ اور　مَا۔ نہیں

يَمْكُرُوْنَ۔ مکر کرتے　اِلَّا۔ مگر　بِاَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں سے　وَ۔ اور

مَا۔ نہیں　يَشْعُرُوْنَ۔ سمجھتے　وَ۔ اور　اِذَا۔ جب

جَآءَتْهُمْ۔ آتی ہے ان کو　اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی　قَالُوْا۔ کہتے ہیں　لَنْ۔ ہرگز نہ

نُّؤْمِنَ۔ ایمان لائیں گے ہم　حَتّٰى۔ یہاں تک کہ　نُؤْتٰى۔ دیئے جائیں ہم　مِثْلَ۔ مثل

مَآ۔ اس کے جو　اُوْتِیَ۔ دیئے گئے　رُسُلُ۔ رسول　اللّٰهِ۔ اللہ کے

اَللّٰهُ۔ اللہ　اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے　حَيْثُ۔ جہاں　يَجْعَلُ۔ رکھے

رِسَالَتَهٗ۔ اپنی نبوت　سَيُصِيْبُ۔ جلدی پہنچے گی　الَّذِيْنَ۔ ان کو جو　اَجْرَمُوْا۔ مجرم ہیں

صَغَارٌ۔ ذلت　عِنْدَ۔ پاس　اللّٰهِ۔ اللہ کے　وَ۔ اور

عَذَابٌ۔ عذاب　شَدِيْدٌۢ۔ سخت　بِمَا۔ بدلہ اس کا جو　كَانُوْا۔ تھے

يَمْكُرُوْنَ۔ مکر کرتے　فَمَنْ۔ پھر جسے　يُّرِدِ۔ چاہے　اللّٰهُ۔ اللہ

اَنْ۔ یہ کہ　يَّهْدِيَهٗ۔ ہدایت دے اس کو　يَشْرَحْ۔ کھول دیتا ہے　صَدْرَ۔ سینہ

هٗ۔ اس کا　لِلْاِسْلَامِ۔ اسلام کے لئے　وَ۔ اور　مَنْ۔ جسے

يُّرِدْ۔ چاہے　اَنْ۔ یہ کہ　يُّضِلَّهٗ۔ گمراہ کرے اس کو　يَجْعَلْ۔ کر دیتا ہے

صَدْرَ۔ سینہ　هٗ۔ اس کا　ضَيِّقًا۔ تنگ　حَرَجًا۔ بند

كَاَنَّمَا۔ گویا کہ　يَصَّعَّدُ۔ چڑھتا ہے　فِی۔ بیچ　السَّمَآءِ۔ آسمان کے

كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　يَجْعَلُ۔ کرتا ہے　اللّٰهُ۔ اللہ　الرِّجْسَ۔ گندگی

عَلَى۔ اوپر　الَّذِيْنَ۔ ان کے جو　لَا۔ نہیں　يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے

وَ۔ اور　هٰذَا۔ یہ ہے　صِرَاطُ۔ رستہ　رَبِّكَ۔ تیرے رب کا

مُسْتَقِيْمًا۔ سیدھا　قَدْ۔ بے شک　فَصَّلْنَا۔ کھول کر بیان کیں ہم نے

الْاٰيٰتِ۔ آیتیں　لِقَوْمٍ۔ ان لوگوں کے لئے　يَّذَّكَّرُوْنَ۔ جو نصیحت حاصل کرتے ہیں

لَهُمْ۔ ان کے لئے　دَارُ۔ گھر ہے　السَّلٰمِ۔ سلامتی کا　عِنْدَ۔ پاس

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

2/2

رَبِّهِمْ۔ان کے رب کے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	وَلِيُّهُمْ۔دوست ہے ان کا
بِمَا۔بدلہ اس کا کہ	كَانُوْا۔تھے	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	وَ۔اور
يَوْمَ۔جس دن	يَحْشُرُ۔اکٹھا کرے گا	هُمْ۔ان کو	جَمِيْعًا۔سب کو
يٰ۔اے	يٰمَعْشَرَ۔جماعت	الْجِنِّ۔جنوں کی	قَدِ۔بے شک
اسْتَكْثَرْتُمْ۔بہت لے لئے تم نے		مِّنَ الْاِنْسِ۔انسانوں سے	وَ۔اور
قَالَ۔کہیں گے	اَوْلِيٰٓؤُهُمْ۔ان کے دوست	مِّنَ الْاِنْسِ۔انسانوں سے	رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
اسْتَمْتَعَ۔فائدہ لیا	بَعْضُنَا۔ہمارے بعض نے	بِبَعْضٍ۔بعض سے	وَّ۔اور
بَلَغْنَآ۔پہنچے ہم	اَجَلَنَا۔اپنی مدت کو	الَّذِيْٓ۔جو	اَجَّلْتَ۔مقرر کی تو نے
لَنَا۔ہمارے لئے	قَالَ۔کہے گا	النَّارُ۔آگ ہے	مَثْوٰى۔ٹھکانا
كُمْ۔تمہارا	خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہنے والے	فِيْهَآ۔اس میں	اِلَّا۔مگر
مَا۔جو	شَآءَ۔چاہا	اللّٰهُ۔اللہ نے	اِنَّ۔بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب	حَكِيْمٌ۔حکمت والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	وَ۔اور
كَذٰلِكَ۔اسی طرح	نُوَلِّيْ۔دوست بناتے ہیں ہم	بَعْضَ۔بعض	الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو
بَعْضًا۔بعض کا	بِمَا۔بدلہ اس کا جو	كَانُوْا۔تھے	يَكْسِبُوْنَ۔کماتے

مختصر تفسیر رکوع بستم۔سورۃ الانعام ورکوع دوم۔پ ۸

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور کیا وہ جو تھا مردہ تو ہم نے اسے زندہ کیا اور کیا ہم نے اس کے لئے ایک نور کہ چلتا ہے اس سے لوگوں میں وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے نہیں نکلنے والا ان سے یوں ہی بھلے کر دیئے کافروں کی نظر میں ان کے عمل۔

اس آیت کریمہ میں میت سے مراد کافر ہیں اور احیینا سے مومن کیونکہ کفر قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات، نور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کفر کی تاریکیوں سے نجات پاتا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نور سے قرآن کریم مراد ہے۔

آگے کفر و جہل اور تیرہ باطنی کی مثال دی ہے جس سے مومن اور کافر کا حال واضح کیا گیا کہ ہدایت پانے والا مومن اس مردہ کی طرح ہے جس نے زندگی پا کر نور حاصل کر لیا اور منزل مقصود کی راہ پر لگ گیا اور کافر کی مثال اس کی طرح ہے جو انواع و اقسام کی اندھیریوں میں پھنسا اور نکلنے کی کوئی راہ نہیں ملتی ہمیشہ حیرت میں مبتلا ہے۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز ابوجہل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

نجس چیز پھینکی تھی۔ اس دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر ملی۔ اگر چہ ابھی آپ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے مگر اس خبر سے انہیں طیش آ گیا اور سیدھے ابوجہل پر چڑھ گئے اور کمان سے مارنا شروع کیا۔

ابوجہل نے عاجزانہ طرز میں کہا اے ابویعلی (یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو کس طرح برا کہنا شروع کر دیا ہے۔ گویا ہمارے باپ دادا کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور ہمیں بے وقوف اور بے عقل بھی کہتے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ ایک وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر پتھروں کی پوجا کرتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ گویا یہ بتایا کہ حضرت حمزہ اس سے پہلے مردہ دل تھے۔ روح ایمان سے محروم تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں نور باطن عطا فرما کر راہ ہدایت دکھا دی اور ابوجہل ان مردوں میں سے ہے جو کفر کی ظلمتوں میں متحیر اور اندھا مکرار ہا ہے اور اسے راہ ہدایت نہیں ملتی اور وہ ان ظلمتوں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ (انتہی ترجمہ تفسیر نسفی)

پہلی اردو عبارت تفسیر نسفی کی لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا تک تو بالکل واضح ہے اور اب كَذٰلِكَ سے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور یوں ہی بھلے کر دیئے گئے کافروں کی نظر میں ان کے عمل۔ اور ایسے ہی جیسے مومنوں کی نظر میں ان کا ایمان بھلا ہے۔ کافروں کی نظر میں ان کے اعمال بھلے دکھا دیئے ہم نے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور ایسے ہی بنایا ہم نے ہر بستی میں بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ فریب کریں ان میں اور نہیں فریب کرتے وہ مگر اپنی جانوں کے ساتھ اور نہیں شعور رکھتے۔

اور ہر بستی میں ان کے صنادید یعنی سرغنوں کو مجرم بنا دیا تاکہ وہ اپنا مکر کرتے رہیں اور معصیت شعاری میں مبتلا رہیں اور وہ مکاری نہیں کرتے مگر اپنی جانوں سے اس لئے کہ ان کا مکر ان پر ہی پڑتا ہے مگر وہ شعور نہیں کرتے کہ ان کا مکر انہیں پر ہے۔

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً بِالْكُفْرِ فَاَحْيَيْنٰهُ بِالْهُدٰى وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوراً يَّمْشِي بِهٖ فِي النَّاسِ يُبْصِرُ بِهِ الْحَقَّ مِنْ غَيْرِهٖ وَهُوَ الْاِيْمَانُ كَمَنْ مَثَلُهٗ اَيْ كَمَنْ هُوَ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا وَ هُوَ الْكَافِرُ لَا كَذٰلِكَ كَمَا زُيِّنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْاِيْمَانُ زُيِّنَ لِلْكَافِرِيْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَ الْمَعَاصِيْ وَ كَذٰلِكَ كَمَا جَعَلْنَا فُسَّاقَ مَكَّةَ اَكَابِرَهَا جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ اَكَابِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوا فِيْهَا بِالصَّدِّ عَنِ الْاِيْمَانِ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ لِاَنَّهٗ وَ بَالَهٗ عَلَيْهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ بِذٰلِكَ۔ (جلالین)

www.waseemziyai.com

ترجمہ: اور کیا وہ جو تھا مردہ کفر کے زہر سے تو ہم نے اسے زندہ کیا ہدایت کے تریاق سے اور کیا ہم نے اس کے لئے ایک نور کہ چلے لوگوں میں اور دیکھے اس نور میں حق باطل کے مقابلہ میں اور وہ ایمان ہے مثل اس کے جو اندھیریوں میں ہے اور ان سے نکل نہیں سکتا وہ کافر ہیں ایسے ہی جیسے بھلا نظر آیا ایمان مومنوں کو اور بھلا دکھایا کافروں کو جو وہ کر رہے تھے کفر اور گناہ۔

اور ایسے ہی جیسے کیا ہم نے فساق مکہ کو ان کا سرغنہ کیا ہم نے ہر بستی میں سرغنے مجرموں کے تاکہ وہ مکر گانٹھیں اور لوگوں کو ایمان سے روکیں اور ان کا مکر نہیں چلے گا مگر ان کی جانوں پر یعنی ان کی معصیت شعاری کا وبال انہیں پر ہے اور وہ شعور نہیں رکھتے اس کا۔

وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور جب آتی ہے ان کے پاس یعنی اہل مکہ کے پاس کوئی نشانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس آیت پر جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو یعنی رسالت بھی ملے اور ہماری طرف وحی بھی آئے اس لئے کہ ہم مال بھی زیادہ رکھتے ہیں اور عمر میں بھی ان سے بڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کا منصب رکھے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اللہ عزوجل جانتا ہے اس موضع کو جس میں صلاحیت رسالت ہو تو وہاں منصب رسالت رکھ دیتا ہے۔

یعنی نسب یا مال یا عمر کی وجہ سے نبوت کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ عزوجل کا فضل ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کون نبوت کا اہل ہے اور یہ مشرکین اس کے اہل نہیں ہیں عنقریب پہنچے گی ان کو جو مجرم ہیں بقول ان کے ذلت اللہ کی طرف سے اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا یعنی ان کی عیاری مکاری کے سبب۔ (ترجمہ جلالین)

اس آیہ کریمہ کا شان نزول تفسیر کبیر میں ہے۔

قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَةَ وَ اللّٰهِ لَوْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ حَقًّا لَكُنْتُ اَنَا اَحَقُّ بِهَا فَاِنِّيْ اَكْثَرُ مِنْهُ مَا لًا وَّ وَلَدًا وَّ سِنًّا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ وَقَالَ الضَّحَّاكُ اَرَادَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ اَنْ يَّخُصَّ بِالْوَاحِيِ وَالرِّسَالَةِ كَمَا اَخْبَرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾۔ (تفسیر کبیر)

ترجمہ: ولید بن مغیرہ نے کہا خدا کی قسم اگر نبوت حق ہوتی تو میں نبی ہوتا اس لئے کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں مال کے اعتبار سے بھی اور اولاد کے اعتبار سے بھی اور عمر کے لحاظ سے بھی زیادہ ہوں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں مشرکین مکہ میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ وحی اور رسالت کے لئے وہ مختص ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾۔ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو دے دیئے جائیں کھلے صحیفے۔

کمالین میں ہے رَوَى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ قَتَادَهَ فِيْ قَوْلِهٖ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ قَالَ قَدْ قَالَ قَائِمُوْنَ مِنَ النَّاسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ سَرَّكَ اَنْ نُّبَايِعَكَ فَاْتِنَا بِكِتَابٍ خَاصَّةً يَّا مُرُنَا بِاتِّبَاعِكَ۔ ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے

متعلق روایت کیا ہے کہ ''ان میں سے ہر ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ کھلا ہوا صحیفہ دیا جائے''۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے سرداروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ کو یہ چیز پسند ہو کہ ہم آپ کی بیعت کریں تو ہمیں خصوصی مکتوب لا کر دو جس میں ہمیں آپ کی اتباع کا حکم ہو۔ کمالین۔ آگے ارشاد ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ۔

تو جسے اللہ راہ دکھانا چاہے تو کھول دیتا ہے سینہ اس کا اسلام کے لئے۔

اس طرح کہ اس میں نور ڈال دیتا ہے اور کشادہ کر دیتا ہے اس کے لئے اور اسے قبول کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ صاحب تفسیر ابوالسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فیفسح لہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے لئے کشادہ کر دیا جاتا ہے اور یہ کنایہ ہے اس امر کی طرف کہ اس کا نفس اس قابل کر دیا جاتا ہے کہ وہ قبول حق کے قابل ہو اور اس میں حلول نور کے لئے صفائی اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اس سے اجتناب کی استعداد پیدا ہو جائے اور اسی طرف حضور سید یوم النشور رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا جبکہ حضور ﷺ سے سوال ہوا تو فرمایا وہ ایک نور ہے جو مومن کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس سے انشراح ہو جاتا ہے اور وسعت قبول پیدا ہو جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوئی علامت ہے جس سے وہ پہچانا جائے فرمایا ہاں رجحان دار خلود کی طرف اور اعراض وتنفر دار غرور سے اور موت کے لئے مستعد رہنا اس کے آنے سے پہلے۔ (ابوالسعود)

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا۔ اور جسے گمراہ کرنا چاہے سینہ اس کا قبول حق سے تنگ کر دیتا ہے۔

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ۔ تو گویا اسے ایسی دشواری محسوس ہوتی ہے جیسے اس کو آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو اور اس کے اندر ایمان داخل نہیں ہو سکتا۔ حق کو قبول کرنا سخت دشوار ہوتا ہے۔ تفسیر جمل میں ہے جبکہ اسے مکلّف بالا یمان کیا جائے تو اسے سخت ناگوار ہوتا ہے۔

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر ناپاکی جو ایمان نہیں لاتے۔ یونہی کرتا ہے اللہ ان پر رجس یعنی عذاب یا شیطان اس پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہ لانے والا ہو۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ۔

اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا بالکل سیدھا جس پر اے محبوب آپ ہیں راہ سیدھی ہے ایسی سیدھی کہ اس میں کجی نہیں یعنی اسلام آپ ﷺ کے رب عزوجل تک پہنچانے والا راستہ ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾۔

بے شک ہم نے مفصل بیان کر دیں اپنی آیتیں نصیحت ماننے والوں کو۔ یعنی جن میں نصیحت قبول کرنے کی قابلیت ہے وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ دوسرا نہیں۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾۔

ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے ہاں اور وہی ان کا دوست ہے بسبب ان نیک اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے دار السلام جنت ہے۔ جہاں ان کا استقبال باہم ملاپ یا سلام سے ہوگا۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ اللہ کے پاس موجود۔ ولی سے مراد

www.waseemziyai.com

محبت کرنے والا ہے اوران کے اعمال کی وجہ سے اللہ عزوجل ان سے محبت رکھتا ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ۔اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو اور فرمائے گا۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ۔اے جنوں کے گروہ بہت گمراہ کیا تم نے انسانوں کو۔

يَحْشُرُ۔حشر سے بنا اس کے معنی جمع ہونا ہے۔

هُمْ۔سے مراد تمام کفار ہیں خواہ جنات سے ہوں یا انسانوں سے۔

جَمِيْعًا۔کفار جن وانس کا حشر ایک ساتھ ہوگا یہ سب ایک جگہ اکٹھے کئے جائیں گے۔

يٰمَعْشَرَ۔عشر سے بنا۔اصطلاح میں ایک شخص کے تمام قرابت والوں کو عشیرہ کہتے ہیں۔جن کے لفظی معنی چھپنا ہے۔جن ایسی مخلوق ہے جو عام نظروں سے غائب رہتی ہے مختلف شکلوں میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ان میں بعض مومن ہیں اور بعض کافر ہیں۔جنات میں مومن۔متقی۔عالم ولی۔سب ہوتے ہیں۔یہاں کافر جنات مراد ہیں انہیں سے خطاب ہے کیونکہ کافر جنات مختلف ہوتے ہیں بعض کا کام نماز میں وسوسے ڈالنا ہوتا ہے۔بعض انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اسی لئے يٰمَعْشَرَ فرمایا گیا کہ اے جنات کے گروہ۔

اسْتَكْثَرْتُمْ۔استکثار سے بنا اس کے معنی بہت پر قبضہ کرنا یعنی اے کافر جن وشیطانوں تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا کہ انہیں بہکا کر کافر بنادیا۔

وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ۔اور کہیں گے ان کے دوست انسانوں میں سے۔

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ۔اے ہمارے رب فائدہ اٹھایا ہم نے ایک دوسرے سے۔

وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ۔اور پہنچ گئے ہم اپنی اس میعاد کو جو تم نے ہمارے لئے مقرر کردی تھی۔

جن وانس اعتراف جرم کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم ایک دوسرے سے خوب لطف اندوز ہوئے اور ساری عمر نافرمانی میں برباد کر کے اب تیرے حضور میں حاضر ہیں جنوں نے انسانوں سے یہ لطف حاصل کیا کہ وہ ان کو بہکاتے رہتے اور انسان بہک کر بربادی کا راستہ اختیار کرتے رہے اور خلاف شریعت چیزیں ان کی نظر میں دلکش بن گئیں

اور جمل میں اس کی وضاحت تین طور پر کی ہے۔اول یہ جو تفسیر خازن نے بیان کی۔

اِسْتَمْتَعَ الْاِنْسُ بِالْجِنِّ وَالْجِنُّ بِالْاِنْسِ – فَاَمَّا اِسْتِمْتَاعُ الْاِنْسِ بِالْجِنِّ – فَقَالَ الْكَلْبِيُّ كَانَ الرَّجُل فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا سَافَرَ فَنَزَلَ بَارِضٍ قَفْرٍ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْجِنَّ فَقَالَ اَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ فَيَبِيْتُ فِيْ جِوَارِهِمْ۔آدمی کا نفع حاصل کرنا جن سے اور جن کا آدمی سے۔

تو استمتاع انس بالجن کے متعلق کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ رویہ تھا کہ جب مسافرت میں جنگل کے کسی میدان میں ٹھہرتے تو وہ جن سے خوفزدہ ہو کر کہتا اَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ میں اس جنگل کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں اس کی قوم کے بے وقوفوں کی برائی سے تو وہ اس کی پناہ میں سو جاتا۔

اور جن کا انسان سے استمتاع یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم سے روکیں انسانوں کو یہاں تک کہ وہ ہم سے پناہ لیں۔تو اس سے ان کا شرف بڑھتا ہے اور وہ اپنی جنس میں عظمت حاصل کر لیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

ایک قول یہ ہے کہ استمتاع انس جن سے یہ ہے کہ ان کے دل میں جادو اور کہانت وغیرہ سے آسانیاں حاصل کرنے کی رغبت پیدا کر دی جاتی ہے تو اس سے گمراہی اور ارتکاب معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ استمتاع انسان جن سے یہ ہے کہ وہ شہوات وغیرہ اس میں حاصل کریں اور استمتاع جن انس سے یہ ہے کہ اس کی پیروی میں وہ گمراہی کی طرف جائے اور اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ (جمل) آگے ارشاد ہے۔

وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْۤ اَجَّلْتَ لَنَاؕ ۔اور ہم پہنچ گئے اپنی اس میعاد کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی اور وہ قیامت ہے اور اس دن اسے حسرت وندامت ہوگی۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُؕ ۔

تو اللہ تعالیٰ زبان ملائکہ سے فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے کہ ہمیشہ رہو اس میں مگر جسے چاہے اللہ۔

جس وقت چاہے نکال لے اس سے اور بجائے کھولتا پانی پینے سے جیسا کہ فرمایا ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہے نہ کہ آگ کی طرف۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ جان لے کہ وہ جہنم سے نکلنے کے قابل ہے اور الا ماشاء اللہ میں ما بمعنی من ہے یعنی جس شخص کو اللہ چاہے آخر میں فرمایا۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۠ ﴿۱۲۹﴾ ۔

بے شک تیرا رب حکیم ہے اپنی صحت کمال میں اور علیم ہے اپنی مخلوق میں ہر معاملہ میں اور ایسے ہی جیسے نافرمان انسان اور جن ایک دوسرے سے متمتع ہوئے ظالموں میں ایک دوسرے کو مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کی کرنی کا جو کرتے ہیں معاصی و نافرمانی سے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست وکیم۔سورۃ الانعام ورکوع سوم۔پ ۸

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَ یُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَاؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۰﴾	اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس تم میں سے رسول جو پڑھتے تھے تم پر میری آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کے دیکھنے سے کہیں گے ہم نے گواہی دی اپنی جانوں پر اور فریب دیا انہیں حیات دنیا نے اور گواہی دی انہوں نے خود اپنی جانوں پر کہ وہ کافر تھے۔
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾	یہ اس لئے کہ نہیں تیرا رب تباہ کرنے والے بستیوں کو ظلم سے اور ان کے اہل بے خبر ہوں۔
وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْاؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾	اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں ان کے کاموں سے اور نہیں تیرا رب بے خبر ان کے اعمال سے۔
وَ رَبُّكَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَةِؕ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَ یَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا یَشَآءُ كَمَاۤ اَنْشَاَكُمْ	اور (اے محبوب) تمہارا رب غنی ہے رحمت والا ہے اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں اور جسے چاہے تمہاری جگہ لے

www.waseemziyai.com

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

آئے تمہارے بعد جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

فرما دیجئے اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس کے لئے ہوتا ہے آخرت کا گھر بے شک نہیں فلاح پاتے ظالم۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

اور کرتے ہیں اللہ کے لئے جو مویشی پیدا کئے ان میں ایک حصہ اس کا ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا تو جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے تو وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کتنا برا حکم لگاتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور ایسے ہی بھلا کر دکھایا مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کی اولاد کا قتل تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کردیں اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو اور ان کے افتراء کو۔

وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ہے اسے نہیں کھا سکتا مگر وہ جسے ہم چاہیں اپنے زعم باطل میں اور کچھ مویشی ہیں جن پر سواری حرام کردی گئی اور کچھ مویشی ہیں جن کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے جھوٹ افتراء ہے اللہ پر عنقریب بدلہ دے گا انہیں ان کے افتراء کا۔

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾

اور کہتے ہیں جو ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے وہ صرف ہمارے ذکور کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر ہو مرا ہوا تو وہ سب اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

بے شک نقصان میں ہوئے وہ جو قتل کرتے ہیں اپنی اولاد کو حماقت سے جہالت میں اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو رزق دیا انہیں اللہ نے جھوٹ باندھتے ہیں اللہ پر بے شک بہک گئے وہ اور نہیں وہ راہ پانے والے۔

حل لغات رکوع بست ویکم۔سورۃ الانعام ورکوع سوم۔پ ۸

يٰمَعْشَرَ۔اے جماعت	الْجِنِّ۔جنوں	وَ۔اور	الْاِنْسِ۔انسانوں کی
اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	يَاْتِكُمْ۔آئے تمہارے پاس	رُسُلٌ۔رسول
مِّنْكُمْ۔تم میں سے جو	يَقُصُّوْنَ۔بیان کرتے	عَلَيْكُمْ۔تم پر	اٰيٰتِيْ۔میری آئتیں
وَ۔اور	يُنْذِرُوْنَكُمْ۔ڈراتے تم کو	لِقَآءَ۔ملاقات	يَوْمِكُمْ۔دن تمہارے
هٰذَا۔اس سے	قَالُوْا۔کہیں گے	شَهِدْنَا۔گواہی دی ہم نے	عَلٰٓى۔اوپر
اَنْفُسِنَا۔اپنی جانوں کے	وَ۔اور	غَرَّتْهُمُ۔دھوکا دیا ان کو	الْحَيٰوةُ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا نے	وَ۔اور	شَهِدُوْا۔گواہی دیں گے	عَلٰٓى۔اوپر
اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں کے	اَنَّهُمْ۔کہ وہ	كَانُوْا۔تھے	كٰفِرِيْنَ۔کافر
ذٰلِكَ۔یہ	اَنْ۔اس لئے کہ	لَّمْ۔نہیں	يَكُنْ۔ہے
رَّبُّكَ۔رب تیرا	مُهْلِكَ۔ہلاک کرنے والا	الْقُرٰى۔کسی بستی کو	بِظُلْمٍ۔ظلم سے
وَّ۔اور	اَهْلُهَا۔اس کے رہنے والے	غٰفِلُوْنَ۔بے خبر ہوں	وَ۔اور
لِكُلٍّ۔ہر ایک کے لئے	دَرَجٰتٌ۔درجے ہیں	مِّمَّا۔اس سے جو	عَمِلُوْا۔عمل کیا انہوں نے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	رَبُّكَ۔تیرا رب	بِغَافِلٍ۔بے خبر
عَمَّا۔اس سے جو	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے ہیں	وَ۔اور	رَبُّكَ۔تیرا رب
الْغَنِيُّ۔بے پرواہے	ذُو۔صاحب	الرَّحْمَةِ۔رحمت	اِنْ۔اگر
يَّشَاْ۔چاہے	يُذْهِبْكُمْ۔لے جائے تم کو	وَ۔اور	يَسْتَخْلِفْ۔لے آئے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	كُمْ۔تمہارے	مَّا۔جسے	يَشَآءُ۔چاہے
كَمَآ۔جیسا	اَنْشَاَ۔پیدا کیا	كُمْ۔تم کو	مِّنْ ذُرِّيَّةِ۔اولاد
قَوْمٍ۔قوم	اٰخَرِيْنَ۔دوسری سے	اِنَّ۔بے شک	مَا۔جو
تُوْعَدُوْنَ۔وعدہ دیئے جاتے ہوتم		لَاٰتٍ۔ضرور آنے والا ہے	وَّ۔اور
مَآ۔نہیں	اَنْتُمْ۔تم	بِمُعْجِزِيْنَ۔عاجز کرنے والے	قُلْ۔کہہ دیں
يٰ۔اے	قَوْمِ۔میری قوم	اعْمَلُوْا۔کام کرو	عَلٰى۔اوپر
مَكَانَتِكُمْ۔اپنی جگہ کے	اِنِّيْ۔بے شک میں	عَامِلٌ۔عمل کرنے والا ہوں	فَسَوْفَ۔تو جلدی
تَعْلَمُوْنَ۔جانو گے تم	مَنْ۔کہ کس کے لئے	تَكُوْنُ۔ہوتا ہے	لَهٗ۔اس کے لئے
عَاقِبَةُ۔آخرت کا	الدَّارِ۔گھر	اِنَّهٗ۔بے شک	لَا۔نہیں
يُفْلِحُ۔خلاصی پاتے	الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم	وَ۔اور	جَعَلُوْا۔بنائے انہوں نے
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے	مِمَّا۔اس سے جو	ذَرَاَ۔پیدا کیا	مِنَ۔بعض

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْحَرْثِ۔کھیتی	وَ۔اور	الْاَنْعَامِ۔مویشی	نَصِیْبًا۔حصے
فَقَالُوْا۔تو بولے	هٰذَا۔یہ	لِلّٰهِ۔اللہ کا حصہ ہے	بِزَعْمِهِمْ۔ان کے خیال میں
وَ۔اور	هٰذَا۔یہ	لِشُرَكَآئِنَا۔ہمارے شریکوں کا ہے	
فَمَا۔پھر جو	كَانَ۔ہوتا	لِشُرَكَآئِهِمْ۔ان کے شریکوں کا	فَلَا۔تو نہ
يَصِلُ۔پہنچتا	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	وَ۔اور
مَا۔جو	كَانَ۔ہوتا	لِلّٰهِ۔اللہ کا	فَهُوَ۔تو وہ
يَصِلُ۔پہنچتا	اِلٰى۔طرف	شُرَكَآئِهِمْ۔ان کے شریکوں کے	سَآءَ۔برا ہے
مَا۔جو	يَحْكُمُوْنَ۔فیصلہ کرتے ہیں	وَ۔اور	كَذٰلِكَ۔اسی طرح
زَيَّنَ۔خوشنما بنایا	لِكَثِيْرٍ۔بہت	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں کے لئے	
قَتْلَ۔قتل کرنا	اَوْلَادِ۔اولاد	هِمْ۔اپنی کو	شُرَكَآؤُ۔شریکوں
هُمْ۔ان کے نے	لِيُرْدُوْ۔تاکہ ہلاک کریں	هُمْ۔ان کو	وَ۔اور
لِيَلْبِسُوْا۔تاکہ مشتبہ کریں	عَلَيْهِمْ۔ان پر	دِيْنَهُمْ۔ان کا دین	وَ۔اور
لَوْ۔اگر	شَآءَ۔چاہتا	اللّٰهُ۔اللہ	مَا۔تو نہ
فَعَلُوْ۔کرتے	هُ۔ایسا	فَذَرْ۔تو چھوڑ	هُمْ۔ان کو
وَ۔اور	مَا۔جو	يَفْتَرُوْنَ۔جھوٹ بناتے ہیں	وَ۔اور
قَالُوْا۔بولے	هٰذِهٖ۔یہ	اَنْعَامٌ۔جانور	وَّ۔اور
حَرْثٌ۔کھیتی	حِجْرٌ۔اچھوتی ہے	لَّا۔نہیں	يَطْعَمُهَآ۔کھائے گا ان کو
اِلَّا۔مگر	مَنْ۔جسے	نَّشَآءُ۔ہم چاہیں	بِزَعْمِهِمْ۔ان کے خیال میں
وَ۔اور	اَنْعَامٌ۔کچھ جانور ہیں کہ	حُرِّمَتْ۔حرام کی گئی	ظُهُوْرُ۔سواری
هَا۔ان پر	وَ۔اور	اَنْعَامٌ۔کچھ جانور ہیں کہ	لَّا۔نہیں
يَذْكُرُوْنَ۔ذکر کرتے	اسْمَ۔نام	اللّٰهِ۔اللہ کا	عَلَيْهَا۔اس پر
افْتِرَآءً۔جھوٹ باندھ کر	عَلَيْهِ۔اس پر	سَيَجْزِيْهِمْ۔جلدی بدلہ دے گا ان کو	
بِمَا۔جو	كَانُوْا۔تھے وہ	يَفْتَرُوْنَ۔جھوٹ بناتے	وَ۔اور
قَالُوْا۔کہا انہوں نے	مَا۔جو	فِيْ۔بیچ	بُطُوْنِ۔پیٹوں
هٰذِهِ۔ان	الْاَنْعَامِ۔جانوروں کے ہے	خَالِصَةٌ۔خالص ہے	لِّذُكُوْرِ۔مردوں
نَا۔ہمارے کے لئے	وَ۔اور	مُحَرَّمٌ۔حرام ہے	عَلٰٓى۔اوپر
اَزْوَاجِنَا۔ہماری عورتوں کے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	يَّكُنْ۔ہو
مَيْتَةً۔مردہ	فَهُمْ۔تو وہ	فِيْهِ۔اس میں	شُرَكَآءُ۔شریک ہیں

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

سَيَجْزِيهِمْ۔جلدی بدلہ دے گا ان کو		وَصْفَهُمْ۔ان کی باتوں کا	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
حَكِيْمٌ۔حکمت والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	قَدْ۔بے شک	خَسِرَ۔نقصان اٹھایا
الَّذِيْنَ۔ان لوگوں نے کہ	قَتَلُوْٓا۔قتل کیا	اَوْلَادَهُمْ۔اپنی اولاد کو	سَفَهًا۔بے وقوفی سے
بِغَيْرِ۔بغیر	عِلْمٍ۔علم کے	وَّ۔اور	حَرَّمُوْا۔حرام کیا انہوں نے
مَا۔جو	رَزَقَهُمْ۔رزق دیا ان کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	افْتِرَآءً۔جھوٹ بنا کر
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	قَدْ۔بے شک	ضَلُّوْا۔گمراہ ہوئے
وَ۔اور	مَا۔نہ	كَانُوْا۔ہوئے	مُهْتَدِيْنَ۔ہدایت پانے والے

مختصر تفسیر رکوع بست و یکم۔سورۃ الانعام ورکوع سوم۔پ ۸

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

اے گروہ جنوں اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے سناتے تھے تمہیں ہماری آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں تمہاری اس دن کی ملاقات سے کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنی جانوں پر۔اور فریب دیا انہیں حیات دنیا نے اور گواہی دی انہوں نے اپنے خلاف کہ وہ کفر کرتے رہے تھے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ۔

اے گروہ جن اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔

ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جن کی طرف جو رسول بھیجا وہ ان میں سے تھا جیسے انس کی طرف ان میں سے بھیجا اس لئے کہ مجانست جنسی وجہ انس ہوتی ہے اور یہ معنی آیہ کریمہ کے ظاہر معنی کی بنا پر ہیں۔لیکن ضحاک رحمہ اللہ کے علاوہ دوسرے تمام اس طرف گئے کہ رسول علیہم السلام خصوصیت سے انسان ہی ہوئے اور یہ آیہ کریمہ میں انما حصر کے لئے فرما کر رُسُلٌ مِّنْكُمْ جو فرمایا وہ اس بنا پر کہ خطاب میں منادیٰ ثقلین کو بنایا تو دونوں منادی ایک ہی ہوئے۔اگر جن من حیث الجن ہیں جن اور انس من حیث الانس انس ہیں لیکن خطاب میں دونوں کو ایک ہی فرمایا جیسے قرآن کریم میں ہے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾۔حالانکہ موتی سمندر سے نکلتا ہے اور مرجان نمک سے مگر منہما دونوں کے لئے فرمایا۔

یا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو رسول ہوئے وہ سب اللہ کے نبی ہیں (تفسیر نسفی) چنانچہ علامہ آلوسی بھی فرماتے ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ فِي الدُّنْيَا رُسُلٌ مِنَّ عِنْدِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَائِنَةً مِنْكُمْ اَیْ مِنْ جُمْلَتِكُمْ لٰكِنْ لَا عَلٰى اَنْ يَاْتِیَ كُلَّ رَسُوْلٍ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْاُمَمِ وَلَا عَلٰى اَنَّ اُولٰئِكَ الرُّسُلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ جِنْسِ الْفَرِيْقَيْنِ مَعًا بَلْ عَلٰى اَنْ يَاْتِیَ كُلَّ اُمَّةٍ رَسُوْلٌ خَاصٌّ بِهَا وَ عَلٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْاِنْسِ خَاصَّةً اِذَا لْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْجِنِّ رُسُلٌ وَ اَنْبِيَاءُ۔(روح المعانی)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ۔یعنی کیا نہ آئے تمہارے پاس دنیا میں رسول اللہ عزوجل کے پاس سے جو تھے تم میں سے یعنی تم ہی میں سے تھے نہ یہ کہ ہر رسول ایک جماعت کے لئے علیحدہ آیا اور نہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ رسول فریقین کی جنس سے علیحدہ علیحدہ

تھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہرامت کے لئے رسول آیا اور ایسے آیا کہ وہ جنس انس سے خاص تھا اس لئے کہ یہ مشہور قول سے ثابت ہے کہ قوم جن میں نبی اور رسول نہیں ہوئے۔ (روح المعانی)

اور فراء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ ہے عموماً رسل الرسل ہر جماعت سے اس کی جنس سے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جنوں نے قرآن کریم سن کر اپنی قوم میں اسے پہنچایا۔ حیث قال وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ ۔ یعنی جبکہ ہم نے پھیرے کتنے جن کان لگا کر قرآن سننے پر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا تو چلے گئے اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے (پ ۲۶ ع ۴ ۔ روح المعانی) آگے فیصلہ فرماتے ہیں۔

وَادَّعٰى بَعْضُ قِيَامَ الْاِجْمَاعِ عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يُرْسَلْ اِلَى الْجِنِّ رَسُوْلٌ مِنْهُمْ وَ اِنَّمَا اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ مِنَ الْاِنْسِ ۔ یعنی اس امر پر اجماع ہے کہ جنوں میں انہیں سے ہرگز کوئی رسول نہیں مبعوث ہوا البتہ ان کی طرف انس سے رسول مبعوث ہوا۔ دوسرا قول کلبی رحمہ اللہ سے یہ بھی ہے۔

قَالَ كَانَ الرُّسُلُ يُرْسَلُوْنَ اِلَى الْاِنْسِ حَتّٰى بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ ۔ پہلے انسانوں کی طرف ہی رسول ہوتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت انس وجن کے لئے ہوئی۔ (روح المعانی)

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ يَقْرَءُوْنَ كِتَابِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا يَعْنِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا لِوُجُوْبِ الْحُجَّةِ عَلَيْنَا وَتَبْلِيْغِ الرُّسُلِ اِلَيْنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ بِالرُّسُلِ ذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلٰى مَا تَقَدَّمَ مِنْ بَعْثَةِ الرُّسُلِ اِلَيْهِمْ اَنْ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غَافِلُوْنَ تَعْلِيْلٌ اَیِ الْاَمْرُمَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ لِاِنْتِفَاءِ كَوْنِ رَبِّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ عَلٰى اَنْ اَنْ مَصْدَرِيَّةٌ ۔

وَالْمَعْنٰى لِاَنَّ الشَّاْنَ وَالْحَدِيْثَ اِنْ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ بِسَبَبِ ظُلْمٍ اِقْتَرَحُوْا عَلَيْهِ اَوْ ظَالِمًا عَلٰى اَنَّهٗ لَوْ اَهْلَكَ وَهُمْ غَافِلُوْنَ لَمْ يُنَبَّهُوْا بِرَسُوْلٍ وَّ كِتَابٍ فَكَانَ ظَالِمًا وَّ هُوَ مُتَعَالٍ عَنْهُ ۔

تم پر پڑھتے ہیں میری آیتیں اور تمہیں ڈراتے ہیں اس دن ملنے سے یعنی قیامت کے دن کہیں گے گواہی دی ہم نے اپنی جانوں پر تاکہ ہم پر حجت الٰہی اور تبلیغ رسول قائم ہوا اور انہیں فریب دیا دنیا کی زندگی نے اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر کہ وہ کافر ومنکر تھے رسولوں سے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ ۔

یہ اشارہ ہے بعثت رسل کی طرف اس لئے ہے کہ نہیں تیرا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے کہ اس کے رہنے والے بے خبر ہوں۔

ذٰلِكَ ۔ سے بعثت انبیاء کی طرف اشارہ ہے اس سے حکم کی علت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کی شان عدل کے خلاف ہے کہ وہ بستیوں کو ان کی بے خبری کے عالم میں ہلاک کردے وہ اس قسم کے اقدام سے بلند وبالا و پاک ہے۔ (تفسیر نسفی)

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بلکہ قانون الٰہی عزوجل یہ ہے کہ اول رسول علیہم السلام بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں ہدایت فرماتے ہیں۔ معجزات دکھا کر حجتیں قائم کرتے ہیں اس پر بھی وہ سرکشی کریں تو ہلاک کئے جاتے ہیں۔ یعنی ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے رسولوں نے ہم کو تیرا پیغام پہنچادیا اور ہم نے ان کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۔ ہر ایک کے لئے درجے ہیں اس کے اعمال کے سبب۔

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اور آپ کا رب ان کے اعمال سے لاعلم نہیں۔

ولِكُلٍّ مُكَلَّفِينَ دَرَجَاتٌ مَنَازِل مِمَّا عَمِلُوا مِنْ جَزَاءِ اَعْمَالِهِمْ وَ بِهِ اِسْتَدَلَّ اَبُو يُوسُفُ وَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اَنَّ لِلْجِنِّ الثَّوَابُ بِالطَّاعَةِ لِاَنَّهُ ذَكَرَ عَقِيبَ ذِكْرِ الثَّقَلَيْنِ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ — وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ عَنْ عِبَادِهِ وَ عَنْ عِبَادَتِهِمْ ذُوالرَّحْمَةِ عَلَيْهِمْ بِالتَّكْلِيفِ لِيُعَرِّضَهُمْ لِلْمَنَافِعِ الدَّائِمَةِ اِنْ يَشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا الظَّلَمَةُ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ مِنَ الْخَلْقِ الْمُطِيعِ كَمَا اَنْشَاَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِينَ مِنْ اَوْلَادِ قَوْمٍ اٰخَرِينَ لَمْ يَكُونُوا عَلٰى مِثْلِ صِفَتِكُمْ وَ هُمْ اَهْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور ہر ایک مکلف احکام کے لئے درجے ہیں یعنی منزلیں ان کے عملوں کے مطابق جزاء عمل میں اس سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے استدلال کیا کہ جنوں کو بھی ثواب اطاعت ملے گا اس لئے کہ ثقلین سے خطاب فرمانے کے بعد یہ فیصلہ فرمایا گیا اور مطلع کیا کہ تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا ہے اپنے بندوں کے ساتھ ان کی عبادتوں سے اور ان کے منافع دائمہ کے لئے۔

آگے منادی محذوف کا مفہوم نکلتا ہے گویا فرمایا اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے تمہارے مظالم کی وجہ سے یعنی ہلاک کردے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لائے مطیع لوگوں کو تمہارے ہلاک کے بعد جیسے تمہیں اوروں کی نسل سے پیدا کیا جس میں تمہاری خصلتیں نہ ہوں جیسے سفینہ نوح علیہ السلام والے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ۔ اور آپ کا رب بے نیاز ہے۔

ذُو الرَّحْمَةِ ۔ وہ اپنی مخلوق پر رحمت کرنے والا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ۔ اے اہل مکہ اگر وہ چاہے تو تمہارے گناہوں کی پاداش میں تم کو فنا کردے۔

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ۔ اور تمہارے بعد تمہاری جگہ جس کو چاہے پیدا کردے۔

كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ جس طرح تم کو دوسری قوم کی نسل سے اس نے پیدا کر دیا ہے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ (انَّما کا ما بمعنی الذی ہے) یعنی وہ جس کا تم سے وعدہ کیا ہے بعث اور حساب اور ثواب وعذاب سے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے۔

یہ رد ہے ان کے قول کا کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْفَاتَ۔ جو مر گیا وہ فوت ہو گیا۔ یہ غلط ہے بلکہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ ضرور آئے گی خواہ قیامت ہو یا مرنے کے بعد اٹھنا یا حساب یا ثواب وعذاب۔

www.waseemziyai.com

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

فرما دیجئے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ۔ یعنی جتنی تم میں طاقت اور جس قدر تمہارے امکان میں ہے کئے جاؤ اور میں اپنا کام کرتا ہوں۔ یعنی تم اپنے کفر پر اور عداوت اسلام پر اپنی حد قوت تک قائم رہو اور میں اسلام پر قائم ہوں یہ بطریق توبیخ وتہدید و وعید فرمایا گیا اور آخر میں سنا دیا کہ عنقریب جان لوگے کہ کس کا گھر آخرت ہے یعنی ہم میں کس کے لئے انجام کار اچھا ہو اور کسے آخرت کا اچھا گھر ملا یہ طریقہ انذار نہایت لطیف ہے آگے فرمایا۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ بے شک ظالم کامیاب نہیں ہوتے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ومشرک ہے۔

آگے اس رسم جاہلیت کا تذکرہ ہے جس کی مذمت کر کے تنبیہ فرمائی گئی اس لئے کہ کفار ومشرکین عرب میں یہ دستور تھا کہ وہ اپنی کھیتیوں باغوں کے پھلوں اور چوپایوں کے بچوں اور تمام مالوں میں سے ایک حصہ اللہ عزوجل کا مقرر کرتے اور ایک حصہ بتوں کا تو جو حصہ اللہ عزوجل کے لئے مقرر کرتے وہ تو مہمانوں اور مسکینوں اور غریبوں پر خرچ کر دیتے اور جو حصہ بتوں کے لئے مقرر کرتے وہ خاص ان پر اور ان کے خدام پر صرف کرتے۔

اور جو حصہ اللہ عزوجل کے لئے مقرر کرتے اس میں سے اگر کچھ بتوں والے حصہ میں مل جاتا تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا محتاج نہیں اس کو اس کی حاجت نہیں۔

لیکن اگر بتوں کے حصے سے کچھ اس حصہ میں مل جاتا جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا تو اسے نکال کر بتوں ہی کے حصہ میں شامل کرتے اس آیت کریمہ میں ان کی جہالت اور بے عقلی کا ذکر فرما کر انہیں تنبیہ کی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ان میں سے ایک حصہ نکالا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے زعم باطل میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے ان کے گمان میں یعنی وہ یہ گمان کرتے تھے کہ یہ اللہ کا حصہ ہے حالانکہ اس قسم کے تقاسم کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا تو جو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا یعنی وہ خدا کو نہیں ملتا جو مساکین ومہمان میں خرچ کرتے ہیں اور جو خدا کا حصہ ہے وہ ان شریکوں کو پہنچتا ہے۔

روایت ہے کہ مشرکین کھیتی وغیرہ سے اور جانوروں کی پیداوار سے اللہ عزوجل کے لئے حصہ رکھتے اور جو حصہ بتوں کے نام کا نکالتے اگر وہ زیادہ ہو جاتا تو بتوں کے نام پر ہی رکھ دیتے اور کہتے بے شک اللہ غنی ہے اور یہ بتوں کی محبت میں ایسا کرتے اس کی آگے مذمت کی گئی۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ برا ہے جو ان کا فیصلہ ہے۔

یعنی اللہ عزوجل کے مقابلہ میں جو بتوں کے ساتھ ان کا معاملہ ہے جس کا نہ شرع میں کوئی قانون ہے نہ کوئی فیصلہ یہ بہت برا رواج ہے اور انتہا درجہ کے جہل میں گرفتار ہیں کہ خالق ورازق کی عزت وجلال کی انہیں ذرا بھی تمیز نہیں اور ان کا فساد عقل اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے بے جان بتوں پتھر کی تصویروں کو کارساز علیم کے مساوی سمجھ لیا اور جو حصہ انہوں نے اللہ کے لئے مقرر کیا وہی حصہ بتوں کے لئے مقرر کر دیا اس کے بعد ان کے جہل وضلال کی ایک اور کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

www.waseemziyai.com

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۖ وَ لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اسی طرح بہت مشرکوں کے خیال میں ان کے معبودوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کو برباد کریں اور ان کے مذہبی طریقہ کو مشتبہ کردیں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے اور نہ افتراء کرتے۔

قَتْلَ۔ سے مراد لڑکیوں کو زندہ دفن کردینا اور دیوتاؤں کے نام بھینٹ چڑھانا۔ شرکاء سے مراد بتوں کے مجاور جو قتل اولاد کی ترغیب دیتے تھے اور لوگ منت مان لیتے تھے کہ اگر میرے یہاں اتنے لڑکے پیدا ہو گئے تو میں ایک کو بھینٹ چڑھا دوں گا۔

كَذٰلِكَ۔ مفعول محذوف کی صفت ہے یعنی جس طرح کھیتی اور چوپاؤں کی تقسیم کو ان کے معبودوں نے مستحسن بنایا تھا۔

روح المعانی میں ہے اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کو خوشنما بنا کر دکھایا یعنی جیسے کہ خوشنما بنا کر دکھایا ان کو مال کے حصے کرنا اور بیٹیوں کو زندہ دفن کردینا۔ یہ لوگ چھوٹی بچیوں کو زندہ دفن کردیتے اور اس قتل کی نیت میں دو فریق تھے ایک فریق کا کہنا تھا کہ چونکہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں (معاذ اللہ) لہٰذا بیٹیوں کو خدا کے ساتھ ملادو وہ ان کا زیادہ حقدار ہے اور دوسرا فریق خرچ کے ڈر سے ان کو مار ڈالتا تھا بعض کہتے ہیں کہ خرچ کے ڈر سے بھی اور عار کی وجہ سے بھی۔ حسن اور ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔

لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم اس طرح پڑی کہ قیس نامی ایک آدمی تھا اس کے جب بھی کوئی بیٹی پیدا ہوتی تو اسے زندہ دفن کردیتا آہستہ آہستہ یہ رسم عرب لوگوں میں عام ہوگئی۔

اور ایسے ہی بہت سے مشرکوں کی نظر میں بھلا کر دکھایا یعنی جیسے ان کی نظر میں تجزیہ مال وغیرہ اولاد کا قتل ان کے شریکوں نے بھلا کر دکھایا۔ یہاں شریکوں سے مراد شیاطین ہیں جن کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کر رہے ہیں تاکہ انہیں ہلاک کریں اغوا کر کے اور ان کا دین ان پر مشتبہ کردیں کیونکہ یہ لوگ پہلے دین اسماعیل پر تھے حتیٰ کہ انہیں شرک کی طرف پھیلا دیا۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے۔ اس آیت میں یہ استدلال ہے کہ تمام کائنات مشیت الٰہی عزوجل پر موقوف ہے۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾۔ تو تم انہیں چھوڑو ان کی افتراء پردازیوں میں۔ اس لئے کہ افتراء کا ضرر انہیں پر ہے نہ کہ تم پر اور نہ ہم پر۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی اور چوپائے اللہ کے نام اور بتوں کے نام پر رکھتے ہیں وہ ممنوع ہیں۔ حجر ہیں یعنی ممنوع کی ہوئی بتوں کے لئے۔ حِجْرٌ۔ کے معنی حرام کے ہیں یا ممنوع الانتفاع کے معنی ہیں۔ مثلاً وہ جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو پھر اس میں نر مادہ اور ایک اور جمع سب برابر ہیں۔ مشرکین کا یہ رویہ تھا کہ جب دیکھتے کھیتی میں یا مویشی میں وہ چیزیں تو وہ اپنے معبودوں کے لئے مخصوص کردیتے اور کہتے اس مویشی اور کھیتی میں سے۔

لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ۔ نہ کھائے مگر وہی جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے گمان میں یعنی عورتیں نہ کھائیں صرف مرد اور بتوں کے مجاور یا ان بتوں کے خدام کے لئے جو مرد ہوتے تھے وقف کردیتے تھے۔

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

وَاَنۡعَامٌ حُرِّمَتۡ ظُهُوۡرُهَا۔ اور مخصوص چوپائے جن پر سواری اور باربرداری حرام کردی گئی تھی۔ جن پر چڑھنا حرام ٹھہراتے۔ ان کے نام بحیرہ، سائبہ، حامی رکھتے اس کی تفصیل پارہ ۷ رکوع ۴ میں بیان ہوچکی۔

وَاَنۡعَامٌ لَّا یَذۡکُرُوۡنَ اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہَا۔

اور کچھ مویشی ایسے رکھتے کہ ان کے ذبح پر اللہ کا نام نہ لیتے بلکہ ان پر بوقت ذبح بتوں کا نام لیتے۔

افۡتِرَآءً عَلَیۡہِ ؕ سَیَجۡزِیۡہِمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾۔

یہ جھوٹ باندھنا ہے یعنی ان جانوروں کی قسمیں مقرر کرلیتے ایک حجر جس کا کھانا حرام ہے ایک قسم وہ جس پر سواری ممنوع ہے ایک وہ جس پر عندالذبح خدا کا نام نہ لیتے اور ان اقسام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے۔ جو محض افتراء ہے عنقریب انہیں وہ بدلہ دے گا ان کے افتراؤں پر یہ وعید شدید فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوۡا مَا فِیۡ بُطُوۡنِ ہٰذِہِ الۡاَنۡعَامِ خَالِصَۃٌ لِّذُکُوۡرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزۡوَاجِنَا ۚ وَاِنۡ یَّکُنۡ مَّیۡتَۃً فَہُمۡ فِیۡہِ شُرَکَآءُ ؕ۔

اور وہ کہتے ہیں کہ جو بچے ان چوپاؤں کی پشت یا پیٹ میں ہیں وہ اگر زندہ نکلیں تو وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہیں اور عورتوں کے لئے حرام ہیں اور اگر مردہ نکلیں تو سب مرد اور عورتیں اس میں شریک ہیں سب کے لئے حلال ہیں یعنی بحیرہ اور سائبہ کے پیٹ کے اندر کے بچے اگر زندہ برآمد ہوں تو صرف مردوں کے لئے حلال ہیں۔ عورتیں اس سے نہیں کھاسکتیں اور اگر مرا ہوتو وہ عورت مرد کیلئے مشترک ہے یعنی کہتے تھے اگر مرا ہوا ہوان کے پیٹوں سے تو عورتیں اس میں شریک ہیں اس لئے کہ میت کے لفظ کا اطلاق نر مادہ دونوں پر آتا ہے۔

سَیَجۡزِیۡہِمۡ وَصۡفَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۳۹﴾۔

عنقریب اللہ ان کی ان فرضی باتوں کا بدلے دے گا جو اپنی من مانی حرام حلال بنائی ہیں بے شک وہ حکمت والا ہے بدلہ دینے میں علم والا ہے ان کے اندرونی عقائد کو خوب جانتا ہے۔

قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَہُمۡ سَفَہًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ۔

بے شک نقصان میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت کی وجہ سے بغیر جانے قتل کردیا مشرکین اور اہل مکہ میں یہ جہالت تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے محض تنگدستی اور خوف شماتت سے احمقانہ جہالت سے حالانکہ حقیقتاً ان کا اور ان کی اولاد کا رازق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ وہ کفار۔

وَّحَرَّمُوۡا مَا رَزَقَہُمُ اللّٰہُ افۡتِرَآءً عَلَی اللّٰہِ ؕ۔

اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی۔ بحیرہ۔ سائبہ سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں یعنی افتراء بندی کرتے ہوئے۔ افتراء مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق۔

قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا کَانُوۡا مُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۴۰﴾۔

بے شک وہ گمراہ ہوئے اور راہ پانے والے نہیں حق وصواب کی طرف۔ (تفسیر نسفی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شان نزول

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر کا یہ دستور تھا کہ اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اپنی بیوی سے کہتا کہ اگر تو اسے زندہ دفن نہ کرے تو تو مجھ پر حرام ہے یہ عورت نفاس سے فارغ ہو کر جنگل جاتی اور اپنے اعزہ کی مدد سے اس بچی کو دفن کر دیتی تا کہ کوئی داماد نہ بن سکے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین مکہ اپنی لڑکیوں کو سنگ دلی اور بے رحمی سے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

ربیعہ اور مضر وغیرہ قبائل میں اس کا خاص رواج تھا اور بعض لڑکوں کو بھی ذبح کر ڈالتے فاقہ اور مفلسی کے خوف سے اس قدر بے رحم تھے کہ کتوں کو پرورش کرتے اور اولاد کو ذبح کے لئے آگے رکھتے اس کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ معالم

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم۔سورۃ الانعام۔پ ۸

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ﴿۱۴۱﴾

اور وہی ہے جس نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھائے ہوئے اور بغیر چھائے ہوئے اور کھجور اور کھیتی جس میں مختلف کھانے اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور غیر مشابہ کھاؤ اس کے پھل سے جب پھل دے اور اس کا حق دو کٹنے کے دن اور بے جا خرچ نہ کرو بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۴۲﴾

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے کچھ بچھے ہوئے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور نہ پیچھے لگو شیطان کے قدموں کے بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾

آٹھ نر مادہ ایک جوڑا بھیڑ کا ایک جوڑا بکری کا فرمائیں انہیں کیا اس نے دونوں حرام کئے یا مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہیں بتاؤ مجھے کسی علم سے اگر تم سچے ہو۔

وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۧ﴿۱۴۴﴾

اور اونٹ سے جوڑا اور گائے سے جوڑا فرمائیں انہیں کیا اس نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادین یا وہ جسے دونوں مادین پیٹ میں لئے ہوئے ہیں کیا تم گواہ ہو جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے تا کہ لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کو۔

حل لغات رکوع چہارم-سورۃ الانعام-پ ۸

وَ-اور	هُوَ-وہ	الَّذِیْٓ-وہ ہے جس نے	اَنْشَاَ-پیدا کئے
جَنّٰتٍ-باغ	مَّعْرُوْشٰتٍ-چھتے ہوئے	وَّ-اور	غَیْرَ-بغیر
مَعْرُوْشٰتٍ-چھت کے	وَّ-اور	النَّخْلَ-کھجور	وَ-اور
الزَّرْعَ-کھیتی	مُخْتَلِفًا-مختلف ہیں	اُكُلُهٗ-اس کے مزے	وَ-اور
الزَّیْتُوْنَ-زیتون	وَ-اور	الرُّمَّانَ-انار	مُتَشَابِهًا-ملتے جلتے
وَّ-اور	غَیْرَ-نہ	مُتَشَابِهٍ-ملتے جلتے	كُلُوْا-کھاؤ
مِنْ-ان کے	ثَمَرِهٖ-پھل	اِذَآ-جب	اَثْمَرَ-پھل دیں
وَ-اور	اٰتُوْا-دو	حَقَّهٗ-اس کا حق	یَوْمَ-دن
حَصَادِ-کٹائی	هٖ-اس کی کے	وَ-اور	لَا-نہ
تُسْرِفُوْا-بے جا خرچ کرو	اِنَّهٗ-بے شک وہ	لَا-نہیں	یُحِبُّ-پسند کرتا
الْمُسْرِفِیْنَ-بے جا خرچ کرنے والوں کو		وَ-اور	مِنَ-بعض
الْاَنْعَامِ-مویشی	حَمُوْلَةً-بار برداری کو	وَّ-اور	فَرْشًا-سواری کو
كُلُوْا-کھاؤ	مِمَّا-اس سے جو	رَزَقَكُمُ-روزی دی تمہیں	اللّٰهُ-اللہ نے
وَ-اور	لَا-نہ	تَتَّبِعُوْا-پیروی کرو	خُطُوٰتِ-قدموں
الشَّیْطٰنِ-شیطان کی	اِنَّهٗ-بے شک وہ	لَكُمْ-تمہارا	عَدُوٌّ-دشمن ہے
مُّبِیْنٌ-کھلا	ثَمٰنِیَةَ-آٹھ	اَزْوَاجٍ-جوڑے ہیں	مِنَ الضَّاْنِ-بھیڑوں سے
اثْنَیْنِ-دو	وَ-اور	مِنَ الْمَعْزِ-بکریوں سے	اثْنَیْنِ-دو
قُلْ-کہو	ءٰٓ-کیا	الذَّكَرَیْنِ-دونوں نر	حَرَّمَ-حرام کئے
اَمِ-یا	الْاُنْثَیَیْنِ-دونوں مادہ	اَمَّا-یا جو	اشْتَمَلَتْ-شامل ہیں
عَلَیْهِ-اس پر	اَرْحَامُ-رحم	الْاُنْثَیَیْنِ-دونوں مادہ کے	نَبِّئُوْ-بتاؤ
نِیْ-مجھ کو	بِعِلْمٍ-علم سے	اِنْ-اگر	كُنْتُمْ-ہوتم
صٰدِقِیْنَ-سچے	وَ-اور	مِنَ الْاِبِلِ-اونٹوں سے	اثْنَیْنِ-دو
وَ-اور	مِنَ الْبَقَرِ-گائے سے	اثْنَیْنِ-دو	قُلْ-کہہ
ءٰٓ-کیا	الذَّكَرَیْنِ-دونوں نر	حَرَّمَ-حرام کئے اس نے	اَمِ-یا
الْاُنْثَیَیْنِ-دونوں مادہ	اَمَّا-یا جس پر	اشْتَمَلَتْ-شامل	عَلَیْهِ-ہیں
اَرْحَامُ-رحم	الْاُنْثَیَیْنِ-دونوں مادہ کے	اَمْ-کیا	كُنْتُمْ-تم
شُهَدَآءَ-گواہ تھے	اِذْ-جب	وَصّٰكُمُ-حکم دیا تھا تم کو	اللّٰهُ-اللہ نے

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بِهٰذَا۔ اس کا	فَمَنْ۔ تو کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنِ۔ اس سے جو
افْتَرٰی۔ باندھے	عَلَی۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	كَذِبًا۔ جھوٹ
لِّيُضِلَّ۔ تاکہ گمراہ کرے	النَّاسَ۔ لوگوں کو	بِغَيْرِ۔ بغیر	عِلْمٍ۔ علم کے
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يَهْدِي۔ ہدایت کرتا
الْقَوْمَ۔ قوم	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم کو		

مختصر تفسیر رکوع چہارم۔ سورۃ الانعام۔ پ ۸

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ
الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا
يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ
اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ
وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع

وہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے باغ چھائے ہوئے اور کچھ بغیر چھائے ہوئے اور کھجور اور کھیتی جس میں انواع کے کھانے اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور بغیر ملے جلے کھاؤ اس کے پھل سے جب پھل لائے اور اس کا حق دو جب وہ کٹیں اور فضول خرچ نہ کرو بے شک فضول خرچ اللہ کو پسند نہیں۔

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ہوئے کھاؤ اس میں سے جو روزی دی اللہ نے تمہیں اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ آٹھ جوڑے ہیں ایک جوڑا بھیڑ کا۔ ایک بکری کا آپ فرمائیں اس میں دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں کی مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔

بتاؤ مجھے اپنے علم سے اگر سچے ہو اور ایک جوڑا اونٹ کا ایک گائے کا آپ فرمائیں کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔

کیا تم گواہ اور موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء اور جھوٹ باندھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اپنی جہالت سے بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

اول خلاصہ تفسیر ملاحظہ ہو

اور وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے باغ زمین پر چھائے ہوئے یعنی ٹٹیوں پر قائم کئے ہوئے جیسے انگور کی بیل وغیرہ اور کچھ بغیر ٹٹیوں کے زمین پر پھیلے ہوئے جیسے کدو خربوزہ وغیرہ کی بیلیں اور کھجور اور کھیتی جس میں مختلف الالوان پھل کھانے کے

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رنگوں میں بھی مختلف۔ مقدار اور ذائقہ میں بھی مختلف اور خوشبو میں بھی مختلف اور بعض مشابہ الالوان۔

اس میں حکم ہے کہ اس کا پھل کھاؤ جب پھل آجائے اور اس کا حق دو جب کٹے اس کے معنی یہ ہیں کہ کھیتی اور باغ کے پھلوں کا کھانا اس وقت سے مباح ہے جب سے وہ پھل لگنا شروع ہو جائے اور زکوٰۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب پک پکا کر کاٹ لی جائے اور پھل توڑنے کے بعد جمع کر لئے جائیں اس کے متعلق مسائل فقہیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- کھڑی گھانس اور خودرو گھانس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲- زمین کی مذکورہ اشیاء کے علاوہ جو پیداوار ہے وہ دو قسم کی ہے ایک بارانی اور دوسری چاہی۔

۳- بارانی پیداوار پر عشر واجب ہے یعنی جو کھیتی بارش سے سیراب ہو اس کا دسواں حصہ۔

۴- چاہی پیداوار سے نصف عشر واجب ہے یعنی جو نہر یا کنویں سے آب پاشی ہو اس کا بیسواں حصہ۔

وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اور اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اسراف کی تعریف شریعت میں مندرجہ ذیل ہے۔

۵- اسراف یہ بھی ہے کہ مال تمام کا تمام خرچ کر ڈالے اور عیال کے لئے کچھ نہ رکھے خود فقیر بن جائے تو بقول سدی رحمہ اللہ یہ اسراف ہے۔

۶- بقول سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ یہ بھی اسراف ہے کہ صدقہ وخیرات سے بالکل ہاتھ کو روک لے اور کچھ خرچ نہ کرے۔

۷- بقول سفیان رضی اللہ عنہ اللہ کی اطاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جائے وہ قلیل بھی ہو تو اسراف ہے۔

۸- بقول زہری رحمہ اللہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو خرچ بھی معصیت میں کیا جائے کم ہو یا زیادہ تو وہ اسراف ہے۔

۹- بقول مجاہد رحمہ اللہ حق اللہ عزوجل میں کوتاہی اسراف ہے اور اگر جبل ابوقبیس جتنا سونا ہو جائے اور تمام راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے تو اسراف نہیں اور اگر ایک درہم معصیت میں خرچ کیا جائے تو وہ اسراف ہے۔

تلخیص از روح المعانی۔

آج ۱۳ جنوری ۵۴ء یوم چہارشنبہ ہے۔

آج حالیہ فسادات کی انکواری میں جو ہائی کورٹ لاہور میں ہو رہی ہے امت مرزائیہ کے امیر المرزائیین خلیفہ محمود بشیر بیان دینے آرہے ہیں۔

آج اس انکوائری میں پچاس پاس منظور ہوئے ہیں اور مجلس عمل کے ۶ ارکان میری معیت میں۔ ابوالحسنات، صاحبزادہ فیض الحسن، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، لال حسین اختر، شمسی مظفر علی کی شرکت انکواری کے ختم تک منظور ہوئی ہے۔

گزشتہ شب ایک عجیب خواب دیکھا جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے عرض ہے۔

۱۲ جنوری کی رات جس کی صبح مرزا محمود بشیر بیان دے رہے ہیں شب کے ۱۲ بجے دیکھتا ہوں کہ چند مرزائی مجھ سے مباہلہ چاہ رہے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ جناب میں تو مسلمان ہوں اور مباہلہ جو حدیث میں ہے وہ عیسائیوں سے ہونا

www.waseemziyai.com

قرار پایا تھا۔ اس میں ایک طرف نبی الانبیاء علیہ التحیہ والثناء تھے اور دوسری طرف عیسائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا۔ پ ۳ رکوع ۱۴

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۚ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۱

پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آ چکا تو ان سے فرماؤ کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر

اس کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو یہ آیت سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے عالم عاقب کو یہ حال سنایا اور کہا اے عبدالمسیح آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

عاقب عبدالمسیح نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں۔

اور یقیناً نبی ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے لہٰذا اگر نصرانیت پر ہی قائم رہنا ہے تو گھر لوٹ چلو اور خاموش ہو جاؤ۔

اس مشورہ کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں امام حسین علیہ السلام ہیں اور دست اقدس تھامے ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہیں۔

اور حضور ان سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم نے جب ان حضرات کو دیکھا تو بولا اے عیسائیوں میں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے پہاڑ ہٹانے کی دعا کریں تو اللہ اسے جگہ سے ہٹا دے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور قیامت تک روئے زمین میں کوئی عیسائی نہ رہے گا یہ سن کر نصاریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا جزیہ دینا منظور ہے۔

اور مباہلہ کے لئے ہم تیار نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اگر یہ مباہلہ کرتے تو نجرانیوں پر عذاب آ ہی چکا تھا۔ یہ بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور نجران کا تمام جنگل بھڑک اٹھتا اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں سب ہلاک ہو جاتے۔ (ترجمہ تفسیر نسفی)

یہ تو وہ مباہلہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں سے کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔

اور خواب میں جو مجھ سے مباہلہ کو کہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نبی نہیں میں نصرانی نہیں پھر مباہلہ کیسا؟

www.waseemziyai.com

اس مباہلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقسم فرمایا کہ اگر مباہلہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔

اب تم اگر مباہلہ میں یہی کہو تو دونوں صورتوں میں تم جھوٹے ہو گے۔

اگر میں ہلاک نہ ہوا تو تم جھوٹے اور اگر تم ہلاک ہو گئے تو بھی تم جھوٹے پھر اس مباہلہ کا تم کو کیا فائدہ۔

اس کے بعد کا قصہ یاد نہیں بہرحال خواب مزیدار تھا اس وجہ میں عرض کیا گیا۔

تحقیق لفظ مباہلہ اَبهَلَهٗ بِالْفَتحِ وَ الضَّمِّ اَللَّعنَةُ وَ بَهلَهُ اللّٰهُ لَعنَهٗ وَ اَبعَدَهٗ مِن رَّحمَتِهٖ وَاَصلُ الْاِبتِهَالِ هٰذَا ثُمَّ يُستَعمَلُ فِي كُلِّ دُعَاءٍ يُجتَهَدُ فِيهِ وَاِن لَّم اِلتِعَانًا۔

اب اصل تفسیر پیش ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ من الكروم مَّعْرُوْشٰتٍ سموكات مرفوعات وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ مَتْرُوْكَات عَلٰى وَجهِ الْاَرضِ لَمْ تعرش يُقَالُ عَرَشْتِ الْكَرَمُ اِذَا جَعَلْتَ لَهٗ دَعَائِمُ وَسَمْكًا وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا فِي اللَّوْنِ وَ الطَّعْمِ وَ الْحَجْمِ وَالرَّائِحَةِ اُكُلُهٗ وَ هُوَ ثَمَرُهُ الَّذِي يُؤْكَلُ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا فِي اللَّوْنِ وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ فِى الطعم كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ مِنْ ثَمَرِ كُلِّ وَاحِدٍ وَ فَائِدَةِ اِذَآ اَثْمَرَ اَنْ يُعْلَمَ اَنَّ اَوَّلَ وَقْتُ الْاِبَاحَةِ وَقْتُ اِطِّلَاعِ الشَّجَرِ الْمُثْمِرِ وَلَا يُتَوَهَّمُ اَنَّهٗ لَا يُبَاحُ اِلَّا اِذَا اَدْرَكَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ عُشْرٌ وَ هُوَ حَجَّةُ اَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَعْمِيْمِ الْعُشْرِ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ بِاِعْطَاءِ الْكُلِّ وَ تَضْيِيْعِ الْعِيَالِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اعتراض (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور وہی وہ ہے جس نے پیدا کئے باغ انگور سے چھائے ہوئے بلند اور بغیر چھائے زمین پر پھیلے ہوئے عربی محاورہ میں بولتے ہیں عرشت الکرم میں نے انگور کی بیل ٹٹیوں پر چڑھا دی اور کھجور اور کھیتی مختلف رنگوں اور ذائقوں اور حجم میں کم زیادہ اور خوشبوؤں میں مختلف کھانے کے پھل اور وہ پھل جو کھائے جاتے ہیں اور زیتون اور انار کہ رنگ میں ملتے جلتے اور مختلف رنگ والے کھاؤ اس کے پھل اور فائدہ حاصل کرو جب وہ پھلیں اسی سے یہ جانا گیا کہ پھل کا کچا ہونے تک استعمال مباح ہے یہ وہم دفع کیا گیا کہ اس کے کھانے کی اجازت کچے پن میں نہیں۔ یہ جب چاہو کھا سکتے ہو اور اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی پک کر تیار ہو جائے اور درختوں سے اتار لیا جائے اور ڈھیر لگا دیئے جائیں اس وقت اس سے دسواں حصہ اللہ کے نام کا دو۔ اسی آیت سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے پھلوں اور کھیتوں میں عشر کا استدلال فرمایا۔

اور ولا تسرفوا کا مفہوم یہ ہے کہ بے جا خرچ نہ کرو یعنی سب خرچ کر کے عیال کا حق ضائع نہ کرو بے شک اللہ بے جا خرچنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کی تفصیل ہم اول بیان کر چکے ہیں اور اسراف کی تعریف بتا چکے ہیں۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ اَیْ وَ اَنْشَا مِنَ الْاَنعَامِ مَا يَحْمِلُ الْاَثْقَالَ وَ مَا يُفْرَشُ لِلذَّبحِ – اَوْ الْحَمُوْلَةُ الْكِبَارُ الَّتِي تَصْلُحُ لِلْحَمْلِ وَ الْفُرُشِ الصِّغَارِ كَالْفُصْلَانِ وَالْعَجَاجِيْلِ وَ الْغَنَمِ لَآ نَهَادَ اَبَةً مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَ الْفُرُشِ الْمَفْرُوْشِ عَلَيْهَا – كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اَيْ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْهَا وَلَا تحرِمُوهَا كَمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ – وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ طُرُقَهٗ فِي التَّحْلِيْلِ وَ التَّحْرِيْمِ كَفِعْلِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاتَّهِمُوْهُ عَلٰى دِيْنِكُمْ۔

www.waseemziyai.com

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ زَوجَينِ اثنَينِ يُرِيدُ الذَّكَرَ وَالْاُنثىٰ وَالْوَاحِدُ اِذَا كَانَ وَحدَهُ فَهُوَ فَردٌ وَ اِذَا كَانَ مَعَهُ غَيرُهُ مِن جِنسِهٖ سَمَّى كُلَّ وَاحِدٍ مِنهُمَا زَوجًا وَ هُمَا زَوجَانِ۔

بِدَلِيلِ قَولِهٖ خَلَقَ الزَّوجَينِ الذَّكَرَ وَ الْاُنثىٰ وَيَدُلُّ عَلَيهِ قَولُهٗ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ ثُمَّ فَسَّرَهَا بِقَولِهٖ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ وَالضَّانُ وَالْمَعزُ جَمعُ ضَائِنٍ وَ مَاعِزٍ۔

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ لِلْاِنكَاءِ۔

اور مویشیوں میں بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر چلنے والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مویشیوں میں دو قسم کے چار پائے یہ فرمائے ایک وہ جو بوجھ اٹھانے والے ہیں اور کچھ وہ جو زمین پر ڈال کر ذبح کئے جاتے ہیں۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ بڑے جانور جو بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور فرشی سے وہ چھوٹے جانور سفلی ان کے جو کاٹے جاتے ہیں۔

فصلان منجد میں ہے۔ فصلا فصل الشئ قطعہ اور عجاجیل عجل کی جمع ہے یعنی گائے بھینس اور غنم بکری وغیرہ ان کو عربی محاورہ میں فرش بھی کہتے ہیں چنانچہ منجد میں ہے فَرَاشَهُ الشَّاةِ لِلذَّبحِ اَلقَاهَا عَلَى الْاَرضِ لِيَذبَحَهَا۔ اس لئے کہ یہ جانور زمین پر چلتے ہیں اور مثل فرش کے بچھے ہوئے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی۔ یعنی وہ جانور کھاؤ جو اللہ عزوجل نے حلال کئے اور انہیں اس طرح حرام نہ کرو جیسے اہل جاہلیت سائبہ۔ وصیلہ۔ حام وغیرہ نام رکھ کر حرام کر لیتے تھے اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو یعنی اس کے طریقہ کو اختیار کر کے اہل جاہلیت کی طرح حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ بناؤ۔ بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تمہیں تمہارے دین میں وسعت یعنی آزادی کر دے گا۔

آٹھ نر اور مادہ ہیں ایک بھیڑ کا جوڑا اور ایک بکری کا جوڑا۔ عربی میں ضائن بھیڑ کو کہتے ہیں اور معز بکری کو اور زوج دو نر مادہ سے مراد ہے اور ایک جبکہ وہ تنہا ہو تو فرد کہتے ہیں اور اگر بکری بکرا دو ہوں تو زوجان کہتے ہیں اس پر دلیل آیت کریمہ خلق الزوجين الذكر و الانثى اور دوسری دلیل آیہ کریمہ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ بھی ہے پھر تفسیر بھی آیہ کریمہ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ۔

ضان۔ ضائن کی جمع ہے۔ اون والی بھیڑ کو ضان کہتے ہیں۔ معز بالوں والی بکری یا بکرا۔ اول الذکرین سے مینڈھا یا بکرا مراد ہے۔ مَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ سے بھیڑ بکری کے پیٹ کے بچے خواہ نر ہوں یا مادہ اسی طرح الابل اور البقر دونوں کا اطلاق نر مادہ پر ہے۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ چوپائے دو قسم کے ہیں کچھ بڑے جو بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں کچھ چھوٹے مثل بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں کہ بوجھ اٹھا سکیں ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کئے وہ کھائے جاتے ہیں اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ عزوجل کی حلال کی ہوئی حرام نہیں ٹھہرائی جاتیں۔ پھر اسے مزید واضح کرنے کو مثال میں بھیڑ بکری کا ذکر فرمایا کہ ان کے نر اور مادہ اللہ تعالیٰ نے حلال کئے اور ان کی اولادیں بھی حلال کیں تم نے کبھی نر حرام ٹھہرایا۔ کبھی مادہ کبھی ان کے بچے یہ

سب تمہاری اختراع وافتراء ہے اور خواہش نفسانیہ کی اتباع۔

یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی حلال چیز کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جاتی اور حرام چیز کسی کے حلال بنانے سے حلال نہیں ہوسکتی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جاہلیت کو توبیخ کی گئی جو اپنی رائے سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا لیتے تھے جب ہادی رحمت نے احکام بیان فرمائے تو مشرکین کفار کا سردار وخطیب مالک بن عوف جشمی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر آیا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا حلال بتا گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم لوگوں نے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کر رکھی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر مادہ

اپنے بندوں کے لئے حلال فرمادیئے ہیں۔ تم بتاؤ تم نے انہیں کھانے سے حرام کیا ان میں حرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے۔ مالک بن عوف یہ جواب سن کر متحیر ہی رہ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بول اور جلدی بتا۔

اس نے کہا آپ فرمائیں میں سنوں گا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

اور ظاہر ہے کہ وہ جواب دیتا بھی کیا اگر کہتا نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم آتا کہ تمام نر حرام ہوں اور اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے یہ حرمت آئی تو لازم آتا کہ تمام مادہ حرام ہوں اور اگر کہتا کہ جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے۔

غرضکہ یہ الزامات ان کی انکار نبوت کی وجہ میں ان پر پڑے اور اگر شرکاء کی تبلیغ تسلیم کر لیتے تو ہر حکم بواسطہ نبی علیہ السلام ہونے کی بناء پر ہوتا۔ تو اس میں آئندہ آنے والی آیات کا جواب بھی واضح ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے۔ آپ فرمائیں کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں یہ استفہام انکاری ہے۔

نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اَخبِرُ وَ نِی بِاَمرٍ مَعلُومٍ مِن جِهَةِ اللّٰهِ یَدُلُّ عَلٰی تَحرِیمِ مَا حُرمتُم اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فِی اَنَّ اللّٰه حَرَمَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ مِنهُمَا حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ اَم مَا تَحمِلُ اِنا ثهمَا اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اَم مُنقَطِعَةً ای بَل كُنتم شُهَدَاءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا یَعنِی اَم شَاهَدتُم رَبَّكُم حِینَ اَمَرَكُم بِهٰذَا التَّحرِیمِ وَ لَما كَانُوا لَا یُومِنُونَ بِرَسُول اللّٰهِ وَهُم یَقُولُونَ اللّٰهُ حَرَّمَ هَذَا الَّذِی تَحرِیم تهكم بِهِم فِی قَولِهٖ اَم كُنتُم شُهَدَاءَ عَلَی مَعَنی اَعرَفتُمُ التَّوصِیَةَ بِهٖ مُشَاهِدِینَ لِاَ نَّكُم لَا تُؤمِنُونَ بالرُّسُلِ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَنسَبتُ اِلَیهِ تَحرِیمَ مَا لَم یُحرِّم لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ای الَّذِینَ فِی عِلمِهٖ اَنَّهُم یَختِمُونَ عَلَی الكُفرِ وَ وَقَعَ الفَاصِلُ بَینَ بَعضِ المَعدُودِ بَعضُهٗ اِعتِرَاضًا غَیرِ اَجنَبِی مِنَ المَعدُودِ وَ ذٰلِكَ اِنَّ اللّٰه تَعالٰی مَنَّ عَلٰی عِبَادِهٖ بِاِنشَاءِ الاَنعَامِ لَمَنَا فِعِهِم بِاِبَا حَتِهَا لَهُم فَالاِعتِرَاضُ بِالاِحتِجَاج عَلٰی مَن حَرمَّهَا یَكُونُ تَاكِیداً لِلتَّحلِیلِ - وَالاِعتِرَاضَاتُ فِی الكَلَامِ

www.waseemziyai.com

لَاتَسَاوُقَ اِلَّا لِلتَّوْکِیْدِ ۔(تفسیر نسفی)

خلاصہ مفہوم

بتاؤ مجھے اپنے کسی علم سے کہ جو تم نے حرام ٹھہرادیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام ہے اگر تم سچے ہو۔اس امر میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی حرام کیا اور اونٹ سے دو اور گائے سے دو فرمائیں کیا ان کے نر حرام ہیں یا مادہ یا ان دونوں سے یا جو پیٹوں میں ان کے بچے ہیں ان میں سے مادہ حرام ہیں کیا تم موجود تھے جب کہ حکم دیا اللہ نے ایسا یعنی کیا تم اس وقت کے گواہ ہو جبکہ اللہ نے تمہیں اس کے حرام ہونے کا حکم دیا۔اور جب کہ تم اللہ کے رسول پر ایمان ہی نہ لائے تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا بلکہ یہ سب کچھ تم اس لئے کہہ رہے ہو کہ اللہ کے رسول پر ایمان نہیں لائے۔تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ اور افتراء باندھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اپنی جہالت سے بے شک نہیں راہ دکھاتا اللہ ظالموں کو اور جو اپنے خیال میں کفر پر جمع ہوئے وہ جاہل مشرک ہیں جو حلال کو اپنی خواہش نفس سے حرام ٹھہرا کر اللہ پر کذب وافتراء باندھتے ہیں۔آگے کی آیتوں میں تنبیہ ہے کہ تمہاری من مانی حرمت وحلت ہے کوئی چیز نہیں بلکہ حکم الٰہی عزوجل سے حرام وحلال قطعی ہے حیث قال۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم-سورۃ الانعام-پ ۸

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

فرمادیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی حرام کسی کھانے والے پر کوئی کھانا مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا خون بہتا یا گوشت خنزیر کا وہ بے شک نجس ہے یا وہ خلاف شرع جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے تو جو مضطر ہو جائے نہ یہ کہ آپ خواہش کرے اور نہ یہ کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ عَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ٘ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

اور وہ جو یہودی ہوئے ان پر حرام کیا ہم نے ہر ناخن دار جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پشت میں لگی ہو۔یا آنت یا ہڈی سے لگی ہو یہ ہم نے بدلہ دیا ان کو ان کی سرکشی کا۔اور ہم بے شک ضرور سچے ہیں۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۴۷﴾

تو اگر جھٹلائیں تمہیں تو فرمادیجئے تمہارا رب رحمت وسیع کا مالک ہے اور نہیں ٹالا جا سکتا اس کا عذاب قوم مجرم سے۔

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَ لَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا

قریب ہے کہ کہیں گے وہ جو مشرک ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ہیں۔ایسا ہی جھٹلایا ان سے پہلوں نے حتی کہ

MARKAZ-UL-QURAN.COM ISLAMIA ACADEMY

بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ
لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

چکھا انہوں نے ہمارا عذاب فرمادیجئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو نکالو اسے ہمارے لئے تم تو نرے گمان پیچھے ہو اور نہیں تم مگر تخمینے کرتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

فرمادیجئے تو اللہ کے لئے حجت پوری ہے تو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ
اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ
يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع

فرمادیجئے لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا یہ تو اگر وہ گواہی دیں تو تو (اے سننے والے) ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور نہ پیروی کرنا ان کی خواہشوں کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں اور وہ جو ایمان نہ لائے آخرت پر اور وہ اپنے رب کے ساتھ برابر والا ٹھہراتے ہیں۔

حل لغات رکوع پنجم-سورۃ الانعام-پ ٨

قُلْ-فرمائیے	لَآ-نہیں	اَجِدُ-پاتا میں	فِیْ-بیچ
مَآ-اس کے جو	اُوْحِیَ-وحی کی گئی	اِلَیَّ-میری طرف	مُحَرَّمًا-کوئی حرام
عَلٰی-اوپر	طَاعِمٍ-کھانے والے کے	یَّطْعَمُهٗ-کہ کھائے اس کو	اِلَّآ-مگر
اَنْ-یہ کہ	یَّكُوْنَ-ہو	مَیْتَةً-مردار	اَوْ-یا
دَمًا-خون	مَّسْفُوْحًا-بہتا ہوا	اَوْ-یا	لَحْمَ-گوشت
خِنْزِیْرٍ-خنزیر کا	فَاِنَّهٗ-یقیناً وہ	رِجْسٌ-پلید ہے	اَوْ-یا
فِسْقًا-گناہ کی بات	اُهِلَّ-جو پکارا جائے	لِغَیْرِ-واسطے غیر	اللّٰهِ-اللہ کے
بِهٖ-ساتھ اس کے	فَمَنِ-تو جو	اضْطُرَّ-مجبور ہو	غَیْرَ-نہ ہو
بَاغٍ-چاہنے والا	وَّ-اور	لَا-نہ	عَادٍ-حد سے بڑھنے والا
فَاِنَّ-تو بے شک	رَبَّكَ-تیرا رب	غَفُوْرٌ-بخشنے والا	رَّحِیْمٌ-مہربان ہے
وَ-اور	عَلَی-اوپر	الَّذِیْنَ-ان کے جو	هَادُوْا-یہودی ہوئے
حَرَّمْنَا-حرام کیا ہم نے	كُلَّ-ہر	ذِیْ ظُفُرٍ-ناخن دار	وَ-اور
مِنَ الْبَقَرِ-گائے سے	وَ-اور	الْغَنَمِ-بکری سے	حَرَّمْنَا-حرام کی ہم نے
عَلَیْهِمْ-ان پر	شُحُوْمَهُمَآ-چربی ان کی	اِلَّا-مگر	مَا-جو
حَمَلَتْ-لگی ہو	ظُهُوْرُ-پیٹھوں	هُمَآ-ان کی سے	اَوِ-اور یا
الْحَوَایَآ-انتڑیوں سے	اَوْ-یا	مَا-جو	اخْتَلَطَ-ملی ہو

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

بِعَظْمٍ۔ ہڈی سے	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزَيْنٰا۔ بدلہ دیا ہم نے	هُمْ۔ ان کو
بِبَغْيِهِمْ۔ ان کی سرکشی کا	وَ۔ اور	اِنَّا۔ یقیناً ہم	لَصٰدِقُوْنَ۔ بے شک
سچے ہیں	فَاِنْ۔ پھر اگر	كَذَّبُوْ۔ جھٹلائیں	كَ۔ تجھ کو
فَقُلْ۔ تو کہہ دے	رَّبُّكُمْ۔ تمہارا رب	ذُوْ۔ صاحب	رَحْمَةٍ۔ رحمت ہے
وَّاسِعَةٍ۔ فراخی والا	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	يُرَدُّ۔ پھیرا جاتا
بَاْسُهٗ۔ اس کا عذاب	عَنِ الْقَوْمِ۔ قوم	الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرم سے	سَيَقُوْلُ۔ جلدی کہیں گے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اَشْرَكُوْا۔ مشرک ہیں	لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہتا
اللّٰهُ۔ اللہ تو	مَآ۔ نہ	اَشْرَكْنَا۔ شرک کرتے ہم	وَ۔ اور
لَآ۔ نہ	اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
حَرَّمْنَا۔ حرام کرتے ہم	مِنْ۔ کوئی	شَيْءٍ۔ چیز	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
كَذَّبَ۔ جھٹلایا	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے	
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	ذَاقُوْا۔ انہوں نے چکھا	بَاْسَنَا۔ عذاب ہمارا	قُلْ۔ کہہ
هَلْ۔ کیا	عِنْدَ۔ پاس	كُمْ۔ تمہارے ہے	مِّنْ۔ کوئی
عِلْمٍ۔ علم	فَتُخْرِجُوْ۔ تو لاؤ	هُ۔ اس کو	لَنَا۔ ہمارے پاس
اِنْ۔ نہیں	تَتَّبِعُوْنَ۔ پیروی کرتے تم	اِلَّا۔ مگر	الظَّنَّ۔ ظن کی
وَ۔ اور	اِنْ۔ نہیں	اَنْتُمْ۔ تم	اِلَّا۔ مگر
تَخْرُصُوْنَ۔ اندازہ کرتے ہو	قُلْ۔ کہہ دیں	فَلِلّٰهِ۔ تو اللہ کے لئے ہے	الْحُجَّةُ۔ حجت
الْبَالِغَةُ۔ پوری	فَلَوْ۔ تو اگر	شَآءَ۔ چاہتا	لَهَدٰ۔ تو ہدایت دیتا
كُمْ۔ تم	اَجْمَعِيْنَ۔ سب کو	قُلْ۔ کہہ	هَلُمَّ۔ لے آؤ
شُهَدَآءَ۔ گواہ	كُمُ۔ اپنے	الَّذِيْنَ۔ جو	يَشْهَدُوْنَ۔ گواہی دیں کہ
اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے	حَرَّمَ۔ حرام کیا	هٰذَا۔ اس کو
فَاِنْ۔ پھر اگر	شَهِدُوْا۔ وہ گواہی دیں	فَلَا۔ تو نہ	تَشْهَدْ۔ گواہی دے تو
مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَّبِعْ۔ پیروی کر
اَهْوَآءَ۔ خواہشات	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کی کہ	كَذَّبُوْا۔ انہوں نے جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کو
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے
يَعْدِلُوْنَ۔ برابری کرتے ہیں			

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر رکوع پنجم-سورۃ الانعام-پ ۸

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ -

فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس کتاب میں جو میری طرف وحی ہوئی کوئی چیز حرام کسی کھانے والے پر کوئی کھانا مگر یہ کہ مردار ہو یا خون رگوں کا بہتا ہوا یا گوشت سور کا کہ وہ نجاست ہے یا وہ جو بلا شرعی حکم کے ذبح کیا ہوا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا۔

فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کہ کسی کھانے والے پر کھانا حرام ہو۔ یہ کنایہ ہے عدم وجود محرمات کا اور اس میں اعلان ہے کہ طریق تحریم وتحلیل بلا تنصیص الٰہی لغو ہے۔ اور اتباع شہوات ونفسانیت اسلام میں یہ اصول ہے۔ کہ

''اصل اشیاء میں اباحت ہے''

تو معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ میں قرآن کریم کے ذریعہ کسی کھانے کی چیز کو حرام نہیں پاتا کہ کھانے والے پر اسے حرام کر دوں۔ کھانے والا مرد ہو یا عورت سب پر ہر حال میں حلال ہے یہ رد ہے مشرکین مکہ کے اس زعم باطل کا جو انہوں نے کہا تھا کہ ایسا بکرا بکری ہم پر حلال ہے مگر ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

اَوْ يَّطْعَمُهٗٓ۔ سے مراد تمام انواع تناولات ہیں خواہ اکل سے ہوں یا شرب سے سب ہی حلال ہیں۔

اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً۔ مراد یعنی اس کا ذبح شرعی طریقہ پر نہ ہوا ہو اس میں منخنقہ بھی داخل ہے یعنی گلا گھونٹا ہوا۔ یا بلندی سے گر کر مرا ہوا غرضیکہ موقوذہ متردیہ نطیحہ اور درندہ کا پھاڑا ہوا جانور سب اس میں شامل ہیں۔

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ یا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون جو رگوں سے نکلتا ہے اس سے قدرتی جما ہوا خون جیسے جگر اور تلی کا خون حلال ہے لیکن جو خون بہتا ہوا ہو مگر ٹھنڈا ہو کر جم جائے وہ حرام ہے وہ دم مسفوح میں داخل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور حلال کئے گئے مچھلی اور ٹیرھی جسے پنجابی میں مکڑی اور اردو میں ٹڈی کہتے ہیں اور دو خون حلال کئے گئے جگر جسے کلیجی کہتے ہیں اور طحال جسے تلی کہتے ہیں اور بعد ذبح رگوں میں جو خون رہ گیا وہ بھی مباح ہے اسی طرف اکثر فقہاء گئے ہیں اور حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر یہ قید نہ ہوتی تو مسلمان رگوں کے خون کو مثل یہود کے استعمال کرنے لگتے۔

اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ۔ کی تفصیل یہ ہے۔

مَيْتَةً۔ دم مسفوح۔ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ بیان فرما کر ارشاد ہوا فَاِنَّهٗ رِجْسٌ یعنی یہ نجس اور خالص گندگی ہے سور کی حرمت میں لَحْمَ فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ گوشت سے باقی چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو جب اصل ہی نجس ہے تو اس کی فروع یعنی چربی۔ جگر۔ تلی۔ امعاء وغیرہ حتیٰ کہ جلد بھی نجس ہے۔ چنانچہ کھالوں کے متعلق یہ چیز ہے۔

كُلُّ اِهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ اِلَّا جِلْدَ الْاٰدَمِيِّ وَالْخِنْزِيْرِ۔ تمام کھالیں ذبیحہ کی ہوں یا مرے ہوئے جانور کی حلال جانور کی ہوں یا حرام کی رنگنے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی اور سور کی کھال۔

www.waseemziyai.com

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ آدمی کی جلد تو احتراماً منع ہے اور سور کی کھال نجس العین ہونے کی بناء پر پاک ہونے سے مستثنیٰ کی گئی۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ گوشت چونکہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا جز ہے تو اس کا ذکر فرمادیا جس سے عام طور پر نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ حرام ہوا تو باقی بطریق اولیٰ حرام ہو گئے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔ اہلال کے معنی ذبح کے وقت پکارنا۔ غیر اللہ سے مراد ما سوی اللہ ہے۔

یا وہ خلاف شریعت ذبح کیا ہوا اس کا عطف لَحْمَ خِنْزِیْرٍ پر کیا اور وہ کیا ہے جس کا اہلال لغیر اللہ سے ہوا اور اہلال اصل میں رفع صوت کو کہتے ہیں اور یہاں مراد وہ ذبح ہے۔ جو بتوں کا یا کسی نبی ولی کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے بسم اللات۔ بسم منات۔ بسم عزیٰ۔ بسم نائلہ۔ بسم غوث۔ بسم داتا۔ بسم غریب نواز کہہ کر چھری چلائی جائے یہ فسق اور رجس ہے۔

اس کے معنی یہ نہیں کہ بغرض ایصال ثواب کسی بزرگ کے نام پر جانور پالا جائے یا خریدا جائے وہ بھی رجس وفسق ہے اور اگر ایسا ہوتا تو کوئی ذبیحہ بھی جائز نہ ہوتا۔ اس لئے کہ بلاحصول ملکیت تو کوئی ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہوسکتا جب تک کسی کی ملکیت نہ ہو وہ جانور مغصوب ہوگا اور غصب کیا ہوا جانور اگر ذبح کیا جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

بہرحال قربانی کا جانور بھی کسی نہ کسی کی ملکیت ہوتا ہے قصائی کا جانور بھی اس کے نام پر بیچ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سورہ بقرہ کی تفسیر میں اس وقت کی بدعات کا تذکرہ کر کے آخر میں لکھا۔

''وسر دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روا نباشد''

اس کے بعد اَلضُّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْذُوْرَاتِ کی اصل بیان فرمائی۔

فَمَنِ اضْطُرَّ اَیْ اَصَابَتْهُ الضُّرُوْرَةُ الدَّاعِیَةُ اِلٰی تَنَاوُلِ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ غَیْرَ بَاغٍ اَیْ طَالِبٌ مَا لَیْسَ لَهٗ طَلَبُهٗ بِاَنْ یَاْخُذَ ذٰلِکَ مِنْ مُضْطَرٍ اٰخَرَ مِثْلِهٖ وَاِلٰی هٰذَا ذَهَبَ کَثِیْرٌ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ اَیْ غَیْرِ مُتَنَاوِلٍ لِلَّذَةِ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَیْرُ بَاغٍ عَلَی الْاِمَامِ۔

وَّلَا عَادٍ اَیْ مُتَجَاوِزٍ قَدْرَ الضُّرُوْرَةِ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مُبَالِغٌ فِی الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ لَا یُؤَاخِذُهٗ بِذٰلِکَ وَ هٰذَا جَزَاءُ الشَّرْطِ لٰکِنَّ بِاِعْتِبَارِ لَازِمِ مَعْنَاهُ وَ هُوَ عَدَمُ الْمُؤَاخَذَةِ۔

وَ بَعْضُهُمْ قَالَ بِتَقْدِیْرِ جَزَاءٍ یَکُوْنُ هٰذَا تَعْلِیْلًا لَّهٗ وَلَا حَاجَةَ اِلَیْهِ - اَلْاُوْلٰی لِبَیَانِ اِنَّهٗ لَوْ لَمْ یُوْجَدِ الْقَیْدُ بِالْمَعْنَی السَّابِقِ لَتَحَقَّقَتِ الْحُرْمَتُه الْمَبْحُوْثُ عَنْهَا بَلْ لِلتَّحْذِیْرِ مِنْ حَرَامٍ اٰخَرَ وَهُوَ اَخْذُهٗ حَقَّ مُضْطَرٍ اٰخَرَ فَا کُلُهٗ فَاِنَّ حُرْمَتَهٗ لَیْسَتْ بِاِعْتِبَارِ کَوْنِهٖ لَحْمَ الْمَیْتَةِ بَلْ بِاِعْتِبَارِ کَوْنِهٖ حَقًّا لِّلْمُضْطَرِّ الْاٰخَرِ۔ (روح المعانی)

وَاَمَّا الْحَالُ الثَّانِیَةُ فَلِتَحْقِیْقِ زَوَالِ الْحُرْمَةِ الْمَبْحُوْثِ عَنْهَا قَطْعًا فَاِنَّ التَّجَاوُزَ عَنِ الْقَدْرِ الَّذِیْ یَسُدُّ بِهِ الرَّمَقُ حَرَامٌ مِنْ حَیْثُ اِنَّهٗ لَحْمُ الْمَیْتَةِ۔ (روح المعانی) ترجمہ

www.waseemziyai.com

اُضْطُرَّ۔ اضطرار سے بنا اس کا معنی مجبوری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ان حرام چیزوں کے کھانے پر مجبور ہونا پڑے جیسے جنگل میں تھا بھوک نے اس قدر مجبور کر دیا کہ جان خطرہ میں پڑ جائے یا کسی دشمن کے نرغے میں ہو۔

غَیْرَ بَاغٍ۔ بَاغٍ بغی سے بنا ہے اس کے معنی چاہنا تلاش کرنا لذت کے لئے حرام چیز کا کھانا یا استعمال کرنا۔

تو جو ناچار ہو جائے یعنی اسے ایسی ضرورت محسوس ہو کہ اسے مردار کے کھانے پر مجبور کر دے اور حکم شرعی سے بغاوت مقصود نہ ہو یعنی ایسا طالب ہو کہ اس حرام اور مردار کے حاصل کرنے میں دوسرے مضطرب بھی کھانے پر مجبور ہو اس میں اکثر مفسرین کے دو قول ہیں۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ مضطرب ایسا نہ ہو کہ حصول لذت کے لئے اس مردار کی طرف مائل ہو۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اجازت امام پر وہ کھائے اور مخالف امام شرع اکل کا مرتکب نہ ہو۔

وَّ لَا عَادٍ۔ سے یہی مراد ہے کہ بقدر ضرورت استعمال کرے اس سے متجاوز نہ ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت سے امید ہے کہ وہ ایسے مردار خور کو نہ پکڑے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ جزا شرط مذکور ہے یعنی بہ اعتبار معنی لازم یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے مضطر کے لئے عدم مواخذہ ہے۔

اور بعض نے یہ فرمایا بہ تقدیر جزا یہ جواز ہے ورنہ اس کی حاجت نہیں۔ آگے فرماتے ہوئے دو صورتیں بیان کیں۔

اول یہ کہ اگر وہ اضطرار اس معنی میں نہ ہو جو بیان ہوئے تو حرمت یقینی ہے۔ بلکہ تحذیراً ایک اور حرام بھی اس پر عائد ہو گا کہ دوسرے مضطر کا حق سلب کیا۔ تو جس نے مردار کسی مضطرب سے لے کر کھایا تو یہ حرمت حقیقی تو من حیث المیتۃ اس پر پہلے ہی تھی۔ دوسری حرمت یہ اور ہوئی کہ دوسرے مضطر سے لے کر کھایا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ زوال حرمت اس سے اس مقدار میں ہے جس سے ان کی رمق جان بچ سکے اس پر تجاوز قطعی حرام ہے اس لئے کہ وہ لحم المیتۃ ہے۔

تفسیر نسفی میں ہے۔

فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی یعنی اس وقت سے مراد ہے یا وحی قرآن مراد ہے۔ اس لئے کہ وحی میں جو حلال ہے اس کے سوا حرام ہے یا مویشیوں میں سے اس لئے کہ آیہ کریمہ بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ کی حرمت کے رد میں ہے اور موقوذہ۔ متردیہ۔ نطیحہ یہ بھی میتۃ سے ہی ہے اور اس آیت کریمہ میں اس امر کی تنبیہ ہے کہ حرمت صرف اور صرف وحی الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کی معتبر ہے نہ کہ ہوائے نفس سے جسے چاہا حلال یا حرام بنا لینا (کوئی کھانے کی چیز حرام) یعنی جانوروں میں سے کھانا حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے پر مگر یہ کہ وہ میتۃ ہو یا بہتا خون اس سے کلیجی اور تلی کی حلت ملتی ہے اس لئے کہ وہ سیال خون نہیں ہے یا گوشت سور کا کہ وہ نجس ہے یا بغیر حکم شرع کے جس پر اہلال لغیر اللہ ہو یعنی ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے تو جو مضطر ہو یعنی جسے ضرورت مجبور کرے حرام جانوروں کے کھانے پر غیر باغی ہوتے ہوئے اور نہ عادی یعنی متجاوز مقدار ضرورت سے کھانے والا تو بے شک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے یعنی ایسے آدمی پر مواخذہ نہ فرمائے گا۔

وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ۔ اور ان پر جو یہودی ہوئے ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر

www.waseemziyai.com

دیئے پرندوں میں ناخن والا جانور وہ ہے جس کا پنجہ ہوتا ہے اور ہر وہ جانور جو انگلی رکھتا ہو۔ خواہ چوپایہ ہو یا پرند اور اس میں اونٹ اور نعام یعنی شتر مرغ بھی داخل ہیں (بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں شتر مرغ اور بطخ اور اونٹ خاص طور پر مراد ہیں)

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ۔

گائے اور بکری کے اجزاء میں ان کی چربی یعنی انگلی والے جانوروں کا گوشت اور چربی اور ہر شے لیکن گائے اور بکری حرام نہیں کیں مگر چربیاں مگر وہ چربی جو پشت پر ریڑھ کی ہڈی سے لگی ہو یا آنتوں سے ملی ہو حوایا جمع ہے حاویہ یا حوویہ کی یا امعا یعنی آنتوں کے معنی میں مستعمل ہے اور جو ہڈی سے ملی ہو جیسے مخ یعنی گوداہڈی کا۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ٘ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

یہ حکم یہودیوں کی بے دینی اور بغاوت عن المذہب کی سزا تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ ۔

تو اگر آپ کو جھٹلائیں اور وحی کے حکم کو نہ مانیں تو فرما دیجئے کہ تمہارا رب وسیع رحمت ہے۔

اسی وجہ میں عذاب میں عجلت نہیں فرماتا اور اس کا عذاب کوئی رحمت الٰہی کے سوا لوٹا نہیں سکتا تو اس کی وسعت کو دیکھ کر غرہ نہ کرنا چاہئے۔ عذاب میں مہلت دینے کی یہ حکمت ہے کہ انہیں سوچنے کا موقعہ ملے شاید ایمان لے آئیں۔

اب اخبار غیبیہ میں سے ایک غیبی خبر یہاں بیان فرمائی جارہی ہے یعنی جو وہ کہنا چاہتے تھے اسے اپنے حبیب کو پہلے ہی بتادیا۔ حیث قال

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ ۔

عنقریب کہیں گے یہ مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ایسا ہی ان کے اگلوں نے جھٹلایا تھا حتیٰ کہ ہمارا عذاب چکھا۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ جو کچھ ہم نے کیا اللہ کی مشیت سے کیا اس بیان کو وہ اس امر کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ ہمارا حرام حلال ٹھہرانا جب اس کی مرضی اور مشیت سے تھا۔ تو اس سے وہ راضی تھا یہ عذر لنگ ان کے کچھ کام نہ آیا اس لئے کہ کسی امر کا مشیت میں ہونا اس کی مرضی اور مامور ہونے کو مستلزم نہیں۔ مرضی وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے بتائی گئی اور اس کا حکم دیا گیا۔ تفسیر نسفی میں ہے۔

ان کی دلیل بھی ویسی ہے جیسے عنقریب یہ کہیں گے جو مشرک ہیں۔ یہ خبر ہے من جانب اللہ اس قول کی جو مشرک کہنے والے تھے کہ اگر اللہ چاہتا یہ کہ ہم لوگ شرک نہ کریں تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا کرتے اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے لیکن جب اللہ نے چاہا تو ہم نے شرک کیا یہ ہمارا عذر ہے۔ اس کے معنی وہ یہ لیتے تھے کہ ان کا شرک اور ان کے آباؤ اجداد کا شرک اور تحریم ما احل اللہ مشیت الٰہی سے تھی اور اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو ہرگز کچھ نہ ہوتا ایسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا تھا۔ یعنی ان کا آپ کو جھٹلانا ایسے ہی طریقہ پر ہے جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔

ان کی دلیل بھی ویسی ہے جیسی ان سے پہلوں کی تھی۔ تو انہیں اس عذر لنگ نے نفع نہ دیا اس لئے کہ وہ جو کچھ کہہ چکے

MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

اور یہ کرر ہے ہیں ہرگز اپنے عقیدہ کے ماتحت نہیں کہہ رہے بلکہ استہزاء کہہ رہے ہیں اور مشیت الٰہی عزوجل کو حجت بنا کر اپنے کو معذور ٹھہرا رہے ہیں اور یہ جواب اور عذر مردود ہے۔ اس میں مشیت الٰہی عزوجل کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ مشیت بمعنی مرضی لے رہے ہیں جیسا کہ حسن رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کا منشا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ہمارے اور ہمارے آباؤ اجداد کے شرک وکفر سے راضی اور خوش تھا اور شرک ان کی مراد خاص تھا اس لئے کہ مشیت علیحدہ چیز ہے اور رضاء الٰہی علیحدہ۔

دیکھو قرآن میں ہے فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ ۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب ہدایت پر ہی کر دیئے جاتے گو یا خبر دی گئی کہ اگر اللہ ان سے ہدایت چاہتا تو سب ایمان لے آتے مگر جب اللہ نے نہ چاہا اور سب کا ایمان مشیت الٰہی میں نہ تھا۔ بلکہ بعض ایمان والے بنائے اور بعض کو کفر پر بنایا (اور ظاہر ہے کہ صانع مطلق کا اچھا برا بنانا اس کے اظہار کمال صنعت کے لئے تھا نہ کہ اظہار رضا کے لئے) تو لازم آیا کہ مشیت اظہار صنعت کے لئے ہے اور اس سے دفع تناقص بھی واضح ہو گیا کہ مشرکین کا یہ الزام محض عذر لنگ ہے اور رضا علیحدہ اور مشیت علیحدہ۔

آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ ۔

فرمادیجئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جس سے تمہاری حجت صحیح ہو سکے تو اسے نکالو ہمارے لئے یعنی ظاہر کرو اسے تم تو نہیں مگر پیروی کرتے ہو نرے گمان کی اور تم نہیں مگر انکل سے بات بنا رہے ہو اور سچے حکم کو جھٹلاتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ ۔

فرمادیجئے اللہ ہی کی حجت پوری ہے تم پر لازم ہے کہ اس کے احکام و ممانعت کی پیروی کرو اور تمہارے عذر کی اللہ کی مشیت پر کوئی حجت نہیں تو اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا یعنی اگر اللہ تمہارے لئے ہدایت چاہتا تو تم ہدایت پر سب کے سب آجاتے۔

اس سے معتزلہ کا یہ اصول باطل ہوتا ہے جو ان کے یہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجبور ہے کہ بندوں کے لئے بہتر ہی کرے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ ۔

فرمادیجئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ بے شک اللہ نے یہ (جانور سائبہ۔ وصیلہ وغیرہ) حرام کئے ہیں جیسا کہ ان کا گمان ہے تو اگر وہ گواہی دیں تو (اے سننے والے) تو ان کے ساتھ گواہی نہ دے۔ اور اگر وہ گواہی دیں تو اسے تسلیم نہ کرو۔ اس لئے کہ اگر تم نے ان کی گواہی کو تسلیم کر لیا تو تم بھی گویا ان جیسے گواہوں سے ہو کر ایک ہو جاؤ گے۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ۔

اور (اے سننے والے) ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چل جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ متبع ہوئے مشرکین کے اور جو آخرت پر ایمان نہ لائے اور اپنے رب کے ساتھ برابر والے ٹھہرائے یعنی بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کرے اس کے مشرک ہونے میں کلام نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم - سورۃ الانعام - پ ۸

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

فرمادیجئے آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو حرام کیا تمہارے رب نے تم پر یہ کہ نہ شریک کرو اس کے ساتھ کچھ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث ہم روزی دیتے ہیں تمہیں اور انہیں اور نہ قریب جاؤ بے حیائیوں کے جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور نہ قتل کرو اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی مگر قانون حق سے یہ تمہیں حکم فرماتا ہے تاکہ تمہیں عقل ہو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسی طرح سے کہ اس کے حق میں بہتر ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورا ماپو اور پورا تولو انصاف کے ساتھ۔ نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جان کو مگر اس کی قدرت تک اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو یہ تمہیں حکم دیتا ہے اللہ تاکہ تم نصیحت مانو۔

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو ادھر ادھر کے راہوں کی کہ تمہیں متفرق کر دے اللہ کے راستہ سے یہ تمہیں حکم ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

پھر ہم نے دی موسیٰ کو کتاب پورا احسان کرنے اور نیکوں پر اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ اپنے رب سے ملنے کا ایمان لائیں۔

حل لغات رکوع ششم - سورۃ الانعام - پ ۸

قُلْ - کہو	تَعَالَوْا - آؤ	اَتْلُ - پڑھوں میں	مَا - جو
حَرَّمَ - حرام کیا	رَبُّكُمْ - تمہارے رب نے	عَلَيْكُمْ - تم پر	اَلَّا - یہ کہ نہ
تُشْرِكُوْا - شریک بناؤ	بِهٖ - اس کے ساتھ	شَيْـًٔا - کسی کو	وَّ - اور
بِالْوَالِدَيْنِ - ماں باپ کے ساتھ		اِحْسَانًا - احسان کرنا	وَ - اور
لَا - نہ	تَقْتُلُوْٓا - قتل کرو	اَوْلَادَ - اولاد	كُمْ - اپنی کو
مِّنْ - ڈر	اِمْلَاقٍ - خرچ سے	نَحْنُ - ہم	نَرْزُقُكُمْ - رزق دیتے ہیں تم کو

MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	اِیَّا۔ان کو	هُمْ۔بھی	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَقْرَبُوا۔قریب جاؤ	الْفَوَاحِشَ۔بےحیائیوں کے	مَا۔جو
ظَهَرَ۔ظاہر ہو	مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	مَا۔جو
بَطَنَ۔باطن ہو	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَقْتُلُوا۔قتل کرو
النَّفْسَ۔جان	الَّتِیْ۔ایسی کو کہ	حَرَّمَ۔حرام کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے
اِلَّا۔مگر	بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	ذٰلِكُمْ۔یہ	وَصّٰكُمْ۔نصیحت کرتا ہے
بِهٖ۔اس کی	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ۔سمجھو	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَقْرَبُوا۔قریب جاؤ	مَالَ۔مال	الْيَتِيْمِ۔یتیم کے
اِلَّا۔مگر	بِالَّتِیْ۔ایسی طرح کہ	هِیَ۔وہ	اَحْسَنُ۔بہتر ہو
حَتّٰی۔یہاں تک کہ	يَبْلُغَ۔پہنچے	اَشُدَّ۔جوانی	هٗ۔اپنی کو
وَ۔اور	اَوْفُوا۔پورا کرو	الْكَيْلَ۔ماپ	وَ۔اور
الْمِيْزَانَ۔تول	بِالْقِسْطِ۔انصاف سے	لَا۔نہیں	نُكَلِّفُ۔تکلیف دیتے ہم
نَفْسًا۔کسی کو	اِلَّا۔مگر	وُسْعَهَا۔اس کی طاقت تک	وَ۔اور
اِذَا۔جب	قُلْتُمْ۔کہو	فَاعْدِلُوْا۔تو انصاف کرو	وَ۔اور
لَوْ۔اگرچہ	كَانَ۔ہو	ذَا۔صاحب	قُرْبٰی۔قرابت
وَ۔اور	بِعَهْدِ۔عہد	اللّٰهِ۔اللہ کا	اَوْفُوْا۔پورا کرو
ذٰلِكُمْ۔یہ	وَصّٰكُمْ۔نصیحت کرتا ہے	بِهٖ۔اس کی	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑو	وَاَنَّ۔اور بےشک	هٰذَا۔یہ	صِرَاطِیْ۔میرا راستہ
مُسْتَقِيْمًا۔سیدھا ہے	فَاتَّبِعُوْ۔پیروی کرو	هُ۔اس کی	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَتَّبِعُوا۔پیروی کرو	السُّبُلَ۔اور راہوں کی	فَتَفَرَّقَ۔متفرق کردیں گے
بِكُمْ۔تم کو	عَنْ سَبِيْلِهٖ۔اس کی راہ سے	ذٰلِكُمْ۔یہ	وَصّٰكُمْ۔نصیحت کرتا ہے
بِهٖ۔تم کو اس کی	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تَتَّقُوْنَ۔ڈرو	ثُمَّ۔پھر
اٰتَيْنَا۔دی ہم نے	مُوْسَى۔موسیٰ کو	الْكِتٰبَ۔کتاب	تَمَامًا۔پورا کرنے کو
عَلَی۔اوپر	الَّذِیْٓ۔اس کے	اَحْسَنَ۔جو نیک ہے	وَ۔اور
تَفْصِيْلًا۔تفصیل	لِّكُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کی	وَّ۔اور
هُدًی۔ہدایت	وَّ۔اور	رَحْمَةً۔رحمت	لَّعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
بِلِقَآءِ۔ملاقات	رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی	يُؤْمِنُوْنَ۔مانیں	

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر رکوع ششم - سورۃ الانعام - پ ۸

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

فرمادیجئے آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو حرام کیا تمہارے رب نے تم پر یہ کہ اس کا کوئی بھی شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے ہم روزی دیتے ہیں تمہیں اور انہیں۔ اور نہ قریب جاؤ بے حیائیوں کے جو علانیہ ہوں اس سے اور جو چھپی ہوں۔ اور نہ مارو اس جان کو جس کی حرمت اللہ نے رکھی مگر حق شرعی سے یہ حکم ہے تمہیں تاکہ تمہیں عقل ہو۔

آیات بالا میں پانچ احکام نافذ فرمائے گئے۔

اول اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اس لئے کہ وہ احد اور فرد ہے لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔

دوسرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس لئے کہ ان کے حقوق اتنے ہیں کہ اولاد اپنی پوری عمر میں بھی پورے نہیں کر سکتی۔ انہوں نے پرورش کیا۔ شفقت کے ساتھ پالا مہربانی کے ساتھ سلوک کیا۔ ہر خطرے سے حفاظت کی ایسے محسن کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ احسان سے مراد ان کے ساتھ بھلائی کرنا ہے ان کے سامنے ایسے رہے جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے رہتا ہے۔

تیسرے اولاد کے قتل کی ممانعت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اولاد کو زندہ در گور کر دینے کا رواج تھا۔ اس کی حرمت بیان فرمائی ان میں خوف ناداری سے اولاد کو قتل کر دینے کا رواج تھا۔

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ۔ اس قسم کی وحشیانہ حرکت سے منع کر کے اطمینان دلایا کہ روزی دینے والے تمہیں اور انہیں ہم ہیں۔

اِمْلَاقٍ۔ کے معنی فقیری۔ دیوالیہ ہونا ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ آئندہ محتاج ہونے کا خطرہ۔

چوتھے بے حیائی کے افعال سے منع فرمایا اور ایسے افعال قبیحہ دو طرح ہوتے ہیں علانیہ اور خفیہ تو اس میں انسان اگر علانیہ فحش کاری سے بچ کر خفیہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے تو ظاہر ہے ظاہری معصیت بھی للّٰہیت کی غرض سے ترک نہیں کی جاتی۔ بلکہ لوگوں میں رسوائی سے بچنے کے لئے وہ علانیہ بے حیائی سے بچ کر خفیہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و ثواب کا صرف وہ مستحق ہے جو محض خوف الٰہی عزوجل سے ترک معصیت کرے اسی بناء پر فرمایا۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ۔ ظاہری بے حیائی بھی چھوڑو اور باطنی بے حیائی بھی ترک کرو۔

فَاحِشَه۔ کا مادہ فحش ہے اس کے معنی حد سے بڑھ کر جرم کرنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فحش سے زنا مراد ہے۔ زنا کو فواحش فرمایا گیا۔ زنا کے اسباب میں بے پردگی بھی ہے اس کی ممانعت فرمادی گئی۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ۔

www.waseemziyai.com

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ۔

اور ایسی جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ۔

اور پانچویں کسی جان کا بلاحکم شرعی قتل کرنے کی ممانعت فرمائی اور اِلَّا بِالۡحَقِّ سے استثناء اس لئے فرمایا کہ قصاص وغیرہ میں قضاء قاضی سے جو قتل ہو وہ قتل ممنوع نہیں۔ مثلاً مرتد کا قتل بحکم قاضی یا قصاص یا شادی شدہ کا رجم سزائے زنا میں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تینوں سببوں سے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کر بیٹھے تو رجم ہوگا۔ کسی کو ناحق قتل کرڈالا تو قصاص میں قتل ہوگا یا دین چھوڑ کر مرتد ہوگیا تو قتل ہوگا۔

چھٹا حکم فرمایا وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ ۚ۔ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے کہ اس کے حق میں بہتر ہو۔ یعنی اس یتیم کو اس سے کچھ فائدہ ہو۔

یتیم۔ یتم کے معنی اکیلا ہونا وہ یتیم بچہ جس کا والد فوت ہو چکا ہو۔ یتیم کا وہ مال جو اسے میراث میں ملا ہو یا اس کی ملکیت ہو یا کمایا ہوا ہو۔

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو اس کا مال اس کے سپرد کردو۔ اب تفسیر نسفی سے آیہ کریمہ کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

قُلْ لِلَّذِیْنَ حَرَّمُوا الْحَرْثَ وَالْاَنْعَامَ تَعَالَوْا وَاَصْلُہٗ اَنْ یَّقُوْلَہٗ مَنْ کَانَ فِیْ مَکَانٍ عَالٍ لِمَنْ ھُوَ اَسْفَلَ مِنْہُ اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکَ الَّذِیْ حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّاتُشْرِکُوا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ اَحْسِنُوا بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ لَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَکُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ مِنْ اَجْلِ فَقْرٍ وَ مِنْ خَشْیَتِہٖ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لِاَنَّ رِزْقَ الْعَبِیْدِ عَلٰی مَوْلَاھُمْ وَ لَاتَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا مَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الْخَلْقِ وَمَا بَطَنَ مَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ اللّٰہِ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَالْقِصَاصُ وَالْقَتْلُ عَلَی الرِّدَّۃِ وَالرَّجْمِ ذٰلِکُمْ وَ صّٰکُمْ بِہٖ اَیِ الْمَذْکُوْرُ مُفَصَّلًا اَمَرَ کُمْ رَبُّکُمْ بِحِفْظِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ — تَعْقِلُوْا عِظَمَھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِلَا بِالْخَصْلَۃِ الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ مَبْلَغَ حِلْمِہٖ فَاذْفَعُوْا اِلَیْہِ وَ وَاحِدُہٗ شَدٌّ۔ (تفسیر نسفی)

یہاں تک تفسیر کا ترجمہ وہی ہے جو اول بیان ہو چکا اس کے آگے جو تفسیر ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ ۚ۔ اور پورا کرو ماپ اور تول انصاف کے ساتھ۔

یعنی عدل کے ساتھ پورا ناپو اور صحیح تول کرو۔ اَوۡفُوا۔ ایفا سے ہے اس کے معنی پورا دینا ہے۔ کیل ایک پیمانہ ہے جسے پاکستان میں ٹوپہ اور عرب میں صاع کہتے ہیں۔ میزان ترازو کو کہتے ہیں۔ قسط کا معنی انصاف ہے یعنی ناپ تول سے لین دین کرنے والوں کو حکم ہے کہ انصاف پر قائم رہیں۔

لَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ۚ۔ ہم تکلیف نہیں دیتے کسی جان کو مگر مقدور کے موافق۔

یعنی جس تکلیف کی برداشت سے عاجز نہ ہو اتنی ہی تکلیف دیتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو اس جوانمردی کرنے والے شخص پر جو خرید وفروخت کے وقت

www.waseemziyai.com

جوانمردی کرتا ہے۔ (رواہ البخاری)

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ ۔اور جب بات کہو انصاف کی کہو یعنی سچ بولو اگر چہ تمہارے رشتہ دار کے معاملہ میں ہو یعنی کہنے والی بات اس کے قرابت دار پر ہو یا غیر پر۔

قُرْبٰى۔ مصدر ہے اس کے معنی قرابت دار ہے یعنی تم جس کے بارے میں فیصلہ کر رہے ہو وہ تمہارا قرابت دار رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین قسم کے قاضی ہوں گے۔ جس نے حق پہچانا اور حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ لیکن جس نے حق وانصاف کو پہچان لیا مگر فیصلہ میں ظلم کیا وہ دوزخ میں جائے گا اور جس نے جہالت کے باوجود فیصلہ کیا وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ۙ۔

اور عہد اللہ کا پورا کرو۔ یہ چیزیں وصیت فرمائیں تم کو اس کی تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ عزوجل کا معاہدہ یوم میثاق والا ہے جس کی تفسیر پارہ ۳ میں بیان ہو چکی ہے یا نذر یا قسم یا وہ عہد جو کسی بندے نے کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر کیا ہو پورا کرنا یا پورا کرو یہ جو حکم دیئے گئے ہیں اس کی تاکید فرمائی گئی ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو یعنی جو حکم دیا گیا ہے اس سے نصیحت پکڑو ان سب باتوں کا اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم فرماتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ ۔اور تحقیق یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو یعنی اس کی پیروی کرو۔

وَ اَنَّ هٰذَا ۔ سے پہلے فعل محذوف ہے اصل میں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اِنَّ هَذَا تھا کہ میں تم کو سناتا ہوں کہ یہ میرا راستہ ہے مُسْتَقِیْمًا صِرَاطِیْ سے حال ہے کہ میرا سیدھا راستہ یعنی توحید ونبوت انبیاء کا لایا ہوا دین۔

وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾۔

اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ہو تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ اپنی اپنی من مانی مختلف راہوں پر نہ چلو۔ یعنی مختلف راستے دین میں مثل یہود ونصاریٰ یا مجوسی یا تمام گمراہ طریقے کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں یعنی صراط مستقیم سے ہٹا کر دین اسلام سے منحرف کر کے گمراہ طریقہ پر ڈال دے گا۔

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ ہدایت کا راستہ ہے اور یہی اللہ تک پہنچنے کی راہ ہے اس کی پیروی کرو۔ پھر اس کے ہر دوسمت چھ چھ خط کھینچے گئے۔ اسی طرح اور فرمایا یہ راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان کھڑا ہوا بلا رہا ہے۔ لہٰذا اس سے بچو پھر یہ آیہ کریمہ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ۔تلاوت فرمائی تو اس حساب سے بارہ راستہ بن گئے جو ہر راستہ پر قائم ہو گئے۔ یعنی ہر خط سے جا کر بارہ شاخوں میں بھٹک سکتا ہے اسی بنا پر بارہ چھکے بہتر طبقہ اور فرقے بن گئے۔

اس لئے کہ ہر فرقہ بارہ فرقوں میں منقسم ہو جائے گا۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں یہ آیت توریت کی اول آیت سے ہے۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾۔

یہ تمہیں حکم فرمایا تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ اور پرہیزگاری امید پر کہ انہیں تقویٰ آئے۔

www.waseemziyar.com

اس کے بعد علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ

اس رکوع میں اول چھ احکام فرما کر تعقلون فرمایا۔ پھر تذکرون فرمایا۔ پھر تتقون ارشاد ہوا اس لئے کہ جب عقل صحیح آئے گی تو راہ راست کی فکر ہوگی اور نصیحت قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوگی اور جب نصیحت اور تذکر سے متمتع ہوگا تو تقویٰ و طہارت کی طرف میلان ہو سکے گا تو پھر محرمات سے اجتناب کی استعداد پیدا ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی یعنی ہم انہیں یہ خبر دیتے ہیں عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ جن پر احسان فرمایا اور وہ نیک اور صالح ہیں اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تاکہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں تفصیل ان چیزوں کی جس کی احتیاج بندوں کو ہوتی ہے اپنے دین میں اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد تصدیق بعد الموت اور حساب حشر اور رویت الٰہی پر ایمان لاتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم - سورۃ الانعام - پ ۸

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور یہ کتاب نازل کی ہم نے برکت والی ہے تو پیروی کرو اس کی اور پرہیزگار بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

یہ نہ کہنا کہ جز ایں نیست کہ نازل ہو چکی ہے کتاب دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور یقیناً ہم اس کی تعلیم سے بے خبر تھے۔

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یا یہ کہنے لگو کہ اگر ہم پر نازل ہوتی کتاب تو ہم ہوتے ان سے زیادہ ہدایت پر تو یقیناً آئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت تو ان سے زیادہ ظالم کون ہے جو جھٹلائیں اللہ کی آیتیں اور منہ پھیریں اس سے عنقریب سزا دیں گے ہم اسے جو منہ پھیرے ہماری آیتوں سے برے عذاب کی بوجہ اس کے کہ تھے وہ منہ پھیرتے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

کیا انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے ان کے پاس تمہارے رب کا (عذاب) یا آئے کوئی نشان تمہارے رب کا جس دن آئے گی کوئی نشانی تمہارے رب کی نہ نفع دے گا کسی جان کو اس کا ایمان لانا جو نہ تھے ایمان لائے پہلے یا نہ کمائی اپنے ایمان میں کوئی

www.waseemziyai.com

بھلائی فرما دیجئے انتظار کرو ہم بھی انتظار میں ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ
مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

بے شک وہ جنہوں نے تفریق کر ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ نہیں (اے محبوب) تمہیں ان سے کوئی علاقہ سوا اس کے کہ ان کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ
جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا
يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

جو لائے ایک نیکی تو اسے دس گنی نیکیاں ہیں اور جو لائے ایک گناہ تو اسے بدلہ نہیں مگر ایک کی برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ

فرما دیجئے بے شک مجھے میرے رب نے ہدایت کی سیدھی راہ کی۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

وہ دین جو قائم ہے ملت ابراہیم پر ہر باطل سے جدا اور نہ تھے وہ مشرک۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ۙ

فرما دیجئے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

نہیں کوئی شریک اس کا اور اسی سے مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَ
لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور نہیں کماتی کوئی جان مگر اسی پر ہے اور نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا پھر طرف تمہارے رب کی لوٹنا ہے تو وہ بتادے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ
بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ
اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ

اور وہی ہے جس نے کیا تمہارے لئے خلیفہ زمین میں اور بلند کیا بعض تمہارے کو اوپر بعض کے درجوں میں تاکہ تمہیں آزمائے بیچ اس کے جو تمہیں دیا ہے بے شک تمہارا رب جلدی فرمانے والا ہے عذاب میں۔

وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع ہفتم ۔ سورۃ الانعام ۔ پ ۸

وَ۔اور	هٰذَا۔یہ	كِتٰبٌ۔کتاب ہے	اَنْزَلْنٰهُ۔ہم نے اس
کواتارا	مُبٰرَكٌ۔برکت والی	فَاتَّبِعُوْ۔تو پیروی کرو	هُ۔اس کی
وَ۔اور	اتَّقُوْا۔ڈرو	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تُرْحَمُوْنَ۔رحم کیے جاؤ
اَنْ۔یہ کہ	تَقُوْلُوْٓا۔تم کہو	اِنَّمَآ۔اس کے سوانہیں کہ	اُنْزِلَ۔اتاری گئی
الْكِتٰبُ۔کتاب	عَلٰى۔اوپر	طَآىِٕفَتَيْنِ۔دو جماعتوں کے	
مِنْ قَبْلِنَا۔ہم سے پہلے	وَ۔اور	اِنْ۔بے شک	كُنَّا۔ہم تھے
عَنْ دِرَاسَتِهِمْ۔ان کے پڑھنے سے		لَغٰفِلِيْنَ۔یقیناً بے خبر	اَوْ۔یا
تَقُوْلُوْا۔تم کہو	لَوْ۔اگر	اَنَّآ۔بے شک	اُنْزِلَ۔اتاری جاتی
عَلَيْنَا۔ہم پر	الْكِتٰبُ۔کتاب	لَكُنَّآ۔تو ہوتے ہم	اَهْدٰى۔زیادہ ہدایت والے
مِنْهُمْ۔ان سے	فَقَدْ۔تو بے شک	جَآءَ۔آئی	كُمْ۔تمہارے پاس
بَيِّنَةٌ۔دلیل	مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب کی طرف سے		وَ۔اور
هُدًى۔ہدایت	وَّ۔اور	رَحْمَةٌ۔رحمت	فَمَنْ۔تو کون
اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے	مِمَّنْ۔اس سے جو	كَذَّبَ۔جھٹلائے	بِاٰيٰتِ۔آیات
اللّٰهِ۔الٰہی کو	وَ۔اور	صَدَفَ۔رک جائے	عَنْهَا۔اس سے
سَنَجْزِي۔جلدی بدلہ دیں گے ہم		الَّذِيْنَ۔ان کو جو	يَصْدِفُوْنَ۔رکتے ہیں
عَنْ اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں سے		سُوْٓءَ۔برے	الْعَذَابِ۔عذاب کا
بِمَا۔بدلے اس کے کہ	كَانُوْا۔تھے وہ	يَصْدِفُوْنَ۔رکتے	هَلْ۔نہیں
يَنْظُرُوْنَ۔انتظار کرتے	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ	تَاْتِيَهُمُ۔آئیں ان کے پاس
الْمَلٰٓىِٕكَةُ۔فرشتے	اَوْ۔یا	يَاْتِيَ۔آئے	رَبُّكَ۔تیرا رب
اَوْ۔یا	يَاْتِيَ۔آئیں	بَعْضُ۔بعض	اٰيٰتِ۔نشانیاں
رَبِّكَ۔تیرے رب کی تو	لَا۔نہ	يَنْفَعُ۔نفع دے گا	نَفْسًا۔کسی آدمی کو
اِيْمَانُهَا۔اس کا ایمان کہ	لَمْ۔نہ	تَكُنْ۔تھا	اٰمَنَتْ۔ایمان لایا
مِنْ قَبْلُ۔پہلے	اَوْ۔یا	كَسَبَتْ۔کمائے	فِيْٓ۔بیچ
اِيْمَانِهَا۔اپنے ایمان کے	خَيْرًا۔بھلائی	قُلِ۔کہہ دیں	انْتَظِرُوْٓا۔انتظار کرو
اِنَّا۔بے شک ہم بھی ہیں	مُنْتَظِرُوْنَ۔انتظار کرنے والے		اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو	فَرَّقُوْا۔ٹکڑے کر بیٹھے	دِيْنَهُمْ۔اپنا دین	وَ۔اور
كَانُوْا۔ہو گئے	شِيَعًا۔ٹکڑے ٹکڑے	لَّسْتَ۔نہیں تو	مِنْهُمْ۔ان سے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فِيْ۔ بیچ	شَيْءٍ۔ کسی چیز کے	اِنَّمَآ۔ جزایں نیست کہ	اَمْرُ۔ معاملہ
هُمْ۔ ان کا	اِلَى۔ طرف	اللهِ۔ اللہ کی ہے	ثُمَّ۔ پھر
يُنَبِّئُهُمْ۔ خبر دے گا ان کو	بِمَا۔ اس کی کہ	كَانُوْا۔ تھے وہ	يَفْعَلُوْنَ۔ کرتے
مَنْ۔ جو	جَآءَ۔ لائے گا	بِالْحَسَنَةِ۔ نیکی	فَلَهٗ۔ تو اس کے لئے ہے
عَشْرُ۔ دس	اَمْثَالِهَا۔ مثل اس کی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
جَآءَ۔ لائے گا	بِالسَّيِّئَةِ۔ برائی	فَلَا۔ تو نہ	يُجْزٰٓى۔ بدلہ دیا جائے گا
اِلَّا۔ مگر	مِثْلَهَا۔ برابر اس کے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
لَا۔ نہ	يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جائیں گے	قُلْ۔ کہو	اِنَّنِيْ۔ بے شک مجھے
هَدٰى۔ ہدایت کی	نِيْ۔ مجھ کو	رَبِّيْٓ۔ میرے رب نے	اِلٰى۔ طرف
صِرَاطٍ۔ راستے	مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھے کی	دِيْنًا۔ دین	قِيَمًا۔ قائم
مِّلَّةَ۔ ملت	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم	حَنِيْفًا۔ ایک رخ کی	وَ۔ اور
مَا۔ نہ	كَانَ۔ تھا	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے	
قُلْ۔ کہہ دیں	اِنَّ۔ بے شک	صَلَاتِيْ۔ میری نماز	وَ۔ اور
نُسُكِيْ۔ میری قربانی	وَ۔ اور	مَحْيَايَ۔ میری زندگی	وَ۔ اور
مَمَاتِيْ۔ میری موت	لِلّٰهِ۔ اللہ	رَبِّ۔ رب	الْعٰلَمِيْنَ۔ العالمین کے
لئے ہے	لَا۔ نہیں	شَرِيْكَ۔ کوئی شریک	لَهٗ۔ اس کا
وَ۔ اور	بِذٰلِكَ۔ اسی کا	اُمِرْتُ۔ میں حکم دیا گیا ہوں	وَ۔ اور
اَنَا۔ میں	اَوَّلُ۔ پہلا	الْمُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبردار ہوں	قُلْ۔ کہہ دیں
اَ۔ کیا	غَيْرَ۔ سوا	اللهِ۔ اللہ کے	اَبْغِيْ۔ میں تلاش کرو
رَبًّا۔ کوئی رب	وَّ۔ اور	هُوَ۔ وہ	رَبُّ۔ رب ہے
كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کا	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
تَكْسِبُ۔ کماتی	كُلُّ۔ ہر	نَفْسٍ۔ جان	اِلَّا۔ مگر
عَلَيْهَا۔ اسی پر ہے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	تَزِرُ۔ اٹھائے گا
وَازِرَةٌ۔ کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا		وِّزْرَ۔ بوجھ	اُخْرٰى۔ دوسرے کا
ثُمَّ۔ پھر	اِلٰى۔ طرف	رَبِّكُمْ۔ رب تمہارے کے ہے	مَّرْجِعُكُمْ۔ لوٹنا تمہارا
فَيُنَبِّئُكُمْ۔ پھر خبر دے گا تم کو	بِمَا۔ کہ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	فِيْهِ۔ اس میں
تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے
جَعَلَكُمْ۔ بنایا تم کو	خَلٰٓئِفَ۔ جانشین	الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

رَفَعَ۔ بلند کیا	بَعْضَكُمْ۔ بعض تمہارے کو	فَوْقَ۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے
دَرَجٰتٍ۔ درجوں میں	لِّيَبْلُوَ۔ تا کہ آزمائے	كُمْ۔ تم کو	فِيْ۔ بیچ
مَآ۔ اس کے جو	اٰتٰىكُمْ۔ دیا تم کو	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب
سَرِيْعُ۔ جلدی	الْعِقَابِ۔ سزا دینے والا ہے	وَ۔ اور	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے		

مختصر تفسیر رکوع ہفتم - سورۃ الانعام - پ ۸

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

اور یہ کتاب یعنی قرآن کریم نازل کیا ہم نے اسے برکت والی تو اس کی پیروی کرو یعنی یہ کتاب کثیر الخیر ہے واتقوا مخالفتہٖ یعنی پرہیز کرو اس کی مخالفت سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اَنْ تقولوا کَرَاھَۃَ اَنْ تقولوا۔ کہیں یہ نہ کہو کہ جزا ایں نیست کہ کتاب تو ہم سے پہلے اتری تھی دو گرہوں پر یعنی اہل توریت و اہل انجیل پر یہ دلیل ہے اس کی کہ مجوس اہل کتاب نہیں وَاِنْ کُنَّا عَنْ دَرَاسَتِھِمْ عَنْ تِلَاوَۃِ کُتُبِھِمْ لَغَافِلِیْنَ لَا عِلْمَ لَنَا بِشَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ۔

وَالْاَصْلُ وَاِنَّہٗ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِھِمْ غَافِلِیْنَ وَ لُمَرَادُ اِثْبَاتُ الْحُجَّۃِ عَلَیْھِمْ بِاِنْزَالِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْلَا یَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ التَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ اُنْزِلَا عَلٰی طَائِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَ کُنَّا غَافِلِیْنَ عَمَّا فِیْھَا۔

یعنی ہم تو ان کی تلاوت سے غافل تھے یعنی ہمیں اس کا کچھ علم نہ تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر حجت قائم ہو جائے قرآن کریم کے نزول سے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں بروز قیامت کہ توریت اور انجیل تو دو گروہوں پر ہم سے پہلے نازل ہوئی تھیں اور ہم اس سے جاہل تھے جو کچھ اس میں تھا کیونکہ وہ ہماری زبان ہی میں نہ تھیں۔ نہ ہمیں کسی نے ان کے معنی بتائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کے اس بہانہ کو بھی دفع فرما دیا۔ (تفسیر نسفی)

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ۔

یا کہو اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔

عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪۔ ہم سے پہلے دونوں فرقوں پر اتری تھیں۔ علی طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یعنی کفار کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ یہود و نصاریٰ پر کتابیں نازل ہوئیں۔

وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾۔ ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل ناواقف تھے۔ اِنْ کُنَّا میں ان مخففہ ہے اسی لئے خبر میں لام لایا گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم بدعقلی کا شکار رہے اور ان کتابوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ہم ان کی طرح خفیف العقل اور نادان نہیں۔ ہماری عقلیں زود فہم و فراست ایسی ہیں کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ضرور ہدایت قبول کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کا یہ عذر بھی دفع فرما دیا۔ (خلاصہ مفہوم از روح المعانی و تفسیر نسفی) آگے ارشاد ہوا۔

MARKAZ-UL-ULOOM-E ISLAMIA ACADEMY

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۔ تو تمہارے پاس یقیناً آ گئی روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ۔ یعنی یہ قرآن کریم آ گیا جس میں حجت واضحہ اور بیان ساطعہ اور ہدایت و رحمت ہے۔ (تفسیر نسفی)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے بعد اس امر کے کہ جان لیا انہوں نے کہ وہ صحیح اور سچ ہیں۔

وَصَدَفَ عَنْهَا ۔ منہ پھیرا ان سے یعنی ان کی صداقت سے اعراض کرے۔

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ۔

عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ پھیرتے ہیں ہماری آیتوں سے ہم انہیں برے عذاب سے اس بدلے میں کہ وہ منہ پھیر رہے ہیں ۔ یہ انتہائے عذاب سخت تکلیف کی اطلاع ہے ان کے اعراض کی وجہ سے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۔

کیا انتظار باقی ہے مگر یہ کہ ان کے پاس فرشتے آئیں ان کی روح قبض کرنے کے لئے یا تمہارے رب کا حکم آئے اور وہ عذاب یا قیامت ہے قیامت کی نشانیوں میں سے۔

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا ۔ لیکن جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی نہ نفع دے گا کسی کو۔

جمہور مفسرین کے نزدیک اس نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے۔

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قیامت کے بارے میں باہم گفتگو میں مشغول تھے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ جب تک قیامت سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھو گے قیامت نہیں آئے گی پھر آپ نے امور ذیل کا ذکر فرمایا۔

دھواں ۔ دجال ۔ دابۃ الارض ۔ مغرب سے سورج کا طلوع ۔ عیسیٰ بن مریم کا اترنا ۔ یاجوج ماجوج کا خروج ۔ تین مرتبہ زمین کا دھنسنا ایک بار مغرب میں ایک بار جزیرہ عرب میں ۔ آخر میں یمن سے ایک آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف کھدیڑ کر لے جائی گی وغیرہ وغیرہ ۔ (رواہ مسلم)

بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے اور جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سب کافر مسلمان ہو جائیں گے لیکن اس وقت ان کا ایمان لانا ان کو نفع نہ دے گا اور نہ ایمان قبول ہوگا۔

قیامت کی نشانیاں

جو احادیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی تحریر کر دی جائیں تاکہ دجال اور امام مہدی کے متعلق جو لوگ غلط فہمی میں ہیں وہ ان احادیث کی روشنی میں اپنے عقائد کی اصلاح کر سکیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث بھی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ فرمایا کہ لوگو اس امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حکم رجم کا انکار کریں گے ۔ خروج دجال کی تکذیب کریں گے پچھم کی طرف سے آفتاب کے طلوع کی اطلاع کو جھوٹا قرار دیں گے ۔ عذاب قبر کی تکذیب کریں گے ۔ وقوع شفاعت کے بھی قائل نہ ہوں گے ۔ دوزخ سے کچھ لوگوں کو جھلسنے کے بعد نکالے جانے کا انکار کریں گے ۔ العیاذ باللہ

www.waseemziyai.com

علامات قیامت

احادیث کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی مغرب سے طلوع آفتاب اور دن چڑھتے دابۃ الارض کا خروج ہوگا۔ ان دونوں علامتوں میں سے جو بھی پہلے ہو جائے اس کے فوراً بعد دوسری علامت کا ظہور ہوگا۔ (رواہ مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا۔ دجال جوان ژولیدہ مو ہوگا جس کی ایک آنکھ باہر کو ابھری ہوگی یعنی پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی گویا عبدالعزی بن قطن سے میں اس کو تشبیہ دے سکتا ہوں اگر تم میں سے کوئی اس کو پالے تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات اس پر پڑھے وہ آیات دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہیں۔ دجال شام و عراق کے درمیان خلہ میں برآمد ہوگا دائیں بائیں تباہی مچائے گا۔

اے اللہ کے بندو تم ایمان پر جمے رہنا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قیام زمین پر کتنی مدت ہوگا؟

فرمایا چالیس روز اس میں ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے ان دنوں کی طرح ہوں گے۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نمازیں ہوں گی یا کوئی اور صورت ہوگی؟

فرمایا نہیں اس کا اندازہ کر لینا۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ زمین پر کتنی تیز رفتار سے چلے گا؟

فرمایا جیسے ہوا کہ اپنے پیچھے بارش لاتی ہے۔ بعض لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ زمین سبزہ پیدا کرے گی۔ مویشی جنگل سے شام کو جب واپس ہوں گے تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوں گے۔ دجال کچھ لوگوں کو دعوت دے گا کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں وہ لوگ اس کی دعوت کو رد کریں گے وہ لوگ کال میں مبتلا ہو جائیں گے۔ وہ لوگ نادار ہو جائیں گے۔ یہ ان کی آزمائش ہوگی۔ دجال ویرانے کی طرف گزرے گا تو دفینے باہر نکل آئیں گے۔ خزانے اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں یعسوب کے ہو جاتی ہیں۔

دجال ایک جوان شخص کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے ٹکڑے کر دے گا۔ اور پھر ان ٹکڑوں کو دور دراز پھینک دے گا۔ پھر ان کو بلائے گا تو وہ شخص شگفتہ ہنستا ہوا اس کے سامنے آجائے گا۔

دجال اس حال میں ہوگا اور اس طرح وہ طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب ایک سفید منارہ کے پاس دو فرشتوں کے بازوؤں کے سہارے اس منارہ پر اتریں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سر جھکائیں گے تو پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا ہوگا۔ جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی رسائی وہاں تک ہوگی جہاں تک نگاہ کی رسائی ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے اور باب لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر وہ مومنین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام مومنین کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور جنت میں ملنے والوں کے مراتب درجات بیان فرمائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے کچھ ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں لہٰذا تم اے عیسیٰ میرے بندوں کو جمع کر کے طور کی طرف لے جاؤ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا جو ہر ٹیلہ کے پیچھے سے پھیلتے جائیں گے۔ ان کی تعداد اس قدر ہوگی کہ ان کا اگلا گروہ جب بحیرہ طبریہ پر گزرے گا تو سب پانی پی جائے گا اور آخر میں لوگ جب وہاں سے گزریں گے تو حیرت سے کہیں گے کہ کیا یہاں کبھی پانی تھا یاجوج ماجوج جب چلتے پھرتے کوہ خمر یعنی کوہ بیت المقدس تک پہنچیں گے تو کہیں گے ہم نے زمین کے باشندوں کو تو قتل کر دیا اب ہم آسمان والوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چھوٹے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون سے رنگین کر کے واپس لوٹا دے گا وہ بہت خوش ہوں گے۔

اس دوران اللہ عزوجل کا نبی علیہ السلام اور ان کے متبعین کوہ طور پر محصور رہیں گے یہاں تک کہ ایک بیل کی سری ان کے لئے اس سے زیادہ بہتر ہوگی جتنے آج کل سو دینار۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان والوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں گلٹیاں پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے سب صبح ہوتے تک مر جائیں گے پوری روئے زمین ان کی وجہ سے متعفن ہوگی جو ان کی لاشوں کی وجہ سے ہوگی اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیج دے گا جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح لمبے لمبے ہوں گے یہ پرندے ان کی سڑی ہوئی لاشوں کو اٹھا کر ایسی جگہ پر پھینک دیں گے جہاں اللہ عزوجل چاہے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے حکم سے پرندے نمبل یا مہبل کے مقام پر پھینک دیں گے اور مسلمان یاجوج ماجوج کے مال غنیمت کو حاصل کریں گے حتیٰ کہ ان کی کمانوں تیروں اور دیگر سامان کو سات برس تک ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش کر دے گا جس سے تمام زمین دھل کر پاک وصاف ہو جائے گی پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنی سبزی اگائے اور پیداوار کو تر و تازہ کرے اس قدر برکت ہوگی کہ اس وقت ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ انار کے چھلکے سے لوگ سائبان بنائیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی دودھ دینے والی ایک اونٹنی ایک گروہ کے لئے اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلہ کے لئے اور دودھ دینے والی بکری ایک خاندان کے لئے کافی ہوگی۔

اسی حالت میں اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور ہر مومن مسلمان کی روح قبض ہو جاوے گی۔ صرف کافر سرکش لوگ رہ جائیں گے اور ایسی حرکتیں کریں گے جیسے گدھے دولتیاں مارتے ہیں سات سال تک یہی حالت رہے گی انہیں پر قیامت برپا ہوگی۔ (رواہ مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دجال خروج کرے گا۔ اس کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی لوگ جس کو پانی خیال کریں گے وہ آتش سوزاں ہوگی اور جس کو آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ فرمایا تم میں جو اس کو پائے یعنی آگ کو قبول کرے کیونکہ وہ حقیقتاً شیریں پاکیزہ پانی ہوگا۔ (متفق علیہ)

www.waseemziyai.com

مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دجال کی ایک آنکھ پھٹی ہوگی یعنی ایک موٹا ناخونہ اس پر چڑھا ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا جس کو ہر ایک مومن پڑھ لے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کو جب مومن دیکھے گا تو کہے گا کہ اے لوگو یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

دجال کو عارضی طور پر یہ قوت حاصل ہوگی کہ وہ ایک شخص کو سر کی مانگ سے نیچے کی طرف آرے سے چیر کر دوٹکڑے کر دے گا پھر ان ٹکڑوں کو حکم دے گا کہ وہ زندہ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے۔ وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا دجال اس سے کہے گا کہ اب تجھے مجھ پر یقین آیا۔ مومن کہے گا کہ تیرے اس عمل سے تو میری بصیرت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے۔(الحدیث)

حضرت امام مہدی کا ظہور جو کہ

مندرجہ بالا نشانیوں سے قبل ہوگا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو اس قدر لمبا کر دے گا کہ ایک شخص معبوث ہوں گے جو مجھ سے ہوں گے یا فرمایا میرے اہل بیت سے ہوں گے۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا یعنی (محمد بن عبداللہ) جس طرح اس زمانہ میں زمین ظلم اور ناانصافی سے بھری ہوگی اتنی ہی وہ عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر لوگوں میں اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ چلا جائے گا وہاں مکہ والے اس کو گھر کے اندر سے نکال کر باہر لائیں گے وہ پسند نہ کرے گا مگر اس کے باوجود رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اس کے پاس ایک وفد شام سے آئے گا مگر مکہ مدینہ کے درمیان مقام بیدا میں اللہ تعالیٰ اس کو زمین میں دھنسا دے گا جب لوگ یہ حالت دیکھیں گے تو پھر اس کے پاس شام کے ابدال اور عراق کی جماعتیں آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی یہ شخص نبی کی سنت پر عمل کرے گا اور اسلام اپنا زمین پر ٹکا دے گا یعنی پوری روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہوگا۔ سات برس تک یہ شخص زندہ رہے گا پھر اس کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔(رواہ ابوداؤد)

آگے ارشاد ہے اور تمام منکرین ایمان لے آئیں گے مگر یہ ایمان نفع نہ دے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

تو جس دن آئے گی کوئی نشانی تیرے رب کی نہ نفع دے گا کسی جان کو اس کا ایمان لانا۔ اس لئے کہ وہ ایمان اختیاری نہ ہوگا بلکہ وہ ایمان بغرض دفع عذاب ووبال کے لئے ہوگا۔

لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ۔

جو پہلے ایمان نہ لائے تھے اور ان کے ایمان نے کوئی بھلائی کا عمل نہ کیا تھا یعنی مخلصانہ ایمان لانے کے لئے آمادہ نہیں

www.waseemziyai.com

تھے تو جس طرح کسی بے ایمان کا اس وقت ایمان لانا بے نفع ہوگا۔ اسی طرح اس وقت کی توبہ نامقبول ہوگی۔

فِیۡۤ اِیۡمَانِهَا۔ میں ایمان سے بطور عموم مجاز توبہ مراد ہوگی کیونکہ لفظ توبہ دونوں قسموں پر حاوی ہوگی کفر سے توبہ یا گناہوں سے توبہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا جس کی چوڑائی ستر سال کے راستہ کے برابر ہے جب تک سورج کا طلوع اس طرف نہ ہوگا وہ دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ انۡتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ فرمادیجئے تم کسی ایک نشانی کا انتظار کرتے رہو ہم بھی اس وقت تک منتظر ہیں جب موت کے فرشتے آجائیں یا عذاب آئے یا طلوع شمس من المغرب ہو اس لئے کہ ان تین علامتوں کے بعد تو ہر ایک توبہ کر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ فرعون جو مدعی الوہیت تھا جب اسے بحیرہ قلزم کے غرق نے پکڑ لیا اور موت نظر آئی تو بول اٹھا اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ اس کے بعد فرقوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ۔ بے شک وہ جنہوں نے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں۔

الَّذِیۡنَ۔ سے یہود و نصاریٰ اور اہل کتاب مراد ہیں۔

فَرَّقُوۡا۔ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ دِیۡنَهُمۡ۔ سے مراد یہودیت و نصرانیت ہے جس کے ماننے کے وہ مدعی تھے اس کے باوجود وہ فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔

حدیث میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ستر بہتر فرقوں میں بٹے۔ جن میں سے سب دوزخی تھے سوا ایک کے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سب دوزخی سوا ایک کے۔ دریافت کیا گیا کہ حضور وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا فرمایا **ما انا علیه و اصحابی**۔ جس کے عقیدے میرے اور میرے صحابہ کے مطابق ہوں گے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

وَكَانُوۡا شِيَعًا۔ اور کئی گروہ ہو گئے۔ شیاع یا شیوع اس کے معنی پھیلانا ہے۔ اس کے معنی پھیلانا ہے۔ ہر فرقہ اپنے عقائد کو پھیلاتا ہے اس لئے اس کو شیعہ کہتے ہیں۔ یعنی جن لوگوں نے اپنا دین متفرق کر دیا اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔

لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ۔ (اے محبوب) آپ کو ان سے کچھ علاقہ نہیں ہے یعنی آپ سے ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَی اللّٰهِ۔ ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالہ ہے یعنی حق سے وہ جتنے دور ہوں گے اللہ اتنی ہی ان کو سزا دے گا۔

ثُمَّ یُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾۔ پھر وہ انہیں خبر دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے اور آخرت میں انہیں ان کی بدکرداری کا حال معلوم ہو جائے گا۔

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ۔ جو ایک نیکی لائے گا اس کے لئے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا ہوگی۔ اور یہ بھی بر تقدیر حسنات فرمایا نہ کہ حد و نہایت بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھا دے ایک کے سات اور سات سو کر دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ایک نیکی کرے گا تو اس کے لئے اس جیسی دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جائیں گی۔ متفق علیہ یا وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ۔ اللہ تعالیٰ بے حساب اجر عطا کرے گا۔ اصل یہ ہے کہ اجر حسنہ

www.waseemziyai.com

محض فضل ہی فضل ہے۔ یہی مذہب اہل سنت ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۔اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا۔مگر اس کی برائی کے برابر۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔یعنی ثواب میں کمی اور عذاب میں زیادتی عدل کے خلاف ہے اور خلاف عدل جو فعل ہو وہ ظلم ہے تو وہ ذات مستجمع جمیع صفات ظالم نہیں۔آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾۔

فرما دیجئے مجھے میرے رب نے ہدایت فرمائی سیدھی راہ کی۔اور فرمایا ویہد یکم صراطا مستقیما۔یعنی دین اسلام کی۔

دِيْنًا قِيَمًا۔دین قائم۔یہاں قیما بروزن سیداً فرمایا۔یہ محاورہ عرب میں ابلغ ترین محاورہ ہے۔

مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ۔ملت ابراہیم جو ہر باطل سے جدا ہے۔اے جماعت قریش سمجھ لو اس میں کفار قریش کا رد ہے جن کا یہ گمان باطل تھا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اس آیہ کریمہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و الصلوٰۃ مشرک نہ تھے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾۔وہ مشرک بت پرست نہ تھے۔اور جو بت پرستی کرتے ہیں وہ مشرک کہلاتے ہیں بنابریں ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ وہ ابراہیمی دین پر ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ۙ۔

فرما دیجئے میری نماز اور میری قربانی یعنی میری عبادت قربانی اور حج اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ جو اللہ نے حیات و موت میں دیا ایمان اور نیک عملی سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا یعنی اسی وحدہ لاشریک کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔اس لئے کہ ہر نبی متقدم بالا یمان ہوتا ہے یعنی امت سے پہلے اس کا اسلام متحقق ہونا ضروری ہے یا اس میں حضور ﷺ کا شرف بیان ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مقدس اول مخلوق ہے اور جب حضور ﷺ مخلوق میں سب سے اول ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ بَيْنَ طِيْنَتِهٖ۔میں اس وقت منصب نبوت پر تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ایک حدیث میں ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَلَا اٰدَمُ وَلَا حَوَّاءُ۔تو لازماً ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ہیں۔اس کے بعد جو مضمون ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے دین میں آجایئے اور ہمارے بتوں کے پرستار بن جایئے۔حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دعوت ولید بن مغیرہ نے دی تھی۔اور عرض کیا تھا کہ میرا راستہ اختیار کر لیجئے اس میں اگر کچھ گناہ ہوگا تو میری گردن پر اس کے جواب میں ارشاد باری ہوا۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ۔فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں اور کوئی رب حالانکہ وہ رب ہے ہر چیز کا۔اور تمام عالم اس کا مربوب کوئی ایسا وجود نہیں جو ربوبیت کا حقدار ہو سوا ذات واجب تعالیٰ شانہ کے۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ۔

اور کوئی کچھ کمائے وہ اس کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی یعنی ہر شخص اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا دوسرے کے گناہ میں نہیں۔

www.waseemziyai.com

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۶۴

پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے قیامت کے دن تو وہ بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔

اور وہ وہ ذات ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی امت آخر الامم ہے اس لئے انہیں زمین میں پہلوں کا خلیفہ کیا تاکہ اس کے مالک ہوں اور اس میں تصرف کریں اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجات کی بلندی عطا کی شرف اور رزق۔شکل۔صورت۔حسن و جمال علم و عقل قوت اور کمالات وغیرہ کی۔

لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۶۵

تاکہ تمہیں آزمائے یعنی آزمائش کرے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی نعمت اور جاہ و مال پا کر کیسے شکر گزار رہے اور باہمی سلوک میں کس قسم کا برتاؤ کرتے ہو۔

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۶۵

بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے یعنی کفران نعمت پر عذاب اور شکر نعمت پر زیادتی نعمت میں وہ تاخیر نہیں فرماتا۔

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان صبح کے وقت سورۃ انعام کی تین ابتدائی آیات پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔(تفسیر مدارک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورہ انعام نازل ہوئی تو آپ نے سبحان اللہ پڑھا پھر فرمایا اس سورت کے پیچھے اتنے فرشتے تھے کہ آسمان کے کنارے انہوں نے بند کردیئے تھے یعنی پورے آسمان پر چھا گئے تھے۔(رواہ الحاکم فی المستدرک)

بحمد اللہ سورۃ الانعام ختم ہوئی

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰيَاتٍ وَارْبَعٌ وَّ عِشْرُوْنَ رَكُوْعَاتٍ

سورۃ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دوسو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓصٓ ۚ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

یہ کتاب جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف سو آپ کے سینہ میں اس کے متعلق کوئی تنگی نہ ہونی چاہئے تاکہ آپ ڈرائیں اس سے اور ایمانداروں کے لئے نصیحت ہے۔

الف کا عدد بقاعدہ ابجد ایک ہے ل کا عدد ۳۰ میم کا عدد ۴۰۔

اس کا ترجمہ تو وہی ہے جو شروع سورۃ بقرہ میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس نے یکتا قرآن کریم بے مثل ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس پاروں میں چالیس سال کی عمر کے بعد نازل فرمایا۔ اور صاد کے عدد نوے باعتبار حرف کے ہیں اور باعتبار تحریر حروف ملتوبی میں ص ۹۰ الف کا ایک د کے چار کل پچانوے ہوئے یہ عدد ملکہ کے ہوتے ہیں۔ گویا اس سے یہ عبارت بنی اَنَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ هُوَ فَرِيْدُ الْكَائِنَاتِ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ وَ كُلٌّ لَّهٗ كُلَّ مِلْكِهٖ۔

اور علامہ نسفی صاحب تفسیر نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قَالَ الزُّجَاجُ الْمُخْتَارُ فِیْ تَفْسِيْرِهٖ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ وَ اَفْصَلُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں الف سے انا لام سے اللہ میم سے اعلم اور صاد سے افصل یعنی میں اللہ ہوں سب کچھ جانتا ہوں اور سب سے بہتر فیصلہ دیتا ہوں۔

اور اگر مقطعات کے اعتبار سے اسماء الٰہی عزوجل کا اول تسلیم کیا جائے تو الف سے انا۔ لام سے لطیف۔ میم سے مہیمن۔ صاد سے صبور۔ گویا یہ عبارت بنتی ہے اَنَا لَطِيْفٌ مُهَيْمِنٌ صَادِقٌ۔ ہم لطیف اور حفاظت فرمانے والے سچے ہیں۔

یا الٓمّٓصٓ میں حضور سید یوم النشور کو رموز کے ساتھ منادی بنایا گیا اور فرمایا اے محبوب لطیف محافظت امت سچ فرمانے والے۔ ایک کتاب آپ کی طرف اتاری گئی تو آپ کے دل میں رکاوٹ نہ ہو اس سے کہ شائد قریش مکہ اور کفار عالم نہ مانیں اور اس سے اعراض کریں اس کی تکذیب کریں اس لئے کہ تم تو اس سے ڈرسناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت دو۔

كِتَابٌ اَیْ هُوَ كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِنْهُ شَكٌّ فِيْهِ وَ سُمِّیَ الشَّكُّ حَرَجًا لِاَنَّ الشَّاكَّ ضَيِّقُ الصَّدْرِ حَرِجُهٗ كَمَا اَنَّ الْمُتَيَقِّنَ مُنْشَرِحُ الصَّدْرِ مُنْفَسِحَةٌ اَیْ لَا شَكَّ فِیْ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ – اَوْ حَرَجٌ مِنْهُ بِتَبْلِيْغِهٖ لِاَنْ كَانَ يَخَافُ قَوْمَهٗ وَ تَكْذِيْبُهُمْ لَهٗ وَ اِعْرَاضُهُمْ عَنْهُ وَاَذَا هُمْ فَكَانَ يَضِيْقُ صَدْرِهٖ مِنَ الْاَذٰى وَلَا يَنْشُطَ لَهٗ فَاَمَنَهُ اللّٰهُ وَنَهَاهُ عَنِ الْمُبَالَاتِ بِهِمْ وَ النَّهْیُ مُتَوَجَّةٌ اِلَى الْحَرَجِ وَ فِيْهِ مِنَ الْمُبَالَغَةِ مَا فِيْهِ۔ (تفسیر نسفی) ترجمہ

یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری تو نہ ہو تمہارے سینہ میں حرج اس سے یعنی یہ شک نہ ہو۔ اور شک کا نام

MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

حرج اس لئے رکھا کہ شک کرنے والا دل میں تنگی محسوس کرتا ہے جیسے یقین کرنے والے منشرح الصدر ہوتا ہے اور دل میں وسعت محسوس کرتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا یا تنگی محسوس کریں اس کے پہنچانے میں۔

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے اس امر کا خوف کھاتے تھے کہ تبلیغ سے وہ قبول کرنے میں اعراض وانحراف کریں گے اور تکذیب کریں گے تو اس صورت ہی کا نام ضیق صدر ہے اور اذیت کفار کا خوف بھی اسی معنی میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امن دی اور ان کی پرواہ کرنے سے منع فرمایا اور حرج سے منع فرمانا بمعنی مبالغہ ہے۔

سورۂ اعراف رکوع اول۔ پ ۸

اَیْ هٰذَا الْکِتَابُ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ بَعْدَ اِنْزَالِهٖ حَرَجٌ فِیْ صَدْرِکَ لِتُنْذِرَ بِهٖ۔ (تفسیر نسفی)

ترجمہ۔ یہ کتاب نازل کی میں نے آپ کی طرف تو نہ ہوں آپ اس کے نزول سے اپنے جی میں تنگ دل بایں خیال کہ شائد منکرین نہ مانیں اور اعراض کریں اس کی تکذیب کی جرأت وجسارت کریں۔ لِتُنْذِرَ بِهٖ۔ یہ تو اس لئے نازل فرمائی کہ تم اس سے ڈر سناؤ ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور مسلمانوں کے لئے نصیحت پہنچاؤ۔

یہ سورۃ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ تمام مکی ہے
سوا پانچ آیتوں کے جن میں پہلی آیت وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ ہے
اس سورت میں ۲۰۶ آئتیں ہیں۔ ۲۴ رکوع ہیں اور تین ہزار تین سو پچیس کلمات ہیں
اور چودہ ہزار دس حروف ہیں

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝۳	(اے لوگو) پیروی کرو اس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب نے اتارا اور نہ پیروی کرو اس کے سوا حاکموں کی بہت کم ہیں وہ جو نصیحت حاصل کریں۔
وَکَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴	اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں تو آیا ان پر ہمارا عذاب رات میں یا جب وہ قیلولہ میں تھے دوپہر کو۔
فَمَا کَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝۵	تو نہ پکار سکے وہ جب آیا ان پر ہمارا عذاب مگر یہ کہ بولے کہ ہم ظالم تھے۔
فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۶	تو ضرور ہم ان سے پوچھیں گے جن کے پاس رسول آئے اور ضرور پوچھیں گے ہم رسولوں سے۔

MARKAZ-E-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْھِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ ۝

تو ضرور ہم بتائیں گے انہیں اپنے علم سے اور ہم نہ تھے غائب۔

وَ الْوَزْنُ یَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸

اور وزن کیا جائے گا اس دن جو حق ہے تو جن کا وزن بھاری ہوا وہی مراد کو پہنچے گا۔

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝۹

اور جس کا وزن ہلکا ہوگا تو وہی ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالی اپنی جان بہ سبب اس کے کہ تھے ہماری آیتوں سے زیادتی کرتے۔

وَ لَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝۱۰ ع

اور یقیناً ہم نے تمہیں متمکن کیا زمین میں اور کئے ہم نے اس میں تمہارے لئے زندگی کے اسباب بہت ہی کم ہیں جو شکر کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع اول۔سورۃ اعراف۔پ ۸

اِتَّبِعُوْا۔پیروی کرو	مَآ۔اس کی جو	اُنْزِلَ۔اتاری گئی	اِلَیْکُمْ۔تمہاری طرف
مِّنْ رَّبِّکُمْ۔تمہارے رب سے		وَ۔اور	لَا۔نہ
تَتَّبِعُوْا۔پیروی کرو	مِنْ دُوْنِہٖٓ۔اس کے سوا	اَوْلِیَآءَ۔حاکموں کی	قَلِیْلًا۔تھوڑی ہے
مَّا۔جو	تَذَکَّرُوْنَ۔نصیحت لیتے ہو	وَ۔اور	کَمْ۔کتنی ہی
مِّنْ قَرْیَۃٍ۔بستیاں تھیں کہ	اَھْلَکْنٰھَا۔ہلاک کیا ہم نے ان کو		فَجَآءَ۔تو آیا
ھَا۔ان کے اوپر	بَاْسُنَا۔ہمارا عذاب	بَیَاتًا۔رات کو	اَوْ۔یا
ھُمْ۔وہ	قَآئِلُوْنَ۔دوپہر کو سوئے ہوئے تھے		فَمَا۔تو نہیں
کَانَ۔تھی	دَعْوٰا۔پکار	ھُمْ۔ان کی	اِذْ۔جبکہ
جَآءَھُمْ۔آیا ان پر	بَاْسُنَآ۔ہمارا عذاب	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ
قَالُوْٓا۔کہا	اِنَّا۔بے شک ہم	کُنَّا۔ہی تھے	ظٰلِمِیْنَ۔ظالم
فَلَنَسْئَلَنَّ۔تو ضرور پوچھیں گے ہم		الَّذِیْنَ۔ان کو	اُرْسِلَ۔بھیجا گیا
اِلَیْھِمْ۔ان کی طرف	وَ۔اور	لَنَسْئَلَنَّ۔ضرور پوچھیں گے ہم	
الْمُرْسَلِیْنَ۔پیغمبروں کو	فَلَنَقُصَّنَّ۔ہم ضرور بیان کریں گے		عَلَیْھِمْ۔ان پر
بِعِلْمٍ۔علم سے	وَّ۔اور	مَا۔نہیں	کُنَّا۔ہم
غَآئِبِیْنَ۔غائب	وَ۔اور	الْوَزْنُ۔تول	یَوْمَئِذِ۔اس دن
الْحَقُّ۔حق ہے	فَمَنْ۔تو جس کا	ثَقُلَتْ۔بھاری ہوا	مَوَازِیْنُہٗ۔وزن

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہی	هُمُ۔ وہ ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔ کامیاب	وَ۔ اور
مَنْ۔ جس کا	خَفَّتْ۔ ہلکا ہوا	مَوَازِيْنُهٗ۔ وزن	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہی
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں	خَسِرُوْٓا۔ جنہوں نے خسارہ دیا	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں کو	بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ
كَانُوْا۔ تھے وہ	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں سے	يَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بے شک	مَكَّنّٰكُمْ۔ جگہ دی ہم نے تم کو	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائی ہم نے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	فِيْهَا۔ اس میں
مَعَايِشَ۔ گزران	قَلِيْلًا۔ تھوڑا ہے	مَّا۔ جو	تَشْكُرُوْنَ۔ تم شکر کرتے ہو

مختصر تفسیر رکوع اول۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ پیروی کرو اس کی جو اترا تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے یعنی قرآن اور حدیث یعنی قرآن کریم جس میں ہدایت و نور کا بیان ہے۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اتباع کرو قرآن کریم کا اور اس کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے کیونکہ وہ سب اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا ہے حَيْثُ قَالَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ۔ جو کچھ رسول تمہارے پاس لائیں اسے لےلو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ۔ اور نہ پیروی کرو اللہ کے سوا حاکموں کی۔

یعنی اللہ کے سوا ان کے پیچھے نہ لگو جو شیاطین جن اور انس سے ہیں وہ تمہیں بتوں کی پرستش اور خواہشات نفسانیہ اور بدعات کی طرف جھکا لیں گے۔ یہاں حکم الٰہی عزوجل کی اتباع کو ترک کرنے اور اس سے منہ پھیرنے کے نتائج میں پچھلی قوموں کے حالات بیان فرمائے جاتے ہیں۔

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۔

بہت کم ہے جو نصیحت مانتے ہیں۔ اور دین الٰہی کے احکام ترک کرکے غیر اللہ کی طرف جھکتے ہیں۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو ہلاک کر ڈالیں ہم نے تو آیا ان پر ہمارا عذاب رات میں یا دوپہر میں جبکہ وہ قیولہ یعنی دوپہر کو سوتے تھے۔

دوپہر اور رات کے دو وقت اس لئے مخصوص فرمائے کہ یہ دونوں وقت غفلت کے اوقات ہیں۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر سحری کے وقت عذاب آیا اور پچھلی رات میں ہلاک کر دیئے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم دوپہر میں آرام سے سو رہی تھی کہ ہلاک کئے گئے عربی میں قیلولہ دوپہر کے کھانے کو کہتے ہیں۔ گو اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ عذاب آنے کے لئے کوئی نشانی شرط نہیں ہے۔ نہ اس کے آنے کا کوئی قرینہ لازم ہے اس میں تنبیہ کی گئی کہ اپنے اسباب سے امن و راحت پر مغرور ہونا عاقبت نااندیشی ہے۔ عذاب الٰہی عزوجل جب آتا ہے مفاجۃ آتا ہے اچانک لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں چنانچہ جب وہ عذاب میں پھنس گئے تو کچھ نہ کر سکے اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝
تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا نہ دعا نہ تضرع نہ زاری جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے یعنی انہوں نے اقرار واعتراف کیا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور شرک میں مبتلا رہے مگر یہ اعتراف اس وقت کیا جب اعتراف جرم بے فائدہ تھا۔

فَلَنَسْــٴَـلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْــٴَـلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۔
تو بے شک ہم ضرور پوچھیں گے ان سے جن کے پاس رسول گئے کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی اور ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی اور کس طرح جواب دیا۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآىٕبِیْنَ ۝۔
تو ضرور ہم انہیں بتا دیں گے یعنی رسولوں کو بھی اور ان کی امتوں کو بھی کہ انہوں نے دنیا میں کیا کیا اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے یعنی اللہ تعالیٰ سب کے احوال ظاہر و باطن اور اقوال وافعال کو جانتا ہے اور ان کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ یعنی جب امتیں تبلیغ انبیاء کا انکار کر دیں گی اور امت محمد یہ شہادت دے گی تو ہم انبیاء کو ان امتوں کے سامنے پیش کریں گے بِعِلْمٍ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ظاہر و باطن سب کو جانتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم لوگوں سے پوچھیں گے کہ انبیاء کی دعوت کا تم نے کیا جواب دیا اور انبیاء سے سوال کریں گے کہ تم نے ہمارے احکام پہنچا دیئے یا نہیں۔ انبیاء عرض کریں گے کہ ہم نے تیرے احکام لوگوں تک پہنچا دیئے اس آیت کا یہی مطلب ہے۔

وَ الْوَزْنُ یَوْمَىٕذِ اِۨلْحَقُّ ۚ۔ اور اس دن تول ضروری ہونی ہے۔
یعنی عمل تولے جائیں گے اور راجح ومرجوح کا فرق کیا جائے گا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلہ اتنی وسعت رکھے گا کہ تمام کائنات اس میں آجائے اور اس کی حقیقت وہی جانتا ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلڑوں کی وسعت دیکھی تو عرض کیا الٰہی کس کا مقدور ہے اس کے پلڑے کو نیکیوں سے بھر سکے۔ ارشاد ہوا اے داؤد میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو اس میزان کا پلڑا ایک کھجور سے بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضل الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔ ملخص از روح المعانی

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
تو جس کے پلڑے بھاری ہوئے یعنی موازین جمع ہے میزان کی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ جس کے اعمال کا وزن بڑھ گیا یعنی نیکیاں بڑھ گئیں جس طرح بھی اللہ تعالیٰ ان کا وزن فرمائے تو وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝
اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے یعنی کفار کہ ان کا ایمان ہی معتبر نہیں اور بغیر ایمان کوئی عمل معتبر ہی نہیں اور جس میزان

www.waseemziyai.com

اور جس قسم کی میزان میں جیسے جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کا وزن ہوگا۔ رہا کفار کا عمل۔ عمل ہی نہ ہوگا جو وزن کیا جائے۔ تو یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں بہ سبب اس کے کہ زیادتی کر رہے تھے اور ہماری آیتوں پر بے انصافی سے انکاری تھے آیات الٰہی عزوجل حجج ہیں اور ان کے ساتھ ظلم یہ کہ ان کے معنی غیر موضع پر استعمال کرتے تھے۔ ظلم کی تعریف وضع الشیٔ فی غیر محلّہ ہے اور عدل کی تعریف وضع الشیٔ علی محلّہ ہے۔

تشریح و تعریف میزان

از روح المعانی تحت آیت وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ

لَيسَ الْمَعْنى عَلَى اِنَّ الْوَزْنَ هُوَ الْحَقُّ بَلْ اَنَ الْوَزْنَ الْحَقَّ يَكُونُ يَوْمَئِذٍ اَلايرى اِلَى قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ - وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۔ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وزن وہی حق ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ وزن صحیح ہوگا اس دن یعنی قیامت کے روز دیکھو قرآن کریم میں ارشاد ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی ہم عدل کی ترازو میں رکھیں گے قیامت کے دن وَ ذَكَرَ الْاَصْفَهَانِيُّ فِي شَرْحِ اللَّمعِ لِابْنِ جِنّيِ كَانَّهٗ قِيلَ مَا ذَالِکَ الْوَزْنُ فَقِيلَ هُوَ الْحَقُ اَىْ الْعَدْلُ السَّوِىُّ۔ (روح المعانی)

اصفہانی شرح اللمع لابن جنی میں کہتے ہیں گویا کہ کہا گیا ہے یہ وزن تو بتایا وہ حق ہے یعنی عدل کے ساتھ معائنہ عمل ہے اور مساوات حقوق مراد ہے۔

كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ مَعْرِفَةُ قَدْرِ الشَّيْىِٔ يُقَالُ وَزَنْتُهٗ وَزْنًا وَالْمُتَعَارِفُ فِيهِ عِنْدَ الْعَامَةِ مَا يُقْدَرُ بِالْقِسْطَاسِ۔ وزن کسی شے کے مقدار معلوم کرنے کو کہتے ہیں اور عرف عام میں وزن بالقسطاس کو کہتے ہیں اور قسطاس بضم القاف المیزان۔ منجد میں یہ تعریف کی ہے۔

وَالْجُمْهُورُ كَمَا قَالَ الْقَاضِي عَلَى اَنَّ صَحَائِفَ الْاَعْمَالِ هِيَ الَّتِي تُوزَنُ بِمِيْزَانٍ لَهٗ لِسَانٌ وَ كِفَّتَانِ لِيُنْظِرَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ اِظْهَارَ الْلمَعْدِلَةِ وَ قَطْعًا لِلْمَعْذِرَةِ كَمَا يَسْاَلُونَ عَنْ اَعْمَالِهِمْ فَتَعْتَرِفُ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ وَ جَوَارِحُهُمْ وَلَا تعرض لهم الماهيتها الصحائف وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَتِهَا۔ (روح المعانی)

اور جمہور اس پر ہیں جیسا کہ قاضی نے فرمایا کہ صحائف اعمال وہ ہیں جو وزن کئے جائیں گے۔ ایسی میزان کے ساتھ جس کی زبان بھی ہوگی اور دونوں پلڑے بھی تاکہ خلائق اسے دیکھے عدل ظاہر کرنے کے لئے اور عذر و بہانہ قطع کرنے کے لئے جیسے پوچھے جائیں گے کسی کے عمل تو وہ اعتراف کرے گا اپنی زبان اور تمام اعضاء سے اور اس کی ماہیت پر کوئی بحث نہیں ہوسکتی بس یوں سمجھو کہ یہ اعمال کی مشین ہوگی اور اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔

وَ يُؤَيِّدُ ذَالِکَ مَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِیُّ وَ غَيْرُ هُمْ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِي عَلَى رُؤسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيمَةِ فَيُنْشَرُ لَهٗ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُونَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍ مِنْهَا مَدَّالْبَصَرِ فَيُقُولُ سُبْحَانَهٗ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَارَبِّ فَيَقُولُ سُبْحٰنَهٗ اَفَلَكَ عُذْرٌ اَوْ حَسَنَةٌ فَيَهَابُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا يَارَبِّ فَيَقُولُ جَلَّ شَأنُهٗ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً

www.waseemziyai.com

وَاِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَیکَ الْیَوم فَتُخرَجُ لَهُ بَطَاقَةٌ فِیهَا اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُهُ وَ رَسُولُهُ فَیَقُولُ یَا رَبِّ مَا هٰذِهِ البَطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السَّجِلَّاتِ فَیُقَالُ اَنَّکَ لَا تُظلَمَ فَتُوضَعُ السَّجِلَّاتُ فِی کِفَّةٍ وَالْبَطَاقَةُ فِی کِفَّةٍ فَطَاشَتْ السَّجِلَّاتُ وَ ثَقُلَتِ البَطَاقَةُ وَلَا یُثقَلُ مَعَ اِسمِ اللّٰهِ تَعَالٰی شَئیٌ۔ (روح المعانی)

اس کی تائید میں احمد ترمذی ابن ماجہ حاکم وبیہقی وغیرہ رحمہم اللہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے ایک شخص کو بلایا جائے گا لوگوں کے اژدحام میں بروز قیامت جس کے ننانوے فرد اعمال ہوں ہر فرد منتہائے بصر تک لمبی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو ان فرد ہائے عمل سے انکاری ہے کیا میرے کاتب اعمال نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟

تو وہ کہے گا نہیں اے میرے رب۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کیا تیرے پاس ان اعمال ناموں پر کوئی عذر ہے یا اس کے مقابلہ میں کوئی نیکی ہے؟

تو وہ لرز جائے گا اور عرض کرے گا نہیں اے میرے پروردگار۔

تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ ہاں تیرے لئے ہمارے پاس ایک نیکی ہے اور یقیناً آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہو گا۔ پھر ایک چھوٹا سا رقعہ نکالا جائے گا جس میں کلمہ شہادت لکھا ہوگا تو وہ سیاہ کار عرض کرے گا الٰہی اس ورقہ کا ان فرد ہائے علم کے مقابلہ میں کیا وزن ہے تو اسے کہا جائے گا تجھ پر ظلم نہیں ہوسکتا پھر وہ تمام فرد اعمال ایک پلڑے میں دی جائیں اور وہ چھوٹا سا پرچہ ایک ہاتھ میں تو وہ اعمال نامے ہلکے پڑ جائیں اور وہ رقعہ تمام پرچوں پر بھاری ہو جائے اور دنیا کی کوئی چیز اسم الٰہی سے وزنی نہیں ہوسکتی۔

ایک اور حدیث میں ہے جسے ابن ابی الدنیا اور نمیری کتاب الاعلام میں حضرت عبداللہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ بروز قیامت حضرت آدم صفی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقام مقرر ہوگا۔ عرش عظیم کی وسعت میں جو سبز رنگ کے دو ٹیلے ہوں گے گویا خرما کے دو درخت ہیں اس پر سے آپ اپنی اولاد کی آمد و رفت ملاحظہ کریں گے کہ کون جنت میں جا رہا ہے اور کون جہنم کو کہ آپ پکاریں گے یَا اَحمَدُ یَا اَحمَدُ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمائیں گے لَبَّیکَ یَا اَبَا الْبَشَرِ۔

تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ آدمی تو آپ کی امت سے ہے اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں کمر کس کر فرشتوں کے پیچھے لپکوں اور کہوں اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو ٹھہرو تو وہ عرض کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سختی سے پابند حکم ہیں جو حکم ہو اس کے خلاف نہیں کرتے لہٰذا ہم تو تعمیل حکم سے معذور ہیں۔ یہ جواب سن کر حضور مایوسانہ طور پر سیدھا ہاتھ لحیہ مبارک پر رکھ کر عرش کی طرف متوجہ ہوں اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں اے میرے رب تو نے مجھ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے میری امت کے معاملہ میں غمگین نہ فرمائے گا کہ عرش کی طرف سے ندا آئے گی۔

اَطِیعُوا مُحَمَّداً وَ رُدُّوا هٰذَا العَبدَ اِلَی المَقَامِ۔

www.waseemziyai.com

اے فرشتو میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرو اور اس گنہگار بندے کو اس کے مقام اول کی طرف لے جاؤ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سپید کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالیں اور اسے میزان کے پلڑے میں داہنی طرف ڈال دیں اور فرمائیں بسم اللہ تو وہ پلہ گناہوں کے پلے سے بھاری ہو جائے اور کوئی آواز دینے والا پکارے سَعُدَ وَ سَعُدَ جِدُّهٗ وَ ثَقُلَتُ مَوَازِیْنُهٗ اِنْطَلِقُوا بِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ۔

مبارک ہے اور اس کی کوشش بارآور ہوئی اور اس کے اعمال حسنہ کا وزن بھاری ہو گیا لے جاؤ اسے جنت کی طرف۔

تو کہے اے میرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتو! ذرا ٹھہرو تا کہ میں اس ذات اقدس سے معلوم کروں کہ یہ منصب عظمیٰ بارگاہ حق میں انہیں کیونکر ملا۔ پھر وہ عرض کرے میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نثار کیا نورانی حسن اور کیا برگزیدہ خلق آپ نے پایا ہے آپ کون ہیں کہ میری تمام پریشانیاں ماند ہو گئیں اور آپ کی رحمت غالب آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ چھوٹا سا ورقہ وہ ہے جس میں تیری درود خوانی ہے۔ جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا۔ آج میں نے اس کا بدلہ تجھے پورا دلوا دیا۔ تو حاجتمند تھا۔

اس حدیث میں اظہار کرامت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولین وآخرین انبیاء پر عطا فرمائی۔

تعریف وزن اعمال وحقیقت میزان

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارِکِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ بِمَعْنَاهُ – وَ قِیْلَ الْوَزْنُ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَضَاءِ السَّوِیِّ وَالْحُکْمِ الْعَادِلِ وَ اِسْتِعْمَالُ لَفْظِ الْوَزْنِ فِیْ هٰذَا الْمَعْنٰی شَائِعٌ فِی اللُّغَةِ وَالْعُرْفِ بِطَرِیْقِ الْکِنَایَةِ وَ بِهٖ قَالَ مُجَاهِدٌ وَالْاَعْمَشُ وَالضَّحَّاکُ۔ آگے چل کر فرماتے ہیں اِذْ لَا تُوْصَفُ بِثِقْلٍ وَلَا خِفَّةٍ سَلَّمْنَا اِمْکَانَ وَ زْنِهَا لٰکِنْ لَا فَائِدَةَ فِیْ ذٰلِکَ – اِذَا لْمَقْصُوْدُ اِنَّمَا هُوَ الْعِلْمُ بِتَفَاوُتِ الْاَعْمَالِ وَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَالِمٌ بِذٰلِکَ۔ (روح المعانی) ترجمہ

ابن مبارک اور حماد بن ابی سلیمان رحمہم اللہ ہم معنی مضمون بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ

وزن عبارت ہے برابر کے فیصلہ سے اور عادلانہ حکم سے لفظ وزن کا استعمال اس معنی میں لغتاً وعرفاً بطریق کنایہ ہے۔

یہی قول مجاہد رحمہ اللہ کا ہے اور اسی طرح اعمش اور ضحاک رحمہم اللہ بھی ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

ثقل وخفت یہاں مراد نہیں بلکہ اس سے مقصود ہے تفاوت عمل معلوم کر لینا اور حقیقت کا اللہ ہی عالم ہے۔

وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَکَانًا وَّ قَرَاراً اَوْ مَکَّنَّا کُمْ فِیْهَا وَاَقْدَرْ نَاکُمْ – عَلَی التَّصَرُّفِ فِیْهَا وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ جَمْعَ مَعِیْشَةٌ وَهِیَ مَایُعَاشُ بِهٖ مِنَ الْمَطَاعِمِ وَ الْمَشَارِبِ وَغَیْرِهٖ لَهُمَا قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ مِثْل قَلِیْلاً مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔

اور بے شک ہم نے تمہیں متمکن کیا زمین میں۔ یعنی ہم نے کیا تمہارے لئے اس زمین میں مکان وقرار۔ یا تمہیں ہم نے متمکن کیا زمین میں اور تمہیں قدرت دی ہم نے اس میں تصرف کرنے کی اور کیا ہم نے تمہارے لئے سامان جس سے تمہاری معاش درست ہو کھانے پینے وغیرہ سے۔ بہت کم ہیں جو شکر گزار ہیں جیسے نصیحت قبول کرنے والے کم ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم - سورۃ اعراف - پ ۸

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○

اور بے شک پیدا کیا ہم نے تمہیں پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے کہا ملائکہ سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس نہیں ہوا وہ سجدہ کرنے والوں میں۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

فرمایا کس چیز نے تمہیں روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے بنایا آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

فرمایا اتر تو یہاں سے تو نہیں پہنچتا تجھے کہ تکبر کرے یہاں رہ کر تو نکل بے شک تو ہے ذلیلوں سے۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾

بولا مجھے مہلت دے یہاں تک کہ اس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

فرمایا تجھے مہلت ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۱۶﴾

بولا مجھے قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیرے سیدھے راستے پر۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

پھر میں ضرور ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے اور نہ پائے گا تو ان کے اکثر کو شکر گزار۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾

فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا ہوا راندہ ہوا ضرور جو ان میں تیرے کہے پر چلا میں بھردوں گا جہنم تم سب سے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور اے آدم رہو تم اور تمہارا جوڑا جنت میں تو کھاؤ جہاں سے چاہو تم دونوں اور نہ قریب جانا اس درخت کے تو ہو جاؤ گے حد سے بڑھنے والوں سے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

تو وسوسہ ڈالا ان کے جی میں شیطان نے کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان پر چھپی ہوئی تھیں اور بولا جو منع کیا ہے تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے محض اس لئے کہ تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۙ﴿۲۱﴾

اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

تو اتار لایا انہیں فریب سے تو جب انہوں نے چکھا اس درخت کو کھل گئیں ان کے لئے ان کی شرم کی چیزیں اور چمٹانے لگے اپنے بدن پر جنت کے پتے اور فرمایا ان دونوں کو ان کے رب نے کیا منع نہ کیا تھا تمہیں اس پیڑ سے اور نہیں کہا تھا تم کو کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ضرور ہو جائیں گے ہم خسران والے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

فرمایا اترو بعض تمہارا بعض کے لئے دشمن ہے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ایک وقت تک۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

فرمایا اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

حل لغات رکوع دوم- سورۃ اعراف- پ ۸

وَ-اور	لَقَدْ-بے شک	خَلَقْنٰكُمْ-پیدا کیا ہم نے	كُمْ-تم کو
ثُمَّ-پھر	صَوَّرْنٰا-صورتیں بنائیں	كُمْ-تمہاری	ثُمَّ-پھر
قُلْنَا-ہم نے کہا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ-فرشتوں کو	اسْجُدُوْا-سجدہ کرو	لِاٰدَمَ-آدم کو
فَسَجَدُوْٓا-تو سجدہ کیا انہوں نے		اِلَّآ-مگر	اِبْلِيْسَ-ابلیس نے
لَمْ-نہ	يَكُنْ-ہوا	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ-سجدہ کرنے والوں سے	
قَالَ-فرمایا	مَا-کس نے	مَنَعَكَ-روکا تجھ کو	اَنْ-یہ کہ
لَّا-نہ	تَسْجُدَ-سجدہ کیا تو نے	اِذْ-جب	اَمَرْتُكَ-میں نے تجھ کو
حکم دیا	قَالَ-بولا	اَنَا-میں	خَيْرٌ-بہتر ہوں
مِّنْهُ-اس سے	خَلَقْتَنِيْ-پیدا کیا تو نے مجھ کو		مِنْ نَّارٍ-آگ سے
وَّ-اور	خَلَقْتَهٗ-پیدا کیا تو نے اس کو		مِنْ طِيْنٍ-مٹی سے
قَالَ-فرمایا	فَاهْبِطْ-اتر جا	مِنْهَا-اس سے	فَمَا-نہیں ہے
يَكُوْنُ-ہے	لَكَ-تیرے لئے	اَنْ-یہ کہ	تَتَكَبَّرَ-تکبر کرے تو
فِيْهَا-اس میں	فَاخْرُجْ-سو تو نکل	اِنَّكَ-بے شک تو	مِنَ الصّٰغِرِيْنَ-ذلیل ہے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ۔ بولا	اَنْظِرْ۔ مہلت دے	نِيْٓ۔ مجھ کو	اِلٰى۔ طرف
يَوْمِ۔ دن کی کہ	يُبْعَثُوْنَ۔ لوگ اٹھائے جائیں	قَالَ۔ فرمایا	اِنَّكَ۔ بے شک تو
مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔ مہلت والوں سے ہے		قَالَ۔ بولا	فَبِمَآ۔ بسبب اس کے کہ
اَغْوَيْتَنِيْ۔ تو نے مجھے گمراہ کیا		لَاَقْعُدَنَّ۔ ضرور بیٹھوں گا میں	لَهُمْ۔ ان کے لئے
صِرَاطَكَ۔ تیرے راستے	الْمُسْتَقِيْمَ۔ سیدھے پر	ثُمَّ۔ پھر	لَاٰتِيَنَّهُمْ ۔ میں آؤں گا
ان کے پاس	مِّنْۢ بَيْنِ۔ آگے	اَيْدِيْهِمْ۔ ان کے سے	وَ۔ اور
مِنْ خَلْفِهِمْ۔ پیچھے سے	وَ۔ اور	عَنْ اَيْمَانِهِمْ۔ دائیں سے	وَ۔ اور
عَنْ شَمَآئِلِهِمْ۔ بائیں سے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَجِدُ۔ پائے گا تو
اَكْثَرَ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے کو	شٰكِرِيْنَ۔ شکرگزار	قَالَ۔ فرمایا
اخْرُجْ۔ نکل	مِنْهَا۔ اس سے	مَذْءُوْمًا۔ رد کیا ہوا	مَّدْحُوْرًا۔ راندہ ہوا
لَمَنْ۔ یقیناً جو	تَبِعَكَ۔ پیروی کرے گا تیری	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	لَاَمْلَئَنَّ۔ تو بھروں گا میں
جَهَنَّمَ۔ جہنم کو	مِنْكُمْ۔ تم	اَجْمَعِيْنَ۔ سب سے	وَ۔ اور
يٰٓا۔ اے	اٰدَمُ۔ آدم	اسْكُنْ۔ رہ	اَنْتَ۔ تو
وَ۔ اور	زَوْجُكَ۔ تیری بیوی	الْجَنَّةَ۔ جنت میں	فَكُلَا۔ پھر کھاؤ
مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	شِئْتُمَا۔ چاہو تم	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَقْرَبَا۔ قریب جانا	هٰذِهِ۔ اس	الشَّجَرَةَ۔ درخت کے	فَتَكُوْنَا۔ تو ہو جاؤ گے تم
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں سے		فَوَسْوَسَ۔ پھر وسوسہ ڈالا	لَهُمَا۔ ان دونوں کو
الشَّيْطٰنُ۔ شیطان نے	لِيُبْدِيَ۔ تاکہ ظاہر کرے	لَهُمَا۔ ان کے لئے	مَا۔ جو
وٗرِيَ۔ چھپایا گیا تھا	عَنْهُمَا۔ ان سے	مِنْ سَوْاٰتِهِمَا۔ ان کی شرم گاہیں	
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	مَا۔ نہیں	نَهٰكُمَا۔ روکا تم کو
رَبُّكُمَا۔ تمہارے رب نے	عَنْ هٰذِهِ۔ اس	الشَّجَرَةِ۔ درخت سے	
اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	تَكُوْنَا۔ ہو جاؤ تم	مَلَكَيْنِ۔ فرشتے
اَوْ۔ یا	تَكُوْنَا۔ ہو جاؤ تم	مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے	
وَ۔ اور	قَاسَمَهُمَآ۔ قسم اٹھائی اس نے	اِنِّيْ۔ کہ میں	لَكُمَا۔ تم دونوں کا
لَمِنَ۔ ہوں	النّٰصِحِيْنَ۔ خیرخواہ	فَدَلّٰىهُمَا۔ سوفریب دیا ان کو	بِغُرُوْرٍ۔ دھوکے سے
فَلَمَّا۔ پھر جب	ذَاقَا۔ چکھا	الشَّجَرَةَ۔ درخت کو	بَدَتْ۔ ظاہر ہو گئیں
لَهُمَا۔ ان کے لئے	سَوْاٰتُهُمَا۔ ان کی شرم گاہیں	وَ۔ اور	طَفِقَا۔ شروع ہوئے
يَخْصِفٰنِ۔ لپیٹنے لگے	عَلَيْهِمَا۔ اپنے اوپر	مِنْ وَّرَقِ۔ پتے	الْجَنَّةِ۔ جنت کے

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	نَادٰ۔پکارا	بِهِمَا۔ان کو	رَبُّهُمَآ۔ان کے رب نے
اَ۔کیا	لَمْ۔نہیں	اَنْهَكُمَا۔روکا تھا میں نے تم کو	عَنْ تِلْكُمَا۔اس
الشَّجَرَةِ۔درخت سے	وَ۔اور	اَقُلْ۔کہا تھا میں نے	لَّكُمَآ۔تم سے
اِنَّ۔کہ بے شک	الشَّيْطٰنَ۔شیطان	لَكُمَا۔تم دونوں کا	عَدُوٌّ۔دشمن ہے
مُّبِيْنٌ۔کھلا	قَالَا۔کہنے لگے	رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	ظَلَمْنَآ۔ہم نے ظلم کیا
اَنْفُسَنَا۔اپنی جانوں پر	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ
تَغْفِرْ۔بخشا تو نے	لَنَا۔ہم کو	وَ۔اور	تَرْحَمْنَا۔رحم نہ کیا
لَنَكُوْنَنَّ۔تو ہو جائیں گے ہم	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔خسارہ والوں سے		قَالَ۔فرمایا
اهْبِطُوْا۔اتر جاؤ	بَعْضُكُمْ۔بعض تمہارا	لِبَعْضٍ۔بعض کا	عَدُوٌّ۔دشمن ہے
وَ۔اور	لَكُمْ۔تمہارے لئے	فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے
مُسْتَقَرٌّ۔ٹھکانہ ہے	وَّ۔اور	مَتَاعٌ۔سامان ہے	اِلٰى۔ایک
حِيْنٍ۔وقت تک	قَالَ۔فرمایا	فِيْهَا۔اسی میں	تَحْيَوْنَ۔تم جیو گے
وَ۔اور	فِيْهَا۔اسی میں	تَمُوْتُوْنَ۔مرو گے	وَ۔اور
مِنْهَا۔اسی سے	تُخْرَجُوْنَ۔نکالے جاؤ گے		

مختصر تفسیر رکوع دوم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝۔

اور بے شک پیدا کیا ہم نے تمہیں پھر نقشے بنائے تمہارے پھر فرمایا ہم نے ملائکہ سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں تھا وہ سجدہ کرنے والوں سے۔فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ سجدہ کرے جب میں نے تمہیں حکم دیا۔بولا میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے پیدا کیا آگ سے اور اسے پیدا کیا مٹی سے۔(تفسیر)

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ۔اور بے شک ہم نے پیدا کیا یعنی ہم نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر پسندیدہ تمہاری صورت بنائی۔پروردگار عالم عزوجل نے حضرت انسان کو یہ خبر دی کہ اسی کی ذات بابرکات نے انسانوں کو تخلیق کیا اور ان کے اجسام وصور ترتیب دیئے۔نسل انسانی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے جو ابوالبشر ہیں فرمایا۔انسانی تخلیق کسی ارتقائی نظریہ کی پیداوار نہیں ہے جیسا کہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہے کہ انسان بندر کی ترقی پذیر شکل ہے اور فی نفسہ انسانی نسل بندروں سے چلی ہے۔

پروردگار عالم عزوجل نے ان سب توہمات فاسدہ وتخیلات جاہلانہ کا ابتداء سے ہی رد فرما کر ٹھوس حقیقت کی طرف راہنمائی کی ہے کہ تخلیق آدم ہماری قدرت وصنائع کا شاہکار ہے اور ہم نے اسے بہترین ناک نقشہ عطا کیا ہے انسان اپنی تخلیق

www.waseemziyai.com

کے اعتبار سے بہترین مخلوق ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ یقیناً ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا پھر ارشاد ہوا ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ پھر تمہاری صورت بنائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے جس پر علماء نے بہت سے توضیحات فرمائی ہیں لفظ صورت اپنے عام معنی پر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسان کا جبلی طور پر صفات الٰہیہ سے متصف ہونا ہے یعنی انسان صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔

مگر جاننا چاہئے کہ صفات الٰہیہ غیر متناہی اور غیر حادث ہیں جبکہ انسان کی صفات عکسی محدود اور حادث ہیں۔ انسان میں یہ صفات ناقص ہیں اور پروردگار ہر نقص سے پاک ہے سبحان ہے۔ یہاں صورت سے مراد خوبیاں ہیں یعنی اولاد آدم علیہ السلام کو بہترین خصلتوں سے مزین کیا ہے۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ۝

پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس یہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا۔

ابلیس شیطان کا نام ہے اور یہ فرشتہ نہیں جن تھا ارشاد ربانی عزوجل ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ۔ وہ جنات میں سے تھا اور فرشتے نور سے اور جنات آگ سے خلق ہوئے۔ آگ مٹی سے مغلوب ہے۔ آگ کتنی ہی شعلہ بار کیوں نہ ہو جب مٹی ڈال دی جائے تو آگ کی حدت و حرارت و تمازت و گرمی ختم ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کی برتری جنات پر واضح ہو جاتی ہے اس تفصیل وقصہ آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسان اور اس کے مقصد کی صراحت کی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو اپنی صفات سے مشرف فرما کر نیابت کا تاج پہنایا۔ پس ابلیس نے اپنے پروردگار عزوجل کے حکم کی نافرمانی کی۔ ابلیس جو کہ بڑا عابد و زاہد تھا نے اس قدر تقرب الٰہی عزوجل پایا کہ مقربین بارگاہ میں شامل ہو گیا تھا۔ جب فضیلت آدم ظاہر ہوئی تو یہ حسد کے مارے جل گیا۔ اور اس کا حسد۔ نخوت اور غرور بوقت سجدہ آڑے آیا اور اس نے حکم ربانی کو تسلیم کرنے کے بجائے تکبر اور بڑائی کا مظاہرہ کیا جب کہ پروردگار عالم نے اس سے پوچھا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ۔ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔

تو اس بے باک اور گستاخ نے جھٹ سے کدورت قلبی کا اظہار یوں کیا۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝۔

بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے اسے خاک سے اور مجھے آگ سے پیدا کیا۔

اس کا یہ کہنا خود نظری اور تکبر کا اظہار تھا اور اپنی برتری کے جاہلانہ تصور کے پیش نظر نہ جھکنا انانیت اور حسد کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مٹی رزانت یعنی وزن میں اور اس کے وقار میں افضل ہے اور اس مٹی سے حلم وحیا اور صبر ہے اور یہی مٹی توبہ و استغفار کی طرف جھکاتی ہے۔

اور آگ میں طیش اور حدت اور بلندی کی طرف میلان ہے اور یہ آمادہ کرتی ہے تکبر کی طرف اور مٹی ملکوں کی تیاری کرتی ہے اور آگ ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ آگ مظنہ خیانت و افنا ہے اور مٹی امانت اور بڑھانے کا سبب ہے۔ مٹی آگ کو

www.waseemziyai.com

بجھا دیتی ہے اور اسے ضائع کر دیتی ہے اور آگ اسے یعنی مٹی کو تلف نہیں کر سکتی۔

یہ وہ فضائل تراب تھے جس سے ابلیس جاہل رہا حتیٰ کہ اس کا قدم فاسد قیاسوں کی طرف پھسل گیا۔ اور اول من قاس ابلیس۔ یعنی سب سے پہلے جس نے غلط قیاس کیا وہ شیطان ہے یہ قول قیاس کے متعلق آیا اس لئے کہ کسی شے ثابت شدہ پر قیاس کرنا مردود ہے جبکہ نص بھی موید ہو اور شیطانی قیاس امر منصوص پر عناداً تھا۔

تو جب اس سے پوچھا گیا کہ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ فلاں بات نے منع کیا اس کی بجائے احمق بولا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں اس سے افضل ہوں۔ گویا جواب کی بجائے خبر دی اپنی فضیلت کی آدم علیہ السلام پر۔ علت فضل کو جواب قرار دیا تو صراحتاً انکار امتثال امر ہے گویا اس نے جواب میں کہا۔ کہ

سجدے سے روکنے والی چیز میری فضیلت تھی جو باعتبار تخلیق آدم علیہ السلام پر مجھے حاصل ہے اور یہ حکم کی تعمیل سے انکار و استبعاد تھا اس سے کہ مجھے مامور سجدہ ایسے شخص کے لئے جو میرا مثل بھی نہ تھا اس لئے سجدہ ایک فاضل کا مفضول کے لئے خارج عن الصواب ہے گویا حکم الٰہی عزوجل کی تعمیل کی بجائے قیاس لاطائل کے ذریعہ اس حکم کو غلط قرار دیا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتر جاؤ یہاں سے مناسب نہیں ہے تیرے لئے کہ تو غرور کرے یہاں رہتے ہوئے پس نکل جا تو ذلیلوں میں سے ہے۔

فرمایا اتر جا تو اس سے یعنی جنت سے یا آسمان سے۔ اِهْبِطْ۔ ہبوط سے بنا اس کے معنی اوپر سے نیچے گرنا ہے۔ مِنْهَا سے جنت یا آسمان مراد ہے۔ اس لئے کہ یہ جگہ فرمانبرداروں۔ مطیع اور متواضعوں کی ہے۔ شیطان فرشتوں کی صورت میں تھا۔ قرب الٰہی عزوجل کا درجہ رکھتا تھا۔ لیکن انانیت اور حسد اور تکبر نے مردود بارگاہ الٰہی عزوجل کر دیا۔ یعنی یہ ارشاد ہوا کہ اگر تو تکبر کر رہا ہے تو اتر یہاں سے تجھے حق نہیں پہنچتا کہ اگر تکبر کرے اور پھر اس مقام میں رہے اور ہماری نافرمانی کرے اور یہیں رہے تو نکل یہاں سے تو ذلیلوں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری اہانت ہے اور اس کے تمام دوست تیری مذمت کریں گے اور ہر انسان تیری مذمت کرے گا ہر زبان سے تجھ پر لعنت ہوگی بوجہ تیرے تکبر کے اور اس سے یہ چیز بھی جان لی گئی کہ ذلیلوں کا شیوہ لازمی استکبار ہے۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

عرض کرنے لگا الٰہی مجھے مہلت دے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ یہ دن نفخہ صور آنے کا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بے شک تو اس وقت تک مہلت میں ہے یعنی نفخہ صور تک۔

نفخہ صور سے مراد نفخہ اولیٰ ہے یعنی ہم تجھے بھی ان بندوں کے زمرے میں داخل کئے دیتے جو نفخہ صور اول تک جئیں گے۔

جب شیطان کو مردود اور راندۂ درگاہ ٹھہرایا تو اس کی آتش غضب اور بھڑکی اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی پروردگار عالم نے اسے مہلت دے دی اس لئے کہ اس میں مقربین بارگاہ عزوجل کا امتحان بھی ہو جائے اور اس میں قلوب احباب بھی سمجھ سکیں گے کہ جب ایسا سرکش و متکبر بھی عرض کرنے سے مہلت پا سکتا ہے تو جو اس پاک ذات سے محبت رکھتے ہیں ان کی عرض معروض کیسے رد ہوگی حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبرو ترسا وظیفہ خوردا ری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ بادشمناں نظر داری

اس سوال کی جسارت ابلیس کو باوجود تکبر وغرور اور نافرمانی کے اس وجہ سے ہوئی کہ اسے حلم ذوالجلال کا حال معلوم تھا اور وہ پروردگار کے حلم ورحمت سے واقف تھا اس کا خیال تھا کہ شائد اس حربے سے وہ موت کے عذاب وسختی سے بچ جائے گا مگر قیامت سے پہلے اس کو موت دی جائے گی۔ پھر اس نے پروردگار کے حضور اپنے جوش وانتقام اور حسد وغضب کا اظہار کیا اور کہا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے کیوں غوی کیا یعنی کس لئے گمراہ کیا یعنی اپنی رحمت سے مایوس کردیا میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر تو ضرور معارضہ کروں گا ان سے تیرے طریقہ اسلام سے اور روکوں گا انہیں جیسے دشمن راہ مارنے بیٹھتا ہے۔ راہ گیروں کے لئے پھر آوں گا میں ان کے پاس ان کے آگے سے اور شک ڈالوں گا ان کے دلوں میں آخرت کی طرف سے اور پیچھے سے تا کہ دنیا کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا کروں اور ان کے دائیں سے تا کہ نیکیوں سے روکوں اور بائیں سے ارتکاب معصیت پر آمادہ کرنے کو۔ اس نے پروردگار عزوجل کے حضور اپنے جوش انتقام اور حسد وغضب کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اولاد آدم کو ہر ممکن طریقہ سے گمراہ کروں گا اور انہیں صراط مستقیم پر چلنے نہ دوں گا۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾۔

پھر میں ضرور آوں گا ان کے پاس بہکانے کے لئے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے اور تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر کو شکر گزار۔

دشمن کے آنے اور حملہ کرنے کی جہات چار ہی ہیں ان ہی چہار جہات کا ذکر کیا یعنی جس طریقہ سے گمراہ کرنا اور بہکانہ ممکن ہوگا اس جہت سے بہکاؤں گا اور دشمنی کر کے ان کو گمراہ کروں گا پھر آوں گا ان کے پاس آگے سے یعنی سامنے سے شک ڈالوں گا ان کے دلوں میں آخرت کا اور پیچھے سے تا کہ دنیا کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا کروں گا ان کی دائیں طرف نیکیوں سے روکوں گا بائیں طرف سے معصیت کے ارتکاب پر آمادہ کروں گا۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں کوئی صبح نہیں مگر شیطان بیٹھا ملتا ہے چاروں طرف اور کہتا ہے کوئی خوف نہ کر اللہ غفور ورحیم ہے اور آیہ کریمہ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ پ ۱۶ ع ۱۳ پڑھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا عمل کیا اور پیچھے سے آکر رزق کی کمی کا خوف دفع کرنے کو پڑھتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ پ ۱۲ ع ۱۔ اور زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جس کا اللہ کے ذمہ کرم پر رزق نہ ہو۔

اور داہنی طرف سے آکر تعریف کرتا ہوا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲﴾ پڑھتا ہے اور بائیں طرف سے شہوات کی طرف مائل کرنے کو وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ پڑھتا ہے پ ۲۱ ع ۱۲۔ یعنی اور روک دی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں۔

آگے ایک لطیف نکتہ فرماتے ہیں کہ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۔ جہات اربع پر اکتفا فرمایا اور من فوقهم و من تحتهم اوپر نیچے کی دونوں سمتوں کا ذکر نہ فرمایا اس لئے کہ فوق مکان رحمت ہے اور تحت سجدہ کے لئے ہے۔ جو غایت قرب کا موجب ہے۔

دوسرا نکتہ فرماتے ہیں کہ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ میں تو من لائے اس لئے کہ مِنْ ابتداء غایت کے لئے ہوتا ہے۔

اور آخر کے دو میں عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ میں عَنْ استعمال فرمایا اس لئے کہ عَنْ انحراف پر دلالت کرتا ہے

آگے ابلیس کا قول فرمایا اور نہ پائے گا تو اکثر کو شکر گزار یعنی مومن یہ ابلیس نے توظن سے کہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ پ ۲۲ ع ۸۔ اور بے شک ابلیس نے انہیں اپنا ظن سچ کردکھایا یعنی اس ظن میں کامیاب ہوگیا تو ارشاد ہوا۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۱۸

فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور راندہ ہوا جس کسی نے پیروی کی تیری ان میں سے یقیناً بھردوں گا جہنم کو تم سب سے۔

یعنی جنت یا آسمان سے نکل جا ذلیل وخوار ہوکر عیب دار راندہ ہوا بعید کیا ہوا رحمت سے۔ قاموس میں ہے ذامہ ذاما دھتکار کر نکال دیا۔ رسوا کردیا۔ جو تیرے پیچھے چلیں گے۔ میں تم سب سے جہنم کو بھردوں گا۔ یعنی ابلیس اور اس کی پیروی کرنے والے۔

وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اور اے آدم (علیہ السلام) رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں۔

جب شیطان کو جنت سے نکال دینے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب اس سے فرمایا کہ تو اب یہاں سے نکل جا۔ اب تو نہ عابد ہے نہ عارف دنیا میں ذلیل وخوار پھرتا رہ تیرے لئے ہر جگہ پھٹکار ہے۔ تو اور تیری اولاد و متبعین کو دوزخ میں بھر دوں گا۔

اس کے بعد فرمایا وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ۔ اے آدم تم رہو یا ندائے کرم ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے ہوتا ہے۔

اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اے آدم تم اور تمہاری زوجہ حوا جنت میں رہو۔

اسْكُنْ۔ واحد حاضر فرمایا جو صرف حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہے۔ زوج کے معنی جوڑا ہے۔ حضرت حوا آپ کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ یعنی تیرا جوڑا حضرت حوا جنت میں رہو جنت کو اپنا مسکن بناؤ۔ جنت وہ مخصوص باغ ہے جہاں جزا کے لئے نیک لوگ داخل ہوں گے حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح جناب حواء سے جنت میں ہوا ان کا مہر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود شریف پڑھنا ہے۔ (تفسیر صاوی)

فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۹

اور جنت کے پھل فروٹ جہاں سے چاہو کھاؤ ہر جگہ سیر کرو۔ ہر چیز کھانا مگر اس درخت کو پہچان لو اس کو کھانا تو کیا اس کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تم دونوں خطاکاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

كُلَا۔ تثنیہ فرمایا۔ خاوند بیوی دونوں حقدار ہو۔ کھانے سے مراد پھل وغیرہ ہیں دانہ نہیں کیونکہ جنت میں نہ بھوک ہوگی نہ اس کے دفعیہ کے لئے غذائیں۔ یعنی تم کو اجازت ہے کھانے پینے کی اور جہاں چاہو جنت میں رہو جہاں سے چاہو

www.waseemziyai.com

کھاؤ۔لیکن

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٩۔تم دونوں خطا کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

یعنی حد سے بڑھنے والوں میں سے۔انبیاء کرام گناہوں سے محروم ہوتے ہیں۔اولیاء کرام محفوظ۔گناہ میں عزم ہوتا ہے خطا میں عزم وارادہ نہیں ہوتا۔حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا۔وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝١١٥۔ان کا عزم نہ تھا نسی ان پر بھول ڈال دی گئی اس کی مفصل تفسیر سورہ بقرہ میں بیان ہو چکی ہے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا۔

پھر شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کے پردے کا بدن جواب تک ان دونوں میں پوشیدہ تھا دونوں پر ظاہر کر دے۔

قاموس میں ہے کہ دل کے اندر پیدا ہونے والا یا شیطان کا ڈالا ہوا ایسا غیر مفید خیال وسوسہ ہے۔

وسوسہ کے لغوی معنی ہلکی آواز کے ہیں کیونکہ زیور میں بھی ہلکی آواز ہوتی ہے اس لئے اس کو وسوسہ کہتے ہیں۔اصطلاح میں وہ برے خیالات ہیں جو شیطان کی طرف سے انسان کے دل میں آئیں وہ وسوسہ ہیں۔(خازن)

محاورات:موسوس بکسر واو اور موسوس بفتح واو وارد ہے اور موسوس لہ اور موسوس الیہ نہیں بولا جاتا۔جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی کے دل میں کوئی خطرہ ڈالا گیا اور وسوس کے معنی ہیں کسی کے دل میں اس فعل کو ڈالا جائے جو محض خطرہ ہی نہ ہو۔

ہما کا مرجع حضرت آدم وحوا علیہما السلام ہیں۔شیطان کا نام ابلیس تھا مردود بارگاہ عزوجل ہونے کی وجہ سے شیطان ہو گیا کیونکہ حضرت حوا وآدم علیہما السلام کا واقعہ مردود ہونے کے بعد ہوا لہٰذا یہاں شیطان فرمایا گیا۔شیطان نے وسوسہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے دل میں کیسے ڈالا اس کے بارے میں تین قول ہیں۔

شیطان جنت کے دروازے کے باہر پھرتا رہا جب یہ دونوں سیر کرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے تو اس مردود نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ ابھی جنت میں شیطان کا داخلہ بند نہیں ہوا تھا اس نے ان سے کلام کیا اور ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

بہرحال شیطان نے ان دونوں پر اپنا داؤ چلا دیا۔یبدی بنا ہے ابداء سے اس کے معنی کھلونا ہے لَهُمَا کا مرجع حضرت آدم وحوا علیہما السلام ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ ہوئے تھے تا کہ کھول دے ان کی شرم کی چیزیں یعنی ایسا وسوسہ کہ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ آدم وحوا علیہما السلام آپس میں ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ کشف عورت عزائم امور سے ہے اور وہ جسم جسے عورت کہتے ہیں اس کا چھپانا ضروری ہے اور کھولنا ممنوع فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس حصہ کا کھولنا ہمیشہ سے طبائع انسانی اور عقل میں قبیح اور مذموم سمجھا گیا ہے اور اقتضاء مفہوم سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے اس وقت تک ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔

وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝٢٠۔

اور کہا کہ منع نہیں کیا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لئے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو

جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے۔

یعنی ابلیس نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے جو اس درخت کے پاس جانے سے ممانعت کی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ۔ یا ہمیشہ جینے والے جو کبھی نہ مرو گے اور ہمیشہ جنت میں ہی رہو گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے کہ کہیں خیر شر جان لو اور غذا سے مستغنی ہو جاؤ۔ مَلَكَيْنِ سے مراد فرشتہ یا فرشتہ کے سے اوصاف والا بندہ یعنی اس درخت کے پھل میں وہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھا لینے والا بندہ یا تو فرشتہ بن جاتا ہے کہ اسے کھانے پینے کی حاجت نہ ہو اور نہ ہی جلدی موت آئے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾۔ اور قسم اٹھائی ان دونوں کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

یہ قسم شیطان کی قاسم باب مفاعلہ پر ہے جو مسابقت کے لئے ہے۔ کہ ابلیس کی قسم جھوٹی تھی اگر یہ قسم ابلیس کی ایسی صورت میں ہوتی کہ وہ قسم کھاتا اور آدم وحوا علیہما السلام اس کی تصدیق کرتے تو قسم دونوں کی طرف منسوب ہوتی لیکن چونکہ ابلیس لعین کی قسم جھوٹی تھی اور اس جھوٹی قسم سے حضرت آدم علیہ السلام کو دھوکا دیا اور پہلی جھوٹی قسم کھانے والوں میں ابلیس ہی کہلایا۔ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے ارشاد باری عزوجل ہے فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ۔ پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکہ سے۔

بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابلیس نے دونوں کو فریب دیا۔ عربی محاورہ میں ما زال بفلان یدلی فلان بغرور۔ وہ اس کو برابر فریب دیتا رہا اور اس سے چکنی چپڑی باتوں سے پیش آتا رہا غرور سے مراد بے حقیقت فریب۔ دَلّٰىهُمَا۔ کا مصدر تدلیہ ہے ادلاک معنی نیچے اترنا ہے شیطان نے ان دونوں کو نیچے گرا دیا۔ یہاں مراتب درجات سے اتارنا مراد نہیں بلکہ مکانی طور پر نیچے اترنا مراد ہے یعنی جنت سے زمین پر اتار دیا۔

شیطان نے حضرت حوا کو دھوکہ دیا۔ حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے کھانے کی رغبت دی لیکن اس کا اثر دونوں پر پڑا اس لئے ہما فرمایا۔ غرور بمعنی دھوکہ ہے ابلیس نے جھوٹی قسم کے ذریعہ ان دونوں کو اتار دیا۔ شیطان ہی وہ ہے جس نے سب سے پہلے اللہ کی جھوٹی قسم کھائی۔ (تفسیر خازن)

حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ کوئی اللہ عزوجل کی قسم کھا کر جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ بنا بریں آپ علیہ السلام نے اس کا اعتبار کر لیا اور حقیقت یہ ہے کہ مومن اگر دھوکہ کھا سکتا ہے تو قسم سے ہی کھا سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدعنا باللہ انخد عنالہ۔ جو ہمیں اللہ کی قسم کے ساتھ دھوکہ دے تو ہم اس کے دھوکہ میں آتے ہیں۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے۔

ذَاقَا۔ ذوق سے بنا اس کے معنی چکھنا یعنی تھوڑا سا جو گلے سے نیچے اتر جائے۔ شجرہ اس درخت کے پھل کھانا تو جب انہوں نے اس پیڑ کا پھل چکھا اور اس کا ذائقہ محسوس کیا وہ درخت سنبلہ یا کرم کا تھا۔

منجد میں ہے اَلسُّنْبُلُ مِنَ الزَّرْعِ كَالْبُرِّ وَ الشَّعِيْرِ اَلْوَاحِدَةُ سُنْبُلَةٌ وَالْجَمْعُ سَنَابِلَ گندم اور جو الكرم للعنب یہ لغت مخصوص انگور کے لئے ہے۔

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ۔

www.waseemziyai.com

تو ظاہر ہوگئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور چمٹانے لگ گئے اپنے بدن پر جنت کے پتے۔

ان کے بدن سے جنت کا لباس اتر گیا۔ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو ابن عساکر اور بیہقی رحمہم اللہ نے نقل کیا کہ دونوں کا لباس نور کا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس کو ابن عساکر اور بیہقی رحمہم اللہ نے نقل کیا کہ آدم وحوا کا لباس ناخن کا تھا وہ لباس اتر گیا صرف ناخن رہ گئے۔

جنتی لباس جوجنس اظفار سے تھا یعنی سفید نورانی اور نہایت نرم جسم ظفر الثوب طیبة بالاظفار ۔صاف ستھرا کپڑا جسم سے جدا ہو گیا۔ منجد

اس سے قبل دونوں نے ایک دوسرے کو برہنہ دیکھا ہی نہ تھا وَ طَفِقَا۔ طفق جعل کے معنی میں آتا ہے۔ یَخۡصِفٰنِ۔ خصف سے بنا اس کے معنی سینا ہے اس لئے چمڑا سینے والے کو خصاف کہتے ہیں۔

اپنے برہنہ بدن پر جنت کے پتے چپکانا شروع کئے جنت کے پتے یا تو انجیر کے پتے تھے یا موز یعنی کیلے کے پتے تھے۔ ایک پتہ پر دوسرا پتہ رکھ کر ستر پوشی فرمانے لگے۔ آپ نے انجیر کے پتے انجیر کے تنکوں سے سیے جو کپڑے کی طرح ہو گئے۔ (خازن)

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ۔

اور ان کے رب نے دونوں کو ندا دی کہ میں نے تم دونوں کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کر دیا تھا۔ یہ مرتبہ آدم علیہ السلام کے مطابق مخاطبہ بالعتاب ہوا اور ان کی خطا و نسیان پر تنبیہ کی گئی۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ کیا تھا۔ عرض کی بے شک لیکن میں یہ سمجھا کہ دنیا میں کون ہے جو تیری قسم کھا کر جھوٹ بولے تو ارشاد ہوا کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم اب میں تمہیں زمین پر اتاروں گا وہاں تمہاری زندگی محنت و مشقت اور پشیمانی کے پسینوں میں گزرے گی۔ چنانچہ آپ کو زمین پر اتار دیا اور آپ کو لوہا گھڑنے کی تعلیم دے کر زراعت اور کھیتی باڑی کا حکم دیا کہ کھیت کو پانی دو پھر کاٹو پھر آٹا پیس کر اسے گوندھو پھر روٹیاں پکا کر کھاؤ۔ خازن آگے ارشاد ہے

وَاَقُلۡ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۝٢٢ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝٢٣۔

اور تمہیں نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں سے ہوں گے۔

قَالَا۔ کا فاعل حضرت آدم وحوا دونوں ہیں۔ رَبَّنَا۔ ربوبیت۔ پرورش رحم وکرم کا ذریعہ ہے ربنا کہہ کر پکارا تا کہ رحمت جوش میں آئے اور معافی ہو جائے۔ ظَلَمۡنَآ۔ ظلم سے بنا۔ اَنۡفُس۔ نفس کی جمع ہے یعنی اے ہمارے پرورش فرمانے والے رب بے شک تو نے ہم کو درخت کے قریب جانے سے منع کیا ہم نے اپنی جانوں پر نقصان کیا ہم نے خطا کی ہم دھوکہ کھا گئے

وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا۔ یعنی اے پروردگار اگر تو ہم دونوں کو معافی نہ دے اور ہم سب پر رحم وکرم نہ کرے تو۔

لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝٢٣۔ خاسرین۔ ہالکین کے معنی میں ہے۔ یعنی نقصان پانے والے ہوں گے۔ معتزلہ کے

نزدیک صغیرہ گناہوں کی سزانہیں دی جائے گی خواہ ان کو معاف نہ کیا گیا ہو بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکھتا ہو۔ اس آیت میں ہمارے لئے معتزلہ پر یہ دلیل ہے کہ صغائر بھی اللہ عزوجل اپنی رحمت سے ہی معاف فرمائے گا نہ صغیرہ گناہ معاف شدہ ہیں جیسا کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔

فرمایا اترو یہ خطاب آدم وحوا علیہما السلام کو ہوا لفظ جمع کے ساتھ یا ابلیس بھی اس وقت اتارا گیا اور اول وہ جنت سے نکالا گیا تھا۔ پھر آسمان سے سب جمع ہو کر اتارے گئے۔ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے یعنی تمہارا دشمن ابلیس ہے اور اس کے تم اور تمہیں زمین میں رہنا ہے۔ مُسْتَقَرٌّ۔ سے مراد استقرار یا موضع قرار ہے اور برتنا یعنی وہاں کی زندگی سے انتفاع حاصل کرنا ایک مقررہ مدت کے لئے یعنی تمہاری زندگی کی مدت پوری ہونے تک اب زمین پر رہو۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ راوی ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے اور وقت وفات آیا تو ملائکہ نے آپ کو اپنے احاطہ میں لے لیا۔ حضرت حوا ان کے گرد پھرنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے میرے رب کے فرشتوں مجھے چھوڑ و یہاں اس لئے کہ آج مجھے وہ مصیبت پہنچی ہے جو تمہیں نہیں پہنچی۔

پھر جب آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو ملائکہ علیہم السلام نے آپ علیہم السلام کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا۔ تین بار اور حنوط کر کے یعنی خوشبو لگا کر تین کپڑوں میں کفن دیا۔ پھر قبر تیار کی اور سراندیپ یعنی لنکا میں دفنایا اور آپ علیہ السلام کی اولاد کو فرمایا یہ طریقہ تجہیز وتکفین کا ہے آدم علیہ السلام کے بعد سے۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾۔

فرمایا اسی میں زندہ رہو گے یعنی زمین میں اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم یوم بعث کو اٹھائے جاؤ گے بروز قیامت حساب کے لئے تا کہ ثواب وعذاب ہو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اے اولاد آدم بے شک اتارا ہم نے تم پر ایسا لباس جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایسا لباس کہ اس سے تمہاری آرائش ہو اور ایک لباس پرہیزگاری کا یہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ وہ نصیحت مانیں۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

اے اولاد آدم (خبردار) نہ فتنے میں ڈالے تم کو شیطان جیسے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے اتروا دیئے ان کے لباس کہ نظر آئیں انہیں ان کی شرم کی چیزیں بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو اور اس کا کنبہ وہاں سے کہ تم انہیں نہ دیکھ سکتے بے شک ہم نے کیا شیطان کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لائے۔

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور جب وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے حکم دیا ہمیں اس کا۔ فرما دیجئے بے شک اللہ نہیں حکم دیتا بے حیائی کا کیا وہ بات کہتے ہو اللہ پر جس کا تمہیں علم نہیں۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ؕ

فرما دیجئے حکم دیا میرے رب نے انصاف کا اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور عبادت کرو اس کی خالص۔ اسی کا دین ہے جیسے ابتدا کی تمہاری ویسے ہی پلٹو گے۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر ثابت کی گمراہی انہوں نے پکڑا شیطانوں کو دوست اللہ کے سوا اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

اے اولاد آدم پکڑو اپنی زینت جب تم مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور نہ فضول خرچ کرو بے شک وہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حل لغات رکوع سوم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

يَآ ۔ اے	بَنِيْۤ ۔ اولاد	اٰدَمَ ۔ آدم	قَدْ ۔ بے شک
اَنْزَلْنَا ۔ اتارا ہم نے	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	لِبَاسًا ۔ لباس جو	يُّوَارِيْ ۔ چھپاتا ہے
سَوْاٰتِكُمْ ۔ تمہاری شرم گاہیں		وَ ۔ اور	رِيْشًا ۔ زینت
وَ ۔ اور	لِبَاسُ ۔ لباس	التَّقْوٰى ۔ پرہیز گاری	ذٰلِكَ ۔ یہ
خَيْرٌ ۔ بہتر ہے	ذٰلِكَ ۔ یہ	مِنْ اٰيٰتِ ۔ نشانات	اللّٰهِ ۔ الٰہی سے ہے
لَعَلَّهُمْ ۔ تاکہ وہ	يَذَّكَّرُوْنَ ۔ نصیحت پکڑیں	يٰبَنِيْۤ ۔ اے اولاد	اٰدَمَ ۔ آدم
لَا ۔ نہ	يَفْتِنَنَّكُمُ ۔ فتنہ میں ڈالے تم کو		الشَّيْطٰنُ ۔ شیطان

MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

كَمَآ۔ جیسا کہ	اَخْرَجَ۔ نکالا اس نے	اَبَوَيْكُمْ۔ تمہارے ماں باپ کو	مِّنَ الْجَنَّةِ۔ جنت سے
يَنْزِعُ۔ چھینتا تھا	عَنْهُمَا۔ ان سے	لِبَاسَهُمَا۔ ان کا لباس	لِيُرِيَ۔ تاکہ دکھائے
هُمَا۔ ان کو	سَوْاٰتِهِمَا۔ ان کی شرم گاہیں	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	يَرٰ۔ دیکھتا ہے
كُمْ۔ تم کو	هُوَ۔ وہ	وَ۔ اور	قَبِيْلُهٗ۔ اس کا قبیلہ
مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	لَا۔ نہیں	تَرَوْنَهُمْ۔ دیکھتے تم ان کو	اِنَّا۔ بے شک
جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے	الشَّيٰطِيْنَ۔ شیطانوں کو	اَوْلِيَآءَ۔ دوست	لِلَّذِيْنَ۔ ان کا جو
لَا۔ نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
فَعَلُوْا۔ کرتے ہیں	فَاحِشَةً۔ بے حیائی	قَالُوْا۔ تو کہتے ہیں	وَجَدْنَا۔ پایا ہم نے
عَلَيْهَآ۔ اس پر	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ نے
اَمَرَ۔ حکم دیا	نَا۔ ہم کو	بِهَا۔ اس کا	قُلْ۔ فرمائیے
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يَاْمُرُ۔ حکم دیتا
بِالْفَحْشَآءِ۔ بے حیائی کا	اَ۔ کیا	تَقُوْلُوْنَ۔ تم کہتے ہو	عَلَى۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے	مَا۔ جو	لَا۔ نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم
قُلْ۔ فرمائیے	اَمَرَ۔ حکم دیا	رَبِّيْ۔ میرے رب نے	بِالْقِسْطِ۔ انصاف کا
وَ۔ اور یہ کہ	اَقِيْمُوْا۔ قائم کرو	وُجُوْهَكُمْ۔ اپنے مونہوں کو	عِنْدَ۔ نزدیک
كُلِّ۔ ہر	مَسْجِدٍ۔ مسجد کے	وَّ۔ اور	ادْعُوْ۔ پکارو
هُ۔ اس کو	مُخْلِصِيْنَ۔ خالص کرکے	لَهُ۔ اس کے لئے	الدِّيْنَ۔ دین
كَمَا۔ جیسے	بَدَاَ۔ پیدا کیا	كُمْ۔ تم کو	تَعُوْدُوْنَ۔ لوٹو گے تم
فَرِيْقًا۔ ایک فرقے کو	هَدٰى۔ ہدایت کی	وَ۔ اور	فَرِيْقًا۔ ایک فرقہ
حَقَّ۔ حق ہوئی	عَلَيْهِمُ۔ ان پر	الضَّلٰلَةُ۔ گمراہی	اِنَّهُمُ۔ بے شک انہوں نے
اتَّخَذُوا۔ بنالیا	الشَّيٰطِيْنَ۔ شیطانوں کو	اَوْلِيَآءَ۔ دوست	مِنْ دُوْنِ۔ سوا
اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	يَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں	اَنَّهُمْ۔ کہ وہ
مُّهْتَدُوْنَ۔ ہدایت والے ہیں	يٰٓا۔ اے	بَنِيْٓ۔ اولاد	اٰدَمَ۔ آدم
خُذُوْا۔ پکڑو	زِيْنَتَكُمْ۔ اپنی زینت	عِنْدَ۔ پاس	كُلِّ۔ ہر
مَسْجِدٍ۔ مسجد کے	وَّ۔ اور	كُلُوْا۔ کھاؤ	وَ۔ اور
اشْرَبُوْا۔ پیو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُسْرِفُوْا۔ زیادتی کرو
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	لَا۔ نہیں	يُحِبُّ۔ پسند کرتا	الْمُسْرِفِيْنَ۔ زیادتی کرنے والوں کو

MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر رکوع سوم-سورۃ اعراف-پ ۸

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾

اے اولاد آدم بے شک ہم نے تم پر ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ جو تمہاری آرائش ہو اور لباس پرہیزگاری کا یہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ تم نصیحت مانو۔

شان نزول

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب بیت اللہ شریف کعبہ معظمہ کا طواف بالکل ننگے ہو کر کیا کرتے تھے مرد اور عورتیں بالکل برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں ان کپڑوں کے ساتھ ہم طواف نہیں کریں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے بنی آدم کے لئے تین لباسوں کا ذکر فرمایا ایک لباس تو وہ ہے جو ساتر ابدان ہے۔ ایک دوسرا لباس وہ ہے جو موجب تزئین انسان ہے جیسے شیروانی۔ جبہ۔ کلاہ۔ صدری۔ کوٹ۔ پگڑی۔ وہ دونوں لباس بھی غرض صحیح کے لئے مستعمل نہیں۔

تیسرا لباس پرہیزگاری فرمایا یہ کپڑے سے نہیں بلکہ حیاء و خصائل پسندیدہ اعمال صالحہ سے مرتب ہوتا ہے اسے ذلک خیر فرمایا یعنی زیب و زینت کے لباسوں سے یہ بہتر ہے۔

لباس تقویٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں قتادہ و سدی رحمہم اللہ کے نزدیک لباس تقوی ایمان ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک حیا ہے کیونکہ حیا ہی موجب تقویٰ ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے خشیت اللہ کو لباس تقویٰ قرار دیا۔

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾۔ آیات سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ کی رحمت پر دلالت کر رہی ہیں یاد رکھنے سے مراد اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرنا ہے اور برائیوں سے اجتناب ہے۔

پھر بنی آدم کو مخاطب فرما کر پہلے رکوع میں جو شیطان کی کیادی اور عیاری حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عداوتاً بیان فرمایا تھا اس طرف اشارہ کر کے متنبہ اور ہوشیار کرنے کو اس رکوع میں ارشاد ہوا کہ وہ وساوس شیطان سے اور اغواء اور اس کی مکاریوں سے بچتے رہیں وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریب کاری کر چکا ہے اور ان کی اولاد سے وہ کبھی درگزر نہ کرے گا۔

پھر یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ وہ قوم جن سے ہے اور جنوں کو ایسا ادراک دیا گیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسان کو یہ ادراک نہیں دیا گیا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی راہوں میں پیرا ہوا ہے اَلشَّيْطَانُ يَجْرِىْ فِى الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔

اے اولاد آدم بے شک اتارا ہم نے تم پر وہ لباس یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے اسلئے کہ اس کی اصل پانی ہے اور پانی آسمان سے برستا ہے تو اسے روئی وغیرہ کی نشو و نما ہوتی ہے تو کپڑا بنتا ہے اور کپڑے سے لباس تیار

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہوتا ہے کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے یعنی ستر عورت کرتا ہے۔

اور ایک لباس وہ ہے کہ تمہاری آرائش ہو لباس زینت میں پرندوں کے پروں سے اشارہ واستعارہ کر کے ریشاً فرمایا گیا اس لئے کہ پرندوں کا لباس اور ان کی زینت ان کے پر ہیں یعنی ہم نے تم پر دو لباس نازل کئے ایک لباس ستر عورت کا اور دوسرا لباس زینت کا۔ اور تیسرا لباس تقویٰ وہ سب سے بہتر ہے۔ یہاں ذالک فرما کر خیر فرمایا۔ اس لئے کہ ذلک اسماء اشارہ سے ہے اور اسم اشارہ کی ضمیر قریب کی طرف ہوتی ہے یعنی لباس تقویٰ لباس زینت سے بہتر ہے اور یواری سوآتکم سے چونکہ ستر عورت مراد ہے اور وہ فرض ہے اور ادائے فرض خود تقویٰ ہے تو لباس تقویٰ اور لباس ساتر ستر دونوں لباس متقین ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی نشانیوں سے ہے۔ یعنی یہ دلالت ہے فضل الٰہی عزوجل پر اور رحمت پر جو اس نے اپنے بندوں پر فرمائی اس میں انزال لباس بھی ایک رحمت خاص ہے تاکہ نصیحت مانیں اور اللہ عزوجل کی بڑی بڑی نعمتوں کو جانیں یہ آیت علی سبیل الاطراد نازل ہوئی۔ اول بدوسوآت یعنی شرم کی چیزوں کا کھلنا اور اوراق اشجار سے بدن کا چھپانا دکھایا۔ اس کے بعد اپنا احسان ظاہر فرمایا کہ لباس پیدا کیا اور جبکہ عقلاصرفا فطرتاً قدیم سے موجب ذلت ہے اور تستر ابدان پردہ پوشی تقویٰ میں داخل ہے تو اسے نعمت الٰہی عزوجل کہنا ہی حق ہے اور احق ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

اے اولاد آدم خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے جیسے تمہارے والدین کو بہشت سے نکالا۔

یعنی شیطان تمہیں کہیں دھوکہ دے کر گمراہ نہ کر دے اور تم جنت میں داخل نہ ہو سکو جس طرح حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام پر فتنہ برپا کر کے انہیں جنت سے نکالا۔ اور اتروادیئے ان کے نوری لباس کہ ان کی عار والی چیزیں ان کو نظر آنے لگیں یعنی جب وہ جنت سے باہر آئے تو ان کے یہ نوری لباس علیحدہ ہو گئے اور ان کے جسم مطہر سے نوری لباس اتر گیا۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے **اَلشَّيْطَانُ يَجْرِي مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ**۔ اس شیطان کا نام قرین ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی بسم اللہ پڑھ کر قضائے حاجت کو جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

دوسرے کا نام خنزب ہے جو عبادات میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

تیسرے کا نام ولہان ہے جو بازاروں اور میلوں میں انسان کو وسوسہ ڈالتا ہے۔

یہ سب ابلیس کے قبیلے ہیں۔

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ۔ وہ شیطان تمہیں دیکھتا ہے۔ یہ اس کے فتنہ کی وجہ ظاہر فرمائی اور ڈرایا کہ اس کے فتنہ سے بچنا اس لئے کہ وہ بمنزلہ دشمن کے ہے اور تمہیں ایسی چال سے دھوکہ دیتا ہے کہ تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوتا اور اس کا کنبہ یعنی اس کی ذریت یا لشکر۔

اِنَّهٗ۔ کا مرجع شیطان ہے۔ ہر جماعت کو قبیل کہتے ہیں۔ قبیلہ ایک خاندان کو کہتے ہیں۔ (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ سے مراد ابلیس کی اولاد ہے۔

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط۔ کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر وہ تمہیں دیکھتا ہے اور

www.waseemziyai.com

تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو اس سے مدد چاہو جو اسے بھی دیکھتا ہے اور اسے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ اللہ کریم ستار و رحیم ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

بے شک ہم نے بنا دیا ہے شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لاتے۔

اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ خالق افعال اللہ تعالیٰ ہے خواہ وہ افعال خیر سے ہوں یا شر سے یعنی ہم نے ابلیس اور اس کی ذریت کو ان انسانوں کا دوست اور مددگار بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ

اور جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام تو کہتے ہیں کہ پایا ہم نے ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے بھی ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔

فاحشہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو حد درجہ معیوب ہو اور اس میں ہر کبیرہ گناہ داخل ہے اور جب وہ بے حیائی کریں تو کہتے ہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا یعنی وہ بے حیائی اور افعال قبیحہ یا گناہ سے کچھ کرتے ہیں جیسے بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر اور بت پرستی تو ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ ان کے باپ دادا ایسا کرتے تھے تو اس کی پیروی ہم نے کی اور ہمیں اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ ہم وہی کریں جو ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہے اس لئے اگر ہم اس سے نفرت کریں تو اپنے والدین کے خلاف جانے کا جرم ہم پر آئے گا اور یہ عذر باطل ہے اس لئے کہ اس صورت میں جہاں تقلید لازم آتی ہے اور دوسرے افتراء علی اللہ ہے۔ ان کی دوسری دلیل کی تردید اس طرح فرمائی۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

آپ فرما دیجئے اللہ حکم نہیں دیتا بے حیائیوں کا کیا ایسی بات لگاتے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے۔

اس لئے کہ آمر کے حکم کی تعلیم کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے کہ مامور نیک یعنی اگرچہ نیک بننے کے درجات ہوں جیسا کہ اصول فقہ سے ظاہر ہے کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں یہ استفہام انکاری و توبیخی ہے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۔ فرما دیجئے میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا۔

یعنی عدل کا اور ہر اس بات کا جو ہر عاقل اچھا جانے تو وہ فواحشات کا کیسے حکم کرے گا۔ قسط کے معنی عدل و انصاف بھی اگر یہ مجرد باب سے آئے تو ظلم کے معنی میں آتا ہے یعنی کسی کا حصہ مار لینا ارشاد ربانی ہے۔ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ ۔ ظالم لوگ جہنم کا ایندھن ہیں اور جب باب افعال سے ہو تو انصاف کے معنی میں ہوتا ہے ارشاد ربانی عزوجل ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ ۔ یہاں انصاف و عدل کے معنی میں ہے یعنی ہر معاملہ میں عدل و انصاف کرو پروردگار عالم عزوجل نے اس کائنات کو عدل کے ساتھ قائم فرمایا ہے ارشاد ربانی عزوجل ہے **ان اللہ یا مرکم بالعدل والاحسان**۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے یعنی عدل و انصاف کا حکم دائمی اور استمراری ہے اس لئے اس کے بغیر حیات انسانی کا نظم ممکن نہیں مظلوم کو اس کا حق دلانا انصاف کے تقاضے پورا کرنا عدل کی عملی صورت ہے۔

اس کے بعد اخروی زندگی کے انکار کرنے والوں کا رد ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ جیسے اس نے تمہیں نیست سے ہست کیا ایسے ہی بعد موت بھی زندہ فرمائے گا۔ اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جب آخر کار اسی کی طرف پلٹنا ہے اور وہی جزا و

MARKAZI-UL-QOOMI ISLAMIA ACADEMY

اعمال کا مختار ومجاز ہے تو طاعات وعبادات اسی کے لئے خالص کرنا ضروری ہے اور وہی ذات مستجمع کمالات ہے کہ جسے چاہے ایمان ومعرفت کی توفیق دے اور جسے چاہے گمراہ کرے جیسے کفار ومشرکین کہ وہ شیاطین کو اپنا والی جانتے اور ان کے کہنے پر چلتے ہیں۔

پھر آخر میں بنی آدم کو اپنی زینت اختیار کرنے کا حکم ہے اس کے متعلق دو قول ہیں۔

ایک یہ کہ زینت سے مراد لباس ہی ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد کنگھی کرنا خوشبو لگانا ہے۔

اس میں عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ جو فرمایا اس کے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ مسجد میں بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہونا مسنون ہے اور افضلیت اسی میں ہے کہ نماز میں اپنے رب عزوجل کے حضور جب مناجات کرنے کو حاضر ہو تو عطر کنگھی لگانا مستحب ہے اور ستر بدن واجب ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ

وَّ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ اور سیدھا کرو اپنے چہرے قبلہ کی طرف ہر نماز کے وقت۔

اَقِیْمُوْا۔ اقامت سے بنا اس کے معنی ہیں سیدھا کرنا۔ وُجُوْهُ۔ وجہ کی جمع ہے اس کے معنی چہرہ ہے۔ عِنْدَ کے معنی پاس کے ہیں۔

اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت یعنی فرما دیجئے اپنے منہ سیدھے کرو یعنی قصد کرو عبادت کا سیدھے اللہ کی طرف اس کے غیر کو اس کے برابر نہ کرتے ہوئے ہر وقت سجدہ کرو۔ اور ہر مقام پر سجدہ میں رہو یعنی دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت ہر جگہ جھکے رہنا ہی مومن آدمی کا کام ہے۔

وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ اور اس کی عبادت کرو خالص اس کے بندے ہو کر یعنی طاعت وعبادت میں توجہ خالص ومخلص اللہ کی طرف ہو کر۔

دعا کے معنی لغوی پکارنا ہے اور اصطلاح میں عبادت کرنا۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾۔ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا کہ بعض کو مومن پیدا کیا بعض کو کافر ایسے ہی تم قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں لوٹو گے یعنی جیسے اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی وہ تمہیں پھر قبر سے لوٹا کر باہر کرے گا اور اس میں ان لوگوں پر حجت ہے جو مرنے کے بعد قبر سے اٹھنے کے منکر ہیں انہیں بتایا گیا کہ ابتداء تخلیق جس نے کی وہ مرنے کے بعد دوبارہ قبر سے اٹھانے میں کیوں عاجز ہو اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ تمہیں پھر قبروں سے لوٹالے گا تا کہ تمہاری دنیا کی سابقہ زندگی کے عملوں کا بدلہ دے لہٰذا اس ذات کی مخلصانہ عبادت کرو۔

فَرِیْقًا هَدٰى وَ فَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾۔

ایک فرقہ کو اللہ نے ہدایت دے دی اور ایک فرقہ کو گمراہ بنایا کہ اس کے لئے گمراہی ثابت ہوئی اور وہ کافروں کا فرقہ ہے انہوں نے یعنی وہ فرقہ جس پر گمراہی مقدر تھی اللہ کے سوا شیطان کو اپنا والی بنایا یعنی مددگار اور سمجھتے یہ رہے کہ وہ راہ پر ہیں۔

www.waseemziyai.com

فَرِيقًا۔ فریق سے بنا اس کے معنی انسانوں کا ٹولہ ہے یہاں اس سے مراد ایمان و نیک اعمال کی ہدایت ہے۔ ضلالت ان چیزوں سے محرومی کا نام ہے یعنی روز اول ہی میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ نہ سارے انسان مومن ہوں گے اور نہ سارے کافر۔

یہ آیت اہل اعتزال پر ہماری دلیل ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے معتزلہ کہتے ہیں ضلالت بندے کی طرف سے ہے مگر یہ آیہ کریمہ میں حق علیہم الضلالۃ آیا ہے جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کے لئے گمراہی ثابت و مقرر ہو چکی پھر ارشاد ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ اے اولاد آدم اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ہر مسجد میں جب بھی نماز پڑھو۔ یعنی اے بنی آدم تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو چنانچہ بالاجماع تفسیر زینت سے وہ لباس مراد لیتے ہیں جس سے ستر عورت ہو جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا زینت کی تعریف میں ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا اور خوشبو لگانا زینت ہے اور سنت یہ ہے کہ نمازی اچھی ہیئت بنا کر نماز میں جائے اس لئے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات ہے تو بوقت مناجات تزئین و تعطر مستحب ہے جیسے ستر عورت عبادت میں واجب ہے اور طہارت شرط۔

اور اخذ زینت فی الصلوٰۃ الخمس کی تفصیل علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے جزء ثامن میں اس آیت کے ماتحت بیان فرمائی۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جو کہ مسلم شریف میں مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مرد دن میں برہنہ ہو کر طواف کعبہ کرتے اور رات میں عورتیں ننگی طواف کرتی تھیں یہ حکم نازل فرما کر ستر عورت لازم قرار دیا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱

اور کھاؤ گوشت اور چکنائی وَاشْرَبُوْا اور پیو اور حد سے نہ بڑھو یعنی شرع شریف میں جو حرام ہے اس سے باز رہو یا اتنا کھاؤ جتنی بھوک ہو اس سے متجاوز ہونا اسراف ہے بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو قطعاً استعمال نہ کرتے تھے اور اسے عبادت جانتے اور حج کی تعظیم سمجھتے۔ مسلمانوں نے ان کا یہ رویہ دیکھ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ جب بنی عامر ایسا کرتے ہیں تو ہم پر اس سے زیادہ لازم ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو کر کھا لینے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ عزوجل نے حرام نہ کی اسے اپنے اوپر حرام کر لو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے مگر اسراف اور تکبر سے بچتا رہ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں آیہ کریمہ کے ماتحت یہی مضمون مفصل لکھ کر ثعالبی کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔

يَنْبَغِي لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّاكُلَ مَا يَشْتَهِي وَ يَلْبِسُ مَا يَشْتَهِيهِ النَّاسُ كَمَا قِيلَ – نَصَحْتُهٗ نَصِيحَةً – قَالَتْ بِهَا اَلَا كُلْ مَاشِئْتَ وَالْبِسْ مَا يَشْتَهِيهِ النَّاسُ۔

اس کے بعد ایک لطیف حکایت نقل فرماتے ہیں وھو ہذا۔

مامون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب حاذق تھا اس نے علی بن حسین واقدی پر اعتراض کیا تمہارے قرآن میں علم

طب سے کچھ نہیں ہے باآنکہ علم ہی دو ہیں علم ابدان اور علم ادیان تو علامہ علی بن حسین رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سارا فن طب نصف آیت میں قرآن کریم کے اندر جمع کر دیا ہے اور وہ یہ ہے **كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا**۔

تو طبیب نصرانی بولا مگر تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فن طب میں کچھ نہیں کہا آپ نے کہا ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی طب کو نہایت مختصر الفاظ میں جمع فرما دیا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے **اَلْمِعدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَالْحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ**۔ اور بدن کے تمام حصہ کو اتنا دے جتنا وہ مانگے یعنی معدہ بیماری کا گھر ہے اور اس کی حفاظت تمام دواؤں کا سر ہے یہ سن کر نصرانی طبیب کہنے لگا تمہارے قرآن اور تمہارے نبی نے طب جالینوس کا تمام خلاصہ بیان فرما دیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣٢﴾

فرما دیجئے کون ہے جو حرام کرے وہ زینت اللہ کی جو اس نے نکالی اپنے بندوں کے لئے اور پاک رزق سے فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا کی زندگی میں اور بروز قیامت تو خالص انہیں کے لئے ہے ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾

فرما دیجئے کہ حرام تو میرے رب نے بے حیائی ہی کی ہے جو ان میں ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک بناؤ جس کی نہ نازل کی کوئی سند اور یہ کہ کہو اللہ پر وہ بات جس کا تم علم نہیں رکھتے۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾

اور ہر گروہ کے لئے ایک وقت ہے تو جب آئے گا ان کا وقت نہ پیچھے ہو گی ایک گھڑی اور نہ آگے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾

اے بنی آدم اگر تمہارے پاس آئیں رسول تم میں سے پڑھتے ہوئے تم پر میری آیتیں تو جو پرہیزگاری کرے اور اپنے کو سنوار لے تو اس پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور وہ جو جھٹلائیں ہماری آیتیں اور تکبر کریں ان کے مقابل وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا

تو کون ہے اس سے زیادہ ظالم جس نے اللہ پر افتراء کیا جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو یہ وہ ہیں کہ لیں گے اپنے نصیب کا لکھا ہوا کتاب سے حتیٰ کہ آئیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے کو تو ان سے کہیں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا
كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ
الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ
لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ
قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا
فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ
وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ
فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾

کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجتے تھے اللہ کے سوا تو کہیں وہ گم ہو گئے ہم سے اور گواہی دیں اپنی جانوں پر کہ وہ تھے کافر۔

اللہ فرمائے داخل ہو اس جماعت میں جو تم سے پہلے جن اور انس سے جہنم میں گئی جب داخل ہو کوئی گروہ لعنت کرے اپنے ساتھی پر حتی کہ جب سب جا پڑیں اس میں سب تو پچھلا پہلوں کو کہے اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں دے عذاب دو چند آگ کا۔ اللہ فرمائے گا ہر ایک کو دو چند ہوگا مگر تم نہیں جانتے۔

اور کہیں پہلے پچھلوں سے کہ نہیں تمہیں ہم پر کوئی فضیلت تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کئے کا۔

حل لغات رکوع چہارم - سورۃ اعراف - پ ۸

قُلْ۔ کہو	مَنْ۔ کس نے	حَرَّمَ۔ حرام کی	زِيْنَةَ۔ زینت
اللّٰهِ۔ اللہ کی	الَّتِيْٓ۔ جو	اَخْرَجَ۔ نکالی اس نے	لِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں کیلئے
وَ۔ اور	الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزیں	مِنَ الرِّزْقِ۔ رزق سے	قُلْ۔ کہو
هِيَ۔ یہ	لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے ہیں جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	فِي۔ بیچ
الْحَيٰوةِ۔ حیاتی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے	خَالِصَةً۔ خالص	يَّوْمَ۔ دن
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتے ہیں ہم	
الْاٰيٰتِ۔ آیتیں	لِقَوْمٍ۔ ان لوگوں کے لئے	يَّعْلَمُوْنَ۔ جو جانتے ہیں	قُلْ۔ کہو
اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ	حَرَّمَ۔ حرام کیا	رَبِّيَ۔ میرے رب نے	الْفَوَاحِشَ۔ بے حیائی کو
مَا۔ جو	ظَهَرَ۔ ظاہر ہے	مِنْهَا۔ اس سے	وَ۔ اور
مَا۔ جو	بَطَنَ۔ باطن ہے	وَ۔ اور	الْاِثْمَ۔ گناہ
وَ۔ اور	الْبَغْيَ۔ سرکشی	بِغَيْرِ۔ بغیر	الْحَقِّ۔ حق کے
وَ۔ اور	اَنْ۔ یہ کہ	تُشْرِكُوْا۔ شریک بناؤ	بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
مَا۔ جو	لَمْ۔ نہیں	يُنَزِّلْ۔ اتاری	بِهٖ۔ اس کی
سُلْطٰنًا۔ کوئی دلیل	وَّ۔ اور	اَنْ۔ یہ کہ	تَقُوْلُوْا۔ کہو
عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	مَا۔ جو	لَا۔ نہیں
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم	وَ۔ اور	لِكُلِّ۔ ہر	اُمَّةٍ۔ امت کی

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَجَلٌ۔ مدت ہے	فَاِذَا۔ پھر جب	جَآءَ۔ آجاتی ہے	اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت تو
لَا۔ نہیں	يَسْتَاْخِرُوْنَ۔ پیچھے رہتے	سَاعَةً۔ ایک گھڑی	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ آگے آتے ہیں	يٰبَنِيْٓ۔ اے اولاد	اٰدَمَ۔ آدم
اِمَّا۔ اگر	يَاْتِيَنَّكُمْ۔ آئیں تمہارے پاس		رُسُلٌ۔ رسول
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے	يَقُصُّوْنَ۔ جو بیان کریں گے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	اٰيٰتِيْ۔ میری آیتیں
فَمَنِ۔ تو جو	اتَّقٰى۔ پرہیزگار رہوا	وَ۔ اور	اَصْلَحَ۔ درست ہوگیا
فَلَا۔ تو نہیں	خَوْفٌ۔ خوف ہوگا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	هُمْ۔ وہ	يَحْزَنُوْنَ۔ غم کھائیں گے	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کو	وَ۔ اور
اسْتَكْبَرُوْا۔ تکبر کیا	عَنْهَآ۔ اس سے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں	اَصْحٰبُ۔ ساتھی
النَّارِ۔ آگ کے	هُمْ۔ وہ	فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
فَمَنْ۔ تو کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنِ۔ اس سے جو	افْتَرٰى۔ باندھے
عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	كَذِبًا۔ جھوٹ	اَوْ۔ یا
كَذَّبَ۔ جھٹلائے	بِاٰيٰتِهٖ۔ اس کی آیتوں کو	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	يَنَالُهُمْ۔ پہنچے گا ان کو
نَصِيْبُهُمْ۔ ان کا حصہ	مِّنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے	حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب
جَآءَتْهُمْ۔ آئیں گے ان کے پاس		رُسُلُنَا۔ ہمارے رسول	يَتَوَفَّوْنَهُمْ۔ فوت کرنے
کو انہیں	قَالُوْٓا۔ کہتے ہیں	اَيْنَ مَا۔ کہاں ہیں	كُنْتُمْ۔ جن کو تم
تَدْعُوْنَ۔ پکارتے تھے	مِنْ دُوْنِ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے	قَالُوْا۔ کہیں گے
ضَلُّوْا۔ بھول گئے	عَنَّا۔ ہم سے	وَ۔ اور	شَهِدُوْا۔ گواہی دیں گے
عَلٰٓى۔ اوپر	اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے	اَنَّهُمْ۔ کہ وہ	كَانُوْا۔ تھے
كٰفِرِيْنَ۔ کافر	قَالَ۔ کہے گا	ادْخُلُوْا۔ داخل ہو جاؤ	فِيْٓ۔ بیچ
اُمَمٍ۔ امتوں کے	قَدْ۔ بے شک	خَلَتْ۔ گزر چکیں	مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے
مِّنَ الْجِنِّ۔ جنوں	وَ۔ اور	الْاِنْسِ۔ انسانوں سے	فِي۔ بیچ
النَّارِ۔ آگ کے	كُلَّمَا۔ جب بھی	دَخَلَتْ۔ داخل ہوگی	اُمَّةٌ۔ کوئی امت
لَّعَنَتْ۔ تو لعنت کرے گی	اُخْتَهَا۔ اپنی مثل پر	حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب
ادَّارَكُوْا۔ ختم ہو جائیں گے	فِيْهَا۔ اس میں	جَمِيْعًا۔ سب	قَالَتْ۔ کہے گی
اُخْرٰ۔ پچھلی	هُمْ۔ ان کی	لِاُوْلٰهُمْ۔ پہلی کو	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ ہیں جنہوں نے	اَضَلُّوْ۔ گمراہ کیا	نَا۔ ہم کو	فَاٰتِهِمْ۔ سو دے تو ان کو

عَذَابًا۔عذاب	ضِعْفًا۔دگنا	مِّنَ النَّارِ۔آگ کا	قَالَ۔کہے گا
لِكُلٍّ۔ہرایک کے لئے	ضِعْفٌ۔دگنا ہے	وَّ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن
لَّا۔نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔جانتے تم	وَ۔اور	قَالَتْ۔کہے گی
اُوْلٰىهُمْ۔پہلی ان کی	لِاُخْرٰ۔پچھلی	ىهُمْ۔ان کی کو	فَمَا۔تونہیں
كَانَ۔ہے	لَكُمْ۔تم کو	عَلَيْنَا۔ہم پر	مِنْ فَضْلٍ۔کوئی بزرگی
فَذُوْقُوا۔توچکھو	الْعَذَابَ۔عذاب	بِمَا۔بدلہ اس کا کہ	كُنْتُمْ۔تھے تم
تَكْسِبُوْنَ۔کماتے			

مختصر تفسیر رکوع چہارم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾۔

فرمادیجئے کون ہے جوحرام کرے اللہ کی وہ زینت جواس نے نکالی اپنے بندوں کے لئے اور پاک رزق سے۔فرمادیجئے وہ ان کے لئے ہے جوایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور بروز قیامت تو خالص انہیں کے لئے ہے ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جوعلم رکھتی ہیں۔

خلاصہ تفسیر

آیات بالا میں اس امر کی وضاحت ہے کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء حلال ہیں۔سوا ان کے جن پر شریعت مطہرہ نے حرمت عائد کی ہو۔اس لئے کہ اصول میں یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع علیہ السلام نے حرمت عائد کی ہو اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور زینت کا لفظ اس لئے فرمایا گیا کہ لباس سامان زینت اشیاء مستعملہ سب پر حاوی ہو پھر خوردنی اشیاء کے لئے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ فرمایا گیا۔یہ آیہ کریمہ میں جو حکم ہے وہ اپنے عموم پر ہے۔ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے البتہ وہ اشیاء مستثنیٰ ہوں گی جن کی حرمت پر نص وارد ہوئی ہو۔(خازن)

اس سے توشہ اصحاب کہف۔گیارہویں شریف۔میلاد شریف بزرگان اسلام کی فاتحہ۔عرس مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی۔سبیل کی شربت وغیرہ سب جائز ہیں اور مذکورہ اشیاء کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہ بدعت ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جسے حرام فرمائے وہی حرام ہے یا جسے اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائیں وہ ممنوع ہے بشرطیکہ اس حدیث کی سند مجروح ومشکوک نہ ہو اصول حدیث کے محور پر جب حدیث مرتبہ صحت حاصل کرلے تو اس کی تعمیل بھی لازم ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ ۔

اے محبوب فرمادیجئے کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اس کو حرام کرنے والا کون ہے۔

یعنی اللہ عزوجل کی وہ زینت کپڑے یا ہر وہ چیز جس سے تجمل حاصل ہو جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لئے نکالی یا

پیدا کی یعنی ان کی افادیت یا آرائش کے لئے پیدا کی جیسے ریشم کے کپڑے، بھیڑ کی اون، بکری کی کھال وغیرہ یا جوز مین سے نکلے۔قزاس کیڑے کو کہتے ہیں جو ابریشم بنا تا ہے اور اصل ریشم وہی ہے اور یہ پہننا ممنوع ہے۔مرد کے لئے۔

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ ۔اور پاک رزق یعنی اطعمہ لذیذہ نفیسہ اور اشربہ مفرحہ۔

شان نزول

یہ ہے کہ اہل جاہلیت جب کسی چیز کو حرام ٹھہرانا چاہتے تو بکری کو بھی حرام کر لیتے اور اس کا گوشت یا چربی۔گھی حتیٰ کہ دودھ بھی حرام بنا دیتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔بحیرہ۔سائبہ۔وصیلہ حام اس کے نام رکھ کر حکم لگا دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا جس میں استفہام توبیخی اور انکاری ہے۔پھر ارشاد ہوا۔

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ ۔

اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لئے حیات دنیا میں خالص ہے یعنی مومنین کے لئے بھی اور مشرکین کے لئے بھی۔لیکن قیامت کے دن خالص مومنین کے لئے ہے۔اس دن مشرک اس میں شریک نہیں۔

یہاں اس امر کو واضح کیا گیا کہ اگر چہ دنیا میں جو پاک چیزیں پیدا کی گئی ہیں اصل میں تو وہ مومنین کے لئے ہیں لیکن غیر بھی اس میں شریک ہیں اور قیامت کے دن وہ شریک نہیں اس دن خالص اہل ایمان ہی ان سے متمتع ہوں گے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ ۔ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں تا کہ حلال وحرام میں تمیز ہو سکے اس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

اس کے بعد فواحش علانیہ ومخفی کی حرمت بیان فرمادی گئی اور حصر اقرار کر کے اسے حرام کیا۔ہر گناہ یعنی ناحق زیادتی اور شرک سے روکا گیا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔

فرمادیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں علانیہ ہیں یا خفیہ۔

الْفَوَاحِشَ ۔فاحشہ کی جمع ہے۔اس کا مادہ فحش ہے اس کا معنی حد سے بڑھ جانا ہے جیسے زنا۔شراب خوری۔کم تولنا۔

مَا ظَهَرَ ۔جو بر سر بازار علانیہ کبیرہ گناہ کیا جائے۔مَا بَطَنَ ۔خفیہ گناہ کبیرہ۔

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔البغی کے معنی لفظی زیادتی وظلم کے ہیں۔یعنی کسی انسان کا حق مارنا۔ظلم وتکبر ناحق۔

وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ ۔اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری گویا یوں ارشاد ہوا کہ تمام فواحش حرام کئے اور ظلم وتکبر اور شرک باللہ۔

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ ۔اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے یعنی اللہ عزوجل پر وہ بناؤ جس کا تمہیں علم نہیں۔محض افتراء وکذب سے یہ بھی حرام ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ ۔اور ہر گروہ کا ایک وقت ہے۔یعنی کافروں کے لئے ہر گروہ پر عذاب نازل ہونے کا وقت معین ہے کہ ان کا استیصال اس وقت ہوگا اگر وہ ایمان نہ لائے یہ وعید شدید مکہ والوں کے لئے ہے کہ عذاب نازل ہونے کے لئے اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی وقت معین ہے جیسے کہ پہلی امتوں پر نازل ہوا۔

MARKAZULOOM ISLAMIA ACADEMY

فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۴﴾۔

تو جب ان کا وقت آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہوگی نہ آگے۔

یہاں لفظ ساعت کا استعمال ہوا۔ ساعت کا ترجمہ۔ پل ہے جو منٹ کا ساٹھواں حصہ ہے جسے سیکنڈ کہتے ہیں۔ اس لئے محاورہ میں تو اقل قلیل مہلت کے لئے بولتے ہیں وہاں ساعت ہی کہتے ہیں۔

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ۔ اے بنی آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ یہ ان شرطیہ اور ما موکدہ سے بمعنی شرط بیان ہوا۔ یہاں مفسرین کے دو قول ہیں۔

ایک تو یہ کہ رسل سے مراد وہ تمام مرسلین کرام ہیں جو تشریف لا چکے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے خاص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو کافہ خلق کی طرف رسول بنائے گئے اور رسول کی بجائے رسل بصیغہ جمع تعظیماً بیان ہوا اس لئے کہ جمع برائے تعظیم بھی آتی ہے۔

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِي فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۵﴾۔

میری آیتیں پڑھتے تم پر یعنی میری کتاب پڑھتے ہوئے تو جو پرہیزگاری کرے شرک سے اور اپنے کو سنوار لے اعمال صالحہ سے تو اس پر نہ کچھ خوف ہوگا قطعاً اور نہ کچھ غم۔

يَقُصُّونَ۔ قص سے بنا اس کے معنی بیان کرنا۔ فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ۔ من سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو انبیاء کرام کی تبلیغ پہنچی۔ ٱتَّقَىٰ۔ تقویٰ سے بنا اس کے معنی ڈرنا۔ أَصْلَحَ۔ کے معنی نیک کام کرنا۔

وَٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱسْتَكْبَرُوا۟ عَنْهَآ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿۳۶﴾۔

اور جو جھٹلائیں ہماری آیتیں تم میں سے اور ان کے مقابل تکبر کرے یعنی ایمان کے مقام پر اپنے کو بلند سمجھے تو وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا۔ اور جو جھٹلائیں ہماری آیتیں تم میں سے۔

وَٱسْتَكْبَرُوا۟ عَنْهَآ۔ اور ان کے مقابل تکبر کریں ایمان کے مقابل اپنے آپ کو بلند سمجھیں۔ استکبار کے معنی ہیں بڑا جاننا یعنی انہوں نے آیات کریمہ کو قبول کرنے سے تکبر و غرور کیا۔

أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ۔ وہ دوزخی ہیں نار کا معنی دوزخ ہے۔

هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿۳۶﴾۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا۔ تو کون ہے اس سے بڑھ کر ظالم جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

أَظْلَمُ۔ ظلم سے بنا یعنی شنیع ظلم کرنے والا وہ ہے جس نے اللہ عزوجل پر افتراء اور کذب باندھا۔

أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَٰتِهِۦٓ ۚ۔ یا اس کی آیتیں جھٹلائیں یعنی جو ایسی باتیں بنائے جو اللہ عزوجل نے نہیں فرمائیں۔

أُو۟لَٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ ۖ۔ یہی لوگ ہیں کہ پہنچے گا ان کو حصہ ان کا کتاب سے۔ یعنی جس قدر روزی اور عمر اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ان کو ملے گی۔ (خازن)

يَنَالُ۔ نیل سے بنا اس کے معنی ہیں پانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ نصیب سے مراد اخروی عذاب کا

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

حصہ ہے جوان کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ۔

یہاں تک کہ جب آئیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے قاصد جو موت دیں گے۔ ملک الموت اور ان کے اعوان۔ حتیٰ غایت مدت کے لئے بیان فرمایا یعنی ملک الموت اور ان کے اعوان ان لوگوں کی عمریں پوری ہونے کے بعد آئیں گے اور ان کی روحیں قبض کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ مرنے والا حد نظر سے فرشتہ کو دیکھتا ہے۔

قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ۔

تو کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔ یعنی تمہارے وہ خدا کہاں ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا تا کہ تم سے اس وقت کی مصیبت دفع کریں۔ دون کے معنی سوا بھی آتا ہے۔

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا۔ کہیں گے کہ وہ گم ہو گئے ہم سے ایسے غائب ہو گئے کہ ان کا نام ونشان ہی نہیں اور وہ نظر ہی نہیں آتے۔

وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾۔ اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر کہ بے شک وہ کافر تھے۔ یعنی اعتراف کریں گے اپنے کفر کا۔ یہاں شَهِدُوْا تحقیق کے لئے فرمایا گیا۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ۔

فرمایا داخل ہو جاؤ تم ان گروہوں میں کہ بے شک گزر گئے تم سے پہلے جن اور انسان سے آگ میں۔

قَالَ۔ کا فاعل پروردگار عالم ہے۔ اُدْخُلُوْا۔ سے مراد عالم برزخ ہے جن میں حکم ہے کہ ان امتوں سے جا ملو جو کفار کی جماعتیں تم سے پہلے دوزخ میں جا چکی ہیں یعنی بروز قیامت ان کافروں کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اس جماعت میں جو تمہاری مصاحب تھی تم سے پہلے آگ میں گئی جن اور انس سے۔ فِي النَّارِ۔ آگ میں۔ یہ جملہ بھی اُدْخُلُوْا سے متعلق ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ۔

جب کبھی داخل ہوگا ایک گروہ تو لعنت کرے گا اپنے ہم جنس پر یہاں تک کہ جب جمع ہو جائیں گے وہ سب اس میں یعنی جب ایک گروہ داخل ہو جائے گا آگ میں تو دوسرا گروہ لعنت کرے گا جو ان کے دین پر تھا تو مشرکوں پر مشرک لعنت کریں گے۔ یہود یہود پر۔ نصرانی نصرانی پر۔ مرزائی مرزائی پر یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑیں یعنی ہم مذہب یا وہ جنہیں پہلوں نے گمراہ کیا تھا اور وہ ان کی پیروی میں گمراہ ہوئے۔ ادَّارَكُوْا۔ اصل میں تَدَارَكُوْا تھا جس کے معنی ہوتے ہیں کہ جب پہلوں سے پچھلے ملیں اور جہنم میں جمع ہو جائیں۔ تا کو دال سے بدلا اور ساکن کیا پھر ادغام کر کے ہمزہ وصل لے آئے تو اِذَا تدارک و اِذَا ادَّارَكُوْا ہو گیا۔

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾۔

تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے اے ہمارے رب انہوں نے ہم کو بہکایا تھا یعنی نئے آنے والے پچھلے آئے ہوؤں کو کہیں گے کہ اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو انہیں دگنا عذاب دے آگ کا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے سب کو دوگنا عذاب دیا ہے یعنی جنہوں نے گمراہ کیا اور جو گمراہ ہوئے لیکن تمہیں خبر نہیں کہ عذاب میں سب کو یکساں عذاب ہوتا ہے اس

لئے گمراہ ہونا یا گمراہ کرنا۔ جرم سب کا ایک ہی ہے خواہ کسی کے کہنے سے کوئی گمراہ ہو یا کسی نے گمراہ کیا۔ لہٰذا تم سب کو عذاب اسی طرح دیا جائے گا۔

وَقَالَتْ اُولٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٩﴾

اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تو تم ہم سے کچھ اچھے نہ رہے یعنی تم میں اور ہم میں کوئی امتیاز نہیں رہا سب مساوی عذاب میں مبتلا ہیں تو چکھو عذاب کا مزہ بدلہ تمہارے کرنے کا بوجہ تمہارے کفر کے یعنی اعمال خبیثہ کا نتیجہ پاؤ۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم-سورۃ اعراف-پ ۸

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾

وہ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو اور تکبر کیا ان سے ان کے لئے نہیں کھولے جائیں گے آسمان کے دروازے اور وہ نہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک سوئی کے ناکے سے اونٹ داخل نہ ہو اور ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم مجرموں کو۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾

ان کے لئے آگ کا بچھونا ہے اور آگ ہی کا اوڑھنا ہے اور وہ انہیں گھیرے ہوئے ہوگی اور ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم کسی جان کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت تک وہ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے بہتی ہوں گی نہریں ان کے نیچے اور کہیں گے سب خوبیاں اس اللہ کو جس نے ہمیں ہدایت کی اس کی اور نہ تھے ہم ہدایت پانے والے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا بے شک آئے رسول ہمارے رب کے حق لے کر اور ندا ہوئی کہ یہ تمہیں جنت کی میراث ملی بدلہ تمہارے عملوں کا۔

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾

اور پکارا جنت والوں نے جہنم والوں کو کہ ہمیں تو مل گیا جو وعدہ ہم سے ہمارے رب نے سچا کیا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ تمہارے رب نے سچا کیا تھا بولے ہاں تو منادی نے پکار دیا بیچ میں کہ لعنت اللہ کی ظالموں پر۔

MARKAZ-UL-QLOOM ISLAMIA ACADEMY

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝٤٥

جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اس سے کجی اور وہ آخرت سے انکار کرتے ہیں۔

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝٤٦

اور ان دونوں کے منجملہ حجاب ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے پہچانتے دونوں کو ان کی پیشانیوں سے اور وہ جنتیوں کو پکاریں کہ سلام ہو تم پر نہ داخل ہوئے جنت میں اور وہ اس کی خواہش رکھتے تھے۔

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧

اور جب پھیری جائیں ان کی آنکھیں جہنمیوں کی طرف کہیں اے رب ہمارے نہ کر ہمیں ظالموں کے ساتھ۔

حل لغات رکوع پنجم - سورۃ اعراف - پ ۸

اِنَّ - بے شک	الَّذِيْنَ - وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا - جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا - ہماری آیتوں کو
وَ - اور	اسْتَكْبَرُوْا - تکبر کیا	عَنْهَا - اس سے	لَا - نہ
تُفَتَّحُ - کھولے جائیں گے	لَهُمْ - ان کے لئے	اَبْوَابُ - دروازے	السَّمَآءِ - آسمانوں کے
وَ - اور	لَا - نہ	يَدْخُلُوْنَ - داخل ہوں گے	الْجَنَّةَ - جنت میں
حَتّٰى - یہاں تک کہ	يَلِجَ - داخل ہو	الْجَمَلُ - اونٹ	فِيْ - بیچ
سَمِّ - ناکے	الْخِيَاطِ - سوئی کے	وَ - اور	كَذٰلِكَ - اسی طرح
نَجْزِي - بدلہ دیتے ہیں ہم	الْمُجْرِمِيْنَ - مجرموں کو	لَهُمْ - ان کے لئے	مِّنْ جَهَنَّمَ - جہنم کا
مِهَادٌ - بچھونا ہے	وَّ - اور	مِنْ فَوْقِهِمْ - ان کے اوپر	غَوَاشٍ - اوڑھنا
وَ - اور	كَذٰلِكَ - اسی طرح	نَجْزِي - بدلہ دیتے ہیں ہم	الظّٰلِمِيْنَ - ظالموں کو
وَ - اور	الَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے	وَ - اور
عَمِلُوا - عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ - اچھے	لَا - نہیں	نُكَلِّفُ - تکلیف دیتے ہم
نَفْسًا - کسی جان کو	اِلَّا - مگر	وُسْعَهَآ - اس کی طاقت بھر	اُولٰٓئِكَ - یہی ہیں
اَصْحٰبُ - رہنے والے	الْجَنَّةِ - جنت کے	هُمْ - وہ	فِيْهَا - اس میں
خٰلِدُوْنَ - ہمیشہ رہیں	وَ - اور	نَزَعْنَا - کھینچ لیں گے ہم	مَا - جو
فِيْ - بیچ	صُدُوْرِ - سینوں	هِمْ - ان کے ہے	مِّنْ غِلٍّ - دشمنی
تَجْرِيْ - چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهِمُ - اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ - نہریں	وَ - اور
قَالُوا - کہیں گے	الْحَمْدُ - سب تعریف	لِلّٰهِ - اللہ کے لئے ہے	الَّذِيْ - جس نے
هَدٰى - ہدایت دی	نَا - ہم کو	لِهٰذَا - اس کی	وَ - اور

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مَا۔ نہیں	كُنَّا۔ تھے ہم	لِنَهْتَدِيَ۔ کہ ہدایت پاتے	لَوْلَآ۔ اگر نہ ہوتا
اَنْ۔ یہ کہ	هَدٰ۔ ہدایت دی	نَا۔ ہم کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَقَدْ۔ بے شک	جَآءَتْ۔ آئے	رُسُلُ۔ رسول	رَبِّنَا۔ رب ہمارے کے
بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	وَ۔ اور	نُوْدُوْٓا۔ پکارے جائیں گے	اَنْ۔ یہ کہ
تِلْكُمُ۔ یہ	الْجَنَّةُ۔ جنت ہے	اُوْرِثْتُمُوْ۔ تم وارث ہوئے	هَا۔ اس کے
بِمَا۔ بدلے اس کے جو	كُنْتُمْ۔ تم	تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے تھے	وَ۔ اور
نَادٰٓى۔ پکاریں گے	اَصْحٰبُ۔ رہنے والے	الْجَنَّةِ۔ جنت کے	اَصْحٰبَ۔ دوزخ
النَّارِ۔ والوں کو	اَنْ۔ یہ کہ	قَدْ۔ بے شک	وَجَدْنَا۔ پایا ہم نے
مَا۔ جو	وَعَدَ۔ وعدہ کیا	نَا۔ ہم سے	رَبُّنَا۔ ہمارے رب نے
حَقًّا۔ سچ	فَهَلْ۔ تو کیا	وَجَدْتُّمْ۔ پایا تم نے	مَّا۔ جو
وَعَدَ۔ وعدہ کیا	رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے	حَقًّا۔ سچا	
قَالُوْا۔ کہیں گے	نَعَمْ۔ ہاں	فَاَذَّنَ۔ پھر آواز دے گا	مُؤَذِّنٌۢ۔ آواز دینے والا
بَيْنَهُمْ۔ ان میں	اَنْ۔ یہ کہ	لَّعْنَةُ۔ لعنت ہو	اللّٰهِ۔ اللہ کی
عَلَى۔ اوپر	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَصُدُّوْنَ۔ روکتے ہیں
عَنْ سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ خدا سے	وَ۔ اور	يَبْغُوْنَهَا۔ چاہتے ہیں اس میں
عِوَجًا۔ کجی	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
كٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں	وَ۔ اور	بَيْنَهُمَا۔ ان کے درمیان	حِجَابٌ۔ پردہ ہوگا
وَ۔ اور	عَلَى۔ اوپر	الْاَعْرَافِ۔ اعراف کے	رِجَالٌ۔ مرد ہوں گے
يَّعْرِفُوْنَ۔ پہچانتے ہوں گے	كُلًّا۔ ہر ایک کو	بِسِيْمٰهُمْ۔ ان کے نشان سے	وَ۔ اور
نَادَوْا۔ آواز دیں گے	اَصْحٰبَ۔ جنت	الْجَنَّةِ۔ والوں کو	اَنْ۔ یہ کہ
سَلٰمٌ۔ سلام ہو	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	لَمْ۔ نہیں	يَدْخُلُوْ۔ داخل ہوئے
هَا۔ اس میں	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	يَطْمَعُوْنَ۔ امید رکھتے ہوں گے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	صُرِفَتْ۔ پھیری جائیں گی	اَبْصَارُ۔ آنکھیں
هُمْ۔ ان کی	تِلْقَآءَ۔ طرف	اَصْحٰبِ۔ آگ	النَّارِ۔ والوں کے
قَالُوْا۔ کہیں گے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَا۔ نہ	تَجْعَلْنَا۔ بنا ہم کو
مَعَ۔ ساتھی	الْقَوْمِ۔ قوم	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم کا	

مختصر تفسیر رکوع پنجم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۰ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور ان پر ایمان لانے سے سرتابی کی ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیں گے ان کا بچھونا اور اوڑھنا جہنم کا ہوگا اور ایسے ہی ہم ظالموں کو سزا دیں گے۔

خلاصہ تفسیر

جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں جھٹلاتے اور ان پر تکبر کیا کرتے تھے ان کے اعمال اور ان کی روحوں کے لئے ابواب سماء نہ کھولے جائیں گے اس لئے کہ ان کی روحیں اور ان کے اعمال دونوں خبیث ہیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے کیونکہ ان کی روحیں گندی ہوتی ہیں ان کو اوپر نہیں چڑھایا جائے گا بلکہ نیچے سجین میں پھینک دیا جائے گا۔

امام مالک۔ نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں کافر کے متعلق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سیاہ رو فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے بعد ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں اس سے بدترین بدبو نکلتی ہے جس طرف سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ گندی روح کون ہے تو اس کی روح قبض کرنے والے فرشتے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی لاش ہے آخری ساتویں آسمان پر لے جا کر دروازہ کھلوانے کی درخواست کرتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ الی اخرہ۔ اور مومنین کی ارواح کے لئے وہ دروازے کھولے جاتے ہیں۔

ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کفار کے اعمال وارواح کے لئے نہیں کھلتے۔ بلکہ زندگی میں بھی ان کا عمل آسمان پر نہیں جاسکتا۔ تو موت کے بعد ان کی روح کیسے اوپر جاسکتی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور نزول رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

اور کافر کا جنت میں دخول محال ہے جیسا کہ ایلاج جمل سم خیاط میں محال ہے یعنی اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخلہ محال ہے ایسے ہی کافر و مشرک کا جنت میں دخول محال ہے تو یہاں ان کا دخول سوئی کے ناکے میں اونٹ کے داخل ہونے پر موقوف رکھا گیا تو جو بات محال پر موقوف ہو وہ محال ہوتی ہے اس سے بہ نص قطعی ثابت ہوا کہ کفار کا بحالت کفر مر کر جنت میں داخل ہونا محال ہے۔

ان کے لئے آگ بچھونا اوڑھنا ہے یعنی ان کے اوپر نیچے آگ ہوگی۔

چنانچہ صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں جو دلالت کرتی ہیں اصول دین اور احکام شرع پر مثل دلائل وجود صانع اور توحید الٰہی کے اور وہ دلیلیں جو نبوت اور معاد اور مثل اس کے دلالت کرتی ہیں وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اور ان کے مقابل تکبر کرتے ہیں یعنی ان

MARKAZ ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

آیات کریمہ کی تحقیر میں مبالغہ کرتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے التفات کرنے سے پرہیز کرتے بلکہ آنکھیں بند کر کے ان آیتوں کے مطالب و معانی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ان احکام کی لطافت و مقتضیات پر عمل نہیں کرتے۔

ان کے لئے نہ کھولے جائیں گے یعنی ان روحوں کو جب وہ مرجائیں نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے جیسے کھولے جائیں گے مومنین کے لئے۔

احمد۔نسائی۔حاکم رحمہم اللہ نے یہ حدیث نقل کی اور بیہقی وغیرہ رحمہم اللہ نے اس کی تصحیح کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر ملائکہ آتے ہیں تو اگر وہ مرد صالح ہوتو کہتے ہیں اے پاک نفس نکل جسد پاک سے نکل تعریفوں کے ساتھ اور بشارت لے روح و ریحان کی جیسا کہ قرآن کریم میں پ ۲۷ ع ۱۶ میں فرمایا وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾۔اور اگر مرنے والا مقربوں سے ہوتو راحت اور پھول اور چین کے باغ) اور رب کی رضا بلا کسی غضب کے تو وہ یہی کہتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ روح نکل آتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلواتے ہیں اور کہا جاتا ہے یہ کون ہے جسے تم لائے ہو فرشتے کہتے ہیں فلاں کا بیٹا تو وہاں کے فرشتے مرحبا کہہ کر دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں تعریفوں اور بشارت روح و ریحان کے ساتھ داخل ہو اور اللہ راضی ہے غضب و غصہ تجھ پر نہیں اور وہ یہ کہتے ہوتے ہیں حتیٰ کہ اسی طرح یہ روح ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے۔

اور اگر مرنے والے بے دین اور برے عمل والا ہوتا ہے (تو ملائکہ آکر اسے کہتے ہیں) نکل او روح خبیثہ جسد خبیث سے لوٹ دنیا سے برائیوں کے ساتھ اور خبر لے (حمیم و غساق اور آخر من شکلہ ازواج کی جیسا کہ پارہ ۳۰ ع ۱ میں ہے اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا مگر کھولتا پانی اور پیپ اور اس شکل کے اور جوڑے پ ۲۳ ع ۱۳) فرشتے اسے یہی کہتے رہیں گے کہ وہ نکالی جائے۔پھر آسمان کی طرف اٹھائیں اور باب سما کھولنے کو کہیں وہ دریافت کریں کون ہے فرشتے بتائیں فلاں۔فلاں کے بیٹے کی روح تو اسے کہا جائے اس کا آنا اس کی خباثت کی وجہ میں نامبارک ہے یہ جسم خبیث سے آیا لوٹ جاؤ برائیوں کے ساتھ اس کے لئے دروازہ آسمان کا کھل نہیں سکتا پھر وہ آسمان سے قبر کی طرف واپس کیا جائے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں۔

ایک قول ہے کہ ابواب سما اس کے لئے اور اس کے دعا و اعمال کے لئے نہیں کھولا جائے گا جو مکذب آیات ہے یہ حسن اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت ہے کہ اس کی روح اور عمل کے لئے دروازہ آسمان نہ کھلے گا۔

ایک قول یہ ہے کہ لا یصعد لہم کے معنی یہ ہیں کہ اس کے عمل نہ چڑھیں اور نہ اس پر برکت نازل ہو اور آسمان کے دروازے ہونا اور اعمال صالحہ اور ارواح طیبہ کے لئے کھلنا نصوص واردہ سے ثابت ہے اور یہ امر ممکن ہے اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تو اس کی تاویل کرنے کی حاجت نہیں۔

اور آسمان کا کردی ہونا اور خرق والتیام نہ ہونے کا خیال ایسے دلائل سے ہے جو ابھی ناتمام ہیں اس فن کے محققین ابھی تک ہمارے نزدیک بھکے ہوئے ہیں۔

اور اہل ہیئت جدیدہ خرق والتیام علی الافلاک جائز مانتے ہیں جو ان کے ظاہر کلام سے ثابت ہے۔

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں ابواب سما جو آیا ہے اس سے بھی امتناع خرق التیام لازم نہیں آتا۔

اور نہ داخل ہوں گے جنت میں قیامت کے روز حتیٰ یلج یہاں تک کہ داخل ہو الجمل یعنی اونٹ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا جمل کے متعلق تو آپ نے فرمایا وہ نر اونٹ ہے اور حسن رحمہ اللہ نے فرمایا وہ اونٹ کا نر بچہ ہے۔ سوئی کے ناکے میں یعنی سوئی کے چھید میں سے داخل ہونا محال بالذات ہے لہٰذا یہ کفار جنت میں بھی نہیں جائیں گے۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ۔ اور ایسے ہی یعنی مثل اس کے ذلت کا بدلہ مجرموں کو دیتے ہیں یعنی مجرموں کی جنس میں جو داخل ہیں سب کا یہی بدلہ ہے۔

تحقیق لفظ جرم

جرم اصل میں پھل کاٹنے کو کہتے ہیں جبکہ درخت سے توڑیں محاورہ میں کہتے ہیں **اجرم صار ذا جرم** جب پھل پک جائے لیکن عرف میں برے کام میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی اچھے کام کو جرم نہیں کہتے۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۔

ان کے لئے جہنم میں آگ ہی بچھونا ہے اور آگ ہی اوڑھنا اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

ان کے لئے جہنم میں بچھونا یعنی فرش ان کے نیچے اور مہد پر تنوین تفخیم ہے اور ان کے اوپر ڈھانپے ہوئے۔ یعنی غواش غاشیہ کی جمع ہے جو اوپر کو احاطہ کئے ہوتا ہے یعنی انہیں ہر طرف سے دوزخ کی آگ گھیرے ہوگی۔

ابن عباس اور محمد بن کعب قرظی نے فرمایا۔ لحف کے معنی میں غاشیہ آتا ہے اور لحاف کی طرح وہ انسان کو ڈھانپ لیتا ہے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کر کے فرمایا ہر طبقے میں اوپر اور کچھ طبقے نیچے ہیں نہیں معلوم اس کے اوپر کیا ہے اور اس کے نیچے کیا۔ سوا اس کے کہ نیچے کا طبقہ اٹھتا ہے اور اوپر کا طبقہ رکھا رہتا ہے۔ اور پھر وہ دونوں مل کر تنگ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ٹیس زخم میں جیسے ہوتی ہے اس میں پیدا کر دے گا۔

اور ایسے ہی یعنی اس کے سزاء شدید دیتے ہیں بدلہ ظالموں کو۔ اس قسم کے لوگوں کو اول مجرمین فرمایا اور کبھی ظالم کہا اس میں تنبیہ ہے کہ یہ سزا جرم تکذیب آیات میں ہے اور تکبر وعدم التفات پر ظالمین فرما کر دو صفتیں بیان کیں۔ جرم سے جنت سے محروم ہونا اور ظلم کا بدلہ عذاب نار فرمایا۔

اب یہ بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم میں اسلوب بیان یوں ہے کہ اگر اول عذاب اور کفر کا تذکرہ ہو تو اس کے بعد ثواب اور ایمان والوں کا ذکر فرمایا۔ گویا طریقہ بیان قرآن یہ ہے کہ جہنم کا ذکر اگر اول کیا جائے تو اس کے بعد جنت کا ذکر ضروری ہوگا اور اگر اول جنت یا ایمان کا ذکر ہو تو اس کے بعد جہنم اور کفر کا تذکرہ لازماً آئے گا بنا بریں بموجب اسلوب بیان قرآنی چونکہ اول مکذبین آیات کا ذکر ہو چکا ہے تو اب مومنین کا تذکرہ شروع ہے حیث قال سبحانہ وتعالیٰ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم کسی جان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے مگر گنجائش بھر وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا

www.waseemziyai.com

كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ۔

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینے کھینچ لئے ان کے لئے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ہدایت فرمائی اس کی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

نزع کے معنی کسی جمی ہوئی چیز کو ہلا کر اکھیڑنا ہے اسی لئے جانکنی کو بھی نزع کہتے ہیں کہ رگ رگ سے جان کھینچ لی جاتی ہے۔نفس انسان کو بغض وعناد گھیرے ہوتا ہے اسی لئے ارشاد فرمایا۔

صُدُوْرِهِمْ۔اس سے مراد دل اور سینہ ہے۔غِلّ کا معنی ہے خفیہ طریقہ سے کسی چیز کا داخل ہونا اسی لئے خیانت کو بھی غلول کہتے ہیں اور کینہ فساد حسد جو دل میں ہو اسے غل کہتے ہیں۔تفسیر کبیر

یعنی مومنین کی آپس میں جو عداوت وکینہ وبغض دنیاوی تھے وہ ہم دور فرما کر پاک صاف کر کے جنت میں داخل کریں گے۔تَحْتِهِمُ سے مراد تحت بستانهم ہے۔انہار۔دودھ۔شراب طہور وغیرہ کی مختلف نہریں عطا ہوں گی۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ۔

اور کہیں گے سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس کی راہنمائی فرمائی اور اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ کرتا تو ہم ہرگز ہرگز ہدایت نہ پاتے۔

اس میں اہل جنت کی شکر گزاری اور خوشی منانے کا ذکر ہے۔

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾۔

بے شک آئے رسول ہمارے رب کی طرف سے حق لے کر اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی بدلہ تمہارے عملوں کا۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾۔

اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں کہ ہمیں تو مل گیا جو وعدہ ہم سے ہمارے رب نے سچ فرمایا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔بولیں گے ہاں تو پکارے پکارنے والے بیچ میں کہ اللہ کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں اسے ٹیڑھا اور آخرت سے انکار کرتے تھے۔

بے شک آئے رسول ہمارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔یہ ہم پر لطف الٰہی تھا اور تنبیہ قبول ہدایت کے لئے تو ہم نے ہدایت قبول کی۔یہ کہیں گے اس خوشی میں جو انہوں نے ہدایت قبول کر کے پایا اور اپنا اعتقاد ظاہر کرنے کے لئے اور ندا ہو کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی۔گویا انہیں کہا جائے اور یہ بشارت دی جائے۔

چنانچہ مسلم شریف میں ایک حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں تو ایک ندا کرنے والا پکارے تمہارے لئے زندگانی ہے کبھی نہ مرو گے تمہارے لئے تندرستی ہے کبھی بیمار نہ ہو گے تمہارے لئے عیش ہے کبھی تنگ حال نہ ہو گے۔

میراث جو فرمایا وہ بمعنی عطا ہے بدلہ تمہارے اعمال کا یہاں اس بخشش کو میراث فرمایا اس لئے کہ وہ جنت کا مستحق کسی عمل کی وجہ سے نہیں ہوا۔بلکہ وہ محض فضل الٰہی عزوجل سے ہے جس کا وعدہ طاعات پر فرمایا گیا۔تو وہ مثل میراث کے ہے جیسے

www.waseemziyai.com

میت کا متروکہ بلا معاوضہ میراث میں ملتا ہے اور وہ خالص بخشش ہوتی ہے۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ ۔ میں ب سببی ہے۔ لیکن یہ سبب موجب اعطاء جنت نہیں اگرچہ ظاہر معنی میں سبب وہی ہے اعطاء جنت کا عمل۔ مگر جیسے ورثہ کا مالک وارث بلاکسب ہوتا ہے اور نسب اس کا سبب ہوتا ہے ایسے ہی یہاں رضائے الٰہی عزوجل سبب ہے اعطاء جنت کا۔ بعض کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ملتا ہے لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدُ كُمْ بَعَمَلِهٖ۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحیحین میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لَنْ یَنْجُوَ اَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهٖ۔

اور یہ بھی قول ہے کہ اہل نار کو فرمایا جائے لَوْ كَانُوْا اَطَاعُوْا جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِرْثًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ابن جریر۔ ابوالشیخ سدی رحمہم اللہ سے راوی ہیں مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَ كَافِرٍ اَلَّا وَلَهٗ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ مَنْزِلٌ مُبَيَّنٌ فَاِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ وَ دَخَلُوْا مَنَازِلَهُمْ رُفِعَتِ الْجَنَّةُ لِاَهْلِ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلٰى مَنَازِلِهِمْ فِيْهَا فَقِيْلَ هٰذِهٖ مَنَازِلُكُمْ لَوْ عَمِلْتُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ رِثُوْهُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

اور پکاریں جنت والے دوزخ والوں کو کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا ثواب کا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ عذاب سے اور یہ انہیں بطریق شماتت کہا جائے گا۔ اسے اس نعمت کا اعتراف بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تو کہیں ہاں۔ تو منادی پکار دے ان کے بیچ میں جس کی آواز جنتی جہنمی سب سنیں گے اور وہ منادی ایک فرشتہ ہوگا کہ اللہ کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں یعنی دین اسلام کے قبول سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں اس سے کجی یعنی دین کو سیدھے راستہ سے ٹیڑھے راستہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے یعنی دارالجزاء سے منکر ہیں یعنی وہ دوزخ سے انکاری اور جنت کے منکر ہیں۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ

اور ان کے اور جنتیوں کے درمیان ایک پردہ ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے کہ دونوں فریقوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے۔ بَيْنَهُمَا۔ جنت دوزخ کے درمیان حجاب دیوار ہوگی جس کا ذکر سورۃ حدید کی آیت میں آچکا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ پ ۲۷ ع ۱۸ تو ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہے۔

اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے۔ وہ عرف کی جمع ہے اس میں استعارہ عرف فرس اور عرف الدیک یعنی مرغ کی کلغی سے ماخوذ ہے۔ اور مردوں سے مراد افاضل ہیں مسلمین یا وہ جنت میں سب کے بعد داخل ہوں اور ان کا داخلہ استواء حسنات و سیئات کی وجہ میں ہوگا۔ یا وہ مرد ہوں جن سے ماں یا باپ راضی نہ ہوں۔ یا اطفال مشرکین مراد ہیں۔

اعراف کے متعلق مفصل تحقیق از روح المعانی

۱- اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں وہ اعراف پر ٹھہرے ہوں گے۔ جب اہل جنت کی طرف

www.waseemziyai.com

ان کی نگاہ پڑے گی تو انہیں سلام کریں اور جہنمیوں کی طرف دیکھیں تو کہیں الہٰی ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر آخر وہ بھی جنت میں داخل کئے جائیں۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شریک ہوئے مگر ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں۔

۳- ایک قول یہ ہے کہ اعراف ان کے لئے ہے جن کے والدین سے ایک ناراض ہو اور ایک راضی۔

ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اعراف کا رتبہ اہل جنت سے کم ہے۔

۴- مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اعراف میں صلحاء فقراء و علماء ہوں گے اور ان کا وہاں قیام اس لئے ہوگا کہ دوسروں کے فضل و شرف کو دیکھیں۔

۵- ایک قول یہ ہے کہ اعراف میں انبیاء کرام ہوں گے اور وہ یہاں تمام قیامت پر ممتاز کئے جائیں گے اور یہاں سے ان کے رتبہ عالیہ کا اظہار کیا جائے تاکہ جنتی و دوزخی انہیں دیکھیں اور وہ سب کے احوال ثواب و عذاب کا معائنہ کریں۔

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب اعراف جنتیوں میں افضل ہیں۔

ان ہر دو قسم کے اقوال میں تناقض نہیں اس لئے کہ ہر طبقہ کے لوگ اعراف میں ٹھہر کر اپنے مقام پر بھیجے جائیں گے۔

۶- ایک قول حضرت حسن بصری سے یہ ہے کہ اعراف میں وہ لوگ ہوں گے کہ نیکیوں کے باوجود ان میں عجب و تکبر ہو۔

۷- مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعراف ان کا مقام ہے جن پر لوگوں کا قرض ہو۔

۸- ایک قول ہے کہ اہل فترت اعراف میں ہوں گے۔

۹- ایک قول ہے کہ مشرکین کے بچے ہوں گے۔

۱۰- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ولد الزنا جو ہوں گے وہ وہاں رہیں گے۔

۱۱- ایک قول یہ ہے کہ امراء جنت کے مقابلہ میں مساکین جنت کا یہ مقام ہے۔

۱۲- ابو مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اعراف ان ملائکہ کا نام ہے جو صورت انسان میں نظر آئیں مگر وہ انسان نہ ہوں گے نہ وہ مرد ہوں گے نہ عورت۔

۱۳- ایک اور قول یہ ہے کہ وہ ایک بلند مقام ہوگا جس سے نیچے کے تمام پہچانے جائیں۔

۱۴- ایک قول ہے کہ اعراف جبل احد ہوگا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ وَاِنَّہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَمْثُلُ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یَجْلِسُ عَلَیْہِ اَقْوَامٌ یَعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمَا ھُمْ وَھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ**۔ یعنی احد ہمیں محبوب ہے اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور وہ قیامت کے دن جنت اور جہنم کے مابین قائم ہوگا اور اس پر وہ بیٹھیں گے جو ہر ایک کی پیشانی سے پہچانے جائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اہل جنت ہوں گے۔

۱۵- ایک قول ہے کہ اعراف ہی پل صراط کا دوسرا نام ہے۔

اور اس سے زائد تفصیل دیکھنی ہو تو روح المعانی آلوسی میں آیہ کریمہ **وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ** میں ملاحظہ کریں۔

اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے کہ دونوں فریق کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے یعنی سعداء و اشقیاء ان کی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ مومنین کی علامت چہروں کا نورانی ہونا نظر آئے گا اور کفار کالے چہروں اور نیلی آنکھوں سے پہچانے

www.waseemziyai.com

جائیں گے جسے عربی میں زرق کہا جاتا ہے۔ ازرق یعنی بہت نیلا۔

وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ
أَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾ ع۔

اور پکاریں گے اعراف والے جنتیوں کو سلام علیک کے ساتھ یعنی اعراف والے کہیں تم پر سلام ہو ہم بھی جنت کے سائل تھے یہ تہنیتاً اہل جنت کو اعراف والے کہیں گے۔ جنت میں نہ داخل ہوئے اور وہ اس کی طمع رکھتے تھے انہیں خواہش تھی جنت میں داخل ہونے کی اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی تو پکاریں گے پناہ مانگتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔ پناہ مانگیں گے اللہ سے اور گھبرا کر رحمت کی طرف جھکیں تاکہ انہیں جہنمیوں کے ساتھ نہ کیا جائے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَنَادٰى أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمٰهُمْ قَالُوا مَا أَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٨﴾

اور پکاریں اعراف والے ان کو جنہیں وہ ان کی پیشانی سے پہچانیں گے کہیں تمہیں مستغنی نہ کیا تمہارے جتھے نے اور وہ جو تکبر کرتے تھے۔

أَهٰٓؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٤٩﴾

کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسم کھا کر کہتے تھے نہ ملے گی انہیں رحمت اللہ کی (ان سے تو) کہا گیا جنت میں داخل ہو نہ تمہیں کوئی اندیشہ نہ کوئی غم۔

وَنَادٰى أَصْحٰبُ النَّارِ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿٥٠﴾

اور پکاریں دوزخی جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس سے جو کھانے کو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بے شک اللہ نے کھانا پینا دونوں کو کافروں پر حرام کیا۔

الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾

جنہوں نے بنایا دین کو کھیل تماشہ اور فریب دیا انہیں دنیا کی زندگی نے تو آج انہیں ہم بھلا دیں گے جیسے بھلایا انہوں نے اس دن کا خیال اور جیسے تھے ہماری آیتوں سے سخت منکر۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾

اور یقیناً لائے ہم ان کے پاس ایک کتاب جس میں ہم نے تفصیل سے علم پر ہدایت ورحمت دی ایمان والوں کیلئے۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ ۭ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

کیا انتظار کر رہے ہیں مگر یہ کہ کیا ہوا آئے جس دن آجائے گا ان کا کیا ہوا بول پڑیں گے وہ جو بھلائے بیٹھے ہیں بے شک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ تو کیا ہیں ہمارے لئے کوئی سفارش کرنے والے جو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٥٣ ع

ہماری سفارش کریں یا ہم دنیا میں واپس لوٹائے جائیں تو عمل کریں خلاف اس عمل کے جو ہم کرتے تھے بے شک نقصان میں ڈالیں انہوں نے اپنی جانیں اور بہک گئے جس پر افتراء کرتے تھے۔

حل لغات رکوع ششم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَ۔اور	نَادٰی۔پکاریں	اَصْحٰبُ۔رہنے والے	الْاَعْرَافِ۔اعراف کے
رِجَالًا۔کچھ آدمیوں کو	يَّعْرِفُوْنَهُمْ۔پہچانتے ہوں گے ان کو		بِسِيْمٰهُمْ ان کے چہروں سے
قَالُوْا۔کہیں گے	مَآ۔نہ	اَغْنٰى۔کام آیا	عَنْكُمْ۔تمہارے
جَمْعُكُمْ۔تمہارا جتھا	وَ۔اور	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تھے تم
تَسْتَكْبِرُوْنَ۔تکبر کرتے	اَ۔کیا	هٰٓؤُلَآءِ۔یہی	الَّذِيْنَ۔وہ لوگ ہیں
اَقْسَمْتُمْ۔کہ قسمیں کھائیں تم نے		لَا۔نہیں	يَنَالُهُمُ۔پہنچائے گا ان کو
اللّٰهُ۔اللہ	بِرَحْمَةٍ۔اپنی رحمت	اُدْخُلُوا۔داخل ہو جاؤ	الْجَنَّةَ۔جنت میں
لَا۔نہیں	خَوْفٌ۔کوئی خوف	عَلَيْكُمْ۔تم پر	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَنْتُمْ۔تم	تَحْزَنُوْنَ۔غم کھاؤ گے	وَ۔اور
نَادٰی۔پکاریں	اَصْحٰبُ۔اہل	النَّارِ۔دوزخ	اَصْحٰبَ۔اہل
الْجَنَّةِ۔جنت کو	اَنْ۔یہ کہ	اَفِيْضُوْا۔گراؤ	عَلَيْنَا۔ہم پر
مِنَ الْمَآءِ۔پانی	اَوْ۔یا	مِمَّا۔وہ جو	رَزَقَكُمُ۔رزق دیا تم کو
اللّٰهُ۔اللہ نے	قَالُوْٓا۔کہیں گے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ نے
حَرَّمَهُمَا۔حرام کیا ان کو	عَلَى۔اوپر	الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے
اتَّخَذُوْا۔پکڑا	دِيْنَهُمْ۔اپنے دین کو	لَهْوًا۔کھیل	وَّ۔اور
لَعِبًا۔تماشہ	وَّ۔اور	غَرَّتْهُمُ۔دھوکہ دیا ان کو	الْحَيٰوةُ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا نے	فَالْيَوْمَ۔تو آج	نَنْسٰهُمْ۔ہم بھولیں گے ان کو	كَمَا۔جیسے
نَسُوْا۔بھول گئے	لِقَآءَ۔ملاقات	يَوْمِهِمْ۔اپنے دن	هٰذَا۔اس کی
وَ۔اور	مَا۔جو	كَانُوْا۔تھے	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کا
يَجْحَدُوْنَ۔انکار کرتے	وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	جِئْنٰهُمْ۔ہم لائے ان کے پاس
بِكِتٰبٍ۔کتاب	فَصَّلْنٰهُ۔کھول کر بیان کیا ہم نے		عَلٰى۔اوپر
عِلْمٍ۔علم کے	هُدًى۔ہدایت	وَّ۔اور	رَحْمَةً۔رحمت

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لِّقَوْمٍ۔ ان لوگوں کے لئے جو	يُّؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	هَلْ نہیں	يَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے
اِلَّا۔ مگر	تَاْوِيْلَهٗ۔ اس کے انجام کا	يَوْمَ۔ جس دن	يَاْتِيْ۔ آئے گا
تَاْوِيْلُهٗ۔ اس کا انجام	يَقُوْلُ۔ کہیں گے وہ	الَّذِيْنَ۔ جو	نَسُوْ۔ بھول گئے تھے
هُ۔ اس کو	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے	قَدْ۔ بے شک	جَآءَتْ۔ آئے
رُسُلُ۔ رسول	رَبِّنَا۔ ہمارے رب کے	بِالْحَقِّ۔ حق لے کر	فَهَلْ۔ تو کیا
لَّنَا۔ ہمارے لئے	مِنْ۔ کوئی	شُفَعَآءَ۔ سفارشی ہے	فَيَشْفَعُوْا۔ جو سفارش کریں
لَنَآ۔ ہمارے لئے	اَوْ۔ یا	نُرَدُّ۔ ہم لوٹائے جائیں	فَنَعْمَلَ۔ تو ہم عمل کریں
غَيْرَ۔ سوا	الَّذِيْ۔ اس کے کہ	كُنَّا۔ تھے ہم	نَعْمَلُ۔ عمل کرتے
قَدْ۔ بے شک	خَسِرُوْآ۔ گھاٹا دیا انہوں نے	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں کو	وَ۔ اور
ضَلَّ۔ بھول گیا	عَنْهُمْ۔ ان سے	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے وہ
يَفْتَرُوْنَ۔ جھوٹ بناتے			

مختصر تفسیر رکوع ششم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

وَ نَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ
تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا
نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور پکاریں اعراف والے کچھ مردوں کو جنہیں وہ پہچانیں گے ان کی جبینوں سے کہیں گے کہ مستغنی کرسکی تمہیں تمہاری جمعیت اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے۔ کیا یہی ہیں وہ لوگ جن پر تم قسم کھا کر کہا کرتے تھے نہیں حاصل کرسکیں گے یہ اللہ کی رحمت (انہیں تو کہا گیا) جاؤ جنت میں کوئی اندیشہ نہیں تم کو اور نہ کچھ غم۔ اور پکاریں جہنمی جنتیوں کو کہ کچھ فیض کرو ہم پر پانی کا یا اس کا جو اللہ نے تمہیں رزق دیا۔ کہیں گے بے شک اللہ نے جنت کا کھانا پینا کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا اور دھوکہ دیا ان کو دنیا کی زندگی نے تو آج ہم انہیں بھلاتے ہیں جیسا کہ انہوں نے بھلا دیا تھا اس دن کے ملنے کا خیال اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

خلاصہ تفسیر آیات یہ ہے کہ

اعراف والے جہنم کے کفار میں سے بہت سوں کو ان کے چہروں سے پہچان کر ملامت کریں گے اور کہیں گے تمہارا تکبر اور غرور اور تمہاری جمعیت تمہارے کام نہ آئی تم صہیب و بلال وغیرہ دیکھ کر دنیا میں تحقیر کرتے اور قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ ان پر قسم بخدا اللہ کی رحمت نہ ہوگی دیکھو آج انہیں تو مژدہ ہے ان کو بے غمی اور بے خوفی کا اور ان کو بشارتیں مل گئیں اور جنت

میں داخل کر دیئے گئے۔جہنمی اس کا جواب نہ دے سکیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اعراف والے بھی جنت میں داخل ہو جائیں تو جہنمیوں کو بھی طمع ہو۔تو وہ جنت میں گئے ہوئے اعرافیوں کے لئے بارگاہ رحمت میں عرض کریں الٰہی جنت میں ہمارے رشتہ دار ہیں ہمیں اتنی اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے بات کریں۔

چنانچہ اتنی اجازت انہیں مل جائے گی۔جب وہ جنتیوں کو جوان کے رشتہ دار تھے ایمان کے بدلے نعمتوں میں دیکھیں اور پہچانیں کہ فلاں فلاں ہمارا رشتہ دار ہے تو پکاریں اور کہیں یہ سرد پانی یہ انعمہ واطعمہ لذیذہ سے کچھ ہمیں بھی دو تو جنت والے ان کی سیہ روئی اور پریشان حالی کی وجہ سے انہیں نہ پہچانیں۔صورتیں بگڑی ہوں گی اور وہ جنتیوں کا نام لے کر پکاریں کوئی اپنے باپ کا نام لے کر پکارے کوئی بھائی کو پکارے کہ میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو۔میں بھوک میں مر رہا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دو۔

اہل جنت جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جنت کی ہر نعمت حرام کر دی ہے۔تم نے حرام وحلال میں اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور دعوت پر تمسخر کرتے تھے اور آخرت کو بھول گئے اور اسلام کا تمسخر کرنے لگے۔اب آج ہم تمہیں بھلا چکے دنیا میں تم نے اس دن کو بھلایا اور آیات قرآن کا انکار کرتے رہے۔

اب تفسیر نسفی سے پڑھئے (ترجمہ)

اور پکاریں اعراف والے بہت سے لوگوں کو جو کافروں کے سردار ہوں گے پہچانیں گے۔انہیں ان کے چہروں سے کہیں گے نہیں مستغنی کیا تمہاری جمعیت نے اور مال کثیر اور تمہاری جماعتوں نے یہ مانا فیہ ہے۔اور وہ جو تم تکبر کرتے تھے یعنی تمہارے استکبار نے جو حق کے ساتھ اور لوگوں کے مقابلہ میں کرتے تھے اور کہتے تھے کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے اور حلف اٹھایا کرتے تھے دنیا میں اس کے مشار الیہ فقراء مومنین تھے۔مثل صہیب رومی اور سلمان پارسی کے اور مثل ان کی بلال وغیرہ کے کہ ان پر اللہ اپنی رحمت نہ کرے گا یعنی تمہاری قسمیں ہوتی تھیں کہ انہیں اللہ رحمت فرما کر جنت میں داخل نہ کرے گا یہ ان کا کہنا بہ نیت تحقیر تھا اس لئے کہ وہ فقراء مومنین سے تھے تو کہا جائے اصحاب اعراف کو داخل ہو جاؤ تم سب جنت میں یہ فرمایا جائے گا اس وقت جبکہ جنتی جہنمی دونوں فریق ان کے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے تو ارشاد ہو تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم تو اس کے بعد مایوس ہو کر

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ

جہنمی لوگ پکاریں اہالیان جنت کو کہ ہم پر بھی کچھ فیض کرو پانی اور اس نعمت سے جو اللہ نے تمہیں رزق سے دیں۔

اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ جنت جہنمیوں سے بلند ہوگی اور وہ نیچے سے پکاریں گے اور مانگیں گے پھلوں اور فواکہات سے مایوسی کے عالم میں۔اس لئے کہ متحیر جو کچھ مانگتا ہے اس میں ضروری نہیں ہوتا کہ اس کا مانگنا اسے مفید ہی ہو تو جنتی جواب دیں گے۔

قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۙ﴿۵۰﴾ بے شک اللہ نے کھانا پانی حرام فرمایا ہے۔کافروں پر۔

یہ جواب ان کی ذلت کی وجہ میں فرمایا جائے ورنہ حرام حلال مشیت الٰہی عزوجل پر ہے جسے چاہے بخشے جسے چاہے نہ دے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے آگے صفت کفار بیان کی۔

www.waseemziyai.com

الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ لَہۡوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ۚ فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰہُمۡ کَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِہِمۡ ہٰذَا ۙ وَ مَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۵۱﴾

وہ کافر جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا اور جو جی میں آیا حلال کر لیا اور جسے جی چاہا حرام بنا دیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا اور سمجھتے رہے کہ ہمیشہ جیتے ہی رہیں گے تو آج کے دن ہم تمہیں بھلاتے ہیں یعنی چھوڑتے ہیں جیسے بھلایا انہوں نے اس دن کا ملنا اور ہماری آیتوں سے جس طرح انکار کیا۔ یہاں ما موصولہ ہے نافیہ نہیں۔

یَجۡحَدُوۡنَ۔ جحود سے بنا اس کے معنی ہیں دانستہ انکار کرتے رہے اور اسی انکار پر موت آئی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَ لَقَدۡ جِئۡنٰہُمۡ بِکِتٰبٍ فَصَّلۡنٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۲﴾

اور بے شک ہم لائے ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا بڑے علم سے ہدایت و رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِیۡلَہٗ ؕ یَوۡمَ یَاۡتِیۡ تَاۡوِیۡلُہٗ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ نَسُوۡہُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ۚ فَہَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَیَشۡفَعُوۡا لَنَاۤ اَوۡ نُرَدُّ فَنَعۡمَلَ غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ ؕ قَدۡ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَ ضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿٪۵۳﴾

کیا انتظار کر رہے ہیں یہی نا کہ اس کتاب کا بیان کیا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا کہا ہوا انجام آئے گا بول اٹھیں گے وہ جو بھلائے بیٹھے تھے پہلے سے کہ بے شک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری سفارش کریں یا ہم واپس ہو جائیں تو عمل کریں ہم پہلے عملوں کے خلاف بے شک نقصان میں ڈالیں انہوں نے اپنی جانیں اور ان کے کھوئے گئے جو وہ بہتان اور افتراء کر رہے تھے۔

خلاصہ تفسیر

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور انتظار والے دن سے مراد روز قیامت اور اس دن وہ پکار پڑیں گے کہ ہم نہ قیامت پر ایمان لائے نہ ہم نے قرآن پر عمل کیا تو اگر کوئی سفارشی اتنی سفارش کر دے کہ دنیا میں پھر لوٹا دیئے جائیں تو بجائے کفر کے ہم ایمان لائیں گے اور بجائے معصیت و نافرمانی کے اطاعت و فرمانبرداری کریں مگر نہ انہیں کسی کی شفاعت میسر ہو نہ وہ دنیا میں بھیجے جائیں۔ آج اس افتراء کا حال ان پر کھلا جو کہتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور وہ خدا کے آگے ہمارے سفارشی ہیں آج یوم قیامت انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے سب دعویٰ محض اوہام باطل تھے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ بَيَّناً مَعَانِيهِ مِنَ الْعَقَائِدِ وَالْاَحْكَامِ وَالْمَوَاعِظِ مُفَصَّلَةً وَ يَضْمِرُ لَكَفَرَةٍ قَاطِبَةً وَ قِيلَ لَهُمْ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْكِتَابِ لِلْجِنْسِ وَ قِيلَ لِلْمُعَاصِرِيْنَ مِنَ الْكَفَرَةِ اَوْ مِنْهُمْ وَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْكِتَابُ هُوَ الْقُرْاٰنُ وَ تَنْوِينُهُ لِلتَّفْخِيمِ وَ قَدْ نَظَمَ بَعْضُهُمْ مَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَنْوَاعِ بِقَوْلِهِ۔

حَلَالٌ حَرَامٌ مُحْكَمَهٌ مُتَشَابَهٌ بَشِيرٌ نَذِيرٌ قِصَّةٌ عِظَةٌ مَثَلٌ

(روح المعانی) ترجمہ

www.waseemziyai.com

اور بے شک ہم لائے ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا واضح کیا معنی میں عقائدواحکام اور نصائح سے اور فصلناہ میں جو ضمیر ہے وہ مطلقاً کفار کی طرف ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ کفار اور مومنین دونوں کی طرف ہے اور کتاب وہ قرآن کریم ہے اس پر تنوین تفخیم کے لئے ہے اور اس پوری تفصیل کو بعض محققین نے ایک شعر میں بیان کیا وہ یہ ہے کہ قرآن میں

حلال و حرام اور محکم و متشابہ بشارت نذارت قصہ و وعظ و مثالیں ہیں

(روح المعانی)

اب تفسیر نسفی سے پڑھیے۔

وَ لَقَدْ جِئْنٰاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ مَيَّزْنَا حَلَالَهُ وَ حَرَامَهُ وَ مَوَاعِظَهُ وَ قَصَصَهُ عَلٰى عِلْمٍ عَالِمِيْنَ بِكَيْفِيَةِ تَفْصِيْلِ اَحْكَامٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ هَلْ يَنْظُرُوْنَ يَنْتَظِرُونَ اِلَّا تَاْوِيْلَهُ اِلَّا عَاقِبَةَ اَمْرِهٖ وَ مَا يَؤُلُ اِلَيْهِ مِنْ تَبْيِيْنِ صِدْقِهٖ وَ ظُهُوْرِ صِحَّتِهٖ مَا نَطَقَ بِهٖ مِنَ الْوَعْدِ وَ الْوَعِيْدِ يَوْمَ يَاْتِي تَاْوِيْلَهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ تَرَكُوْهُ وَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ اَىْ تَبَيَّنَ وَ صَحَّ اِنَّهُمْ جَاءُوْا بِالْحَقِّ فَاَقَرُّوْا حِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمْ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ هَلْ شَفِيْعٌ لَنَا شَافِعٌ اَوْ هَلْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ۔ (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور بے شک لائے ہم ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا پہنچوایا حلال وحرام اور نصیحت دی اور قصے سنائے۔ ایک بڑے علم سے جو تمام عالموں کا ہے اور اس میں اس کی کیفیتیں ہیں۔ احکام کی تفصیل ہے۔ ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے کیا انتظار کر رہے ہیں یعنی کس بات کے منکر ہیں مگر یہی نا کہ اس کتاب کا بتایا ہوا انجام سامنے آئے یعنی انجام کار اور جو اس کا بدلہ ہو اور اس بیان کی سچائی اس کے ظہور سے اور وعدو وعید پورا ہو۔ جس دن اس کا بتایا ہوا انجام واقع ہو جائے گا تو بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلا بیٹھے تھے یعنی احکام قرآن چھوڑے ہوئے اس سے اعراض کر رہے ہیں کہیں گے بے شک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ اور صحیح نکلا بیان اور روشن ہو گیا تو اقرار جب کریں گے جب ان کا اقرار انہیں نفع نہ دے گا تو کیا ہیں ہمارے کوئی سفارشی جو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے جائیں کوئی ایسا سفارشی ہو کہ ہماری سفارش کرے یا ہمیں دنیا کی طرف لوٹا دے تو پہلے کاموں کے خلاف کام کریں بے شک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے ان کے افتراء و کذب کھوئے گئے یعنی فرضی خداؤں کی پوجا اور بت پرستی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم -سورۃ اعراف- پ ۸

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان وزمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شایان شان ہے ڈھانپتا ہے رات دن کو ایک دوسرے سے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے بنائے سب اس کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں خبر دار

اس کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا برکت والا ہے اللہ پالنے والا جہان بھر کا۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۚ﴿۵۵﴾

اپنے رب سے مانگو گڑگڑا کر اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

اور نہ فساد کرو زمین میں اس کے سنورنے کے بعد اور اس سے مانگو ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیک لوگوں کے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور وہی ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں مژدہ دیتی اس کے آگے رحمت ہے حتیٰ کہ جب اٹھا لائیں بادل بھاری چلاتے ہیں ہم اسے کسی مردہ شہر کے لئے پھر اس سے اتارا پانی پھر نکالے اس سے ہر قسم کے پھل اسی طرح نکالتے ہیں ہم مردوں کو تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَ الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ۧ

اور جو اچھی زمین ہے اس سے نکلتا ہے سبزہ اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب زمین ہے اس سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل ایسے ہی پلٹتے ہیں ہم آیتیں ان کے لئے تاکہ شکر گزار ہوں۔

حل لغات رکوع ہفتم ۔سورۃ اعراف ۔پ ۸

اِنَّ۔بے شک	رَبَّكُمُ۔تمہارا رب	اللّٰهُ۔اللہ ہے	الَّذِیْ۔جس نے
خَلَقَ۔پیدا کئے	السَّمٰوٰتِ۔آسمان	وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین
فِیْ۔بیچ	سِتَّةِ۔چھ	اَیَّامٍ۔دن کے	ثُمَّ۔پھر
اسْتَوٰی۔قرار پکڑا	عَلَی۔اوپر	الْعَرْشِ۔عرش کے	یُغْشِی۔ڈھانپتا ہے
الَّیْلَ۔رات	النَّهَارَ۔دن کو	یَطْلُبُهٗ۔پالیتا ہے اسے	حَثِیْثًا۔جلدی
وَّ۔اور	الشَّمْسَ۔سورج	وَ۔اور	الْقَمَرَ۔چاند
وَ۔اور	النُّجُوْمَ۔ستارے	مُسَخَّرٰتٍ۔تابع ہیں	بِاَمْرِهٖ۔حکم
هٖ۔اس کے	اَلَا۔خبردار	لَهُ۔اسی کی	الْخَلْقُ۔مخلوق ہے
وَ۔اور	الْاَمْرُ۔حکم	تَبٰرَكَ۔برکت والا ہے	اللّٰهُ۔اللہ
رَبُّ۔رب	الْعٰلَمِیْنَ۔جہانوں کا	اُدْعُوْا۔پکارو	رَبَّكُمْ۔اپنے رب کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَضَرُّعًا۔عاجزی	وَّ۔اور	خُفْيَةً۔آہستگی سے	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
لَا۔نہیں	يُحِبُّ۔پسند کرتا	الْمُعْتَدِيْنَ۔حد سے بڑھنے والوں کو	
وَ۔اور	لَا۔نہ	تُفْسِدُوْا۔فساد کرو	فِي۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	بَعْدَ۔بعد	اِصْلَاحِهَا۔اس کی درستی کے	وَ۔اور
ادْعُوْ۔پکارو	هُ۔اس کو	خَوْفًا۔خوف	وَّ۔اور
طَمَعًا۔امید سے	اِنَّ۔بے شک	رَحْمَتَ۔رحمت	اللّٰهِ۔اللہ کی
قَرِيْبٌ۔قریب ہے	مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
الَّذِيْ۔وہ ہے جو	يُرْسِلُ۔بھیجتا ہے	الرِّيٰحَ۔ہواؤں کو	بُشْرًا۔خوشخبری
بَيْنَ۔آگے	يَدَيْ۔اس کی	رَحْمَتِهٖ۔رحمت کے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ
اِذَآ۔جب	اَقَلَّتْ۔اٹھاتی ہے	سَحَابًا۔بادل	ثِقَالًا۔بھارے
سُقْنٰهُ۔چلاتے ہیں ہم اس کو		لِبَلَدٍ۔واسطے شہر	مَّيِّتٍ۔مردہ کے
فَاَنْزَلْنَا۔پھر اتارتے ہیں	بِهِ۔اس پر	الْمَآءَ۔پانی	فَاَخْرَجْنَا۔تو نکالتے ہیں
بِهٖ۔اس کے ساتھ	مِنْ كُلِّ۔ہر طرح کے	الثَّمَرٰتِ۔پھل	كَذٰلِكَ۔اسی طرح
نُخْرِجُ۔نکالے گا	الْمَوْتٰى۔مردوں کو	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑو
وَ۔اور	الْبَلَدُ۔شہر	الطَّيِّبُ۔اچھے	يَخْرُجُ۔نکلتی ہے
نَبَاتُهٗ۔اس کی سبزی	بِاِذْنِ۔حکم	رَبِّهٖ۔اپنے رب سے	وَ۔اور
الَّذِيْ۔وہ جو	خَبُثَ۔ردی ہے	لَا۔نہیں	يَخْرُجُ۔نکلتی
اِلَّا۔مگر	نَكِدًا۔تھوڑی سی	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	نُصَرِّفُ۔پلٹتے ہیں ہم
الْاٰيٰتِ۔آیتیں	لِقَوْمٍ۔اس قوم کے لئے	يَّشْكُرُوْنَ۔جو شکر کریں	

مختصر تفسیر رکوع ہفتم ۔سورۃ اعراف۔پ ۸

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ
النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵

بے شک تمہارا پالنے والا اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شایان شان ہے ڈھانپتا ہے رات دن کو ایک دوسرے سے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو پابند کیا اس کے حکم میں دبے ہوئے ہیں خبردار اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا برکت والا ہے اللہ پالنے والا سارے جہان کا اپنے رب سے مانگو گڑ گڑا کر اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خلاصۂ تفسیر

بے شک اللہ تمہارا رب ہے جس نے آسمان اور زمین مع ان تمام اشیاء کے جوان میں ہیں چھ دن میں پیدا فرمائے جیسا کہ دوسری جگہ آیہ کریمہ میں تصریح فرمادی گئی۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔البتہ ہم نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے چھ دن میں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چھ دن سے مراد استقرائی مدت ہے اور چھ کا عدد ایام کی قید کے ساتھ فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے ورنہ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو ایک لمحہ گزرنے سے بھی قبل تخلیق فرمادیتا۔ لیکن اس سے اپنے بندوں کو کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق دیا گیا ہے پھر چھ دن سے مراد یہ چھ دن نہیں ہوسکتے بلکہ یہ چھ دن دنیا کے چند دنوں کی تعداد ہے۔ اس لئے کہ دن تو اس وقت تھے نہیں اس لئے کہ جب سورج نہ تھا نہ چاند نہ ستارے تو یہ چھ دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سمجھ میں لانے کے لئے فرمایا ہے ورنہ وہ علام الغیوب ہی جانتا ہے کہ یہ چھ دن کیسے اور کتنی مدت کے تھے۔

پھر ارشاد ہوا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ لفظی معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ پھر عرش پر استواء فرمایا اور یہ استواء بھی ہمارے سمجھانے کے لئے استعمال ہوا۔ بہر حال استواء فرمانا بھی وہی ہے جو اس کی شایان شان ہے۔

متقدمین فرماتے ہیں کہ استواء متشابہات سے ہے جس کے متعلق ہمیں ایمان لانے کا حکم ہے اور اس سے جو مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور جو بھی مراد ہے وہ حق ہے۔

حضرت امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اس کے معنی میں نہایت جامع الفاظ استعمال فرمائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آخرت کا خاتمہ عرش پر جاٹھہرا۔ واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

پھر اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔میں دعا کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا۔ اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے قادر حقیقی کو بمعنی حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے۔ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادة دعا عبادت کا مغز ہے۔ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے اور آداب دعا میں یہ ہے کہ بارگاہ سمیع و علیم میں دعا آہستہ ہونی چاہئے۔

حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادت میں اظہار افضل ہے یا اخفاء۔

بعض اس طرف ہیں کہ اخفاء افضل ہے اس لئے کہ وہ ریا سے محفوظ ہے۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اخفاء زیادہ بہتر ہے۔

بعض کہتے ہیں اگر قلب صاف ہو اور اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔

بعض فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں کے ادا میں اظہار افضل ہے۔ فرائض پنجگانہ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

زکوٰۃ کا ظاہر کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

www.waseemziyai.com

البتہ عبادات نافلہ خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے۔ کَمَا قَالَ الْاٰ لُوسِی فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِی۔

اور دعا کے متعلق یہ تصریح ہے کہ اس میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے اور تجاوز عن الحد کئی طرح ہوتا ہے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ دعا میں چیخ کر بلند آواز سے پکارے لوگوں کو دکھانے کے لئے گڑگڑائے تا کہ اسے متضرع کہا جائے یہ ممنوع ہے۔

اور فساد فی الارض سے مراد کفر و معصیت ہے یا ظلم و جور سے کسی کا حق دبا لینا ہے۔

اور بعد اصلاحہا اس لئے فرمایا کہ انبیاء کرام نے تشریف لا کر اخلاق رذیلہ اور اعمال خبیثہ لوگوں سے چھڑائے اور عادات پسندیدہ سے اس کی اصلاح فرمائی۔ دعوت حق دے کر انہیں توحید کی طرف مائل کیا۔ احکام خداوندی پہنچا کر انہیں پابند بنایا۔ اس اصلاح کے بعد بھی اگر معصیت شعاری اور خباثت دثاری میں ساعی ہو تو وہ ہی فساد فی الارض کا مرتکب ہے۔ اور اس سے منع فرمایا۔

اب تفسیر نسفی سے ان آیات کا مفہوم سمجھئے۔ (ترجمہ)

بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے کا ارادہ چھ دن میں کیا معہ ان سب چیزوں کے جو زمین و آسمان میں ہیں اس کی تفصیل حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ حیث قال

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ ⑪

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا یعنی بخار اوپر کو بلند ہونے والا اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں یہ کل چھ دن ہوئے ان میں سب سے آخر دن جمعہ ہے۔ چار دن کی تفصیل اس سے اوپر کی آیت میں ہے۔

وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىٕلِیْنَ ⑩

اور اس میں یعنی زمین میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے پہاڑوں کے اور اس میں برکت رکھی اور دریا۔ پتھر۔ بن۔ درخت اور پھل اور قسم قسم کے حیوانات پیدا کر کے اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں یعنی دو دن زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو۔

یعنی ہفتہ سے جمعہ تک باعتبار ملائکہ کچھ اشیاء پیدا کئے اور کچھ اس امر کے اظہار کو کہ ہر کام میں تدریج حکمت الٰہی ہے اور اس امر کے اظہار کے لئے دن رکھا گیا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ ہر شے علیحدہ علیحدہ پیدا کی گئی۔ اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ تدبیر عالم اور مشیت تصرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اس کی مشیت پر ہی تمام نظام ہے۔ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شایان شان ہے یعنی عرش کی طرف مشیت و قدرت کا استیلاء ہوا۔ اضافت استیلاء الی العرش کی خصوصیت اس لئے ہے کہ عرش عظیم سب سے بڑی مخلوق اور سب سے بلند ہے اگرچہ استیلاء ذات خالق تمام مخلوق پر ہے۔

اور عرش کی تفسیر یہ ہے کہ وہ تخت ہے اور استواء کے معنی ہیں کہ استقرار علی الخلائق عرش پر ٹھہرا یعنی آخری پیداوار عرش عظیم ہوا اور استقرار بمعنی قرار باطل محض ہے اس لئے کہ تخلیق عرش سے قبل جبکہ نہ کوئی مکان تھا اس وقت بھی ذات واجب تعالیٰ الآن کما کان تھی۔ اس طرز بیان کی یوں ضرورت تھی کہ خلائق پر ظاہر ہو جائے کہ تغیرات خلق صفات کو ان سے ہے یہی

MARKAZ-UL-ULOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

وجہ ہے کہ صادق اور حسن اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ سے منقول ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان واجب اور اس کا انکار کفر اور اس سے سوال بدعت ہے آگے ارشاد ہے۔

رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانپا ہے یعنی رات سے دن اور دن سے رات ملحق ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے۔

حثیث یہ حث سے ہے۔

حَثَّ حَثًّا وَ حَثَّثَ تَحْثِيثًا وَاحَتَّ اِحْثَاثًا وَ اِحْتَثَّ اِحْتِثَاثًا وَ اِسْتَحَثَّ اِسْتِحْثَاثًا اَلرَّجُلُ عَلَى الْاَمْرِ حَضَّهُ وَ نَشَطَرَ عَلَى فِعْلِهِ۔

اَلْحَثِيْثُ وَالْحُثُوثُ اَلسَّرِيْعُ يُقَالُ وَ ثَّى حَثِيْثًا اَىْ مُسْرِعًا۔

وَالْحَثَاثُ وَالْحِثَاثُ اَلسُّرْعَةُ۔ (منجد) خلاصہ یہ کہ سرعت اور جلدی کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

یعنی جلدی جلدی آتا ہے اور طالب سے یہاں رات مراد ہے گویا کہ اندھیرے روشنی طلب کرتا ہے یعنی دن کو رات چاہتی ہے اور سورج اور چاند اور تارے یعنی پیدا فرمائے سورج چاند اور ستارے مسخر ہیں یعنی مذلل ہیں اور سورج، چاند، ستارے اس کے حکم میں مسخر ہیں اس سے امر تکوین مراد ہے اور جب ذکر فرمایا کہ جو پیدا کئے وہ سب مسخر بالامر ہیں تو فرمایا خبردار اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا یعنی وہی وہ ذات ہے جس نے تمام اشیاء پیدا فرمائیں اور اسی کے قبضہ اقتدار میں حکم ہے۔ برکت والا ہے اللہ یعنی بھلائیاں بے شمار رکھنے والا یا ہمیشہ اس کے احسانات ہیں یا پیدا کرنے میں برکت والا ہے یا ہمیشگی اسے ہے اور اس میں برکت ہے چاہنے والا ہے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑا کر اور آہستہ یعنی حضور قلب اور غایت عجز سے اور آہستہ سے اور تضرع ضراعت سے ہے اور ذلت سے جھکنا اور تملق کرنا ہے۔ منجد میں ہے۔

ضَرَعَ ضَرْعًا فَرَسُهُ اَذَلَّهُ ضَرُعَ ضَرَاعَةٌ وَ ضَرَعٌ ضرعا و ضرع ضراعة ضعف اليه خضع و تذلل فهو ضارع۔

خلاصہ یہ معلوم ہوا کہ نہایت تذلل اور عجز کے ساتھ اپنے رب عزوجل کو پکارو حضور علیہ السلام نے فرمایا تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سمیع وقریب کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہوتے ہو اور حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دعاء سرا اور علانیہ میں ستر ضعف کا فرق ہے بے شک وہ حد سے بڑھنے والے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا۔ معتد کہتے ہیں اسے جو حد امر سے متجاوز ہو جائے ہر چیز میں دعا سے ہو یا کسی معاملہ سے ہو۔ ابن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے دعا میں آوازیں بلند کرنا اور چیخنا مکروہ اور بدعت ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دعا میں اسہاب ہے اَذْهَبَ عَقْلَهُ اَسْهَبَ سَهْبًا لِكَلَامِ وَ فِي الْكَلَامِ اَطَالَ اَسْهَبَ ذَهَبَ عَقْلُهُ۔ بہکنا یا کلام میں طول دینا یا عقل جاتی رہنا (منجد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسی قوم آئے گی جو دعا میں حد سے متجاوز ہوگی اور انسان کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنی دعا میں کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ یا اس کے قریب اور کچھ قول وعمل سے یا کہے وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ یا اس کے قریب کا کوئی سوال۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ تک تلاوت فرمائی اور اس مضمون کو وضاحت سے علامہ روح المعانی نے

بھی بیان کیا۔ (ترجمہ)

خلاصۂ تفسیر

وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا۔ سے خلاصہ تفسیر یہ ہے۔

انبیاء کرام کے تشریف لانے۔ حق دعوت احکام بیان کرنے عدل قائم ہوجانے کے بعد زمین میں فساد کفر وظلم ومعصیت سے نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالیٰ کو خشوع وخضوع سے آہستہ خوف وامید عطا کے ساتھ یاد کرو اللہ عزوجل کی رحمت نیک بندوں کے قریب ہے اور وہی ذات پاک جس کا نام اللہ عزوجل ہے ہوائیں بھیجتا ہے جس میں بشارت بارش کی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی آگے آگے رحمت ہوتی ہے یعنی بارش ہونے سے وہ مردہ زمین بنجر زمین سرسبز ہوتی ہے اس سے یہ واضح فرمایا کہ جیسے خاک میں جو سبزہ ملا ہوا ہوتا ہے وہ بارش سے پھر سرسبز وشاداب ہوجاتا ہے اسی طرح مردہ قبر سے خاک میں مل کر جب فنا ہو جاتا ہے تو سبزہ کی صورت میں اسے بھی ہم قبروں سے زندہ کریں گے۔ ہماری قدرت کا یہ مشاہدہ کرنے کے بعد عاقل سلیم الحواس کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سوکھی لکڑی سے جو پھل نکلتا ہے سوکھی خاک شدہ گھاس کو جو سرسبز کرسکتا ہے وہ مردوں کو زندہ کیوں نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کافر کا فرق قبول ہدایت میں ایسا ہی رکھا ہے جیسے ایک اچھی زمین ہے جس سے چھینٹا پڑتے ہی سبزہ پھل پھول نکل آتے ہیں اور خراب زمین ہو تو اس سے بارش سے کیچڑ ہی بڑھتی ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — درباغ لالہ رویدو در شورہ بوم و خس

تو خراب زمین جیسے بارش سے نفع اندوز نہیں ہوتی ایسے ہی جبلی کافر قرآنی بارش سے محروم رہتا ہے اور مومن کا ایمان تروتازہ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں میں ایسی واضح مثالیں بار بار پیش کرکے ہدایت فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اصلاح کے بعد سیہ کاری سے بعد اطاعت کے یا شرک سے بعد توحید کے یا ظلم سے بعد انصاف کے اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور خواہش کرتے یعنی خوفزدہ اور دعوت سے امیدوار قبولیت کے یا جہنم سے یا فراق سے یا تلاقی یعنی ملنے کے دن قیامت سے یا عاقبت کے انجام سے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں کے قریب ہے رحمت کا قرب بتاویل رحم یا ترحم ہے۔

اقول و باللہ التوفیق۔ یا رحمت ذات اقدس مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا خطاب ہے اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ حضور ﷺ رحمت ہیں اور خداعزوجل کی رحمت ہیں وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝۱۰۷ سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر سارے جہان کے لئے بھیجا بلکہ صفت رحمت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا یہ صفت ربوبیت میں اپنی ذات کو رب العالمین فرمایا تو اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رحمت تو جہان بھر کے لئے ہیں لیکن نیکوکاروں کے لئے قریب بھی ہیں تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ بھی صفت الٰہی عزوجل ہے رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ بھی اسی کی صفت ہے تو رحمۃ اللہ یقیناً تمام عالم کے لئے ہے لیکن محسنین کے قریب ہے اور وہ ذات اقدس سرور عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اب سوال قرب میں ہے کہ وہ رحمت جو قریب ہے بجسد النور قریب ہے یا بجسد البشر اس پر زیادہ تامل کی ضرورت نہیں۔ یہ محسنین کے مدارج ہیں جو ان میں ارفع واعلیٰ درجہ پر فائز ہیں کہ روحانیت وجسمانیت سے بالا ہوچکے ہیں ان سے بجسد النور

www.waseemziyai.com

اور بجسد البشر قریب ہے اور مجھ جیسے سیہ کاروں سے وہ بطور توجہ والتفات وترحم قریب ہیں۔

دو عالم بکا کل گرفتار داری بہر مو ہزاراں سیہ کار داری
تو سرنا بہا رحمتی یا محمد نظر جانب ہر گنہگار داری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَابْنِہٖ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ الْکِرَامِ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اور وہ وہ ذات سبحان ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے بشریٰ مژدہ دیتی بشر جمع ہے بشیر کی اس لئے کہ ہوا بشارت دیتی ہے بارش کی اس کے آگے رحمت الٰہی ہے یعنی اس ہوائے مبشر کے آگے نعمت ہے اور وہ غیث ہے جو نعمتوں کے لئے بارش میں آتا ہے حتیٰ کہ جب اٹھا لائیں یعنی وہ باطل ہوا اٹھا لائیں پانی یا بادل بھاری۔ پانی سے بھرے ہوئے تو چلاتے ہیں ہم انہیں یعنی بادلوں کو کسی مردہ شہر یا زمین کی طرف اس شہر کی طرف جس پر بارش نہ ہو مردنی چھا چکی ہو یا زمین مردہ جس پر سبزہ نہ ہو۔ علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں۔

انواع موت حسب انواع حیات ہیں۔

تحقیق لفظ موت

اولاً یہ کہ زوال قوت نامیہ کو بھی کہتے ہیں۔ خواہ وہ انسان میں ہو یا حیوان میں۔ یا پھر نباتات میں۔

جیسے فرمایا وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ؕ ۔ فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ وَّ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ ۔ یہاں عدم نمو نبات بمعنی موت ہے۔

دوسرے بمعنی زوال قوت حاسہ جیسے یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا ۔ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ﴿۶۶﴾ ۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ﴿۳﴾ ۔

تیسرے زوال قوت عاقلہ کو بھی موت کہا جاتا ہے جو محض جہالت ہوتی ہے یا کفر وجحد انک لا تسمع الموتی ۔ کہ کفار کی جہالت کو موت کہا۔

چوتھے ایسا غم جو مکدر حیات ہو جیسے فرمایا وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَیِّتٍ ؕ ۔

پانچویں نیند کے معنی میں موت ووفات کا استعمال ہے۔ حدیث میں ہے اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِیْفٌ وَ الْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِیْلٌ وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ ۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ ۔ تو یہاں نفی موت قبض ارواح کے مقابلہ میں ہے۔ اس میں متنبہ کیا کہ وہ نعمت الٰہی میں ہیں۔

چھٹے زوال قوت حیوانیہ کے معنی میں اور جس میں روح کا جسم سے علیحدہ ہونا لازم ہو جیسے فرمایا كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ ۔

ساتویں بمعنی تحلیل جیسے اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۔ اس کے ایک معنی تو یہ ہوئے کہ انک متموت ۔ لِاَنَّهٗ لَابُدَّ لِاَحَدٍ مِنَ الْمَوْتِ ۔ كَمَا قِیْلَ وَ الْقَوْلُ حَتْمٌ فِیْ رِقَابِ الْعِبَادِ ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں میت

www.waseemziyai.com

سے مراد ابانۃ روح عن الجسد کے معنی نہیں ہیں بلکہ وہ اشارہ ہے اس طرف جو انسان پر ہر حال تحلل ونقص کی صورت میں عائد ہوتا ہے اس لئے کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے تھوڑا تھوڑا تحلیل ہوتا جاتا ہے یعنی جزءً فجزءً۔ مثنوی عطار میں اسی کی موافقت میں یہ شعر ہے۔

ہم چوں سبزہ بارہا روئیدہ ام ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

اور ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بمقابلہ کفار اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ سے یہ تعبیر کی۔ میت اور مائت میں فرق ہے چنانچہ کفار کو میتون کہا اور حضور کو میت بمعنی مائت فرمایا جو متحلل کے معنی میں آتا ہے۔

اور قاضی علی بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

لَيْسَ فِي لُغَتِنَا مَائِتٌ عَلٰى حَسْبِ مَا قَالُوا وَالْمَيْتُ مُخَفَّفٌ عَنِ الْمَيِّتِ وَ اِنَّمَا يُقَالُ مَوْتٌ مَائِتٌ قَالَ تَعَالٰى فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ - بَلْدَةً مَّيْتًا۔

آٹھویں موت بمعنی جنون ہے والموتة شبه الجنون انه هو موت۔ موت دیوانگی کے مشابہ ہے گویا کہ یہ موت ہی ہے۔

نویں موت بمعنی موت القلب ہے۔

دسویں موت بمعنی امر اسکنہ موتانہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

پھر اس سے پانی اتارا یعنی ان بادلوں کو چلا کر پھر اس سے ہر قسم کے پھل نکالے اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت مانو۔ تو اس نصیحت کے بدلے ایمان اور بعث بعد الموت کے یقین کی بدولت کفر کی موت سے جیسے تمہیں زندہ کیا ایسے ہی مردوں کو نکالیں گے اس لئے کہ پھل نکالنے اور مردوں کے زندہ کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور اچھی زمین یعنی اچھی مٹی سے اس کا سبزہ اللہ عزوجل کے حکم سے نکلتا ہے آسانی سے گویا کہ فرمایا کہ اس کا سبزہ کافی نکلتا ہے اور وہ جو خراب ہے یعنی زمین اگر خراب ہے نہیں نکلتی اس کی سبزی مگر بہ مشکل تھوڑی یعنی وہ زمین جس میں خیر نہیں یہ مثال ہے اس مومن کی جو وعظ و پند سن کر ہدایت قبول کرے اور یہ مثال اس کی ہے جو نصیحت سن کر بھی ہدایت نہ مانے جو کافر ہے ایسے ہی بارش کا اثر ہے کہ بلد میت پر کہیں پھول پھل نکل آتے ہیں کہیں بارش بے کار جاتی ہے ایسے ہی مثل ایسی آیات کے پلٹتے ہیں ہم آیتیں یعنی بار بار سناتے اور تکرار کرتے ہیں ان کے لئے جو شکر گزار ہیں اللہ کی نعمتوں پر وہ مومنین ہیں جو فکر کرتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم - سورۃ اعراف - پ ۸

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥٩

بے شک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف تو کہا انہوں نے اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے

www.waseemziyai.com

عذاب سے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾

کہا سرداروں نے اس کی قوم سے ہم تمہیں دیکھتے ہیں کھلی گمراہی میں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾

فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں مگر میں رسول ہوں رب العالمین کا۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

تمہیں پہنچاتا ہوں اپنے رب کے پیام اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

کیا تعجب کرتے ہو تم اس پر کہ لایا میں تمہارے پاس تمہارے رب سے نصیحت ایک آدمی کے ذریعہ جو تم میں سے ہے کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تا کہ تم ڈرو اور تا کہ تم پر رحم ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

تو انہوں نے جھٹلایا اسے تو ہم نے نجات دی اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے اور غرق کیا ہم نے ان کو جو جھٹلا رہے تھے ہماری نشانیاں بے شک وہ اندھا گروہ تھا۔

حل لغات رکوع ہشتم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

لَقَدْ۔ بے شک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	نُوْحًا۔ نوح کو	اِلٰی۔ طرف
قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم کے	فَقَالَ۔ تو کہا	يٰٓا۔ اے	قَوْمِ۔ قوم
اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	اللّٰهَ۔ اللہ کی	مَا۔ نہیں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
مِّنْ۔ کوئی	اِلٰهٍ۔ معبود	غَيْرُ۔ سوا	هٗ۔ اس کے
اِنِّیْٓ۔ بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	عَذَابَ۔ عذاب
يَوْمٍ۔ دن	عَظِيْمٍ۔ بڑے سے	قَالَ۔ کہا	الْمَلَاُ۔ سرداروں نے
مِنْ قَوْمِهٖٓ۔ اس کی قوم سے	اِنَّا۔ بے شک ہم	لَنَرٰ۔ دیکھتے ہیں	ىكَ۔ تجھ کو
فِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِيْنٍ۔ ظاہر کے	قَالَ۔ کہا
يٰٓا۔ اے	قَوْمِ۔ میری قوم	لَيْسَ۔ نہیں ہے	بِیْ۔ مجھ کو
ضَلٰلَةٌ۔ گمراہی	وَّ۔ اور	لٰكِنِّیْ۔ لیکن میں	رَسُوْلٌ۔ رسول ہوں
مِّنْ رَّبِّ۔ رب	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں سے	اُبَلِّغُكُمْ۔ پہنچاتا ہوں تم کو	رِسٰلٰتِ۔ پیغام
رَبِّیْ۔ اپنے رب کے	وَ۔ اور	اَنْصَحُ۔ خیرخواہی کرتا ہوں	لَكُمْ۔ تمہاری

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	اَعۡلَمُ۔جانتا ہوں	مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	مَا۔جو
لَا۔نہیں	تَعۡلَمُوۡنَ۔جانتے تم	اَوَ۔کیا	عَجِبۡتُمۡ۔تعجب کیا تم نے
اَنۡ۔یہ کہ	جَآءَ۔آیا	کُمۡ۔تمہارے پاس	ذِکۡرٌ۔ذکر
مِّنۡ رَّبِّکُمۡ۔تمہارے رب سے		عَلٰی۔اوپر	رَجُلٍ۔ایک آدمی کے
مِّنۡکُمۡ۔تم میں سے	لِیُنۡذِرَ۔تاکہ ڈرائے	کُمۡ۔تم کو	وَ۔اور
لِتَتَّقُوۡا۔تاکہ تم ڈرو	وَ۔اور	لَعَلَّکُمۡ۔تاکہ تم	تُرۡحَمُوۡنَ۔رحم کیے جاؤ
فَکَذَّبُوۡ۔تو انہوں نے جھٹلایا	ہُ۔اس کو	فَاَنۡجَیۡنٰہُ۔تو نجات دی ہم نے اس کو	
وَ۔اور	الَّذِیۡنَ۔ان کو جو	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ تھے	فِی۔بیچ
الۡفُلۡكِ۔کشتی کے	وَ۔اور	اَغۡرَقۡنَا۔غرق کیا ہم نے	الَّذِیۡنَ۔ان کو جنہوں نے
کَذَّبُوۡا۔جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو	اِنَّهُمۡ۔بے شک	کَانُوۡا۔تھے
قَوۡمًا۔لوگ	عَمِیۡنَ۔اندھے		

مختصر تفسیر رکوع ہشتم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَ اَنۡصَحُ لَکُمۡ وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۲﴾

بے شک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف تو فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو تمہارا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے جو بڑے دن آنے والا ہے کہا ان کے سرداروں نے ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں۔آپ نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں مگر میں رسول ہوں رب العالمین کا۔پہنچاتا ہوں تمہیں پیغام اپنے رب کے اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا۔بلا شبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا نسب نامہ

نوح بن لامک یا لملک بن مستوشلخ یا متنوشلخ بن خنوخ یا اخنوخ۔ماں کا نام عوفہ یا قینوس بنت بوالیک بن مستوشلخ تھا۔ اخنوخ کا اسلامی نام ہی ادریس تھا۔آپ ہی سب سے پہلے نبی ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنے کی ایجاد کی اخنوخ بن مہلیل یا مہلائیل تھے مہلیل کا باپ قینن یا قینان یا قانن۔قانن کا باپ انوش یا مانش تھا اور مانش کے باپ حضرت سیث بن حضرت آدم علیہ السلام تھے۔

مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ نوح سے آدم تک دس پشتیں تھیں۔نوح علیہ السلام کا نام شریف لیشکر یا عبد الغفار تھا۔نوح لقب ہے حق یہ ہے کہ عجمی نام ہے بعض نے کہا کہ عربی ہے نوحہ سے اس کے معنی گریہ وزاری ہے۔

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ چالیس سال کی عمر میں نبی بنائے گئے اور ساڑھے نو سو سال اپنی قوم میں تبلیغ فرمائی طوفان کے بعد ڈھائی سو برس زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ساڑھے بارہ سو سال ہوئی۔ صاوی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی عمر پندرہ سو سال ہوئی آپ بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے۔

اِلٰى قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم کی طرف بھیجا یہاں آپ کی قوم سے قابیل کی اولاد مراد ہے جو یمن کے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ قابیل وہ پہلا انسان ہے جس نے بت پرستی کی۔ روح البیان

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ۔

پس نوح نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۟ (۵۹)۔ تو مجھے ایک بڑے سخت دن کا خوف تمہارے متعلق ہے۔

یہاں خوف سے یقینی ڈر ہے یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن یا طوفان کا دن ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۟ (۶۰)۔

قوم کے سرداروں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ تم صریح گمراہی میں پڑ گئے ہو الملأ۔ سرداران جماعت۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟ (۶۱)۔

کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔ ضَلٰلَةٌ۔ کوئی ادنیٰ گمراہی۔ ضلال گمراہی چونکہ قوم والوں نے پرزور الفاظ میں حضرت نوح علیہ السلام پر الزام لگایا تھا۔ اس لئے آپ علیہ السلام نے بھی پرزور لہجہ میں گمراہی کی نفی فرمادی۔ اللہ عزوجل کا رسول جو اللہ کے احکام کا پیامبر ہو لامحالہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوگا۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۟ (۶۲)

میں تم کو اپنے رب کے احکام پہنچا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں اور پروردگار عالم کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔

رِسٰلٰتِ۔ یہ رسالہ کی جمع ہے۔ اوقات رسالت مختلف تھے۔ معانی رسالت میں تنوع تھا کسی کا عقیدہ سے تعلق تھا۔ کسی کا عمل سے۔ کوئی وعظ تھا۔ کوئی حکم۔

وَ اَنْصَحُ۔ نصح کے معنی کسی کی خیرخواہی پر دلالت کررہا ہے۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۟ (۶۳)۔

کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی ایک مرد کی معرفت جو تم ہی میں سے ہے کہ تمہیں ڈرائے اور کہیں تم پر رحم ہو۔

آیات بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائل قدرت اور غرائب صنعت بیان فرمائے جس سے اس کی توحید و ربوبیت ثابت ہوتی ہے جو اس سے پہلے رکوع میں ہیں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونے کی صحت پر دلائل قاطعہ قائم کئے اس کے بعد انبیاء کرام کا ذکر شروع فرمایا۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کا جو کچھ برتاؤ رہا وہ ظاہر فرما کر اپنے حبیب لبیب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی جارہی ہے۔ کہ آپ کی قوم نے ہی قبول حق سے اعراض نہیں کیا بلکہ امم سابقہ بھی اپنے نبیوں سے اعراض کرتی

www.waseemziyai.com

رہی ہیں۔ اور تکذیب انبیاء میں جب انہوں نے کوئی فروگذاشت نہ کی تو وہ دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہوئیں اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہوگا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب میں جو بھی آگے آئے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔ انبیاء کرام کے ان تذکروں سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حضور امی لقب مالک عجم وعرب امی تھے۔ اور ان حالات کو مفصل بیان کرنے میں آپ ﷺ نے کبھی غلطی نہیں فرمائی بالخصوص ایسے ملک میں جس میں اہل کتاب کے بڑے بڑے علماء بکثرت موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ وہ اگر ذرا سی بات بھی پاتے تو شور مچا دیتے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان فرمانا اور تمام اہل کتاب عیسائی اور یہودیوں کا ساکت وحیران رہ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر تمام علوم کے دروازے کھول دیئے تھے۔

امی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

(تفسیر نسفی ترجمہ)

بے شک ہم نے بھیجا اس میں قسم محذوف ہے یعنی قسم ہے ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف جبکہ آپ پچاس سال کی عمر میں تھے۔ آپ نجاری کے کام سے واقف تھے جسے پنجابی میں ترکھان اور اردو میں بڑھئی کہتے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ادریس علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام لمک تھا وہ متوشلخ کے بیٹے تھے اور اخنوخ علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ اخنوخ حضرت ادریس علیہ السلام کا دوسرا نام ہے۔ آپ کے متعلق ارشاد ہے تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا معبود کوئی نہیں۔ گو آپ نے قوم کو فرمایا تمہارا معبود خدا کے سوا کوئی نہیں تو تم کسی کی پوجا اس کے سوا نہ کرو۔ بے شک مجھے تم پر عذاب کا ڈر ہے بڑے دن یعنی قیامت کے روز یا اس عذاب کا ڈر ہے جو تم پر طوفان کی شکل میں آئے گا۔

بولے اس قوم کے سرغنہ یعنی اشراف اور سردار اس قوم کے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں یعنی ہم تمہارا راہ راہ صواب کے خلاف دیکھتے ہیں اور دیکھنا درحقیقت دل کی آنکھوں سے صحیح ہوتا ہے وہ بظاہر اپنے پرانے راستہ کے خلاف کو گمراہی سمجھ رہے تھے۔

فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں گویا آپ نے جواب دیا کہ میری تعلیم میں کوئی گمراہی نہیں۔ پھر استدراک تاکید کے لئے فرمایا اور نفی ضلالت کے بعد اصلیت فرمائی اپنے رسول الٰہی ہونے کی اس لئے کہ مبلغ رسالت ہونا اس معنی میں ہوتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہو اور اس کی تعلیم انتہائی ہدایت کی تعلیم ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا

میں تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچاتا ہوں جو بذریعہ وحی اوقات مقدرہ میں مجھے ملتا ہے یا اوامر ومناہی مواعظ وبشائر عبر ونظائر مختلف معنی میں مجھ تک آتے ہیں اور میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں یعنی میرا مقصد یہ ہے کہ تم اصلاح پا جاؤ حقیقت نصیحت یہی ہے کہ کسی کے ساتھ بھلائی چاہنا اور جو اپنے لئے بہتر ہو وہ دوسرے کے لئے کرنا یا غایت صداقت سے کسی کا بھلا چاہنا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی صفات باہرہ اور قدرت قاہرہ اور دشمنوں پر شدت بطش اور یہ کہ اس کا

عذاب مجرمین کے لئے مخصوص ہے۔

کیا تعجب ہوا تمہیں گویا کہ فرمایا کیا تمہیں تعجب ہے اور تم جھٹلاتے ہو اس لئے کہ تمہارے پاس آیا ایک ذکر اور وعظ تمہارے رب کی طرف سے تم میں کے ایک مرد کی معرفت یعنی اس کی زبان سے جو تم میں کا ایک ہے اور یہ اس لئے فرمایا کہ آپ کی قوم منکر و متعجب تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت سے اور کہتے تھے ہم نے تو اپنے باپ دادا سے یہ باتیں کبھی نہ سنیں گویا وہ کہتے تھے کہ بشر کو نبی کیوں کیا اگر اللہ چاہتا تو ان کی بجائے ہم پر فرشتہ نازل کرتا کہ وہ تمہیں ڈرائے تمہارے انجام کار سے اور نتیجہ کفر سے اور تم ڈرو یعنی تم میں خوف وخشیت پیدا ہو اور تم متقی پرہیزگار بنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے یعنی پرہیزگاری کی بدولت تم رحم کے حقدار ہو جاؤ۔

تو انہوں نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور آپ کی نبوت کی تکذیب کی تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے یہ چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نو اور بھی تھے۔ سام۔ حام۔ یافث اور چھ خاص وہ آپ پر پہلے ایمان لائے کشتی میں یعنی آپ کی معیت میں کشتی میں تھے اور غرق کیا ہم نے انہیں جو جھٹلانے والے تھے ہماری آیتوں کو بے شک یہ گروہ اندھا تھا۔ یعنی حق کو پہچاننے میں اندھے تھے۔ محاورہ میں بولتے ہیں **اعمی بالبصر و عمه فی البصیرة** آنکھوں سے اندھے اور دل کی آنکھوں سے بے حس۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم - سورۃ اعراف - پ ۸

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا نہیں ڈرتے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾

بولے سردار اس قوم کے جو کافر تھے ہم بے شک آپ کو دیکھتے ہیں بے وقوفی میں اور ہمارا گمان ہے کہ آپ جھوٹے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾

فرمایا اے میری قوم نہیں میرے ساتھ بے وقوفی اور لیکن میں رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾

پہنچاتا ہوں تمہیں پیام اپنے رب کا اور میں تمہارے لئے خیر خواہ امانتدار ہوں۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور کیا تم تعجب کرتے ہو اس کا کہ تمہارے پاس آیا تمہارے رب کی طرف سے ذکر تم میں کے ایک مرد کے ذریعہ تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کیا تمہیں جانشین قوم نوح کے بعد اور بڑھایا تمہیں تخلیق میں عریض وجسیم تو یاد کرو نعمتیں اللہ کی تا کہ تم فلاح پاؤ۔

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

بولے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس اس لئے کہ ہم پوجیں ایک اللہ کو اور چھوڑ دیں جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ جس کا تم ہمیں وعدہ دیتے رہے ہو اگر ہو تم سچے۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

فرمایا یقیناً واقع ہو چکا تم پر تمہارے رب سے عذاب اور غضب کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو ان ناموں میں جو تم نے نام رکھ لئے اور تمہارے باپ دادا نے جن پر اللہ نے نازل نہ کی ان کے لئے کوئی سند تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

تو نجات دی ہم نے انہیں اور انہیں جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹ دی ہم نے ان کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں اور نہیں وہ ایمان لانے والے۔

حل لغات رکوع نہم-سورۃ اعراف-پ ۸

وَ-اور	اِلٰی-طرف	عَادٍ-عاد کی	اَخَا-بھائی
هُمْ-ان کے	هُوْدًا-ہود کو	قَالَ-کہا	يٰقَوْمِ-اے میری قوم
اعْبُدُوا-عبادت کرو	اللّٰهَ-اللہ کی	مَا-نہیں	لَكُمْ-تمہارے لئے
مِّنْ-کوئی	اِلٰهٍ-معبود	غَيْرُ-سوا	هٗ-اس کے
اَفَلَا-کیا نہیں	تَتَّقُوْنَ-ڈرتے تم	قَالَ-کہا	الْمَلَاُ-سرداروں نے
الَّذِيْنَ-جو	كَفَرُوْا-کافر تھے	مِنْ قَوْمِهٖٓ-اس کی قوم سے	اِنَّا-بے شک ہم
لَنَرٰ-دیکھتے ہیں	كَ-تجھ کو	فِيْ-بیچ	سَفَاهَةٍ-بے وقوفی کے
وَّ-اور	اِنَّا-بے شک ہم	لَنَظُنُّكَ-خیال کرتے ہیں تجھ کو	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ-جھوٹا
قَالَ-کہا	يٰقَوْمِ-اے میری قوم	لَيْسَ-نہیں ہے	بِيْ-مجھ کو
سَفَاهَةٌ-بے وقوفی	وَّ-اور	لٰكِنِّيْ-لیکن میں	رَسُوْلٌ-رسول ہوں
مِّنْ رَّبِّ-رب	الْعٰلَمِيْنَ-جہانوں کا طرف سے	اُبَلِّغُكُمْ-پہنچاتا ہوں میں تم کو	رِسٰلٰتِ-پیغام
رَبِّيْ-اپنے رب کے	وَ-اور	اَنَا-میں	لَكُمْ-تمہارا
نَاصِحٌ-خیرخواہ ہوں	اَمِيْنٌ-امانتدار	اَوَ-اور کیا	عَجِبْتُمْ-تم تعجب کرتے ہو
اَنْ جَآءَ-کہ آیا	كُمْ-تم کو	ذِكْرٌ-ذکر	مِّنْ-کوئی
رَّبِّكُمْ-تمہارے رب	عَلٰى-اوپر	رَجُلٍ-ایک آدمی کے	مِّنْكُمْ-تم میں سے
لِيُنْذِرَ-تاکہ ڈرائے	كُمْ-تم کو	وَ-اور	اذْكُرُوْا-یاد کرو

MARKAZ UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اِذْ۔جب	جَعَلَكُمْ۔بنایا تم کو	خُلَفَآءَ۔جانشین	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
قَوْمِ۔قوم	نُوْحٍ۔نوح کے	وَّ۔اور	زَادَ۔زیادہ کیا
كُمْ۔تم کو	فِي۔بیچ	الْخَلْقِ۔پیدائش کے	بَصْۜطَةً۔فراخی میں
فَاذْكُرُوْٓا۔تو یاد کرو	اٰلَآءَ۔نعمتیں	اللّٰهِ۔اللہ کی	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ۔نجات پاؤ	قَالُوْٓا۔بولے	اَ۔کیا	جِئْتَنَا۔آیا تو ہمارے پاس
لِنَعْبُدَ۔تاکہ عبادت کریں ہم	اللّٰهَ۔اللہ	وَحْدَهٗ۔اکیلے کی	وَ۔اور
نَذَرَ۔چھوڑ دیں ہم	مَا۔جو	كَانَ۔تھے	يَعْبُدُ۔عبادت کرتے
اٰبَآؤُ۔باپ دادا	نَا۔ہمارے	فَاْتِنَا۔تو لے آ	بِمَا۔جو
تَعِدُ۔وعدہ دیتا ہے تو	نَآ۔ہم کو	اِنْ۔اگر	كُنْتَ۔ہے تو
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔سچا	قَالَ۔کہا	قَدْ۔بے شک	وَقَعَ۔واقع ہوا
عَلَيْكُمْ۔تم پر	مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے	رِجْسٌ۔عذاب	وَّ۔اور
غَضَبٌ۔غضب	اَ۔کیا	تُجَادِلُوْنَنِيْ۔جھگڑتے ہو تم مجھ سے	
فِيْٓ۔بیچ	اَسْمَآءٍ۔ناموں کے کہ	اٰبَآؤُ۔باپ دادا	هَآ۔ان کے
اَنْتُمْ۔تم نے	وَ۔اور	اٰبَآؤُ۔باپ دادا	كُمْ۔تمہارے نے
مَّا۔نہیں	نَزَّلَ۔اتاری	اللّٰهُ۔اللہ نے	بِهَا۔اس کی
مِنْ۔کوئی	سُلْطٰنٍ۔دلیل	فَانْتَظِرُوْٓا۔تو انتظار کرو	اِنِّيْ۔بے شک میں
مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔منتظر ہوں	فَاَنْجَيْنٰهُ۔تو نجات دی ہم نے اس کو	
	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔ان کو جو	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ تھے
بِرَحْمَةٍ۔رحمت	مِّنَّا۔اپنی سے	وَ۔اور	قَطَعْنَا۔کاٹ دیں ہم نے
دَابِرَ۔جڑیں	الَّذِيْنَ۔ان کی جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
وَ۔اور	مَا۔نہ	كَانُوْا۔تھے وہ	مُؤْمِنِيْنَ۔ایمان لانے والے

مختصر تفسیر رکوع نہم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ
لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۗ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ
بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾

اور قوم عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ڈرتے نہیں کہا ان کے سرداروں نے بے شک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہمارا گمان ہے کہ تم جھوٹوں سے ہو۔ فرمایا اے میری قوم میرے ساتھ بے وقوفی نہیں میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کا تمہیں پہنچاتا ہوں پیام اپنے رب کا اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور امین ہوں اور کیا تمہیں اس کا تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین کیا اور تمہاری تخلیق میں بصط یعنی وسعت کی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

عَادٍ۔ یا تو ایک بادشاہ کا نام تھا اس لئے اس کی رعایا کو بھی عاد کہا جانے لگا۔ (روح البیان)

یا عاد ایک شخص کا نام تھا جس کی اولاد کو عاد کہا جاتا تھا یہ شخص عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہے یہ قوم یمن اور عمان کے درمیان تھی اسی علاقہ کا نام احقاف تھا۔

اَخَاهُمْ هُوْدًا۔ اصطلاح میں اخ کے معنی ہم مذہب۔ ہم خیال۔ نبی۔ بھائی۔ خاندانی بھائی۔ یا ہم قوم کے ہیں۔ ہر کافر کافر کا اخ ہے یعنی ہم خیال ہم مذہب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اخ نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی تکبیر کہے۔ یہاں اخاہم فرما کر بتایا گیا کہ قوم عاد سے ہی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔

یہاں اس رکوع میں قوم عاد کے نام سے بیان شروع فرمایا اس قوم عاد سے مراد عاد اولیٰ ہے یہ عاد اولیٰ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے اور عاد ثانی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے جسے ثمود کہتے ہیں اور ان دونوں قوموں میں سو برس کا فصل ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی اور اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا وہ آپ کو اپنے گمان باطل میں سچا نبی نہیں جانتے تھے اس وجہ میں انہوں نے گستاخانہ کلام کی جرأت کی اور کہہ دیا ہم آپ کو بے وقوف سفیہ سمجھتے ہیں اور آپ کا دعویٰ رسالت جھوٹا جانتے ہیں۔ اس بے ہودہ گفتگو کا جواب حضرت ہود علیہ السلام نے بجائے اس کے کہ سختی سے دیں اپنی وسعت اخلاق کے ماتحت ان کی طرف چشم پوشی فرماتے ہوئے صرف یہ جواب دیا کہ لوگو تم بے سمجھی سے ایسے کلام کرتے ہو مجھے اور سفاہت سے کیا واسطہ میں تو اللہ کا رسول ہوں اس طرز تکلم میں دنیا کو تعلیم بھی ہے کہ سفہاء بدخصال جہال کو سختی سے جواب دینے کی بجائے نرم جواب دینا مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ان کے سفیہانہ جواب کو نرمی سے پورا کر کے بتایا کہ میں تمہارا خیر اندیش ہوں اور تمہارے رب کا پیام تمہیں امانتداری سے پہنچا رہا ہوں۔

اس طرز جواب میں یہ بات بھی دکھا دی کہ جاہلوں سفلیوں بے وقوفوں کو نرم جواب دیتے ہوئے اپنا مرتبہ بھی ظاہر فرمایا گویا تعلیم بھی دی کہ اہل دنیا پر اگر بوقت ضرورت اپنا منصب اگر ظاہر کر دیں تو یہ تکبر نہیں بلکہ تعارف ہے اور برمحل جائز ہے۔ پھر انہیں جتایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہیں جسم وجسمانیت میں طویل القامت تنومند بنا کر اس قوم کا جانشین کیا یہ اس کا تم پر بہت بڑا احسان ہے لہٰذا ایسے منعم ومعطی پر ایمان لاؤ اور اطاعت وعبادت کر کے انعام واحسان کی شکر گزاری کرو۔

حضرت ہود علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ قوم سے علیحدہ تنہائی میں عبادت کیا کرتے اور جب آپ کے پاس وحی آتی تو قوم میں آ کر سنا دیتے۔

تفسیر از نسفی (ترجمہ)

اور عاد کی طرف یعنی ہم نے بھیجا عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو یہ عطف بیان ہے برادری پر۔ حضرت ہود علیہ

www.waseemziyai.com

السلام شالخ کے بیٹے تھے اور وہ ارفخشد کے اور وہ سام کے اور وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں خوف نہیں تو بولے اس قوم کے وہ سردار کو جو کافر تھے یہاں قوم کے ان سرداروں کا ذکر کیا جو کافر تھے۔ علاوہ قوم نوح علیہ السلام کے ان کی قوم کے تمام سردار کافر تھے اور ان میں ایمان لائے ہوئے بھی تھے جیسے مرشد بن سعد سرداروں میں سے تھا یہ ایمان لایا اس نے صفات الٰہی میں کچھ اپنی طرف سے تفریق کی تھی۔

بے شک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں یعنی آپ کو صفت حلم اور سفاہت عقل میں دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے آپ اپنی قوم کا دین چھوڑ کر دوسری طرف جا رہے ہیں اور ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں اپنے دعویٰ رسالت میں۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے واسطہ نہیں لیکن میں رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں تمہارے رب کا پیام دیتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں جس کی وجہ سے میں تمہیں بلاتا ہوں امانتدار ہوں جو تمہیں کہتا ہوں۔

اور یہاں جو فرمایا کہ میں تمہارا خیر خواہ امانتدار ہوں یہ ان کے اس لفظ کا جواب تھا جو انہوں نے کہا تھا وَ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ تو چونکہ ان سفہاء نے سفیہ کاذب کہا تھا تو آپ نے غایت حلم سے مہذب جواب دیا انہوں نے آپ کی طرف انتساب ضلالت کیا آپ کی شان میں سفیہ کا لفظ بولا آپ نے اس گستاخی پر چشم پوشی فرما کر نہایت حلیمانہ طرز میں فرمایا مجھ سے اور سفاہت سے کیا واسطہ میں تو اللہ کا رسول ہوں اور تمہارے لئے امانتدار اور خیر خواہ تمہیں تمہارے رب کے پیام پہنچاتا ہوں۔

اس میں یہ تعلیم دی گئی کہ جاہل لوگوں کے ساتھ کیونکر مخاطبہ کرنا چاہئے اور ان ذلیل خیالوں کو اس ذلت سے اپنی طرف کیسے کھینچنا چاہئے۔ آگے ارشاد ہے اور کیا تمہیں تعجب ہوا اس سے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں سے ایک مرد کے ذریعہ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب تمہیں جانشین بنایا قوم نوح کا یعنی ان کے مکان ان کی زمین پر تمہیں متمکن کیا۔ اور تمہارے بدنوں کو تخلیق میں عریض و طویل بنایا۔ چنانچہ قوم عاد میں کم سے کم ۶۰ گز شرعی اور بڑے سے بڑا قد سو گز ہوتا تھا۔ ذراع شرعی تقریباً بارہ گرہ کا ہوتا ہے تو کم سے کم قد ۴۵ پینتالیس گز ہوا اور زیادہ سے زیادہ ۷۵ گز ہوتا تھا۔ تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں کہ قوم نوح کا جانشین بنایا۔ اور تمہارے اجسام موٹے تازے کئے اور اس کے علاوہ اور نعمتوں سے بھی نوازا تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲ ع

بولے کیا تم ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو فرمایا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا کہ مجھ سے ان چند ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ دیئے اور اللہ نے اس کے لئے کوئی سند نہ اتاری تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں تو بولے ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

خلاصہ تفسیر

حضرت ہود علیہ السلام نے جب انہیں ہدایت فرمائی اور خدا عزوجل کا حکم سنایا تو بولے آپ ہمارے پاس کیا اسی لئے آئے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں اور آپ کے بتائے ہوئے خدا کو پوجیں تو اس کے لئے ہم آمادہ نہیں اور آپ کا کہانہ ماننے پر آپ عذاب سے ہمیں ڈراتے ہیں۔ لہٰذا لائیں وہ عذاب تا کہ ہم آپ کی سچائی دیکھ لیں تو حضرت ہود علیہ السلام نے جواب میں ذرا سختی اختیار فرماتے ہوئے انہیں کہا کہ جب تم اتنے سرکش وسخت ہو تو یقیناً تم پر عذاب واجب ہو گیا اب تم ان فرضی معبودوں کو پوجتے رہو جس کے نام تم نے گھڑ لئے ہیں ان کی صداقت میں تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی سند نہیں لہٰذا اب اس عذاب کے منتظر رہو اور میں بھی اس وقت کا منتظر ہوں۔

قوم عاد یمن کے ایک حصہ احقاف میں آباد تھی یہ علاقہ بڑا وسیع تھا۔ عمان سے حضر موت تک پھیلا ہوا تھا اسے رمل عالج اور دہقان بھی کہتے تھے یہ لوگ بہت مالدار اور طاقتور اور سرکش تھے جب ان کی سرکشی بڑھ گئی تو حضرت ہود علیہ السلام نے عذاب کی دعا مانگی امساک باراں کا عذاب آ گیا۔

تو جب عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا جو حضرت ہود پر ایمان لائے تھے اور جھٹلانے والوں کی جڑیں اکھاڑ دیں۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ قوم عاد احقاف میں آباد تھی۔ یہ مقام عمان اور حضر موت کے درمیان یمن کا ایک ریگستان ہے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی اور فسق و فجور سے زمین بھر دی۔ دنیا کی قوموں کو اپنی جفا کاری اور زور وقوت سے پامال کر ڈالا یہ لوگ تمام کے تمام بت پرست تھے ان کے بت کا نام صدا تھا اور ایک کا صمود اور ایک بت ہبا تھا۔ ان کی پرستش کے مقابلہ میں حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی اور انہیں اس کا زعم تھا کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے۔

چند آدمی ان میں ایسے بھی تھے جو آپ پر ایمان لائے مگر چونکہ وہ گنتی کے تھے اس وجہ میں وہ ایمان چھپائے رہے ان میں سے ایک مرثد بن سعد تھے۔ جب قوم نے سرکشی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب وتوہین میں حد سے بڑھ گئے اور زمین فسادات سے پر کر دی۔ مضبوط عمارتیں اور بڑے بڑے محل تعمیر کئے گویا انہوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ ہمیں ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلا عذاب یوں رونما ہوا کہ امساک باراں ہوا جس سے وہ تنگ ہوئے۔

ان میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی مصیبت آتی تو کچھ لوگ بیت اللہ حاضر ہوتے اور بارگاہ رحمت میں دعا کرتے۔ چنانچہ انہوں نے ایک وفد ترتیب دیا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اس وفد میں قیل بن عنز اور نعیم بن ہزال اور مرثد بن سعد تھے یہ وہی لوگ تھے جو حضرت ہود علیہ السلام پر خفیہ ایمان لائے ہوئے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ کے اندر عمالیق آباد تھے اور ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا۔ اس کا ننہال قوم عاد میں تھا چونکہ یہ وفد اس کے ننہال میں تھا اس نے ان کا احترام کیا اور میزبانی میں نہایت پرتکلف انتظام کیا یہ لوگ وہاں مقیم ہوئے شراب نوشی میں لونڈیوں کے ناچ رنگ دیکھتے رہے ایک مہینہ اسی رنگ رلی میں گزر گیا اور وفد یہ بھی بھول گیا کہ ہم یہاں کس مصیبت کے لئے آئے تھے۔ اور قوم کو وہاں کس مصیبت میں چھوڑ کر آئے ہیں۔

معاویہ بن بکر خود انہیں یاد دلانا یوں پسند نہیں کرتا تھا کہ کہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ اسے ہمارا قیام اب بار ہے آخر اس نے یہ تجویز کی کہ باندیوں کو ایسے اشعار دے دیئے جن میں قوم عاد کی مصیبت کا ذکر تھا۔ غرض کہ جب باندیوں نے وہ نظم گائی تو ان

www.waseemziyai.com

لوگوں کو یاد آیا کہ ہم تو یہاں قوم کی مصیبت پر فریاد کرنے کے لئے آئے تھے۔ مختصر یہ کہ وہ اس خیال کے آتے ہی بیت اللہ میں جا کر دعا کرنے کو روانہ ہوئے۔ تو مرثد نے انہیں کہا قسم بخدا تمہاری دعا سے اس وقت تک پانی برسنا ممکن نہیں جب تک تم اپنے نبی کی پیروی نہ کرو۔

یہ پہلی بار تھی کہ مرثد نے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان کا اظہار کیا۔ یہ سنتے ہی ان کے ساتھیوں نے مرثد کو چھوڑ دیا اور اسے تنہا چھوڑ کر خود بیت اللہ عزوجل گئے اور دعا کرنے لگے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تین ابر بھیجے ایک سفید ایک سرخ اور ایک سیاہ پھر آسمان سے ندا آئی کہ اے قیل اپنے اور اپنی قوم کے لئے تینوں ابروں میں سے ایک ابر اختیار کر لے اس نے سیاہ ابر اختیار کیا اور سیاہ ابر اس امید پر اختیار کیا کہ اس میں بہت پانی ہوگا۔

چنانچہ یہ ابر قوم عاد کی طرف چلا جب قوم نے وہ سیاہ بادل دیکھا تو وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے جس کا تذکرہ پ ۲۶ رکوع ۳ میں ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ۔

تو جب انہوں نے دیکھا بادل۔ بادل آسمان کے کناروں سے پھیلا ہوا ان کی وادیوں میں بولے یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ بلکہ وہ وہی تھا جس کی تم جلدی کر رہے اور کہہ رہے تھے۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۷۰﴾ یعنی تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم سچے ہو۔ تو اس کالے بادل سے بجائے پانی برسنے کے ایک آندھی آئی جس میں دردناک عذاب تھا تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا تباہ کر دیا ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ۔ تو صبح کی ایسے حال میں کہ نہ نظر آیا کچھ سوا خالی مکانوں کے۔ چنانچہ اس سے ایک شدید آندھی چلی کہ اونٹوں اور آدمیوں کو اڑا اڑا کر کہیں سے کہیں پھینک دیا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ سہم سہم کر گھروں میں پناہ گزین ہوئے اور دروازے بند کر لئے لیکن ہوا کی تیزی سے دروازے اکھڑ گئے اور وہ اندر کے اندر ہی تباہ ہو گئے۔ پھر قدرت الٰہی عزوجل سے سیاہ پرندے ایسے آئے جنہوں نے ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں۔

حضرت ہود علیہ السلام ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو ایمان لا چکے تھے عاد کی آبادی سے علیحدہ ہو گئے اور سلامت رہے۔ پھر آپ ایمان والوں کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور آخر عمر تک یہیں رہے اور انتقال فرمایا۔

نوٹ: قوم عمالیق۔ عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾

اور بھیجا ہم نے طرف ثمود کی ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو کہا اس نے اے میری قوم عبادت کرو۔ اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوا اس کے بے شک آئی تمہارے پاس دلیل رب تمہارے سے یہ ہے اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشان تو چھوڑ دو اس کو کھائے اللہ کی

MARKAZI ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زمین میں اور نہ چھونا اس کو برے ارادے سے تو پکڑ لے گا تم کو عذاب دردناک ۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾

اور یاد کرو جب اس نے بنایا تم کو جانشین عاد کی قوم کے بعد اور تمہیں جگہ دی زمین میں کہ تم بناتے ہو نرم زمین میں بڑے بڑے محل اور کھودتے ہو تم پہاڑوں کو گھر بنانے کے لئے سو یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے ۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

تو کہا ان سرداروں نے جو متکبر تھے اس کی قوم سے ان لوگوں کو جو کمزور تھے ان کو جو ایمان لائے ان میں سے کیا تم سمجھتے ہو کہ بے شک صالح بھیجا گیا ہے اپنے رب کی طرف سے انہوں نے کہا ہم تو جو وہ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لانے والے ہیں ۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

تو متکبروں نے کہا کہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں ۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾

تو انہوں نے کونچیں کاٹ دیں اونٹنی کی اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا کہ اے صالح لے آ ہمارے پاس تو جو ہمیں وعدہ دیتا ہے اگر ہے تو پیغمبروں سے ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

تو ان کو زلزلے نے پکڑ لیا تو وہ رہ گئے وہ اپنے گھروں میں زانو کے بل گرے ہوئے ۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم میں نے تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے ۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

اور بھیجا ہم نے لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم آتے ہو بے حیائی کو جو نہ پہلے گزرا تم سے ایسا کوئی بھی جہان والوں سے ۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

بے شک تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کے لئے عورتوں کے سوا بلکہ تم قوم ہو حد سے گزرنے والی ۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

اور نہ تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہ کہ کہا انہوں نے نکالو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۸۲
ان کو اپنی بستی سے بے شک وہ پاک لوگ ہیں۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝۸۳
تو ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کو وہ بھی پیچھے رہنے والوں میں تھی۔

وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ۝۸۴ ع
اور بارش برسائی ہم نے ان پر بری بارش تو دیکھ کیسا ہوا انجام مجرموں کا

حل لغات رکوع دہم۔سورۃ اعراف۔پ ۸

وَ۔اور	اِلٰی۔طرف	ثَمُوْدَ۔ثمود کی	اَخَا۔بھائی
هُمْ۔ان کے	صٰلِحًا۔صالح کو	قَالَ۔کہا	یٰٓاَ۔اے
قَوْمِ۔میری قوم	اعْبُدُوا۔عبادت کرو	اللّٰهَ۔اللہ کی	مَا۔نہیں
لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْ۔کوئی	اِلٰهٍ۔معبود	غَیْرُ۔سوا
هٗ۔اس کے	قَدْ۔بے شک	جَآءَتْكُمْ۔آئی تمہارے پاس	بَیِّنَةٌ۔دلیل
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے		هٰذِهٖ۔یہ	نَاقَةُ۔اونٹنی ہے
اللّٰهِ۔اللہ کی	لَكُمْ۔تمہارے لئے	اٰیَةً۔نشان	فَذَرُوْ۔تو چھوڑ دو
هَا۔اس کو کہ	تَاْكُلْ۔کھائے	فِیْٓ۔بیچ	اَرْضِ۔زمین
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَمَسُّوْ۔ہاتھ لگانا
هَا۔اس کو	بِسُوْٓءٍ۔برے ارادے سے	فَیَاْخُذَ۔تو پکڑ لے گا	كُمْ۔تم کو
عَذَابٌ۔عذاب	اَلِیْمٌ۔دردناک	وَ۔اور	اذْكُرُوْٓا۔یاد کرو
اِذْ۔جب	جَعَلَكُمْ۔بنایا تم کو	خُلَفَآءَ۔جانشین	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
عَادٍ۔قوم عاد کے	وَّ۔اور	بَوَّاَ۔جگہ دی	كُمْ۔تم کو
فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	تَتَّخِذُوْنَ۔بناتے ہو	مِنْ سُهُوْلِهَا۔اس کی نرم
زمین سے	قُصُوْرًا۔محل	وَّ۔اور	تَنْحِتُوْنَ۔کھودتے ہو
الْجِبَالَ۔پہاڑوں کو	بُیُوْتًا۔گھر بنانے کے لئے	فَاذْكُرُوْٓا۔تو یاد کرو	اٰلَآءَ۔احسان
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَعْثَوْا۔پھرو
فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	مُفْسِدِیْنَ۔فساد کرتے	قَالَ۔کہا
الْمَلَاُ۔سرداروں نے	الَّذِیْنَ۔جو	اسْتَكْبَرُوْا۔متکبر تھے	مِنْ قَوْمِهٖ۔اس کی قوم سے
لِلَّذِیْنَ۔ان سے جو	اسْتُضْعِفُوْا۔کمزور تھے	لِمَنْ۔جو	اٰمَنَ۔ایمان لائے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنۡهُمۡ۔ان میں سے	اَ۔کیا	تَعۡلَمُوۡنَ۔تم جانتے ہو	اَنَّ۔کہ بے شک
صٰلِحًا۔صالح	مُّرۡسَلٌ۔بھیجا گیا ہے	مِّنۡ رَّبِّهٖ۔اپنے رب سے	قَالُوۡۤا۔بولے
اِنَّا۔بے شک ہم	بِمَاۤ۔اس پر جو	اُرۡسِلَ۔بھیجا گیا ہے	بِهٖ۔اس کے ساتھ
مُؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لائے ہیں	قَالَ۔کہا	الَّذِيۡنَ۔انہوں نے جو	اسۡتَكۡبَرُوۡۤا۔متکبر تھے
اِنَّا۔بے شک ہم	بِالَّذِيۡۤ۔اس پر جو	اٰمَنۡتُمۡ۔ایمان لائے تم	بِهٖ۔اس کا
كٰفِرُوۡنَ۔انکار کرنے والوں میں منکر ہیں		فَعَقَرُوا۔تو کونچیں کاٹیں انہوں نے	
النَّاقَةَ۔اونٹنی کی	وَ۔اور	عَتَوۡا۔سرکشی کی	عَنۡ اَمۡرِ۔حکم
رَبِّهِمۡ۔رب اپنے کی	وَ۔اور	قَالُوۡا۔بولے	يٰۤاَ۔اے
يٰصٰلِحُ۔صالح	ائۡتِنَا۔لے آ	بِمَا۔جو	تَعِدُ۔وعدہ دیتا ہے
نَاۤ۔ہم کو	اِنۡ۔اگر	كُنۡتَ۔ہے تو	مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ۔سچا
فَاَخَذَتۡهُمُ۔تو پکڑا ان کو	الرَّجۡفَةُ۔زلزلے	فَاَصۡبَحُوۡا۔تو ہو گئے	فِيۡ۔بیچ
دَارِ۔گھروں	هِمۡ۔اپنے کے	جٰثِمِيۡنَ۔زانوں کے بل گرے	فَتَوَلّٰى۔تو منہ پھیرا
عَنۡهُمۡ۔ان سے	وَ۔اور	قَالَ۔کہا	يٰۤاَ۔اے
قَوۡمِ۔قوم	لَقَدۡ۔بے شک	اَبۡلَغۡتُكُمۡ۔پہنچائے میں نے تم کو	
رِسَالَةَ۔پیغام	رَبِّيۡ۔اپنے رب کے	وَ۔اور	نَصَحۡتُ۔خیر خواہی کی
لَكُمۡ۔تمہاری	وَ۔اور	لٰكِنۡ۔لیکن	لَّا۔نہیں
تُحِبُّوۡنَ۔پسند کرتے تم	النّٰصِحِيۡنَ۔خیر خواہوں کو	وَ۔اور	لُوۡطًا۔لوط کو
اِذۡ۔جب	قَالَ۔کہا اس نے	لِقَوۡمِهٖۤ۔اپنی قوم سے	اَ۔کیا
تَاۡتُوۡنَ۔آتے ہو تم	الۡفَاحِشَةَ۔بے حیائی کو	مَا۔نہیں	سَبَقَكُمۡ۔پہلے گزرا تم سے
بِهَا۔ایسا	مِنۡ اَحَدٍ۔کوئی بھی	مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ۔جہان والوں سے	
اِنَّكُمۡ۔بے شک تم	لَتَاۡتُوۡنَ۔آتے ہو	الرِّجَالَ۔مردوں کے پاس	شَهۡوَةً۔شہوت کے لئے
مِّنۡ دُوۡنِ۔سوائے	النِّسَآءِ۔عورتوں کے	بَلۡ۔بلکہ	اَنۡتُمۡ۔تم
قَوۡمٌ۔قوم ہو	مُّسۡرِفُوۡنَ۔حد سے گزرنے والے		وَ۔اور
مَا۔نہیں	كَانَ۔تھا	جَوَابَ۔جواب	قَوۡمِهٖۤ۔اس کی قوم کا
اِلَّاۤ۔مگر	اَنۡ۔یہ کہ	قَالُوۡۤا۔کہا انہوں نے	اَخۡرِجُوۡ۔نکالو
هُمۡ۔ان کو	مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ۔اپنی بستی سے	اِنَّهُمۡ۔بے شک وہ	اُنَاسٌ۔لوگ ہیں
يَّتَطَهَّرُوۡنَ۔نیک پاک	فَاَنۡجَيۡنٰهُ۔تو نجات دی ہم نے اس کو		وَ۔اور
اَهۡلَهٗۤ۔اس کے گھر والوں کو	اِلَّا۔مگر	امۡرَاَتَهٗ۔اس کی بیوی	كَانَتۡ۔تھی وہ

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۔ پیچھے رہنے والوں سے　　وَ۔ اور　　اَمْطَرْنَا۔ بارش برسائی ہم نے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر　　مَّطَرًا۔ ایک بارش　　فَانْظُرْ۔ تو دیکھ　　كَيْفَ۔ کیسا ہوا
كَانَ۔ ہوا　　عَاقِبَةُ۔ انجام　　الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کا

مختصر تفسیر رکوع دہم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۸

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس آئی تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے تکلیف دینے کے ارادہ سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تم پر دردناک عذاب آ جائے گا۔ اور یاد کرو جب کہ تم کو جانشین کیا قوم عاد کا ان کے بعد اور جگہ دی تمہیں ملک میں کہ لوتم اس کی نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو تم پہاڑوں میں مکان تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے بولے سرداران کے متکبر تھے قوم میں کمزور مسلمانوں سے۔ کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں۔ بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر

اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ قوم ثمود حجاز وشام کے مابین سرزمین حجر میں آباد تھی۔ اس قوم کو ثمود اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا کے بڑے کا نام ثمود تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ثمود کے معنی پانی کم ہونے کے ہیں اور جہاں یہ قوم آباد تھی۔ وہاں پانی بہت کم تھا گویا وہ ثمد کی تھی اس وجہ سے اس قوم کو ہی ثمود کہنے لگ گئے۔ ان کے پیغمبر ان کی برادری سے حضرت صالح علیہ السلام تھے اسے عاد ثانی کہتے ہیں۔ عاد اولی کا تو حال اس سے پہلے رکوع میں گزر چکا۔ آپ نے فرمایا اے قوم اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اس واقعہ کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں کہ جب عاد کی ہلاکت ہو چکی اور ان کی جگہ قوم ثمود قائم ہوئی۔ اس قوم کو مورخین نے عاد ثانی کہا ہے۔ یہ زمین پر محل تعمیر کرتی اور پہاڑ کھود کر ان میں رہنے کے مقام علیحدہ بناتی۔

یہ قوم بھی بت پرست تھی۔ یہ عرب تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جوانی کی عمر سے ادھیڑ عمر تک انہیں ہدایت فرمائی۔ مگر چند کمزور غرباء کے سوا کسی نے آپ کی پیروی نہ کی۔

تو قوم نے آپ سے کہا کہ کوئی خاص نشانی ہمیں دکھائیں تاکہ ہم آپ کی نبوت کی تصدیق کریں آپ نے فرمایا۔ ایة ایة تریدون۔ تم کیا نشانی چاہتے ہو۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

انہوں نے کہا ہماری عید ہے اس میں آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ یہ اس عید کے میلہ میں بتوں کی نمائش کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا وہاں چل کر آپ اپنے رب سے وہ مانگیں جو ہم کہیں اور ہم اپنے بتوں سے مانگیں گے۔ اس وقت اگر آپ کے رب نے سن لی تو ہم آپ کا اتباع کرلیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اقرار فرمایا اور ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے اپنے بتوں کو پکارا اور حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے گمان میں ایسا ایسا سوال کیا جو پورا ہی نہ ہو۔

چنانچہ قوم کا سردار جندع بن عمرو بن حراش بولا اَخْرِجْ لَنَا مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ صَخْرَةً مُنْفَرِدَةً نَاحِيَةَ الْحَجَرِ يُقَالُ لَهَا الْكَاثِبَةُ نَاقَةً۔ ہمارے لئے اس پہاڑ کی چٹان سے جو مقام حجر کے کنارے ہے جسے کاثبہ کہتے ہیں ایک ناقہ نکال دیجئے یعنی جو بختی اونٹنی گابھن ہو اور وہ ہمارے دیکھتے دیکھتے بچہ دے اگر آپ نے ایسا کر دکھایا تو ہم آپ کی تصدیق کر کے ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دوگانہ نفل ادا فرمایا اور دعا کی کہ اتنے میں اونٹنی کی آواز آنے لگی اور اونٹنی چٹان سے ظاہر ہوئی اور فوراً بچہ دے دیا اور یہ سب حال قوم ثمود والے دیکھ رہے تھے۔ یہ اعجاز دیکھتے ہی جندع بن عمرو بن حراش فوراً ایمان لے آیا اور اس کے ساتھ قوم اکثر ایمان لے آئی اور اشراف قوم کے لوگوں نے بھی ایمان لانے کا ارادہ کیا مگر ذواب بن عمرو بن لبید اور حباب بڑا بت خانہ والا اور رباب صغران کا کاہن مانع ہوا۔ (روح المعانی)

چنانچہ اس کا تذکرہ ستائیسویں پارہ نویں رکوع کے اندر اس طرح فرمایا گیا اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کے امتحان کو۔ یعنی جو آپ کی قوم نے ناقہ کا مطالبہ پتھر کی چٹان سے کیا ہے ہم اسی چٹان سے وہ ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کے امتحان کو کہ وہ اس کے بعد کیا کرتے ہیں فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ تو اے صالح تو انتظار کر اور ان کی ایذا پر صبر کر وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ اور انہیں تنبیہ کر کہ اب پانی ان میں حصوں سے ہے یعنی ایک دن ناقہ کا اور ایک دن ان کا كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے یعنی جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر ہو فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ تو انہوں نے اپنے ساتھی قدار بن سالف کو ناقہ کے قتل کے لئے بلایا تو اس نے تیز تلوار سے اسے قتل کر ڈالا۔ یعنی اس کی کونچیں کاٹ دیں فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانے کے فرمان کا ظہور جو نزول عذاب سے پہلے انہیں کہہ دیا گیا تھا اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ بے شک ہم نے بھیجا ان پر عذاب ایک چنگھاڑ میں یعنی فرشتے کی ہولناک آواز تو ہو گئے وہ جیسے گھیرا بنانے والے کی بچھی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی یعنی جیسے چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے باڑ کانٹوں کی جمع کر کے ایک باڑھ بنا لیتے ہیں اور اس میں سے کچھ باڑ بچ رہ جاتی ہے جو جانوروں کے پاؤں میں رندھ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ یہ حالت ان کی ہوگئی ان کی تکذیب کی سزا میں۔ (معالم۔ خازن)

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے فرمایا یہ ناقۃ اللہ ہے اب ایک دن اس کے کھانے پینے کا ہے اور ایک تمہارے اور تمہارے مویشیوں کا ہے كَمَا قَالَ تَعَالٰى لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾۔ چنانچہ جو دن ناقہ کا ہوتا اس دن ناقہ زمین کے غار سے منہ نکالتا اور ایک کنواں جو حجر میں تھا جسے آج بھی بیر ناقہ کہتے ہیں اس میں منہ ڈال کر پانی پی لیتا اور

جنگل کے درختوں سے چر لیتا۔ تو وہ اس کنویں سے اس وقت تک منہ نہ نکالتا جب تک سارا پانی نہ پی لیتا۔ پھر اس کا دودھ اتنا ہوتا تھا کہ ساری قوم اسے پیتی اور جمع کر رکھتی۔ اور گرمیوں میں وہ ناقہ جنگل میں باہر بھی آ جاتا تو تمام مویشی چمک چمک کر بھاگ جاتے۔ مختصر یہ کہ اس سے قوم گھبرائی کہ یہ ناقہ کیا ہے ہمارے لئے ایک بلا ہے تو انہوں نے حکم الٰہی عزوجل کی نافرمانی کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔

قوم ثمود میں دو لڑکیاں تھیں ایک عنیزہ بنت غنم بن مجلز اس کی کنیت ام غنم تھی یہ ذواب بن عمرو کی بیوی تھی۔ اس کی عمر گزر چکی تھی اور بڑھیا ہوگئی تھی اس سے دو لڑکیاں نہایت حسینہ جمیلہ مالدار تھیں جن کے پاس اونٹ گائے بکریاں کافی تھیں۔

اور دوسری صدوق بنت مختار بلا کی حسینہ جمیلہ مالدار تھی اس کے پاس بھی کافی مویشی تھے۔ اور یہ حضرت صالح علیہ السلام کی عداوت میں اشد الناس تھی اور یہ دونوں ناقہ صالح کے عقر کی خواہاں تھیں۔ یعنی اس کی کونچیں کاٹنے کی آرزومند تھی۔

چنانچہ صدوق نے ایک شخص کو بلایا جس کا نام حباب تھا۔

اور اسے اپنے ساتھ مواصلت کا لالچ دیا اور معاوضہ عقر ناقہ صالح بتایا۔ اس نے تو انکار کر دیا پھر اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلایا اس کا نام مصدع بن مہرج تھا اور اسے بھی اس بے حیائی کا لالچ دیا اس نے اقرار کر لیا۔

ادھر عنیزہ ام غنم نے قدار بن سالف کو بلایا یہ جوان سرخ و سپید تھا اور پستہ قد۔ فتنہ پرور اس کے متعلق حرامزادہ ہونے کا لوگوں کو گمان تھا۔

اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ عنیزہ ام غنم نے اسے لالچ دیا کہ اگر تو ناقہ صالح کی کونچیں کاٹ دے تو میں اپنی دونوں لڑکیوں سے جسے تو پسند کرے تجھے دوں گی۔ یہ اس پر راضی ہو گیا اور اپنے ساتھ سات آدمی اور بھی ملا لئے اور یہ تسعۃ رہط پورے ہوئے غرضیکہ یہ اس ناقہ صالح علیہ السلام کی تاک میں رہے۔

مختصر یہ کہ اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور ذبح کر ڈالا اس کا گوشت قوم میں تقسیم کیا۔

ناقہ صالح علیہ السلام پر کس طرح حملہ کیا گیا اس کی تفصیل بھی روح المعانی میں ہے۔ بخوف طوالت لکھی نہ گئی مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِي رُوحِ الْمَعَانِي تحت آیت وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۷۹۔

اس کے بعد قدار اس خوف سے بھاگا کہ کہیں اس پر کوئی مصیبت نہ آ جائے حتیٰ کہ بھاگتا بھاگتا اس پہاڑ تک آیا جسے جبل تارہ کہتے تھے یہ تین آدمی وہاں پہنچے اور حضرت صالح علیہ السلام وہاں تھے آپ نے فرمایا اَدْرِكُوا الْفَصِيْلَ عَسٰى اَنْ يَدْفَعَ عَنْكُمُ الْعَذَابُ جلدی سے اونٹنی کے بچہ کو پکڑ لو شاید تم سے عذاب دفع ہو جائے۔

ناقہ کا بچہ جو تھا اس نے تین آوازیں لگائیں اور اس غار میں جہاں وہ رہا کرتا تھا غائب ہو گیا منکرین میں سے اس کے تعاقب میں چلے لیکن اسے نہ پایا۔

اس کے بعد صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ ناقہ کے بچہ کی تین آوازوں میں تین وقت ہیں تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝۶۵۔ اپنے گھروں میں تین دن اور رہ لو یہ اللہ کا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نو آدمیوں میں سے چار اس نتاج ناقہ کے تعاقب میں رہے آخر اس پر تیر چھوڑے جو اس کے دل پر لگے پھر اسے غار میں سے گھسیٹ کر نکال لیا اور اس کا گوشت بھی اس کی ماں کے گوشت میں ملا دیا پھر صالح

www.waseemziyai.com

علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنْتَهَيْتُمْ حُرْمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَابْشِرُوا بِعَذَابِهٖ وَ نَقَمِهٖ وَ كَانُوا يَسْتَهْزِؤُنَ بِهٖ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ وَمَا اٰيَتُهٗ فَقَالَ تُصْبِحُوْنَ غَدًا وَ كَانَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَ وُجُوْهُكُمْ مُصْفِرَةٌ وَ بَعْدَ غُدُوٍ وُجُوْهُكُمْ مُحْمَرَةٌ وَالْيَوْمُ الثَّالِثُ وَ وُجُوْهُكُمْ مُسْوَدَّةٌ ثُمَّ يُصْبِحُكُمُ الْعَذَابُ فَهُمْ اُولٰئِكَ الرَّهْطُ بِقَتْلِهٖ۔

تم نے حرمت اللہ کی اہانت کی لہٰذا عذاب الٰہی اور غضب قہار کی تمہیں بشارت ہو قوم یہ سن کر استہزاء کرتے ہوئے بولی وہ عذاب کب آئے گا۔ اور اس کی علامتیں کیا ہوں گی۔

آپ نے فرمایا اب تم صبح اس حال میں کرو گے کہ تمہارے چہرے زرد ہوں گے۔ یہ صبح جمعرات کے دن ہوگی۔ پھر جمعہ کے روز تمہارے چہرے سرخ ہوں گے اور ہفتہ کے دن تمہارے منہ کالے ہو جائیں گے۔ اور پھر تم پر عذاب آئے گا۔

یہ سن کر سب بگڑ گئے اور آپ کے قتل کے لئے آمادہ ہوئے۔

رات میں سب جمع ہو کر آپ کی قیام گاہ پر آئے مگر ملائکہ نے ان پر پتھر برسا کر انہیں ناکام کر دیا۔

پھر تھوڑا دم لے کر دوبارہ منزل صالح علیہ السلام پر آئے اور آپ سے کہنے لگے تم نے ہمیں ہلاک کرنا چاہا تھا۔

غرضیکہ آخرکار انہوں نے علامات عذاب صبح ہوتے ہی دیکھیں حضرت صالح علیہ السلام وہاں سے ثمود کے ایک محلّہ میں تشریف لے آئے۔ یہ قبیلہ بنوغنم کہلاتا تھا آپ ان کے سردار نفیل المکنی بابی ہدب کے یہاں ٹھہرے۔

منکرین یہاں تعاقب میں آئے اور نفیل سے کہا کہ صالح کو ہمارے سپرد کر دے اس نے کہا لَيْسَ لَكُمْ اِلَيْهِ سَبِيْلٌ۔ تم حضرت صالح کی راہ نہیں پا سکتے آخر وہ واپس ہو گئے انجام یہ ہوا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

اور حضرت صالح علیہ السلام اپنے متبعین کو لے کر ملک شام روانہ ہو گئے اور رملہ فلسطین میں ٹھہرے۔

مختصر یہ کہ تین دنوں میں تینوں علامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔

جمعرات کے دن چہرے زرد ہوئے۔ جمعہ کے دن سرخ ہوئے ہفتہ کے دن منہ کالے ہو گئے مگر اس پر بھی انہیں توبہ کی طرف خیال نہ آیا۔ آخر چوتھے دن آسمان سے ایک چنگھاڑ آئی جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔

مگر ایک لڑکی جس کا نام ذریعہ بنت سلف تھا بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

یہ لڑکی شدید کافرہ تھی اور حضرت صالح علیہ السلام سے سخت عداوت رکھتی تھی اس نے تمام عذاب۔ تمام نقشہ عذاب کا دیکھا اور جلدی سے بھاگ کر وادی قریٰ میں آئی یہاں کے لوگوں کو اس رجفہ اور صیحہ کی خبر دی اور پانی مانگا۔

جب اسے پانی دیا تو پانی پیتے ہی ہلاک ہوگئی۔

ان میں ایک شخص ابورغال کہلاتا تھا یہ بھی اس عذاب سے بچا مگر آخرکار مر گیا۔ اس کے پاس سونے کی ایک خوبصورت چھڑی تھی۔ جب اسے دفن کیا تو وہ چھڑی بھی اس کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

وَرَوٰى اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّبِقَبْرِهٖ فَاخْبَرَ بِخَبْرِهٖ فَابْتَدَرَهُ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِاَسْيَافِهِمْ وَ اسْتَخْرَجُوا ذَالِكَ الْغُصْنَ۔

مروی ہے کہ حضور ﷺ اس کی قبر کے پاس سے جب گزرے تو حضور ﷺ نے صحابہ علیہم الرضوان کو اس چھڑی

کی خبردی۔ چنانچہ صحابہ کرام تلواروں سے مسلح اس کی قبر پر گئے اور کھودا تو وہ طلائی چھڑی ملی۔ چنانچہ صحابہ نے وہ نکال لی۔

وَرَوٰی اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فِي مِائَةٍ وَ عِشْرِيْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ هُوَ يَبْكِي فَالْتَفَتَ فَرَاٰى الدُّخَانَ سَاطِعًا فَعَلِمَ اَنَّهُمْ قَدم هَلَكُوا وَ كَانُوا اَلْفًا وَّ خَمْسَ مِائَةٍ دَارٍ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو بیس مسلمانوں میں گزرے جو رو رہے تھے ان کی طرف جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فرمایا تو ایک دھواں چمکتا ہوا ملاحظہ میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ یہ ہلاک شدہ لوگ ہیں اور اس آبادی میں ڈیڑھ ہزار گھر تباہ شدہ تھے۔

اس کے متعلق ایک روایت ہے کہ جو لوگ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے ہوئے تھے وہ واپس آکر مقام حجر میں دوبارہ آباد ہو گئے تھے۔ ان سے حضور علیہ السلام کو وہ لوگ ملے تھے۔

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ عَنْ وَهْبٍ قَالَ اَنَّ صَالِحاً لَمَّا نَجَا هُوَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ قَالَ يَا قَوْمِ اَنَّ هٰذِهٖ دَارٌ قَدْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ عَلٰى اَهْلِهَا فَاظْعَنُوا وَالْحَقُوا بِحَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَمْنِهٖ فَاَهَلُّوا مِنْ سَاعَتِهِمْ بِالْحَجِّ وَانْطَلَقُوا حَتّٰى وَرَدُوا مَكَّةَ فَلَمْ يَزَالُوا بِهَا حَتّٰى مَاتُوا فَتِلْكَ قُبُوْرُهُمْ فِي غَرْبِيِ الْكَعْبَةِ۔

ابوالشیخ نے حضرت وہب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا جب صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے نجات پائی تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اے میری قوم یہ وہ گھر ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور ان کے رہنے والوں پر بھی تو تم یہاں سے کوچ کرو اور اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے امن میں چل بسو تو انہوں نے اس وقت حج کا تلبیہ کہا اور چل پڑے یہاں تک کہ وہ مکہ میں آئے پھر یہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ وہ مر گئے اور خانہ کعبہ کی مغربی جانب ان کی قبریں ہیں۔

وَرَوٰى اِبْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَا يَدْخُلَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمُ الْقَرْيَةَ وَ لَا تَشْرَبُوا مِنْ مَائِهَا وَلَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ اَصَابَهُمْ۔

ابن زبیر جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قریہ حجر میں تم سے کوئی داخل نہ ہو نہ یہاں کا پانی پئے ان معذبین کے گھروں کھنڈروں میں کوئی نہ جائے مگر جو جائے وہ روتا ہوا خوفزدہ جائے کہ کہیں ان پر وہ عذاب قوم ثمود کی طرح نہ آجائے۔

اب تفسیر نسفی سے ملاحظہ فرمائیں (ترجمہ)

اور ثمود کی طرف اور بھیجا ہم نے ثمود کی طرف یہ بتاویل جماعت فرمایا یا باعتبار اصل کے اس لئے کہ قوم ثمود کے جداعلیٰ کا نام ثمود تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ثمود کو ثمود پانی کم ہونے کی وجہ سے کہتے تھے۔ یہ ثمد سے ہے اور ثمد قلت آب کو کہتے ہیں۔

اور اس قوم کی رہائش حجر میں تھی۔ حجر حجاز وشام کے مابین ہے اور ان کی برادری سے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس روشن دلیل آئی ہے تمہارے رب کی طرف سے یعنی ظاہر نشانی جو دیکھ رہے ہو یہ میری صحت نبوت پر دلیل ہے۔

www.waseemziyai.com

تو گویا آپ سے سوال ہوا کہ وہ ظاہر نشانی کیا ہے تو آپ نے فرمایا ناقہ الٰہی اور ناقہ کو مضاف کرنا اللہ کی طرف تعظیماً ہے۔اس لئے کہ خصوصیت سے وہ ناقہ بطریق خرق عادت بلا صلب ورحم ظہور پذیر ہوا۔یعنی نہ کسی پیٹھ سے نہ کسی پیٹ سے نہ کسی نر سے نہ کسی مادہ سے اس کا ظہور ہوا۔نہ وہ حمل میں رہا نہ اس کی خلقت تدریجاً تکمیل کو پہنچی بلکہ بطریق عادیہ کے خلاف محض دعائے صالح علیہ السلام سے وہ پہاڑ کی چٹان کو پھاڑ کر دفعۃً پیدا ہوا۔اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے۔

پھر وہ تنہا ایک دن پانی پیتا ہے اور ایک دن تمام قبیلہ ثمود یہ بھی معجزانہ شان ہے کہ ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے۔

اس کے علاوہ پانی پی کر اتنا دودھ دے کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو پانی کے بجائے اس دن قوم ثمود کو دودھ پینا نصیب ہو یہ بھی معجزہ ہے۔

اور تمام مویشی اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے یہ بھی معجزہ تھا جو حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت پر زبردست دلیلیں تھیں۔

تمہارے لئے نشانی ہے گویا اس کی طرف اشارہ کر کے قوم ثمود کو نشانی بتائی جس کا وہ معائنہ کر رہی تھی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے یعنی زمین بھی اللہ کی زمین ہے اور ناقہ بھی ناقۃ اللہ ہے تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے سبزیاں اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی سے جس کی کاشت تم نے نہیں کی۔

اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ یعنی اسے نہ مارو نہ اس کی کونچیں کاٹو نہ اسے ایک طرف سے دوسری طرف بدکاؤ۔یہ اکرام آیت الٰہی کے لئے ہوا کہ تمہیں پکڑ لے دردناک عذاب۔

اور یاد کرو اے قوم ثمود جب تمہیں قوم عاد کا جانشین کیا ان کی ہلاکت کے بعد اور ملک میں جگہ دی بوا کم مباءۃ کے معنی میں ہے یعنی تمہیں ٹھہرنے کی جگہ دی زمین میں یعنی ارض حجر میں جو حجاز وشام کے مابین ہے۔

بناتے ہو تم نرم زمین پر محل گرمی میں آرام لینے کو اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو سردی میں رہنے کو۔تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے۔

روایت ہے کہ جب قوم عاد ہلاک کر دی گئی تو قوم ثمود کو ان کے گھروں میں آباد کیا اور انہیں بھی طویل عمریں دیں۔یہ پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بناتے تھے تاکہ خوف انہدام نہ رہے اور اپنے مرنے سے پہلے مکان کو منہدم نہ دیکھیں اور انہیں عیش وعشرت میں فراخی دی گئی تھی تو انہوں نے حکم الٰہی عزوجل کی نافرمانی کی۔زمین میں فساد پھیلایا بتوں کی پوجا شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔

یہ قوم عرب تھی اور حضرت صالح علیہ السلام از روئے نسب اعلیٰ درجہ میں تھے اور آپ نے اس قوم کو دعوت الی اللہ دی انہوں نے اتباع کرنے سے انکار کیا سوائے تھوڑے سے غریب آدمیوں کے۔

تو آپ نے انہیں اللہ کے غضب سے ڈرایا۔انذار وتنذیر صالح علیہ السلام کے بعد انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ اس پہاڑ کی چٹان سے ایک ایسا ناقہ ظاہر کر دیجئے جو باہر آتے ہی بچہ دے اور فوراً جوان ہو کر چرنے لگے۔

آپ نے دوگانہ نفل ادا کر کے دعا کی کہ دفعۃً اس چٹان سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز آنے لگی۔حتیٰ کہ ناقہ ظاہر ہو گیا جیسا وہ چاہتے تھے۔

www.waseemziyai.com

یہ دیکھ کر جندع اور اس کی پارٹی ایمان لے آئی تو اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اور ضعیف وغریب مسلمان شدہ لوگوں سے کہنے لگے یعنی روٴسائے کفار نے غریب مسلمانوں سے کہا کیا تم صالح (علیہ السلام) کو اپنے رب کا رسول جانتے ہو۔ یہ بطریق استہزاء وتمسخر انہوں نے کہا۔

مسلمان بولے وہ جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں گویا انہوں نے کہا ان کے رسول ہونے میں ہمیں کوئی شبہ نہیں اور یہ اس بنا پر کہا گیا کہ جب تصدیق نبوت ہوگئی تو ایمان لانا لازمی تھا اور ہم اسی وجہ میں ایمان لے آئے۔

متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہو ہمیں اس سے انکار ہے۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ۔ تو انہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔ ناقہ کی کونچیں کاٹنا قوم کی طرف منسوب کرنا اسی وجہ میں ہے کہ اگرچہ قدار بن سالف عاقر ناقہ تھا مگر اس کا یہ فعل ساری قوم کی رضا واتفاق سے تھا۔ یہ قدار بن سالف سرخ وسپید گھٹیل جوان تھا۔ پستہ قد بھی تھا جیسے فرعون کوتاہ قد تھا۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا اے علی اشقی الاولین تو عاقر ناقہ صالح تھا اور اشقی الآخرین تمہارا قاتل ہے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور اس کے حکم سے تکبر کیا اور جو حکم زبان صالح علیہ السلام سے انہیں دیا گیا اس کی مخالفت کی یا وہ دین جو حضرت صالح علیہ السلام لائے اس کے مخالف ہوئے۔

اور بولے اے صالح ہم پر لے آ وٴ جو تم وعدہ دے رہے ہو عذاب کا اگر تم رسول ہو تو ان کو پکڑا ایسے رجفہ نے جس سے زمین ہل گئی اور تمام قوم کے دل ہل گئے تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اپنی آبادی میں یا رہنے کی جگہوں میں۔

جٰثِمِیْنَ۔ کا ترجمہ میتین یعنی مرے ہوئے ہے لیکن جاثم اس مرے ہوئے کو کہتے ہیں جو بیٹھا کا بیٹھا رہ جائے اس میں نہ حرکت ہو نہ پکار وغیرہ تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیرا جبکہ وہ عقر ناقہ کر چکے اور فرمایا بطور وداع اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے یعنی جو تمہیں ہدایت کریں اور خواہشات نفسانیہ پوری کرنے سے روکیں اس لئے کہ نصیحت ایک ایسی آڑ ہے جو فضیحت کے آگے حائل ہو جاتی ہے مگر تمہارے اندر ایسی سختی اور وخیمت ہے کہ تم پر سخت مسلط ہو چکی ہے۔ روایت ہے کہ ان لوگوں نے ناقہ کی کونچیں بدھ کے روز کاٹی تھیں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں کہا اس کے بعد تم لوگ تین روز تک زندہ رہو گے۔ جمعرات کے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ جمعہ کے روز سرخ۔ ہفتہ کے روز کالے منہ ہو جائیں گے اور اتوار کے دن صبح تم پر عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ایک سو دس مسلمان روتے ہوئے نکلے تو جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو گئے تو واپس آکر سکونت پذیر ہو گئے اور ہلاک شدگان کے مساکن ومنازل ان کے قبضہ میں آئے۔

اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ بھی اسی رکوع میں فرمایا گیا۔

اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ خطیب الانبیاء کے بھتیجے ہیں۔ آپ اہل سدوم کی طرف مبعوث ہوئے جب آپ کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو آپ نے سرزمین فلسطین

میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام اردن میں اترے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل سدوم کی طرف مبعوث فرمایا آپ ان لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے تھے اور افعال بد سے روکتے تھے۔

علماء سیر رحمہم اللہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور غلہ پھل بکثرت تھا اس خطہ کے مقابل دوسرے خطے ایسے شاداب نہ تھے اس وجہ میں جابجا سے لوگ یہاں آتے۔ یہ بخیل الطبع لوگ تھے آنے والوں سے پریشان ہوتے تھے۔ شیطان نے ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہو کر ان کو مشورہ دیا کہ ان سے اگر نجات چاہتے ہو تو ان سے لواطت کرو یہ خود گھبرا کر آنا ترک کردیں گے۔

چنانچہ یہ فحش کاری شیطان سے انہوں نے سیکھی اور اس قوم میں یہ فعل بد رائج ہوا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا اور فرمایا کہ حلال کو چھوڑ کر حرام میں مبتلا ہونا اور ایسے فعل خبیث کا ارتکاب کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ (روح المعانی)

انسان کو شہوت اس لئے دی گئی کہ اس سے بقاء نسل اور دنیا کی آبادی ہو طبقہ نسوانی کو محل شہوت اور موضع تولید و تناسل بنایا تاکہ ان سے بطریقہ معروف حسب اجازت شرع اولاد حاصل کی جائے۔ (روح المعانی)

اس قوم نے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یہ فعل خبیث شروع کردیا گویا حدود شرع سے گزر گئے اور مقصد رجولیت کو غلط طریقہ پر استعمال کرنا شروع کردیا۔ (روح المعانی)

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت انہیں ناگوار ہوئی۔

بجائے اس کے کہ آپ کی نصیحت مانتے اور نیک بنتے یہ کیا کہ لوط علیہ السلام اور ان کے جو چند متبعین ہیں سب کو اپنے ملک سے نکال دیں یہ پاکیزگی پسند لوگ ہیں یہ ہم میں نہ رہیں حالانکہ پاکیزگی۔ نیک چلنی فطرتاً پسندیدہ اور شیوہ شرافت ہے مگر جب جبلت ہی صحیح نہ ہو اور اس پر ذوق خراب ہو چکا ہو تو ہر صفت مدح انہیں عیب نظر آتی ہے۔

مختصر یہ کہ جب یہ نہ مانے تو ان پر عذاب نازل ہوا اور اس عذاب سے آپ کے متبعین نے نجات پائی اور باقی سب کے سب اسی طرح ہلاک ہوئے کہ ایک عجیب و غریب بارش آئی جس میں ایسے پتھر برسے جو گندھک اور آگ میں مرکب تھے۔ (روح المعانی)

ایک قول یہ ہے کہ بستی میں رہنے والے جو وہاں مقیم تھے وہ تو زمین میں دھنسا دیئے گئے اور جو سفر میں تھے وہ اس بارش سے ہلاک ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے اپنا بازو قوم لوط کی بستیوں کے نیچے ڈال کر اس خطہ کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر اسے اوندھا کر کے گرا دیا۔ اس کے بعد پتھروں کی بارش کی گئی اور تمام کے تمام اس ذلت سے ہلاک کردیئے گئے۔ (روح المعانی)

اب تفسیر نسفی سے اس واقعہ کا خلاصہ پڑھئے۔

اور لوط کہ جب کہا اس نے اپنی قوم سے یعنی یاد فرمائیے کہ جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو گندگی بھی ہے اور قبیح ترین فاشی بھی جو تم سے پہلے نہیں کی یعنی ایسا فعل تم سے پہلے کسی نے نہ کیا۔ کسی نے جہان میں نہ کیا یعنی اس فعل لواطت کے سب سے پہلے شروع کرنے والے ہو۔ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو شہوت سے عورتیں

www.waseemziyai.com

چھوڑ کر یعنی اشتہاء رجال کا حامل سوائے عورت اور کوئی نہیں اور اس سے بدترین فعل اور کوئی نہیں جو نہ جانوروں میں ہے نہ انسانوں میں بلکہ تم حد سے گزر گئے وہ یہ کہ اس قوم میں تجاوز عن الحدود کی عادت تو ہر شے کے ساتھ تھی یہاں انہیں اس فعل قبیح پر مسرفون قضاء شہوت غیر محل کی وجہ سے کہا گیا یعنی جو حد شہوت تھی اس سے تجاوز کر کے خلاف فطری امر کی طرف بڑھ گئے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ اس ہدایت پر عمل کر کے جواب میں قبول حق کا مظاہرہ کرتے مگر ایسا نہ کیا تو اس کی قوم کا جواب نہ تھا مگر یہی کہ سب بولے ان کو اپنی بستی سے نکال دو یعنی لوط علیہ السلام اور جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔ پاک باتوں کی طرف بلاتے اور برائیوں کو چھوڑنے کے لئے کہتے ہیں جو ہم لوگ کر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا تعریف کی باتوں کو عیب سے تشبیہ دینے لگے تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی جو آپ پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ مگر اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں رہی۔ یعنی وہ عورت جو کافرہ تھی اور اہل سدوم سے اسے محبت تھی وہ اس طرح ہلاک ہوئی۔ کہ جب حضرت لوط علیہ السلام معہ مومنین اس بستی سے نکلے تو وہ بھی ساتھ تھی چلتے چلتے اس نے اہل سدوم کی طرف دیکھا تو ایک پتھر اسے لگا اور مر گئی اور ان پر ہم نے ایک مینہ برسایا یہ مینہ عجب شان کا مینہ تھا کہ اس میں گندھک اور پتھر اور آگ تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ گھروں میں تھے وہ تو دھنسا دیئے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے ان پر یہ آگ گندھک کے مرکب پتھر برسے۔

تو دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا یعنی کافروں کا۔ (تفسیر نسفی)

روح المعانی میں حضرت لوط علیہ السلام کا شجرۂ نسب اس طرح مذکور ہے وَاَكْثَرُ النَّسَا بِيْنَ عَلٰى اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنُ اَخِى اِبْرَاهِيْمَ۔

اور مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ابن عساکر سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ

اِنَّ اَبَا لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمُّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

وَ قِيْلَ اَنَّ لُوْطاً كَانَ ابْنُ خَالَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ كَانَتْ سَارَةُ زَوْجَته اُخْتَ لُوْطٍ وَ كَانَ فِى اَرْضِ بَابِلَ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ فَهَا جَرَ اِلَى الشَّامِ وَ نَزَلَ فَلَسْطِيْنَ وَ اَنْزَلَ لُوْطاً الْاُرْدُنَ وَ هُوَ كَرَةٌ بِالشَّامِ فَاَرْسَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ سُدُوْمَ وَ هِىَ بَلَدَةٌ بِحُمُصٍ۔

وَاَخْرَجَ اِسْحٰقُ بْنُ بِشْرٍ وَ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُرْسِلَ لُوْطٌ اِلَى الْمُؤْتَفِكَاتِ وَ كَانَتْ قُرٰى لُوْطٍ اَرْبَعَ مَدَائِنَ سُدُوْمَ وَ اَمُوْرَاءَ وَ عَامُوْرَاءَ وَ حَبُوْيَرْم وَ كَانَ فِى كُلِّ قَرْيَةٍ مِائَةُ اَلْفِ مُقَاتِلٍ وَ كَانَتْ اَعْظَمُ مَدَائِنِهِمْ سُدُوْمُ وَ كَانَ لُوْطٌ يَسْكُنُهَا - وَ هِىَ مِنْ بِلَا دِالشَّامِ وَ مِنْ فَلَسْطِيْنَ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ۔

تحقیق لفظ لوط (از روح المعانی)

قَالَ الزُّجَاجُ اِسْمٌ اَعْجَمِىٌّ غَيْرُ مُشْتَقٍ ضَرُوْرَةً اِنَّ الْعَجَمِىَ لَا يُشْتَقُّ مِنَ الْعَرَبِىِّ وَ اِنَّمَا صُرِّفَ لِخِفَّتِهِ بِسُكُوْنِ وَسْطِهِ وَ قِيْلَ اَنَّهٗ مُشْتَقٌ مِنْ لَطَتِ الْحَوْضِ اِذَا لُزِقَتْ عَلَيْهِ الطِّيْنَ وَيُقَالُ هٰذَا لَوْطٌ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

3/34

بِقَلْبِی مِنْ ذٰلِکَ اَیْ اَلْصَقَ بِهٖ وَلَاطَ الشَّئَی اَخْفَاهُ۔

آپ کے دوصاحبزادے تھے ریثا۔ یغوثا اور آپ کی وہ بیوی کافرہ کا نام واہلہ اور ایک قول میں والہتہ تھا۔

وَقَدْ مَکَثَ لُوْطٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْهِمْ ثَلَاثِیْنَ سَنَةً یَدْعُوْهُمْ اِلٰی مَا فِیْهِ صَلَاحِهِمْ فَلَمْ یُجِیْبُوْهُ وَکَانَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَرْکَبُ عَلٰی حِمَارِهٖ فَیَاتِیْهِمْ وَ یَنْصَحُهُمْ فَیَأْبُوْنَ اَنْ یَقْبَلُوْهُ فَکَانَ یَاتِیْ بَعْدَ اَنْ یَیْئَسَ مِنْهُمْ فَیَنْظُرَ اِلٰی سُدُوْمَ۔

ثُمَّ اِنَّ لُوْط عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمَا اَخْرَجَ اِسْحٰقُ بْنُ بِشْرٍ وَ اِبْنُ عَسَاکِرُ عَنِ الزُّهْرِی لَمَّا عُذِّبَ قَوْمُهٗ لَحِقَ بِاِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمْ یَزَلْ مَعَهٗ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم - سورۃ اعراف - پ ۸

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸۵﴾

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو نہیں تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود۔ بے شک آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل تو ناپ پوری کرو اور تول اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد کرو زمین میں بعد اصلاح کے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ ۪ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۶﴾

اور نہ بیٹھو ہر راستہ پر تیاری کر کے اور نہ روکو اللہ کے راستہ سے ان کو جو ایمان لائے اس پر اور نہ کجی چاہو اس میں اور یاد کرو جب تم تھے بہت کم اس نے تمہاری کثرت کی اور دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا۔

وَ اِنْ کَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ﴿۸۷﴾

اور اگر کوئی گروہ تم میں سے ایمان لایا اس پر جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے ایمان نہ قبول کیا تو صبر سے رہو حتیٰ کہ اللہ ہم پر فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾

بولے سردار جو تکبر والے تھے اس قوم کے اے شعیب قسم ہے ہم تمہیں نکال دیں گے اور انہیں جو آپ پر ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ کہا گیا اگرچہ ہم بیزار رہوں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIC ACADEMY

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾

ضرور ہم افتراء کریں گے اللہ پر جھوٹ اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں بعد اس کے کہ اللہ نے نجات دی ہمیں اس سے اور نہیں ہے ہمارے لئے کہ ہم لوٹیں اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر شے کو محیط ہے اللہ پر ہی بھروسہ ہے اے ہمارے رب کھول دے ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ اور تو بہتر فتح فرمانے والا ہے۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾

اور بولے سردار ان کے جو کافر تھے ان کی قوم سے اگر تم نے اتباع کیا شعیب کا تو تم ضرور نقصان میں رہو گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

تو انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

وہ جو جھٹلاتے تھے شعیب کو گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے وہ جو شعیب کو جھٹلاتے تھے ہو گئے سب نقصان وخسران میں۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے قوم میں تمہیں پہنچا چکا اپنے رب کا پیام اور تمہارے لئے بھلائی چاہی تو میں کیسے غم کروں کافروں کا۔

حل لغات رکوع یازدہم-سورۃ اعراف-پ ۸

وَ-اور	اِلٰى-طرف	مَدْيَنَ-مدین کی	اَخَا-بھائی
هُمْ-ان کے	شُعَيْبًا-شعیب کو	قَالَ-کہا	يٰا-اے
قَوْمِ-میری قوم	اعْبُدُوا-عبادت کرو	اللّٰهَ-اللہ کی	مَا-نہیں
لَكُمْ-تمہارے لئے	مِّنْ-کوئی	اِلٰهٍ-معبود	غَيْرُ-سوا
هٗ-اس کے	قَدْ-بے شک	جَآءَتْكُمْ-آئی تمہارے پاس	بَيِّنَةٌ-دلیل
مِّنْ رَّبِّكُمْ-تمہارے رب سے		فَاَوْفُوا-تو پورا کرو	الْكَيْلَ-ماپ
وَ-اور	الْمِيْزَانَ-تول	وَ-اور	لَا-نہ
تَبْخَسُوا-کم دو	النَّاسَ-لوگوں کو	اَشْيَآءَ-چیزیں	هُمْ-ان کی
وَ-اور	لَا-نہ	تُفْسِدُوا-فساد کرو	فِي-بیچ

www.waseemziyai.com

الْاَرْضِ۔ زمین کے	بَعْدَ۔ بعد	اِصْلَاحِهَا۔ اس کی درستی کے	ذٰلِكُمْ۔ یہ
خَيْرٌ۔ بہتر ہے	لَّكُمْ۔ تمہارے لئے	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم
مُّؤْمِنِيْنَ۔ مومن	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَقْعُدُوْا۔ بیٹھو
بِكُلِّ۔ ہر	صِرَاطٍ۔ راستے پر	تُوْعِدُوْنَ۔ ڈانٹتے ہو	وَ۔ اور
تَصُدُّوْنَ۔ روکتے ہو	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ سے		مَنْ۔ اس کو جو
اٰمَنَ۔ ایمان لایا	بِهٖ۔ اس پر	وَ۔ اور	تَبْغُوْنَهَا۔ چاہتے ہو تم
اس میں	عِوَجًا۔ کجی	وَ۔ اور	اذْكُرُوْا۔ یاد کرو
اِذْ۔ جب	كُنْتُمْ۔ تھے تم	قَلِيْلًا۔ تھوڑے	فَكَثَّرَ۔ پھر زیادہ کیا
كُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور	انْظُرُوْا۔ دیکھو	كَيْفَ۔ کیسا ہوا
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الْمُفْسِدِيْنَ۔ فسادیوں کا	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	كَانَ۔ ہے	طَآىِٕفَةٌ۔ ایک گروہ	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لایا	بِالَّذِيْۤ۔ اس پر جو	اُرْسِلْتُ۔ میں بھیجا گیا ہوں	بِهٖ۔ ساتھ اس کے
وَ۔ اور	طَآىِٕفَةٌ۔ ایک گروہ	لَّمْ۔ نہیں	يُؤْمِنُوْا۔ ایمان لایا
فَاصْبِرُوْا۔ تو صبر کرو	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَحْكُمَ۔ فیصلہ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ
بَيْنَنَا۔ ہمارے درمیان	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	خَيْرُ۔ بہتر ہے
الْحٰكِمِيْنَ۔ فیصلہ کرنے والا			

قَالَ۔ کہا	**الْمَلَاُ۔ سرداروں نے**	**الَّذِيْنَ۔ جو**	**كَفَرُوْا۔ کافر تھے**
مِنْ قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم سے	لَنُخْرِجَنَّكَ۔ ضرور نکال دیں گے تجھ کو		يٰشُعَيْبُ۔ اے شعیب
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	مَعَكَ۔ تیرے ساتھ
مِنْ قَرْيَتِنَاۤ۔ اپنی بستی سے	اَوْ۔ یا	لَتَعُوْدُنَّ۔ لوٹ آؤ گے تم	فِيْ۔ بیچ
مِلَّتِنَا۔ ہمارے مذہب میں	قَالَ۔ کہا	اَوَ۔ اگرچہ	لَوْ۔ ہوں
كُنَّا۔ ہم	كٰرِهِيْنَ۔ ناپسند کرنے والے		قَدِ۔ بے شک
افْتَرَيْنَا۔ جھوٹ باندھا ہم نے		عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے
كَذِبًا۔ جھوٹ	اِنْ۔ اگر	عُدْنَا۔ لوٹیں ہم	فِيْ۔ بیچ
مِلَّتِكُمْ۔ تمہارے مذہب کے	بَعْدَ۔ بعد	اِذْ۔ اس کے کہ	نَجّٰنَا۔ نجات دی ہم کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنْهَا۔ اس سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
يَكُوْنُ۔ ہے	لَنَاۤ۔ ہمارے لئے	اَنْ۔ یہ کہ	نَّعُوْدَ۔ لوٹیں
فِيْهَاۤ۔ اس میں	اِلَّاۤ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	يَّشَآءَ۔ چاہے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اَللّٰهُ۔اللہ	رَبُّنَا۔ہمارا رب	وَسِعَ۔سمالیا	رَبُّنَا۔ہمارے رب نے
كُلَّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کو	عِلْمًا۔علم سے	عَلَى۔اوپر
اللّٰهِ۔اللہ کے	تَوَكَّلْنَا۔بھروسہ کیا ہم نے	رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	افْتَحْ۔فیصلہ کردے
بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان	وَ۔اور	بَيْنَ۔درمیان	قَوْمِنَا۔ہماری قوم کے
بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	وَ۔اور	اَنْتَ۔تو	خَيْرُ۔بہتر ہے
الْفٰتِحِيْنَ۔فیصلہ کرنے والا	وَ۔اور	قَالَ۔کہا	الْمَلَاُ۔سرداروں نے
الَّذِيْنَ۔جو	كَفَرُوْا۔کافر تھے	مِنْ قَوْمِهٖ۔اس کی قوم سے	لَئِنِ۔اگر
اتَّبَعْتُمْ۔تم پیروی کروگے	شُعَيْبًا۔شعیب کی	اِنَّكُمْ۔تو تم	اِذًا۔یقیناً
لَّخٰسِرُوْنَ۔خسارہ اٹھاؤ گے	فَاَخَذَتْهُمُ۔تو پکڑا ان کو	الرَّجْفَةُ۔زلزلہ نے	فَاَصْبَحُوْا۔تو ہوگئے
فِيْ۔بیچ	دَارِ۔گھروں	هِمْ۔اپنے کے	جٰثِمِيْنَ ۔ زانو کے بل
گرے ہوئے	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	شُعَيْبًا۔شعیب کو
كَاَنْ۔گویا کہ	لَّمْ۔نہ	يَغْنَوْا۔رہے تھے	فِيْهَا۔اس میں
اَلَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	شُعَيْبًا۔شعیب کو	كَانُوْا۔ہوئے
هُمُ۔وہی	الْخٰسِرِيْنَ۔خسارہ والے	فَتَوَلّٰى۔تو منہ پھیرا	عَنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	قَالَ۔کہا	يٰ۔اے	قَوْمِ۔میری قوم
لَقَدْ۔بے شک	اَبْلَغْتُكُمْ۔میں نے پہنچا دیئے تم کو		رِسٰلٰتِ۔پیغام
رَبِّيْ۔اپنے رب کے	وَ۔اور	نَصَحْتُ۔میں نے خیرخواہی کی	
لَكُمْ۔تمہاری	فَكَيْفَ۔تو کیسے	اٰسٰى۔افسوس کروں میں	عَلٰى۔اوپر
قَوْمٍ۔قوم	كٰفِرِيْنَ۔کافروں کے		

مختصر تفسیر رکوع یازدہم-سورۃ اعراف-پ ۸، پ ۹

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ
اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ
اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾۔

اورقوم مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک آئیں تمہارے پاس روشن دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو ناپ تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ

www.waseemziyai.com

دواور زمین میں فساد نہ کرو اصلاح کے بعد یہ تمہارے لئے بھلا ہے اگر ایمان لاؤ اور نہ بیٹھو ہر راستہ پر کہ ڈراؤ راہ گیروں کو اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھایا اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا تو صبر سے بیٹھے رہو حتیٰ کہ اللہ ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

خلاصہ تفسیر

حضرت شعیب علیہ السلام کی توصیف میں ابن عساکر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ شُعَيْبًا يَقُوْلُ ذٰلِكَ خَطِيْبُ الْاَنبِيَاءِ لِحُسْنِ مُرَاجَعَتِهٖ قَوْمَهٗ۔** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو فرماتے یہ خطیب الانبیاء ہیں۔

قَالَ السُّدِّيُّ وَ عِكْرَمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيًّا مَرَّتَيْنِ اِلَّا شُعَيْبًا مَرَّةً اِلٰى مَدْيَنَ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِالصَّيْحَةِ وَ مَرَّةً اِلٰى اَصْحَابِ الْاَيْكَةِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَذَابِ يَوْمِ الظُّلَّةِ۔

سدی اور عکرمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو دوبارہ کبھی مبعوث نہ فرمایا مگر شعیب علیہ السلام کو ایک دفعہ مدین کی طرف تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صیحہ یعنی چنگھاڑ سے پکڑا تو ایک دفعہ اصحاب ایکہ کی طرف جنہیں اللہ تعالیٰ نے عذاب یوم الظلہ سے ہلاک کیا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا اِنَّ قَوْمَ مَدْيَنَ وَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ اُمَّتَانِ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِمَا شُعَيْبًا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً اخراج کیا کہ قوم مدین اور اصحاب الایکہ دو امتوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

اور بعض محققین کا خیال ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام تین امتوں کی طرف مبعوث ہوئے مدین۔ ایکہ۔ اصحاب الرس۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پانچویں پشت میں ہیں۔

مدیان درحقیقت ابراہیم علیہ السلام کے ایک صاحبزادہ کا نام تھا جو آپ کی تیسری بیوی قتورہ کے بطن سے پیدا ہوئے اسی نام کا ایک شہر بحیرہ قلزم پر ہے جہاں مدیان کی نسل آباد ہوئی تھی۔

حضرت شعیب کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ ہود۔ حجر۔ شعراء اور عنکبوت میں آیا ہے۔

اس قوم میں یہ عیب تھا کہ یہ پیمانے اور تول میں کبھی پورا نہیں دیتے تھے اور یہ دین اسلام کے خلاف تھے۔ اول تو تعداد میں بھی کم تھی۔ پھر مدین بن ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے عقد کیا تو ان سے اولاد میں کافی ترقی ہوئی۔

رہزنی کی عادت بھی تھی اور سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ اپنے نبی کی مخالفت خاص طور پر کرتے تھے۔ آخر رجفہ یعنی زلزلہ آیا اور سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔

اب تفسیر نسفی سے تفصیل ملاحظہ کریں۔ ترجمہ

اور مدین کی طرف یعنی بھیجا ہم نے مدین کی طرف اور مدین ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان کی برادری سے حضرت شعیب علیہ

www.waseemziyai.com

السلام کو بھیجا۔ جنہیں خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے اور یہ قوم ڈنڈی مارنے والی اور پیمانے اور ترازو میں کم دینے والی تھی۔

فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل یعنی معجزہ۔

اگرچہ شعیب علیہ السلام کے معجزات کا قرآن کریم میں تذکرہ نہیں ہوا (لیکن کوئی نبی بغیر معجزہ کے مبعوث نہیں ہوا۔

كَمَا فِي رُوحِ الْمَعَانِي وَبَيَانُهُ مُفَصَّلٌ فِيهِ) حَيْثُ قَالَ فَكَأَنَّهُ قِيلَ۔

قَدْ جَاءَ تْكُمْ مُعْجِزَةٌ شَاهِدَةٌ بِصِحَّةِ نُبُوَّتِي اَوْ حَبَتْ عَلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ بِهَا وَالْاَخْذَ بِمَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاَوْفُوا۔ الخ

وَ لَوْ ادَّعٰى مُدَّعِي النُّبُوَّةِ بِغَيْرِ مُعْجِزَةٍ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لِاَنَّهَا دَعْوٰى اَمْرٍ غَيْرِ ظَاهِرٍ۔

تو گویا قوم مدین کو کہا گیا کہ یقیناً معجزات کا تم مشاہدہ کر چکے ہو جو میری صحت نبوت پر گواہ ہیں جنہوں نے تم پر ایمان واجب کر دیا ہے اور جو حکم میں تم کو دوں اس کی تعمیل کرو منجملہ اس کے ایک حکم یہ ہے کہ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ۔

ایک حکم ہے وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ۔

ایک حکم ہے وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ۔

ایک حکم ہے۔ یعنی قوم کے حقوق میں بد دیانتی کر کے کیل یعنی پیمانہ میں ناپ کم نہ دو تولتے وقت ڈنڈی نہ مارو۔

اور اگر کوئی نبی بلا معجزہ دعویٰ نبوت کرتا تو ہرگز اس کا دعویٰ قبول نہ کیا جاتا اس لئے کہ وہ دعویٰ بلا کسی امر ظاہر کے ہوتا۔

اور میں کہتا ہوں کہ

امم ماضیہ تو اتنی سخت اور متشدد تھیں کہ باوجود معائنہ اور مشاہدے کے انبیاء کی تکذیب پر جرأت و جسارت کرتیں۔ حتیٰ کہ عذاب الٰہی میں ماخوذ ہو کر تباہ و برباد ہوئیں۔

البتہ چودھویں صدی میں امت مرزائیہ ایسی ملتی ہے جو

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ قرآن میں پڑھ کر ذات ختم المرسلین کے لئے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا منصب سن کر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بے ربط دعاوی پر ایمان لانے کو اپنا ایمان اور دین سمجھ بیٹھی۔

قوم ثمود اور قوم عاد و قوم شعیب تو سچے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کرنے میں ڈھٹائی کر رہی تھیں اور یہ ایک کذاب و مفتری کے ماننے میں ہٹ دھرمی کر کے اپنا ایمان کھو رہی ہے۔

من كان في هذه اعمى فهو في الاخرة اعمى ۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔ اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں بعد اصلاح کے یعنی جو اصلاح صالحین نے تشریف لا کر کی اس میں فساد نہ کرو جو انبیاء و اولیاء کے ذریعہ سے ہو چکی۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اس میں اشارہ ہے ہدایت شعیب علیہ السلام کی طرف کہ انہوں نے ایفاء کیل اور میزان اور ترک بخس و افساد فی الارض کو روکا۔

اس پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس میں انسانیت ہے اگر تم ایمان لاؤ یعنی تصدیق کرو میرے قول کی اور نہ بیٹھو ہر راستے پر یعنی راہزنی نہ کرو کہ راہگیروں کو ڈراؤ جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لائے انہیں انواع و اقسام کی دھمکیاں نہ دو اور اللہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کی راہ سے انہیں روکتے ہو یعنی عبادت الٰہی سے روکتے ہو جو ایمان لائے آپ کی تعلیم پر انہیں ڈراتے دھمکاتے ہو۔

ایک قول ہے کہ قطاع الطریق بھی تھے یعنی جو مسلمان جنگل سے گزرتا ملتا اسے لوٹتے اور اسلام میں کجی چاہتے یعنی ایمان لانے والوں سے کہتے کہ یہ تعلیم جس کا تم یقین کر چکے ہو وہ صحیح نہیں ہے اس پر عمل کرنے سے مالی نقصان ہوتا ہے۔

کیونکہ ہماری آمدنی جو تطفیف کیل ومیزان سے ہے وہ بند ہو جاتی ہے لہٰذا تم ان کی پیروی نہ کرو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے یعنی تمہاری تعداد بہت کم تھی تو اللہ نے تمہیں بڑھا دیا تھا تمہاری تعداد زیادہ کر دی۔

کہا گیا ہے کہ مدین بن ابراہیم نے لوط علیہ السلام کی صاحبزادی سے رشتہ کیا تو ان سے جو بچے پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں برکت دی اور کنبے کے کنبے بن گئے جس سے اس قبیلے کی تعداد میں کثرت ہوگئی۔

اور دیکھو کیا انجام ہوا فسادیوں کا یعنی جنہوں نے تکذیب انبیاء علیہم السلام کی۔ ان کا حشر دیکھو کہ کیا ہوا۔ قوم نوح جو تم سے پہلے فساد فی الارض کر کے ہلاک ہو چکی اور قوم ہود اور قوم صالح اور قوم لوط کہ ان کی بستیوں کے کھنڈرات پڑے ہوئے ہیں

اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا تو صبر سے بیٹھے رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے تو وہ خبیث وطیب میں تمیز کرا دے گا۔ اور اس کے فیصلہ میں کسی قسم کے جور و جبر کا کوئی خوف نہیں ہے۔

آج مورخہ ۸ فروری ۵۴ء قبل نماز فجر آٹھواں پارہ ختم کر کے تلاوت سے فارغ ہوا اور ہائی کورٹ میں جسٹس رحمان کے یہاں پیش ہوا۔ دس بجے ہیبس کارپس کا فیصلہ رہائی چار افراد کا مل گیا۔

۱- حضرت صاحبزادہ جناب سید فیض الحسن صاحب۔

۲- جناب مظفر علی شمسی صاحب۔

۳- جناب لال حسین اختر صاحب۔

۴- اور فقیر ابوالحسنات قادری۔

محترم حاجی محمد امین صاحب ہائیکورٹ میں موجود تھے وہ اپنی کار میں لے کر چلے اول مزار والد قبلہ سید دیدار علی شاہ صاحب پر حاضر آیا۔ پھر مسجد وزیر خان کے سامنے سے ہوتا ہوا گھر آیا۔ احباب کا ہجوم جو عشق رسول کے جذبہ سے سرشار نظر آتے تھے۔

ابھی لخت جگر نور بصر سید خلیل احمد قادری جیل میں مولانا مودودی صاحب اور عبدالستار نیازی صاحب کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل سید السادات فخر موجودات ان کی بھی رہائی فرمادے تاکہ جمعیت خاطر حاصل ہو۔

فقیر قادری ابوالحسنات قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

صدر مجلس تحریک ختم نبوت پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اظہار تشکر

تفسیر الحسنات بآیات بینات کے سلسلہ میں میرے جن مخلص کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں فاضل جلیل حضرت علامہ قاری پروفیسر محمد مشتاق احمد صاحب قادری نقشبندی ایم اے نے تمام جلدوں کی نظر ثانی اور آخری جلد کے پاروں کے مرتب کرنے میں کامل تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین۔

استاذ العلماء فاضل جلیل حضرت علامہ عبدالغنی صاحب عثمانی نے بڑی کاوش اور محنت سے تمام جلدوں کی تصحیح کا کام انجام دیا آخری جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں میرے کرم فرما الحاج چودھری عبداللطیف صاحب محترم ملک خلیل احمد صاحب اشرفی۔ الحاج محمد افضال صاحب سرپرست جامعہ حسنات العلوم اور الحاج محمد ارشد صاحب نعیم نے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان کی خدمت قبول فرمائے اور سرمائے آخرت بنائے۔

جلد اول تا پانچویں جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں جناب الحاج عبدالرشید صاحب ارشد مرحوم جناب الحاج سید ناصر علی صاحب شمس مرحوم جناب الحاج محمد امین صاحب مرحوم جناب الحاج محمد ابراہیم صاحب اشرفی جناب صوفی بشیر احمد صاحب نے تعاون فرمایا۔ محترم جناب صاحبزادہ حفیظ البرکات صاحب مکتبہ ضیاء القرآن نے طباعت و اشاعت کا انتظام کر کے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس تعاون کو سرمائے آخرت بنائے اور اس تفسیر کو عوام و خواص کے لئے فیوضات و برکات سے نوازے آمین بحرمت نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری اشرفی (رحمۃ اللہ علیہ)

خطیب جامع مسجد وزیر خاں و امیر جامعہ حسنات العلوم لاہور

www.waseemziyai.com

نواں پارہ

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ اعراف - پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَاؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾

بولے سردار اس کی قوم کے متکبر اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے اور ان کو بھی جو ایمان لائے ہیں یا تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں فرمایا (شعیب نے) کیا اگرچہ ہم بیزار ہیں۔

قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَاؕ وَ مَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَاؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًاؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَاؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾

ضرور افترا کریں گے ہم اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں ہم تمہارے دین میں جبکہ نجات دی اللہ نے ہمیں اس دین سے اور ہمارے لئے موزوں ہی نہیں کہ ہم لوٹیں اس دین میں مگر یہ کہ اللہ چاہے رب ہمارا وسیع ہے ہمارے رب کا علم محیط ہے ہر شے پر اللہ کا بھروسہ ہے ہمیں اے رب ہمارے کھول دے ہم میں اور ہماری قوم میں حق بات اور تو بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾

اور بولے سردار ان کے جو کافر تھے اس قوم سے کہ اگر پیرو ہوئے شعیب کے تو تم یقیناً نقصان والے ہو۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾

تو پکڑ لیا ان کو زلزلہ نے تو صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾

وہ جو جھٹلا رہے تھے شعیب کو گویا کہ نہیں رہے کبھی ان گھروں میں جو جھٹلاتے تھے شعیب کو سب کے سب تھے نقصان والے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾

تو منہ پھیرا ان سے (شعیب نے) اور فرمایا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور بھلائی چاہی تمہاری تو کیسے افسوس کروں قوم کافر کا۔

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ اعراف - پ ۹

قَالَ - کہا | اَلْمَلَاُ - سرداروں نے | اَلَّذِیْنَ - جو | اسْتَكْبَرُوْا - متکبر تھے

مِنْ قَوْمِهٖ - اس کی قوم سے | لَنُخْرِجَنَّكَ - ضرور نکالیں گے ہم تجھ کو | یٰشُعَیْبُ - اے شعیب

وَ - اور | اَلَّذِیْنَ - ان کو جو | اٰمَنُوْا - ایمان لائے | مَعَكَ - تجھ پر

مِنْ قَرْيَتِنَآ۔اپنی بستی سے	اَوْ۔یا	لَتَعُوْدُنَّ۔لوٹو گے تم	فِيْ۔بیچ
مِلَّتِنَا۔مذہب ہمارے کے	قَالَ۔کہا	اَوَ۔کیا	لَوْ۔اگرچہ
كُنَّا۔ہوں ہم	كٰرِهِيْنَ۔ناپسند کرنے والے	قَدِ۔بے شک	افْتَرَيْنَا۔بنایا ہم نے
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	كَذِبًا۔جھوٹ	اِنْ۔اگر
عُدْنَا۔لوٹیں ہم	فِيْ۔بیچ	مِلَّتِكُمْ۔مذہب تمہارے کے	بَعْدَ۔بعد اس کے
اِذْ۔جبکہ	نَجّٰنَا۔نجات دی ہمیں	اللّٰهُ۔اللہ نے	مِنْهَا۔اس سے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	يَكُوْنُ۔ہے	لَنَآ۔ہمارے لئے
اَنْ۔یہ کہ	نَّعُوْدَ۔لوٹیں ہم	فِيْهَآ۔اس میں	اِلَّآ۔مگر
اَنْ۔یہ کہ	يَّشَآءَ۔چاہے	اللّٰهُ۔اللہ	رَبُّنَا۔ہمارا رب
وَسِعَ۔سما لیا	رَبُّنَا۔ہمارے رب نے	كُلَّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کو
عِلْمًا۔علم میں	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	تَوَكَّلْنَا۔بھروسہ کیا ہم نے
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	افْتَحْ۔فیصلہ کردے	بَيْنَنَا۔ہم میں	وَ۔اور
بَيْنَ۔درمیان	قَوْمِنَا۔ہماری قوم کے	وَ۔اور	اَنْتَ۔تو
خَيْرُ۔بہتر	الْفٰتِحِيْنَ۔فیصلہ کرنے والا ہے	وَ۔اور	قَالَ الْمَلَاُ۔کہا سردار
الَّذِيْنَ۔انہوں نے جو	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	مِنْ قَوْمِهٖ۔اس کی قوم سے	لَئِنِ۔اگر
اتَّبَعْتُمْ۔پیروی کی تم نے	شُعَيْبًا۔شعیب کی	اِنَّكُمْ۔تو بے شک تم	اِذًا۔اس وقت
لَّخٰسِرُوْنَ۔خسارہ والے ہوگے	فَاَخَذَتْهُمُ۔تو پکڑا ان کو	الرَّجْفَةُ۔زلزلہ نے	فَاَصْبَحُوْا۔تو ہوگئے
فِيْ۔بیچ	دَارِ۔گھروں	هِمْ۔اپنے میں	جٰثِمِيْنَ۔زانو کے بل
الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	شُعَيْبًا۔شعیب کو	كَاَنْ۔گویا کہ
لَّمْ۔نہ	يَغْنَوْا۔بسے تھے	فِيْهَا۔اس میں	اَلَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے
كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	شُعَيْبًا۔شعیب کو	كَانُوْا۔ہوئے	هُمُ۔وہی
الْخٰسِرِيْنَ۔خسارہ والے	فَتَوَلّٰى۔تو منہ پھیرا	عَنْهُمْ۔ان سے	وَ۔اور
قَالَ۔کہا	يٰ۔اے	قَوْمِ۔میری قوم	لَقَدْ۔بے شک
اَبْلَغْتُكُمْ۔میں نے پہنچادیے تم کو		رِسٰلٰتِ۔پیغام	رَبِّيْ۔اپنے رب کے
وَ۔اور	نَصَحْتُ۔خیرخواہی کی میں نے	لَكُمْ۔تمہاری	فَكَيْفَ۔تو کیسے
اٰسٰى۔غم کھاؤں میں	عَلٰى۔اوپر	قَوْمٍ۔قوم	كٰفِرِيْنَ۔کافروں کے

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ اعراف۔پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾۔

شعیب کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم لوٹ آؤ گے ہمارے دین میں تو فرمایا شعیب علیہ السلام نے کہ اگرچہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ۔ ملاء کہتے ہیں جماعت کو جس سے محفل بھر جائے اس کے لفظی معنی بھرنا ہے۔

اسْتَكْبَرُوْا۔ باب استفعال سے مبالغہ کے لئے یعنی جنہوں نے اپنے آپ کو بہت ہی بڑا سمجھا۔

مِنْ قَوْمِهٖ۔ وہ قوم جس کے آپ نبی تھے۔

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ۔ یا تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں۔ لَتَعُوْدُنَّ۔ عود سے بنا اس کے معنی لوٹ آنا۔

قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾۔ کارہین کراہتہ سے بنا اس کے معنی ناپسندیدگی۔

تو فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے کہ اگرچہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں یعنی ہم تمہارے دین کو کس طرح قبول کر لیں جبکہ ہم اس سے بیزار ہیں اور اگر ہم ایسا کر لیں تو یقیناً ہم اللہ پر افتراء و کذب باندھنے والے ہوں گے اور تمہارے دین میں آنا یوں ہوگا۔ کہ جس چیز سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔ اس عذاب میں ہم لوٹ پڑے جس کا حسن و قبح اللہ نے ہمیں ظاہر فرما دیا اور ہم لوگوں کو یہ زیبا ہی نہیں کہ مسلمان ہو کر تمہارے دین میں آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے یعنی البتہ یوں ہو سکتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے اور اس کے لئے ایسا ہی مقدر ہو۔

وہ ہمارا رب ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے ہمارا بھروسہ اسی پر ہے ہم تمام امور میں اسی کے بھروسہ پر ایمان میں ثابت قدم ہیں وہی ہمیں اس دین پر قائم رکھے گا اور وہی زیادہ ایقان کی توفیق دے گا۔ اے ہمارے رب ہم اور ہماری قوم میں حق کھول دے۔

علامہ زجاج رحمہ اللہ نے فرمایا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اے رب ہمارے حقانیت واضح کرنے کو ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے ان کا باطل ہونا اور حضرت شعیب کا معہ ان کے متبعین کے حق پر ہونا ظاہر ہو جائے اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ تم شعیب کے متبع ہوئے تو ضرور تم خسران و نقصان میں رہو گے تو انہیں رجفہ یعنی زلزلہ نے پکڑ لیا تو صبح اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم پر جہنم کا دروازہ کھولا جس سے انہیں اتنی شدید گرمی آئی جس سے ان کے سانس بند ہو گئے ٹھنڈی جگہ انہیں کہیں نہ ملی سایہ دار مقام نے بھی کوئی فائدہ نہ دیا۔ پانی سے بھی سکون میسر نہ ہوا۔ سراسیمگی میں پناہ چاہی تہ خانوں میں لیکن وہاں گرمی نے سکون نہ دیا۔ بلکہ باہر سے زیادہ پریشان ہوئے جنگل میں بھاگے یہاں انہیں ابر نظر آیا کہ اس میں نہایت سرد اور خوشگوار ہوا تھی۔ یہاں سب جمع ہوئے اور ایک دوسرے کو پکارا کہ یہاں آجاؤ جب مرد عورت سب جمع ہو گئے تو وہ ابر آگ برسانے لگا گویا آتش فشاں پہاڑ کا لاوا بن گیا اور سب کے سب اس میں جل کر ہلاک ہو گئے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب ایکہ کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا۔ یہ اسی طرح کے آتش فشاں ابر سے ہلاک ہوئے اور اہل مدین زلزلہ میں ہلاک ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہوئے

آخرش ان کی ہلاکت دیکھ کرآپ نے فرمایا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری بھلائی چاہی مگرتم نے نصیحت قبول نہ کی تو اب تمہاری ہلاکت پر میں کیوں غم کروں جبکہ تم کافر ہی رہے۔

تفسیر ساتواں رکوع-سورۃ اعراف-پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ اَیْ لَیَکُوْنَنَّ اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ اِمَّا اِخْرَاجُکُمْ وَ اِمَّا عَوْدُکُمْ فِی الْکُفْرِ۔

بولے وہ جو قوم شعیب کے متکبر کافر تھے کہ اے شعیب قسم ہے ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے اور انہیں بھی خارج کر دیں گے جو تم پر ایمان لائے ہیں ورنہ لوٹ آؤ ہمارے دین میں یعنی دو بات ہیں یا تمہیں نکلنا ہوگا معہ اپنے متبعین کے یا لوٹ کر آنا ہوگا ہمارے دین میں۔عود کے معنی لغت میں انصراف کے ہیں کسی چیز سے۔

قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ ۔حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے ہم لوگ تمہارے دین سے کراہت کریں۔ گویا آپ نے فرمایا اَتُعِیْدُ وْنَنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ فِیْ حَالِ کَرَاهَتِنَا وَ مَعَ کَوْنِنَا کَارِهِیْنَ - قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ شُعَیْبٌ کیا ہمیں تم اپنے دین میں جبراً و اکراہاً لینا چاہتے ہو۔ باوجود اس کے کہ ہم ایسی ملت سے کراہت کرتے ہوں۔تو کفار متکبرین نے جواب دیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا۔

قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ اَیْ وَاللّٰهِ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ۔

یعنی قسم ہے پھر تو ہم اللہ پر جھوٹا افتراء باندھیں گے اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ کر آجائیں۔

بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ خَلَّصَنَا اللّٰهُ۔ بعد اس کے کہ اللہ نے میری قوم کو اس گمراہی سے نجات دی اس لئے کہ انبیاء کرام سے کفر و ارتداد محال ہے وہ معصوم و مصئون ہوتے ہیں بنابریں حضرت شعیب علیہ السلام کا اِنْ عُدْنَا فرمانا بایں معنی تھا کہ میری قوم اگر اس گمراہی کی طرف جائے جس سے نجات پاچکی ہے نہ کہ معاذ اللہ ان کا خود اس طرف جانا یہ تو ممکن ہی نہ تھا۔

وَ مَا یَكُوْنُ لَنَاۤ وما ینبغی لنا وما یصح لنا۔یعنی ہمیں یہ زیبا ہی نہیں اور کسی طرح یہ صحیح نہیں کہ

اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ لَنَا سَبَقَ فِیْ مَشِیَّتِهٖ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِذَا الْکَائِنَاتُ کُلُّهَا بِمَشِیَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

ہم لوٹ جائیں مگر یہ کہ اللہ چاہے اس لئے کہ مشیت الٰہی کی سبقت سب پر غالب ہے کیونکہ تمام کائنات تحت مشیت ہے خیر و شر سب اسی کی مشیت سے ہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَیْ هُوَ عَالِمٌ بِکُلِّ شَیْءٍ فَهُوَ یَعْلَمُ اَحْوَالَ عِبَادِهٖ کَیْفَ تَتَحَوَّلُ وَ قُلُوْبُهُمْ کَیْفَ تَنْقَلِبُ۔

اس کا علم علی کل شے ہے محیط۔وہ ہر شے کا عالم ہے وہی جانتا ہے اپنے بندوں کے احوال کہ ان کے دل کس طرف ہیں اور کیسے منقلب ہو رہے ہیں۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ فِیْ اَنْ یُّثَبِّتَنَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَ یُوَفِّقَنَا لِاِزْدِیَادِ الْاِیْقَانِ۔

اسی پر ہمارا بھروسہ ہے ثابت علی الایمان رکھنے اور توفیق ازدیاد ایقان دینے میں۔

www.waseemziyai.com

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اَیْ اُحْكُمْ بَيْنَنَا وَالْفِتَاحَته الحكومة والقضا بالحق يفتح الاسر المغلق فلذ اسمی فتحا ويسمى اهل عمان فتاحا ۔

اے ہمارے رب فیصلہ فرما دے ہم میں اور ہماری قوم میں حق حق یعنی حق و باطل واضح فرما دے۔ فتاحہ عرف میں حکومت اور قضاء بالحق کو کہتے ہیں جس سے متعلق امور واضح ہو سکیں اس لئے اس کا نام فتح رکھا گیا اور اہل عمان اسے فتاحہ کہتے ہیں۔

وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ ۔ اور بے شک تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ مغبونون لفوات فوائد البخس والتطفيف باتباعه لا نه ينهكم عنها و يا مركم على الايفاء والتسوية ۔

اور بولے سردار کافروں کے اپنی قوم سے اگر تم نے اتباع کیا شعیب کا تو تم پورے نقصان میں ہو گے۔

خسارہ سے مراد اخروی نقصان ہے یا دنیاوی یعنی اگر تم نے حضرت شعیب کی پیروی کی تو آخرت میں عذاب پاؤ گے اور دنیا میں بھی کم تولنے کم ناپنے سے جو فائدہ حاصل کرتے تھے اس سے محروم ہو جاؤ گے۔

بخس اور تطفیف چھوڑ دینے سے ان کی اتباع میں اس لئے کہ وہ تمہیں ناپ تول میں کمی کرنے سے روکتے ہیں اور پورا ناپنے اور صحیح تول کر دینے کا حکم فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس آمدنی سے محروم رہنا ان کی نظر میں نقصان ہی تھا اس بناء پر وہ اپنے نظریہ کے ماتحت متبعین شعیب کو اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ کہتے تھے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الزلزلة۔ تو پکڑ لیا انہیں رجفہ یعنی زلزلہ نے۔

رجفہ سخت حرکت کو کہا جاتا ہے اور زلزلہ مطلقاً جنبش زمینی کو کہتے ہیں۔

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ میتین تو صبح کی اپنے گھر میں مرے ہوئے تھے۔

جٰثِمِيْنَ۔ جثومۃ سے بنا۔ اس کے معنی زمین پر لیٹ جانا ہے یعنی لوگ اپنے گھروں میں زلزلہ کی وجہ سے زمین میں پڑے ہوئے ہلاک ہو گئے۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ لَمْ يُقِيمُوا فِيهَا غَنِیَ بِالْمَكَانِ اَقَامُوا۔

وہ جو جھٹلاتے تھے حضرت شعیب کو نہ بے فکر رہے ان مکانوں میں یعنی نہ ان مکانوں میں گھروں میں رہنے والوں کی طرح۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ – كَاَنَّهٗ قِيْلَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا هُمُ الْمَخْصُوصُونَ بِانَ اُهْلِكُوا كَانَ لَّمْ يُقِيمُوا فِي دَارِهِمْ لِاَنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوا شُعَيْبًا قَدْ اَنْجَاهُمُ اللّٰهُ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا اَلْمَخْصُوصُونَ بِالْخُسْرَانِ الْعَظِيمِ دُونَ اَتْبَاعِهٖ فَهُمُ الرَّابِحُونَ۔

وہ جو جھٹلاتے تھے شعیب کو وہی نقصان میں رہے گویا اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو فرمایا جو شعیب علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے وہ ایسے ہلاک ہوئے کہ گویا وہ ان گھروں میں رہتے ہی نہ تھے وہ زبردست نقصان میں پڑے برخلاف اتباع شعیب علیہ السلام کے کہ وہ نفع میں رہے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ – بَعْدَ اَنْ نَزَلَ بِهِمُ الْعَذَابُ۔ تو حضرت شعیب ان سے منہ پھیر کر چلے بعد اس کے کہ ان پر عذاب

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

نازل ہو گیا۔

تولی۔ ولی سے بنا اس کے معنی دور ہونا یعنی حضرت شعیب ان کفار پر عذاب آنے سے قبل اپنی جماعت متبعین کو لے کر اسی بستی سے باہر چلے گئے تھے۔ عذاب آ چکنے کے بعد آپ ان کی لاشوں پر آئے اور ان کی حالت کو ملاحظہ فرمایا اس قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام بمعہ اپنے متبعین کے کعبہ معظمہ آ گئے اور وصال مبارک تک وہاں ہی رہے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ کعبہ شریف میں صرف دو مزارات ہیں۔ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اور مغربی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار ہے۔ (روح المعانی)

شامی میں ہے کہ مطاف میں ستر انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہیں۔

وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰی احزن۔

اور فرمایا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری بھلائی چاہی تو اب میں تم پر کیوں غم کروں **عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ** – اِشْتَدَّ حُزْنَهٗ عَلٰی قَوْمِهٖ ثُمَّ اَنْكَرَ عَلٰی نَفْسِهٖ فَقَالَ كَیْفَ یَشْتَدُّ حُزْنِی عَلٰی قَوْمٍ لَیْسُوا بِاَهْلٍ لِلْحُزْنِ عَلَیْهِمْ لِكُفْرِ هِمْ وَ اِسْتِحْقَاقِهِمْ مَا نَزَالِ بِهِمْ۔ کافر قوم پر۔ اول آپ پر شدید حزن قوم کے غم میں طاری ہوا۔ پھر آپ نے اپنے دل کو سمجھایا کہ یہ حزن اور یہ ملال اس قوم پر نہایت نامناسب ہے جو اصل ہمدردی کے اہل نہیں ان کے کفر کی وجہ میں وہ اس عذاب کی مستحق تھی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم – سورۃ اعراف – پ ۹

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف نے پکڑا تا کہ وہ کسی طرح تضرع و زاری کریں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

پھر بدلہ دیا ہم نے برائی کی جگہ بھلائی کو حتیٰ کہ وہ بہت ہو گئے اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو ہی رنج و راحت پہنچ چکی تھی تو پکڑا ہم نے انہیں اچانک اور وہ غفلت میں تھے۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور متقی بنتے تو ضرور کھولتے ہم ان پر برکتیں آسمان اور زمین سے مگر انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں ان کے کیئے کا بدلہ۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّ هُمْ نَآىٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ ؕ

کیا بے فکر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آئے ان پر ہمارا عذاب رات کو جب وہ سو رہے ہوں۔

اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾

یا بے فکر ہوں بستیوں والے اس سے کہ آئے ان پر عذاب ہمارا اور وہ کھیل رہے ہوں۔

MARKAZ-U-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾	کیا امن میں ہیں اللہ کے خفیہ عذاب سے تو اللہ کی خفیہ گرفت سے نڈر نہیں ہوتے مگر نقصان وخسران والے۔

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ اعراف۔پ ۹

وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَرْسَلْنَا۔بھیجا ہم نے	فِیْ۔بیچ
قَرْيَةٍ۔کسی بستی کے	مِّنْ۔کوئی	نَّبِيٍّ۔نبی	اِلَّآ۔مگر
اَخَذْنَآ۔پکڑا ہم نے	اَهْلَهَا۔اس کے رہنے والوں کو	بِالْبَاْسَآءِ۔بھوک	وَ۔اور
الضَّرَّآءِ۔تکلیف سے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَضَّرَّعُوْنَ۔عاجزی کریں	ثُمَّ۔پھر
بَدَّلْنَا۔بدل دیا ہم نے	مَكَانَ۔جگہ	السَّيِّئَةِ۔برائی کی	الْحَسَنَةَ۔نیکی کو
حَتّٰى۔یہاں تک کہ	عَفَوْا۔وہ بڑھے	وَّ۔اور	قَالُوْا۔کہا
قَدْ۔بے شک	مَسَّ۔پہنچی	اٰبَآءَ۔باپ دادا	نَا۔ہمارے کو
الضَّرَّآءُ۔تکلیف	وَ۔اور	السَّرَّآءُ۔راحت	فَاَخَذْنٰهُمْ۔تو پکڑا ہم
نے ان کو	بَغْتَةً۔اچانک	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ
لَا۔نہیں	يَشْعُرُوْنَ۔سمجھتے تھے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
اَنَّ۔بے شک	اَهْلَ۔رہنے والے	الْقُرٰٓى۔بستیوں کے	اٰمَنُوْا۔ایمان لاتے
وَ۔اور	اتَّقَوْا۔پرہیزگار ہوتے	لَفَتَحْنَا۔تو یقیناً ہم کھول دیتے	
عَلَيْهِمْ۔ان پر	بَرَكٰتٍ۔برکتیں	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین سے	وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا انہوں نے
فَاَخَذْنٰهُمْ۔تو پکڑا ہم نے ان کو		بِمَا۔بدلے اس کے جو	كَانُوْا۔تھے
يَكْسِبُوْنَ۔کماتے	اَفَاَمِنَ۔کیا بے خوف ہیں	اَهْلُ۔رہنے والے	الْقُرٰٓى۔بستیوں کے
اَنْ۔یہ کہ	يَّاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس	بَاْسُنَا۔ہمارا عذاب	بَيَاتًا۔رات کو
وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	نَآئِمُوْنَ۔سوتے ہوں	اَوَ۔کیا
اَمِنَ۔بے خوف ہیں	اَهْلُ۔رہنے والے	الْقُرٰٓى۔بستیوں کے	اَنْ۔یہ کہ
يَّاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس	بَاْسُنَا۔ہمارا عذاب	ضُحًى۔چاشت کے وقت	وَّ۔اور
هُمْ۔وہ	يَلْعَبُوْنَ۔کھیلتے ہوں	اَفَاَمِنُوْا۔کیا وہ امن میں ہیں	مَكْرَ۔تدبیر
اللّٰهِ۔الٰہی سے	فَلَا۔تو نہیں	يَاْمَنُ۔بے خوف ہوتی	مَكْرَ۔تدبیر
اللّٰهِ۔الٰہی سے	اِلَّا۔مگر	الْقَوْمُ۔قوم	الْخٰسِرُوْنَ۔خسارہ والی

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خلاصہ تفسیر رکوع دوم- سورۃ اعراف-پ ۹

اورنہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں نبی جسے اس کی قوم نے جھٹلایا نہ ہومگر یہ کہ اس بستی کے رہنے والے سختی اور تکلیف میں پکڑے گئے یعنی ان پر فقر و فاقہ۔ تنگدستی انواع و اقسام کے مرض مسلط ہوئے تاکہ وہ تضرع و زاری کریں۔ تکبر چھوڑ کر توبہ کریں اور احکام الٰہی کے مطیع بنیں پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی سے بدل دی یعنی سختی و تکلیف کے بعد راحت و آسائش پہنچائی اور یہ راحت و نعمت پہنچانا اطاعت و شکر گزاری کا نتیجہ تھا حتیٰ کہ وہ بہت ہو گئے۔

عفو کے معنی محاورہ عربی میں نشان مٹانے کے ہیں اور بڑھنے کے بھی ہیں عَفَا النَّبتُ سبزہ بڑھ گیا بھی معنی آتے ہیں حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاعْفُوا اللُّحٰی ڈاڑھیاں خوب رکھو یہاں بھی عفو کے معنی زیادہ کے لئے گئے یعنی ان کی تعداد زیادہ ہوگئی اور مال میں بھی فراوانی ہوئی تو بے شک ہمارے باپ دادا کو بھی رنج و راحت پہنچے تھے یعنی زندگی میں گرم و سرد کا مقابلہ ہوا ہی کرتا ہے زمانہ کا دستور ہی یہ ہے کہ تکلیف و راحت زندگی کے ساتھ ہے اس میں معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کا کچھ دخل نہیں انہوں نے شدت تکلیف سے کچھ عبرت نہ پکڑی تو ہم نے انہیں اچانک ان کی بے خبری میں پکڑ لیا۔ یعنی اس قوم کو عذاب کا خیال بھی نہ تھا کہ وہ گرفتار عذاب ہو گئے۔

اور اگر اس بستی والے ایمان لاتے اور ڈرتے اور خدا اور رسول کی اطاعت کرتے۔ منہیات سے باز رہتے تو ضرور ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتیں کھول دیتے یعنی وقت پر مفید بارشیں ہوتیں۔ پھل پھول بکثرت ہوتے رزق میں فراخی و فراوانی ہوتی آفتوں سے محفوظ رہتے لیکن وہ تو رسولوں کو جھٹلاتے تھے تو ہم نے پکڑا انہیں عذاب سے جیسا کہ وہ کرتے تھے اور انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا کیا۔

کیا بستیوں والے بے فکر ہیں اس سے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سو رہے ہوں۔ یعنی عام کفار ہوں یا سکان مکہ یا گرد و پیش والے یا بستیوں والے امن میں ہیں اس سے کہ ان پر عذاب دن چڑھے آجائے جبکہ وہ کھیل رہے ہوں اور عذاب الٰہی سے بے خبر ہوں کیا اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے امن میں ہیں یعنی اس کی طرف جو ڈھیل ملتی ہے اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ عذاب نہیں آئے گا۔

اور جن نعمتوں سے ان کو نوازا گیا اس پر تکبر کرتے ہیں تو اللہ کی مخفی تدبیر اور عذاب سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو نقصان و خسران والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہر آن ہر لحہ اس کا خوف رکھتے ہیں۔

حضرت ربیع بن خیثم سے ان کی صاحبزادی نے دریافت کیا کہ میں دیکھتی ہوں سب لوگ رات کو سوتے ہیں مگر آپ شب بیدار رہتے ہیں فرمایا بیٹی میں شب کے سونے سے خائف ہوں کہ کہیں یہ غفلت موجب عذاب نہ ہو جائے۔

تفسیر نسفی سے ترجمہ تفسیر

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ – یُقَالُ لَهٗ مَدِیْنَةٌ قَرْیَةٌ وَ فِیْهِ حَذْفٌ اَیْ كَذَّبُوْهُ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی۔ ہر بستی کو محاورہ میں قریہ کہتے ہیں اور اس میں محذوف فَكَذَّبُوْهُ ہے یعنی اس نبی کی تکذیب کسی قوم نے نہیں کی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ مگر پکڑ لیا ہم نے اس کے رہنے والوں کو بالبوس والفقر سختی اور تکلیف میں وَالضَّرَّآءِ– الضَّرُّوَا لْمَرَضُ لِاسْتِكْبَارِ هِمْ لِمَنْ اَتْبَاعِ نَبِیِّهِمْ اَوْ مِمَّا نُقْصَانُ النَّفْسِ وَ الْمَالِ ضَرَاءُ اَمْرَاضٌ بوجہ

www.waseemziyai.com

ان کے تکبر کے اور انبیاء کرام کی پیروی سے انکار کرنے سے یا دونوں عذاب نقصان مال بھی اور نقصان جان بھی۔

لَعَلَّهُمۡ يَضَّرَّعُوۡنَ – لِتضرَّ عُوا وَ يَتذَ لَّلوا۔ تاکہ وہ تضرع وزاری کریں اور بارگاہ رحمت میں اپنی ذلت کا اعتراف کریں۔ ثُمَّ بَدَّلۡنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الۡحَسَنَةَ – اَیْ اَعْطَيْنا هُمْ بَدَلَ مَا كَانُوا فِيهِ مِنَ الْبَلاءِ وَالْمِحْنَةِ الرَّخاءِ وَالسَّعةِ وَالصِّحةِ۔ پھر بدل دیا ہم نے برائی کی جگہ بھلائی کو یعنی ہم نے انہیں عطا فرمائی اس تنگی اور بیماری کی جگہ فراخی اور وسعت اور صحت۔

حَتّٰى عَفَوْا – اَكْثَرُو اَوتموا فِي اَنْفُسِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ مِنْ قَوْلِهِمْ عَفَا النَّبَاتُ اِذَا كَثُرَ وَ مِنْهُ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اعْفُوا اللُّحٰی۔ حتی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے جان و مال میں عرف عرب میں بولتے ہیں عفا النبات سبزی بہت ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعفوا اللّحی داڑھیاں بڑھاو۔ وَّ قَالُوۡا قَدۡ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ – اَیْ قَالُوا هٰذِهٖ عَادَةُ الدَّهْرِ يُعَاقِبُ فِي النَّاسِ بَيْنَ الضَّرَاءِ وَالسَّرَاءِ وَ قَدْ مَسَّ اٰبَاءَ نَانحوَ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ يَعْفُو فِيهِ الَّذِينَ فَكُونُوا عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ۔ اور کہنے لگے بے شک ہمارے باپ دادا کو بھی رنج وراحت پہنچے تھے یعنی یہ عادت زمانہ ہے کہ لوگوں پر تکلیف و آرام سے گزرتا ہے ایسے ہی ہمارے باپ دادا پر گزرا یہ سزائے معصیت میں نہیں لہٰذا جس دین پر ہو اسی پر رہو۔

فَاَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً – فجاءَ ةً تو پکڑ لیا ہم نے انہیں اچانک فجاءۃ کے معنی بھی اچانک کے ہیں۔

وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ – بِنُزُولِ الْعَذَابِ اور انہیں نزول عذاب کا شعور و علم ہی نہ تھا۔

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى – كَاَنَّهٗ قَالَ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ تِلْكَ الْقُرٰى الَّذِينَ كَذَّبُوا وَ اَهْلَكُوا۔ اور اگر بستیوں والے گویا یوں فرمایا کہ اگر یہ آبادیوں والے جو جھٹلا رہے تھے اور ہلاک ہوئے۔ اٰمَنُوۡا ایمان لے آتے وَاتَّقُوا الشِّرْكَ اور بچتے شرک سے لفتحنا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اَرادا لمطروَ النَّبَات تو کھول دیتے ہم ان پر برکتیں آسمان سے اور زمین سے آسمان کی برکتیں یہ ہیں کہ وقت پر بارش ہونا۔ مناسب ہوائیں چلنا اور زمین سے برکتیں یہ ہیں۔ سبزہ اگنا۔ دانے پھل وغیر حاصل ہونا یعنی ان پر آسمانی زمینی نعمتیں اس طرح بھیجتے رہتے بارشیں کر کے سبزہ اگاتے۔

وَلٰـكِنۡ كَذَّبُوۡا الانبياء فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ بِكُفْرِهِمْ وَ سُوْءِ كَسْبِهِمْ۔ لیکن انہوں نے انبیاء کرام کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں پکڑ لیا عذاب میں بدلہ ان کے کرنے کا کفر اور برے اعمال وغیرہ سے کیونکہ نبی کو جھٹلانا سارے کفر و شرک اور بداعمالیوں کی اصل ہے۔

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى يُرِيدُ الْكُفَّارَ مِنْهُمْ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا عذاباً بَيَاتًا لَيلاً اَیْ وَقْتَ بَيَان يُقَالُ بَاتَ بَيَاتًا وَّ هُمۡ نَآئِمُوۡنَ اَوَ اَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى نهاراً وَالضُّحٰی فِي الْاَصْلِ ضَوْءُ الشَّمْسِ اِذَا اَشْرَقَتْ وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ – يَشْغلُونَ۔ کیا بے فکر ہیں بستیوں والے یعنی کفار اس قوم کے اس سے کہ آئے ان پر عذاب رات کو یعنی سونے کے وقت محاورہ میں بات بیاتا بولتے ہیں یعنی سویا سونے والا اور وہ سو رہے ہوں یا امن میں ہیں بستیوں والے ہمارے اس عذاب سے جو دن میں آنے والا ہے۔ ضحیٰ اصل میں اس ضوء شمس کو کہتے ہیں جبکہ وہ تیزی سے چمک جائے اور وہ مشغول لہو ولعب ہوں۔

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ اخذه العبد من حيث لا يشعرو عن الشبلى قدس سرهٗ مكربهم تركهٗ ايّاهم على ما هم عليه وقالت اينة الربيع بن خيثم لا بيها مالى ارى الناس ينامون ولااراك تنام قال يا بنتاه ان اباك يخاف البيات ۔ کیا اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے وہ بے خوف ہیں کہ بندہ کو گرفتار کرلے ایسی صورت میں کہ اسے شعور ہی نہ ہو۔ حضرت شبلی قدس سرہ نے فرمایا اللہ کا مکر قوم کے ساتھ یہ ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دے اور حضرت بنت ربیع بن خیثم نے اپنے والد سے کہا ابا جان میں لوگوں کو سوتا ہوا دیکھتی ہوں لیکن آپ کو سوتا ہوا نہیں پاتی۔ فرمایا بیٹی مجھے خوف ہے رات میں سونے سے۔

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ الا الكافرون الذين خسروا انفسهم حتى صاروا الى النار ۔ تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر نقصان والی قوم یعنی وہ کافر جنہوں نے اپنی جانیں خسران و نقصان میں ڈالیں حتیٰ کہ وہ جہنم میں گئے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم - سورۃ اعراف - پ ۹

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کیا نہ ہدایت ملی انہیں جو وارث ہوئے زمین کے اس کے اصل مالکوں کے بعد یہ کہ اگر ہم چاہیں تو پہنچادیں آفت ان کے گناہوں کے سبب اور مہر کردیں ہم ان کے دلوں پر تو پھر وہ کچھ نہ سنیں۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

یہ بستیاں ہیں جن کا حال تم پر بیان کرتے ہیں اور بے شک آئے ان کے پاس رسول روشن دلیلوں سے تو وہ نہ ہوئے ایسے کہ ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ایسے ہی مہر کردیتا ہے اللہ کافروں کے دلوں پر۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور نہیں پایا ہم نے ان کے بہت سوں کو سچا اور ضرور پایا ہم نے ان کے بہت سوں کو خلاف حکم۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون کی طرف اور اس کے درباریوں میں تو انہوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا تو دیکھو کیسا ہوا انجام فسادیوں کا۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱۰۴﴾

اور فرمایا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں اللہ کا جو پروردگار عالم ہے۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۱۰۵﴾

زیبا ہے مجھے یہ کہ نہ کہوں اللہ پر میں مگر سچ لایا ہوں نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے تو چھوڑ دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

MARKAZUL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾	بولا اگر ہے تو کوئی نشانی لایا تو لا اگر ہے تو سچا۔
فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾	تو ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ فی الفور ایک اژدھا کھلم کھلا تھا۔
وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور نکالا اپنا ہاتھ تو وہ جگمگار ہا تھا دیکھنے والوں کے لئے۔

حل لغات رکوع سوم-سورۃ اعراف-پ ۹

اَوَ-کیا	لَمْ-نہ	یَهْدِ-ہدایت ملی	لِلَّذِیْنَ-ان کو جو
یَرِثُوْنَ-وارث ہوئے	الْاَرْضَ-زمین کے	مِنْۢ بَعْدِ-بعد	اَهْلِهَآ-اس کے مالکوں کے
اَنْ-یہ کہ	لَّوْ-اگر	نَشَآءُ-ہم چاہیں تو	اَصَبْنٰهُمْ-پہنچائیں
هُمْ-ان کو	بِذُنُوْبِهِمْ-ان کے گناہوں کے بدلے		وَ-اور
نَطْبَعُ-مہر کریں ہم	عَلٰى-اوپر	قُلُوْبِهِمْ-ان کے دلوں کے	فَهُمْ-تو وہ
لَا-نہ	یَسْمَعُوْنَ-سنیں	تِلْكَ-یہ	الْقُرٰى-بستیاں ہیں
نَقُصُّ-بیان کرتے ہیں ہم	عَلَیْكَ-تجھ پر	مِنْ اَنْۢبَآىٕهَا-ان کی خبریں	وَ-اور
لَقَدْ-بے شک	جَآءَتْهُمْ-آئے ان کے پاس	رُسُلُهُمْ-ان کے رسول	بِالْبَیِّنٰتِ-کھلے دلائل لے کر
فَمَا-تو نہ	كَانُوْا-تھے کہ	لِیُؤْمِنُوْا-ایمان لاتے	بِمَا-جس کو
كَذَّبُوْا-جھٹلایا تھا	مِنْ قَبْلُ-پہلے	كَذٰلِكَ-اسی طرح	یَطْبَعُ-مہر کرتا ہے
اللّٰهُ-اللہ	عَلٰى-اوپر	قُلُوْبِ-دل	الْكٰفِرِیْنَ-کافروں کے
وَ-اور	مَا-نہ	وَجَدْنَا-پایا ہم نے	لِاَكْثَرِ-اکثر
هِمْ-ان کے کا	مِّنْ-کوئی	عَهْدٍ-عہد	وَ-اور
اِنْ-بے شک	وَّجَدْنَآ-پایا ہم نے	اَكْثَرَ-اکثر	هُمْ-ان کے کو
لَفٰسِقِیْنَ-بدکردار	ثُمَّ-پھر	بَعَثْنَا-بھیجا ہم نے	مِنْۢ بَعْدِ-بعد
هِمْ-ان کے	مُّوْسٰى-موسیٰ کو	بِاٰیٰتِنَآ-اپنی نشانیاں دے کر	اِلٰى-طرف
فِرْعَوْنَ-فرعون کی	وَ-اور	مَلَا۠ىٕهٖ-اس کے سرداروں کی	فَظَلَمُوْا-تو ظلم کیا انہوں نے
بِهَا-ان سے	فَانْظُرْ-تو دیکھ	كَیْفَ-کیسا	كَانَ-ہوا
عَاقِبَةُ-انجام	الْمُفْسِدِیْنَ-فسادیوں کا	وَ-اور	قَالَ-کہا
مُوْسٰى-موسیٰ نے	یٰٓ-اے	فِرْعَوْنُ-فرعون	اِنِّیْ-بے شک میں
رَسُوْلٌ-رسول ہوں	مِّنْ رَّبِّ-رب	الْعٰلَمِیْنَ-جہاں کی طرف سے	حَقِیْقٌ-حقدار ہوں
عَلٰٓى-اوپر	اَنْ-اس کے کہ	لَّآ-نہ	اَقُوْلَ-کہوں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلٰی۔ اوپر	اللّٰہِ۔ اللہ کے	اِلَّا۔ مگر	الْحَقَّ۔ حق
قَدْ۔ بے شک	جِئْتُکُمْ۔ میں لایا تمہارے پاس	بِبَیِّنَۃٍ۔ دلیل	مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ تمہارے رب سے
فَاَرْسِلْ۔ تو بھیج	مَعِیَ۔ میرے ساتھ	بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل کو	قَالَ۔ بولا
اِنْ۔ اگر	کُنْتَ۔ ہے تو	جِئْتَ۔ لایا	بِاٰیَۃٍ۔ کوئی نشانی
فَاْتِ۔ تو لے آ	بِہَآ۔ اس کو	اِنْ۔ اگر	کُنْتَ۔ ہے تو
مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچا	فَاَلْقٰی۔ تو ڈالا اس نے	عَصَاہُ۔ عصا	ہٗ۔ اپنا
فَاِذَا۔ تو اچانک	ھِیَ۔ وہ	ثُعْبَانٌ۔ اژدھا تھا	مُّبِیْنٌ۔ ظاہر
وَّ۔ اور	نَزَعَ۔ کھینچ لیا	یَدَ۔ ہاتھ	ہٗ۔ اپنا
فَاِذَا۔ تو اچانک	ھِیَ۔ وہ	بَیْضَآءُ۔ سفید تھا	لِلنّٰظِرِیْنَ۔ واسطے دیکھنے والوں کے

خلاصہ تفسیر رکوع سوم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

اَوَ لَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَھْلِھَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾۔

اور کیا وہ ہدایت نہیں پاتے جو وارث ہوئے زمین کے بعد اصل مالکوں کے اس امر کی کہ اگر چاہے تو انہیں پہنچا دے گناہوں کے بدلے جیسا ہم نے ان کے پہلے وارثوں کو ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر کر دی کہ وہ کچھ نہیں سنتے اور پند و نصیحت نہیں مانتے۔

یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ۔ زمین کے وارث ہوئے ہیں وراثت کے معنی مرنے کے بعد اس کے مال کا مالک ہونا۔ الْاَرْضَ۔ وہ کفار جو اپنے باپ دادا کے بعد یا ان کی ہلاکت کے بعد ان کی زمین کے وارث ہوگئے کیا انہیں ہدایت نہ ملی اس بیان میں قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم لوط اور شعیب کی جن کے حالات بیان کرتے ہیں تم پر تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہماری مدد ہمارے رسولوں کی پیروی کرنے والے پر ان کے دشمنوں کافروں کے مقابلہ میں ہوا کرتی ہے۔

وَ لَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۱﴾۔

اور بے شک ان کے پاس آئے ان کے رسول روشن دلیلوں سے یعنی معجزات کے ساتھ تو وہ نہ ہوئے اس قابل کہ ایمان لائیں عذاب آنے اور ہلاک ہونے تک اس تکذیب کے خلاف جس سے جھٹلا رہے تھے بلکہ اپنے کفر اور تکذیب پر اڑے رہے اللہ یوں ہی مہر لگا دیتا ہے دلوں پر کافروں کے جن کے متعلق اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ کفر کے لئے ہی بنائے گئے ہیں اور ان کے لئے ایمان نہیں ہے۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ ﴿۱۰۲﴾۔

اور ان میں نہیں پایا ہم نے اکثر کو اپنے عہد میں سچا۔ انہوں نے اللہ کا عہد پورا نہ کیا بلکہ جب انہیں کوئی مصیبت آئی تو

www.waseemziyai.com

عہد کرلیا کہ الٰہی اگر تو ہمیں نجات دے تو ہم اب ایمان لائیں گے جب نجات مل گئی تو عہد سے منحرف ہو گئے۔ (مدارک) اور ان میں پایا ہم نے اکثر کو فاسق عہد شکن۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

پھر ہم نے بھیجا انبیائے کرام کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ یعنی معجزات دے کر مثل ید بیضا و عصا کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے ان نشانیوں پر بھی ظلم کیا اور جھٹلایا۔ کفر پر اڑے رہے تو دیکھو پھر کیسا ہوا انجام فسادیوں کا۔

وَقَالَ مُوْسٰى یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ۙ

اور کہا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں رب العلمین کی طرف سے مجھے یہی مناسب ہے کہ نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر مگر حق بات اس لئے کہ انبیائے کرام سے غلط بیانی نہیں ہوا کرتی اور تبلیغ رسالت میں ان سے کذب ممکن ہی نہیں بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے رب سے جو میری رسالت کا ثبوت ہے اور وہ معجزات ہیں تو تو اب میرے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اور انہیں اپنی پابندی سے آزاد کر دے تا کہ وہ ارض مقدسہ میں چلے جائیں جو ان کا وطن ہے۔

بولا اگر تم کوئی نشانی لائے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو۔ تو ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا تو وہ ایک اژدھا ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سید المفسرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدھا بن گیا اس کا منہ زرد تھا جس کا ایک جبڑا زمین کے نیچے اور ایک اس کے قصر شاہی کی دیوار پر پھر اس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون نے اپنے تخت سے کود کر گھر میں جانے کا رخ کیا اور بدحواسی میں اس کی ریاح خارج ہو گئی پھر اس اژدہے نے لوگوں کی طرف منہ پھیرا تو تمام درباریوں میں ایسی بھگدڑ پڑی کہ آپس میں ایک دوسرے کو کچل ڈالا اور بہت سے لوگ مر گئے۔

فرعون گھر میں پکارا کہ موسیٰ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس اژدھے کو پکڑ لو میں ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی سرائیل کو بھیجے دیتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا جو اژدھا بنا ہوا تھا اٹھالیا تو وہ مثل سابق عصا ہی ہو گیا اور نکالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ تو وہ جگمگا رہا تھا دیکھنے والوں کے سامنے یعنی اس کی روشنی اور چمک نور آفتاب پر غالب تھی۔

تفسیر نسفی سے رکوع متلوہ کی تفسیر

اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ - ای اَوَ لَمْ یَهْدِ لِلّذینع یخلفون مَنْ خَلا قبلَهُم فِی دِیَارِ هِمْ وَیَرِ ثُونَهُمْ اَرضَهُم هَذَا الشَّانِ وَ هُوَانَا لَوْ نَشَاءُ اَصَبنَا هُمْ بِذُنُوبِهِمْ كَمَا اَصَبنَا مَنْ قَبلَهُمْ فَاَهلَكنَا الْوَارِثِیْنَ كَمَا اَهلَكنَا الْمَورُوثِیْنَ وَنَطْبَعُ اَیْ وَ نَحْنُ نَخْتِمُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ منهم لَا یَسْمَعُوْنَ الْوَعْظَ۔

کیا ان پر ظاہر نہ ہوا کہ جو زمین کے وارث ہوئے ان کے اصل مالکوں کی بجائے کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی پہنچائیں ان کے گناہوں کے بدلے کوئی مصیبت یعنی کیا وہ ہدایت نہیں پاتے جو خلیفہ بنے ان کے جو گزر گئے ان سے پہلے اور ان کے

گھر اور مال کے یہ وارث بنے گویا یہی شان ان کی بھی ہوسکتی ہے ان کے گناہوں کے باعث جو ان سے پہلے رہنے بسنے والوں کی ہوئی۔ ان کے وارثوں کو ہم نے ہلاک کرڈالا انہیں بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اور ہم نے مہر کردی ان کے دلوں پر جس سے وہ سن نہیں سکتے اور وعظ پند انہیں فائدہ نہیں دیتا۔

یہ بستیاں وہ ہیں جن کا ذکر ہم آپ کے سامنے کر رہے ہیں یعنی یہ بستیاں جن کا ذکر فرمایا گیا تھا یہ قوم نوح سے قوم شعیب تک کی ہیں جن کا قصہ ہم بتا رہے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ بِالْمُعجزَاتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا عِندَ مَجِیْئِ الرُّسُلِ بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ اَیْ اِسْتَمَرُّوا عَلَی التَّكْذِیبِ مِنْ لَدُنْ مَجِیْئِ الرُّسُلِ اِلَیْهِمْ اِلٰی مَاتُوا مُصِرِّیْنَ مَعَ تَتَابُعِ الْاٰیَاتِ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ لِا عِلْمِ مِنْهُمْ اِنَّهُمْ یَخْتَارُوْنَ الثَّبَاتَ عَلَی الْكُفْرِ۔

اور بے شک آئے ان میں رسول معجزات کے ساتھ تو یہ نہ تھے ایمان لانے والے رسولوں پر اور ویسے تکذیب کرتے رہے جیسے پہلے کررہے تھے یعنی تکذیب انبیاء میں ہر نبی کے آنے پر جمے رہے حتیٰ کہ ہلاک ہوئے ایسے ہی ہم مہر کرتے ہیں کافروں کے دلوں پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کفر کو جانتا تھا۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ یَعْنِی اَنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ نَقَضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَ مِیْثَاقِهٖ فِی الْاِیْمَانِ وَ اِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ لَخَارِجِیْنَ عَنِ الطَّاعَةِ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ بِالْمُعْجِزَاتِ الْوَاضِحَاتِ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَكَفَرُوا بِاٰیٰتِنَا اَجْرَی الظُّلْمَ مَجْرَی الْكُفْرِ وَ اَدُّوا حُذْ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اَوْ فَظَلَمُوا النَّاسَ بِسَبَبِهَا حِیْنَ اٰذُوا مَنْ اٰمَنَ اَوْلِاَنَّهٗ اِذَا وَجَبَ الْاِیْمَانُ بِهَا فَكَفَرُوا بَدَلَ الْاِیْمَانِ كَانَ كُفْرُ هُمْ بِهَا ظُلْمًا حَیْثُ وَضَعُوا الْكُفْرَ غَیْرَ مَوْضِعِهٖ وَ هُوَ مَوْضِعُ الْاِیْمَانِ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ حَیْثُ صَارُوا مُغْرَقِیْنَ۔

اور نہیں پایا ہم نے ان کے اکثر کو بات کا سچا یعنی اس قوم میں اکثریت بدعہدوں کی ہے ایمان کا عہد بھی پورا نہیں کرتے اور باہمی معاہدوں میں بھی اوچھے ہیں اور یقیناً اکثر ان کے بے عہد فاسق ہی پائے یعنی نکل جانے والے اطاعت سے۔

پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ یعنی روشن معجزات دے کر فرعون کی طرف اور ان کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے ان میں ظلم کیا اور ہماری نشانیوں سے کفر کیا یہاں ظلم کفر کی جگہ استعمال کرنا اس وجہ میں ہے کہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے یا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ان لوگوں پر ظلم کرنے لگے جو ایمان لائے یا یہ معنی ہوں گے کہ معجزات کے ظاہر ہو جانے کے بعد ایمان واجب ہو گیا تو انہوں نے اس سے انکار کیا یہ ان کا ظلم تھا اس لئے کہ جب ظلم نام ہے وَ ضَعُ الشَّیْئِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهٖ کا تو انہوں نے ایمان کی جگہ کفر کو رکھا جو غیر موضوع تھا۔ تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا ان کے اعراض وانحراف کی وجہ میں۔

اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون۔ ملوک مصر کو فراعنہ کہا جاتا ہے جیسے ملوک فارس کو اکاسرہ کہتے ہیں فراعنہ فرعون کی جمع ہے۔ اکاسرہ کسریٰ کی جمع ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں اس کی مزید توضیح فرماتے ہوئے لکھا۔

فِرْعَونُ هُوَ عَلَمُ شَخصٍ ثُمَّ صَارَ لَقَباً لِكُلِّ مَنْ مَلَكَ مِصْرِ مِنَ الْعَمَالِقَةِ۔

فرعون ایک شخص کا نام تھا۔ پھر ہر بادشاہ مصر کا لقب ہو گیا جو عمالقہ مصر سے ہوتا جیسے کسریٰ بادشاہ فارس کا لقب ہو گیا اور قیصر بادشاہ روم کے لئے اور نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہو گیا اور تبع شاہ یمن کو کہنے لگ گئے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ پہلے اس ملک مصر کے لئے خاص ہوا جس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔

ایک قول میں ہے کہ اس کا نام قابوس تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کی کنیت ابو مرہ تھی۔

ایک قول ہے کہ ابو الولید تھی۔

ایک جماعت کی تحقیق میں قابوس اور ولید دو شخص تھے ایک وہ جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون تھا دوسرا وہ جو یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا۔ الخ (روح المعانی)

گویا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بادشاہ مصر (فرعون کا نام قابوس یا ولید بن مصعب بن ریان تھا) میں بھیجا ہوا ہوں رب العالمین کی طرف سے تیری طرف تو فرعون نے کہا آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے یہ اصرار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر سچ یعنی میں سچا ہوں اور میری بات قطعاً حق ہے یعنی مجھ پر واجب ہے کہ میں قول حق ہی کہوں گویا آپ نے فرمایا کہ میں پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہوں کہ سچ ہی بولوں اس لئے کہ میں رسول حقیق و جدیر ہوں اور تاج رسالت سے مزین کر کے مجھے بھیجا گیا ہے بنابریں جو بات میں کہوں گا حق کہوں گا۔ میں تم سب کے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے جس سے شانِ رسالت ظاہر ہو تو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو یعنی انہیں خلاصی دے تا کہ وہ میرے ساتھ اس زمین مقدسہ میں جائیں جو ان کا وطن ہے۔

اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے وفات پائی تو نسل اسباط پر فرعون نے اتنا غلبہ حاصل کیا کہ ان سے اپنی پوجا کروانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور یوسف علیہ السلام کے مصر میں تشریف لانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر آنے کے مابین چار سو سال کا فاصلہ ہے۔

فرعون بولا اگر آپ کوئی نشانی لے کر آئے ہو اس کی طرف سے جس نے آپ کو بھیجا ہے تو لاؤ اگر سچے ہو تا کہ آپ کی نبوت کی تصدیق ہو سکے تو ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دست اقدس سے تو وہ فوراً ایک اژدھا تھا کھلم کھلا۔ ثعبان بھاری اور موٹے زبردست سانپ کو کہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ سانپ نر اژدھا منہ پھاڑے ہوئے اس کے نیچے کے ہونٹ سے اوپر کے ہونٹ تک اسی ذراع کا تفاصل تھا۔ ذراع مروجہ گز سے ۱۱ گرہ کا ہوتا ہے تو اس حساب سے ۵۵ گز انگریزی ہوا اس اژدھا نے ایک ہونٹ زمین کے نیچے رکھا اور دوسرا قصر شاہی کے کنگروں کے اوپر پھر فرعون کی طرف اس نے رخ کیا تو بھاگ پڑا اور اس کی ریاح نکل رہی تھی پھر مجمع عام کی طرف رخ کیا تو پچیس ہزار آدمی مر گئے اور فرعون چیخا اور کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام اسے پکڑ لو میں ایمان لاتا ہوں۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھا لیا تو وہ بدستور عصا ہو کر آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نے ہاتھ نکالا اپنے گریبان سے تو

وہ دیکھنے والوں کے لئے جگمگانے لگا یعنی دیکھنے والوں کو جگمگاتا نظر آنے لگا۔ درحقیقت وہ چمکتا ہوا نہ تھا۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ تھے مگر جب وہ معجزانہ انداز میں ہاتھ دکھایا جاتا تو جگمگاتا تھا اور اس کی جگمگاہٹ دیکھ کر لوگ تعجب کرتے تھے۔ روایت ہے کہ فرعون کو آپ نے ہاتھ دکھا کر فرمایا یہ کیا ہے فرعون نے کہا آپ کا ہاتھ ہے آپ نے اسے اپنے گریبان میں ڈالا پھر نکالا تو وہ جگمگاتا ہوا اس شان سے نظر آیا کہ اس کی شعاع سورج سے زیادہ تھی۔ اس تمام روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بھی نقل کیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم-سورۃ اعراف- پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾	کہنے لگے سردار قوم فرعون کے بے شک یہ علم والا جادوگر ہے۔
یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے تو کیا حکم ہے تمہارا
قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾	بولے ٹھہراؤ اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے۔
یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾	کہ وہ لائیں ہر علم والے جادوگر کو۔
وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾	اور گئے فرعون کے پاس جادوگر بولے ہمیں ضرور انعام ملے گا اگر ہم غالب آئے۔
قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾	بولا فرعون ہاں تم مقرب ہو جاؤ گے۔
قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾	بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں اور یا یہ کہ ہم ڈالیں۔
قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱۶﴾	فرمایا تم ہی ڈالو تو جب انہوں نے ڈالا جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں پر اور انہیں ڈرایا اور لائے بڑا جادو۔
وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ ڈال دے تو اپنا عصا تو اچانک وہ لقمہ کرنے لگا جو انہوں نے بناوٹ کی۔
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	تو ثابت ہو گیا حق اور باطل ہو گیا جو وہ کر رہے تھے۔
فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾	تو اب وہ مغلوب ہوئے اور پلٹے ذلیل ہو کر
وَ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ﴿۱۲۰﴾	اور گرا دیئے گئے سجدے میں جادوگر
قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾	سب کہنے لگے ایمان لائے ہم تمام جہان کے رب کے ساتھ۔
رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

www.waseemziyai.com

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	بولا فرعون ایمان لائے تم اس پر قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بے شک یہ تمہارا مکر ہے جو تم نے کیا شہر میں کہ نکال دو شہر والوں کو اس سے تو اب عنقریب جان لوگے۔
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾	قسم ہے میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پیر ایک ایک طرف سے پھر تم سب کو سولی دوں گا۔
قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ ج	بولے ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔
وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع	اور کیا برا لگا تجھے ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی نشانیوں پر جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب ڈال ہم پر صبر اور ہمیں مسلمان مار۔

حل لغات رکوع چہارم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

قَالَ۔کہا	اَلْمَلَاُ۔سرداروں نے	مِنْ قَوْمِ۔قوم	فِرْعَوْنَ۔فرعون سے
اِنَّ۔بے شک	هٰذَا۔یہ	لَسٰحِرٌ۔جادوگر ہے	عَلِيْمٌ۔علم والا
يُّرِيْدُ۔چاہتا ہے	اَنْ۔یہ کہ	يُّخْرِجَكُمْ۔نکالے تم کو	مِّنْ اَرْضِكُمْ۔تمہاری زمین سے
فَمَاذَا۔تو کیا	تَاْمُرُوْنَ۔حکم کرتے ہو	قَالُوْٓا۔بولے	اَرْجِهْ۔مہلت دے اس کو
وَ۔اور	اَخَا۔بھائی	هُ۔اس کے کو	وَ۔اور
اَرْسِلْ۔بھیج دے	فِي۔بیچ	الْمَدَآئِنِ۔شہروں کے	حٰشِرِيْنَ۔اکٹھے کرنے والے
يَاْتُوْ۔لے آئیں	كَ۔تیرے پاس	بِكُلِّ۔ہر ایک	سٰحِرٍ۔جادوگر
عَلِيْمٍ۔جاننے والے کو	وَ۔اور	جَآءَ۔آئے	السَّحَرَةُ۔جادوگر
فِرْعَوْنَ۔فرعون کے پاس	اِنَّ۔کیا بے شک	لَنَا۔ہمارے لئے	لَاَجْرًا۔مزدوری ہوگی
اِنْ۔اگر	كُنَّا۔ہوں ہم	نَحْنُ۔ہم	الْغٰلِبِيْنَ۔غالب
قَالَ۔کہا	نَعَمْ۔ہاں	وَ۔اور	اِنَّكُمْ۔تم
لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔مقربوں سے ہوگے		قَالُوْا۔بولے	يٰٓا۔اے
مُوْسٰى۔موسیٰ	اِمَّآ۔یا تو	اَنْ۔یہ ہے کہ	تُلْقِيَ۔تو ڈالے
وَ۔اور	اِمَّآ۔یا	اَنْ۔یہ کہ	نَّكُوْنَ۔ہوں
نَحْنُ۔ہم	الْمُلْقِيْنَ۔ڈالنے والے	قَالَ اَلْقُوْا۔کہا تم ہی ڈالو	فَلَمَّآ۔پھر جب
اَلْقَوْا۔تو انہوں نے ڈالا	سَحَرُوْٓا۔تو جادو کیا	اَعْيُنَ۔آنکھوں	النَّاسِ۔لوگوں کی
وَ۔اور	اسْتَرْهَبُوْ۔ڈرایا	هُمْ۔ان کو	وَ۔اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جَآءُوْ۔لائے	بِسِحْرٍ۔جادو	عَظِیْمٍ۔بڑا	وَ۔اور
اَوْحَیْنَآ۔وحی کی ہم نے	اِلٰی۔طرف	مُوْسٰی۔موسیٰ کی	اَنْ۔یہ کہ
اَلْقِ۔ڈال دے	عَصَا۔لاٹھی	كَ۔اپنی	فَاِذَا۔تو اچانک
هِیَ۔وہ	تَلْقَفُ۔نگلتا تھا	مَا۔جو	یَاْفِكُوْنَ۔بناتے تھے
فَوَقَعَ۔تو واقع ہوگیا	الْحَقُّ۔حق	وَ۔اور	بَطَلَ۔باطل ہوگیا
مَا۔جو	كَانُوْا۔وہ تھے	یَعْمَلُوْنَ۔بناتے	فَغُلِبُوْا۔تو مغلوب ہوئے
هُنَالِكَ۔اس جگہ	وَ۔اور	انْقَلَبُوْا۔پھرے	صٰغِرِیْنَ۔ذلیل ہوکر
وَ۔اور	اُلْقِیَ۔ڈالے گئے	السَّحَرَةُ۔جادوگر	سٰجِدِیْنَ۔سجدے میں
قَالُوْٓا۔بولے	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے	بِرَبِّ۔رب	الْعٰلَمِیْنَ۔جہانوں پر
رَبِّ۔جو رب ہے	مُوْسٰی۔موسیٰ	وَ۔اور	هٰرُوْنَ۔ہارون کا
قَالَ۔کہا	فِرْعَوْنُ۔فرعون نے	اٰمَنْتُمْ۔تم ایمان لائے	بِهٖ۔اس پر
قَبْلَ۔پہلے	اَنْ۔اس سے کہ	اٰذَنَ۔میں اجازت دوں	لَكُمْ۔تم کو
اِنَّ۔بے شک	هٰذَا۔یہ ایک	لَمَكْرٌ۔مکر تھا	مَّكَرْتُمُوْهُ۔جو تم نے مکر کیا
فِیْ۔بیچ	الْمَدِیْنَةِ۔شہر کے	لِتُخْرِجُوْا۔تاکہ نکالو	مِنْهَآ۔اس سے
اَهْلَهَا۔اس کے رہنے والوں کو		فَسَوْفَ۔تو جلدی	تَعْلَمُوْنَ۔جانو گے تم
لَاُقَطِّعَنَّ۔ضرور کاٹوں گا میں	اَیْدِیَكُمْ۔تمہارے ہاتھ	وَ۔اور	اَرْجُلَكُمْ۔تمہارے پاؤں
مِّنْ خِلَافٍ۔الٹے کرکے	ثُمَّ۔پھر	لَاُصَلِّبَنَّكُمْ۔سولی دوں گا میں تم	اَجْمَعِیْنَ۔سب کو
قَالُوْٓا۔بولے	اِنَّآ۔بے شک ہم	اِلٰی۔طرف	رَبِّنَا۔اپنے رب کی
مُنْقَلِبُوْنَ۔پھرنے والے ہیں	وَ۔اور	مَا۔نہیں	تَنْقِمُ۔برا لگا تجھ کو
مِنَّآ۔ہم سے	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے
بِاٰیٰتِ۔آیات	رَبِّنَا۔الٰہی پر	لَمَّا۔جبکہ	جَآءَتْنَا۔آئیں ہمارے پاس
رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب	اَفْرِغْ۔ڈال دے	عَلَیْنَا۔ہم پر	صَبْرًا۔صبر
وَّ۔اور	تَوَفَّنَا۔فوت کر ہم کو	مُسْلِمِیْنَ۔مسلمان	

خلاصہ مختصر تفسیر رکوع چہارم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۝۱۰۹ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝۱۱۰
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ۝۱۱۱ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝۱۱۲ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ
قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ۝۱۱۳۔

کہنے لگے سردار قوم فرعون کے بے شک یہ علم والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے تو تمہارا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کیا خیال ہے بولے ٹھہراؤ اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں جمع کرنے والوں کو کہ وہ لائیں تیرے پاس علم والے تمام جادوگر اور آ گئے جادوگر فرعون کے پاس بولے ہمیں انعام ملے گا اگر ہم ہوں غالب۔

ملاء کے لفظی معنی ہیں بھرنے والی چیز اور اصطلاح میں سرداروں کی جماعت جن سے مجلس بھر جائے۔ یہاں مراد فرعون کے وزراء وامراء ہیں۔

خلاصہ تفسیر

قوم فرعون کے سردار کہنے لگے یہ بڑا علم والا جادو کا ماہر ہے جس نے جادو سے نظر بندی کر کے لوگوں کو لکڑی کا عصا اژدھا بنا کر دکھایا اور گندمی رنگ کا ہاتھ آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا ایسی باتیں دکھا کر یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک مصر سے نکال دے اس کا کچھ نہ کچھ انتظام ہونا چاہئے تو مشورہ یہ ہوا کہ انہیں اور ان کے بھائی حضرت ہارون کو ٹھہرایا جائے اور مصر کے تمام شہروں سے وہ لوگ جمع کئے جائیں جو فن سحر میں ماہر ہوں چنانچہ حسب مشورہ لوگ جمع کرنے گئے اور اطراف بلاد سے تلاش کر کے جادوگر لے آئے۔ انہوں نے بڑے دعویٰ کئے اور کہنے لگے اگر ہم غالب آ گئے تو کیا ہمیں انعام ملے گا؟

فرعون نے کہا بے شک تمہیں انعام بھی ملے گا اور تم میری بارگاہ کے مقربین خاص ہو جاؤ گے غرضیکہ جادوگروں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی ان کے دلوں میں ادب و رعب پیدا ہو گیا اور انہوں نے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ بلکہ انہوں نے عرض کیا حضور اگر حکم ہو تو اپنا کرتب پیش کریں گویا بلا اجازت وہ کسی اقدام کے لئے تیار نہ ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اجازت دی تو انہوں نے اپنے جادو کا کرتب پیش کیا جس سے لوگوں کی نگاہیں مسخر ہو گئیں اور انہیں سارے میدان میں سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے اور اس سے وہ خوفزدہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مظاہرہ سے کوئی خوف نہ آیا اس لئے کہ آپ علیہ السلام کو کامل اعتماد اور یقین تھا کہ منتر جنتر معجزہ کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ مختصر یہ کہ جب جادوگر اپنے زبردست منتر جنتر کا مظاہرہ کر چکے تو جناب باری عزاسمہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم ملا کہ وہ اپنا عصا ڈال دیں آپ علیہ السلام نے عصا مبارک ڈال دیا تو جادوگروں کی تمام کرتوت نگل گیا اور حق باطل پر غالب آ گیا۔

سیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے بڑے بڑے رسے اور شہتیر میدان میں ڈال کر اپنے منتر سے لوگوں کی نظر بندی کی تھی عوام انہیں سانپ اور اژدھے کی شکل میں دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو اس نے ایک عظیم اژدھے کی شکل اختیار کر کے تمام کا لقمہ کر لیا۔

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اجتماع اسکندریہ میں ہوا تھا اور عصا جب بشکل اژدھا رونما ہوا تو اس کی دم سمندر کے پار تھی۔ جب تمام سحر کاری ختم ہو گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھا لیا تو وہ عصا ہی تھا۔ جادوگروں نے یہ معجزانہ مشاہدہ کر کے یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ کرشمہ قدرت الٰہی عزوجل ہے تو سب کے سب **اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ** کہتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔

بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ان کی پیشانیاں پکڑ کر جھکا دیں۔ فرعون کے حصہ میں پھر بھی ایمان نہ آیا وہ اپنے تکبر و غرور میں بولا تم میری اجازت دینے سے پہلے جو ایمان لائے اس میں یقیناً تمہارا مکر تھا اور تم نے یہ مکاری کر کے تمام شہر میں خوف و

ہر اس پھیلانا چاہا ہے۔ تا کہ تم اور موسیٰ (علیہ السلام) شہر والوں کو یہاں سے نکال دو۔ لہٰذا اب تمہیں اس مکاری کی سزا ضرور ملے گی اور تم عنقریب جان لو گے میں یہ قسم کہتا ہوں کہ تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا کر تمہیں سولی دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''دنیا میں پہلا سولی دینے والا اور پہلا ہاتھ پاؤں کاٹنے والا فرعون ہے۔''

چنانچہ فرعون کی اس گیدڑ بھبکی سے ایمان لانے والے جادوگروں نے جواب دیا کہ اے فرعون اب ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ تیرے مظالم ہمارا ایمان نہ بدل سکیں گے۔ ہم یقیناً اپنے رب کی طرف لوٹیں گے اور اگر منصفانہ طور پر دیکھا جائے تو تجھے ہمارا یہی کام ناگوار گزرا ہے کہ ہم نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان لے آئے۔ لہٰذا ہمیں اس کا کوئی بھی غم نہیں ہے ہم مرکر اپنے رب کی لقا اور رحمت حاصل کریں گے اور وہی ہمارا اور تیرا فیصلہ کرے گا۔

اب ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ صبر کامل عطا فرمائے اور ہم پر اپنی رحمت کرے جیسے پانی کسی پر انڈیلا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ دن کے اول وقت جادوگر تھے اور اسی روز آخر وقت شہید ہو گئے۔

تفسیر نسفی اور روح المعانی سے تصریح۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۱۰۹﴾ عالِمٌ بِالسِّحرِ ما هِرٌ فِيهِ قَدْ خُيِّلَ اِلَى النَّاسِ العَصَاحيَةَ وَالادَمُ الْبِيضَ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ يَعْنِى مِصرَ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ تُشِيرُونَ قَالُوْٓا اَرْجِهْ بِسُكُونِ الْهَاءِ اَىْ اَخِّرُوا حَبِسْ اَىْ اَخِّرْ اَمْرَهُ وَلَا تَعْجَلْ اَوْ كَانَّهُ هَمَّ بِقَتْلِهِ فَقَالُوا اَخِّرْ قَتْلَهُ وَاَحْبِسْهُ وَلَا تَقْتُلْهُ لِيُبَيِّنَ سِحْرَهُ عِنْدَ الْخَلْقِ وَاَخَاهُ هرون وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ جَامِعِينَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ يُرِيدُ فَارسَلَ اِلَيهِمْ مَحضَرُوهُ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا كَانَّهُمْ قَالُوا لَا بُدَّلَنَا مِنْ اَجرٍ عَظِيمٍ اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ لَكُمْ لَاَجراً وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ عِندِى فَتَكُونُونَ اَوَّلَ مَنْ يَدخُلُ وَاٰخِرَ مَنْ يَخرُجُ وَ كَانُوا ثَمانِينَ اَلفًا اَوْ سَبعِينَ اَلفًا وَ بِضْعَةً وَ ثَلَاثِينَ اَلفاً۔

بولے سردار قوم فرعون کے بے شک یہ سحر کا بڑا عالم ہے۔ اس فن میں بڑا ماہر ہے لوگوں کے خیال پر اثر انداز ہو کر عصا کو سانپ بنا دیتا ہے اور انسان سفید ہوتا ہے یہ ہاتھ کو جگمگا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری زمین مصر سے نکال دے تو تمہارا کیا مشورہ ہے سب کہنے لگے اَرْجِهْ یعنی اَخِّرْ ابھی اسے قتل نہ کرو بلکہ ابھی اسے مقید رکھو اور جلدی نہ کرو یعنی ان کا ارادہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا تھا تو بمشورہ سرداران فرعون وہ موخر کیا گیا ان کے خیال میں یہ تاخیر اس وجہ میں تھی کہ جب ہمارے جادوگران کا مقابلہ کریں گے تو ان کی جادوگری خود بخود ماند پڑ جائے گی۔

چنانچہ فیصلہ ہوا کہ مصر کے تمام قصبات و مدائن میں جادوگر لانے کے لئے نمائندے بھیجے اور ماہر جادوگر جمع کئے جائیں۔ چنانچہ جادوگر آ گئے اور فرعون کے سامنے پیش ہو گئے۔ فرعون نے انہیں اپنی مصیبت سنائی وہ بولے ہم مقابلہ کریں گے لیکن جب ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غلبہ پالیں تو ہمیں انعام واکرام سے نوازا جائے تو فرعون نے کہا ہاں تمہارے لئے انعام ہی نہیں بلکہ پھر تو تم میرے مقربین خاص ہو گئے تمہارا درجہ یہ ہو گا کہ دربار میں سب سے اول تمہیں باریابی ہو گی اور سب

www.waseemziyai.com

دربار کے برخاست ہو جانے کے بعد تمہاری واپسی۔

یہ تحقیق کہ وہ کتنے تھے اس میں تین قول ہیں۔

ایک روایت ہے کہ یہ جادوگر اسی ہزار جمع کئے گئے تھے۔

ایک روایت ہے کہ ستر ہزار تھے۔

ایک روایت ہے تیس ہزار اور کچھ تھے۔

بہرحال جتنے بھی تھے ہزار ہا کی تعداد میں تھے اور وہ صرف اور صرف ایک وجود مسعود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں لائے گئے تھے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

وَاختُلِفَ فِی عِدَّتِهِم - فَعَنْ كَعْبٍ اَنَّهُمْ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفاً وَ عَنْ اِبْنِ اِسْحٰق خَمسَةَ عَشَرَ اَلْفًا وَ عَنْ اَبِی ثَمَامَةَ سَبعَةَ عَشَرَ اَلْفًا وَ فِی رَوَايَةٍ تِسْعَةَ عَشَرَ اَلْفًا وَ عَنِ السَّدِیِّ بِضْعَةٌ وَ ثَلاثُونَ اَلْفًا وَ عَنْ اَبِی بَرْزَةَ اِنَّهُمْ سَبعُونَ اَلفًا وَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ كَعْبٍ ثَمَا نُونَ اَلْفًا وَ اَخرَجَ اَبُو الشَّيْخ عَنْ اِبْنِ جَرِيرٍ قَالَ اَلسَّحَرَةُ ثَلَثُمِائَةٍ مِنْ قَوْمِهِ وَ ثَلَثُمِائَةٍ مِنَ الْعَرِيْشِ وَ يَشُكُّونَ فِی ثَلَثِمِائَةٍ مِنَ الْاِسْكَنْدَرِيَةِ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّهُم كَانُوا سَبعِيْنَ سَاحِرًا وَقَدْ اَخَذُوا سِحراً مِنْ رَجُلَيْنِ مَجُوسِيَيْنِ مِنْ اَهْلِ نِينوٰی مَدِينَةَ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

جادوگروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔

کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ بارہ ہزار تھے۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں پندرہ ہزار تھے۔

ابی ثمامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں سترہ ہزار تھے۔

ایک روایت ہے کہ نو ہزار تھے۔

علامہ سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے تیس ہزار اور کچھ تھے۔

ابی برزہ رحمہ اللہ کی تحقیق ہے کہ ستر ہزار تھے۔

محمد بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں اسی ہزار تھے۔

اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ سے اخراج کر کے فرماتے ہیں۔

کہ فرعون کی قوم سے تین سو جادوگر آئے اور عریش سے تین سو علیحدہ آئے اور خیال ہے کہ تین سو اسکندریہ سے بھی آئے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے کہ وہ ستر جادوگر تھے جنہوں نے دو مجوسیوں سے سحر سیکھا تھا اور یہ مجوسی نینوا کے رہنے والے تھے اور نینوا وہی شہر ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کا وطن تھا۔

آگے چل کر علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تحقیق فرماتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وَ الظَّاهِرُ عَدَمُ صِحَتِهٖ لِاَنَّ الْمَجُوسِیَةَ ظَهَرَتْ زَمَنَ زَرْدَشْتَ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَ هُوَ اِنَّمَا جَاءَ بَعْدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اِنَّهُمْ رَئِيْسُهُمْ كَمَا قَالَ مَقَاتِلُ شَمْعُوْن وَقَالَ اِبْنُ جُرَيْجٍ هُوَ يُوْحَنَا وَقَالَ اِبْنُ الْجُوْزِى نَقْلًا عَنْ عُلَمَاءِ السِّيَرِ اِنَّ رُؤَسَائَهُمْ سَابُوْر وَ عَازَوْر وَحَطَ حَطَ وَ مُصَفِّى۔

ظاہر تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں اس لئے کہ مجوسیت کا ظہور زردشت کے زمانہ میں مشہور ہے اور وہ یقیناً بعد موسیٰ علیہ السلام آیا۔ ان کے سردار کا نام بقول مقاتل شمعون تھا۔

اور ابن جریج رحمہ الہ کہتے ہیں ان کے سردار کا نام یوحنا تھا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ علماء سیر سے ناقل ہیں کہ رؤسائے مجوس سابور۔ عازور۔ حط حط۔ مصفی تھے۔

بہرحال اس میں قطعی شک نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ جادوگروں سے ہوا۔ عام اس سے کہ وہ اسی ہزار تھے یا نو سو یا تین سو۔

آگے تفسیر نسفی میں ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ عَصَاكَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ– وَ فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ رَغْبَتَهُمْ فِيْ اَنْ يُلْقُوْا قَبْلَهٗ قَالَ لَهُمْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْقُوْا تَخْيِيْرُ هُمْ اِيَّاهُ اَدَبٌ حَسَنٌ رَاعَوْهُ مَعَهٗ كَمَا يَفْعَلُ الْمُنَاظِرُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّتَحَادَرُوْا فِي الْجِدَالِ وَقَدْ سَوَّ غَ لَهُمْ مُوْسٰى مَا رَغِبُوْا فِيْهِ اِزْدِرَاءَ لِشَانِهِمْ وَ قِلَّةِ مُبَالَاةِ بِهِمْ وَ اِعْتِمَادًا عَلٰى اَنَّ الْمُعْجِزَةَ لَنْ يَغْلِبَهَا سِحْرٌ اَبَدًا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ اَرَوْهَا بِالْحِيَلِ وَالشَّعْوَزَةِ وَ خُلِّلُوْا اِلَيْهَا بِالْحَقِيْقَةِ بِخِلَافِهٖ رَوٰى اِنَّهُمْ اَلْقَوْا حِبَالًا غِلَاظًا وَ خَطَبًا طِوَالًا فَاِذَا هِيَ اَمْثَالُ الْحَيَاةِ قَدْ مَلَأَتِ الْاَرْضَ وَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَاَرْهَبُوْهُمْ اِرْهَا بَاشَدِيْدًا كَاَنَّهُمْ اِسْتَدْعَوْا رَهْبَتَهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ فِىْ بَابِ السِّحْرِ اَوْ فِيْ عَيْنِ مَنْ رَاهُ۔

جادوگر بولے اے موسیٰ یا آپ ڈالیں اپنا عصا یا ہم ڈالنے والے ہوں اس میں اس امر کی دلالت ہے کہ جادوگروں کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنا کرتب پہلے دکھائیں فرمایا ان سے موسیٰ علیہ السلام نے تمہیں ڈالو گویا انہیں اختیار دیا ان کے حسن ادب کی بناء پر جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کیا۔

دوسری اس وجہ میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر اعتماد تھا کہ ان کا جادو معجزہ پر ہرگز غالب نہ ہوگا۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ یعنی جب انہوں نے اپنا جادو ڈالا لوگوں کی نظریں مسحور ہوگئیں اور انہیں سانپ اور اژدھے نظر آنے لگے جو حقیقتاً کچھ نہ تھے۔

روایت ہے کہ انہوں نے رسے اور لکڑیاں لمبی لمبی ڈالی ہوئی تھیں وہ سحر سازی کی وجہ سے سانپوں اور اژدھوں کی شکل میں نظر آنے لگیں اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ تمام میدان بھرا ہوا ہے اور ایک پر ایک اژدھا چڑھ رہا ہے اور دیکھنے والوں پر شدید خوف طاری ہوگیا اور وہ زبردست جادو لائے جس نے لوگوں کی آنکھیں مسحور کردیں۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ)

اور وحی فرمائی ہم نے موسیٰ کی طرف یہ کہ ڈال دیں اپنا عصا تو وہ نگل گیا وہ سب کچھ جو جھوٹی نظر بندی سے انہوں نے مکر

www.waseemziyai.com

بنایا تھا رسوں اور لکڑیوں کا اور اٹھالیا موسیٰ علیہ السلام نے اسے تو وہ لوٹ کر پھر عصا ہوگیا جیسا کہ تھا اور اللہ کی قدرت سے ان کے جادو سے جو اجرام عظیم نظر آرہے تھے معدوم ہوگئے۔ 3

تو سارے جادوگر کہنے لگے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی جادو سے رسے اور شہتیر کا سانپ بناتے تو قائم رہتے تو ان پر حق غالب آیا اور جو انہوں نے کیا تھا جادو سے وہ باطل ہوگیا اور اس وقت فرعون اور اس کا لشکر اور جادوگر مغلوب ہوگئے اور ذلیلوں کی صورت میں مبہوت ہوکر رہ گئے اور گرادیئے گئے جادوگر اس طرح سجدہ میں تھے گویا کہ انہیں سجدہ میں گرایا گیا ہو تو اول نہار میں وہ جادوگر اور کافر تھے اور آخر یوم نیک اور شہید تھے سب کے سب پکار اٹھے کہ ہم ایمان لائے جہان کی پرورش کرنے والے پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

فرعون بولا تم ایمان لائے ہو موسیٰ پر یہ اس کا کہنا تو بیجا تھا یعنی وہ غضب ناک ہوکر کہنے لگا کہ میری اجازت سے پہلے تمہارا یہ ایمان لانا ظاہر کرتا ہے کہ اس میں تمہاری چال تھی جو تم نے چل کر شہر والوں پر کی تاکہ یہاں کے متوطنین کو جنگل میں نکال دیا جائے یعنی قبطیوں کو مصر سے نکال کر ان کی جگہ بنی اسرائیل کو آباد کرو تو عنقریب تم جان لوگے قسم ہے میں تمہارے ہاتھ پیر کاٹوں گا ایک طرف سے ہاتھ دوسری طرف سے پاؤں کاٹ کر تمہیں مثلہ کروں گا۔ پھر تمہیں سولی دوں گا۔ یہ پہلی بار ہاتھ پیر کاٹ کر سولی کی رسم فرعون نے جاری کی تمام جادوگر جو ایمان لاچکے تھے۔ بولے ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں تو ہمیں موت کی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ یہ انقلاب لقاء الٰہی اور رحمت غیر متناہی کے لئے ہے اور ہم اپنی جانیں اللہ کے سپرد کرچکے ہیں تو جو تیرے جی میں آئے وہ ہمارے لئے حکم دے اور تجھے ہمارا کیا برا لگا یہی نا کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب کہ وہ ہمارے پاس آئیں یہ تیری نظر میں عیب ہے اور وہ دراصل مناقب ومفاخر ہے جسے ہم ایمان کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے یعنی صبر عطا فرما اور ہمیں دنیا سے مسلمان اٹھا یعنی اسلام وایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہمیں موت دے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم-سورۃ اعراف- پ ۹

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اور قوم فرعون کے سردار کہنے لگے تو کیا تو چھوڑتا ہے موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے کہ وہ فساد پھیلائیں زمین میں اور چھوڑ دے تجھے اور تیرے فرضی معبودوں کو بولا میں قتل کروں گا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھوں گا ان کی بیٹیاں اور ہم ان پر غالب ہیں۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

فرمایا موسیٰ نے اپنی قوم سے مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر کرو بے شک زمین اللہ کی ہے۔ وارث بناتا ہے اس کا جسے چاہے اپنے بندوں سے اور انجام پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝١٢٩ ع

بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے قبل اور آپ کے آنے کے بعد فرمایا عنقریب تمہارا رب ہلاک کرے گا تمہارے دشمن کو اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں متمکن کرے گا۔ پھر دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

حل لغات رکوع پنجم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

قَالَ۔ بولے	اَلْمَلَاُ۔ سردار	مِنْ قَوْمِ۔ قوم	فِرْعَوْنَ۔ فرعون سے
اَ۔ کیا	تَذَرُ۔ چھوڑتا ہے تو	مُوْسٰى۔ موسیٰ کو	وَ۔ اور
قَوْمَهٗ۔ اس کی قوم کو	لِيُفْسِدُوْا۔ تاکہ فساد کریں	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
وَ۔ اور	يَذَرَ۔ چھوڑ دے	كَ۔ تجھ کو	وَ۔ اور
اٰلِهَتَكَ۔ تیرے معبودوں کو	قَالَ۔ بولا	سَنُقَتِّلُ۔ ہم جلدی قتل کریں گے	
اَبْنَآءَ۔ بیٹے	هُمْ۔ ان کے	وَ۔ اور	نَسْتَحْيٖ۔ زندہ رکھیں گے
نِسَآءَ۔ عورتیں	هُمْ۔ ان کی	وَ۔ اور	اِنَّا۔ بے شک ہم
فَوْقَهُمْ۔ ان پر	قٰهِرُوْنَ۔ غالب ہیں	قَالَ۔ کہا	مُوْسٰى۔ موسیٰ نے
لِقَوْمِهِ۔ اپنی قوم سے	اسْتَعِيْنُوْا۔ مدد مانگو	بِاللّٰهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور
اصْبِرُوْا۔ صبر کرو	اِنَّ۔ بے شک	الْاَرْضَ۔ زمین	لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہے
يُوْرِثُهَا۔ وارث بناتا ہے اس کا		مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے		وَ۔ اور	الْعَاقِبَةُ۔ انجام
لِلْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کے لئے ہے		قَالُوْٓا۔ بولے	اُوْذِيْنَا۔ ہمیں تکلیف دی گئی
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	اَنْ۔ اس سے	تَاْتِيَنَا۔ کہ تو آیا ہمارے پاس	وَ۔ اور
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	جِئْتَنَا۔ تو آیا ہمارے پاس	قَالَ۔ کہا
عَسٰى۔ قریب ہے کہ	رَبُّكُمْ۔ رب تمہارا	اَنْ۔ یہ کہ	يُّهْلِكَ۔ ہلاک کرے
عَدُوَّ۔ دشمن	كُمْ۔ تمہارے	وَ۔ اور	يَسْتَخْلِفَكُمْ۔ خلیفہ بنائے
تم کو	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَيَنْظُرَ۔ پھر دیکھے
كَيْفَ۔ کیسے	تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہو		

خلاصہ تفسیر رکوع پنجم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

اور قوم فرعون کے سردار بولے کیا تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور مصر میں تیری مخالفت کریں وہاں کے باشندوں کا دین بدلیں اور اس کا احساس قوم کو اس لئے ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اول مقابلہ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں جو جادوگروں سے ہوا چھ لاکھ افراد ایمان لاچکے تھے۔ (مدارک)

3/3

اور تجھے اور تیرے (مفروضہ) معبودوں کو چھوڑ دے وہ نہ تجھے پوجیں نہ تیرے کھڑے کئے ہوئے معبودوں کو۔ علامہ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنوا کر ان کی پرستاری کا حکم جاری کردیا تھا اور اعلان عام تھا کہ فرعون تمہارا رب ہے اور ان بتوں کا بھی جن کو تم پوج رہے ہو۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ فرعون دہریہ تھا اور وجود صانع کا انکار کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ عالم سفلی کے مدبر کواکب ہیں اسی بناء پر اس نے ستاروں کی صورت پر بت بنوادیئے تھے ان کا خود بھی پرستار تھا اور اپنی قوم کو بھی انہی کی پرستش کراتا تھا اور باوجود پرستار کواکب ہونے کے اپنے آپ کو اہل زمین کا مطاع و مخدوم تصور کرتا تھا۔

اور یہی وجہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ سے واپس آکر انا ربکم الاعلی کا آوازہ لگایا اور قوم سے کہا سَنُقَتِّلُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡيٖ نِسَآءَهُمۡ ۚ عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کروں گا اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھوں گا اور ہم یقیناً ان پر غالب ہیں گویا یہ وہ جواب ہے جو سرداران فرعون نے اس سے پہلے اَتَذَرُ مُوۡسٰى وَقَوۡمَهٗ کہہ کر پوچھا تھا یا فرعون کو قتل موسیٰ اور آپ کی قوم کے قتل کے لئے ابھارنا تھا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا اللہ سے مدد چاہو بے شک زمین کا مالک اللہ ہے۔

اور فرعون کی اس اسکیم سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس قتل عام سے بنی اسرائیل کی تعداد کم ہوجائے گی۔ بنی اسرائیل یہ سن کر پریشان ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں سے جسے چاہے وارث بنائے اور انجام کار پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توقع دلائی کہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگی اور تم لوگ ان کی زمین واملاک پر قابض و متصرف ہوگے۔

تو بنی اسرائیل کہنے لگے اُوۡذِيۡنَا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَاۡتِيَنَا وَمِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا حضور ہم تو آپ کے تشریف لانے سے قبل بھی ستائے گئے ہیں اور آپ کے آجانے کے بعد بھی مصیبت میں ہیں یعنی فرعون اور اس کی قوم نے طرح طرح کی مصیبتوں میں ہمیں مبتلا کر رکھا ہے اور اب وہ ہماری اولاد کے قتل کا عزم کرچکا ہے تو ہماری مدد کب ہوگی اور یہ مصیبتیں کب تک ہمارے سر سے ٹلیں گی۔؟

تو آپ نے فرمایا عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ بہت جلدی تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور ان کی جگہ زمین کا تمہیں مالک بنائے گا پھر دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو اور کس طرح شکر نعمت بجا لاتے ہو۔

فرعون نے چار سو برس کی عمر پائی۔ تین سو بیس برس تو ایسی عیش و عشرت میں گزارے کہ اس مدت میں کبھی اس کے درد سر بھی نہ ہوا۔ اب ان پر قحط سالی مسلط ہوئی تاکہ اس سے خوفزدہ ہوکر یاد خدا کریں لیکن وہ کفر میں اس قدر راسخ ہوچکے تھے کہ ان سے بھی ان کی سرکشی میں کمی نہ آئی۔ بقیہ حال آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔

www.waseemziyai.com

تفسیر نسفی سے رکوع مذکورہ کی تصریح

(ترجمہ) کہا سرداران قوم فرعون نے کیا تو چھوڑ دے گا موسیٰ اور اس کی قوم کو تا کہ وہ فساد برپا کریں زمین مصر میں اپنی بلندی کے لئے اور یہاں کے لوگوں کا دین بدل دیں اس لئے کہ جادوگروں کے ایمان لانے سے چھ لاکھ نفر مسلمان ہو گئے تھے اور چھوڑ دیں تجھے اور تیرے گھڑے ہوئے معبودوں کو۔

مروی ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنا کر حکم دیا تھا کہ ان کی پوجا کرے اور ان کی طرف تقرب حاصل کرے جس طرح بتوں کے پجاری بتوں سے تقرب حاصل کر کے کہتے ہیں کہ یہ عبادت ہماری اللہ کی طرف تقرب حاصل کرنے کے لئے ہے اور اسی وجہ میں فرعون نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ بولا۔ فرعون سرداران قوم کو جواب میں کہ عنقریب میں ان کے بچوں کو قتل کروں گا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھوں گا اور ہم ان پر غالب ہوں گے۔

یعنی میں ویسے ہی ان کے بچوں کا قتل شروع کروں گا جیسے پہلے ولادت موسیٰ کی خبر پر کیا تھا تا کہ وہ جانیں کہ ہم اس غلبہ اور قہر کے مالک ہیں اور یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ویسے ہی مقہور ہیں تو یہ مجبور ہو کر ہماری طرف آ جائیں گے اور یہ واہمہ عوام میں نہ رہے گا کہ ہمارے سابقہ قتل عام کی وجہ محض منجموں کی خبر ولادت کی بنا پر نہ تھی اور ہم انہیں اپنی اتباع کی طرف مجبور کر دیں۔

فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے تم اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب قوم نے گھبرا کر آپ سے فرعون کے ارادہ کا اظہار کیا۔ تو آپ نے تسلی دینے کو ان سے وعدہ نصرت الٰہی فرمایا اور کہا بے شک زمین اللہ کی ملکیت ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں سے اس میں قوم کے لئے امید دلائی گئی زمین مصر کی اور انجام پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے اس میں بشارت دی کہ خاتمہ محمودہ متقیوں کے لئے ہے۔

تو قوم بولی ہم تو ستائے جا چکے ہیں آپ کی تشریف آوری سے قبل اور آپ کے تشریف لانے کے بعد اس سے ان کی مراد قبل ولادت موسیٰ علیہ السلام قتل ابناء تھی اور دوبارہ پھر قتل کی خبر سنی تو یہ فرعون کی شکایت بارگاہ موسیٰ علیہ السلام میں انہوں نے کی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تمہارا رب وہ ہے جو ہلاک کرے گا تمہارے دشمن کو اور اس کی جگہ زمین مصر پر تمہیں مسلط فرمائے گا۔ اس میں اشارۃً موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہلاکت فرعون کی اور قوم موسیٰ علیہ السلام کے اس ملک پر مسلط ہونے کی پھر دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو یعنی تمہاری طرف سے جو عمل ہوں گے وہ دیکھے جائیں گے کہ نیک رہتے ہو یا قبیح عملوں میں پڑتے ہو شکر نعمت بجالاتے ہو یا کفران نعمت کرتے ہو پھر جیسا تم کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم ۔ سورۃ اعراف ۔ پ ۹

وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور بے شک پکڑا ہم نے فرعونیوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی میں تا کہ وہ نصیحت مانیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ

تو جب آتی ان کے پاس بھلائی کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور اگر پہنچے انہیں برائی تو بدشگونی لیتے موسیٰ اور ان کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾

ساتھیوں سے خبردار بدشگونی تو ان کے لئے اللہ کے ہاں ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

وَقَالُوا۟ مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِۦ مِنْ ءَايَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

اور کہتے ہیں تم کیسی بھی نشانی لاؤ ہمارے پاس تاکہ ہم پر جادو کرو اس سے تو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلطُّوفَانَ وَٱلْجَرَادَ وَٱلْقُمَّلَ وَٱلضَّفَادِعَ وَٱلدَّمَ ءَايَٰتٍ مُّفَصَّلَٰتٍ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ وَكَانُوا۟ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون نشانیاں جدا جدا تو تکبر کیا انہوں نے اور تھے وہ قوم مجرم۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ ٱلرِّجْزُ قَالُوا۟ يَٰمُوسَى ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا ٱلرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٣٤﴾

اور جب پڑتا ان پر عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کرو ہمارے لئے اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو تمہارے پاس ہے اگر ہٹا دو گے تم ہم سے عذاب تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بھیج دیں گے ہم تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ ٱلرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾

تو جب ہم نے ان سے عذاب ہٹایا ایک مدت کے لئے جس کے بعد انہیں عذاب آنا تھا تو جبھی وہ پھر جاتے۔

فَٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ عَنْهَا غَٰفِلِينَ ﴿١٣٦﴾

تو بدلہ دیا ہم نے انہیں اور غرق کیا انہیں دریا میں بوجہ جھٹلانے کے ہماری نشانیوں کو اور تھے وہ اس سے غافل لوگ۔

وَأَوْرَثْنَا ٱلْقَوْمَ ٱلَّذِينَ كَانُوا۟ يُسْتَضْعَفُونَ مَشَٰرِقَ ٱلْأَرْضِ وَمَغَٰرِبَهَا ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ٱلْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ بِمَا صَبَرُوا۟ ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُۥ وَمَا كَانُوا۟ يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾

اور وارث کیا ہم نے اس قوم کو جو کمزور کر دی گئی تھی اس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا جس میں برکت رکھی گئی تھی ہم نے اور پورا ہوا تیرے رب کا وعدہ بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا اور برباد کر دیا ہم نے جو کچھ کرتا تھا فرعون اور اس کی قوم اور جو تھے مکانات بناتے۔

وَجَٰوَزْنَا بِبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱلْبَحْرَ فَأَتَوْا۟ عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰٓ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوا۟ يَٰمُوسَى ٱجْعَل لَّنَآ إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾

اور ہم نے دریا کے پار کیا بنی اسرائیل کو تو آئے وہ اوپر ایسی قوم کے جو آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اپنے اپنے بتوں کے آگے بولے اے موسیٰ بنا دے ہمیں ایک خدا جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں فرمایا تم قطعی جاہل ہو۔

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾

یہ لوگ تباہی میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ باطل ہے۔

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

فرمایا کیا اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی اور خدا حالانکہ اس نے تمہیں زمانہ پر فضیلت دی۔

وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾

اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں نجات دی فرعونیوں سے جو تمہیں بری طرح عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری لڑکیاں زندہ رکھتے۔ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے زبردست امتحان تھا۔

حل لغات رکوع ششم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اَخَذْنَآ۔پکڑا ہم نے	اٰلَ۔قوم
فِرْعَوْنَ۔فرعون کو	بِالسِّنِيْنَ۔قحط سالی	وَ۔اور	نَقْصٍ۔کمی
مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔پھلوں سے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَذَّكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑیں	فَاِذَا۔تو جب
جَآءَتْهُمُ۔آتی ان کے پاس	الْحَسَنَةُ۔بھلائی	قَالُوْا۔کہتے	لَنَا۔ہمارے لئے ہے
هٰذِهٖ۔یہ	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تُصِبْهُمْ۔پہنچتی ان کو
سَيِّئَةٌ۔برائی	يَّطَّيَّرُوْا۔بدفال لیتے	بِمُوْسٰى۔موسیٰ سے	وَ۔اور
مَنْ۔جو	مَّعَهٗ۔ان کے ساتھی تھے	اَلَآ۔خبردار	اِنَّمَا۔یقیناً
طٰٓئِرُ۔بدفالی	هُمْ۔ان کی	عِنْدَ۔پاس	اللّٰهِ۔اللہ کے ہے
وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر	هُمْ۔ان کے
لَا۔نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے
مَهْمَا۔جب بھی	تَاْتِنَا۔لائے تو	بِهٖ۔ہمارے پاس	مِنْ۔کوئی
اٰيَةٍ۔نشانی	لِّتَسْحَرَ۔کہ جادو کرے تو	نَا۔ہم پر	بِهَا۔اس سے
فَمَا۔تو نہیں	نَحْنُ۔ہم	لَكَ۔تجھ پر	بِمُؤْمِنِيْنَ۔ایمان لانے والے
فَاَرْسَلْنَا۔تو بھیجا ہم نے	عَلَيْهِمُ۔ان پر	الطُّوْفَانَ۔طوفان	وَ۔اور
الْجَرَادَ۔ٹڈی	وَ۔اور	الْقُمَّلَ۔چچڑیاں	وَ۔اور
الضَّفَادِعَ۔مینڈک	وَ۔اور	الدَّمَ۔خون	اٰيٰتٍ۔نشان
مُّفَصَّلٰتٍ۔کھلے کھلے	فَاسْتَكْبَرُوْا۔تو تکبر کیا	وَ۔اور	كَانُوْا۔تھے وہ
قَوْمًا۔لوگ	مُّجْرِمِيْنَ۔مجرم	وَ۔اور	لَمَّا۔جب
وَقَعَ۔آتا	عَلَيْهِمُ۔ان پر	الرِّجْزُ۔عذاب	قَالُوْا۔کہتے
يٰمُوْسَى۔اے موسیٰ	ادْعُ۔دعا کر	لَنَا۔ہمارے لئے	رَبَّكَ۔اپنے رب سے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بِمَا۔ساتھ اس کے جو	عَهِدَ۔عہد کیا	عِنْدَ۔نزدیک	كَ۔تیرے
لَئِنْ۔اگر	كَشَفْتَ۔کھول دے تو	عَنَّا۔ہم سے	الرِّجْزَ۔عذاب
لَنُؤْمِنَنَّ۔تو ضرور ایمان لائیں گے ہم		لَكَ۔تجھ پر	وَ۔اور
لَنُرْسِلَنَّ۔ضرور بھیجیں گے ہم		مَعَكَ۔تیرے ساتھ	بَنِيٓ۔بنی
اِسْرَآءِيْلَ۔اسرائیل کو	فَلَمَّا۔تو جب	كَشَفْنَا۔ہم کھولتے	عَنْهُمُ۔ان سے
الرِّجْزَ۔عذاب	اِلٰٓى۔طرف	اَجَلٍ۔مدت کے کہ	هُمْ۔وہ
بٰلِغُوْ۔پہنچنے والے تھے	هُ۔اس کو	اِذَا۔تو اچانک	هُمْ۔وہ
يَنْكُثُوْنَ۔عہد توڑ دیتے	فَانْتَقَمْنَا۔تو ہم نے بدلہ لیا	مِنْهُمْ۔ان سے	فَاَغْرَقْنٰهُمْ۔تو ہم نے غرق
کر دیا ان کو		فِي۔بیچ	الْيَمِّ۔دریا کے
بِاَنَّهُمْ۔کہ انہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو	وَ۔اور
كَانُوْا۔تھے	عَنْهَا۔ان سے	غٰفِلِيْنَ۔غافل	وَ۔اور
اَوْرَثْنَا۔وارث بنایا ہم نے	الْقَوْمَ۔اس قوم کو	الَّذِيْنَ۔جو	كَانُوْا۔تھے
يُسْتَضْعَفُوْنَ۔کمزور سمجھے جاتے	مَشَارِقَ۔مشرق	الْاَرْضِ۔زمین کا	وَ۔اور
مَغَارِبَهَا۔اس کے مغرب کا	الَّتِيْ۔وہ جو	بٰرَكْنَا۔برکت رکھی ہم نے	فِيْهَا۔اس میں
وَ۔اور	تَمَّتْ۔پورے ہوگئے	كَلِمَتُ۔کلمے	رَبِّكَ۔تیرے رب کے
الْحُسْنٰى۔اچھے	عَلٰى۔اوپر	بَنِيٓ۔بنی	اِسْرَآءِيْلَ۔اسرائیل کے
بِمَا۔بدلے اس کے	صَبَرُوْا۔جو انہوں نے صبر کیا	وَ۔اور	دَمَّرْنَا۔توڑ دیا ہم نے
مَا۔جو	كَانَ۔تھا	يَصْنَعُ۔بناتا	فِرْعَوْنُ۔فرعون
وَ۔اور	قَوْمُهٗ۔اس کی قوم	وَ۔اور	مَا۔جو
كَانُوْا۔تھے وہ	يَعْرِشُوْنَ۔مکان بناتے	وَ۔اور	جٰوَزْنَا۔گزار دیا ہم نے
بِبَنِيٓ۔بنی	اِسْرَآءِيْلَ۔اسرائیل کو	الْبَحْرَ۔دریا سے	فَاَتَوْا۔تو آئے وہ
عَلٰى۔اوپر	قَوْمٍ۔ایک قوم کے	يَّعْكُفُوْنَ۔جو دھرنا مارے بیٹھی تھی	
عَلٰٓى۔اوپر	اَصْنَامٍ۔بتوں	لَّهُمْ۔اپنے کے	قَالُوْا۔کہنے لگے
يٰمُوْسَى۔اے موسیٰ	اجْعَلْ۔بنا	لَّنَآ۔ہمارے لئے	اِلٰهًا۔خدا
كَمَا۔جیسے کہ	لَهُمْ۔ان کے	اٰلِهَةٌ۔خدا ہیں	قَالَ۔کہا
اِنَّكُمْ۔بے شک تم	قَوْمٌ۔لوگ ہو	تَجْهَلُوْنَ۔جاہل	اِنَّ۔بے شک
هٰٓؤُلَآءِ۔یہ	مُتَبَّرٌ۔ہلاک ہونے والا ہے	مَّا۔جو	هُمْ۔وہ
فِيْهِ۔اس میں ہیں	وَ۔اور	بٰطِلٌ۔باطل ہے	مَّا۔جو

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

كَانُوْا۔ تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے	قَالَ۔ فرمایا	اَ۔ کیا
غَيْرَ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اَبْغِيْكُمْ۔ تلاش کروں تمہارے لئے	
اِلٰهًا۔ خدا	وَّ۔ حالانکہ	هُوَ۔ اس نے	فَضَّلَكُمْ۔ بزرگی دی تم کو
عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہان والوں کے	وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب
اَنْجَيْنٰكُمْ۔ نجات دی ہم نے تم کو		مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔ قوم فرعون سے	
يَسُوْمُوْنَكُمْ۔ پہنچاتے تھے تم کو		سُوْٓءَ۔ برا	الْعَذَابِ۔ عذاب
يُقَتِّلُوْنَ۔ وہ قتل کرتے	اَبْنَآءَ۔ بیٹے	كُمْ۔ تمہارے	وَ۔ اور
يَسْتَحْيُوْنَ۔ زندہ رکھتے	نِسَآءَ۔ عورتیں	كُمْ۔ تمہاری	وَ۔ اور
فِيْ۔ بیچ	ذٰلِكُمْ۔ اس کے	بَلَآءٌ۔ امتحان تھا	مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب سے
عَظِيْمٌ۔ بہت بڑا			

خلاصہ تفسیر رکوع ششم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۹

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔

اور بے شک پکڑا ہم نے فرعونیوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی میں۔ یعنی فقر وفاقہ میں مبتلا کیا تا کہ وہ نصیحت پکڑیں اور کفر وشرک سے باز آئیں تو جب ان پر کوئی بھلائی آتی اور ارزانی وفراخی ہوتی تو کہتے یہ ہمارے لئے ہے۔ یعنی ہم اس کے مستحق ہیں اس فراخی کو اللہ عزوجل کا فضل نہ جانتے اور اگر کوئی برائی پہنچتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے کہ یہ بلائیں ان لوگوں کی وجہ میں آئی ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں بھی نہ آتیں۔ خبردار رہو ان کی قسمت کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے جو اس نے ان کے لئے مقدر کیا ہے وہی پہنچتا ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے اور کہتے ہیں تم کیسی بھی نشانی لے کر آؤ کہ ہم پر جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

جب ان کی سرکشی وخودسری اس درجہ تک پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے عذاب فرمائی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو ہم نے بھیجا ان پر طوفان جب ان کے ساتھ جادوگروں کی جمعیۃ ہی ایمان لے آئی اس وقت بھی فرعون اپنے کفر وسرکشی پر جمارہا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پے بہ پے عذاب رونما ہوئے۔ پہلی بار ان پر طوفان آیا جو ابر کی صورت میں ظاہر ہوا اس نے اندھیرا کیا اور اتنی بارش ہوئی کہ قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا اور وہ اس پانی میں کھڑے ہوگئے۔ آخرش وہ پانی ان کی گردنوں سے بھی اوپر چڑھنے لگا وہ اس پانی میں نہ کام کر سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے یہ عذاب ہفتہ سے ہفتہ تک سات یوم کامل رہا۔ بنی اسرائیل کے گھر بھی ان کے گھروں سے متصل تھے مگر ان کے گھروں میں وہ عذاب کا پانی نہ آیا۔

آخرش جب یہ لوگ عاجز آگئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے لئے عرض کیا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ عذاب رفع ہو گیا تو ہم لوگ آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔

آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی وہ عذاب رفع ہوا اور زمین اتنی سرسبز وشاداب ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ کھیتیاں خوب ہوئیں۔ درخت خوب پھلے اور فرعونی کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ مختصر یہ کہ ایک مہینہ آرام

www.waseemziyai.com

سے گزرا اس کے بعد دوسرا عذاب آیا جیسے فرمایا والجراد یعنی ٹڈیاں مسلط ہوگئیں۔

انہوں نے وہ کھیتیاں اور پھل اور مکانوں کی چھتیں سب غارت کر ڈالیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل امن سے رہے۔ قبطیوں نے پریشان ہوکر پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور رفع عذاب کے بعد ایمان لانے کا وعدہ کیا اور وعدے پر عہد و پیمان کئے سات روز اس عذاب میں مبتلا رہے۔ جب دعائے موسیٰ علیہ السلام سے وہ عذاب ٹلا تو کہنے لگے بقیہ کھیتیاں اور پھل ہمیں کافی ہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے عہد و پیمان سب توڑ دیئے اور بدستور اپنے اعمال خبیثہ میں مشغول ہو گئے ایک ماہ پھر امن سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے والقمل جوؤں اور چچڑیوں کا عذاب مسلط فرمایا مفسرین رحمہم اللہ قمل کی تفسیر میں تین قول فرماتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں قمل سے مراد جوں ہیں۔

بعض کہتے ہیں قمل گھن ہے۔

بعض کہتے ہیں قمل سے مراد وہ کیڑا ہے جسے مکنی کہتے ہیں یہ باریک کیڑا ہوتا ہے یہ کیڑا کھیتوں کو چاٹ گیا۔ کپڑوں میں گھس کر جسم چاٹ گیا۔ بھویں پلکیں جھاڑ دیں حتیٰ کہ دس بوریوں میں تین سیر غلہ باقی نکلتا۔ سونا دشوار ہوگیا۔ آخرش فرعونی گھبرائے اور اب پختہ توبہ کرنے کے لئے جمع ہوئے آپ علیہ السلام کی دعا سے یہ بلا دفع ہوئی۔

سات روز تک یہ بلا بھی رہی پھر بدعائے موسیٰ علیہ السلام نجات پائی مگر یہ بدعہد اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ خباثت پر اتر آئے ایک مہینہ کی مہلت کے بعد اب ان پر بدعائے موسیٰ علیہ السلام والضفادع مینڈکوں کا تسلط ہوا اور ایسا ہوا کہ بات کرنے کے لئے منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں گھس جاتے جہاں بیٹھتے مینڈکوں کی وجہ سے جگہ نہ ملتی۔ ہانڈی پکاتے تو اس میں مینڈک کود پڑتے۔ غرضیکہ چولہوں کی آگ مینڈک کود کود کر بجھا دیتے۔ کھانوں میں مینڈک۔ ہانڈیوں میں مینڈک غرضیکہ ہر جگہ مینڈک ہی مینڈک دیکھ کر فرعونی رو پڑے سات روز تک اس عذاب میں مبتلا رہے پھر توبۃ النصوح کے لئے جمع ہوکر آئے آپ نے پھر دعا کی وہ بلا بھی دفع ہوئی پھر ایک ماہ خیریت سے گزرا مگر حسب عادت پھر عہد شکنی کی تو بدعائے موسیٰ علیہ السلام والدم یعنی ان پر خون مسلط ہوا اور ایسا مسلط ہوا کہ کنوؤں۔ چشموں۔ نہروں حتیٰ کہ دریائے نیل میں بھی خون ہی خون تھا۔

قبطیوں نے فرعون سے شکایت کی تو اس نے کہا موسیٰ نے جادو سے نظر بندی کی ہے قوم نے کہا یہ کیسی نظر بندی ہمیں تو ہمارے گھر کے برتنوں اور نہروں اور کنوؤں میں خون کے سوا پانی کا نام ونشان نہیں ملتا۔

فرعون نے حکم دیا کہ قبطی اور بنی اسرائیل ایک ہی برتن میں پانی لیا کریں۔ چنانچہ ایسا بھی کیا گیا لیکن جب بنی اسرائیل پانی نکالتے تو پانی نکلتا اور جب قبطی اس برتن سے پانی اپنے برتن میں لیتے تو خون بن جاتا۔ فرعونیوں کی عورتیں بچے پیاس سے ادھ موئے ہوگئے۔ بنی اسرائیل کے گھروں سے پانی مانگتے تھے۔ انہوں نے پانی دیا اور جب قبطیوں کے برتن میں ڈالا تو وہ خون ہوگیا آخر ایک دن ایک فرعونی عورت نے بنی اسرائیل کی خاتون سے کہا تو اپنے منہ میں پانی لے کر میرے منہ میں ڈال دے اس نے منہ میں پانی لے کر فرعونی عورت کے منہ میں کلی کی تو اس کے منہ میں وہ خون ہوگیا۔

فرعون خود پیاس سے بے چین ہوگیا اور درختوں کا رس چوسا وہ رس بھی منہ میں جا کر خون ہوگیا۔ سات روز تک یہی حال رہا تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں التجا کی اور دعا کی درخواست کی اور سخت معاہدے ایمان کے کئے۔ آپ علیہ

السلام نے دعا فرمائی۔ بلا دفع ہوئی لیکن ایمان پھر بھی نہ لائے۔

چنانچہ ارشاد ہے جدا جدا نشانیاں آئیں تو بھی انہوں نے تکبر کیا اور وہ قوم مجرم تھی۔ اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے اس عہد کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا تمہارے پاس ہے تاکہ وہ آپ کی دعا قبول کرے اگر آپ ہم پر سے عذاب اٹھا دیں گے تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ کر دیں گے تو جب ہم ان سے عذاب ایک مدت کے لئے کھول دیتے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے۔

تو پھر ہم نے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں غرق کر دیا یعنی جب بار بار انہیں عذابوں سے نجات دی اور وہ کسی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق بحیرہ قلزم کر کے ہلاک کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ہماری نشانیاں جھٹلاتے رہے اور انجام کار سے بے پروا اور غافل رہے اور قطعاً عقل وتدبر سے کام نہ لیا۔ اور ہم نے انہیں یعنی قوم بنی اسرائیل کو جو کمزور و مجبور کر دی گئی تھی اس زمین مصر وشام کے مشرق ومغرب کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی۔ نہروں۔ درختوں۔ پھلوں۔ کھیتوں اور پیداوار کی کثرت سے اور تیرے رب کا وعدہ حسنیٰ پورا ہوا بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا اور برباد کر دیا ہم نے ان تمام عمارتوں اور ایوانوں اور باغوں کو جو کچھ بنائے تھے فرعون اور اس کی قوم نے اور جو بلند عمارتیں اٹھاتے تھے اور دریا پار اتارا ہم نے بنی اسرائیل کو۔ یہ واقعہ دس محرم کو ہوا۔

تو وہ آئے ایک ایسی قوم پر جو اپنے بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے تھے یعنی بت پرستی کر رہے تھے۔ ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بت گائے کی شکل کے تھے انہیں دیکھ کر بنی اسرائیل کہنے لگے بولے اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ضرور جاہل لوگ ہو اتنی نشانیاں دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ اللہ واحد اور لاشریک لہ ہے وہ متمثل نہیں اس کا شبیہ محال اسے تشبیہ کسی سے دینا کفر ہے صرف وہی مستحق عبادت ہے اس کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں ہے بے شک یہ لوگ (جو بت پرستی کر رہے ہیں) بربادی میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ نرا باطل ہے۔

فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) کیا اللہ کے سوا اور تمہارا خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں فضیلت دی زمانہ بھر سے یعنی اللہ تعالیٰ ایسی ذات کا نام نہیں جو تلاش کر کے بنالی جائے بلکہ وہ ذات تو وہ ہے جس نے تمہیں زمانہ بھر پر فضیلت دی احسان اور فضل کرنے پر قادر ہے اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں نجات دی فرعون والوں سے کہ تمہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ چھوڑتے اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا یعنی جب اس نے تم پر ایسی نعمتیں عطا کیں تو تمہیں شایاں نہیں ہے کہ اس کے سوا کسی اور کو پوجو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ساتواں - سورۃ اعراف - پ ۹

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پوری کیں ہم نے دس بڑھا کر تو پورا ہوا وعدہ اس کے رب کا چالیس رات کا اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو نائب رہ میرا میری قوم میں اور اصلاح کر اور نہ پیرو ہونا فسادیوں کی راہ کا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾

اور جب آیا موسیٰ ہمارے وعدہ پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے عرض کی اے میرے رب اپنا دیدار دکھا کہ میں دیکھوں تجھے۔ فرمایا ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر ٹھہرا رہا اپنی جگہ تو قریب ہے کہ تو مجھے دیکھ لے تو جب اپنا نور چمکایا اس کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گرے موسیٰ بے ہوش کر۔ تو جب ہوش ہوا بولے پاکی ہے تجھے رجوع کرتا ہوں میں تیری طرف اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ٘ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے چن لیا لوگوں سے اپنی رسالتوں اور اپنی کلام سے تو لے جو میں نے تجھے دیا اور ہو شکرگزاروں سے۔

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور لکھا ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت اور تفصیل ہر شے کی (اور فرمایا) اسے لے مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ لے اس کی اچھی باتیں عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں فاسقوں کا گھر۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۴۶﴾

اور جلدی پھیروں گا میں انہیں جو میری آیتوں سے تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر سب نشانیاں دیکھیں تو ایمان نہ لائیں اور اگر دیکھیں ہدایت کی راہ نہ اختیار کریں اس راہ کو اور اگر دیکھیں راہ گمراہی کی تو پکڑتے ہیں وہ راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور وہ اس سے بے خبر ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۠ ﴿۱۴۷﴾

اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں اور ملاقات آخرت کو ان کا سب عمل اکارت گیا انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو وہ کرتے تھے۔

حل لغات رکوع ہفتم - سورۃ اعراف - پ ۹

وَ۔اور	وٰعَدْ۔وعدہ کیا	نَا۔ہم نے	مُوْسٰی۔موسیٰ سے
ثَلٰثِیْنَ۔تیس	لَیْلَةً۔راتوں کا	وَّ۔اور	اَتْمَمْنٰهَا۔پورا کیا ہم نے اس کو

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِعَشۡرٍ۔ساتھ دس کے	فَتَمَّ۔تو پورا ہوا	مِیۡقَاتُ۔وقت	رَبِّہٖۤ۔اس کے رب کا
اَرۡبَعِیۡنَ۔چالیس	لَیۡلَۃً۔راتیں	وَ۔اور	قَالَ۔کہا
مُوۡسٰی۔موسیٰ نے	لِاَخِیۡہِ۔اپنے بھائی	ھٰرُوۡنَ۔ہارون کو	اخۡلُفۡنِیۡ۔نائب رہ میرا
فِیۡ۔بیچ	قَوۡمِیۡ۔میری قوم کے	وَ۔اور	اَصۡلِحۡ۔درستی کر
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَتَّبِعۡ۔پیروی کر	سَبِیۡلَ۔راہ
الۡمُفۡسِدِیۡنَ۔فسادیوں کی	وَ۔اور	لَمَّا۔جب	جَآءَ۔آیا
مُوۡسٰی۔موسیٰ	لِمِیۡقَاتِنَا۔ہمارے وقت پر	وَ۔اور	کَلَّمَہٗ۔کلام کیا اس سے
رَبُّہٗ۔اس کے رب نے	قَالَ۔کہا	رَبِّ۔اے میرے رب	اَرِ۔دکھا
نِیۡۤ۔مجھ کو	اَنۡظُرۡ۔میں دیکھوں	اِلَیۡکَ۔تیری طرف	قَالَ۔فرمایا
لَنۡ۔ہرگز نہیں	تَرٰ۔دیکھ سکے گا تو	نِیۡ۔مجھ کو	وَ۔اور
لٰکِنِ۔لیکن	انۡظُرۡ۔دیکھ	اِلَی۔طرف	الۡجَبَلِ۔پہاڑ کی
فَاِنِ۔پھر اگر	اسۡتَقَرَّ۔ٹھہرا رہا	مَکَانَہٗ۔اپنی جگہ پر	فَسَوۡفَ۔تو جلدی
تَرٰ۔دیکھے گا تو	نِیۡ۔مجھ کو	فَلَمَّا۔پھر جب	تَجَلّٰی۔تجلی فرمائی
رَبُّہٗ۔اس کے رب نے	لِلۡجَبَلِ۔پہاڑ پر	جَعَلَہٗ۔تو کر دیا اس کو	دَکًّا۔ریزہ ریزہ
وَّ۔اور	خَرَّ۔گر پڑے	مُوۡسٰی۔موسیٰ	صَعِقًا۔بے ہوش ہو کر
فَلَمَّاۤ۔پھر جب	اَفَاقَ۔افاقہ ہوا	قَالَ۔کہا	سُبۡحٰنَکَ۔تو پاک ہے
تُبۡتُ۔میں توبہ کرتا ہوں	اِلَیۡکَ۔تیری طرف	وَ۔اور	اَنَا۔میں
اَوَّلُ۔پہلا	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ماننے والا ہوں	قَالَ۔فرمایا	یٰمُوۡسٰۤی۔اے موسیٰ
اِنِّی۔بے شک میں نے	اصۡطَفَیۡتُکَ۔برگزیدہ کیا تجھ کو		عَلَی۔اوپر
النَّاسِ۔لوگوں کے	بِرِسٰلٰتِیۡ۔اپنی پیغمبری	وَ۔اور	بِکَلَامِیۡ۔اپنے کلام سے
فَخُذۡ۔تو پکڑ	مَاۤ۔جو	اٰتَیۡتُکَ۔میں نے تجھ کو دیا	وَ۔اور
کُنۡ۔ہو	مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ۔شکر گزاروں سے		وَ۔اور
کَتَبۡنَا۔لکھا ہم نے	لَہٗ۔اس کے لئے	فِی۔بیچ	الۡاَلۡوَاحِ۔تختیوں کے
مِنۡ کُلِّ۔ہر	شَیۡءٍ۔چیز کی	مَّوۡعِظَۃً۔نصیحت	وَّ۔اور
تَفۡصِیۡلًا۔تفصیل	لِّکُلِّ۔ہر	شَیۡءٍ۔چیز کی	فَخُذۡ۔تو پکڑ
ھَا۔اس کو	بِقُوَّۃٍ۔طاقت سے	وَّ۔اور	اۡمُرۡ۔حکم دے
قَوۡمَکَ۔اپنی قوم کو	یَاۡخُذُوۡا۔پکڑیں	بِاَحۡسَنِہَا۔اس کی اچھی باتیں	سَاُورِیۡکُمۡ۔جلدی دکھاؤں
گا میں تم کو	دَارَ۔گھر	الۡفٰسِقِیۡنَ۔فاسقوں کا	سَاَصۡرِفُ۔جلدی پھیروں گا میں

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

عَنْ اٰيٰتِىَ۔اپنی آیتوں سے	الَّذِيْنَ۔ان کو جو	يَتَكَبَّرُوْنَ۔تکبر کرتے ہیں	فِى۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	بِغَيْرِ۔بغیر	الْحَقِّ۔حق کے	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	يَّرَوْا۔دیکھیں	كُلَّ۔ہر	اٰيَةٍ۔نشانی تو
لَا۔نہ	يُؤْمِنُوْا۔ایمان لائیں	بِهَا۔اس پر	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	يَّرَوْا۔دیکھیں	سَبِيْلَ۔راہ	الرُّشْدِ۔بھلائی کی
لَا۔نہ	يَتَّخِذُوْ۔پکڑیں	هُ۔اس کو	سَبِيْلًا۔رستہ
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	يَّرَوْا۔دیکھیں	سَبِيْلَ۔راہ
الْغَيِّ۔گمراہی کی	يَتَّخِذُوْ۔پکڑیں	هُ۔اس کو	سَبِيْلًا۔راستہ
ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّهُمْ۔اس لئے ہے کہ	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا انہوں نے	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
وَ۔اور	كَانُوْا۔تھے	عَنْهَا۔اس سے	غٰفِلِيْنَ۔بے خبر
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
وَ۔اور	لِقَآءِ۔ملاقات	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کو	حَبِطَتْ۔ضائع ہوئے
اَعْمَالُهُمْ۔ان کے عمل	هَلْ۔نہیں	يُجْزَوْنَ۔بدلہ دیئے جائیں گے	
اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	كَانُوْا۔تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے

خلاصہ تفسیر رکوع ہفتم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے توریت عطا فرمانے کا یہ وعدہ ذوالقعدہ میں تیس رات کا ہوا اور اسے دس رات ذی الحجہ کی بڑھا کر چالیس راتیں پوری کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے دشمن فرعون کو ہلاک کردے گا تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب لائیں گے جس میں حرام وحلال کا مفصل بیان ہوگا۔

چنانچہ جب فرعون ہلاک کر دیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے اس کتاب کے نازل فرمانے کی درخواست کی تو حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں جب آپ نے وہ روزے رکھ لئے تو آپ کو اپنے دہن مبارک سے ایک بھکراند معلوم ہوئی آپ نے مسواک کرنی شروع کی وہ بو جو آتی تھی کم ہوگئی۔ ملائکہ نے عرض کیا آپ کے دہن مبارک سے ایک خوشگوار خوشبو آتی تھی۔ آپ نے اسے مسواک کر کے ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ میں دس روزے اور رکھئے تا کہ وہ بو جو آپ کو ناپسند اور ملائکہ کو محبوب ہے پھر آنے لگے۔ موسیٰ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ روزے دار کے منہ کی بھکراند میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے اس لئے کہ تیس دن پر دس بڑھا کر چالیس پورے کئے گئے۔

اس سے وہ چلہ کشی جو صوفیائے کرام میں مروج ہے وہ ثابت ہوتی ہے کہ تقرب الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے چالیس روزے موسیٰ علیہ السلام سے رکھائے اس کے بعد انہیں توریت عطا فرمائی۔ اسی طرح ذات اور تزکیہ روحانی کے لئے صوفیا نے سنت موسوی پر عمل کر کے چالیس دن کا چلہ رکھا تا کہ انوار نبوت موسوی سے روح تابندہ ہو کر تقرب الٰہی اور رویت انوار د

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تجلیات ربانی کی استعداد حاصل کر سکے۔ پھر پہاڑ یعنی کوہ طور پر مناجات کے لئے جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر کر کے انہیں فرمایا کہ تم میری قوم پر میرے نائب رہنا اور ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کی راہ کو دخیل نہ ہونے دینا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔ اس کلام فرمانے پر ہمارا ایمان ہے۔ رہا یہ کہ اس کلام کی حقیقت کیا تھی اس کے متعلق ہماری کیا حقیقت جو ہم کیفیت کلام پر بحث کریں۔

احادیث میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت فرما کر پاکیزہ لباس زیب تن کیا اور روزہ رکھ کر طور سینا پر حاضر آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ابر نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو چار فرسخ تک ڈھانپ لیا۔ شیاطین اور انسان حتیٰ کہ چرند پرند اور فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیئے گئے اور آپ کے لئے باب سما مفتوح ہو گیا آپ نے ملائکہ کو دیکھا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور عرش الٰہی کو صاف طور پر دیکھا اور الواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا وکلمہ ربہ کے یہی معنی ہیں آپ نے اپنی معروضات پیش کیں۔

آپ کو بارگاہ الٰہی سے کلام کریم عطا فرمایا گیا جسے توریت کہتے ہیں۔ روح الامین آپ کے ساتھ تھے مگر کلام الٰہی کی لذت نے آپ کو بے چین کر دیا آپ کلام کچھ نہ سن سکے حتیٰ کہ از خود رفتہ ہو کر دیدار الٰہی کے آرزومند ہوئے۔ (خازن)

اور عرض کرنے لگے اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھاؤ کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا موسیٰ تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ ان آنکھوں سے میرا جمال کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا محض اس کی عطا و فضل سے اس کا دیدار باقی آنکھیں دیکھیں گی۔ فانی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کبھی دیکھ سکے یعنی کوئی بشر اس کے تجلی جمال کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ دیدار الٰہی عزوجل ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو اس لئے کہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ بروز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیض یاب کئے جائیں گے۔

علاوہ بریں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھتے تھے اور اگر دیدار الٰہی عزوجل ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ نہ کہتے اس کے جواب میں لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ میں بھی پہاڑ کے ثابت رہنے پر دیدار کو ممکن فرمایا گویا ظاہر فرمایا کہ استقرار جبل کی شرط پر تم ہمارا جمال دیکھ سکتے ہو اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے موجود فرمائی وہ ممکن ہے اور جو موجود نہ ہو اس کے موجود کرنے نہ کرنے پر وہ مختار ہے اس سے ثابت ہوا کہ استقرار جبل امر ممکن ہے محال نہیں اور جو امر ممکن پر معلق ہو وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی۔ لہٰذا دیدار الٰہی عزوجل جو پہاڑ کے استقرار پر معلق تھا وہ ممکن ہوا اس سے اس جماعت کا قول باطل ثابت ہوا جو دیدار الٰہی محال بتاتی ہے آگے ارشاد ہے۔

تو جب تجلی جمال اور اپنے نور کی چمک اس کے رب نے پہاڑ پر کی تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گرے تو جب ہوش ہوا بولے پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ یعنی بنی اسرائیل میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے چن لیا لوگوں سے اپنی رسالتوں اور اپنی کلام سے تو پکڑ جو میں نے تجھے دیا اور شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور تفصیل ہر شے کی تورات کی الواح سات یا دس تھیں جو زمرد

یاز برجد کی تھیں تو (اے موسیٰ) لے اپنی مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں اور اس کے احکام پر اچھی طرح عامل ہو عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا فاسقوں کا گھر یعنی فاسق، کافروں خلاف قانون چلنے والوں کا وہ گھر جو آخرت میں انہیں ملے گا۔

حسن اور عطار حمہم اللہ کہتے ہیں کہ بے دینوں فاسقوں کے گھر سے مراد جہنم ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تمہیں شام میں داخل کروں گا۔ اور اس میں ام ماضیہ کے گھر دکھاؤں گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی تاکہ تمہیں اس سے عبرت حاصل ہو۔

حضرت عطیہ عوفی فرماتے ہیں کہ دار الفاسقین سے فرعون اور اس کی قوم کے وہ مکانات مراد ہیں جو مصر میں ہیں۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے منازل کفار مراد ہیں۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاد و ثمود اور ہلاک شدہ امتوں کے منازل مراد ہیں جن پر عرب کے لوگ اپنے سفروں میں ہو کر گزرتے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور قریب ہے کہ پھیر دوں گا میں اپنی آیتوں سے انہیں جو بڑائی چاہتے ہیں زمین میں ناحق حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیان قرآن سے اہل باطل کے دلوں کا اکرام نہیں فرماتا اس لئے اس طرز سے ان پر وعید شدید ہوا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ میرے بندوں پر اجبار کرتے ہیں اور میرے اولیاء سے جنگ و جدل کرتے ہیں انہیں اپنی آیتوں کے قبول اور تصدیق سے منحرف کردوں گا۔ تاکہ وہ ایمان نہ لائیں یہ ان کے عناد کی سزا ہے کہ انہیں راہ راست سے پھیر دیا آگے ارشاد ہے۔

اور اگر وہ ہر ایک نشانی دیکھ بھی لیں تو ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس پر چلنا ہرگز اختیار نہ کریں۔ یہ ان کے تکبر کا بدلہ ہے اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس پر چلنے کو موجود ہوں۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ اور تھے وہ ان سے غافل۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم - سورۃ اعراف - پ ۹

وَ اتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰی مِنۡۢ بَعۡدِہٖ مِنۡ حُلِیِّہِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُہُمۡ وَ لَا یَہۡدِیۡہِمۡ سَبِیۡلًا ۘ اِتَّخَذُوۡہُ وَ کَانُوۡا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾

اور بنا لیا قوم موسیٰ نے اس قوم سے لئے ہوئے زیوروں سے ایک بچھڑا بے جان جسم کا جس میں گائے کی سی آواز تھی کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ کچھ انہیں راہ بتاتا ہے اسے لیا اور تھے وہ ظالم۔

وَ لَمَّا سُقِطَ فِیۡۤ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ رَاَوۡا اَنَّہُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَ یَغۡفِرۡ لَنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾

اور جب پچھتائے اور دیکھا کہ وہ بے شک بہک گئے تو بولے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہوں گے ہم نقصان والوں سے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ٘ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور جب پلٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں افسوس کرتے فرمایا تم نے کیا بری جانشینی کی میرے بعد کیا جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچے کہا اے میری ماں جائے بے شک قوم نے کمزور سمجھا مجھے اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں تو نہ ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ کر مجھے ظالموں میں۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ٘ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾

عرض کی (موسیٰ نے) اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو۔ اور داخل کر ہمیں اپنی رحمت میں اور تو سب سے بڑا رحم والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع ہشتم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۹

وَ۔اور	اتَّخَذَ۔بنایا	قَوْمُ۔قوم	مُوْسٰی۔موسیٰ نے
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد	مِنْ حُلِیِّهِمْ۔ان کے زیورات سے		عِجْلًا۔ایک بچھڑا
جَسَدًا۔ایک وجود	لَّهٗ۔اس کی	خُوَارٌ۔آواز تھی	اَ۔کیا
لَمْ۔نہ	یَرَوْا۔دیکھا انہوں نے	اَنَّهٗ۔کہ وہ	لَا۔نہ
یُكَلِّمُهُمْ۔بولتا ہے ان سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	یَهْدِیْهِمْ۔دکھاتا ہے انہیں
سَبِیْلًا۔رستہ	اِتَّخَذُوْ۔پکڑا	هُ۔اس کو	وَ۔اور
كَانُوْا۔وہ تھے	ظٰلِمِیْنَ۔ظالم	وَ۔اور	لَمَّا۔جب
سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ۔وہ پچھتائے		وَ۔اور	رَاَوْا۔دیکھا
اَنَّهُمْ۔کہ وہ	قَدْ۔بے شک	ضَلُّوْا۔گمراہ ہوئے	قَالُوْا۔بولے
لَئِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	یَرْحَمْنَا۔رحم کیا ہم پر	رَبُّنَا۔ہمارے رب نے
وَ۔اور	یَغْفِرْ۔نہ بخشے	لَنَا۔ہمیں	
لَنَكُوْنَنَّ۔تو ضرور ہوں گے ہم		مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔خسارہ والوں سے	
وَ۔اور	لَمَّا۔جب	رَجَعَ۔پھرے	مُوْسٰی۔موسیٰ
اِلٰی۔طرف	قَوْمِهٖ۔اپنی قوم کی	غَضْبَانَ۔غصے میں	اَسِفًا۔افسوس کرتے
قَالَ۔کہا	بِئْسَمَا۔بری	خَلَفْتُمُوْ۔جانشینی کی تم نے	نِیْ۔میری
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	یْ۔میرے	اَ۔کیا	عَجِلْتُمْ۔جلدی کی تم نے

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

اَمْرَ۔حکم رَبِّكُمْ۔اپنے رب سے وَ۔اور اَلْقَى۔ڈالیں

اَلْاَلْوَاحَ۔تختیاں وَ۔اور اَخَذَ۔پکڑا بِرَاْسِ۔سر 3

اَخِيْهِ۔اپنے بھائی کا يَجُرُّ۔کھینچتا تھا هٗ۔اس کو اِلَيْهِ۔اپنی طرف

قَالَ۔کہا ابْنَ۔اے بیٹے اُمَّ۔میری ماں کے اِنَّ۔بے شک

الْقَوْمَ۔قوم نے اسْتَضْعَفُوْ۔کمزور جانا نِيْ۔مجھ کو وَ۔اور

كَادُوْا۔قریب تھے کہ يَقْتُلُوْنَنِيْ۔قتل کریں مجھ کو فَلَا۔تو نہ تُشْمِتْ۔خوش کر

بِيَ۔مجھ سے الْاَعْدَآءَ۔دشمنوں کو وَ۔اور لَا۔نہ

تَجْعَلْنِيْ۔کر مجھے مَعَ۔ساتھ الْقَوْمِ۔قوم الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم کے

قَالَ۔کہا رَبِّ۔اے میرے رب اغْفِرْ۔بخش دے لِيْ۔مجھ کو

وَ۔اور لِاَخِيْ۔میرے بھائی کو وَ۔اور اَدْخِلْنَا۔داخل کر ہم کو

فِيْ۔بیچ رَحْمَتِكَ۔اپنی رحمت کے وَ۔اور اَنْتَ۔تو

اَرْحَمُ۔بڑا ہی الرّٰحِمِيْنَ۔رحم کرنے والا ہے

خلاصہ تفسیر رکوع ہشتم۔سورۃ اعراف۔پ ۹

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ یعنی بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ کے طور کی طرف اپنے رب کی طرف مناجات کے لئے چلے جانے کے بعد ان کے زیوروں سے جو سبطی قوم نے قبطیوں سے عید کے بہانے سے عاریۃً لیا تھا۔

حلی۔عرب میں اس چیز کو کہتے ہیں جو زینت کے لئے بنائی جائے اور متحلّی ہو سونے اور چاندی سے۔یہ زیور قوم قبط کا تھا جو فرعون کی قوم تھی۔ان سے قوم سبط نے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی ان کے غرق ہونے سے پہلے استعارۃً لیا تھا جب وہ ہلاک وغرقاب ہوگئی تو ان کے پاس وہ زیور رہ گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ سبطیوں نے قبطیوں سے زیور بایں خیال حاصل کرلیا تھا کہ ان کے غرق کے بعد وہ مسلمانوں کی ملک ہوگا۔

ایک روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اغراق فرعون کا معہ اس کی قوم کے ارادہ فرمایا اور یہ علم قوم موسیٰ کو ہوگیا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ قبطیوں سے استعارۃً ان کے زیور لیں اور دریائے نیل کی طرف چلیں تاکہ قبطی اپنے زیورات کی وجہ سے ان کے تعاقب میں آئیں اور غرق نیل ہوں اور وہ مستعار زیور بنی اسرائیل کے ہاتھ آجائے۔

اس پر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ

غنائم صرف امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہوئے اور اس سے پہلے کسی امت پر حلال نہ تھے۔ حَيْثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَمْ يُعْطِهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ۔الحدیث اور آیہ کریمہ حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ ہم سے بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم (قبط) کے زیوروں سے فقذ فنها تو ہم نے انہیں آگ میں

ڈال دیا اس سے بھی اقتضاء یہی نکلتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل اسے حلال نہ سمجھتی تھی چنانچہ اس نے ان زیورات کو بعد ہلاک قوم فرعون آگ میں ڈال دیا۔ پھر وہ روایت جو اوپر بیان ہوئی کیونکر صحیح مانی جا سکتی ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قوم جب ناحق اپنی پوجا کراتی اور ظلماً استخدام کرتی بنی اسرائیل کا مال جبراً لیتی ان کی اولادوں کو قتل کرتی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا حیث قال تعالیٰ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۟ۙ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ زمین اللہ کے لئے ہے اس کا وارث کرتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور یہ قبضہ زیورات پر بطریق وحی ہوا نہ کہ بطور غنیمت۔ آگے ارشاد ہے۔

عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ۔ یعنی انہوں نے اس زیور کو آگ میں ڈال کر ایک عجل بنا لیا۔ عربی زبان میں عجل گائے کے بچے یعنی بچھڑے کو کہتے ہیں۔ عربی زبان میں ہر جانور کے بچے کے لئے علیحدہ علیحدہ نام ہیں چنانچہ گائے کے بچے کو جسے بچھڑا کہتے ہیں عجل کہا جاتا ہے۔

اور گھوڑے کے بچے کو مہر۔

ناقہ یعنی اونٹنی کے بچے کو حوار۔

گدھی کے بچے کو جحش۔

بکری کے بچے کو حمل۔

بھیڑ کے بچے کو جدی۔

شیر کے بچے کو شبل۔

ہاتھی کے بچے کو دغفل۔

کتے کے پلے کو جرو۔

ہرن کے بچے کو خشف۔

نعام یعنی شتر مرغ کے بچے کو راعول۔

مرغی کے بچے کو فروخ۔

چوہے کے بچے کو ورص۔

اور جَسَدًا اس لئے فرمایا کہ وہ صورت عجل میں تھا نہ کہ اصل بچھڑا بلکہ سونے چاندی کا جسم بچھڑے کی صورت میں ڈھلا ہوا تھا۔ لَّهٗ خُوَارٌ۔ اس میں گائے کی سی آواز تھی۔ خوار عربی میں صوت بقر یعنی گائے کی آواز کو کہتے ہیں چنانچہ حیوان کی آوازوں کے لئے بھی عربی میں علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔

ثغا بکری کے آواز کو کہتے ہیں۔

بعار بھیڑ کے آواز کو۔ اور

تیس بھیڑ کے نر کی آواز کو۔

نباح کتے بھونکنے کو۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

زئیر شیر کی آواز کو۔

عواء یا وعوعہ بھیڑیے کی آواز کو۔

جناح لومڑی کی آواز کو۔

قباع۔ سور کی آواز کو۔

اور مواء بلی کی آواز کو۔

صنی ہاتھی کی آواز کو۔

نہیق اور سحیل گدھے کی آواز کو۔

اور صہیل۔ ضبح۔ قنع۔ حمحمہ گھوڑے کی آوازوں کو۔

رغا اونٹنی کی آواز کو۔

تبغم ہرن کی آواز کو۔

ضعیب خرگوش کی آواز کو۔

غرض کہ ہر جانور کی آواز کا علیحدہ نام ہے۔

ایک قرأت میں جوار بھی ہے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ پڑھا ہے جو صوت شدید کے معنی میں آتا ہے۔

اس کی آواز کی تحقیق میں

ایک روایت ہے کہ سامری نے جب بچھڑا ڈھال لیا تو اس کے منہ میں حضرت روح الامین علیہ السلام کے گھوڑے کے نشان قدم سے خاک ڈال دی۔ تو وہ بچھڑا زندہ ہو گیا۔

بعض نے کہا اس میں یہ راز ہے کہ روح الامین علیہ السلام چونکہ روح اعظم ہیں۔ اس وجہ میں ان کے مرکب کی خاک قدم میں بھی اللہ عزوجل کے حکم سے یہ اثر تھا۔

معتزلہ کے نزدیک مادی تحقیق اس طرح ہے۔

کہ بچھڑا تو بلا روح تھا اور سامری نے اسے ڈھالا تھا اس میں ڈھلائی کے وقت مناسب جگہ ایسے سوراخ رکھ دیئے کہ ان میں سے ہوا جب گزرتی تو اس سے آواز آتی اس لئے اسے قرآن کریم نے خوار کہا اور یہ بھی قرین عقل ہے۔ بہرحال قوم بنی اسرائیل سامری کے دھوکہ میں آئی اور اس بچھڑے کو پوجنے لگ گئی۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ بچھڑا ایک بار بولا یا کتنی بار مگر یہ متفقہ بات ہے کہ جب وہ بولا تو قوم بنی اسرائیل نے اسے سجدہ کیا اور جب وہ خاموش ہوا تو انہوں نے سروں کو اٹھا لیا۔

علامہ حسن کا قول ہے کہ سارے کے سارے بنی اسرائیل بچھڑا پوجنے میں مصروف ہو گئے مگر ہارون علیہ السلام۔

حرمت تصویر کی علت روح المعانی میں۔

لَدَايَهِ مِنْ تَقْدِيرٍ فَعَبَدُوهُ لِيَكُونَ ذَالِكَ مُصَبَّ الْاِنْكَارِ لِاَنَّ حُرْمَةَ التَّصْوِيرِ حَدَثَتْ فِي شَرْعِنَا

www.waseemziyai.com

عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَلِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ اِنْكَارُ عِبَادَتِهٖ فَافْهَمْ بِتَرْجُمَتِهٖ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُتَفَهِّمِيْنَ۔

آگے اسی علت کی تصریح فرماتے ہیں۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ تَقْرِيْعٌ لَّهُمْ وَ تَشْنِيْعٌ عَلٰى فَرْطِ ضَلَالِهِمْ وَ اِخْلَالِهِمْ بِالنَّظَرِ اَیْ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يَقْدِرُ عَلٰى مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ اٰحَادُ الْبَشَرِ مِنَ الْكَلَامِ وَاِرْشَادِ السَّبِيْلِ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ فَكَيْفَ عَدَلُوْهُ بِخَالِقِ الْاَجْسَامِ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حرمت تصویر ہماری شریعت میں اسی بناء پر واقع ہوئی کہ وہ مظنہ شرک ہوتی ہے۔ درحقیقت مقصود اس حرمت سے انکار عبادت ماسوی اللہ عزوجل ہے۔ اس لئے آگے فرمایا۔

کیا نہیں دیکھا کہ وہ بچھڑے کا جسم نہ بات کرتا ہے اور نہ کچھ راہ بتاتا ہے اسے انہوں نے مسجود بنالیا اور وہ ظالم ومشرک تھے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ۔ اس کے معنی مفسرین رحمہم اللہ نے ندموا کئے یعنی جب وہ شرمندہ ہوئے بقول سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اس محاورہ کی توجیہ اس طرح فرمائی۔

كِنَايَةٌ عَنْ شِدَّةِ النَّدَمِ وَغَايَتِهٖ لِاَنَّ النَّادِمَ اِذَا اشْتَدَّ نَدَمُهٗ عَضَّ يَدَهٗ غَمًّا فَتَصِيْرُ يَدُهٗ مَسْقُوْطًا فِيْهَا وَاَصْلُهٗ سَقَطَ فُوْهُ اَوْ عَضُّهٗ فِیْ يَدِهٖ۔

یہ کنایہ ہے شدت ندامت اور غایت درجہ کی شرمندگی کی طرف اس لئے کہ نادم کو جب ندامت بدرجہ غایت ہوتی ہے تو وہ ہاتھ کاٹتا ہے غم میں تو اس کا ہاتھ گرنے لگتا ہے اور اصل اس کی منہ گرنے یا ہاتھ نوچنے کی طرف ہے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ جب وہ شرمندہ ہوئے اور پچھتائے وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا۔ اور دیکھا انہوں نے کہ بے شک وہ گمراہی میں پڑ گئے تو بولے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں ہماری خطا معاف نہ فرمائے گا تو ہم تباہ کار اور نقصان والوں میں ہیں۔

یہ بیان بنی اسرائیل کی طرف سے تھا اس کا تذکرہ فرما کر آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور سے واپسی کا حال بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ۔ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے تو (قوم کا یہ حال دیکھ کر) غضبناک ہوئے اور ان پر افسوس فرمانے لگے اَسِفًا کی تصریح میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَیْ شَدِيْدَ الْغَضَبِ یعنی سخت غصہ فرماتے ہوئے اس کی تائید ابوالدرداء اور محمد قرظی اور عطا اور زجاج رحمہم اللہ نے بھی کی اور غمگین وحزین بروایت ابن عباس اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔

اور ابو مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں اَلْغَضَبُ وَالْاَسَفُ بمعنی غضب واسف ایک ہی معنی میں استعمال ہوا اور تکرار جملتین محض تاکید کے لئے ہے۔

علامہ واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں هُمَا مُتَقَارِبَانِ فَاِذَا جَاءَكَ مَا تَكْرَهُ لِمَنْ هُوَ دُوْنَكَ غَضِبْتَ وَاِذَا جَاءَكَ مِمَّنْ هُوَ فَوْقَكَ حَزِنْتَ یہ دونوں جملے متقارب المعنی ہیں تو اگر ایسی بات ہو جس سے کراہت کی جائے تو اگر وہ اپنے سے ادنیٰ سے ہو تو غضب کہا جاتا ہے اور اگر ایسے شخص سے ہو جو اس سے اونچا ہو تو حزن ہوتا ہے۔

بنابریں موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم پر غضبان ہوئے ان کے بچھڑا پوجنے سے اور اسی فعل شنیع کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام

www.waseemziyai.com

کو اللہ عزوجل نے طور سے واپس ہونے سے قبل ہی دے دی تھی۔

تو آپ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا۔

بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ ۔تم نے میرے بعد بری جانشینی کی یہ خطاب یا تو بچھڑے کے پجاریوں سے فرمایا یا حضرت ہارون علیہ السلام سے اور آپ کے ساتھ جو مومنین تھے یعنی آپ نے فرمایا کہ میرے بعد تم نے بہت برا کیا کہ بچھڑا پوجا۔

اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّکُمۡ ۚ ۔کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی یعنی میرا انتظار بھی نہ کیا اور مجھے سمجھ لیا کہ اب میں واپس ہی نہ ہوں گا۔روایت ہے کہ سامری نے انہیں بچھڑا ڈھال کر کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اور موسیٰ اب ہرگز واپس نہ آئیں گے۔وہ انتقال کر چکے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیس رات دن گنے اور انہیں چالیس سمجھ لیا یعنی بیس دن بیس رات پھر جو کچھ انہوں نے سمجھا وہ سمجھا پھر اسی غصہ وافسوس میں وَ اَلۡقَی الۡاَلۡوَاحَ وہ لوحیں زمین پر رکھ دیں جیسے کوئی ڈالا کرتا ہے۔تاکہ وہ اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے جواب طلب کریں اور یہ سب فرط غیرت دینی میں ہوا اور آپ شدید الغضب تو ضرور تھے لیکن صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں۔نہ کہ اور امور میں بھی۔

ابوالشیخ زید بن اسلم رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غصہ میں آتے تو سر اقدس پر آگ سی دھکتی معلوم ہوتی تھی۔

قاضی ناصر الدین رحمہ اللہ نے وَ اَلۡقَی الۡاَلۡوَاحَ کی تفسیر میں فرمایا اَیۡ طَرَحَهَا مِنۡ شِدَّةِ الۡغَضَبِ وَ فَرۡطِ الضَّجۡرَةِ حَمِيَّةَ لِلدِّيۡنِ۔آپ نے حمیت دین اور توبیخ میں شدت غضب کا مظاہرہ فرماتے ہوئے وہ الواح ڈال دیں۔

گویا یہ ظاہر فرمایا کہ جب تم اتنے گمراہ ہوگئے کہ شرک میں بھی تمیز نہ کر سکے تو پھر ان الواح کا کیا کرنا ہے۔

اسی بناء پر یہ بھی مشہور ہے کہ بعض لوحیں ٹوٹ گئیں۔اس توجیہ میں افضل المتاخرین شیخ المشائخ صبغۃ اللہ الہندی حیدری فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ غضب وغصہ اور افسوس حمیت دین کے لئے تھا اور الواح کا گر جانا بلا اختیار ہوا اس لئے کہ احترام کتاب اللہ کا اگر نبی ہی نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا۔توضیح صواب یوں ہے کہ فرط حمیت دین میں شدت غضب اس درجہ ہوئی کہ آپ الواح کے محفوظ رکھنے پر قادر ہی نہ رہے اور بدوں اختیار وہ الواح گر گئیں اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَيِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِيۡنَ

اور علامہ صالح آفندی رحمہ اللہ اس بحث میں آخر یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

وَ حَاصِلُهٗ اِنَّ مُوۡسٰی عَلَيۡهِ السَّلَامُ لَمَّا رَاٰی مِنۡ قَوۡمِهٖ مَارَاٰی غَضِبَ غَضۡبًا شَدِيۡدًا حَمِيَّةً لِلدِّيۡنِ وَغَيۡرَةً مِنَ الشِّرۡكِ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ فَتَعَجَّلَ فِيۡ وَضۡعِ الۡاَلۡوَاحِ لِتَفۡرُغَ يَدَهٗ فَيَاۡخُذَ بِرَاۡسِ اَخِيۡهِ۔

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کا یہ حال ملاحظہ کیا تو انتہائی درجہ تک غضب ناک ہوئے اور حمیت دین وغیرت شرک برب العالمین جلدی فرمائی وضع الواح میں تاکہ ہاتھ خالی ہو تو اپنے بھائی حضرت ہارون کے سر کے بال پکڑ کر جواب طلب کریں۔یہ بال پکڑنا عادتاً تھا اور داڑھی پکڑنا بھی اس عادت کے ماتحت تھا۔جیسا کے سورۃ طٰہٰ میں مذکور ہے۔

MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ ۔اپنی طرف سے اسے کھینچنے لگے اس گمان سے کہ انہوں نے روکنے میں کوتاہی کی اور حضرت ہارون علیہ السلام ویسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔مگر موسیٰ علیہ السلام مرتبہ کے لحاظ سے بڑے تھے مگر اس پر آپ کے غیظ وغضب پر حضرت ہارون قبضہ نہ کر سکے۔

دوسرے از روئے مرتبہ بھی آپ کا ادب کیا کہ آپ رسالت وریاست پر مستقل مامور تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے وزیر تھے اور مزاج کے لحاظ سے نہایت حمول اور نرم دل تھے اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی یہ اقدام اہانت واستخفاف کی نیت سے نہ تھا بلکہ محض ملامت مقصود تھی جیسا کہ آپ کا گمان تھا کہ ان کی کوتاہی ہدایت کرنے میں ہوئی۔

چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ يَا ابْنَ اُمَّ۔اے میری ماں جائے یہ جملہ حضرت ہارون علیہ السلام کا شفقۃً تھا اسی وجہ سے اپنا انتساب ماں کے ساتھ فرمایا اور ابن ام کہا۔آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔

ایک قول میں آپ کی والدہ کا نام محیانہ بنت یصھر بن لاوی ہے۔

ایک قول میں یوحانذ ہے۔

ایک قول میں یارخا ہے۔

ایک قول میں یازخت ہے۔

اور اس کے علاوہ بھی اور قول ہیں۔

اس نام کے عمل پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ زَعَمَ اِنَّ لِاِ سْمِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَاصِيَةٌ فِيْ فَتْحِ الْاَقْفَالِ وَ لَهٗ رِيَاضَةٌ مَخْصُوصَةٌ عِنْدَ اَرْبَابِ الطَّلَاسِمِ وَ الْحُرُوفِ وَ مَا هِيَ اِلَّا رَهْبَا نِيَةً اِبْتَدَعُوهَا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ كِتَابٍ۔

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِي اَيْ اِسْتَذَلُّوْنِي وَ قَهَرُوْنِي وَلَمْ يُبَالِ بِي لِقِلَّةِ النَّصَارٰى۔

یعنی بعض لوگ اس وہم میں ہیں کہ والدہ موسیٰ علیہ السلام میں فتوحات کے اعمال ہیں۔اور اس کے لئے مخصوص ریاضتیں ہیں۔اصحاب طلاسم وحروف کے نزدیک لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ محض رہبانیت کا عقیدہ ہے جو ان کی ایجاد ہے۔ قرون اولیٰ میں اس کا ذکر نہیں تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا مجھے قوم نے کمزور سمجھا اور ذلیل جانا اور مجھ پر تشدد کیا اور میری بات کی پرواہ نہ کی اس لئے کہ میرے حمایتی کم تھے۔

وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ ۔اور قریب تھے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں اگر میں اور سختی سے انہیں منع کروں تو تم مجھے ایسی ذلت سے رسوا نہ کرو اور مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقعہ نہ دو اور مجھے ظالموں میں نہ ملاؤ۔تو موسیٰ علیہ السلام نے عذر معقول سن کر دعا کی حیث قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ اے میرے رب مجھے معاف فرما اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو مستجاب فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم-سورۃ اعراف- پ ۹

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾

بے شک وہ جنہوں نے پوجا بچھڑے کو عنقریب انہیں ان کے رب کی طرف سے سزا ملے گی اور دنیا کی زندگی میں ذلت اور ایسے ہی ہم بدلہ دیتے ہیں جھوٹ بنانے والوں کو۔

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾

اور وہ جنہوں نے برے عمل کئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لائے بے شک تیرا رب اس کے بعد یقیناً بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾

اور جب موسیٰ کا غصہ اترا تو تختیوں کو اٹھا لیا اور اس کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾

اور چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے وعدے کے لئے تو پھر جب پکڑ لیا ان کو زلزلے نے کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو اس سے پہلے اور مجھ کو بھی کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اس کرتوت پر جو ہم میں سے بے وقوفوں نے کی۔ نہیں یہ مگر تیری آزمائش تو گمراہ کرتا ہے اس سے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے تو ہی ہمارا دوست ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾

اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی ہم نے راہ پائی تیری طرف فرمایا میں اپنا عذاب پہنچاؤں گا جسے چاہوں گا اور میری رحمت نے سما لیا ہے ہر چیز کو۔ تو لکھوں گا میں وہ (رحمت) ان کے لئے جو پرہیز گار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

وہ جو پیروی کریں گے (خاص) رسول نبی ان پڑھ کی وہ کہ اس کو پائیں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ حکم کرے گا انہیں بھلی باتوں کا اور وہ روکے گا انہیں برے کاموں سے اور حلال کرے گا ان کے لئے پاکیزہ

MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْھِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتار دے گا ان سے ان کے بوجھ اور وہ طوق جو ان پر تھے تو جو لوگ ایمان لائیں گے اس پر اور اس کی حمایت کریں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور پر جو اس پر اتارا جائے گا پیروی کریں گے تو یہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔

حل لغات رکوع نہم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۹

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	اتَّخَذُوا۔ پکڑا	الْعِجْلَ۔ بچھڑے کو
سَیَنَالُھُمْ۔ جلدی پہنچے گا ان کو		غَضَبٌ۔ غضب	مِّنْ رَّبِّھِمْ۔ ان کے رب سے
وَ۔ اور	ذِلَّةٌ۔ ذلت	فِی۔ بیچ	الْحَیٰوةِ۔ زندگی
الدُّنْیَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم
الْمُفْتَرِیْنَ۔ جھوٹوں کو	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	عَمِلُوا۔ عمل کئے
السَّیِّاٰتِ۔ برے	ثُمَّ۔ پھر	تَابُوْا۔ توبہ کی	مِنْۢ بَعْدِھَا۔ اس کے بعد
وَ۔ اور	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	ھَا۔ اس کے	لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے
وَ۔ اور	لَمَّا۔ جب	سَكَتَ۔ فرو ہوا	عَنْ مُّوْسَى۔ موسیٰ کا
الْغَضَبُ۔ غصہ	اَخَذَ۔ پکڑا	الْاَلْوَاحَ۔ تختیوں کو	وَ۔ اور
فِی۔ بیچ	نُسْخَتِھَا۔ نسخے اس کے کے	ھُدًی۔ ہدایت	وَّ۔ اور
رَحْمَةٌ۔ رحمت تھی	لِلَّذِیْنَ۔ ان لوگوں کیلئے	ھُمْ۔ جو	لِرَبِّھِمْ۔ اپنے رب سے
یَرْھَبُوْنَ۔ ڈرتے ہیں	وَ۔ اور	اخْتَارَ۔ چن لئے	مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
قَوْمَهٗ۔ اپنی قوم سے	سَبْعِیْنَ۔ ستر	رَجُلًا۔ آدمی	لِّمِیْقَاتِنَا۔ ہمارے وعدے پر
فَلَمَّآ۔ تو جب	اَخَذَتْھُمُ۔ پکڑا ان کو	الرَّجْفَةُ۔ زلزلہ نے	قَالَ۔ کہا
رَبِّ۔ اے میرے رب	لَوْ۔ اگر	شِئْتَ۔ تو چاہتا	اَھْلَكْتَھُمْ۔ تو ہلاک کرتا ان کو
مِّنْ قَبْلُ۔ پہلے اس سے	وَ۔ اور	اِیَّایَ۔ مجھ کو بھی	اَ۔ کیا
تُھْلِكُنَا۔ ہلاک کرتا ہے تو ہم کو		بِمَا۔ اس سے جو	فَعَلَ۔ کیا
السُّفَھَآءُ۔ بیوقوفوں نے	مِنَّا۔ ہم میں سے	اِنْ۔ نہیں	ھِیَ۔ یہ
اِلَّا۔ مگر	فِتْنَتُكَ۔ تیری آزمائش	تُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے تو	بِھَا۔ اس سے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مَنْ۔جسے	تَشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	تَھْدِیْ۔ہدایت دیتا ہے
مَنْ۔جسے	تَشَآءُ۔چاہے	اَنْتَ۔تو	وَلِیُّنَا۔ہماراولی ہے
فَاغْفِرْ۔تو بخش	لَنَا۔ہم کو	وَ۔اور	ارْحَمْنَا۔رحم کرہم پر
وَ۔اور	اَنْتَ۔تو	خَیْرُ۔بہتر ہے	الْغٰفِرِیْنَ۔بخشنے والا
وَ۔اور	اکْتُبْ۔لکھ	لَنَا۔ہمارے لئے	هٰذِهِ۔اس
الدُّنْیَا۔دنیامیں	حَسَنَةً۔نیکی	وَّ۔اور	فِی۔بیچ
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	اِنَّا۔بے شک ہم نے	هُدْنَآ۔راہ پائی	اِلَیْكَ۔تیری طرف
قَالَ۔فرمایا	عَذَابِیْٓ۔میراعذاب	اُصِیْبُ۔پہنچاتا ہوں میں	بِهٖ۔وہ
مَنْ۔جس کو	اَشَآءُ۔میں چاہوں	وَ۔اور	رَحْمَتِیْ۔رحمت میری نے
وَسِعَتْ۔سمالیا	كُلَّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کو	فَسَاَكْتُبُهَا۔تو جلدی لکھوں
گامیں اس کو	لِلَّذِیْنَ۔ان کے لئے جو	یَتَّقُوْنَ۔پرہیزگار ہیں	وَ۔اور
یُؤْتُوْنَ۔دیتے ہیں	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ
هُمْ۔جو	بِاٰیٰتِنَا۔ہماری آیتوں پر	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان رکھتے ہیں	اَلَّذِیْنَ۔وہ جو
یَتَّبِعُوْنَ۔پیروی کریں گے	الرَّسُوْلَ۔رسول	النَّبِیَّ۔نبی	الْاُمِّیَّ۔ان پڑھ کی
الَّذِیْ۔وہ کہ	یَجِدُوْنَهٗ۔پاتے ہیں اس کو	مَكْتُوْبًا۔لکھا ہوا	عِنْدَ۔پاس
هُمْ۔اپنے	فِی۔بیچ	التَّوْرٰىةِ۔تورات	وَ۔اور
الْاِنْجِیْلِ۔انجیل کے	یَاْمُرُ۔حکم دے گا	هُمْ۔ان کو	بِالْمَعْرُوْفِ۔بھلی باتوں کا
وَ۔اور	یَنْهٰهُمْ۔روکے گا	هُمْ۔ان کو	عَنِ الْمُنْكَرِ۔بری باتوں سے
وَ۔اور	یُحِلُّ۔حلال کرے گا	لَهُمُ۔ان کے لئے	الطَّیِّبٰتِ۔پاک چیزیں
وَ۔اور	یُحَرِّمُ۔حرام کرے گا	عَلَیْهِمُ۔ان پر	الْخَبٰٓئِثَ۔گندی چیزیں
وَ۔اور	یَضَعُ۔اتارے گا	عَنْهُمْ۔ان سے	اِصْرَ۔بوجھ
هُمْ۔ان کے	وَ۔اور	الْاَغْلٰلَ۔طوق	الَّتِیْ۔جو
كَانَتْ۔تھے	عَلَیْهِمْ۔ان پر	فَالَّذِیْنَ۔پھر جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائیں گے
بِهٖ۔اس پر	وَ۔اور	عَزَّرُوْ۔حمایت کریں گے	هُ۔اس کی
وَ۔اور	نَصَرُوْ۔مدد کریں گے	هُ۔اس کی	وَ۔اور
اتَّبَعُوا۔پیروی کریں گے	النُّوْرَ۔اس نور کی	الَّذِیْٓ۔جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا
مَعَهٗٓ۔اس کے ساتھ ہونے والے	اُولٰٓئِكَ۔تو یہ لوگ	هُمُ۔وہی ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ ۔ کامیاب

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خلاصہ تفسیر اردو رکوع نہم-سورۃ اعراف-پ ۹

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔ بے شک وہ جو بچھڑا پوج بیٹھے عنقریب انہیں پہنچے گا غضب الٰہی ان کے رب کی طرف سے اور ذلت دنیا کی حیات میں اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں مفتریوں کو اور جنہوں نے عمل کئے برے پھر توبہ کر لی اس کے بعد اور ایمان لائے تو بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے یعنی گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جب بندہ ان سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرما دیتا ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ۔ اور جب تھم گیا موسیٰ علیہ السلام کا غصہ تختیاں اٹھا لیں اور ان کی لکھائی میں ہدایت و رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدے کے لئے چنے تا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں اور عذر گناہ قوم کی طرف سے کریں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر حاضر آئے تو جب انہیں زلزلہ نے آلیا۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رجفہ میں یعنی زلزلہ میں گھرنے کا سبب یہ تھا کہ جب قوم نے بچھڑا ڈھالا اور اسے پوجا تھا تو یہ بھی ان کے ساتھ رہے تھے جدا نہیں ہوئے تھے۔ (خازن)

میقات میں حاضر ہونے سے قبل تا کہ بنی اسرائیل ان کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور انہیں موسیٰ علیہ السلام پر قتل کی تہمت لگانے کا موقع نہ ملے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو چاہتا تو انہیں پہلے معہ میرے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس فعل کی وجہ میں ہلاک فرمائے گا جو ہم میں سے بے عقلوں نے کیا وہ تو نہیں مگر تیرا آزمانا ہے گمراہ کرے اس سے جسے چاہے اور ہدایت دے جسے چاہے تو ہمارا مالک ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے لکھ دے اس دنیا میں بھلائی یعنی ہمیں ہلاک نہ کر اور اپنا لطف و کرم فرما اور ہمیں توفیق اطاعت بخش اور آخرت میں بھی بھلائی دے بے شک ہم تیری طرف رجوع لائے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا عذاب جسے میں چاہوں دوں اس لئے کہ سب کائنات میری مخلوق ہے اور سب میرے بندے ہیں کسی کو مجھ پر اعتراض کرنے کی مجال نہیں اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے یعنی دنیا میں نیک و بد سب ہی ہیں اور سب ہی پر میری رحمت ہے تو عنقریب لکھ دوں گا نعمتوں کو ان کے لئے جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اور وہ جو پیروی کریں گے ہمارے رسول امی کی یہاں لفظ نبی اس لئے خاص طور پر استعمال فرمایا گیا کہ امی عام طور پر بے پڑھا ہوتا ہے مگر یہ رسول نبی امی ہیں یعنی بغیر پڑھے خبریں دینے والے نبأ خبر کو کہتے ہیں نبی خبر دینے والے کو ایسے نبی کو جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں یعنی تورات و انجیل میں آپ کی نعت اور صفت لکھی پائیں گے۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف بیان کئے جو توریت میں مذکور ہیں اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا نہ بدخلق نہ بدمزاج نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ برائی کو برائی سے دفع کرو یعنی خطا کاروں کو معاف

کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے ٹیڑھی ملت کو سیدھا اس طرح نہ فرمادے کہ صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے توریت میں حضور کی صفات پر یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم انہیں عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا لباس بناؤں گا اور طاعات واحسان کو ان کا شعار کروں گا۔ اور تقویٰ ان کا ضمیر اور حکمت ان کا راز اور صدق و وفا ان کی طبیعت اور عفو و کرم ان کی عادت اور عدل ان کی سیرت اور اظہار حق ان کی شریعت اور ہدایت ان کا امام اور اسلام ان کی ملت بناؤں گا احمد ان کا نام ہے۔

اسی کے ہم معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات انجیل و زبور سے نقل کی ہیں۔
خلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمنامی کے بعد دولت اور تفرقے کے بعد ہدایت و محبت عنایت کروں گا اور انہیں کی برکت سے میں مختلف قبائل غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے دلوں میں الفت پیدا کروں گا اور ان کی امت کو تمام امتوں سے بہتر کروں گا۔

ایک اور حدیث میں تورات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اوصاف منقول ہیں۔ میرے بندے ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے ان کی امت اس حال میں اللہ کی حمد کرنے میں سب سے زیادہ ہوگی۔

علاوہ ازیں کتب الٰہیہ عز وجل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و نعت سے مملو ہیں۔ باآں کہ اہل کتاب ان میں اپنی کتابوں سے تراش خراش کرتے رہے ہیں اور ان کی سعی ہمیشہ اسی کام میں ہوتی رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ان کی کتابوں سے نکال دی جائے۔ لیکن کافی تبدیلیاں کر لینے کے باوجود موجودہ بائیبل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان مل جاتا ہے۔

یہاں رسول اور امی نبی سے مراد بہ اجماع مفسرین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کا ہی ذکر اور وصف رسالت سے کیا گیا اس لئے کہ آپ کی ذات مقدس مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے مابین واسطہ ہے۔ فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اوامر و مناہی اور شرائع و احکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں اور اسی لحاظ سے رسول النبی الامی فرمایا گیا۔ اس لئے کہ نباء اس خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور اس میں شائبہ کذب بھی نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ لفظ ایسے ہی معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ حیث قال

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ - تِلْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ - فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ - مَنْ أَنۢبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾ - عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ﴿٢﴾ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ﴿٣﴾

اور لفظ نبی قرآن کریم میں تقریباً تیس جگہ استعمال ہوا ہے۔ سب جگہ غیبی خبر دینے والے کے ہی معنی بنتے ہیں۔ اور نبیا قرآن کریم میں پانچ جگہ استعمال ہوا وہاں بھی یہی معنی بنتے ہیں۔ نبیتنہ صرف ایک جگہ نبین دو جگہ نبھنا ایک جگہ نبینہ ایک جگہ نبین تیرہ مقام پر ان سب جگہ میں یہی معنی ہیں۔

مزید وضاحت کے لئے پارہ اور رکوع کا حوالہ پیش ہے۔

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

نَبَؤُ۔پ ارکوع ۱۵، پ ۱۳رکوع ۱۴، پ ۲۳رکوع ۱۱و ۱۴، پ ۲۸رکوع ۱۵۔

نُبُوَّتُھُمْ۔پ ۱۴رکوع ۱۲، پ ۲۱ ع ۲۔

نُبُوَّۃ۔پ ۳ ع ۱۶، پ ۷ ع ۱۶، پ ۲۰ ع ۱۵، پ ۲۵ ع ۱۸، پ ۲۷ ع ۲۷۔

نبی۔پ ۲ ع ۱۶، پ ۳ ع ۱۵، پ ۴ ع ۶-۸، پ ۶ ع ۱۵، پ ۸ ع ۱، پ ۹ ع ۲-۹-۱۰، پ ۱۰ ع ۴ و ۶-۱۴-۱۶، پ ۱۲ ع ۳، پ ۱۴ ع ۴، پ ۱۷ ع ۱۴، پ ۱۹ ع ۱، پ ۲۱ ع ۱۷-۱۸-۲۰، پ ۲۲ ع ۱-۲-۳-۴-۵، پ ۲۵ ع ۱۷، پ ۲۶ ع ۱۳، پ ۲۸ ع ۸-۱۷-۱۹-۲۰۔

نَبِیًّا۔پ ۳ ع ۱۲، پ ۱۶ ع ۵-۶-۷، پ ۲۳ ع ۷۔

نُبَیِّتَنَّہٗ۔پ ۱۹ ع ۱۹۔

نُبَیِّنَ۔پ ۶ ع ۱۴، پ ۱۷ ع ۸۔

نَبِّئْنَا۔پ ۱۲ ع ۱۵۔

نُبَیِّنُہٗ۔پ ۷ ع ۱۹۔

نَبَؤُ۔پ ۸ ع ۱۴۔

نَبِیُّوْنَ۔پ ۱ ع ۱۶، پ ۳ ع ۱۷، پ ۶ ع ۱۱۔

نَبِیُّھُمْ۔پ ۲ ع ۱۶۔

نَبِئُھُمْ۔پ ۱۴ ع ۴، پ ۲۷ ع ۹۔

نَبِیِّیْنَ۔پ ۱ ع ۷، پ ۲ ع ۶-۱۰، پ ۳ ع ۱۱-۱۶-۱۷، پ ۵ ع ۶، پ ۶ ع ۳، پ ۱۵ ع ۶، پ ۱۶ ع ۷، پ ۲۱ ع ۱۷، پ ۲۲ ع ۲، پ ۲۴ ع ۴۔

نَبَأ۔سے قرآن کریم میں نَبَؤُ - نَبِئُھُمْ - نُبَیِّنُ بارہ طریقہ سے استعمال ہوا ہے سب جگہ معنی خبر مفید للعلم کے لئے ہی استعمال ہے۔

پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی دے گا۔

فاعل کے معنی دینے کی صورت میں غیب کی خبر دینے والا بنیں گے۔

مفعول کے معنی دینے کی صورت میں غیب کی خبریں دیئے ہوئے ہوں گے۔

اور دونوں معنوں کو قرآن کریم کی تائید حاصل ہے۔پہلے معنی میں نَبِّئْ عِبَادِیْ موجود ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُکُمْ اور اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْ کُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ موجود ہے۔

دوسرے معنی میں نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ موجود ہے۔

اور حقیقت میں ہر نبی غیب کی خبریں دینے والا ضرور ہے۔تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کی وصف میں نبی فرمایا وہ اس لئے کہ نبی ہونا ہی مراتب علیا اور شرف عظمیٰ کو مستلزم ہے۔اور یہ لفظ نبی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غایت درجہ بلند ہیں اور یہ امر بھی اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ عزوجل کے مقربین خاص میں سے نبی ہی وہ مختار درجہ رکھتا ہے جو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اس کی طرف سے خبر دے۔

اور نبی کے ساتھ امی فرمانا اس بناء پر ہے کہ امی ہونا حضور ﷺ کے معجزات سے ہے۔ بقول سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ فرماتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی کے آگے کبھی زانوئے تلمذ تہ نہ فرمایا اور کتاب ایسی لائے کہ جس میں اولین وآخرین کے علوم اور غیوب ہیں۔ (خازن)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

امی و دقیقه دان عالم   بے سایۂ و سائبان عالم

خاکی براوج عرش منزل   امی و کتاب خانه در دل

پھر یہ امر بھی یہاں واضح ہو جاتا ہے کہ نبی عام ہے اور رسول صرف چار ہیں یعنی موسیٰ وعیسیٰ، داؤد، نبی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مخصوص ہے اور نبیوں کی تعداد بعض روایات سے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے مگر رسول صرف اور صرف چار ہی ہیں اور رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔

آگے ارشاد ہے۔

وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائیوں سے منع فرمائے گا اور پاک چیزیں ان کے لئے حلال اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ یعنی تکالیف وآفات جیسے شرائع سابقہ میں توبہ کے لئے اپنے آپ کو قتل کرنا یا جن اعضاء سے گناہ سرزد ہوا انہیں کاٹ ڈالنے کا حکم تھا وہ اٹھالے گا اور گلے کے پھندے یعنی احکام شدید جیسے بدن یا کپڑے پر جہاں نجاست لگ جائے اسے کاٹنا غنیمتوں کو جلا ڈالنا۔ گناہوں کا مکان کے دروازوں پر ظاہر ہونا جو ان پر تھے اتار دے گا تو وہ جو اس پر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا۔ اس نور سے مراد قرآن کریم ہے جو قلب مومن کو روشن کرتا ہے اور کفر وشرک وجہالت کی تاریکیاں دور کر دیتا ہے وہی بامراد ہوئے۔ (ماخوذ از روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم - سورۃ اعراف - پ ۹

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

فرمادیجئے اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری سب کی طرف اس کی طرف سے جس کے لئے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی کوئی معبود نہیں مگر وہی جلانے اور مارنے والا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو بے پڑھے غیب بتانے والے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ اور اس کی باتوں پر اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور موسیٰ کی قوم سے ایک جماعت ہے جو ہدایت کرتی ہے حق کی اور اسی سے انصاف کرتی ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور بانٹ دیا ہم نے انہیں بارہ قبیلوں میں گروہ گروہ اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف جب پانی مانگا ان کی قوم نے کہ مارا اپنا عصا پتھر پر تو اس میں سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے جان لئے ہر جماعت نے اپنے اپنے گھاٹ اور سائبان کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من اور سلویٰ کھاؤ پاک چیزوں سے جو ہماری دی ہوئی ہیں اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے۔

وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَ كُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْٓــٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

اور یاد کرو جب کہا گیا انہیں کہ رہو اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جو چاہو اور کہو گناہ مٹائے گئے اور داخل ہو دروازے سے سجدہ کرتے ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں اور ہم عنقریب زیادہ عطا کریں گے نیکوں کو۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

تو بدل دی انہوں نے جو ظالم تھے وہ بات اور اس کے خلاف کہنے لگے جو کہا گیا تھا تو ہم نے بھیجا ان پر عذاب آسمان سے بدلہ ان کے ظلم کا۔

حل لغات رکوع دہم۔سورۃ اعراف۔پ ۹

قُلْ۔کہہ	یٰۤاَ۔اے	اَیُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو
اِنِّیْ۔بے شک میں	رَسُوْلُ۔رسول ہوں	اللّٰهِ۔اللہ کا	اِلَیْكُمْ۔تمہاری طرف
جَمِیْعًا۔سب کی	الَّذِیْ۔وہ	لَهٗ۔کہ جس کی	مُلْكُ۔بادشاہی ہے
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین میں	لَاۤ۔نہیں
اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی	یُحْیٖ۔زندہ کرتا ہے
وَ۔اور	یُمِیْتُ۔مارتا ہے	فَاٰمِنُوْا۔تو ایمان لاؤ	بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَ۔اور	رَسُوْلِهِ۔اس کے رسول	النَّبِیِّ۔نبی	الْاُمِّیِّ۔ان پڑھ پر
الَّذِیْ۔جو	یُؤْمِنُ۔ایمان لاتا ہے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
كَلِمٰتِهٖ۔اس کے حکموں پر	وَ۔اور	اتَّبِعُوْ۔پیروی کرو	هُ۔اس کی
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ	تَهْتَدُوْنَ۔ہدایت پاؤ	وَ۔اور	مِنْ قَوْمِ۔قوم
مُوْسٰۤی۔موسیٰ سے	اُمَّةٌ۔ایک امت تھی	یَّهْدُوْنَ۔جو ہدایت کرتی تھی	

www.waseemziyai.com

بِالْحَقِّ۔حق کی	وَ۔اور	بِہٖ۔اسی کے ساتھ	یَعْدِلُوْنَ۔انصاف کرتے
وَ۔اور	قَطَّعْنٰھُمُ۔ہم نے تقسیم کیا ان کو	اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ۔بارہ	اَسْبَاطًا۔قبیلوں میں
اُمَمًا۔جماعتیں	وَ۔اور	اَوْحَیْنَآ۔وحی کی ہم نے	اِلٰی۔طرف
مُوْسٰۤی۔موسیٰ کی	اِذِ۔جب	اسْتَسْقٰىهُ۔پانی مانگا اس سے	قَوْمُهٗۤ۔اس کی قوم نے
اَنِ۔یہ کہ	اضْرِبْ۔مار	بِّعَصَا۔عصا	كَ۔اپنا
الْحَجَرَ۔پتھر پر	فَانْبَجَسَتْ۔تو پھوٹے	مِنْهُ۔اس سے	اثْنَتَا عَشْرَةَ۔بارہ
عَيْنًا۔چشمے	قَدْ۔بے شک	عَلِمَ۔جان لیا	كُلُّ۔ہر
اُنَاسٍ۔آدمی نے	مَّشْرَبَهُمْ۔اپنا گھاٹ	وَ۔اور	ظَلَّلْنَا۔سایہ کیا ہم نے
عَلَيْهِمُ۔ان پر	الْغَمَامَ۔بادلوں کا	وَ۔اور	اَنْزَلْنَا۔اتارا ہم نے
عَلَيْهِمُ۔ان پر	الْمَنَّ۔من	وَ۔اور	السَّلْوٰى۔سلویٰ
كُلُوْا۔کھاؤ	مِنْ طَيِّبٰتِ۔پاکیزہ چیزیں	مَا۔جو	رَزَقْنٰكُمْ۔رزق دیا ہم نے
كُمْ۔تم کو	وَ۔اور	مَا۔نہ	ظَلَمُوْ۔ظلم کیا انہوں نے
نَا۔ہم پر	وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	كَانُوْٓا۔وہ تھے
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر	يَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے	وَ۔اور	اِذْ۔جب
قِيْلَ۔کہا گیا	لَهُمُ۔ان کو	اسْكُنُوْا۔رہو تم	هٰذِهِ۔اس
الْقَرْيَةَ۔بستی میں	وَ۔اور	كُلُوْا۔کھاؤ	مِنْهَا۔اس سے
حَيْثُ۔جہاں	شِئْتُمْ۔چاہو تم	وَ۔اور	قُوْلُوْا۔کہو
حِطَّةٌ۔حطہ	وَّ۔اور	ادْخُلُوا۔داخل ہو	الْبَابَ۔دروازے سے
سُجَّدًا۔سجدہ کرتے ہوئے	نَّغْفِرْ۔ہم بخش دیں گے	لَكُمْ۔تم کو	خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ۔تمہارے گناہ
سَنَزِيْدُ۔جلدی زیادہ دیں گے ہم		الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو	فَبَدَّلَ۔تو بدل دیا
الَّذِيْنَ۔انہوں نے کہ	ظَلَمُوْا۔ظلم کیا	مِنْهُمْ۔ان میں سے	قَوْلًا۔بات کو
غَيْرَ۔سوا	الَّذِيْ۔اس کے جو	قِيْلَ۔کہی گئی تھی	لَهُمْ۔ان کو
فَاَرْسَلْنَا۔تو بھیجا ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	رِجْزًا۔عذاب	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے
بِمَا۔بدلہ	كَانُوْا۔اس کا جو تھے	يَظْلِمُوْنَ۔وہ ظلم کرتے	

خلاصہ تفسیر رکوع دہم۔سورۃ اعراف۔ پ ۹

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔فرما دیجئے اے لوگوں میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف یہ آیت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حضور ﷺ کی عموم رسالت کی دلیل ہے یعنی آپ کی رسالت رسالت مطلقہ ہے اور آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہان آپ کی امت ہے گویا آپ انسانوں کے رسول ملائکہ کے رسول جنوں کے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رسول ہیں حتیٰ کہ رسولوں کے بھی رسول ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ چیزیں مجھ کو وہ ملی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہ ملیں۔

اول: ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا اور میں ہر سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

دوم: میرے لئے غنائم حلال کئے گئے اور مجھ سے پہلے کسی کو غنیمت کا مال حلال نہیں کیا گیا تھا۔

سوم: میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (یعنی تیمم کے قابل) اور مسجد کی گئی جس کسی کو جہاں بھی نماز کا وقت آوے وہ زمین پر وہیں نماز ادا کر سکتا ہے۔

چہارم: میرا رعب دشمن پر ایک ماہ کی مسافت پر ڈالا گیا۔ اور میری مدد فرمائی گئی۔

پنجم: مجھے تاج شفاعت عطا ہوا۔

مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

وہ اللہ جس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلانے والا اور مارنے والا تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول غیب کی خبر دینے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔

اور موسیٰ کی قوم سے ایک جماعت ہے کہ حق کی راہ بتاتی اور اس سے انصاف کرتی ہے یعنی حق کے ساتھ انصاف کرتی ہے اور بانٹ دیا ہم نے انہیں بارہ گروہ میں جماعتیں اور وحی کی ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس کی قوم نے تیہ میں کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے ہر گروہ کے لئے ایک چشمہ تو ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ جان لیا اور سائبان کیا ہم نے ان پر ابر کا تا کہ میدان تیہ میں دھوپ سے امن میں رہیں اور ان پر اتارا من و سلویٰ کھاؤ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے پاک چیزیں اور انہوں نے ناشکری کر کے ہمارا کچھ نہ بگاڑا مگر اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمائے اور یاد کرو جب انہیں کہا گیا یعنی بنی اسرائیل کو کہ رہو بسو اس بستی میں یعنی بیت المقدس میں اور کھاؤ اس میں سے جو چاہو اور کہو کہ گناہ کا بوجھ اترا۔ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے عنقریب زیادہ دیں گے نیکوں کو۔

تو ان کے ظالموں نے بات بدل دی اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا یعنی انہیں حکم تو یہ تھا کہ حطہ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں حطہ عربی محاورہ میں توبہ و استغفار کی جگہ استعمال کرتے ہیں لیکن وہ حطہ کی بجائے بطور تمسخر حنطۃ فی شعرۃ کہتے ہوئے داخل ہوئے یعنی گندم بالوں میں بھرے ہوئے تو ہم نے ان پر عذاب بھیجا آسمان سے ان کے اس ظالمانہ تمسخر کے بدلے میں یعنی عذاب آنے کا سبب ان کا ظلم اور استہزاء اور حکم الٰہی عزوجل کی مخالفت کرنا ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم-سورۃ اعراف- پ ۹

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا

اور پوچھو ان سے حال اس بستی کا جو کنارے دریا کے تھی جب وہ حد سے بڑھے ہفتہ میں جب آئیں مچھلیاں ان کے سامنے ہفتہ کے دن تیرتی اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح آزماتے تھے ہم انہیں ان کے فسق

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٣﴾

کے سبب۔

3 وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾

اور جب کہا ایک جماعت نے ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں عذاب دینے والا ہے۔ سخت عذاب بولے معذرت کو تمہارے رب کے حضور اور شاید کہ وہ ڈریں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾

تو جب بھلا بیٹھے وہ جو نصیحت انہیں کی گئی تھی۔ ہم نے نجات دی انہیں جو روکتے تھے برائی سے اور ماخوذ کیا ہم نے انہیں جو ظالم تھے برے عذاب میں بدلہ ان کی نافرمانی کا۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿١٦٦﴾

تو جب سرکشی کی انہوں نے جس سے منع کیا گیا ہم نے فرمایا انہیں ہو جاؤ بندر نقصان وخسران میں۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٧﴾

اور جب حکم دیا تمہارے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہوں گا ان پر قیامت تک انہیں جو ان کو سخت مار دیں برے عذاب کی بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾

اور متفرق کر دیا ہم نے انہیں زمین میں جماعت جماعت ان میں کچھ نیک ہیں اور ان میں سے کچھ گرے ہوئے ان سے اور آزمایا ہم نے انہیں بھلائیوں سے اور برائیوں سے تاکہ وہ رجوع کریں۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾

تو ان کی جگہ ان کے بعد وہ نااہل آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اور اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے عنقریب ہماری بخشش ہو گی اور اگر آجائے ان کے پاس ویسا ہی مال تو لے لیں کیا نہ لیا گیا ان پر کتاب میں عہد کہ نہ کہیں اللہ پر مگر سچ اور انہوں نے اسے پڑھا جو اس میں تھا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لئے جو پرہیزگار ہیں تو کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔

وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾

اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکوں کا۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع

اور جب ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ گویا کہ وہ سائبان ہے اور وہ گمان کرتے تھے کہ ان پر گرنے والا ہے لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے اور یاد کرو جو اس میں ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

حل لغات رکوع یازدہم - سورۃ اعراف - پ ۹

وَ۔اور	سْئَلْهُمْ۔پوچھ ان سے	عَنِ الْقَرْيَةِ۔اس	الَّتِيْ۔بستی کا
كَانَتْ۔جو تھی	حَاضِرَةَ۔کنارے	الْبَحْرِ۔سمندر کے	اِذْ۔جب
يَعْدُوْنَ۔زیادتی کرتے	فِي۔بیچ	السَّبْتِ۔ہفتہ کے	اِذْ۔جب
تَاْتِيْهِمْ۔آتیں ان کے پاس	حِيْتَانُهُمْ۔ان کی مچھلیاں	يَوْمَ۔دن	سَبْتِهِمْ۔ان کے ہفتے کے
شُرَّعًا۔ظاہر ہو کر	وَّ۔اور	يَوْمَ۔جس دن	لَا۔نہ
يَسْبِتُوْنَ۔ہفتہ کرتے	لَا۔نہ	تَاْتِيْهِمْ۔آتی ان کے پاس	كَذٰلِكَ۔اسی طرح
نَبْلُوْ۔آزماتے تھے ہم	هُمْ۔ان کو	بِمَا۔بدلے اس کے	كَانُوْا۔جو تھے
يَفْسُقُوْنَ۔بدکاری کرتے	وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَتْ۔کہا
اُمَّةٌ۔ایک جماعت نے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	لِمَ۔کیوں	تَعِظُوْنَ۔نصیحت کرتے ہو
قَوْمَا۟۔اس قوم کو کہ	اللّٰهُ۔اللہ	مُهْلِكُهُمْ۔ہلاک کرنے والا ہے ان کو	
اَوْ۔یا	مُعَذِّبُهُمْ۔عذاب کرنے والا ہے ان کو		عَذَابًا۔عذاب
شَدِيْدًا۔سخت	قَالُوْا۔بولے	مَعْذِرَةً۔عذر کے لئے	اِلٰى۔طرف
رَبِّكُمْ۔تمہارے رب کی	وَ۔اور	لَعَلَّهُمْ۔شاید وہ بھی	يَتَّقُوْنَ۔ڈریں
فَلَمَّا۔پھر جب	نَسُوْا۔بھول گئے	مَا۔جو	ذُكِّرُوْا۔نصیحت دیئے
گئے تھے	بِهٖۤ۔اس کی	اَنْجَيْنَا۔تو نجات دی ہم نے	الَّذِيْنَ۔ان کو جو
يَنْهَوْنَ۔روکتے تھے	عَنِ السُّوْٓءِ۔برائی سے	وَ۔اور	اَخَذْنَا۔پکڑا ہم نے
الَّذِيْنَ۔ان کو	ظَلَمُوْا۔جو ظالم تھے	بِعَذَابٍ۔عذاب	بَئِيْسٍ۔برے میں
بِمَا۔بدلے اس کے جو	كَانُوْا۔تھے	يَفْسُقُوْنَ۔بدکاری کرتے	فَلَمَّا۔پھر جب
عَتَوْا۔سرکشی کی	عَنْ مَّا۔اس سے کہ	نُهُوْا۔روکے گئے تھے	عَنْهُ۔اس سے
قُلْنَا۔تو ہم نے کہا	لَهُمْ۔ان کو	كُوْنُوْا۔ہو جاؤ	قِرَدَةً۔بندر
خٰسِئِيْنَ۔ذلیل	وَ۔اور	اِذْ۔جب	تَاَذَّنَ۔اعلان کیا
رَبُّكَ۔تیرے رب نے کہ	لَيَبْعَثَنَّ۔ضرور بھیجے گا	عَلَيْهِمْ۔ان پر	اِلٰى۔طرف

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

يَوْمِ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کی	مَنْ۔ جو	يَّسُوْمُهُمْ۔ پہنچائے گا ان کو
سُوْٓءَ۔ برے	الْعَذَابِ۔ عذاب	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب
لَسَرِيْعُ۔ جلدی	الْعِقَابِ۔ سزا دینے والا ہے	وَ۔ اور	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	وَ۔ اور	قَطَّعْنٰهُمْ۔ بانٹ دیا ہم نے
ان کو	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	اُمَمًا۔ ٹکڑے کر کے
مِنْهُمُ۔ بعض ان سے	الصّٰلِحُوْنَ۔ نیک ہیں	وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ بعض ان سے
دُوْنَ۔ سوا	ذٰلِكَ۔ اس کے ہیں	وَ۔ اور	بَلَوْنٰهُمْ۔ آزمایا ہم نے ان کو
بِالْحَسَنٰتِ۔ نیکی	وَ۔ اور	السَّيِّاٰتِ۔ برائی سے	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ
يَرْجِعُوْنَ۔ لوٹیں	فَخَلَفَ۔ تو پیچھے آئے	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	هِمْ۔ ان کے
وَّرِثُوا۔ جو وارث ہوئے	الْكِتٰبَ۔ کتاب کے	يَاْخُذُوْنَ۔ لیتے	عَرَضَ۔ سامان
هٰذَا۔ اس	الْاَدْنٰى۔ دنیا کا	وَ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے
سَيُغْفَرُ۔ جلدی بخشا جائے گا		لَنَا۔ ہم کو	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	يَّاْتِهِمْ۔ آتا ان کے پاس	عَرَضٌ۔ سامان	مِّثْلُهٗ۔ مثل اس کی
يَاْخُذُوْهُ۔ لیتے اس کو	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	يُؤْخَذْ۔ لیا گیا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مِّيْثَاقُ۔ عہد	الْكِتٰبِ۔ کتاب کا	اَنْ۔ یہ کہ
لَّا۔ نہ	يَقُوْلُوْا۔ کہیں	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے
اِلَّا۔ مگر	الْحَقَّ۔ حق	وَ۔ اور	دَرَسُوْا۔ پڑھا انہوں نے
مَا۔ جو	فِيْهِ۔ اس میں تھا	وَ۔ اور	الدَّارُ۔ گھر
الْاٰخِرَةُ۔ آخرت کا	خَيْرٌ۔ بہتر ہے	لِّلَّذِيْنَ۔ اس کے لئے جو	يَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار ہیں
اَ۔ کیا	فَلَا۔ پھر نہیں	تَعْقِلُوْنَ۔ سمجھتے	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُمَسِّكُوْنَ۔ تھامتے ہیں	بِالْكِتٰبِ۔ کتاب کو	وَ۔ اور
اَقَامُوا۔ قائم کرتے ہیں	الصَّلٰوةَ۔ نماز کو	اِنَّا۔ بے شک ہم	لَا۔ نہیں
نُضِيْعُ۔ ضائع کرتے	اَجْرَ۔ اجر	الْمُصْلِحِيْنَ۔ نیکوں کا	وَ۔ اور
اِذْ۔ جب	نَتَقْنَا۔ اٹھایا ہم نے	الْجَبَلَ۔ پہاڑ	فَوْقَهُمْ۔ ان کے اوپر
كَاَنَّهٗ۔ گویا کہ وہ	ظُلَّةٌ۔ سائبان ہے	وَّ۔ اور	ظَنُّوْٓا۔ خیال کیا انہوں نے کہ
اَنَّهٗ۔ بے شک وہ	وَاقِعٌۢ۔ گرنے والا ہے	بِهِمْ۔ ان پر	خُذُوْا۔ پکڑو
مَآ۔ جو	اٰتَيْنٰكُمْ۔ دیا ہم نے تم کو	بِقُوَّةٍ۔ قوت سے	وَّ۔ اور
اذْكُرُوْا۔ یاد کرو	مَا۔ جو	فِيْهِ۔ اس میں ہے	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار بنو

خلاصہ تفسیر اردو رکوع یازدہم۔سورۃ اعراف- پ ۹

اور پوچھئے ان سے اس بستی کا حال جو دریا کے کنارے تھی یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ اپنے قریب کے رہنے والے یہود سے اس بستی کا حال دریافت فرمائیں اس سوال سے مقصود یہ تھا کہ کفار مکہ پر ظاہر فرما دیا جائے کہ ان یہودیوں کا قدیمی دستور ہے کہ ہر نبی کا انکار کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے انکار کرنا ان کی پرانی خصلت و عادت کے ماتحت ہے یہ ان کی کوئی نئی بات نہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کے نبیوں سے بھی کفر کرتے رہے۔

اس کے بعد ان کے اسلاف کا حال ظاہر فرمایا جو حکم الٰہی عزوجل کی مخالفت کی وجہ سے بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کیے گئے۔

عن القریہ میں جس بستی کا ذکر ہے اس بستی کی تعیین میں مفسرین رحمہم اللہ کے پانچ اقوال ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ بستی مصر اور مدینہ کے درمیان تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ بستی مدین اور طور کے مابین تھی۔

علامہ زہری رحمہ اللہ کی تحقیق میں وہ بستی طبریہ شام میں تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ وہ بستی مدین تھی۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ نے کہا وہ بستی ایلہ ہے۔

بہر حال بستی ہونے اور ان کے مسخ ہونے سے کوئی انکاری نہیں ہے۔ مصر و مدینہ کے مابین تھی یا مدین وطور کے درمیان۔ طبریہ شام تھی یا ایلہ۔ بہر صورت تھی اور ضرور تھی۔ آگے ارشاد ہے۔ جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھے یعنی باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ مفسرین رحمہم اللہ نے فرمایا اس بستی میں تین قسم کے لوگ تین خیالوں پر منقسم ہو گئے۔

ایک تہائی جماعت تو ایسے لوگوں کی ہوگئی جو لالچ میں نہ آئے اور حکم کی اتباع میں شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے رہے۔

دوسرا گروہ ایسا تھا کہ شکار کنندہ جماعت سے بیزار ہو کر علیحدہ ہو گیا اور منع کرنے والوں کو کہتا کہ ایسی قوم کی نصیحت بے کار ہے جو ہلاک ہونے والی ہے۔

تیسرا گروہ خطا کاروں کا تھا جو حکم الٰہی کے خلاف ہفتے کے روز ہی شکار کر کے مچھلیاں لاتا اور خود کھاتا فروخت کرتا۔

آخرش ان لوگوں نے جو انہیں منع کرتے تھے جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتے تو انہوں نے بستی تقسیم کر کے بیچ میں ایک دیوار کھینچ لی اور اپنا دروازہ علیحدہ نکال لیا جس سے وہ آتے جاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی ان خطا کاروں پر لعنت کی۔

ایک روز متبعین نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی باہر نہیں نکلا خیال کیا کہ شاید شراب کے نشہ میں مدہوش پڑے رہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

گئے ہیں۔انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو دیکھا اس بستی میں بندر ہی بندر ہیں۔آخر یہ انہیں دیکھنے لگے تو یہ ان سب کے رشتہ دار ہی تھے مگر یہ تو انہیں نہ پہنچان سکے اور وہ مسخ شدہ اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے وہ متبعین کے پاس آکر ان کے کپڑے سونگھتے۔انہوں نے ان سے کہا کیا ہم تمہیں منع نہ کرتے ہیں وہ سر ہلا کر اقرار کرتے آخر وہ سب ہلاک ہو گئے اور متبعین سلامت رہے۔

چنانچہ ارشاد ہے جب ہفتے کے دن آتیں ان کی مچھلیاں تیرتی ہوئی اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں۔اسی طرح آزماتے تھے ہم انہیں ان کے فسق کو۔اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو جسے اللہ ہلاک کرنے والا ہے۔یا عذاب دینے والا ہے سخت عذاب بولے معذرت تمہارے رب کے حضور ہے تاکہ ہم پر نہی المنکر ترک کرنے کا الزام نہ رہے اور شائد کہ وہ متقی ہو جائیں اور نصیحت سے فائدہ اٹھائیں۔

تو جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچالئے وہ لوگ جو برائی سے منع کیا کرتے تھے اور پکڑ لیا ہم نے ظالموں کو برے عذاب میں ان کے فسق کا بدلہ تو جب انہوں نے سرکشی کی اس حکم سے جس سے ممانعت کی گئی تھی فرمایا ہم نے انہیں ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔چنانچہ وہ لوگ بندروں کی شکل میں مسخ ہو گئے اور تین دن اسی حال میں رہ کر ہلاک ہو گئے آگے ارشاد ہے۔

اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور قیامت تک ان پر ایسے لوگ بھیجتا رہوں گا جو برے عذاب میں مبتلا کریں یعنی یہود کے لئے دردناک عذاب دینے والے مسلط کئے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا بخت نصر بابلی نے انہیں انتہائی عذاب میں رکھا پھر سنجاریب اور شاہان روم نے انہیں بدترین ذلت میں رکھا اور قیامت تک ان پر جزیہ واجب اور ذلت لازم ہوگئی۔

بے شک تیرا رب ضرور عذاب دینے والا ہے انہیں جو کفر پر ہیں اور اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ قائم علی الکفر کے لئے عذاب مستمر ہوگا دنیا وآخرت میں اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ان پر جو مطیع احکام ہوں اور ایمان لائیں اور انہیں ہم نے علیحدہ علیحدہ جماعت میں متفرق کر دیا ان میں ایک گروہ نیک ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس کے دین پر قائم رہا اور ایک گروہ ان سے اور طریق کا ہے جو نافرمان اور کافر ہے۔

اور ہم نے آزمایا انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے تاکہ کہیں وہ رجوع کریں یہاں بھلائیوں سے مراد نعمت وراحت ہے اور برائیوں سے شدت وتکلیف تو ان کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے یعنی توراۃ انہیں ان کے اسلاف سے ملی اور وہ اس کے اوامر ونواہی اور تحلیل وتحریم وغیرہ احکام پر مطلع ہوئے صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جو عہد رسالت میں تھے اور یہودیت کی وجہ سے اسلام کے خلاف چلتے تھے۔ان کا حال بتایا جاتا ہے کہ وہ لیتے ہیں دنیا کا مال یعنی بطور رشوت لے کر احکام میں تبدیلی اور کلام الٰہی میں تغیر وتحریف گوارہ کرتے ہیں باآنکہ وہ جانتے بھی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام لیکن غرض دنیا کے لالچ میں اس گناہ عظیم پر مصر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں عنقریب ہماری بخشش ہو جائے گی اور جو گناہ ہم نے کیا ہے اس کا مواخذہ نہ ہوگا اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آجائے تو پھر بھی لے لیں اور گناہ پر گناہ کرتے جائیں۔

علامہ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سارے بنی اسرائیل میں کوئی قاضی بھی ایسا نہ تھا جو رشوت خور نہ ہو اور اگر انہیں ملامت کی جاتی کہ یہ کام اچھا نہیں ہے تو کہہ دیتے یہ گناہ ہمیں معاف ہو جائے گا۔اور اگر یہ ملامت کرنے والوں کی جگہ ہوتا تو

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہ خود بھی اسی طرح رشوت خوری کرتا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

کیا ان پر نہ لیا گیا عہد کتاب کا کہ نہ کہیں گے اللہ کی طرف سے مگر حق اور انہوں نے اسے پڑھا جو اس میں تھا لیکن باوجود اس کے انہوں نے خلاف کیا تورات میں گناہ پر اصرار کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ نہ تھا مگر وہ یہی افتراء کرتے رہے کہ ہم پر مواخذہ نہ ہوگا اور گناہ میں حد سے بڑھے اور توبہ نہ کی اور آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کے عذاب سے خائف ہو کر رشوت ستانی اور حرام خوری سے اجتناب کریں اور حرام سے بچیں۔ اللہ کی فرمانبرداری کریں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں یعنی اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اس میں اپنی خواہشات کے مطابق تغیر تبدل نہیں کرتے اور نماز قائم رکھتے ہیں ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اس کا شان نزول اپنی کتاب میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب علیہم رضوان کے حق میں ہے جنہوں نے تورات پر ایمان لا کر اس کا اتباع کیا اور تحریف نہ کی اس کے مضامین کو نہ چھپایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ (خازن و مدارک)

اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ ان پر گویا کہ وہ سائبان ہے اور وہ سمجھتے کہ ان پر وہ پہاڑ گر پڑے گا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل پر احکام توریت شاق گزرے اور انہوں نے اس کے قبول کرنے میں لیت و لعل کی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم الٰہی عزوجل ایک بڑا پہاڑ جس کا عرض و طول ایک فرسنگ تھا جس کے نیچے بنی اسرائیل کا لشکر آ گیا ان پر سائبان کی طرح ان کے سروں کے قریب کر دیا۔ اور ان سے کہا گیا کہ احکام توریت قبول کرو ورنہ تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائے گا ان کو جب پہاڑ اپنے سروں پر نظر آیا تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے مگر اس طرح کہ بایاں رخسارہ اور ابرو تو سجدہ میں رکھا اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں یہ گر ہی نہ پڑے چنانچہ آج تک یہود کے سجدہ کی یہی شان ہے پھر ارشاد ہوا لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے یعنی حزم و عزم و استقلال سے اور یاد کرو جو اس میں ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوازدہم --سورۃ اعراف- پ ۹

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾	اور یاد فرمایئے اے محبوب جب لی تمہارے رب نے بنی آدم سے ان کی پشت سے ان کی نسل اور انہیں گواہ کیا ان پر کیا میں تمہارا رب نہیں بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں کہہ دیں بروز قیامت کے ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔
اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾	یا کہہ دیں شرک تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کیا اور ہم تو ان کے بعد کی ذریت ہیں تو کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا اس پر جو اہل باطل کر گئے۔
وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾	اور ایسے ہی ہم تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں تا کہ وہ رجوع کریں۔

www.waseemziyai.com

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

اور آپ سنائیں انہیں خبر ان کی جنہیں دیں ہم نے اپنی آئتیں تو ان سے نکل گئے صاف اور شیطان ان کے پیچھے لگا تو ہو گئے وہ گمراہوں میں سے۔

وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

اور اگر ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے لیکن وہ تو زمین میں جکڑا گیا اور پیرو ہوا اپنی خواہش کا تو اس کی مثال کتے کی سی ہے اگر اس پر بوجھ ڈالو ہانپے یا چھوڑ دو تو زبان نکال کر ہانپے یہ مثال ہے اس قوم کی جو جھٹلاتی ہے ہماری آئتیں تو تم انہیں قصہ گزشتہ سناؤ شاید وہ فکر کریں۔

سَآءَ مَثَلَا ِۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

بہت بری ہے مثال اس قوم کی جس نے جھٹلائیں ہماری آئتیں اور وہ اپنی جانوں کا نقصان کرتے تھے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

جسے اللہ ہدایت دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں ہے۔

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

اور بے شک پیدا کئے ہم نے جہنم کے لئے جنوں سے بہت سے اور آدمیوں سے ان کے دل ہیں مگر بے سمجھ اور ان کی آنکھیں ہیں مگر نہ دیکھنے والی اور ان کے کان ہیں نہ سننے والے یہ ہیں مثل چوپایوں کے بلکہ ان سے بھی گمراہ یہی ہیں غفلت والے۔

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

اور اللہ کے لئے ہیں اچھے نام تو اسے پکارو ان ناموں سے اور انہیں چھوڑ دو جو ایجاد کرتے ہیں اس کے ناموں سے انہیں بدلا ملے گا ان کے کئے کا۔

وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۧ ﴿۱۸۱﴾

اور ہمارے پیدا کئے ہوئے میں ایک گروہ وہ ہے جو حق بتاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی انصاف کرتا ہے۔

حل لغات رکوع دوازدہم ۔ سورۃ اعراف ۔ پ ۹

وَ۔اور	اِذْ۔جب	اَخَذَ۔پکڑا	رَبُّكَ۔تیرے رب نے
مِنْۢ بَنِيْۤ۔بنی	اٰدَمَ۔آدم سے	مِنْ ظُهُوْرِ۔پیٹھوں	هِمْ۔ان کی سے
ذُرِّيَّتَهُمْ۔ان کی اولاد کو	وَ۔اور	اَشْهَدَ۔گواہ بنایا	هُمْ۔ان کو
عَلٰٓى۔اوپر	اَنْفُسِهِمْ۔ان کی جانوں کے	اَ۔کیا	لَسْتُ۔نہیں میں

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِرَبِّكُمْ۔تمہارا رب	قَالُوْا۔ بولے	بَلٰى۔کیوں نہیں	شَهِدْنَا۔ہم گواہ ہیں
اَنْ۔ یہ کہ	تَقُوْلُوْا۔کہو	يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
اِنَّا۔ بے شک	كُنَّا۔ہم تھے	عَنْ هٰذَا۔اس سے	غٰفِلِيْنَ۔بے خبر
اَوْ۔یا	تَقُوْلُوْٓا۔کہو	اِنَّمَآ۔سوائے اس کے نہیں	اَشْرَكَ۔شرک کیا
اٰبَآؤُنَا۔ہمارے باپ دادا نے		مِنْ قَبْلُ۔پہلے	وَ۔اور
كُنَّا۔تھے ہم	ذُرِّيَّةً۔اولاد	مِّنْۢ بَعْدِ۔بعد	هِمْ۔ان کے
اَ۔کیا	فَتُهْلِكُنَا۔ہلاک کرتا ہے تو ہم کو	بِمَا۔بدلے اس کے جو	فَعَلَ۔کیا
الْمُبْطِلُوْنَ۔اہل باطل نے	وَ۔اور	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	نُفَصِّلُ۔کھولتے ہیں ہم
الْاٰيٰتِ۔آیتیں	وَ۔اور	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَرْجِعُوْنَ۔رجوع کریں
وَ۔اور	اتْلُ۔پڑھ	عَلَيْهِمْ۔ان پر	نَبَاَ۔خبر
الَّذِیْٓ۔اس کی کہ	اٰتَيْنٰهُ۔دیں ہم نے اس کو	اٰيٰتِنَا۔اپنی آیتیں	فَانْسَلَخَ۔تو نکل گیا
مِنْهَا۔اس سے	فَاَتْبَعَهُ۔تو پیچھے لگا اس کے	الشَّيْطٰنُ۔شیطان	فَكَانَ۔تو ہو گیا
مِنَ الْغٰوِيْنَ۔گمراہوں سے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	شِئْنَا۔ہم چاہتے
لَرَفَعْنٰهُ۔تو بلند کرتے اس کو		بِهَا۔اس سے	وَ۔اور
لٰكِنَّهٗٓ۔لیکن وہ	اَخْلَدَ۔جھک گیا	اِلَى۔طرف	الْاَرْضِ۔زمین کی
وَ۔اور	اتَّبَعَ۔پیچھے لگا	هَوٰا۔خواہش	هُ۔اپنی کے
فَمَثَلُهٗ۔تو اس کی مثال	كَمَثَلِ۔جیسے	الْكَلْبِ۔کتا ہے	اِنْ۔اگر
تَحْمِلْ۔تو بوجھ رکھے	عَلَيْهِ۔اس پر	يَلْهَثْ۔ہانپتا ہے	اَوْ۔یا
تَتْرُكْهُ۔چھوڑے اس کو	يَلْهَثْ۔ہانپتا ہے	ذٰلِكَ۔یہ	مَثَلُ۔مثال ہے
الْقَوْمِ۔اس قوم کی	الَّذِيْنَ۔جنہوں نے	كَذَّبُوْا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
فَاقْصُصِ۔تو بیان کر	الْقَصَصَ۔واقعہ	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَتَفَكَّرُوْنَ۔سوچیں
سَآءَ۔بری	مَثَلًا۔مثال ہے	الْقَوْمُ۔اس قوم کی	الَّذِيْنَ۔جنہوں نے کہ
كَذَّبُوْا۔جھٹلادیا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو	وَ۔اور	اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر
كَانُوْا۔وہ تھے	يَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے	مَنْ۔جسے	يَّهْدِ۔ہدایت دے
اللّٰهُ۔اللہ	فَهُوَ۔وہی ہے	الْمُهْتَدِيْ۔ہدایت پانے والا	وَ۔اور
مَنْ۔جسے	يُّضْلِلْ۔گمراہ کرے	فَاُولٰٓئِكَ۔تو وہ	هُمُ۔ہی
الْخٰسِرُوْنَ۔خسارہ پانے والے ہیں		وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک
ذَرَاْ۔پیدا کئے	نَا۔ہم نے	لِجَهَنَّمَ۔جہنم کے لئے	كَثِيْرًا۔بہت سے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مِّنَ الْجِنِّ۔جن	وَ۔اور	الْاِنْسِ۔انسان	لَهُمْ۔ان کے
قُلُوْبٌ۔دل ہیں کہ	لَّا۔نہیں	يَفْقَهُوْنَ۔سمجھتے	بِهَا۔ان سے
وَ۔اور	لَهُمْ۔ان کے	اَعْيُنٌ۔آنکھیں ہیں	
لَّا۔نہ	يُبْصِرُوْنَ۔دیکھنے والی	بِهَا۔اس سے	وَ۔اور
لَهُمْ۔ان کے لئے	اٰذَانٌ۔کان ہیں	لَّا۔نہیں	
يَسْمَعُوْنَ۔سنتے	بِهَا۔ان سے	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	كَالْاَنْعَامِ۔جانوروں کی
طرح ہیں	بَلْ۔بلکہ	هُمْ۔وہ	اَضَلُّ۔زیادہ گمراہ ہیں
اُولٰٓئِكَ۔یہی	هُمُ۔وہ ہیں	الْغٰفِلُوْنَ۔غافل	وَ۔اور
لِلّٰهِ۔اللہ کے	الْاَسْمَآءُ۔نام ہیں	الْحُسْنٰى۔اچھے	فَادْعُوْهُ۔سو پکارو
هُ۔اس کو	بِهَا۔ان سے	وَ۔اور	ذَرُوا۔چھوڑو
الَّذِيْنَ۔ان کو	يُلْحِدُوْنَ۔جو کجرو ہیں	فِيْٓ۔بیچ	اَسْمَآئِهٖ۔اس کے ناموں کے
سَيُجْزَوْنَ۔جلدی بدلہ دیئے جائیں گے		مَا۔جو	كَانُوْا۔تھے وہ
يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	وَ۔اور	مِمَّنْ۔ان سے	خَلَقْنَآ۔جو پیدا کئے ہم نے
اُمَّةٌ۔ایک امت ہے	يَّهْدُوْنَ۔جو ہدایت دیتے ہیں		بِالْحَقِّ۔حق کی
وَ۔اور	بِهٖ۔اسی سے	يَعْدِلُوْنَ۔وہ انصاف کرتے ہیں	

مختصر تفسیر اردو

اور یاد فرمایئے اے محبوب جب آپ کے رب نے لی بنی آدم سے اس کی پشت سے ان کی نسل اور انہیں ان کی جانوں پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں۔ آیات وحدیث پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذریت نکلنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کے لئے ربوبیت ووحدانیت کے دلائل قائم فرما کر عقل عطا کی پھر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب کی۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت تخلیق فرما کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں سب کہنے لگے بے شک تو ہمارا رب ہے ہم گواہ ہوئے اپنی جانوں پر اور ہم نے تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا اور یہ گواہ کرنا اس لئے ہے کہ کہیں بہ روز قیامت کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہمیں خبر نہ ہوئی اور ہمیں تنبیہ نہیں کی گئی یا کہہ دو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کی اولاد ان کے بعد ہیں ہم نے جیسا انہیں کرتے دیکھا ان کی پیروی میں ویسا ہی ہم بھی کرتے رہے تو کیا ہمیں ہلاک فرمائے گا ان کے بدلے جو اہل باطل کر گئے۔

تو اس شہادت سے اتمام حجت ہو گیا اور آئندہ اس عذر کا موقع بھی نہ رہا اس لئے کہ وہ خود عہد کر چکے ہیں پھر ان کے پاس رسول بھی آئے اور انہوں نے مواعید یوم الست یاد دلا دیئے اور توحید پر دلائل قائم کئے اور ایسے ہی ہم تفصیل سے اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں تا کہ بندے تدبر وفکر کریں اور ایمان قبول کرنے کی طرف مائل ہوں اور تا کہ وہ پلٹ کر آ جائیں اور کفر

www.waseemziyai.com

وشرک ترک کرکے ایمان قبول کریں اور انبیاء کے معجزات کے ساتھ اپنے عہد ومیثاق یاد کریں اور حکم کے مطابق عمل کریں۔

اور انہیں ان کا حال سنائیں جنہیں ہم نے اپنی آیتیں دیں۔ اس سے مراد بلعم باعور کے لوگ ہیں جن کا واقعہ مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین سے جنگ کا قصد فرمایا سرزمین شام میں تشریف لائے تو بلعم باعور کی قوم نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ اور کافی لشکر ہے وہ ہمیں ہماری بستی سے نکالیں گے۔ مقابلہ میں وہ ہمیں قتل کریں گے اور ہماری جگہ بنی اسرائیل کو آباد ہونے کے لئے اجازت دیں گے تمہارے پاس اسم اعظم ہے اور تم مستجاب الدعوات ہو اور نکلو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ انہیں یہاں سے ہٹادے۔

بلعم باعور نے کہا تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے تم مجھ سے اس کے خلاف دعا کراتے ہو جو اللہ کا نبی ہے ان کے ساتھ ملائکہ ہیں اور یہ جتنے آدمی ہیں تمام ایمان والے ہیں میں کس طرح ان کے خلاف بددعا کی جرأت کرسکتا ہوں میں انہیں جانتا ہوں اور جو رتبہ ان کا بارگاہ حق میں ہے اسے پہچانتا ہوں اگر میں جان بوجھ کر ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہوجائیں گی لیکن قوم نہ مانی اور اس امر پر مصر ہوئی کہ جو انہوں نے درخواست کی ہے وہ بہر صورت اور بہر حال پوری کی جائے۔

بلعم باعور نے کہا اچھا میں اپنے رب سے اس کی مرضی معلوم کرلوں۔ چنانچہ بلعم باعور کو خواب میں ممانعت کی گئی۔ پھر اس نے سوال کیا تو صاف حکم مل گیا۔ کہ موسیٰ اور اس کے لشکریوں کے برخلاف بددعا نہ کرنا انہوں نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے ممانعت کی گئی ہے۔

تو قوم نے بلعم باعور کو نذرانے اور تحفے پیش کرکے بددعا پر اصرار کیا اس نے کہا اچھا میں پھر دریافت کرتا ہوں اس دفعہ سوال کا جواب نہ ملا اس نے قوم سے کہا اس دفعہ مجھے جواب ہی نہیں ملا۔ قوم نے کہا اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو اس دفعہ بھی جواب نفی میں ملتا لیکن ہمارے الحاح وزاری کی وجہ سے سکوت رہا ہے۔ اس فتنہ میں بلعم باعور مبتلا ہوگیا اور پہاڑ پر جاکر موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے بددعا کرنی چاہی اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان پر بددعا میں اسی کی قوم کا نام جاری کردیا اور دعائے خیر کے موقعہ پر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا نام جاری کردیا۔

قوم نے یہ سن کر پکارنا شروع کردیا اور کہا بلعم یہ کیا کررہے ہو بنی اسرائیل کے لئے دعا اور ہمارے لئے بددعا بلعم کہنے لگا یہ میرے قبضہ کی بات نہیں حتیٰ کہ بلعم باعور کی زبان باہر نکل آئی بلعم کہنے لگا تم لوگوں نے میری دنیا و آخرت برباد کردی آگے ارشاد ہے۔

تو وہ ان سے صاف نکل گیا یعنی وہ قوم سے الگ ہوگیا اور ان کا اتباع نہ کیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے بلند کرتے اور ابرار کی منزل میں اسے پہنچاتے مگر وہ تو زمین میں پکڑا گیا یعنی دنیا پر مفتون ہوگیا اور اپنی خواہش کی پیروی میں ہوگیا تو اس کا حال مثل کتے کے ہے اگر اس پر بوجھ رکھو تو ہانپے اور زبان نکالے اور چھوڑ دے تو ہانپے اور زبان نکالے یہ مثال اس کتے کے ساتھ ہے جو دنیا کی حرص رکھتا ہے گویا فرمایا کہ کتے دنیا کے وہ ہیں کہ انہیں نصیحت کرو تو بے کار اور نہ کرو تو کتا کتا ہی ہے اس کی طبیعت بدل نہیں سکتی یہ حال ان کا ہے جو ہماری آئتیں جھٹلائیں تو آپ انہیں نصیحت سنائے جائیں شاید وہ غور وفکر کریں کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے ہماری آئتیں جھٹلائیں اور وہ اپنی جانوں کا برا کرتے ہیں جسے اللہ ہدایت کرے وہ ہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کردے تو وہ نقصان وخسران میں ہے اور بے شک ہم نے پیدا کئے جہنم کے لئے بہت جن اور آدمی یعنی وہ کفار جو آیات اللہ عزوجل سے منکر ہیں اور ان کا کافر ہونا علم الٰہی عزوجل

میں ہے اور ایسے ہی جن جو اسلام کو قبول نہیں کرتے۔

وہ ایسے دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں یعنی قبول حق کی طرف ان کا دل نہیں جھکتا اس وجہ میں وہ ہدایت سے محروم ہیں اور ان کے پاس ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور راہ حق وہدایت انہیں نظر نہیں آتا اور ان کے ایسے کان ہیں جن سے سنتے نہیں یعنی وعظ ونصیحت کو بگوش قبول سنتے ہی نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بے سمجھ وہی غفلت میں ہیں۔خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ

انسان دل آنکھ کان سے مدارک علمیہ کا ادراک کرتا ہے لیکن وہ لوگ ہیں کہ دل بھی رکھتے ہیں اور آنکھ کان بھی لیکن ان کے ذریعہ معارف ربانیہ کا ادراک نہیں رکھتے کھانے پینے اور مذوقات کا امتیاز کرنے اور امور دنیوی بہت تیز ہیں لیکن یہ تو حیوانات میں بھی صفت موجود ہے وہ بھی اپنے حواس سے اپنی سود و بہبود دنیوی کا امتیاز رکھتے ہیں اگر یہی انسان کے لئے کافی ہے تو پھر اس میں اا ور حیوانات میں کیا فرق ہوا۔تو وجہ فضیلت مابین البہائم انسان میں یہی ہے کہ وہ مدارک علمیہ اور معارف ربانیہ کا امتیاز کرتا ہے عموماً دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنے نفع وضرر کا اختیار وامتیاز رکھتا ہے حیوانات بھی نفع کی طرف بڑھتے اور ضرر سے بچتے ہیں تو کافر جو جہنم کی راہ قبول کر رہا ہے حیوانات سے بھی بدتر ہوا۔

انسان روحانی،شہوانی،سماوی،ارضی ہے جب اس کی روح شہوات پر غالب آجاتی ہے تو یہ ملائکہ پر فائق ہوجاتا ہے اور جب شہوات روح پر غالب آجاتے ہیں تو زمین کے بہائم سے بھی بدتر ہوجاتا ہے آگے ارشاد ہے۔

اور اللہ کے لئے اچھے نام ہیں تو اسے انہی ناموں سے پکارو اور وہ چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے جنتی ہو۔علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ اسماء الٰہیہ کا انحصار صرف ننانوے اسماء میں ہی نہیں بلکہ حدیث میں ننانوے اس لئے بتائے کہ ان کے ذریعہ انسان جنتی ہوجاتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک رب ہے جس کی عبادت کرنے والا مومن ہوجاتا ہے تو اللہ بھی معبود ہے اور رحمٰن بھی معبود اور دونوں کو مسلمان پکارتے ہیں اس پر یہ حکم ہوا کہ یہ جاہل ہے معبود تو ایک ہی ہے اور اس کے نام بہت ہیں۔

لہٰذا اس کے ناموں میں حق واستقامت کے ساتھ قائم رہو مشرکین کی طرح نہ بنو کہ انہوں نے اللہ کو بگاڑ کر لات نام رکھ کر الحاد کیا۔

عزیز کا عزیٰ بگاڑا۔

منان کو منات کہنے لگے۔

اور نام بگاڑ کر اپنے بتوں کو پکارنے لگے اور حق سے متجاوز ہوکر ملحد بن گئے۔

اس سے یہ امر بھی ملتا ہے کہ اسماء الٰہیہ عزوجل وہ لئے جائیں جو کتاب وسنت میں ملیں۔

اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ اپنی طرف سے سخی۔رفیق کہنا ممنوع ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضار یا مانع یا خالق القردۃ کہنا بھی جائز نہیں۔

بلکہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہنا چاہئے جیسے ضار یا نافع یا خالق الخلق۔

اور یہ امر بھی اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء میں ایسے نام شامل نہ کئے جائیں جو مشرکین کے یہاں ہیں جیسے رام۔ پرم آتما وغیرہ جوتی سروپ نراکار یا نرنجن آگے ارشاد ہے۔

اور ہمارے بنائے ہوئے لوگوں میں ایک گروہ ہے جو حق کی ہدایت کرتا اور اس پر منصفی سے قائم ہے یہ گروہ حق پرست علماء اور ہادیان اسلام کا ہے جو ہر زمانہ میں رہے گا۔ ان کا اجماع حجت شرعی ہے اور ایسے لوگوں سے کوئی زمانہ خالی نہ رہے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گروہ میری امت کا قیامت تک دین حق پر قائم رہے گا اسے کسی کی عداوت ومخالفت ضرر نہ پہنچا سکے گی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سیزدہم۔ سورۃ اعراف۔ پ ۹

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور وہ جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آئتیں عنقریب ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے (عذاب کی طرف) ایسے کہ انہیں خبر نہ ہوگی۔

وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۱۸۳﴾

اور میں انہیں مہلت دوں گا بے شک میری تدبیر پختہ ہے۔

اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾

کیا وہ سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو کچھ واسطہ نہیں جنون سے وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔

اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے آسمانوں کی مملکت میں اور زمین میں اور جو کچھ پیدا کیا اللہ نے اشیاء سے اور یہ کہ شاید آگیا ہو ان کا وعدہ قریب تو اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَ یَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے کہ سرکشی میں اندھے بنے رہیں۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی فرما دیجئے اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے کوئی اسے نہیں کھول سکتا مگر وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک آپ سے پوچھتے ہیں گویا کہ آپ نے اسے تحقیق کر رکھا ہے فرما دیجئے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا

آپ فرما دیجئے میں مالک نہیں اپنی جان کا بھلے اور برے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚۛ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

میں مگر وہی جو اللہ چاہے اور اگر ہوتا میں کہ جان لیا کرتا غیب تو یوں ہوتا کہ میں نے بھلائیاں کثرت سے جمع کر لیں اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں اس قوم کو جو مومن ہے۔

حل لغات رکوع سیزدہم-سورۃ اعراف-پ ۹

وَ-اور	الَّذِیْنَ-وہ جنہوں نے	كَذَّبُوْا-جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَا-ہماری آیتوں کو
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ-جلدی کھینچیں گے ہم ان کو		مِّنْ حَیْثُ-ایسا کہ	لَا-نہ
یَعْلَمُوْنَ-جانیں گے	وَ-اور	اُمْلِیْ-میں مہلت دوں گا	لَهُمْ-ان کو
اِنَّ-بے شک	كَیْدِ-تدبیر	یْ-میری	مَتِیْنٌ-مضبوط ہے
اَوَ-کیا	لَمْ-نہ	یَتَفَكَّرُوْا-سوچا انہوں نے	مَا-کہ نہیں
بِصَاحِبِهِمْ-ان کے ساتھی کو		مِّنْ جِنَّةٍ-کوئی دیوانگی	اِنْ-نہیں
هُوَ-وہ	اِلَّا-مگر	نَذِیْرٌ-ڈرانے والا	مُّبِیْنٌ-ظاہر
اَوَ-کیا	لَمْ-نہ	یَنْظُرُوْا-دیکھا انہوں نے	فِیْ-بیچ
مَلَكُوْتِ-بادشاہی	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کے
وَ-اور	مَا-جو	خَلَقَ-پیدا کیا	اللّٰهُ-اللہ نے
مِنْ-کوئی	شَیْءٍ-چیز	وَّ-اور	اَنْ-یہ کہ
عَسٰٓی-قریب ہے	اَنْ-یہ کہ	یَّكُوْنَ-ہو	قَدِ-بے شک
اقْتَرَبَ-قریب آ چکی	اَجَلُهُمْ-ان کی اجل	فَبِاَیِّ-تو کون سی	حَدِیْثٍ-بات پر
بَعْدَ-بعد	هٗ-اس کے	یُؤْمِنُوْنَ-ایمان لائیں گے	مَنْ-جسے
یُّضْلِلِ-گمراہ کرے	اللّٰهُ-اللہ	فَلَا-تو نہیں	هَادِیَ-کوئی ہدایت دینے والا
لَهٗ-اس کو	وَ-اور	یَذَرُ-چھوڑے گا	هُمْ-ان کو
فِیْ-بیچ	طُغْیَانِهِمْ-ان کی سرکشی کے	یَعْمَهُوْنَ-حیران پھریں گے	یَسْـَٔلُوْنَكَ-پوچھتے ہیں
تجھ سے	عَنِ السَّاعَةِ-قیامت کو	اَیَّانَ-کہ کب ہے	مُرْسٰىهَا-اس کا قائم ہونا
قُلْ-کہہ دیں	اِنَّمَا-اس کے سوا نہیں	عِلْمُهَا-اس کا علم	عِنْدَ-نزدیک
رَبِّیْ-میرے رب کے ہے	لَا-نہیں	یُجَلِّیْهَا-ظاہر کرے گا اس کو	
لِوَقْتِهَآ-اس کے وقت پر	اِلَّا-مگر	هُوَ-وہی	ثَقُلَتْ-بھاری ہوگئی
فِیْ-بیچ	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

لَا۔نہیں	تَاْتِیْکُمْ۔آئے گی تمہارے پاس		اِلَّا۔مگر
بَغْتَةً۔اچانک	یَسْئَلُوْنَكَ۔پوچھتے ہیں آپ سے		كَاَنَّكَ۔گویا کہ آپ
حَفِیٌّ۔خبردار ہیں	عَنْهَا۔اس سے	قُلْ۔کہہ دیں	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں
عِلْمُهَا۔اس کا علم	عِنْدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے ہے	وَ۔اور
لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں
یَعْلَمُوْنَ۔جانتے	قُلْ۔کہہ دیں	لَآ۔نہیں	اَمْلِكُ۔مالک میں
لِنَفْسِیْ۔اپنی جان کے	نَفْعًا۔نفع	وَّ۔اور	لَا۔نہ
ضَرًّا۔نقصان کا	اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	شَآءَ۔چاہے
اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	كُنْتُ۔ہوتا میں
اَعْلَمُ۔جانتا	الْغَیْبَ۔غیب	لَاسْتَكْثَرْتُ۔تو اکٹھی کر لیتا بہت سی	
مِنَ الْخَیْرِ۔بھلائی	وَ۔اور	مَا۔نہ	مَسَّنِیَ۔پہنچتی مجھ کو
السُّوْٓءُ۔کوئی تکلیف	اِنْ۔نہیں	اَنَا۔میں	اِلَّا۔مگر
نَذِیْرٌ۔ڈرانے والا	وَّ۔اور	بَشِیْرٌ۔خوشخبری دینے والا	لِّقَوْمٍ۔اس قوم کو
یُّؤْمِنُوْنَ۔جو ایمان لاتے ہیں			

خلاصہ تفسیر اردو

اور جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آئتیں ہم عنقریب آہستہ آہستہ بتدریج عذاب کی طرف لے جائیں گے ایسی طرح کہ انہیں علم بھی نہ ہو اور میں انہیں مہلت دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے اور میری گرفت سخت ہے کیا وہ نہیں سوچتے کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ واسطہ نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔ اس کا

شان نزول

یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر شب کے وقت قبائل کو پکارا اور فرمایا میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ عزوجل کا خوف یاد دلایا اور آنے والے حوادث وآلام کا ذکر کیا تو ان میں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جنون سے نسبت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں ارشاد ہوا کہ بے سوچے سمجھے جنہوں نے ہمارے حبیب کی طرف جنون کا الزام لگا دیا انہوں نے فکر وتامل سے کام نہ لیا صرف یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اقوال وافعال سے مخالفت فرما رہے ہیں اور دنیا کی لذتوں سے آپ نے منہ پھیر لیا ہے آخرت کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی قوم کو اسی ایک وحدہ لاشریک لہ کی طرف دعوت دینے اور اس کا خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں۔ ان باتوں سے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دینا یہ انہی کا جنون اور ناعاقبت اندیشی ہے۔

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو چیز اللہ نے پیدا فرمائی ان سب میں اس کی وحدانیت اور کمال حکمت اور قدرت کی روشن دلیلیں ہیں اور یہ کہ شاید ان کا وقت قریب آ گیا ہو اور وہ کفر میں ہی مر کر ہمیشہ جہنم کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کندے رہیں ان باتوں کے لحاظ سے عقلمند عاقبت اندیش پر لازم ہے کہ وہ سوچے اور دلائل و براہین قرآن پر غور کرے ورنہ اس کے بعد کون سی حدیث یا قرآن ہوگا جس پر ایمان لائیں گے اور ظاہر ہے کہ قرآن پاک کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں اور خاتم النبین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں جس کے آنے کا انتظار ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور انہیں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ اس کے بعد یہودیوں کے اس سوال کا جواب ہے جو بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ یہودیوں نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے نبی ہیں تو ہمیں بتائیں کہ قیامت کب ہوگی۔ گویا ان کے اعتقاد میں قیامت کا وقت بتانا لوازم رسالت سے تھا حالانکہ یہ محض لغو اور غلط خیال تھا اور وہ اس امر کے مدعی تھے کہ ہمیں قیامت کا علم ہے اس کا بھی جواب دے دیا گیا کہ یہ دعویٰ بھی اس قوم کا غلط ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا ہے اور اس میں جو حکمت ہے اسے اللہ عزوجل ہی جانتا ہے اس لئے کہ فِعلُ الْحَكِيمِ لَا يَخلُو عَنِ الْحِكْمَةِ۔

البتہ صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے بعض مشائخ رحمہم اللہ کے خیالات ظاہر کر کے اس اخفاء کی حکمت پر کچھ روشنی ڈالی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی قیامت کے وقت کا علم ہے اور یہ عقیدہ رکھنا آیہ کریمہ کے خلاف نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ۔ اے محبوب تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی آپ فرما دیجئے اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے کوئی ظاہر نہیں کرسکتا مگر وہی (اس کی تحقیق) بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں نہ آئے گی تم پر (وہ قیامت) مگر اچانک آپ سے وہ ایسے پوچھ رہے ہیں گویا کہ آپ نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے فرما دیجئے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

فرما دیجئے میں مختار نہیں اپنی جان کے بھلے برے پر مگر جو اللہ چاہے یہ واقعہ اس طرح ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر راستے میں ایسی آندھی آئی کو چوپائے بھاگ نکلے تو مخبر صادق طبیب حاذق رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں کو خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور تلاش کرو میرا ناقہ کہاں ہے۔

تو عبداللہ بن ابی منافق بکنے لگا کہ ان کا بھی عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ لوگوں سے پوچھ رہے ہیں کہ کہاں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن ابی کی یہ بکواس بھی مخفی نہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان فرمایا کہ منافق ایسا ایسا کرتے ہیں لہٰذا ہم بتائے دیتے ہیں کہ ہمارا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے چنانچہ جب صحابہ نے دیکھا تو ناقۂ اقدس اس شان سے ملا جیسا کہ فرمایا گیا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر)

اور اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ میں جو استثناء ہے اس کا فائدہ اس روایت سے حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی کا منہ کالا کیا اور اس کے اعتراض کو باطل کر دکھایا اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے اس کی عطا بغیر کسی نبی ولی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنی ذات کے نفع وضرر پر بھی بالذات کسی کو اختیار نہیں مگر الا ما شاء اللہ جتنا اور جس طرح اور جب اللہ چاہے تو نبی ولی۔ غوث قطب مقربان حق سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن یہ سب کچھ کرنا بعطائے الٰہی ہے نہ کہ بالذات۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَلَوۡ كُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ ۚۛ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوۡٓءُ ۚۛ ۔

اور اگر میں خود غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ گویا میں نے بہت بھلائیاں جمع کر لیں اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ یہ کلام تواضعاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذاتی قوت سے غیب نہیں جانتا اور جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور فضل اور اطلاع سے جانتا ہوں۔ (کمافی الخازن)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بھلائی جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے وہی ذاتی قدرت وقوت رکھتا ہے اور جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کی تمام صفات ذاتی ہوں گی تو معنی آیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور ذاتی قوت سے بھلائیاں جمع کر لیتا اور کسی قسم کی برائی اور تکلیف اپنے آپ کو نہ پہنچنے دیتا۔

اور بھلائی سے مراد کامیابی اور غلبہ علی العدو ہے اور برائی سے مراد تنگی اور تکلیف اور دشمنوں کا غالب آ جانا ہے۔

اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ بھلائی سرکشوں کا مطیع ہونا نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہے اور برائی سے بدبخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر میں نفع وضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین و کافرین تم سب کو مومن کر لیتا اور تمہارے کفر کی حالت میں رہنے کی مجھے تکلیف نہ ہوتی۔

اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۠﴿۱۸۸﴾ ۔

میں تو یہی ڈرسنانے والا ہوں کافروں کو اور خوشخبری دینے والے ہوں ایمان لانے والوں کو۔

بامحاورترجمہ رکوع سیزدہم - سورۃ اعراف - پ ۹

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰٮهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيۡفًا فَمَرَّتۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَـئِنۡ اٰتَيۡتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۸۹﴾

وہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے اور بنایا اس میں سے اس کا جوڑا تا کہ سکون حاصل کرے طرف اس کی تو جب مرد اس پر چھایا تو حمل رہ گیا ایک ہلکا سا تو اسے لے کر پھرتی رہی تو جب بوجھ بڑھ گیا تو دعا کی دونوں نے اپنے رب سے اگر تو دے ہمیں صالح تو ہم ہوں گے شکر گزار۔

فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۹۰﴾

تو جب دیا انہیں صالح بچہ تو کر لیا ان دونوں نے ساجھی اس دینے میں تو اللہ بلند ہے ان کے شرک سے۔

اَيُشۡرِكُوۡنَ مَا لَا يَخۡلُقُ شَيۡـئًا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ ۖ ﴿۱۹۱﴾

کیا اسے شریک بناتے ہیں جو کچھ نہ بنا سکے اور وہ خود بنایا گیا ہو۔

وَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ لَهُمۡ نَـصۡرًا وَّلَاۤ اَنۡفُسَهُمۡ يَنۡصُرُوۡنَ ﴿۱۹۲﴾

اور نہ طاقت رکھتے ہیں مدد کرنے کی اور نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکیں۔

وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَتَّبِعُوۡكُمۡ‌ ؕ سَوَآءٌ

اور اگر تو انہیں بلائے ہدایت کی طرف تو نہ اتباع کریں

www.waseemziyai.com

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

تمہارا برابر ہے تم پر چاہے انہیں پکارو یا خاموش رہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں مثل تمہاری تو انہیں پکارو تو وہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

کیا ان کے پیر ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں فرمادیجئے پکارو اپنے شریکوں کو پھر داؤ کرو مجھ پر اور نہ مہلت دو مجھے۔

اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

بے شک میرا مددگار اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہ دوست ہے نیکوں کا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اور وہ جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ان میں سکت نہیں تمہاری اعانت کی اور نہ اپنی جان کی مدد کر سکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

اور اگر انہیں بلاؤ ہدایت کی طرف نہ سنیں وہ اور انہیں تم دیکھ رہے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

تو بخشش اختیار کرو اور امر بالمعروف کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

اور (اے سننے والے) اگر شیطان تجھے کوئی بھلاوہ دیوے تو اللہ سے پناہ مانگ بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ ﴿۲۰۱﴾

بے شک وہ جو متقی ہیں جب انہیں لگتی ہے شیطانی خیال کی ٹھیس ہوشیار ہو کر چونکے ہو جاتے ہیں۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

اور شیطانی برادری انہیں کھینچتی ہے گمراہی میں اور کمی نہیں کرتے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور اے محبوب اگر تم نہ لاؤ ان کے پاس آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ گھڑ لی اس نے کوئی آیت فرمادیجئے میں تو پیروی کرتا ہوں اس کی جو وحی ہوئی میری طرف میرے رب سے یہ آنکھیں کھولنا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہدایت اور رحمت ایمان لانے والوں کے لئے۔

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٢٠٤

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٢٠٥

اور اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں زاری اور ڈر سے بغیر پکارنے کے زبان سے صبح اور شام اور نہ ہو غافلوں سے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝٢٠٦

بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں وہ نہیں تکبر کرتے اس کی عبادت سے اور تسبیح کرتے ہیں اس کی اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع چہاردہم۔سورۃ اعراف۔پ ۹

هُوَ۔وہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جس نے	خَلَقَكُمْ۔پیدا کیا تم کو	مِّنْ نَّفْسٍ۔جان
وَّاحِدَةٍ۔ایک سے	وَّ۔اور	جَعَلَ۔بنائی	مِنْهَا۔اس سے
زَوْجَهَا۔بیوی اس کی	لِيَسْكُنَ۔تاکہ آرام پائے	اِلَيْهَا۔اس کی طرف	فَلَمَّا۔پھر جب
تَغَشّٰهَا۔ڈھانپا اس کو	حَمَلَتْ۔تو حاملہ ہوئی	حَمْلًا۔حمل	خَفِيْفًا۔ہلکا سا
فَمَرَّتْ۔تو چلتی رہی	بِهٖ۔اس کے ساتھ	فَلَمَّآ۔تو جب	اَثْقَلَتْ۔بوجھل ہوئی
دَّعَوَا۔دعا کی دونوں نے	اللّٰهَ۔اللہ	رَبَّهُمَا۔اپنے رب سے	لَئِنْ۔اگر
اٰتَيْتَنَا۔دے تو ہمیں	صَالِحًا۔صالح بچہ	لَّنَكُوْنَنَّ۔تو ہوں گے ہم	مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔شکر
گزاروں سے	فَلَمَّآ۔تو جب	اٰتٰهُمَا۔دیا	۔ان کو
صَالِحًا۔صالح بچہ	جَعَلَا۔تو بنایا انہوں نے	لَهٗ۔اس کے لئے	شُرَكَآءَ۔شریک
فِيْمَآ۔اس میں جو	اٰتٰهُمَا۔دیا	۔ان کو	فَتَعٰلَى۔تو بلند ہے
اللّٰهُ۔اللہ	عَمَّا۔اس سے	يُشْرِكُوْنَ۔جو شریک کرتے ہیں	
اَيُشْرِكُوْنَ۔کیا وہ شریک ٹھہراتے ہیں			
مَا۔ان کو جو	لَا۔نہیں	يَخْلُقُ۔پیدا کرتے	شَيْئًا۔کچھ
وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	يُخْلَقُوْنَ۔پیدا کئے گئے ہیں	وَ۔اور
لَا۔نہیں	يَسْتَطِيْعُوْنَ۔طاقت رکھتے	لَهُمْ۔ان کے لئے	نَصْرًا۔مدد کی
وَّ۔اور	لَآ۔نہ	اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں کی	يَنْصُرُوْنَ۔مدد کرتے ہیں
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تَدْعُوْا۔بلائے تو	هُمْ۔ان کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِلَى۔طرف	الْهُدٰى۔ہدایت کی	لَا۔نہیں	يَتَّبِعُوْ۔سنیں گے
كُمْ۔تمہاری	سَوَآءٌ۔برابر ہے	عَلَيْكُمْ۔تم پر	اَ۔کیا
دَعَوْتُمُوْ۔پکارو	هُمْ۔ان کو	اَمْ۔یا	اَنْتُمْ۔تم
صَامِتُوْنَ۔خاموش رہو	اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جن کو	تَدْعُوْنَ۔تم پکارتے ہو
مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے	عِبَادٌ۔بندے ہیں	اَمْثَالُكُمْ۔تمہارے جیسے
فَادْعُوْ۔تو پکارو	هُمْ۔ان کو	فَلْيَسْتَجِيْبُوْا۔تو چاہئے کہ قبول کریں	
لَكُمْ۔تمہارے لئے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہوتم	صٰدِقِيْنَ۔سچے
اَ۔کیا	لَهُمْ۔ان کے	اَرْجُلٌ۔پاؤں ہیں کہ	يَّمْشُوْنَ۔چلتے ہیں
بِهَآ۔ان سے	اَمْ۔یا	لَهُمْ۔ان کے	اَيْدٍ۔ہاتھ ہیں کہ
يَّبْطِشُوْنَ۔پکڑتے ہیں	بِهَآ۔ان سے	اَمْ۔یا	لَهُمْ۔ان کی
اَعْيُنٌ۔آنکھیں ہیں کہ	يُّبْصِرُوْنَ۔دیکھتے ہیں	بِهَآ۔ان سے	اَمْ۔یا
لَهُمْ۔ان کے	اٰذَانٌ۔کان ہیں کہ	يَّسْمَعُوْنَ۔سنتے ہیں	بِهَا۔ان سے
قُلِ۔کہو	ادْعُوْا۔پکارو	شُرَكَآءَ۔شریکوں	كُمْ۔اپنے کو
ثُمَّ۔پھر	كِيْدُوْنِ۔تدبیر کرو مجھ سے	فَلَا۔پس	
تُنْظِرُوْنِ۔مہلت دو مجھے	اِنَّ۔بے شک	وَلِيِّۦَ۔میرا دوست	اللّٰهُ۔اللہ ہے
الَّذِيْ۔وہ جس نے	نَزَّلَ۔اتاری	الْكِتٰبَ۔کتاب	وَ۔اور
هُوَ۔وہ	يَتَوَلَّى۔دوست ہے	الصّٰلِحِيْنَ۔نیکوں کا	وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جن کو	تَدْعُوْنَ۔تم پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا	لَا۔نہیں
يَسْتَطِيْعُوْنَ۔طاقت رکھتے	نَصْرَ۔مدد	كُمْ۔تمہاری کی	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں کی	يَنْصُرُوْنَ۔مدد کرتے ہیں	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	تَدْعُوْ۔پکارے تو	هُمْ۔ان کو	اِلَى۔طرف
الْهُدٰى۔ہدایت کی	لَا۔نہیں	يَسْمَعُوْا۔سنتے	وَ۔اور
تَرٰ۔دیکھتا ہے تو	هُمْ۔ان کو کہ	يَنْظُرُوْنَ۔دیکھتے ہیں	اِلَيْكَ۔تیری طرف
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	لَا۔نہیں	يُبْصِرُوْنَ۔دیکھتے
خُذِ۔پکڑ	الْعَفْوَ۔معاف کرنا	وَ۔اور	اْمُرْ۔حکم کر
بِالْعُرْفِ۔بھلائی کا	وَ۔اور	اَعْرِضْ۔منہ پھیر	عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔جاہلوں سے
وَ۔اور	اِمَّا۔اگر	يَنْزَغَنَّكَ۔وسوسہ پڑے تجھ کو	
مِنَ الشَّيْطٰنِ۔شیطان سے	نَزْغٌ۔کوئی وسوسہ	فَاسْتَعِذْ۔تو پناہ مانگ	بِاللّٰهِ۔اللہ سے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	سَمِيْعٌ۔ سننے والا	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	اِنَّ۔ بے شک وہ
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہیں	اِذَا۔ جب	مَسَّهُمْ۔ پہنچتا ہے ان کو
طٰٓئِفٌ۔ وسوسہ	مِّنَ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان سے	تَذَكَّرُوْا۔ تو ہشیار ہو جاتے ہیں	
فَاِذَا۔ تو اچانک	هُمْ۔ وہ	مُّبْصِرُوْنَ۔ دیکھنے لگتے ہیں	وَ۔ اور
اِخْوَانُهُمْ۔ ان کے بھائی	يَمُدُّوْنَ۔ کھینچتے ہیں	هُمْ۔ ان کو	فِي۔ بیچ
الْغَيِّ۔ گمراہی کے	ثُمَّ۔ پھر	لَا۔ نہیں	يُقْصِرُوْنَ۔ کمی کرتے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	لَمْ۔ نہیں	تَاْتِهِمْ۔ لایا تو ان کے پاس
بِاٰيَةٍ۔ کوئی نشانی	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	لَوْلَا۔ کیوں نہ	اجْتَبَيْتَهَا۔ انتخاب کر لایا
اس کو	قُلْ۔ کہو	اِنَّمَآ۔ اس کے سوا نہیں	اَتَّبِعُ۔ میں پیروی کرتا ہوں
مَا۔ اس کی جو	يُوْحٰٓى۔ وحی کی جاتی ہے	اِلَيَّ۔ میری طرف	مِنْ رَّبِّيْ۔ میرے رب سے
هٰذَا۔ یہ	بَصَآئِرُ۔ دیکھنے کی چیزیں ہیں	مِنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب سے	
وَ۔ اور	هُدًى۔ ہدایت	وَّ۔ اور	رَحْمَةٌ۔ رحمت
لِّقَوْمٍ۔ اس قوم کے لئے	يُّؤْمِنُوْنَ۔ جو ایمان لاتے ہیں	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
قُرِئَ۔ پڑھا جائے	الْقُرْاٰنُ۔ قرآن	فَاسْتَمِعُوْا۔ تو سنو	لَهٗ۔ اس کو
وَ۔ اور	اَنْصِتُوْا۔ خاموش رہو	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تُرْحَمُوْنَ۔ رحم کئے جاؤ
وَ۔ اور	اذْكُرْ۔ یاد کر	رَّبَّكَ۔ اپنے رب کو	فِيْ۔ بیچ
نَفْسِكَ۔ اپنے دل کے	تَضَرُّعًا۔ عاجزی	وَّ۔ اور	خِيْفَةً۔ آہستگی سے
وَّ۔ اور	دُوْنَ۔ سوائے	الْجَهْرِ۔ بلند آواز کے	مِنَ الْقَوْلِ۔ بات سے
بِالْغُدُوِّ۔ صبح	وَ۔ اور	الْاٰصَالِ۔ شام	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَكُنْ۔ ہو تو	مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ غافلوں میں سے	
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	عِنْدَ۔ پاس	رَبِّكَ۔ تیرے رب کے ہیں
لَا۔ نہیں	يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ تکبر کرتے	عَنْ عِبَادَتِهٖ۔ اس کی عبادت سے	
وَ۔ اور	يُسَبِّحُوْنَهٗ۔ تسبیح بیان کرتے ہیں		وَ۔ اور
لَهٗ۔ اسی کو	يَسْجُدُوْنَ۔ سجدہ کرتے ہیں		

خلاصہ تفسیر اردو

وہی خالق مطلق وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں خطاب عام ہے ہر فرد انسان کو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے انسان کو پیدا کیا یعنی اس کے باپ سے اور

MARKAZ UL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس کی جنس سے اس کی بیوی کو بنایا۔ پھر جب دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا تو ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی تو جب تندرست بچہ ہو گیا تو ان کی یہ حالت ہو گئی کہ کبھی اس بچے کو طبائع کی طرف نسبت کرنے لگے جیسے دہریوں کا حال ہے۔

کبھی ستاروں کی طرف منسوب کرنے لگے جیسے کواکب پرست کرتے ہیں۔

کبھی بتوں کی طرف جیسے بت پرست کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان کا طریقہ ان کے شرک سے بدتر ہے۔ (تفسیر کبیر)

اور اس میں اس کا جوڑا بنایا یعنی اس کی جنس سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے تو جب مرد اس پر چھایا تو اسے ایک ہلکا سا حمل رہ گیا تغشھا کا ترجمہ چھا جانا ہوتا ہے اور یہ کنایہ ہے جماع کرنے سے اور حملت حملاً حفیفاً ہلکا سا حمل رہنا ابتداء حمل کی کیفیت کا تذکرہ ہے تو اسے وہ بیوی لئے پھرتی رہی تو جب حمل کا ثقل بڑھا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی اگر تو ہمیں حسین و تندرست اولاد دے تو یقیناً ہم تیرے حضور شکر گزار ہوں گے تو جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد صالح عطا فرمائی تو کر لیا انہوں نے اس عطا میں دوسرا شریک تو اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے اس سے جو وہ شرک کر رہے ہیں۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں قریش کو خطاب کیا گیا ہے اس لئے کہ قریش تمام کے تمام قصی کی اولاد ہیں۔ انہیں فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص قصی سے پیدا کیا اور اس جنس سے تمہاری بیوی عربی قریشی پیدا کی۔ تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو پھر جب ان کی دعا کے مطابق انہیں تندرست و صالح بچہ ہم نے عنایت فرما دیا تو انہوں نے اللہ عزوجل کی اس عطا میں دوسروں کو شریک کر کے اپنے چار بیٹوں کو غیر خدا کے نام سے منسوب کر کے عبد مناف، عبدالعزیٰ، عبد قصیٰ۔ عبدالدار نام رکھ دیئے۔ کیا اسے اللہ کا شریک کرتے ہیں جو کچھ پیدا نہ کر سکے یعنی بت جو خود پتھر اور بے جان اور بے حس ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کی مدد پہنچانے کی استطاعت ہے نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

اس بیان میں بتوں کی حقیقت اور شرک کا بطلان واضح کیا گیا اور مشرکین کے کمال جہل کا اظہار فرمایا اور تعلیم دی کہ عبادت کا مستحق وہی ہوسکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے اور دفع ضرر کی قوت رکھے مشرکین جس بت کو پوج رہے ہیں وہ نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں نہ اپنی مکھی بھی اڑانے کی قوت رکھتے ہیں اپنے لئے دوسرں کے محتاج خود مخلوق ہیں اس سے بڑھ کر ان کی بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ انہیں جو ضرر پہنچے اسے بھی دفع نہیں کر سکتے انہیں اگر کوئی توڑ دے یا گرا دے تو گرنے ٹوٹنے میں بھی اپنی مدد سے لاچار ہیں۔ لہٰذا ایسے مجبور محض جماد بے جان بے اختیار کی پوجا کرنا جہل اتم نہیں تو کیا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہ کریں اور تمہاری بات نہ سن سکیں اس لئے کہ وہ بت ہیں اور بے جان ہیں نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں یکساں ہے انہیں پکارو یا خاموش رہو وہ بہرحال عاجز ہیں ایسے کو پوجنا معبود بنانا انتہا درجہ کی حماقت ہے بے شک وہ جنہیں پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہارے جیسے بندے ہیں اور اللہ کے مملوک و مخلوق ایسی حالت میں وہ کس طرح پوجنے کے لائق ہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود سمجھتے ہو تو انہیں پکارو تو وہ جواب دیں گے اگر تم سچے ہو کیا ان کے پیر ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے تھامیں اور پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں یہ کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے بھی کمزور کو پوج کر کیوں خواہ مخواہ ذلیل ہو رہے ہو۔

چنانچہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی عاجزی اور کہتری بیان فرمائی۔ تو مشرکین کہنے لگے ہم نے دیکھا ہے کہ بتوں کی مذمت کرنے والے تباہ ہو جاتے ہیں اور یہ سب انہیں ہلاک کر دیتے ہیں اس پر ارشاد ہوا۔

اے محبوب آپ فرمائیں کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور (ان سے کہو) کہ وہ مجھ پر کوئی داؤ چلیں اور مجھے مہلت نہ دیں یعنی تمہارے گمان باطل میں اگر بتوں میں یہ قوت ہے تو انہیں پکارو اور ان سے میرے خلاف جو مکر و فریب کرا سکتے ہو کراؤ۔ مجھے تمہارے اور تمہارے معبودوں کی پرواہ نہیں مجھے اپنے رب کی حمایت حاصل ہے مجھے تمہارے بتوں کا ذرہ بھر خوف نہیں اس لئے کہ بے شک میرا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے کتاب کریم نازل فرمائی اور مجھ پر وحی نازل کی اور عزت افزائی فرمائی اور وہ محبوب رکھتا ہے نیکوں کو اور وہ صالحین کا حافظ و ناصر ہے۔

اور جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور اپنی جان کی مدد پر قدرت نہیں رکھتے تو پھر وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور یا تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ بتوں کو مصوری کے فن میں ایسا تراشتے اور تصاویر اس طرح بناتے تھے کہ گویا وہ دیکھ رہے ہے حالانکہ درحقیقت تصویر تصویر ہی ہوتی ہے ان سے کچھ نہیں ہو سکتا تو اے محبوب معاف فرمانے کی خو اختیار فرمائیں اور بھلائی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض رکھئے۔

(اور اے سننے والے) اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے یعنی تیرے دل میں وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہ سنتا جانتا ہے بے شک وہ جو متقی ہیں جب انہیں کسی شیطانی وسوسے کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اور علی الفور ان کی بصارت منکشف ہو جاتی ہے اور اس وسوسہ کو دور کر دیتے ہیں اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔

اور وہ جو شیطان کے بھائی ہیں اس سے مراد کفار و مشرکین ہیں انہیں شیطان گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے ہیں (اور اے محبوب) جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں تم نے ایسے کیوں نہ بنائی فرما دیجئے میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے میرے رب سے یہ آنکھیں کھولنا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ایمان والی قوم کے لئے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔ اس آیت کریمہ سے چند مسائل صلوۃ مستنبط ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو خواہ نماز میں خواہ خارج نماز اس وقت اس کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ اس کی تائید میں جملہ صحابہ علیہم رضوان ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے حکم میں ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم جمعہ کے خطبہ میں خاموش رہنے اور اس کے سننے کے متعلق ہے۔ اور

ایک قول یہ ہے کہ آیت کریمہ میں حکم مطلق ہے اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے لہٰذا نماز اور خطبہ دونوں میں خاموش رہنا اور سننا واجب ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے جس میں راوی کہتے ہیں کہ آپ نے کچھ لوگوں سے نماز میں امام کے ساتھ قرأت سنی تو آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لوگ قرآن کی آیت کے معنی سمجھو اور یہ آیت کریمہ پڑھ کر فرمایا اس آیت سے قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہے اور اس کے مقابل کوئی حدیث ایسی نہیں جسے آیت کریمہ کے مقابل حجت قرار دیا جا سکے۔

www.waseemziyai.com

قرأت خلف الامام کی تاکید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِاَتِحَۃِ الْکِتَابِ مگر اس میں صرف اتنا حکم ملتا ہے کہ فاتحہ بغیر نماز کامل نہیں ہوتی اس لئے کہ لاصلوۃ کالانفی کمال کا ہے تو اس کے مقابل دوسری حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَأَۃٌ موجود ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ جس نمازی کا امام ہوتو امام کا پڑھنا مقتدی کا ہی پڑھنا ہےتو اس سے ہر دو احادیث میں اس طرح تطبیق ہوتی ہے کہ

لَا صَلٰوۃَ (لِلْمُنفَرِدِ) اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَمَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَأَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَأَۃٌ۔

یعنی تنہا آدمی کی نماز بغیر الحمد پڑھے نہیں ہوگی اور جس آدمی کا امام ہو وہاں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

گویا جب امام نے قرأت کی تو مقتدی کا سکوت حکماً قرأت کو کافی ہوا اور مقتدی کی قرأت قرأت حکمیہ ہوگی۔

تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہو گیا اور اگر قرأت کر لی گئی تو آیت کریمہ کا اتباع نہ ہوا۔محض حدیث اور وہ بھی صرف ایک حدیث کا اتباع ہو سکا۔ بنا بریں احناف کے نزدیک قرآن وحدیث کی اتباع میں قرأت خلف الامام ممنوع ہے۔آگے ارشاد ہے۔

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر اور بغیر آواز سے بولنے کے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔آیت کریمہ اولیٰ کے بعد اس آیت کریمہ کے پڑھنے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاید قرآن سننے والے کو خاموش رہتے ہوئے بلا آواز نکالے دل میں ذکر کرنا اور عظمت الٰہی اور جلال الٰہی عزوجل غیر متناہی کا استحضار لازم ہے یعنی ذکر قلبی رکھتے ہوئے استماع تلاوت لازم ہے تفسیر ابن جریر میں بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے آواز سے قرأت کی ممانعت ہے اور ذکر قلبی افضل ہے۔

ایک مسئلہ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں بہ نص ثابت ہیں اسی وجہ سے ردالمختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ خفی یا جہری ذکر دونوں منصوص ہیں جس سے ذوق وشوق تام اور اخلاص کامل میسر ہو اس کے لئے وہی ذکر افضل ہے۔

اور غدو سے مراد صبح کا وقت ہے اور آصال سے شام کا وقت مراد ہے جو عصر ومغرب کے مابین ہے ان دونوں وقتوں میں ذکر افضل ہے اس لئے کہ نماز نفل فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد سے غروب تک ممنوع ہے لیکن ذکر خواہ جہری ہو خواہ خفی مستحب ہے اور اس سے بندے کے تمام اوقات قربت واطاعت میں گزر سکتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہے یعنی ملائکہ مقربین سبوحیان عرش اللہ عزوجل کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح وتہلیل کرتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

یہ آیت آیات سجدہ سے ہے تمام قرآن کریم میں چودہ آیات سجدہ احناف کے نزدیک ہیں اور پندرہ شوافع کے یہاں۔

اس قسم کی آیت پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ لازم ہوتا ہے اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ جب بندہ آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس بنی آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو وہ سجدہ کر کے جنتی ہوا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں انکاری ہو کر جہنمی ہو گیا۔

یہاں سورہ اعراف پارہ نہم کا رکوع چہاردہم ختم ہوا اور سورۃ بھی ختم ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ، ۱۴ جون ۱۹۵۳ء بروز جمعۃ المبارک

فقیر ابوالحسنات قادری۔ رحمۃ اللہ علیہ

www.waseemziyai.com

سورۃ الانفال

یہ سورت مدنی ہے اس میں پچھتر آیات اور دس رکوع ہیں۔ اس میں ایک ہزار پنج سو کلمہ اور پانچ ہزار انیس حرف ہیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں سوا سات آیتوں کے تمام آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اور وہ سات آیتیں جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں وہ وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے شروع ہیں اور وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ تک ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔ سورۃ الانفال۔ پ ۹

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱

دریافت کرتے ہیں آپ سے (اے محبوب) غنیمتوں کے بارے میں فرمادیجئے غنائم کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور پیروی کرو اللہ و رسول کی اگر تم ہو ایمان والے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲

ایمان والے وہی ہیں جب اللہ یاد کیا جائے ڈر جاتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جائیں ان پر اس کی آیتیں ترقی پاوے ان کا ایمان اور اپنے رب پر بھروسہ کریں۔

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۳

وہ جو قائم رکھیں نماز اور جو انہیں رزق دیا جائے اس سے خرچ کریں۔ (اللہ کی راہ میں)

اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝۴

یہی ہیں مومن سچے ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش اور روزی عزت کی۔

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵

جیسے تمہیں نکالا تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ اور بے شک ایک گروہ مومنین کا اس سے ناخوش تھا۔

یُجَادِلُوْنَكَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ كَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝۶

سچی بات میں آپ سے جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی گویا وہ دیدہ دانستہ ہانکے جا رہے ہیں موت کی طرف۔

وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۷

اور یاد فرمائیے جب وعدہ دیا تھا اللہ نے تم کو ان دونوں گروہوں کا کہ ان میں سے ایک تمہارے لئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ بغیر کانٹا کھٹکے تمہیں ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچ سچ ثابت ہو اللہ کے کلام سے اور کٹ جائے جڑ کافروں کی۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾	تا کہ سچ سچ ہو اور جھوٹ جھوٹ اگرچہ مجرموں کو برا لگے۔
اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾	جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی (اور فرمایا) میں تمہیں مدد دوں گا ہزار فرشتوں کی قطار سے۔
وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾	اور نہیں بنایا اس کو اللہ نے مگر تمہیں خوشخبری دینے کو اور اس لئے کہ تمہیں اطمینان قلب ملے اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حل لغات رکوع اول ۔سورۃ انفال۔پ ۹

يَسْـَٔلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے		عَنِ الْاَنْفَالِ۔ غنیمت کے متعلق	
قُلِ۔ کہہ دیں	اَلْاَنْفَالُ۔ غنیمتیں	لِلّٰهِ۔ اللہ	وَ۔ اور
الرَّسُوْلِ۔ رسول کی ہیں	فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور
اَصْلِحُوْا۔ درستی کرو	ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ آپس میں	وَ۔ اور	اَطِيْعُوا۔ کہا مانو
اللّٰهَ۔ اللہ کا	وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسولوں کا	اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔ مومن	اِنَّمَا۔ بے شک	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن تو
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں کہ	اِذَا۔ جب	ذُكِرَ۔ ذکر کیا جاتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ کا
وَجِلَتْ۔ تو ڈر جاتے ہیں	قُلُوْبُهُمْ۔ ان کے دل	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
تُلِيَتْ۔ پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	اٰيٰتُهٗ۔ اس کی آیتیں	زَادَتْهُمْ۔ تو زیادہ ہوتا ہے
ان کا	اِيْمَانًا۔ ایمان	وَّ۔ اور	عَلٰى۔ اوپر
رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے	يَتَوَكَّلُوْنَ۔ وہ بھروسہ کرتے ہیں		الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يُقِيْمُوْنَ۔ قائم کرتے ہیں	الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	مِمَّا۔ اس سے جو
رَزَقْنٰهُمْ۔ دیا ہم نے	۔ ان کو	يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں	اُولٰٓئِكَ۔ یہی
هُمُ۔ وہ	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن ہیں	حَقًّا۔ سچے	لَهُمْ۔ ان کے لئے
دَرَجٰتٌ۔ درجے ہیں	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے	وَ۔ اور
مَغْفِرَةٌ۔ بخشش	وَّ۔ اور	رِزْقٌ۔ رزق	كَرِيْمٌ۔ اچھا
كَمَآ۔ جیسے	اَخْرَجَكَ۔ نکالا تجھ کو	رَبُّكَ۔ تیرے رب نے	مِنْۢ بَيْتِكَ۔ تیرے گھر سے
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک	فَرِيْقًا۔ ایک فرقہ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں میں سے		لَكٰرِهُوْنَ۔ البتہ ناپسند کرتے تھے	
يُجَادِلُوْنَكَ۔ جھگڑتے ہیں تجھ سے		فِيْ۔ بیچ	الْحَقِّ۔ حق کے
بَعْدَ۔ بعد اس کے	مَا۔ جو	تَبَيَّنَ۔ ظاہر ہوگیا	كَاَنَّمَا۔ گویا کہ
يُسَاقُوْنَ۔ وہ ہانکے جاتے ہیں		اِلَى۔ طرف	الْمَوْتِ۔ موت کی
وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	يَنْظُرُوْنَ۔ دیکھتے ہیں	وَ۔ اور
اِذْ۔ جب	يَعِدُ۔ وعدہ دیا	كُمُ۔ تم کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
اِحْدَى۔ ایک کا	الطَّآئِفَتَيْنِ۔ دو جماعتوں میں سے		اَنَّهَا۔ کہ وہ
لَكُمْ۔ تمہارے لئے ہے	وَ۔ اور	تَوَدُّوْنَ۔ تم پسند کرتے تھے کہ	اَنَّ۔ بے شک
غَيْرَ۔ بغیر	ذَاتِ الشَّوْكَةِ۔ شوکت والی کے		تَكُوْنُ۔ ہو
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	وَ۔ اور	يُرِيْدُ۔ چاہتا تھا	اللّٰهُ۔ اللہ
اَنْ۔ یہ کہ	يُّحِقَّ۔ حق کرے	الْحَقَّ۔ حق کو	بِكَلِمٰتِهٖ۔ اپنے حکم سے
وَ۔ اور	يَقْطَعَ۔ کاٹ دے	دَابِرَ۔ جڑ	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کی
لِيُحِقَّ۔ تاکہ حق کرے	الْحَقَّ۔ حق کو	وَ۔ اور	يُبْطِلَ۔ باطل کرے
الْبَاطِلَ۔ باطل کو	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ	كَرِهَ۔ ناپسند کریں
الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم	اِذْ۔ جب	تَسْتَغِيْثُوْنَ۔ تم فریاد کرتے تھے	
رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے تو	فَاسْتَجَابَ۔ سن لی	لَكُمْ۔ تمہاری	اَنِّيْ۔ بے شک میں
مُمِدُّكُمْ۔ مدد دینے والا ہوں تم کو		بِاَلْفٍ۔ ہزار	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتے
مُرْدِفِيْنَ۔ قطار بند سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ	جَعَلَهُ۔ بنایا اس کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	اِلَّا۔ مگر	بُشْرٰى۔ خوشخبری	وَ۔ اور
لِتَطْمَئِنَّ۔ تاکہ مطمئن ہوجائیں		بِهٖ۔ اس سے	قُلُوْبُكُمْ۔ تمہارے دل
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں ہے	النَّصْرُ۔ مدد	اِلَّا۔ مگر
مِنْ۔ نزدیک	عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
عَزِيْزٌ۔ غالب	حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے		

خلاصہ تفسیر رکوع اول۔ سورۃ انفال۔ پ ۹

شان نزول

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ اہل بدر کے اندر کچھ اختلاف تقسیم غنائم میں پیدا ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ کچھ بدمزگی رونما ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما کر غنائم کا معاملہ

www.waseemziyai.com

ہمارے ہاتھ سے لے کر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال برابر تقسیم فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اے محبوب آپ سے غنائم کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کی ملک میں ہیں جسے چاہیں تقسیم کریں۔ تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو اور اپنے اندر صلح رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو اس کی ہیبت وجلال اور عظمت ذات کے تصور سے ان کے دل ڈرتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پاوے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کریں اور اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دیں وہ جو نماز قائم رکھیں اور جو کچھ ہم ان کو رزق دیں اس سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی ہیں سچے مسلمان ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس جیسے ان کے عمل ہیں اس لئے کہ احوال مومنین متفاوت ہیں اسی وجہ میں ان کے مراتب بھی علیحدہ علیحدہ ہیں اور بخشش ہے اور مغفرت کا رزق جو دوامی اکرام وتعظیم کے ساتھ با محبت وشفقت عطا ہوگا۔

جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے سچائی کے ساتھ نکالا۔ یعنی مدینہ طیبہ سے میدان بدر کے طرف احقاق حق کے لئے اور ابطال کفر کی خاطر اور بے شک ایک جماعت مومنین کی اسے ناپسند کرتی تھی اس لئے کہ ان کی نظر میں ظاہری تعداد جان بازان اسلام کی کم تھی اور اس کمی کے علاوہ آلات حرب وضرب بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ ادھر دشمن تعداد میں بھی زیادہ تھا اور اسلحات سے مسلح تھا رسد رسانی کا نظام بھی وہ کر کے نکلا تھا۔ اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ

ابوسفیان ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کے لئے اپنے اصحاب علیہم رضوان کے ساتھ روانہ ہوئے ابوجہل مکہ مکرمہ سے قریش کا ایک لشکر لے کر ابوسفیان کی مدد کو نکلا۔ ابوسفیان رستہ کترا کر معہ اپنے قافلہ کے ساحل دریا کی راہ چل پڑے۔ ابوجہل کے لشکر نے کہا کہ اب ہمارا قافلہ تو بچ کر نکل گیا ہے لہٰذا ہمیں واپس مکہ چلنا چاہئے۔ ابوجہل نے اس کا انکار کیا اور جنگ کے قصد سے بدر کی طرف چل دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب علیہم رضوان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے اور فرمایا مجھ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمان فتح یاب کئے جائیں گے خواہ قافلہ ابوسفیان ہو یا لشکر قریش مکہ صحابہ کرام نے اس پر موافقت کی کہ قریش مکہ پر چڑھائی ہو مگر بعض کو اسباب ظاہری کے تحت یہ خیال ہوا کہ ہماری تیاری اتنی نہیں کہ ہم قریش مکہ کا مقابلہ کر سکیں ان کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کے پاس اسلحہ بھی کافی ہے لہٰذا قافلہ شامی ہی کا مقابلہ کیا جائے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال پسند نہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل لشکر کے سامنے آرہا ہے اس پر بعض نے اسی پر اصرار کیا کہ قافلہ شام کا ہی تعاقب کیا جائے اور لشکر کفار کو چھوڑا جائے۔

یہ جواب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار خاطر ہوا۔

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ناگواری خاطر اقدس کو محسوس کر کے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے اخلاص اور فرمانبرداری میں سچے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی میں جان نثاری کے لئے حاضر ہیں ہم نہایت استحکام اور قوت ایمان کے ساتھ حضور کے سامنے عرض پیرا ہیں کہ مرضی اقدس کے خلاف ہمارا کوئی قدم نہ اٹھے گا۔ ہم تعمیل حکم

www.waseemziyai.com

میں سستی کرنے والے نہیں۔ اس پر تمام صحابہ نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ استشارہ کے جواب میں ہم لوگوں کا وہ جواب تھا اور حکم سامی چونکہ قطعی امر الٰہی ہے لہٰذا اس میں مجال دم زدن نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں۔ ہمیں عدول حکمی کا وہم بھی نہیں ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے۔ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع واطاعت کا عہد کیا ہے لہٰذا اگر حضور ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو بھی ہمیں عذر نہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر اظہار خوشنودگی فرمایا اور حکم دیا چلو اللہ کی برکت اور تعاون پر بھروسہ کرو۔ اس نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے بلکہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ مجھے تمہارے دشمنوں کے گرنے اور تڑپنے کی جگہ نظر آ رہی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر کفار کے گرنے کے مقام اور مرنے کی جگہ پر نشان لگا دیئے۔ چنانچہ یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہوا کہ

ان کافروں میں سے جو بھی گرا اور مرا وہ اسی نشان پر مرا اور اس خط سے ذرا ادھر ادھر نہ ہوا۔ آگے ارشاد ہے۔

کہ وہ آپ کی سچی بات میں جھگڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکر قریش کا حال معلوم نہ تھا ورنہ ہم بھی مقابلہ کی تیاری کر کے نکلتے بعد اس کے کہ حقیقت ظاہر ہو چکی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں وہ بحکم الٰہی کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان بھی فرما دیا کہ مسلمانوں کو غیبی امداد پہنچے گی۔ لیکن اسباب ظاہری کے مہیا نہ ہونے کی صورت میں پھر بھی وہ ایسے جا رہے تھے گویا کہ وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں گویا انہیں بہ ظاہر یہ نظر آ رہا تھا کہ قریش کا مقابلہ موت کے منہ میں جانے کے مطابق ہے اور یاد کرو جب اللہ نے وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک پر تمہیں فتح ہے یعنی قافلہ شامی اور لشکر ابوجہل میں سے ایک پر تم فتح یاب ہو گے۔

اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا بھی کھٹکا نہ ہو۔ بعدہ قافلہ شامی پر جس میں چالیس آدمی تھے فتح یاب بہ آسانی ہو جائیں اور اللہ کی مشیت یہ تھی کہ وہ اپنی کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور دین حق کو غالب اور بلند و بالا فرما دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے اور انہیں ایسے ہلاک کرے کہ ان میں سے کوئی سرکش نہ بچے تا کہ سچ سچ ہو اور جھوٹ جھوٹ یعنی اسلام غالب ہو اور کفر مٹ جائے اگرچہ مجرموں پر گراں گزرے اور وہ برا مانیں۔ آگے جو ارشاد باری تعالیٰ ہے اس کا

شان نزول

یہ ہے کہ بدر والے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو قیام فرما کر اپنے نوری ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کے حضور عرض پیرا ہوئے۔

الٰہی جو تو نے وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کر الٰہی جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ عنایت فرما اے رب العالمین اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا تو تمام روئے زمین پر تیری پوجا نہ ہوگی۔ کما رواہ مسلم۔ اس قسم کے الفاظ سے حضور اقدس ﷺ دعا کر رہے تھے حتیٰ کہ دوش اقدس سے رداء مبارک اتر گئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور رداء مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کرنے لگے یا نبی اللہ اب آپ کی مناجات آپ کے رب کے ساتھ کافی ہو گئی وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

www.waseemziyai.com

جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی (اور بشارت دی) کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے۔ چنانچہ اول ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مسلمان کافروں کا تعاقب کرتے تھے تو کافر مسلمانوں کے آگے بھاگتے جاتے تھے ایک کافر بھاگتا جارہا تھا کہ اچانک ایک اوپر سے چابک کی آواز آئی اور ساتھ ہی نعرے کی آوز آئی جس میں یہ جملے تھے اقدم یا حیزوم۔ یعنی آگے بڑھ اے حیزوم۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیزوم حضرت جبریل امین کے گھوڑے کا نام ہے۔ پھر نظر آیا کہ وہ کافر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑی ہوئی تھی اور تمام چہرہ زخمی تھا۔

صحابہ علیہم رضوان نے یہ مشاہدہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔

ابو جہل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ضرب نہ معلوم کہاں سے آتی تھی۔ مارنے والا ہمیں کوئی نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے فرمایا خبیث وہ غیبی امداد ملائکہ سماویہ کی تھی جس کا وعدہ قرآن پاک میں ہو چکا تھا۔

اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝٩

تو جہالت کا پتلا ابوجہل کہنے لگا تو پھر ملائکہ ہی غالب ہوئے تم تو غالب نہ ہو سکے یہ اس کی ابوجہلی کا اثر تھا آگے ارشاد ہے۔

اور نہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ نے مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل اطمینان پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے لہذا بندے کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ رکھے اور زور آور اور قوت اور علل و اسباب ظاہری پر ناز نہ کرے۔

تفسیر نفسی۔ رکوع اول سورۂ انفال

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم - سورۃ انفال - پ ۹

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝١١

یاد کرو جب تم پر نیند کو مسلط کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن کے لئے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کرے تمہیں اس سے اور لے جائے تم سے ناپاکی شیطان کی اور تمہارے دل مربوط کر کے تمہیں ثابت قدم رکھے۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ ۝١٢

جب اے محبوب وحی بھیج رہا تھا تمہارا رب فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں ڈالوں گا ان کے دلوں میں جو کافر ہیں مسلمانوں کا رعب تو مارو گردنوں سے اوپر اور مارو ان کافروں کے ہر پورے پر۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝١٣

یہ اس لئے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو بے

شک اللہ عذاب میں سخت ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

یہ تو تم چکھو اور اس کے ساتھ کافروں کے لئے عذاب جہنم ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾

اے ایمان والو جب ملو تم ان سے جو کافر ہیں جہاد اور جنگ میں تو نہ پلٹو پشت دے کر۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

اور جو پلٹے اس دن پشت دے کر مگر گھات مقاتلہ کے لئے یا تلاش میں اپنی جماعت کے تو یقیناً وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

تو ہر گز قتل نہیں کیا تم نے لیکن اللہ نے قتل کیا انہیں اور نہیں پھینکی تم نے (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس امتحان میں اچھا بدلہ عطا فرمایا جائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

یہ تو تمہیں یہاں ہے اور اس کے ساتھ اللہ کفر کے مکر کو ذلیل کرنے والا ہے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

اے کافرو اگر تم فیصلہ طلب کرتے ہو تو یقیناً آچکا تم پر فیصلہ اور اگر باز آجاؤ تو تمہارے بھلے کو ہے اور اگر پھر شرارت کرو تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور تمہارے جتھے تمہیں مستغنی نہ کر سکیں گے اگرچہ کثرت سے ہوں اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ انفال۔پ ۹

اِذْ۔جب	يُغَشِّيْكُمُ۔ڈھانپ لیا تم کو	النُّعَاسَ۔اونگھ نے	اَمَنَةً۔امن کے لئے
مِّنْهُ۔اس سے	وَ۔اور	يُنَزِّلُ۔اتارتا تھا	عَلَيْكُمْ۔تم پر
مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءً۔پانی	لِّيُطَهِّرَ۔تاکہ پاک کرے	كُمْ۔تم کو
بِهٖ۔اس سے	وَ۔اور	يُذْهِبَ۔لے جائے	عَنْكُمْ۔تم سے
رِجْزَ۔پلیدی	الشَّيْطٰنِ۔شیطان کی	وَ۔اور	لِيَرْبِطَ۔تاکہ مضبوط کرے
عَلٰى۔اوپر	قُلُوْبِكُمْ۔تمہارے دلوں کے	وَ۔اور	يُثَبِّتَ۔ثابت رکھے
بِهِ۔اس سے	الْاَقْدَامَ۔قدم	اِذْ۔جب	يُوْحِيْ۔وحی کرتا تھا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَبُّكَ۔تیرا رب	اِلَى۔طرف	الْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں کی	اَنِّیْ۔بے شک میں
مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ ہوں	فَثَبِّتُوا۔سوتم ثابت قدم رکھو	الَّذِيْنَ۔ان کو	اٰمَنُوْا۔جو مومن ہیں
سَاُلْقِیْ۔جلدی ڈالوں گا میں	فِیْ۔بیچ	قُلُوْبِ۔دلوں	الَّذِيْنَ۔ان کے جو
كَفَرُوا۔کافر ہیں	الرُّعْبَ۔رعب	فَاضْرِبُوْا۔تو مارو	فَوْقَ۔اوپر
الْاَعْنَاقِ۔گردنوں کے	وَ۔اور	اضْرِبُوْا۔مارو	مِنْهُمْ۔ان کو
كُلَّ۔ہر	بَنَانٍ۔پورے پر	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّهُمْ۔اس لئے کہ انہوں نے
شَآقُّوا۔نافرمانی کی انہوں نے		اللّٰهَ۔اللہ	وَ۔اور
رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی	وَ۔اور	مَنْ۔جو	يُّشَاقِقِ۔نافرمانی کرے
اللّٰهَ۔اللہ	وَ۔اور	رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی	فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	شَدِيْدُ۔سخت	الْعِقَابِ۔عذاب والا ہے	ذٰلِكُمْ۔یہ ہے
فَذُوْقُوْ۔تو چکھو	هُ۔اس کو	وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک
لِلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے لئے	عَذَابَ۔عذاب ہے	النَّارِ۔آگ کا	يٰٓاَ۔اے
اَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اِذَا۔جب
لَقِيْتُمْ۔ملوتم	الَّذِيْنَ۔ان کو	كَفَرُوْا۔جو کافر ہیں	زَحْفًا۔میدان جنگ میں
فَلَا۔تو نہ	تُوَلُّوْ۔پھیرو	هُمُ۔ان سے	الْاَدْبَارَ۔پیٹھیں
وَ۔اور	مَنْ۔جو	يُّوَلِّهِمْ۔پھیرے ان سے	يَوْمَئِذٍ۔اس دن
دُبُرَهٗٓ۔اپنی پیٹھ	اِلَّا۔مگر	مُتَحَرِّفًا۔کرتب کرتا ہو	لِّقِتَالٍ۔لڑائی کا
اَوْ۔اور یا	مُتَحَيِّزًا۔پھرتا ہوا	اِلٰى۔طرف	فِئَةٍ۔جماعت کی
فَقَدْ۔تو بے شک	بَآءَ۔پھرا	بِغَضَبٍ۔ساتھ غضب	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کے
وَ۔اور	مَاْوٰى۔ٹھکانا	هُ۔اس کا	جَهَنَّمُ۔جہنم ہے
وَ۔اور	بِئْسَ۔برا ہے	الْمَصِيْرُ۔ٹھکانا	فَلَمْ۔تو نہ
تَقْتُلُوْ۔قتل کیا تم نے	هُمْ۔ان کو	وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن
اللّٰهَ۔اللہ نے	قَتَلَهُمْ۔قتل کیا ان کو	وَ۔اور	مَا۔نہ
رَمَيْتَ۔پھینکی تو نے	اِذْ۔جب	رَمَيْتَ۔پھینکی تو نے	وَ۔اور
لٰكِنَّ۔لیکن	اللّٰهَ۔اللہ نے	رَمٰى۔پھینکی	وَ۔اور
لِيُبْلِیَ۔تا کہ آزمائے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو	مِنْهُ۔اس سے	بَلَآءً۔آزمانا
حَسَنًا۔اچھا	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	سَمِيْعٌ۔سننے والا
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	ذٰلِكُمْ۔یہ ہے	وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہَ۔اللہ	مُوْھِنُ۔کمزور کرنے والا ہے	کَیْدِ۔تدبیر	الْکٰفِرِیْنَ۔کافروں کی
اِنْ۔اگر	تَسْتَفْتِحُوْا۔تم فیصلہ چاہتے ہو	فَقَدْ۔تو بے شک	جَآءَ۔آ گیا
کُمُ۔تمہارے پاس	الْفَتْحُ۔فیصلہ	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
تَنْتَھُوْا۔تم باز آ جاؤ	فَھُوَ۔تو وہ	خَیْرٌ۔بہتر ہے	لَّکُمْ۔تمہارے لئے
وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تَعُوْدُوْا۔تم پھر ایسا کرو گے	نَعُدْ۔ہم پھر سزا دیں گے
وَ۔اور	لَنْ۔ہرگز نہ	تُغْنِیَ۔کام آئے گی	عَنْکُمْ۔تمہارے
فِئَتُکُمْ۔تمہاری جماعت	شَیْئًا۔کچھ بھی	وَّ۔اور	لَوْ۔اگرچہ
کَثُرَتْ۔زیادہ ہو	وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ
مَعَ۔ساتھ	الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کے ہے		

بامحاورہ مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ انفال۔ پ ۹

اور یاد کرو جب تم پر نیند مسلط کی تو اللہ کی طرف سے تمہارے لئے امن تھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعاس جسے غنودگی کہتے ہیں یہ اگر جنگ میں ہو تو امن کی علامت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر نماز میں ہو تو وہ شیطان ملعون کی طرف سے ہے۔

اگر جنگ میں جان کا اندیشہ ہے تو نیند اور غنودگی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ خوف شدید میں خطرہ اور اضطراب اتنا ہوتا ہے کہ اونگھ اڑ جاتی ہے اور اگر غنودگی اور اونگھ آ رہی ہو تو وہ مزیل خوف ہوتی ہے اور اس سے حصول امن لازمی ہے۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ بدر میں مسلمانوں پر دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور پیاس کی شدت نے انہیں نڈھال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی ڈالی۔ جس سے انہیں راحت ہوئی اور تکان اور پیاس دفع ہو گئی اور دشمن سے جنگ کرنے کی طاقت پیدا ہو گئی۔ یہ ان کے لئے ایک خاص رحمت تھی۔ پھر یہ غنودگی یکبارگی تمام مومنین پر آئی جس سے خوف شدید لشکر کفار کا دفع ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اس اونگھ کو بعض نے معجزہ کہا۔ (خازن)

اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے پاک کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو مربوط کرے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔ بدر والے دن اس ریگستان میں تھے جسے وادی حمراء کہتے ہیں۔ یہاں ریتے کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کے پاؤں ہی ریت میں نہ دھنستے تھے بلکہ ان کے جانوروں کے پاؤں بھی دھنستے جاتے تھے۔ پانی کمیاب یوں ہو گیا تھا کہ مشرکین مسلمانوں سے پہلے آ کر لب آب قبضہ کر چکے تھے۔

صحابہ کرام علیہم رضوان کو عموماً وضو کی حاجت تھی۔ مگر بعض کو غسل بھی لازم تھا۔ پھر پیاس کی شدت علیحدہ پریشان کر رہی تھی۔ ایسے موقعہ سے شیطان نے فائدہ اٹھانا چاہا اور وسوسہ بن کر دل میں بولنے لگا کہ تمہارا گمان تو یہ ہے کہ تم حق پر ہو تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو لیکن حال یہ ہے کہ مشرکین غالب ہیں انہوں نے تم پر پانی بند کر رکھا ہے تم بلا وضو اور بلا غسل ہو تیمّم سے نمازیں پڑھتے ہو اس حالت میں دشمن پر فتح یابی کس طرح ممکن ہے۔

یہ وسوسہ آنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش کی کہ جنگل سیراب ہو گئے۔ مسلمانوں نے گڑھے بنا کر پانی جمع کر لیا۔ غسل

اور وضو بھی کرلیا۔ جانوروں کو سیراب کیا۔ برتن بھی پانی سے پر کرلئے۔ صحرا کا گرد وغبار بھی بیٹھ گیا۔ ریت پانی سے ایسی جمی کہ
4
سیمنٹ کا فرش ہوگیا اور مشرکین جو پہاڑوں پر تھے ان میں پھسلن ہوگئی اور وہ وسوسہ اسی طرح زائل ہوا صحابہ علیہم رضوان کے دل خوش ہوئے فتح وظفر کے آثار نمایاں ہونے لگے چنانچہ ارشاد ہے۔

جب اے محبوب وحی بھیجتا تھا تمہارا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو۔ ان کی اعانت کرتے ہوئے اور انہیں بشارت دیتے ہوئے کہ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دوں گا تو کافروں کو مارو گردنوں کے اوپر اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم میں سے جو بھی تلوار کا اشارہ کرتا تو اس کی تلوار پہنچنے سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے علیحدہ ہوکر گر جاتا۔

ابوداؤد مازنی بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جس مشرک کی گردن مارنے کے درپے ہوتا اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے قبل ہی کٹ کر گر جاتا۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ قتل عام ہمارے ہاتھ سے نہیں۔ یہ یقیناً غیبی امداد ہے جیسا کہ ارشاد ہوا يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ۔

ایک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت سنگریزے کفار پر پھینکے تو کوئی کافر نہ بچا جس کی آنکھوں میں مٹی کا سنگریزہ نہ پڑا ہو۔

یہ واقعہ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری جمعہ کی صبح کو ہوا۔

آگے ارشاد ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی مخالفت کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوئے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو تم چکھو یعنی بدر کی ذلت اور مقتولین کے علاوہ محبوسین کا تماشہ دیکھو یہ عذاب صرف دنیا کا ہے اور یہ تو چکھو اور وہ عذاب جو کافروں کو عذاب نار ہے جو آخرت میں ان کے لئے تیار ہے۔

اس کے بعد اب بطریق اعلان عام قانون جنگ میں مجاہدوں کو پابند کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

اے ایمان والو جب ملو تم ان سے جو کافر ہیں مقابلہ کے لئے تو پیٹھ دے کر ایڑیوں کے بل نہ پلٹو۔ یعنی مسلمان جب کفار کے مقابلہ میں آئے تو اسے پیٹھ دے کر بھاگنا حرام ہے اور جو بھاگ پڑا وہ غضب الٰہی عزوجل میں گرفتار ہوا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر دو حالتوں میں اس سے پیچھے ہٹنا پیٹھ دے کر بھاگنے کے برابر نہ ہوگا۔

ایک تو یہ ہے کہ لڑائی کا ہنر کرنے کے لئے پیچھے ہٹا یہ پیٹھ دے کر بھاگنے والا شمار نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا وہ جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا وہ بھی ایڑیوں پر بھاگنا نہیں ہے چنانچہ اس کی تصریح اس طرح بیان فرمائی۔

اور جو اس دن مشرکوں سے پیٹھ دے کر بھاگے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت سے جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ اس کے بعد جو آیہ کریمہ ہے اس کا

شان نزول

یہ ہے کہ جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں ہر ایک اپنے اپنے کارنامے سنانے لگا ایک کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا۔ دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا اس پر ارشاد ہوا کہ اس مقاتلہ میں تم اپنے زور بازو پر فخر نہ کرو۔ اس جنگ میں تمام تر امداد منجانب اللہ ہوئی چنانچہ ارشاد ہوا کہ

تم نے ہرگز ہرگز انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا یعنی خدائی فتح اور نصرت سے وہ قتل کیے گئے۔

اور اے محبوب تم نے نہیں پھینکی وہ خاک جب تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمادے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے یہ تو لو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے یہ دنیا و آخرت کی کیفیت مشرکین کی فرمائی۔ پھر مشرکین کو مخاطب کر کے ان کی اس دعا کا جواب دیا جو میدان بدر میں ابوجہل نے اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی تھی کہ الٰہی ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہے اس کی مدد کر اور جو برا ہے اسے مصیبت میں مبتلا فرما۔

ایک روایت یہ ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ میں میدان بدر کو جاتے ہوئے کعبۃ اللہ کے غلاف سے لپٹ کر دعا کی تھی۔

''الٰہی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں تو ان کی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہیں تو پھر تو ہماری مدد کر۔''

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آ چکا یعنی جو فیصلہ تم نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا۔ یعنی جو گروہ حق پر تھا اسے فتح دی گئی اور یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا مانگا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہوگئی۔ ابوجہل بھی اس جنگ میں ذلت سے مارا گیا اس کا سر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا اور اگر باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بھلا ہے یعنی آئندہ حضور سے مقابلہ نہ کرو اور عداوت و فسادات سے رکے رہو۔ آئندہ جنگ نہ کرو تو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا تمہیں مستغنی نہ کر سکے گا چاہے کتنا ہی کثیر ہو اور یہ کہ اللہ مومنین کے ساتھ ہے اور یہ کہ اس کی مدد مومنین کے لئے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم - سورۃ الانفال - پ ۹

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اس سے انحراف نہ کرو ان کا حکم سن کر۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

بے شک شریر ترین جانوروں میں اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جنہیں کوئی عقل نہیں۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

اور اگر اللہ ان میں کچھ بھی بھلائی تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا دیتا جب بھی وہ منہ پھیر کر پلٹ جاتے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

4/4

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اے ایمان والو حاضر ہو اللہ اور اللہ کے رسول کے بلانے پر جب بلائیں تمہیں اس چیز کے لئے جو تمہیں زندگی بخشے اور جان لو اللہ کا حکم حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں اور یقیناً تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

اور ڈرو اس فتنہ سے جو نہ پہنچے گا تم میں خاص ظالموں کو ہی خصوصیت سے اور جان لو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے دبے ہوئے زمین میں ڈرتے تھے اس سے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی اپنی مدد سے اور رزق دیا تمہیں پاک چیزوں سے تاکہ تم شکر گزار رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

اے ایمان والو خیانت نہ کرو اللہ اور رسول سے اور تم خیانت کرتے ہو اپنی امانتوں میں دیدہ دانستہ۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد ہی فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

حل لغات رکوع سوم۔سورۃ الانفال۔پ ۹

یٰٓاَ۔اے	اَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو
اَطِیْعُوا۔کہا مانو	اللہَ۔اللہ کا	وَ۔اور	رَسُوْلَہٗ۔اس کے رسول کا
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَوَلَّوْا۔منہ پھیرو	عَنْہُ۔اس سے
وَ۔اور	اَنْتُمْ۔تم	تَسْمَعُوْنَ۔سنتے ہو	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَکُوْنُوْا۔ہو جاؤ	کَالَّذِیْنَ۔ان کی طرح	قَالُوْا۔کہ کہا انہوں نے
سَمِعْنَا۔ہم نے سنا	وَ۔اور	ھُمْ۔وہ	لَا۔نہیں
یَسْمَعُوْنَ۔سنتے	اِنَّ۔بے شک	شَرَّ۔بدترین	الدَّوَآبِّ۔جانور
عِنْدَ۔نزدیک	اللہِ۔اللہ کے	الصُّمُّ۔بہرے	الْبُکْمُ۔گونگے ہیں
الَّذِیْنَ۔جو	لَا۔نہیں	یَعْقِلُوْنَ۔عقل کرتے	وَ۔اور
لَوْ۔اگر	عَلِمَ۔جانے	اللہُ۔اللہ	فِیْھِمْ۔ان میں
خَیْرًا۔بھلائی	لَاَسْمَعَھُمْ۔تو سنا دے ان کو	وَ۔اور	لَوْ۔اگر

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اَسْمَعَهُمْ۔ سنادے ان کو	لَتَوَلَّوْا۔ تو پھر جائیں	وَّ۔ اور	هُمْ۔ وہ ہوں
مُّعْرِضُوْنَ۔ منہ پھیرتے	يٰٓاَ۔ اے	اَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	اسْتَجِيْبُوْا۔ کہا مانو	لِلّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور
لِلرَّسُوْلِ۔ رسول کا	اِذَا۔ جب	دَعَا۔ بلائے	كُمْ۔ تم کو
لِمَا۔ اس کے لئے	يُحْيِيْكُمْ۔ جو زندہ کرے تم کو	وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو
اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	يَحُوْلُ۔ حائل ہوتا ہے	بَيْنَ۔ درمیان
الْمَرْءِ۔ آدمی کے	وَ۔ اور	قَلْبِهٖ۔ اس کے دل کے	وَ۔ اور
اَنَّهٗٓ۔ بے شک وہ	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	تُحْشَرُوْنَ۔ تم اکٹھے کئے جاؤگے	وَ۔ اور
اتَّقُوْا۔ بچو	فِتْنَةً۔ اس فتنہ سے کہ	لَّا۔ نہ	تُصِيْبَنَّ۔ پہنچے گا
الَّذِيْنَ۔ ان کو	ظَلَمُوْا۔ جو ظالم ہیں	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	خَآصَّةً۔ خاص کرکے
وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
شَدِيْدُ۔ سخت	الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے	وَ۔ اور	اذْكُرُوْٓا۔ یاد کرو
اِذْ۔ جب	اَنْتُمْ۔ تم	قَلِيْلٌ۔ تھوڑے تھے	مُّسْتَضْعَفُوْنَ۔ کمزور
فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	تَخَافُوْنَ۔ تم ڈرتے تھے	اَنْ۔ یہ کہ
يَّتَخَطَّفَكُمُ۔ اچک لیں تم کو	النَّاسُ۔ لوگ	فَاٰوٰ۔ تو جگہ دی	كُمْ۔ تم کو
وَ۔ اور	اَيَّدَ۔ قوت دی	كُمْ۔ تم کو	بِنَصْرِ۔ مدد
هٖ۔ اپنی سے	وَ۔ اور	رَزَقَكُمْ۔ رزق دیا تم کو	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرو	يٰٓاَ۔ اے	اَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ	تَخُوْنُوا۔ خیانت کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	الرَّسُوْلَ۔ رسول کی	وَتَخُوْنُوْٓا۔ اور نہ خیانت کرو
اَمٰنٰتِكُمْ۔ اپنی امانتوں میں	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو
وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّمَآ۔ اس کے سوا نہیں	اَمْوَالُكُمْ۔ تمہارے مال
وَ۔ اور	اَوْلَادُ۔ اولاد	كُمْ۔ تمہاری	فِتْنَةٌ۔ آزمائش ہے
وَّ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	عِنْدَ۔ پاس	هٗٓ۔ اس کے
اَجْرٌ۔ اجر ہے	عَظِيْمٌ۔ بہت بڑا		

مختصر تفسیر اردو

اے ایمان والو اطاعت الٰہی کرو اور اس کے رسول کا حکم مانو اس لئے کہ اطاعت رسول ﷺ اطاعت الٰہی ہے عزوجل اس میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ۔ جس نے ہمارے اس رسول کی اطاعت

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کرلی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کرلی اسی لئے واو کے ساتھ عطف فرما کر اپنی اطاعت معہ اطاعت رسول ظاہر کی اور فرمایا نہ پھرو اور سن سنا کر انحراف نہ کرو اور نہ ہو جاؤ ان جیسے جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے۔

اس لئے کہ جو حکم سن کر اس پر عمل نہ کرے اور نصیحت سے نفع نہ اٹھائے اس کا سننا نہ سننا برابر ہے۔ یہ طریقہ منافقین و مشرکین کا تھا اس سے مسلمانوں کو علیحدہ رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور فرمایا بے شک جانوروں میں بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے بے عقل ہیں نہ وہ حق سنتے ہیں نہ حق بولتے ہیں نہ حق سمجھتے ہیں ان کے کان اور زبان نصیحت کے قبول سے دور ہیں ان کی عقل بے کار ہے اور وہ اولئک کالانعام بل ھم اضل وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ دیدہ ودانستہ کان۔ آنکھ۔ زبان رکھتے ہوئے بھی بہرے گونگے اور اندھے بنے ہوئے ہیں۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا بنی عبدالدار بن قصی کے لئے تھا کہ وہ کہتے تھے کہ جو کچھ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہم اس سے بہرے۔ گونگے۔ اندھے ہیں یہ لوگ غزوۂ احد میں مارے گئے ان میں سے صرف دو مصعب بن عمیر اور سویط بن حرملہ ایمان لائے تھے آگے ارشاد ہے۔

اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلا جانتا تو انہیں سنا دیتا یعنی ان میں اگر صداقت ہوتی تو ضرور ان کو ہدایت ملتی اور اگر سنا دیتا جب بھی آخر کار وہ پھیر کر پلٹ جاتے اس لئے کہ ان کی جبلت میں صداقت کی طرف رغبت ہی نہیں اور اپنے عناد اور عداوت عن الحق میں اتنے گم ہیں کہ ہدایت قبول ہی نہیں کر سکتے اس کے بعد مومنین کو اطاعت رسول ﷺ کے لئے حکم دیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب وہ تمہیں بلائیں اس لئے کہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مسجد میں مشغول نماز تھا مجھے حضور نے پکارا میں نے جواب نہ دیا اور جلدی سے نماز ختم کر کے حاضر بارگاہ رسالت ہوا اور معذرت کی کہ حضور میں نماز میں تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو اور یہ حکم مطلق ہے جو نماز اور غیر نماز دونوں پر حاوی ہے۔ دوسری حدیث حضرت ابی بن کعب سے ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا انہوں نے جلدی سے نماز تمام کر کے حضور سے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے قرآن پاک میں نہیں پڑھا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو چنانچہ آپ نے معذرت کی اور عہد کیا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

اس چیز کے لئے جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ اس چیز سے مراد یا ایمان ہے اس لئے کہ کافر مردہ ہوتا ہے ایمان سے اسے زندگی ملتی ہے حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ چیز قرآن کریم ہے اس لئے کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں اور دل کی زندگی موجب نجات و عصمت دارین ہے۔ حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ چیز جہاد ہے اس لئے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ ذلت کے بعد عزت دیتا ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے کہ وہ چیز شہادت ہے اس لئے کہ شہداء اپنے رب عزوجل کے حضور زندہ ہیں بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ آگے ارشاد ہے۔

اور جان لو کہ اللہ کا حکم انسان اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور اس فتنہ سے ڈرو جو ہرگز تم میں صرف ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا بلکہ اگر اس سے تم نہ ڈرے اور اس کے ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں۔ بلکہ اپنی مقدور تک برائیوں کو روکیں گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے کلمہ حق نہ کہا اور تم خاموش رہے تو ان سب کو عذاب عام ہوگا خطا کار غیر خطار کار ساکت عن الحق دونوں مبتلا ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا جب تک عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب عام وخاص سب پر نازل فرمادیتا ہے ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص کسی قوم کو سرگرم معاصی دیکھ کر باوجود قدرت اسے نہیں روکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مرنے سے انہیں عذاب عام میں مبتلا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عن المنکر ترک کردیتی ہے وہ اس فرض کے ترک کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور وہ وقت یاد کرو جب اے مومنین ومہاجرین تم ابتدائے اسلام میں قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں تم تھوڑے تھے نہایت کمزور زمین میں خائف کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں مدینہ طیبہ میں جگہ دی اور تمہیں اپنی مدد سے طاقتور بنایا اور پاک چیزیں تمہیں رزق کیں یعنی اموال غنیمت جو تم سے پہلے کسی امت میں حلال نہیں تھے وہ تم پر حلال کئے تا کہ تم شکر گزار بنو اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو یعنی ترک فرائض خیانت باللہ ہے اور ترک سنت بھی اسی خیانت کا ایک جزو ہے۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا ابولبابہ ہارون بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں ہے واقعہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنو قریظہ کا دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیا اس محاصرہ میں وہ سخت پریشان ہوئے اور ان کے دل خوفزدہ ہو گئے تو ان کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب تین طریقہ ہیں جو تمہیں نجات دلاسکیں۔

یا تو جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے ان سے بیعت کرلو اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب توریت میں ہے ان پر ایمان لانے کے بعد تمہاری جان اور تمہارا مال اور اہل وعیال سب محفوظ رہیں گے۔

لیکن اس بات کو یہود نے نہ مانا۔ پھر کعب بن اسد نے دوسری صورت پیش کی اور کہا کہ

اگر یہ منظور نہیں تو آؤ اور اپنی بیویوں کو اول قتل کرو پھر تلواریں سوت کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے مقابل نکلو پھر اگر مارے بھی گئے تو ہمیں ہماری اولاد اور ازواج کا غم تو نہ رہے گا۔

اس پر قوم نے کہا کہ اہل وعیال کے بعد جینا ہی بیکار ہے لہٰذا یہ بھی نامنظور تو پھر کعب نے کہا اس کے بعد تیسری صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی جائے اس شکل کو تمام بنو قریظہ نے قبول کرلیا۔

اور بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں درخواست صلح پیش کی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخواست نامنظور فرمائی۔ اور

www.waseemziyai.com

حکم دیا کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول فرمائیں۔

اس پر یہود نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے۔ ابولبابہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ لیکن ان کا تعلق یہود سے اس وجہ سے باقی تھا کہ ان کے عیال اور اولاد اور تمام مال سب بنی قریظہ کے قبضہ میں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ کو بھیج دیا۔ یہود بنی قریظہ نے آپ سے رائے لی کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم منظور کریں یا نہ کریں۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ ان کا فیصلہ منظور کرنا اپنے ہاتھ سے گلا گھونٹنا ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مشورہ دیتے ہی میرے دل میں محسوس ہوا کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت سرزد ہوئی۔

یہ سوچ کر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تو نہ آئے۔ سیدھے مسجد نبوی میں جا کر ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور قسم کھائی کہ کچھ نہ کھائیں گے نہ پئیں گے حتیٰ کہ مر جائیں گے یا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ اوقات نماز میں ان کی بیوی انہیں اداء نماز کے لئے کھول جاتیں اس مہلت میں وہ قضائے حاجت سے بھی فارغ ہو لیتے اس کے بعد پھر آپ کی بیوی باندھ جاتیں۔

اس واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ابولبابہ اگر ارتکاب جرم کے بعد میرے پاس آجاتے تو میں ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتا۔ لیکن جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو اب میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خطا معاف نہ ہو۔

آپ سات روز تک مسلسل بندھے رہے اور ان ایام میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ حتیٰ کے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم رضوان یہ بشارت لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا میں ہرگز نہ کھلوں گا جب تک کہ بہ نفس نفیس خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر مجھے نہ کھولیں۔ چنانچہ سرکار رحمت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست حق پرست سے تشریف لا کر کھول دیا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میری توبہ اس وقت مکمل ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں۔ آگے ارشاد ہے۔

اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور ایسا فتنہ ہے کہ آخرت کے کاموں میں سدراہ ہوتا ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ تو عاقل عاقبت اندیش کو چاہئے کہ اسی کا طلبگار رہے اور مال واولاد کے سبب اس سے محروم نہ ہو۔

(تفسیر نسفی عربی۔ رکوع ۳ سورہ انفال پ ۹)

ناسازی طبع

اس کے لکھنے کے بعد جمعۃ الوداع کے روز ایک دانہ شدت گرما سے زیر شانہ نکلا اور عید الفطر تک شدت پکڑ گیا۔ آخر ڈاکٹر محمد افضل صاحب نے اپریشن کیا۔ آج ۱۳ جون ہے مگر ابھی نشست و برخاست بہ تکلیف کرسکتا ہوں۔ اسی وجہ میں تفسیر کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد ۱۵ جون ۱۹۵۴ء بروز سہ شنبہ ۱۲ بجے دن بطفیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لخت جگر سید خلیل احمد رہا ہو کر گھر آ گئے لیکن ابھی میرے زخم ہے ۱۳ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ۔

آج ۸ جولائی ۵۴ء ۶ ذوالقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم پنج شنبہ سے تفسیر کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔

والحمد لله علی احساناته و انعاماته۔

فقیر ابوالحسنات قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم - سورۃ الانفال - پ ۹

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

اے ایمان والو اگر ڈرو گے اللہ سے کر دے گا وہ تمہارے لئے جدا حق و باطل اور اتار دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور یاد فرمائیں اے محبوب جب مکر کرتے تھے تمہارے ساتھ کافر تاکہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ خفیہ تدبیر میں سب سے بہتر ہے۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں بے شک ہم نے سنا اگر ہم چاہتے تو یقیناً ہم بھی کہہ دیتے مثل اس کی یہ نہیں مگر قصے اگلے لوگوں کے۔

وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾

اور جب کہا انہوں نے اے اللہ اگر ہے یہی (قرآن) حق تیری طرف سے تو برسا دے ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر عذاب دردناک۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور نہیں اللہ ایسا کہ ان پر عذاب کرے حال آنکہ تو (اے محبوب) ان میں جلوہ آرا ہو۔ اور نہیں اللہ انہیں عذاب کرنے والا حال آنکہ وہ بخشش مانگ رہے ہوں۔

وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور انہیں کیا ہے کہ نہ عذاب کرے انہیں اللہ اور وہ روک رہے ہیں مسجد حرام سے اور نہیں ہیں وہ اس کے اہل اس کے والی تو صرف تقویٰ والے ہیں مگر اکثر ان کے نہیں جانتے۔

وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

اور نہیں ہے ان کی نماز کعبہ کے پاس مگر سیٹی اور تالی تو اب عذاب چکھو بدلہ اس کا جو تم کفر کرتے تھے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬

بے شک وہ کافر جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے تو اب وہ انہیں خرچ کریں گے پھر ہوگا انہیں اس پر پچھتاوا پھر مغلوب کردیئے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ﴿۳۶﴾

اور وہ جو کافر ہیں جہنم کی طرف محشور ہوں گے۔

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اس لئے کہ اللہ گندے کو پاک سے ممیز کردے اور کردے نجاستوں کو تلے اوپر ایک ڈھیر تو کردے انہیں جہنم میں یہی وہ ہیں جو نقصان میں ہیں۔

حل لغات رکوع چہارم-سورۃ الانفال-پ ۹

يَاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اِنْ۔اگر
تَتَّقُوا۔ڈروگے تم	اللّٰهَ۔اللہ سے	يَجْعَلْ۔کرے گا	لَّكُمْ۔تمہارے لئے
فُرْقَانًا۔فرقان	وَّ۔اور	يُكَفِّرْ۔دور کرے گا	عَنْكُمْ۔تم سے
سَيِّاٰتِكُمْ۔تمہاری برائیاں	وَ۔اور	يَغْفِرْ۔بخشے گا	لَكُمْ۔تم کو
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	ذُو۔صاحب	الْفَضْلِ۔فضل
الْعَظِيْمِ۔بڑے کا ہے	وَ۔اور	اِذْ۔جب	يَمْكُرُ۔تدبیر کرتے تھے
بِكَ۔تیرے متعلق	الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	لِيُثْبِتُوْ۔کہ قید کریں
كَ۔تجھ کو	اَوْ۔یا	يَقْتُلُوْ۔قتل کریں	كَ۔تجھ کو
اَوْ۔یا	يُخْرِجُوْ۔نکال دیں	كَ۔تجھ کو	وَ۔اور
يَمْكُرُوْنَ۔تدبیر کرتے تھے	وَ۔اور	يَمْكُرُ۔تدبیر کرتا تھا	اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	خَيْرُ۔بہترین	الْمٰكِرِيْنَ ۔ تدبیر کرنے
والا ہے	وَ۔اور	اِذَا۔جب	تُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں
عَلَيْهِمْ۔ان پر	اٰيٰتُنَا۔ہماری آیتیں	قَالُوْا۔کہتے ہیں	قَدْ۔بے شک
سَمِعْنَا۔سنا ہم نے	لَوْ۔اگر	نَشَآءُ۔ہم چاہیں	لَقُلْنَا۔تو کہیں ہم
مِثْلَ۔مثل	هٰذَآ۔اس کی	اِنْ۔نہیں	هٰذَآ۔یہ
اِلَّآ۔مگر	اَسَاطِيْرُ۔کہانیاں	الْاَوَّلِيْنَ۔پہلوں کی	وَ۔اور
اِذْ۔جب	قَالُوا۔کہا انہوں نے	اللّٰهُمَّ۔اے اللہ	اِنْ۔اگر
كَانَ۔ہے	هٰذَا۔یہ	هُوَ۔وہ	الْحَقَّ۔حق

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْ عِنْدِ ۔ نزدیک	كَ ۔ تیرے سے	فَاَمْطِرْ ۔ تو برسا	عَلَیْنَا ۔ ہم پر
حِجَارَةً ۔ پتھر	مِّنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے	اَوِ ۔ یا	ائْتِنَا ۔ لے آ ہم پر
بِعَذَابٍ ۔ عذاب	اَلِیْمٍ ۔ دردناک	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں
كَانَ ۔ ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	لِیُعَذِّبَهُمْ ۔ کہ عذاب کرے ان کو	
وَ ۔ اور	اَنْتَ ۔ تو	فِیْهِمْ ۔ ان میں ہو	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	كَانَ ۔ ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	مُعَذِّبَهُمْ ۔ عذاب کرنے
والا ان کو	وَ ۔ اور	هُمْ ۔ وہ	یَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ بخشش مانگتے ہوں
وَ ۔ اور	مَا ۔ کیا ہے	لَهُمْ ۔ ان کو	اَلَّا ۔ کہ نہ
یُعَذِّبَهُمُ عذاب کرے ان کو	اللّٰهُ ۔ اللہ	وَ ۔ اور	هُمْ ۔ وہ
یَصُدُّوْنَ ۔ روکتے ہیں	عَنِ الْمَسْجِدِ ۔ مسجد	الْحَرَامِ ۔ حرام سے	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	كَانُوْٓا ۔ ہیں وہ	اَوْلِیَآءَ ۔ اہل	هٗ ۔ اس کے
اِنْ ۔ نہیں	اَوْلِیَآؤُ ۔ والی	هٗٓ ۔ اس کے	اِلَّا ۔ مگر
الْمُتَّقُوْنَ ۔ پرہیزگار	وَ ۔ اور	لٰكِنَّ ۔ لیکن	اَكْثَرَ ۔ اکثر
هُمْ ۔ ان کے	لَا ۔ نہیں	یَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	كَانَ ۔ تھی	صَلَاتُهُمْ ۔ ان کی نماز	عِنْدَ ۔ نزدیک
الْبَیْتِ ۔ بیت اللہ کے	اِلَّا ۔ مگر	مُكَآءً ۔ سیٹیاں	وَّ ۔ اور
تَصْدِیَةً ۔ تالیاں	فَذُوْقُوا ۔ تو چکھو	الْعَذَابَ ۔ عذاب	بِمَا ۔ بدلے اس کے جو
كُنْتُمْ ۔ تم	تَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کیا کرتے تھے	اِنَّ ۔ بے شک	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو
كَفَرُوْا ۔ کافر ہیں	یُنْفِقُوْنَ ۔ خرچ کرتے ہیں	اَمْوَالَهُمْ ۔ اپنے مال	لِیَصُدُّوْا ۔ تاکہ روکیں
عَنْ سَبِیْلِ ۔ راہ	اللّٰهِ ۔ خدا سے	فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ۔ تو خرچ کریں گے ان کو	
ثُمَّ ۔ پھر	تَكُوْنُ ۔ ہوگی	عَلَیْهِمْ ۔ ان پر	حَسْرَةً ۔ حسرت
ثُمَّ ۔ پھر	یُغْلَبُوْنَ ۔ مغلوب ہوں گے	وَ ۔ اور	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو
كَفَرُوْٓا ۔ کافر ہیں	اِلٰی ۔ طرف	جَهَنَّمَ ۔ جہنم کی	یُحْشَرُوْنَ ۔ اکٹھے کئے
جائیں گے	لِیَمِیْزَ ۔ تاکہ الگ کرے	اللّٰهُ ۔ اللہ	الْخَبِیْثَ ۔ گندے کو
مِنَ الطَّیِّبِ ۔ پاک سے	وَ ۔ اور	یَجْعَلَ ۔ کرے	الْخَبِیْثَ ۔ گندے کو
بَعْضَهٗ ۔ بعض کو	عَلٰی ۔ اوپر	بَعْضٍ ۔ بعض کے	فَیَرْكُمَهٗ ۔ پھر تہ بہ تہ
کرے اس کو	جَمِیْعًا ۔ سب کو	فَیَجْعَلَهٗ ۔ پھر پھینکے اس کو	فِیْ ۔ بیچ
جَهَنَّمَ ۔ جہنم کے	اُولٰٓئِكَ ۔ یہ لوگ	هُمُ ۔ ہی	الْخٰسِرُوْنَ ۔ خسارہ اٹھانے

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

والے ہیں

مختصر بامحاورہ تفسیر اردو

اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے اور گناہوں سے مجتنب رہ کر اس کی اطاعت کی طرف جھکو گے تو وہ تمہیں وہ جوہر عطا کرے گا جس سے تم حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور یاد فرمایئے اے محبوب جب مکاری کر رہے تھے تمہارے ساتھ کافر تا کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کفار مکہ دار الندوہ میں جمع ہوئے (یہ مکہ کے کفار کا کمیٹی روم تھا) اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استشارہ کرنے لگے کہ ان میں شیطان ایک بڈھے کی شکل میں آیا اور کہنے لگا میں شیخ نجد ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی خبر ملی تو آیا۔ دیکھو مجھ سے تم لوگ کچھ مخفی نہ رکھنا میں تمہارا خیر اندیش ہوں اور اس معاملہ میں صائب رائے سے تمہاری معاونت کروں گا۔ تو کافروں نے اسے بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی۔

ابوالبختری سب سے پہلے بولا میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے ایک مکان میں محبوس کر دو اور دروازے بند کر دو۔ صرف ایک سوراخ رکھو جس میں سے کبھی کبھی کھانا پانی دے دیا جائے حتیٰ کہ اس مکان میں وہ ہلاک ہو جائیں۔

اس پر شیطان نے جو شیخ نجدی بن کر آیا ہوا تھا بولا ابوالبختری کی یہ رائے نہایت غلط ہے اس پر عمل کرنے کے بعد وہ فتنہ اٹھے گا کہ تم میں اس کے دبانے کی قوت نہ ہوگی اس لئے کہ انہیں جب ان کے اصحاب گم ہوا دیکھیں گے تلاش کریں گے اور یہ خبر دنیا میں مشہور ہو جائے گی وہ سب جمع ہو کر مقابلہ کریں گے اور انہیں تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے اور خون خرابہ علیحدہ ہوگا۔

سب لوگوں نے اس سے اتفاق کر کے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے۔

پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اور بولا میری رائے یہ ہے کہ انہیں اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو یہاں سے باہر نکل کر وہ جو بھی کریں کریں ہمیں اس سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔

ابلیس شیخ نجدی کی شکل والا بولا مجھے اس رائے سے بھی اتفاق نہیں اس لئے کہ جس نے تم جیسے بلغاء و فصحاء کے ہوش گم کر دیئے اور تمہارے بڑے بڑے خطباء ادباء اور دانشمندوں کو محو حیرت کر ڈالا اسے تم دوسروں کی طرف نکالتے ہو گویا تم نے اس کی شیریں کلامی۔ سیف زبانی دلکشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم میں جا کر ان کے دل مسخر کر کے ان کے ساتھ تم پر چڑھائی کرے گا اور تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر چین لیگا۔

مجمع نے شیخ نجدی کی رائے سے اتفاق کیا اور یک زبان ہو کر اس کی تائید کی اس کے بعد ابوجہل کھڑا ہوا اور کہنے لگا میری رائے میں قریش کے ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان چنا جائے اور انہیں تیز تلواریں دے کر ان سے یکبارگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرایا جائے حتیٰ کہ وہ انہیں قتل کر دیں اس کے بعد جب انکی خونریزی ہوگی تو خون تمام قبائل کے ذمہ آئے گا اور بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے لڑ نہ سکیں گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑ جائے گا وہ دے دیا جائے گا۔

MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

شیخ نجدی نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور ابوجہل کی فطانت و ذہانت کی تعریف کی آخرش اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

ادھر حضرت روح الامین علیہ السلام بحکم رب العالمین عزوجل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مشرکین مکہ کی خفیہ میٹنگ سے مطلع کر گئے اور عرض کر گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج سے اپنی خوابگاہ پر شب باش نہ رہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہے کہ اب آپ مدینہ طیبہ کا عزم فرمالیں۔ یہ مبادیات ہجرت ہیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو شب میں اپنی خوابگاہ پر شب باش رہنے کا حکم دیا اور اپنی ردا مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ اوڑھ کر سویا کرو۔ اس کی برکت سے کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔

پھر دولت سرائے عالی سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست اقدس میں لی اور آیہ کریمہ **انا جعلنا اعناقھم اغلا لا** پڑھ کر مشرکین محاصرین کی طرف پھینکی یہ معجزہ ہوا کہ وہ ایک مشت خاک تمام حصار کرنے والوں کی آنکھوں اور سر پر پڑی سب اندھے ہو کر آنکھیں ملتے رہ گئے اور حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ حضور ﷺ معہ رفیق غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سیدھے غار ثور میں تشریف لے آئے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی خوابگاہ پر چھوڑ آنے کی وجہ خاص یہ تھی کہ لوگوں کی امانتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں وہ آپ کے ذریعہ سب کو پہنچانی تھیں۔

مختصر یہ کہ مشرکین شب بھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے عالی کے گرد پھرتے رہے۔ صبح جب بغرض قتل یکبارگی حملہ کر کے باب عالی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ حضرت شیر خدا اسد اللہ ہیں۔ حضرت اسد اللہ سے پوچھا حضور کہاں ہیں۔ آپ نے اپنی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ مایوس ہو کر تلاش کو نکلے حتیٰ کہ غار تک پہنچ گئے۔

ابوجہل نے طاق غار میں مکڑی کا جالا دیکھ کر کہا اگر یہاں سے کوئی داخل ہوا ہوتا تو یہ جالا ٹوٹ جاتا پھر کفار واپس چلے گئے اور حضور تین روز تک اس غار میں جلوہ افروز رہ کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے۔

ارباب سیر نے اس واقعہ کو احادیث وروایات کی روشنی میں ذرا وضاحت سے لکھ کر اور پر لطف بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہم یہاں علامہ خرپوتی شارح قصیدہ بردہ رحمہ اللہ کا مضمون ''طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ'' سے جو میری شرح ہے نذر ناظرین کرتے ہیں وھو ھذا۔ ع

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا   وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

(لفظی ترجمہ) سراپا صدق غار میں جلوہ فرما تھے اور صدیق اکبر بھی حاضر تھے اور سانپ کے ڈسنے سے آپ متورم بھی نہ ہوئے اور مشرکین وہاں دیکھ کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔

شرح۔ لَمْ یَرِمَا کی جگہ صاحب شوارد الفردہ نے لَمْ یُرَیَا۔ تثنیہ مجہول لکھا ہے۔ اگر یہ لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ صدق مجسم غار میں تھے اور صدیق اکبر بھی حاضر تھے مگر نہ دیکھے گئے بلکہ کفار کہہ رہے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

لَمْ یَرِمَا۔ یہ اس ورم انف کو کہا جاتا ہے جبکہ انسان غصہ میں نتھنے پھلاتا ہے۔ اس جگہ لَمْ یَرِمَا کے معنی یہ بنیں گے کہ غار ثور میں سانپ کے ڈسنے پر بھی صدیق غضب ناک نہ ہوئے بلکہ قضا وقدر الٰہی پر راضی برضا وشاکر بقضا رہے۔

لَمْ یَرِمَا۔ کو اگر ورم سے مانا جائے تو ایک معنی یہ ہوں گے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پائے مبارک لدغ حیہ کے بعد بھی متورم نہ ہوا۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ ایک روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اس کو اپنے پائے اقدس کے انگوٹھے سے بند فرمایا تو اس سوراخ میں جو سانپ تھا اس نے ڈس لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے اس کا علاج فرمایا۔ باذن الٰہی عزوجل آپ کا پائے اقدس درست ہو گیا اور ورم وغیرہ جاتا رہا۔

اور جنہوں نے لَمْ یُرَیَا مضارع کا تثنیہ بنا کر پڑھا ہے اسے رویت سے لیا ہے ان کا رد شیخ زادہ اور علامہ خرپوتی رحمہم اللہ نے کہا۔ شیخ زادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَرَوٰی بَعْضٌ لَمْ یُرَیَا وَمَا ذٰلِکَ مِنَ النَّاظِمِ وَ اِنَّمَا حَمْلُهٗ عَلٰی ذٰلِکَ الْعِجْزُ عَنِ التَّاوِیْلِ۔ یعنی بعض نے لَمْ یُرَیَا لکھا ہے لیکن یہ ناظم فاہم کے لفظ نہیں اور ایسے ہی علامہ خرپوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وَقَرَأَ بَعْضُ النَّاسِ لَمْ یُرَیَا عَلٰی اَنَّهٗ تَثْنِیَةُ مُضَارِعٍ مِنَ الرُّؤْیَةِ لٰکِنْ رَدَّهٗ شَیْخ زَادَه وَ اَنَا مِنَ الدَّاخِلِیْنَ مَعَهٗ۔ بعض آدمیوں نے لَمْ یُرَیَا تثنیہ مضارع رویت سے لے کر بنایا ہے۔ لیکن شیخ زادہ نے اس کا رد کیا اور ہم بھی ان کے ساتھ اس رد میں شریک ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ لَمْ یُرَیَا جو پڑھے گا وہ ایجادی طور پر پڑھے گا۔ قصیدہ کے ورد میں لَمْ یَرِمَا پڑھنا چاہئے اس لئے کہ شیخ زادہ اور خرپوتی رحمہم اللہ اس کے خلاف ہیں اور شیخ زادہ رحمہ اللہ تو نہایت وثوق سے فرماتے ہیں کہ وَمَا ذٰلِکَ مِنَ النَّاظِمِ کہ لم یریا امام بوصیری کی زبان سے نکلا ہوا لفظ نہیں ہے تو اب حاصل مفہوم بیت یہ ہوا کہ حضور ﷺ اور ان کے جان نثار صدیق رضی اللہ عنہ جب داخل غار ثور ہو گئے تو اس میں قضا و قدر الٰہی عزوجل کے ساتھ نہایت راضی رہے اور حکم الٰہی عزوجل پر غضب ناک نہ ہوئے اور کفار مکہ قدموں کے کھوج لیتے دروازۂ غار تک آ گئے مگر ان دونوں طالب و مطلوب۔ شمع نبوت اور اس کے پروانہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا جب کفار کھوج لے کر اس غار تک آئے تو یہاں سے کھوج غائب دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْهِ لَاَبْصَرَنَا۔ حضور اگر کسی بے ایمان نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں یہاں دیکھ لیں گے۔ حضور نے فرمایا اَبَابَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ ابوبکر تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

چنانچہ حمایت و نصرت الٰہی عزوجل کی شان آئندہ بیت میں فرماتے ہیں۔ ع

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْکَبُوْتَ عَلٰی   خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحِمِ

(لفظی ترجمہ) مشرکین نے گمان کیا کبوتر کو اور گمان کیا مکڑی کو کہ یہ خیر عالم پر جالا تاننے والی نہیں ہے اور نہ کبوتر انڈے دینے والا۔

شرح: ظاہری سبب کفار کے نہ دیکھنے کا یہ ہوا کہ انہوں نے غار کے منہ پر دیکھا کہ کبوتر انڈے دیئے بیٹھا ہے اور اوپر مکڑی جالا پارے ہوئے ہے تو انہیں گمان ہوا کہ اگر اس میں سے کوئی جاتا تو یہ جالا ٹوٹ جاتا۔ کبوتر کا گھونسلہ خراب ہو جاتا۔ انڈے ٹوٹ جاتے ان دلائل کے ماتحت فیصلہ کیا کہ اس غار میں ہرگز کوئی نہیں ہے۔ اس طرف ان کا ذہن نارسا جا ہی نہیں سکتا تھا کہ اللہ کے محبوب و صدیق کے لئے یہ مکڑی اور کبوتر یہاں آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شیون قدرت کا اس صورت میں مظاہرہ فرمایا ہے کہ کفار شریر النفس اشد ترین انسان نما حیوانوں سے ایک کمزور ترین مخلوق کے ذریعہ یہ حفاظت کی کہ بیضہ حمام بروج

www.waseemziyai.com

مشیدہ بن گئے اور تارِ عنکبوت جسے قرآن اِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُيُوۡتِ لَبَيۡتُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ فرمارہا ہے ایک مستحکم قلعہ بنادیا گیا۔

غالباً اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محرمِ محترم کے رہنے والے کبوتر اور مکڑی کے مارنے کو منع فرمایا۔ صاحب بندہ فرماتے ہیں نَهَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَتْلِ الْعَنْكَبُوتِ وَالْحَمَامِ الْكَائِنِيْنَ فِي الْحَرَمِ اور عام طور پر مکڑی کے لئے حکم ہے اَلْعَنْكَبُوتُ شَيْطَانٌ مَسَخَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاقْتُلُوْهُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکڑی شیطان ہے اللہ نے اسے مسخ فرمایا اسے مار دیا کرو ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ۔

اور ثعلبی رحمہ اللہ سے مروی ہے علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طَهِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ مِنَ النَّسْجِ الْعَنْكَبُوْتِ فَاِنَّ تَرْكَهٗ فِي الْبُيُوْتِ يُوْرِثُ الْفَقْرَ اپنے گھروں کو مکڑی کے جالے سے پاک رکھو اگر گھروں میں جالا چھوڑا تو وہ تنگدستی پیدا کرے گا۔ حلیہ میں ہے نَسَجَتِ الْعَنْكَبُوْتُ مَرَّتَيْنِ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ مَرَّةً عَلٰى دَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ كَانَ جَالُوْتَ يَطْلُبُهٗ وَ مَرَّةً عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْغَارِ۔ مکڑی نے دوبار انبیاء علیہم السلام پر جالا تنا ایک بار داؤد علیہ السلام پر جبکہ جالوت آپ کی تلاش میں تھا اور دوسری بار حضور علیہ السلام کے غار پر۔

دیلمی رحمہ اللہ نے جنت فردوس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا کہ مسخ شدہ جانور کتنے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هٰذَا الْفِيلُ (ہاتھی) وَالدِّبُّ (ریچھ) وَالْخِنْزِيْرُ (سور) وَالْقِرْدُ (بندر) وَالْحِرِّيْثُ (مچھلی مخصوص) وَالضَّبُّ گوہ وَالْوَزْغُ (چھپکلی) وَالْعَقْرَبُ (بچھو) وَالدُّعْمُوْصُ (کرم آبی) وَالْعَنْكَبُوْتُ (مکڑی) وَالْاَرْنَبُ (خرگوش) وَالسُّهَيْلُ (ستارہ) وَالزُّهَرَةُ (ستارہ)۔

امیہ بن خلف نے باوجود قطعی مایوسی کے غار میں داخل ہوکر دیکھنا چاہا تو اسے کہا گیا کہ مَا تَصْنَعُ فِي الْغَارِ وَ اِنَّ عَلَيْهِ عَنْكَبُوْتًا كَانَتْ قَبْلَ مِيْلَادِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ کیا کرتا ہے غار میں جاکر اس غار کے منہ پر یہ مکڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بھی پہلے کی ہے۔

اور وہ اپنے مکر کر رہے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسے ہم بھی کہہ دیتے۔ یہ کچھ نہیں مگر اگلوں کے قصے ہیں۔

آیات کریمہ کا شان نزول نضر بن حارث کے حق میں ہے یہ وہ اخبث سرکش تھا جس نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سن کر بکواس کی تھی کہ اگر ہم چاہتے تو ایسی ہی کتاب بنا لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ قول بیان فرمایا اور ظاہر کیا کہ یہ اس کی انتہائی بے حیائی کا دعویٰ تھا۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فصحائے عرب کو قرآن کریم کی مثل ایک سورت بنالانے کی دعوت دی اور وہ سب اس کے مقابلہ میں عاجز آگئے اس وقت نضر بن حارث کہاں گم ہوگیا تھا۔ حال آنکہ اس وقت بھی تو یہ نضر بن حارث ان میں موجود تھا۔ آج اس کی یہ ڈھٹائی خالص بکواس اور ذلیل حرکت ہے۔

اور جب وہ بولا یعنی نضر بن حارث اور ابوجہل بن ہشام (کما رواہ البخاری والمسلم) اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا اور اللہ کا یہ کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک (اے محبوب) آپ ان میں تشریف فرما ہوں اس لئے کہ ہم نے آپ کی ذات اقدس کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ اور عادت اللہ یہ ہے کہ جب تک

www.waseemziyai.com

کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو اس پر عام عذاب نہیں بھیجا جاتا جو سب کی ہلاکت کا موجب ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ آیت صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز تھے بعد ازاں جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان وہاں رہ گئے جو استغفار کر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ اور اللہ نہیں عذاب کرنے والا جب تک ان میں بخشش مانگ رہے ہیں۔ یعنی جب مشرکین و منافقین میں یہ مجبوری مومنین بھی رہ رہے ہوں اور اللہ کے حضور استغفار کر رہے ہوں جب بھی عذاب نہیں آئے گا۔ پھر جب یہ لوگ بھی مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کی بشارت دی۔ اور یہ عذاب موعود تھا جو مشرکین پر آیا اور اسی کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور ان کے لئے کیا مانع ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ کرے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

علامہ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بھی مقولہ کفار ہے جسے حکایتاً نقل کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ مشرکین اتنے جہالت مآب ہیں کہ خود ہی کہتے ہیں کہ یا اللہ اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا دے یا عذاب الیم لا۔ اور خود ہی کہتے ہیں کہ وانت فیہم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جب تک ہم میں جلوہ فرما ہیں ہم پر عذاب نہ ہوگا اس لئے کہ کوئی امت اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی اور یہ متضاد اقوال بھی ان کی بے دینی کی دلیل ہیں اور اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا عذاب سے مامون رہنے کا ذریعہ ہے۔ (روح)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں نازل کیں ایک اس وقت جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں اور دوسری اس وقت جب میں ان میں رونق افروز ہوں۔ آگے ارشاد ہے۔

اور وہ اس کے اہل نہیں یہ واقعہ حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان طواف کعبہ کو گئے تو مشرکین مکہ نے انہیں روکا۔ چنانچہ ارشاد ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اس کے اہل نہ تھے کہ امور کعبۃ اللہ میں متصرف اور نظام کے مختار ہوں اس لئے کہ مشرک کو بیت اللہ سے کیا نسبت اس کے متصرف و مجاز تو سوائے متقی افراد کے کوئی نہیں مگر ان میں اکثر جاہل ہیں اور جہالت ہی سے ایسا کرتے ہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی سرنائی۔ سرنائی۔ ناچنا۔ کودنا ہی مشرک کی عبادت ہوتی ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین قریش خانہ کعبہ میں ننگے ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں تالیاں بجاتے اور یہ فعل ان کے اعتقاد باطل کی بنا پر تھا یا محض شرارت تھی کہ مومنین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں اختلال پیدا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے تو اب عذاب چکھو قید و قتل بدر کا یہ بدلہ ملا ہے انہیں اپنے کفر کا۔

بے شک وہ جو کافر ہیں خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ لوگوں کو روکیں اللہ کی راہ سے یہ آیہ کریمہ ان بارہ مطعمین مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا اور بموجب معاہدہ نمبر وار ہر ایک مشرک لشکر کو کھانا دیتا تھا جو دس اونٹ روزانہ کی اوسط سے دیتے تھے۔ ان میں ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ابناء ربیعہ بن عبدالشمس اور اس کے بیٹے منبہ اور ابناء حجاج اور ابوالبختری بن ہشام اور نضر بن حارث۔ حکیم بن حزام۔ ابی بن خلف۔ زمعہ بن اسود۔ حرث بن عامر بن نوفل اور عباس بن عبدالمطلب تمام کے تمام قریشی تھے اور ہر ایک دس اونٹ دیتا تھا جس روز مشرکین کو ہزیمت ہوئی اس دن عباس بن عبدالمطلب کی باری تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

www.waseemziyai.com

کہ اب تو وہ خرچ کریں گے پھر انہیں اس پر پچھتاوا ہوگا کہ افسوس مال بھی گیا اور کام بھی نہ بنا ہزیمت کی ذلت بھی ہمیں ہی اٹھانی پڑی۔ پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہوگا تا کہ اللہ خبیث کو نیک سے ممیّز فرما کر جدا کرے یعنی مومنین کو کفار سے علیحدہ کر کے ممتاز کر دے اور نجس گروہ تلے اوپر رکھ کر سب کا ڈھیر جہنم کے اندر کر دے اور یہی نقصان وخسران والے ہیں جو ہمیشہ ٹوٹے میں رہیں گے جو اپنا مال خرچ کر کے بھی عذاب آخرت مول لے رہے ہیں (روح المعانی) تفسیر نسفی عربی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم۔سورۃ الانفال۔پ ۹

قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ یَّنۡتَهُوۡا یُغۡفَرۡ لَهُمۡ مَّا قَدۡ سَلَفَ ۚ وَ اِنۡ یَّعُوۡدُوۡا فَقَدۡ مَضَتۡ سُنَّتُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۸﴾

فرما دیجئے کافروں کو اگر وہ باز رہے تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر پھر لوٹ کر وہی کریں تو اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔

وَ قَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّ یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۳۹﴾

اور مقاتلہ کرو ان سے حتیٰ کہ نہ رہے فتنہ شرک اور ہو جائے سارا دین اللہ کا تو اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کا کام دیکھ رہا ہے۔

وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰىکُمۡ ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَ نِعۡمَ النَّصِیۡرُ ﴿۴۰﴾

اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو بے شک اللہ تمہارا مددگار ہے اور بہتر ہے مددگار اور اچھا ناصر ہے۔

واسال الله تعالى ان يوفقنا على اتمامه انه على ما يشاء قدير

حل لغات رکوع پنجم۔سورۃ الانفال۔پ ۹

قُلۡ۔کہو	لِّلَّذِیۡنَ۔ان سے	کَفَرُوۡۤا۔جو کافر ہیں	اِنۡ۔اگر
یَّنۡتَهُوۡا۔باز آجائیں	یُغۡفَرۡ۔تو بخش دیا جائے گا	لَهُمۡ۔ان کو	مَّا۔جو
قَدۡ۔پہلے	سَلَفَ۔گزر چکا	وَ۔اور	اِنۡ۔اگر
یَّعُوۡدُوۡا۔پھر کریں گے	فَقَدۡ۔تو بے شک	مَضَتۡ۔گزر چکا	سُنَّتُ۔طریقہ
الۡاَوَّلِیۡنَ۔پہلوں کا	وَ۔اور	قَاتِلُوۡ۔لڑو	هُمۡ۔ان سے
حَتّٰی۔یہاں تک کہ	لَا۔نہ	تَکُوۡنَ۔رہے	فِتۡنَةٌ۔فتنہ
وَّ۔اور	یَکُوۡنَ۔ہو جائے	الدِّیۡنُ۔دین	کُلُّهٗ۔سارا
لِلّٰهِ۔اللہ کا	فَاِنِ۔پھر اگر	انۡتَهَوۡا۔باز آجائیں	فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	بِمَا۔اسے جو	یَعۡمَلُوۡنَ۔کرتے ہیں	بَصِیۡرٌ۔دیکھتا ہے
وَ۔اور	اِنۡ۔اگر	تَوَلَّوۡا۔منہ پھیریں	فَاعۡلَمُوۡۤا۔تو جان لو
اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	مَوۡلٰىکُمۡ۔مالک ہے	نِعۡمَ۔اچھا

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

اَلْمَوْلٰی۔ مالک ہے　　وَ۔ اور　　نِعْمَ۔ اچھا　　اَلنَّصِیْرُ۔ مددگار ہے

4

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم۔ سورۃ الانفال۔ پ ۹

اے محبوب فرما دیجئے کافروں کو اگر وہ باز رہے تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر پھر لوٹ کر وہی کریں تو اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ ان کفار کو واضح کر دیں کہ اگر وہ مکر و فریب، کفر و شرک و شرارت سے باز آ جائیں اور اسلام کو بہ طیب خاطر قبول کر لیں تو ان کی سابقہ خطائیں اور گزشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے اس میں کفار کو ایمان کی ترغیب بھی ہے اور بشارت عفو بھی کیونکہ اسلام قبول کر لینے کے بعد گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہاں کفار سے مراد مشرکین مطعمین ہیں جنھوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمے لیا تھا۔ اور اس معاہدہ کے تحت ہر ایک سردار لشکر کے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کفار سے مراد معہودین تھے یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی یعنی سرکردہ لوگ اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی رکھتے تھے اور اسی بغض کی وجہ سے قبول اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ ان کافروں کو دعوت دیں اس بشارت کے ساتھ کہ اگر انہوں نے کفر و شرارت کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی خصومت ترک کر دی اور اسلام قبول کر لیا تو ان کے سابقہ قصور معاف ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی اور طغیان و عدوان پر ڈٹے رہے تو پچھلی قوموں کا تفصیلی حال ان کے سامنے ہے تو اللہ کی سنت یہی رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اہل ایمان کے ساتھ خصومت رکھنے والے اور مخالفت اور محاربہ و مقاتلہ کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں اور ہم ان سے انتقام لیں اور اہل ایمان کی مدد کریں اور اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ لہٰذا انہیں ترغیب بھی دی گئی ہے اور عفو کی خوشخبری بھی اس لئے کہ اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ۔

ابن ابی حاتم نے ابن وہب رحمہم اللہ کے واسطے سے مالک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سے جب وہ اسلام قبول کرے کسی شے کا جو اس سے حالت کفر میں واقع ہوئی مواخذہ نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ۔

اور بعض نے کہا ہے کہ کافر جب اسلام قبول کر لے تو اس پر اسلام سے پہلے جو ہو چکا اس پر توبہ لازم ہے اور ندامت و شرمساری بھی ایمان کے ساتھ یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے لیکن اس میں تامل ہے اور اس آیت میں چونکہ خالص کفار ہی مخاطب ہیں اس لئے انہیں ترغیب دی گئی ہے۔ اور تحریص دلائی گئی ہے کہ وہ کفر و معاصی سے باز آ جائیں اور دوبارہ کفر و شرارت کی طرف نہ لوٹیں۔

وَقَاتِلُوْهُمْ۔ اور مقاتلہ کرو ان سے حتیٰ کہ نہ رہے فتنہ شرک اور ہو جائے سارا دین اللہ کا تو اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کا کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو بے شک اللہ تمہارا مددگار ہے تو کیا ہی اچھا مددگار اور اچھا ناصر ہے۔

دوسری طرف مومنوں کو ترغیب مزید دلائی گئی ہے کہ وہ کفار سے قتال کے لئے اس وقت تک ڈٹے رہیں یہاں تک کہ مومنوں کے دین کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے اور کفار کا فتنہ مٹ جائے اور مشرکین کی شرارتیں باقی نہ رہیں اور اسلام کا مکمل

www.waseemziyai.com

غلبہ ہو جائے اور کفار و مشرکین مغلوب و مقہور ہو جائیں اور ان کی کمر ہمت ٹوٹ جائے۔

غلبہ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں یا مغلوب ہو جائیں خواہ ان کے ماننے والے کی ہلاکت سے یا قبول اسلام سے یا خوف ہلاکت سے خاموش ہو جائیں اور ان سے خطرہ نہ رہے۔

اور کہا گیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد روئے زمین پر کوئی مشرک باقی نہ رہے گا۔

پس اگر وہ تم سے (مومنین سے) محاربہ وقتال خصومت وشرارت سے باز رہیں تو ان کے حق میں بہتر ہے یعنی اسلام قبول کر لیں تو نہ صرف پچھلے گناہوں کی معافی مل جائے گی بلکہ مامون ہو جائیں گے اور اگر باز نہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے تو پھر انہیں جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا نصیر و مددگار ہے اور وہ ان کے ہاتھوں کفار کو ذلیل ورسوا کرے گا۔ مغلوب و مقہور کرے گا اور اسی طرح سنت الٰہی عزوجل جاری ہے۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ تَمَّ الْجَزْءُ التَّاسِعُ وَ يَتْلُوهُ الْجُزْءُ الْعَاشِرُ

الحمدللہ نواں پارہ ختم ہوا۔ اب آگے دسواں پارہ شروع ہو رہا ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

41
41

دسواں پارہ

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم-سورۃ الانفال-پ ۱۰

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۴۱)

جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور قرابت والوں اور تیموں اور مسکینوں کا ہے اور مسافروں کا اگر ہو تو ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم نے نازل کیا اوپر اپنے بندے کے فیصلے کے دن جس دن دونوں فوجیں مقابلہ میں آئیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِۙ وَ لٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحْیٰى مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌۙ (۴۲)

جب تم نالے کے اس کنارے تھے اور قافلہ تم سے نیچے کے حصہ میں تھا اور اگر تم کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر نہ پہنچتے اور لیکن یہ اس لئے کہ پورا کرے اللہ جو کام ہونا ہے تاکہ جو ہلاک ہو وہ ہلاک ہو دلیل سے اور جو جئے وہ جئے دلیل سے اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًاؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۴۳)

اور یاد کیجئے جب اے محبوب اللہ دکھارہا تھا کافروں کو تمہارے خیال میں تھوڑا اور اگر تمہیں اے مسلمانوں زیادہ دکھاتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے اور جھگڑا ڈال دیتے معاملہ میں لیکن اللہ نے بچالیا بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی باتیں۔

وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًاؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۴۴)

اور جب تمہیں دکھائے کافر تھوڑے کر کے اور تمہیں دکھایا تھوڑا ان کی نگاہوں میں تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کام لوٹنے والے ہیں۔

حل لغات رکوع پنجم-سورۃ الانفال-پ ۱۰

وَ-اور	اِعْلَمُوْۤا-جان لو	اَنَّ-بے شک	مَاۤ-جو
غَنِمْتُمْ-غنیمت حاصل کرو تم	مِّنْ-کوئی بھی	شَیْءٍ-چیز	فَاَنَّ-تو بے شک
لِلّٰهِ-اللہ کے لئے ہے	خُمُسَهٗ-اس کا پانچواں حصہ	وَ-اور	لِلرَّسُوْلِ-رسول کے لئے
وَ-اور	لِذِی الْقُرْبٰى-قرابت والوں کے لئے		وَ-اور
الْیَتٰمٰى-تیموں	وَ-اور	الْمَسٰكِیْنِ-مسکینوں	وَ-اور
ابْنِ السَّبِیْلِ-مسافروں کے لئے		اِنْ-اگر	كُنْتُمْ-ہو تم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اٰمَنْتُمْ۔ایمان رکھتے   بِاللّٰهِ۔اللہ پر   وَ۔اور   مَآ۔جو

اَنْزَلْنَا۔اتارا ہم نے   عَلٰى۔اوپر   عَبْدِ۔بندے   نَا۔اپنے کے

يَوْمَ۔دن   الْفُرْقَانِ۔فیصلے کے   يَوْمَ۔جس دن   الْتَقَى۔ٹکرائیں

الْجَمْعٰنِ۔دو جماعتیں   وَ۔اور   اللّٰهُ۔اللہ   عَلٰى۔اوپر

كُلِّ۔ہر   شَيْءٍ۔شے کے   قَدِيْرٌ۔قادر ہے   اِذْ۔جب

اَنْتُمْ۔تم   بِالْعُدْوَةِ۔کنارے   الدُّنْيَا۔قریب میں تھے   وَ۔اور

هُمْ۔وہ   بِالْعُدْوَةِ۔کنارے   الْقُصْوٰى۔دور میں تھے   وَ۔اور

الرَّكْبُ۔قافلہ   اَسْفَلَ۔نیچے تھا   مِنْكُمْ۔تم سے   وَ۔اور

لَوْ۔اگر   تَوَاعَدْتُّمْ۔وعدہ کرتے تم   لَاخْتَلَفْتُمْ۔تو اختلاف کرتے   فِي۔بیچ

الْمِيْعٰدِ۔وعدے کے   وَ۔اور   لٰكِنْ۔لیکن   لِّيَقْضِيَ۔تاکہ پورا کرے

اللّٰهُ۔اللہ   اَمْرًا۔کام کو   كَانَ۔جو تھا   مَفْعُوْلًا۔ہونے والا

لِّيَهْلِكَ۔تاکہ ہلاک ہو   مَنْ۔جو   هَلَكَ۔ہلاک ہو   عَنْ بَيِّنَةٍ۔دلیل سے

وَّ۔اور   يَحْيٰى۔زندہ رہے   مَنْ۔جو   حَيَّ۔زندہ رہے

عَنْ بَيِّنَةٍ۔دلیل سے   وَ۔اور   اِنَّ۔بے شک   اللّٰهَ۔اللہ

لَسَمِيْعٌ۔سننے والا   عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے   اِذْ۔جب   يُرِيْكَهُمُ ۔ دکھایا ان کو

آپ کو   اللّٰهُ۔اللہ نے   فِيْ۔بیچ   مَنَامِكَ۔خواب تیرے کے

قَلِيْلًا۔تھوڑے   وَ۔اور   لَوْ۔اگر   اَرٰىكَهُمْ۔دکھاتا آپ کو انہیں

كَثِيْرًا۔زیادہ   لَّفَشِلْتُمْ۔تو تم بزدلی کرتے   وَ۔اور   لَتَنَازَعْتُمْ۔تم جھگڑا کرتے

فِي۔بیچ   الْاَمْرِ۔کام کے   وَ۔اور   لٰكِنَّ۔لیکن

اللّٰهَ۔اللہ نے   سَلَّمَ۔بچالیا   اِنَّهٗ۔بے شک وہ   عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔دل کی باتیں   وَ۔اور   اِذْ۔جب

يُرِيْكُمُوْهُمْ۔دکھاتا تھا تمہیں ان کو   اِذِ۔جب   الْتَقَيْتُمْ۔تم ملے

فِيْٓ۔بیچ   اَعْيُنِكُمْ۔تمہاری آنکھوں کے   قَلِيْلًا۔تھوڑے

وَّ۔اور   يُقَلِّلُكُمْ۔تھوڑے دکھاتا تھا تمہیں   فِيْٓ۔بیچ

اَعْيُنِهِمْ۔ان کی آنکھوں کے   لِيَقْضِيَ۔تاکہ پورا کرے   اللّٰهُ۔اللہ   اَمْرًا۔وہ کام

كَانَ۔جو تھا   مَفْعُوْلًا۔ہونے والا   وَ۔اور   اِلَى۔طرف

اللّٰهِ۔اللہ کی   تُرْجَعُ۔لوٹائے جاتے ہیں   الْاُمُوْرُ۔سب کام

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم - سورۃ الانفال - پ ۱۰

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت حاصل کرو یعنی وہ کم ہو یا وہ زیادہ مال جو مسلمانوں کو کافروں سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو وہ غنیمت ہے یعنی غنیمت حربی کافر کے اس مال کو کہتے ہیں جو جبراً یا غالب آ کر حاصل کیا گیا ہو۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر لیا جائے گا فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہے۔ بقایا چار حصے غازیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیادہ کا ایک حصہ ہے سوار کے دو حصے ہیں۔

ما بمعنی الذی ہے اور غنمتم صلہ ہے اور موصول کی طرف راجع ہے اور ضمیر محذوف ہے یعنی جو کچھ مال غنیمت تم کو حاصل ہو اس کے متعلق فقہی احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے اس میں سے چار حصے غانمین کے یعنی ان کے جو بطریق غلبہ کفار سے لوٹ کر لائیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔ اور رسول کا اور رسول کے اقارب کا حق ہے۔ اقارب کی تفصیل میں مختلف اقوال ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے صرف بنی ہاشم کو اقارب فرمایا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربٰی کا حصہ صرف بنی ہاشم اور بنی مطلب کو تقسیم کیا۔

وَالْیَتٰمٰی۔ اور یتیموں کے لئے یتیم جو بن باپ کے ہو قاموس میں یتیم کے معنی باپ کا مر جانا ہے۔

وَالْمَسٰکِیْنِ۔ مسکینوں کے لئے۔

وَابْنِ السَّبِیْلِ۔ اور مسافروں کے لئے۔

تمام ائمہ کرام کا اجماع ہے اور تمام راوی اس پر متفق ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کے پانچ حصے کرتے تھے جن میں سے چار حصہ شرکاء جہاد کو عطا فرماتے اور پانچویں حصہ کے پھر پانچ حصے کرتے اس میں سے ایک حصہ اپنے اقارب کے لئے ہوتا باقی سے جہاد کے گھوڑے ہتھیار خریدتے ایک حصہ مسلمانوں کے اصلاحی کاموں پر خرچ کرتے ایک حصہ بنی ہاشم بنی مطلب کو بانٹ دیتے اور تین حصے یتیموں۔ مسکینوں اور مسافروں کو عنایت فرماتے۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا۔ اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ یعنی ملائکہ علیہم السلام پر اور اللہ عزوجل کی طرف سے غیبی امداد اور معجزات پر ایمان رکھتے ہو۔ جیسا کہ بدر میں متعدد معجزات کا ظہور ہوا جیسے بارش کا نزول اور فرشتوں علیہم السلام کا قطار در قطار اترنا اور ابوجہل کی لاش پر غیبی کوڑوں کی ضربات کے نشانات وغیرہ وغیرہ۔

یَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ فیصلہ کے دن غزوہ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کرایا گیا اور حق کا غلبہ ہمیشہ کے لئے ہو گیا۔

یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ۔ جس دن کہ دو گروہوں کا مقابلہ ہوا ایک گروہ اللہ عزوجل پر ایمان رکھنے والوں کا تھا اور دوسرا گروہ شیطان کا تھا۔ یہ واقعہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد ۱۷ رمضان المبارک کو ہوا دن جمعہ کا تھا۔

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى۔ اور یہ وہ وقت تھا جب کہ تم میدان کے ادھر والے کنارے پر تھے اور کفار میدان کے ادھر والے کنارے پر تھے۔

اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا۔ وادی کے قریب ترین کنارہ جو شام کی طرف والا کنارہ مدینہ منورہ کی جانب ہے اور العدوۃ القصویٰ۔ وادی کا بعید ترین کنارہ یعنی یمن کی طرف سے مدینہ منورہ سے بعید ہے۔

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ط۔ اور قافلہ تم سے نشیب میں تھا یعنی مشرکین قریش کا قافلہ جس میں ابوسفیان وغیرہ تھے جو تین میل کے فاصلہ پر سمندر کی طرف تھا۔

دشمن طاقتور تھا۔ دشمن کی کمک قریب ہی تھی۔ مسلمانوں کی طاقت بظاہر کمزور تھی ان کے پاس پانی بھی نہیں تھا۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ لا۔ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے۔ یعنی اگر اے مسلمانوں ان سے باہمی جنگ کا کوئی وقت معین کر لیتے تو تمہیں اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی اور ان کی کثرت اور سامان کی فراوانی سے خوف وہراس پیدا ہوجاتا اور ان کی ہیبت واندیشہ سے اس میعاد پر اختلاف کرتے لیکن یہ اس لئے کہ اللہ جو کام ہونا ہے اسے پورا کرے یعنی اسلام کو فتح دے اور مسلمانوں کو اپنی نصرت سے کامیاب کرے۔

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ط۔ تا کہ جس کو برباد وگمراہ ہونا ہے وہ بھی نشان آنے کے بعد برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے وہ بھی نشان آنے کے بعد زندہ ہو۔ اور دشمنان دین کو ہلاکت میں ڈالے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے میعاد مقرر کئے ہی جمع کر دیا تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو یعنی حجت قائم ہونے اور عبرت حاصل کرنے کے لئے جو جئے بچے وہ دلیل سے جئے بچے۔

یہاں بقول محمد بن اسحاق رحمہ اللہ ہلاک سے مراد کفر ہے اور حیات سے مراد ایمان ہے۔ تو خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ جو کافر ہو اسے چاہئے کہ کفر کی صداقت پر حجت قائم کرے اور اسی طرح جو ایمان لائے اسے ایقان واطمینان سے ایمان لانا چاہئے اور براہین ساطعہ سے اس امر کا پورا یقین حاصل کرنا چاہئے کہ یہ اسلام دین حق ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ لا۔ اور اللہ یقیناً سنتا جانتا ہے۔

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ط۔ اور وہ واقعہ یاد فرمائیں جب اے محبوب اللہ نے آپ کے خواب میں آپ کو ان کی تعداد کم کر دکھائی۔ غزوہ بدر میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان کو حکم دیا کہ جب تک لڑنے کا میں تمہیں حکم نہ دوں تم جنگ نہ کرنا اگرچہ دشمن تمہارے قریب ہی کیوں نہ آجائیں اگر قریب آجائیں تو تیر چلانا تلوار نہ چلانا اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عریش میں رونق افروز ہوگئے۔

کچھ نیند کا جھونکا آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن قریب آپہنچے ہیں اور کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کر رہے ہیں خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کی تعداد کم دکھائی تھی جس کی آپ نے صحابہ کو بشارت دی۔ یہ وہ نعمت الٰہیہ تھی جو میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کفار کی تعداد تھوڑی دکھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا خواب صحابہ علیہم رضوان سے بیان فرما کر ان کی ہمتیں بلند کیں۔ جانبازان بدر کے حوصلے

www.waseemziyai.com

بڑھائے ان میں جرأت پیدا ہوئی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

پھر نبی الانبیاء علیہم السلام کا خواب تو مبنی بر حقیقت تھا اس لئے کہ جن کفار کا کفر پر مرنا مقدر تھا وہ حقیقت میں تھے بھی بہت تھوڑے اور ہوا بھی ایسا ہی جو لشکر مقابل آیا اس میں سے کثیر تعداد ایسی تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت عطا کی اور ان کو ایمان نصیب ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب میں قلت سے تعبیر ضعف کفار تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرمایا اور کفار کو شکست دے کر ان کا ضعف ظاہر فرما دیا۔

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

اور اگر اللہ آپ کو ان کی تعداد کثیر دکھا دیتا تو آپ ہمت ہار جاتے اور اس امر میں تم میں باہم نزاع ہو جاتا مگر اللہ نے اس اختلاف سے بچا لیا بے شک وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

قلت اعداء دکھانے سے یہ غرض تھی کہ مسلمانوں کے حوصلے بلند رہیں اور مسلمان جنگ میں ثابت قدم رہیں۔

لَّفَشِلْتُمْ۔ یعنی تم پست حوصلہ اور بزدل ہو جاتے۔

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ۔ اور جنگ کے متعلق تمہارے خیالات مختلف ہو جاتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ۔ مگر اللہ نے تم کو باہمی اختلاف اور بزدلی سے محفوظ رکھا اللہ تمہارے دلوں کی حالت جانتا ہے۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ

اور جب تم آمنے سامنے آ گئے تو اللہ ان کی تعداد کم کر کے دکھا رہا تھا اور تمہاری تعداد بھی ان کو کم دکھا رہا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن کافر ہمیں اس قدر کم نظر آئے کہ میں نے اپنے ساتھ والے سے کہا کہ یہ ستر کفار ہیں تو ساتھ والے نے جواب دیا کہ یہ سو ہوں گے حالانکہ یہ ہزار کے قریب تھے۔ جب ہم نے ان کا ایک آدمی قید کیا اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک ہزار تھے۔ کافروں کی نظروں میں مسلمانوں کی تعداد کم دکھانے کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر بھاگ نہ جائیں۔ ابوجہل نے مسلمانوں کی تعداد دیکھ کر کہا تھا کہ انہیں رسیوں سے باندھ لو ان میں سے کسی کو قتل نہ کرنا۔ گویا ابوجہل کی نظر میں مسلمانوں کی جماعت اتنی قلیل نظر آتی تھی کہ وہ قتل قتال ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ یہ تعداد کی تقلیل کفار کی نظر سے جنگ چھڑنے سے پہلے تھی لیکن جب گھمسان کا رن ہوا تو کافروں کو مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آئی۔

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ۔ تاکہ جو بات اللہ کو منظور تھی وہ پوری کر دے۔ وہ کام جو ہونا ہے یعنی اسلام کا غلبہ ایمان والوں کی فتح۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾۔ اور اللہ کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم۔ سورۃ الانفال۔ پ ۱۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا — اے ایمان والو! جب مقابلہ کرو کسی فوج کا تو ثابت قدم

www.waseemziyai.com

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا
وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا
وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾
وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا
غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ
فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾

رہو اور اللہ کی یاد کثرت سے کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

اور نہ ہو ان جیسے جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھانے کو اور روکتے ہوئے اللہ کی راہ سے اور اللہ ان کے سب کرتوت پر قابو کئے ہوئے ہے۔

اور جب جچا دیا انہیں شیطان نے ان کے کاموں کو اور کہنے لگا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور میں تمہیں اپنی حمایت میں لئے ہوئے ہوں تو جب دونوں لشکر مقابل میں دیکھے الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حل لغات رکوع ششم۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اِذَا۔جب
لَقِيْتُمْ۔ملو تم	فِئَةً۔جماعت کو	فَاثْبُتُوْا۔تو ثابت قدم رہو	وَ۔اور
اذْكُرُوا۔یاد کرو	اللّٰهَ۔اللہ کو	كَثِيْرًا۔بہت	لَّعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ۔کامیاب ہو	وَ۔اور	اَطِيْعُوا۔کہا مانو	اللّٰهَ۔اللہ کا
وَ۔اور	رَسُوْلَهٗ۔رسول اس کے کا	وَ۔اور	لَا۔نہ
تَنَازَعُوْا۔جھگڑا کرو	فَتَفْشَلُوْا۔بزدل ہو جاؤ گے	وَ۔اور	تَذْهَبَ۔چلی جائے گی
رِيْحُكُمْ۔تمہاری ہوا	وَ۔اور	اصْبِرُوْا۔صبر کرو	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	مَعَ۔ساتھ	الصّٰبِرِيْنَ۔صبر کرنے والوں کے ہے	
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَكُوْنُوْا۔ہو جاؤ	كَالَّذِيْنَ۔ان کی طرح جو
خَرَجُوْا۔نکلے	مِنْ دِيَارِهِمْ۔اپنے گھروں سے		بَطَرًا۔فخر سے
وَّ۔اور	رِئَآءَ۔دکھلاوے	النَّاسِ۔لوگوں کے لئے	وَ۔اور
يَصُدُّوْنَ۔روکتے ہیں	عَنْ سَبِيْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔خدا سے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	بِمَا۔اس سے جو	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے ہیں	مُحِيْطٌ۔گھیرنے والا ہے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ-اور	اِذْ-جب	زَیَّنَ-خوشنما بنائے	لَھُمُ-ان کے لئے
الشَّیْطٰنُ-شیطان نے	اَعْمَالَھُمْ-ان کے عمل	وَ-اور	قَالَ-کہا
لَا-نہیں	غَالِبَ-غالب آنے والا	لَکُمُ-تم پر	الْیَوْمَ-آج
مِنَ-کوئی بھی	النَّاسِ-لوگوں سے	وَ-اور	اِنِّیْ-میں
جَارٌ-حمایتی ہوں	لَّکُمْ-تمہارا	فَلَمَّا-پھر جب	تَرَآءَتِ-دیکھ لیا
الْفِئَتٰنِ-دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو		نَکَصَ-تو پھر گیا	عَلٰی-اوپر
عَقِبَیْہِ-اپنی ایڑیوں کے	وَ-اور	قَالَ-کہا	اِنِّیْ-بے شک میں
بَرِیْٓءٌ-بیزار ہوں	مِّنْکُمْ-تم سے	اِنِّیْٓ-بے شک میں	اَرٰی-دیکھتا ہوں
مَا-وہ جو	لَا-نہیں	تَرَوْنَ-دیکھتے تم	اِنِّیْٓ-بے شک میں
اَخَافُ-ڈرتا ہوں	اللّٰہَ-اللہ سے	وَ-اور	اللّٰہُ-اللہ
شَدِیْدُ-سخت	الْعِقَابِ-عذاب والا ہے		

مختصر تفسیر اردو رکوع ششم-سورۃ الانفال-پ۱۰

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾۔

اے ایمان والو اگر تمہارا مقابلہ کسی کافر گروہ سے ہو جائے تو جمے رہو اور اللہ کی یاد کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

فِئَۃً۔ سے مراد کافر گروہ ہے۔ جمے رہنے سے مراد دشمن کے سامنے جمارہنا۔ ڈٹ جانا۔ اللہ کی یاد کرنے سے مراد فتح کی دعا کرنا ہے۔ اس آیہ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے لئے ہر حال میں دل وزبان سے ذکر الٰہی عزوجل کی کثرت بہرصورت موجب فتح و نصرت ہے۔ ہر سختی اور پریشانی میں اور ہر خوشی اور شادمانی میں اللہ عزوجل کی یاد سے غفلت ہمارے لئے مناسب نہیں۔ نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت بھی اس آیت سے ثابت ہوتے ہیں جو مسلمان ہر مصیبت و پریشانی اور مسرت و شادمانی میں لگاتے ہیں اللہ اکبر اور یا رسول اللہ ﷺ دونوں ذکر الٰہی عزوجل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دونوں نعروں میں ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول جناب محمد ﷺ کو یاد کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو یاد کرنا ہے کہ وہ اسی کے رسول ہیں حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے نام کا نعرہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نعرہ غوثیہ بھی ناجائز نہیں اس لئے کہ انہیں بھی پکارنے والا اسی وجہ میں پکارتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں اور اللہ کے پیارے رسول آخر ﷺ کے محبوب ہیں حضرت غوث الاعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ کو جو منصب غوثیت ملا وہ بھی اللہ کی جانب سے ملا تو ہر نعرہ میں یاد الٰہی موجود ہے اور ذکر الٰہی ان سب نعروں میں شامل ہے اس لئے یہ نعرے ممنوع نہیں ہو سکتے بلکہ ارشاد ربانی ہے۔

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تاکہ تم مراد کو پہنچو یہ حصول مراد کے لئے ذریعہ ہیں۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رہے گی۔ ریح کے معنی اقتدار اپنی منشاء کے مطابق حکم کا اجراء جس طرح ہوا جس طرف چاہتی ہے آزادی سے چلتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مجھے پروا ہوا کے ذریعہ فتح عنایت کی گئی اور عاد کو پچھمی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔

نضر بن شمیل اور قتادہ بن زید نے کہا کہ مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہوا کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ ہوا بھیج کر دشمنوں کے رخ پلٹ دیتا تھا جس سے مسلمانوں کو نصرت حاصل ہو جاتی تھی اس لئے ریح سے حقیقی معنی بھی ہوا ہی ہے۔

باہمی تنازعہ اور آپس میں جھگڑے فساد کمزوری اور جماعت کی بے قراری کا موجب ہے اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرو اور کثرت سے ذکر الٰہی میں مصروف رہو تاکہ تم پر شیطان کا دخل ہی نہ ہو۔

وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾۔ اور مرنے اور زخمی ہونے پر صبر سے کام لو اللہ صبر رکھنے والوں کے ساتھ ہے اور جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو جس کا حقیقی معین و مددگار نعم النصیر ہوا سے پھر کسی بزدلی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

اگلی آیت میں اخلاص نیت کی تعلیم دی کیونکہ نیتوں کے خلوص کے بغیر اعمال قابل قدر اور مقبول نہیں ارشاد ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾۔

اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھروں سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اللہ ان کے اعمال احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

بطر کے معنی فخر اور اکڑ ہے۔ نعمت مال دولت کے نشہ میں بدمست ہو جانا شکر نہ کرنا۔ ریاء کے معنی دکھاوٹ ہے اللہ عزوجل کے راستے سے روکنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے سے روکنا۔

یہ واقعہ کفار قریش کا ہے اور یہی غزوہ بدر کا موجب ہے۔ ابوسفیان وہ قافلہ جو شام سے واپسی پر نفع کے ساتھ لا رہا تھا بحفاظت نکال لایا ہے تو اس نے قریش کو پیغام بھیجا کہ تم جس قافلہ کو بچانے کے لئے مکہ سے نکلے تھے اب وہ قافلہ بہ حفاظت مکہ پہنچ گیا ہے اس لئے تم بھی واپس چلے آؤ۔ ابوجہل یہ پیغام سن کر بولا ہم اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک بدر میں جا کر تین روز تک قیام نہ کرلیں۔ ہم میدان بدر میں اونٹ ذبح کریں گے۔ شراب پئیں گے۔ رنگ رلیاں منائیں گے عرب جب ہماری ان باتوں کا تذکرہ سنیں گے تو ہماری ہیبت ان پر پڑ جائے گی۔ ابوجہل اپنی جماعت کے ساتھ اتراتا تکبر کرتا میدان میں پہنچ گیا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی۔ اور عرض کیا۔

''یا الٰہی یہ قریش تکبر اور نشہ کے غرور میں سرشار ہو کر میدان بدر میں آ گئے ہیں۔ تیرے رسول کی تکذیب ان کا مقصد ہے اے اللہ اب تو وہ مدد فرما جس کا تو نے وعدہ کیا تھا''۔

چنانچہ قضاء وقدر نے اس کے لئے یہ مقدر کر دیا کہ جب وہ بدر میں پہنچے تو شراب کے دور کے بجائے موت کا جام پلایا جائے مغنیات کے رقص وسرود کی بجائے ماتم وگریہ کا شور ہوا اور رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں لشکر ابوجہل کی مثال دے کر اپنے مومن بندوں کو عبرت دلاتا ہے اور ہدایت فرماتا ہے کہ تم اخلاص وادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اطاعت خدا اور رسول کرو اسی میں تمہاری کامیابی فتح وظفر ہے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں پر محیط ہے۔

www.waseemziyai.com

دوسرا واقعہ غزوۂ بدر کے متعلق یاد دلایا اور فرمایا۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ۔

اور یاد کرو اس حالت کو جبکہ شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نظروں میں اچھا کر کے دکھایا تھا اور شیطان نے ان سے کہا تھا کہ آج کوئی شخص تم پر غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا ضامن اور حمایتی ہوں۔

اَعْمَالَهُمْ۔ سے مراد برے اعمال ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنا۔ آپ کے قتل کا منصوبہ بنانا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے پر انہیں کمربستہ کرانا اور جو کفار کر رہے تھے ان کی تعریفیں کرنا اور ان کو ان کی خباثت پر قائم رہنے کی رغبت دلاتے رہنا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کے ساتھ سراقہ بن مالک بن جعشم قبیلہ بنی کنانہ کی صورت میں ظاہر ہو کر ایک علم لشکر کے ساتھ مشرکین سے مل جانا۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھی بدر کے میدان میں جانے کے لئے متفق ہو گئے تو انہیں خیال آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی بکر کے درمیان پرانی عداوت ہے اس خیال سے وہ کچھ ڈھیلے ہوئے اور ممکن تھا کہ وہ واپسی کا ارادہ کر لیتے لیکن چونکہ شیطان کو یہ بات گوارا نہ تھی اس نے فریب دینے کے لئے اپنے آپ کو سراقہ بن مالک بن جعشم کی شبیہ میں بدلا جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور علم جنگ ہاتھ میں لے کر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور کہنے لگا میں تمہارا سربراہ بنتا ہوں۔ آج کون ہے جو تم پر غالب آسکے۔ اس کے ان الفاظ کو قرآن کریم میں رب کریم عزوجل نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ۔

وہ کہنے لگا کہ آج کے دن تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا سربراہ ہوں۔

شیطان نے ان کے دماغوں میں یہ بات بھی جما دی تھی کہ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ نیک عمل ہیں ان اعمال کے ذریعہ سے تم کو نجات حاصل ہوگی۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾۔

تو جب دونوں لشکر مقابلہ میں آ گئے تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گیا اور کہنے لگا میں تم سے الگ ہوں مجھے وہ چیز نظر آ رہی ہے جو تم کو نظر نہیں آتی مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔

چنانچہ جب مسلمان اور کافر دونوں لشکر مقابلہ میں آ گئے تو حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی مشرکین کے منہ پر پھینکی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے ادھر شیطان لعین کی طرف حضرت روح الامین علیہ السلام بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے لشکر میں موجود تھا۔ شیطان نے جب یہ منظر دیکھا تو فوراً حارث سے ہاتھ چھڑا کر مع اپنے شطونگڑوں کے بھاگا۔ حارث پکارتا رہا کہ سراقہ اب کہاں بھاگتا ہے تو تو ہمارا سربراہ تھا تو نے ہماری سربراہی اپنے ذمہ لی تھی۔ تو تو ہمارا جار اور ضامن تھا۔

تو شیطان بولا میں دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں وہ مجھے کہیں ہلاک نہ کر دے اور اللہ کا عذاب بھی بہت شدید ترین ہے۔ جب کفار کو میدان بدر میں شکست ہوئی اور ناکام ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ بات مشہور کی کہ

www.waseemziyai.com

ہماری شکست کی وجہ سراقہ ہے یہ خبر جب سراقہ کو پہنچی تو وہ حیران ہو گیا اور وہ کہنے لگا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں مجھے تو نہ ان کے آنے کی خبر نہ ہی جانے کی میں نے ان کی شکست کے بعد یہ سنا ہے اس کے جواب میں قریش نے کہا کہ تو فلاں دن ہمارے پاس آیا تھا۔ سراقہ نے قسم کھا کر انکار کیا جب مشرکین سمجھے کہ یہ ایک شیطانی جال تھا جس کے جال میں ہم پھنس گئے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم - سورۃ الانفال - پ ۱۰

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ مغرور ہیں یہ لوگ اپنے دین پر اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو یقیناً اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

اور اگر دیکھیں آپ جب جان نکالتے ہوں کافروں کی ہمارے فرشتے مار رہے ہوں ان کے منہ پر اور ان کی پشت پر اور چکھو عذاب آگ جلانے والی کا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۙ ﴿۵۱﴾

یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یقیناً اللہ ظالم نہیں بندوں پر

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

مثل دستور فرعونیوں کے اور ان سے اگلوں کے جو کفر کرتے اللہ کی آیتوں سے تو پکڑا ان کو اللہ نے ان کے گناہوں پر بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا سخت عذاب والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ ﴿۵۳﴾

یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے اس کی نعمتیں نہیں بدلتا جو اسے دی تھیں اور اس پر انعام کیا تھا جب تک وہ خود اپنے دلوں میں نہ بدل جائیں اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

مثل دستور فرعونیوں کے اور ان کے جو ان سے پہلے گزرے کہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتیں تو ہم نے انہیں ہلاک کیا۔ ان کے گناہوں کے سبب اور غرق کر دیا ہم نے فرعونیوں کو اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جس نے کفر کیا اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر توڑا انہوں نے معاہدہ ہر بار اور وہ نہیں ڈرتے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۵۷
وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى
سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۵۸

تو اگر تم انہیں کہیں پاؤ لڑائی میں تو انہیں ایسا مارو کہ ان کے خلف بھاگ پڑیں تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو۔
اور اگر تمہیں خطرہ ہو کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف ان کا عہد برابر برابر بے شک اللہ دغا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حل لغات رکوع ہفتم۔ سورۃ الانفال۔ پ ۱۰

اِذْ۔ جب	يَقُوْلُ۔ کہتے تھے	الْمُنٰفِقُوْنَ۔ منافق	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ کہ	فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے	مَّرَضٌ۔ بیماری ہے
غَرَّ۔ دھوکہ دیا	هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کو	دِيْنُهُمْ۔ ان کے دین نے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يَّتَوَكَّلْ۔ بھروسہ کرے	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَزِيْزٌ۔ غالب	حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	تَرٰٓى۔ تو دیکھے	اِذْ۔ جب
يَتَوَفَّى۔ فوت کرتے ہیں	الَّذِيْنَ۔ ان کو	كَفَرُوا۔ جو کافر ہیں	الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے
يَضْرِبُوْنَ۔ مارتے ہیں	وُجُوْهَهُمْ۔ ان کے مونہوں	وَ۔ اور	اَدْبَارَ۔ پیٹھوں
هُمْ۔ ان کی پر	وَ۔ اور	ذُوْقُوْا۔ چکھو	عَذَابَ۔ عذاب
الْحَرِيْقِ۔ جلنے کا	ذٰلِكَ۔ یہ	بِمَا۔ بسبب اس کے جو	قَدَّمَتْ۔ آگے بھیجا
اَيْدِيْكُمْ۔ تمہارے ہاتھوں نے	وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
لَيْسَ۔ نہیں ہے	بِظَلَّامٍ۔ ظلم کرنے والا	لِّلْعَبِيْدِ۔ بندوں پر	كَدَاْبِ۔ مانند دستور
اٰلِ۔ قوم	فِرْعَوْنَ۔ فرعون کے	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ جو
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے		كَفَرُوْا۔ کفر کیا انہوں نے	بِاٰيٰتِ۔ ساتھ آیات
اللّٰهِ۔ الٰہی کے	فَاَخَذَ۔ تو پکڑا	هُمُ۔ ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
بِذُنُوْبِهِمْ۔ ان کے گناہوں کے بدلے		اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
قَوِيٌّ۔ طاقتور	شَدِيْدُ۔ سخت	الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے	ذٰلِكَ۔ یہ
بِاَنَّ۔ اس لئے کہ	اللّٰهَ۔ اللہ	لَمْ۔ نہیں	يَكُ۔ ہے کہ
مُغَيِّرًا۔ بدل دے	نِّعْمَةً۔ نعمت کو	اَنْعَمَهَا۔ جو انعام کی	عَلٰى۔ اوپر
قَوْمٍ۔ کسی قوم کے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يُغَيِّرُوْا۔ بدل دیں وہ	مَا۔ جو
بِاَنْفُسِهِمْ۔ ان کے دلوں میں ہے		وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهَ۔اللہ	سَمِيْعٌ۔سننے والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	كَدَاْبِ۔مانند دستور
اٰلِ۔قوم	فِرْعَوْنَ۔فرعون کے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔ان کے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ان سے پہلے تھے		كَذَّبُوْا۔انہوں نے جھٹلایا	بِاٰيٰتِ۔آیات
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی کو	فَاَهْلَكْنٰهُمْ۔تو ہلاک کیا ہم نے ان کو		بِذُنُوْبِهِمْ۔ان کے گناہوں
کے بدلے	وَ۔اور	اَغْرَقْنَآ۔غرق کیا ہم نے	اٰلَ۔قوم
فِرْعَوْنَ۔فرعون کو	وَ۔اور	كُلٌّ۔سب ہی	كَانُوْا۔تھے
ظٰلِمِيْنَ۔ظالم	اِنَّ۔بے شک	شَرَّ۔بدترین	الدَّوَآبِّ۔جانور
عِنْدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے	الَّذِيْنَ۔وہ ہیں جو	كَفَرُوْا۔جنہوں نے انکار کیا
فَهُمْ۔تو وہ	لَا۔نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے	اَلَّذِيْنَ۔وہ کہ
عٰهَدْتَّ۔تو نے عہد کیا	مِنْهُمْ۔ان سے	ثُمَّ۔پھر	يَنْقُضُوْنَ۔توڑتے ہیں
عَهْدَ۔عہد	هُمْ۔اپنے کو	فِيْ۔بیچ	كُلِّ۔ہر
مَرَّةٍ۔مرتبہ کے	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	لَا۔نہیں
يَتَّقُوْنَ۔ڈرتے	فَاِمَّا۔تو اگر	تَثْقَفَنَّهُمْ۔پاؤ تم ان کو	فِي۔بیچ
الْحَرْبِ۔لڑائی کے	فَشَرِّدْ۔تو بھگادے	بِهِمْ۔ان کے ساتھ	مَّنْ۔ان کو جو
خَلْفَهُمْ۔ان کے پیچھے ہیں	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَذَّكَّرُوْنَ۔نصیحت حاصل کریں	وَ۔اور
اِمَّا۔اگر	تَخَافَنَّ۔ڈرے تو	مِنْ۔کسی	قَوْمٍ۔قوم سے
خِيَانَةً۔خیانت سے	فَانْۢبِذْ۔تو ڈال دے	اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف	عَلٰى۔اوپر
سَوَآءٍ۔برابری کے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَا۔نہیں
يُحِبُّ۔پسند کرتا	الْخَآئِنِيْنَ۔خیانت کرنے والوں کو		

مختصر تفسیر اردو رکوع ہفتم ۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ جب کہتے تھے منافق۔ مدینہ کے رہنے والے کہ یہ لوگ (یعنی مسلمان) ان لوگوں سے لڑنے چلے ہیں جن سے مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں۔ مدینہ منورہ میں محض رہنا یا بود وباش اختیار کر لینا باعث عزت وعظمت نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو کر رہنا سبب عزت مدنیت کا باعث ہے۔

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔اور وہ لوگ بھی کہہ رہے تھے جن کے دلوں میں بیماری تھی یعنی جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا۔ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مکہ معظمہ میں تھے اور کلمہ پڑھ چکے تھے کفار قریش جب مسلمانوں اور نبی اعظم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے جنگ کے لئے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر میدان میں آ گئے تھے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قریش جبراً ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے بدر میں پہنچ کر ان لوگوں نے مسلمانوں کی کم تعداد دیکھی تو اسلام کی صداقت کی طرف سے شک میں پڑ گئے اور مرتد ہو کر کہنے لگے۔

MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ ۔ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ دیا یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں کہ باوجود اپنی قلیل تعداد کے بھی ایسے لشکر جرار کے مقابل آنے کی جرأت کر بیٹھے اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾۔

اور جو شخص اللہ پر بھروسا رکھتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا پس اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

جو اللہ پر بھروسہ کرے اور اپنا سب کام اسی کے سپرد کر دے اور اس کے فضل و انعام پر مطمئن ہو جائے اس کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہوتا ہے۔اگلی آیت میں مرنے کے بعد ان کے انجام کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾۔

اور اگر آپ اس وقت کا حال دیکھیں جب فرشتے ان کی جانیں قبض کر رہے تھے ان کے چہروں پر اور ان کی پشتوں پر مار رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ آگ کی سزا کا مزہ چکھو۔سرخ کیے ہوئے لوہے کے گرزوں سے ان کی پشت پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں چکھو آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو تم نے آگے بھیجا۔یعنی تم نے کفر و شرک میں بداعمالیاں کیں اس کے عذاب کی مصیبتیں سہو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔کافر پر عذاب عین عدل ہے اس لئے کہ جان بوجھ کر کفر و شرک کرتے ہیں جن کی پوجا کرتے ہیں وہ ان کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ہیں فانی ہیں۔جماد محض ہیں اسی وجہ سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا گیا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مرنے کے بعد فرشتہ یہ بات کہے گا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۙ﴿۵۱﴾۔

یہ عذاب ان اعمال کی پاداش ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سے پہلے دنیوی زندگی میں سمیٹے تھے۔اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

آگے اقوام ماضیہ کی مثال میں فرعونیوں کو پیش کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾۔

ان کی حالت ایسی ہے جیسے فرعونیوں کی اور ان سے پہلے لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیات اللہ کا انکار کیا۔تو اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا سزا دینے والا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ ۔کافروں کا عمل اور طریقہ جس کے یہ عادی تھے آل فرعون کے عمل و طریقہ کی طرح ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ ۔یعنی اللہ پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی نہ اس کے عذاب کو دفع کرسکتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۵۳﴾

یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا کی ہو نہیں بدلتا جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور اس سبب سے بھی کہ اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

علامہ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو بھوک سے نجات دی۔امن دیا اور ان کی طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور متنبہ کر دیا کہ یہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔لیکن انہوں نے نعمت کا شکر ادا کرنے کی بجائے سرکشی کی اس پر مثال

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

فرعونیوں اوراگلوں کی دی گئی۔

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ سے مراد قوم عاد وثمود وغیرہ ہیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مثال اس لئے دی گئی کہ فرعون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تکذیب کرتا تھا باوجو یکہ اسے آپ کی نبوت پر یقین تھا یہی حال کفار مکہ کا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر انہیں یقین بھی ہے لیکن ضد وعناد میں جان بوجھ کر اپنی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے تکذیب کرتے تھے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والے کافروں کی سی ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کردیا اور فرعون والوں کو غرق کردیا اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کفر پر جمے رہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اس آیت کا حکم ان تمام کافروں کے لئے عام ہوگا جن کی موت کفر کی حالت میں ہونے والی ہے دواب چلنے والے جانور کو کہتے ہیں۔ چونکہ کفار ومشرکین کو اولئک کالانعام بل هم اضل فرمایا جاچکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

جن لوگوں سے آپ نے عہد لیا تھا مگر وہ اپنے معاہدہ کو ہر بار توڑتے رہے اور عہد شکنی سے ڈرتے نہیں۔

قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد تھا کہ وہ آپ کے مقابلہ میں لڑنے کو نہ آئیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کی دشمنی سے کافروں کی مدد کریں گے نہ ہی مسلمانوں سے مقاتلہ کریں گے لیکن مشرکین مکہ جب جنگ کے لئے آئے تو انہوں نے عہد توڑ دیا اور مشرکین کی مدد ہتھیاروں سے کی۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ معاہدہ شکن کافروں سے مراد بنی قریظہ کے خاندان کے یہودی ہیں جب مسلمان کامیاب وفتح یاب ہو گئے تو وہ شرمندہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معذرت کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ہم سے غلطی سرزد ہوگئی۔ ہم قصوروار ہیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا اور دوبارہ عہد لے لیا لیکن وہ اس پر بھی قائم نہ رہے اور عہد توڑ دیا۔ کعب بن اشرف نے مکہ جا کر کافروں سے حمایت کی اور خندق کے دن کافر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بدترین چوپائے بلکہ بدترین خلق فرمایا۔ کافروں میں بدترین وہ ہے جو عہد شکن ہیں اللہ تعالیٰ نے شر دواب سب جانوروں سے بدتر قرار فرمایا اور اس لئے کہ وہ ڈرتے نہیں۔

اس کے بعد قانون نافذ فرمادیا کہ ایسے بدعہدوں سے مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے ارشاد ہے۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں کو پائیں تو ان کو سخت سزا دیں تا کہ ان کے پچھلے بھاگ جائیں تا کہ وہ لوگ سمجھ جائیں اور

www.waseemziyai.com

ان کو اچھی طرح عبرت حاصل ہو۔

فَشَرِّدْ بِهِم۔ کا لغوی معنی بے چین کرا کے منتشر کر دینا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو ایسی سزا دو کہ پچھلے والوں کو عبرت حاصل ہو جائے اسی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی قریظہ کو ایسی سزا دی ان کے باقی رہنے والوں کو تا کہ وہ آئندہ عہد شکنی کی جرأت نہ کریں حتیٰ کہ قتل بھی کیا۔ مال غنیمت بھی حاصل کیا علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِهِ هٰهُنَا اَلتَّرَتُّبُ عَلَى الْمُصَادِفَةِ وَالْمُلَاقَاتِ۔ اور فَشَرِّدْ بِهِمْ کی تفسیر میں اَىْ فَرِّقْ بِهِمْ فرمایا یعنی ان کو منتشر و متفرق کر دو۔ مَّنْ خَلْفَهُمْ کے معنی ای من وراء هم من الكفرة۔ یعنی جو ان کے پسماندگان میں کافر ہیں ان سے معاہدہ آئندہ کے لئے کیسے کیا جائے ارشاد ہے۔

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت اور نقض عہد کا خوف ہو تو فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ تو آپ ان کو ان کا معاہدہ واپس کر دیں۔

خِيَانَةً۔ عہد شکنی اگر علامات اور حالات سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں فَانْۢبِذْ تم بھی ان کا معاہدہ ان پر دے مارو۔ پھینک دو۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

اَىْ فَاطْرَحْ اِلَيْهِم عَهْدَهُمْ۔ پھینک دو ان کی طرف ان کا عہد برابری کے ساتھ عَلٰى سَوَآءٍ انصاف کے موافق نقض معاہدہ کی خبر دینے میں برابر ہو تا کہ تمہاری طرف سے خیانت نہ ہو۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حکم کے ماتحت اہل مکہ سے جہاد کیا بنی خزاعہ حلیف تھے ان پر بنی کنانہ نے مشرکین کی حمایت میں چڑھائی کی جو نقض عہد تھا خواہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاہد تھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہد کے معاہد تھے دونوں صورتوں میں ان کا نقض عہد لازم آیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝٥٨ ۔ بے شک اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔ عقلاء کے نزدیک بھی عہد شکنی انسانیت کے لئے مذموم و شرمناک جرم ہے بنا بریں یہ حکم نافذ کیا گیا۔

با محاورہ ترجمہ رکوع ہشتم - سورۃ الانفال - پ ١٠

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝٥٩	اور کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ سبقت لے گئے اور اب کوئی ڈر نہیں رہا اور اب وہ پیچھا نہ کئے جا سکیں گے۔
وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠	اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ دھاک بٹھا سکو ان سے دشمن الہٰی اور تمہارے دشمن پر اور ان کے سوا اور جو ہیں ان کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا ملے گا تم کو اور تم ظلم کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔

www.waseemziyai.com

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

اور اگر وہ جھکیں صلح کے لئے تو جھک جاؤ تم بھی ان کے لئے اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿٦٢﴾

اور اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو یقیناً تمہیں اللہ کافی ہے وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے زور کو بڑھایا اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے بھی۔

وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾

اور ان کے دلوں میں تمہاری الفت پیدا کی اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے بے شک وہی ہے غالب حکمت والا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۠﴿٦٤﴾

اے نبی کافی ہے تجھے اللہ اور جو تیرے پیرو ہیں مومنین سے۔

حل لغات رکوع ہشتم۔سورۃ الانفال۔پ ١٠

وَ۔اور	لَا۔نہ	يَحْسَبَنَّ۔خیال کریں	الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	سَبَقُوْا۔کہ وہ آگے بڑھ جائیں گے		اِنَّهُمْ۔بے شک وہ
لَا۔نہ	يُعْجِزُوْنَ۔عاجز کرسکیں گے	وَ۔اور	اَعِدُّوْا۔تیار کرو
لَهُمْ۔ان کے لئے	مَّا۔جو	اسْتَطَعْتُمْ۔تم سے ہو سکے	مِّنْ۔ہر طرح کی
قُوَّةٍ۔قوت	وَّ۔اور	مِنْ رِّبَاطِ۔باندھنا	الْخَيْلِ۔گھوڑوں کا
تُرْهِبُوْنَ۔ڈراؤ تم	بِهٖ۔اس سے	عَدُوَّ۔دشمنان	اللّٰهِ۔خدا کو
وَ۔اور	عَدُوَّ۔اپنے	كُمْ۔دشمنوں کو	وَ۔اور
اٰخَرِيْنَ۔اوروں کو بھی	مِنْ دُوْنِهِمْ۔جو ان کے سوا ہیں	لَا۔نہیں	تَعْلَمُوْنَهُمْ۔جانتے تم ان کو
اَللّٰهُ۔اللہ	يَعْلَمُهُمْ۔جانتا ہے ان کو	وَ۔اور	مَا۔جو
تُنْفِقُوْا۔تم خرچ کرو گے	فِيْ۔بیچ	سَبِيْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔اللہ کے
يُوَفَّ۔تو پورا پورا دیا جائے گا		اِلَيْكُمْ۔تم کو	وَ۔اور
اَنْتُمْ۔تم	لَا۔نہ	تُظْلَمُوْنَ۔ظلم کئے جاؤ گے	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	جَنَحُوْا۔جھکیں	لِلسَّلْمِ۔صلح کے لئے	فَاجْنَحْ۔تو جھک جاؤ
لَهَا۔اس کے لئے	وَ۔اور	تَوَكَّلْ۔بھروسہ کر	عَلَى۔اوپر
اللّٰهِ۔اللہ کے	اِنَّهٗ۔بے شک	هُوَ۔وہ	السَّمِيْعُ۔سننے والا

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

42
42

اَلْعَلِیْمُ۔ جاننے والا ہے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	یُّرِیْدُوْٓا۔ ارادہ کریں
اَنْ۔ یہ کہ	یَّخْدَعُوْ۔ دھوکہ دیں	كَ۔ تجھ کو	فَاِنَّ۔ تو بے شک
حَسْبَكَ۔ کافی ہے تجھ کو	اللّٰهُ۔ اللہ	وَمَنِ۔ اور ان کو جو	اتَّبَعَكَ۔ تیرے پیرو ہیں
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں میں سے			

مختصر تفسیر اردو رکوع ہشتم ۔ سورۃ الانفال ۔ پ ۱۰

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ۔

اور یہ کافر لوگ نہ گمان کریں کہ سبقت لے گئے اور وہ قبضہ میں نہ آئیں گے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غزوہ بدر سے جو مشرک کافر شکست کھا کر بھاگے تھے اور جو قتل وقید سے بچ نکلے تھے وہ یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ اب ان پر مسلمانوں کا غلبہ نہ ہو سکے گا۔

اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾۔ یقیناً وہ لوگ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔

مسلمانوں تم سے جس قدر ہو سکے ان کافروں کے مقابلہ کے لئے طاقت فراہم کرو۔

اَعِدُّوْا۔ کے معنی ضرورت کے لئے تیاری کرنا۔ قوت سے مراد سامان ہتھیار۔ ٹریننگ۔ جنگی گھوڑے وغیرہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔

عَنْ عَامِرِ الْجُهَنِی قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَآ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ قَالَهَا ثَلٰثًا۔

حضرت عقبہ بن عامر کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرما رہے تھے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ خبردار ہو جاؤ قوت تیراندازی ہے خوب سن لو قوت تیراندازی ہے یہ تین بار فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا جنت میں اس کے لئے ایک درجہ ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا وہ اس کے گناہوں کا فدیہ ہے اور دوزخ سے آزاد ہو جائے گا۔ رواہ النسائی

تبدیلی حالات اور زمانہ کے لحاظ سے آج کل رائفل۔ ریوالور وغیرہ بھی مِّنْ قُوَّةٍ کے تحت آتے ہیں اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں۔ اس دشمنی میں تمام دنیا کے کفار عام ہیں خواہ مکہ والے ہوں یا عام عرب وعراق والے خواہ ہندوستان والے ہوں یا تمام دنیا کے۔

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ۔ اور پلے ہوئے گھوڑوں کو بھی تیار رکھو یعنی جہاد کے لئے گھوڑوں کو پرورش کرنا رباط وہ گھوڑے جو جہاد کے لئے باندھے جائیں۔ (بیضاوی)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھوڑے کی پیشانی کے بال اپنی انگلی سے مروڑ رہے تھے اور فرماتے تھے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر ہے بھلائی ہے جہاد یا شہادت کا

MARKAZ ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

ثواب ہے۔ (رواہ مسلم)

تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ لَا تَعۡلَمُوۡنَهُمُ ۚ اَللّٰهُ يَعۡلَمُهُمۡ ؕ ۔

اور اس کے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔

عَدُوَّ اللّٰهِ۔ سے مراد کفار مکہ ہیں اور اٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ۔ سے روح المعانی میں آلوسی فرماتے ہیں تمام کفار مراد ہیں۔ مجاہد کے نزدیک بنو قریظہ ہیں۔ مقاتل اور ابن زید کے نزدیک منافقین اسلام ہیں۔ سدی کے نزدیک اہل فارس ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں مثل فارس اور بنو قریظہ اور مشرکین عالم ہیں جنہیں آپ جانتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ آخرین سے مراد کافر جن ہیں۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝۶۰ ۔

اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارے حق میں کوئی کمی نہ کی جائے گی یعنی ثواب پورا دیا جائے گا۔ جہاد میں بھی خرچ کرنے کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد دیا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں کی نگہداشت کی اس کے بدلے میں اس نے جہاد کیا۔

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝۶۱ ۔

اور اگر وہ کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے۔

جنوح سے جنحوا بنا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے اَلۡجُنُوۡحُ الۡمَيۡلُ وَ مِنۡهُ جَنَاحُ الطَّائِرِ لِاَنَّهٗ مِنۡهُ يَتَحَرَّكُ وَيَمِيۡلُ۔ یعنی جنوح میلان کو کہتے ہیں اور اسی سے پرندوں کے بازو مراد ہیں اس لئے کہ وہ حرکت کرکے مل جاتے ہیں۔ لِلسَّلۡمِ کا ترجمہ صلح اس لئے ہے کہ اَلۡاِسۡتِلَامُ وَ الصَّلۡحُ سَلَّمَ صلح کے معنی میں مستعمل ہے اور اللہ پر بھروسہ کرو بے شک وہ سنتا ہے جانتا ہے۔

وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ؕ ۔

اور اگر وہ تم سے فریب کرنا چاہیں گے تو اللہ تمہارے لئے یقیناً کافی ہے۔ اگر وہ صلح کے پیرایہ میں جنگ کی تیاری کرنا چاہیں گے یا صلح میں کچھ فریب کریں گے تو ان کے فریب کو ناکام کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے کافی ہے۔

هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۶۲ وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۶۳ ۔

اللہ وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ سے تم کو قوت عطا کی اور مومنوں کے دلوں کو باہم جوڑ دیا اگر زمین کی تمام چیزیں تم خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں کو نہیں جوڑ سکتے تھے مگر اللہ ہی نے ان کے دل میں الفت پیدا کر دی کوئی شک نہیں کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

مومنین سے مراد قبیلہ اوس اور خزرج میں الفت پیدا کر دی۔ باوجود یکہ ان میں باہمی عداوت سو برس سے بھی زیادہ مدت کی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے جنگ ہوئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اگر تم سب روئے زمین کا سب کچھ خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دل نہیں ملا سکتے تھے اس لئے کہ ان کی عداوت و رنجش اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور عرب کے لوگ آپ پر ایمان لائے اور دل سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بنے تو ان کی عداوت محبت سے بدل گئی اور وہ دماغ جن میں جنون حسد سمایا ہوا تھا محبت و مودت سے بھر گئے کینے نکل گئے ایمانی محبتیں پیدا ہوگئیں اور یہ صرف اور صرف حضور کا روشن معجزہ ہے اور بے شک وہی غالب حکمت والا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ مومنین جو آپ کے پیرو ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت تک ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں کل اسلام لائی تھیں اور چالیسویں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

اِنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ اَسْلَمَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُكَمِّلًا اَرْبَعِيْنَ مُسْلِماً ذُكُوراً وَّ اِنَاثاً هُنَّ سِتٌّ وَ حِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ مَكِّيَّةً۔ ابن مسیب فرماتے ہیں یہ آیت اس دن نازل ہوئی جب فاروق اعظم نے مسلمان ہو کر مومنین کی تعداد چالیس پوری کر دی اس سے قبل تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام میں داخل تھیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام میں آنے کے بعد چالیس مسلمان مکمل ہو گئے۔ اس قول کی بناء پر یہ آیت مکی ہے اور بہ حکم حضورا سے مدنی سورت میں داخل کیا گیا۔ (روح المعانی)

افادہ

اس چالیس کے ذریعہ چونکہ اسلام ترقی پر آیا اسی وجہ سے صوفیائے کرام نے چلہ کشی کے لئے چالیس دن رکھے کہ اس عدد کی برکت سے روحانی صفائی میں کامیابی ہو اور نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اول حرف میم کے چالیس عدد ہیں اس کی برکت بھی اس چلہ میں شامل ہو جاتی ہے اور میت کا چہلم بھی چالیس دن کے بعد اسی نسبت سے متاخرین نے رکھا کہ ایصال ثواب کے ساتھ میت کو اس نسبت چہل کی برکت کا بھی تمتع حاصل ہو جائے۔ اور نبی کا ترجمہ غیبی خبر دینے والا از روئے لغت کیا گیا۔ اسی لئے کہ نبی نبأ سے مشتق ہے اور نبأ خبر کہ کہتے ہیں جیسے فرمایا عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿٢﴾ تو نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنت۔ دوزخ۔ حور۔ غلمان۔ قیامت۔ حشر۔ نشر حتیٰ کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کے وجود کی خبر دی جو ہم سے غیب تھی تو معنی مذکورہ صحیح ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم - سورۃ الانفال - پ ۱۰

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

اے غیبی خبریں دینے والے نبی ترغیب دے مومنین کو قتال کی اگر تم میں کے بیس ہوں صبر والے غالب ہوں گے دو سو پر اور اگر تم میں کے سو ہوں تو غالب ہوں گے ہزار پر ان میں جو کافر ہیں بایں وجہ کہ وہ قوم بے سمجھ ہے۔

www.waseemziyai.com

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

اب اللہ نے تخفیف فرمائی تم پر سے اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر ہوں تم میں سے سو صبر والے غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾

نہیں زیبا کسی نبی کو یہ کہ ہو وہ قید کرنے والا کافروں کو جب تک ان کا خون نہ بہائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا اور اللہ چاہتا ہے آخرت اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾

اگر اللہ پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانوں تم کو چھوتا اس میں جو لیا تم نے کافروں سے مال بڑا عذاب۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾

تو کھاؤ جو تم نے غنائم سے لیا حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع نہم۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

یٰۤاَیُّهَا۔اے	النَّبِیُّ۔نبی	حَرِّضِ۔ترغیب دے	الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کو
عَلَی۔اوپر	الْقِتَالِ۔جہاد کے	اِنْ۔اگر	یَّكُنْ۔ہوں گے
مِّنْكُمْ۔تم میں سے	عِشْرُوْنَ۔بیس	صٰبِرُوْنَ۔صبر والے	یَغْلِبُوْا۔تو غالب آئیں گے
مِائَتَیْنِ۔دو سو پر	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	یَّكُنْ۔ہوں
مِّنْكُمْ۔تم میں سے	مِّائَةٌ۔سو	یَّغْلِبُوْۤا۔تو غالب آئیں گے	اَلْفًا۔ہزار پر
مِّنَ الَّذِیْنَ۔ان سے	كَفَرُوْا۔جو کافر ہیں	بِاَنَّهُمْ۔کیونکہ وہ	قَوْمٌ۔قوم ہیں
لَّا۔بے	یَفْقَهُوْنَ۔سمجھ	اَلْـٰٔنَ۔اب	خَفَّفَ۔ہلکا کر دیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	عَنْكُمْ۔تم پر	وَ۔اور	عَلِمَ۔جانتا ہے
اَنَّ۔کہ بے شک	فِیْكُمْ۔تم میں	ضَعْفًا۔اب کمزوری ہے	فَاِنْ۔تو اگر
یَّكُنْ۔ہوں گے	مِّنْكُمْ۔تم میں سے	مِّائَةٌ۔سو	صَابِرَةٌ۔صبر والے
یَّغْلِبُوْا۔غالب آئیں گے	مِائَتَیْنِ۔دو سو پر	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
یَّكُنْ۔ہوں گے	مِّنْكُمْ۔تم میں سے	اَلْفٌ۔ہزار	یَّغْلِبُوْۤا۔تو غالب آئیں گے
اَلْفَیْنِ۔دو ہزار پر	بِاِذْنِ۔حکم	اللّٰهِ۔خدا سے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	مَعَ۔ساتھ	الصّٰبِرِیْنَ۔صبر کرنے والوں کے ہے	

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

مَا۔نہیں	كَانَ۔ ہے	لِنَبِيٍّ۔ نبی کے لئے	اَنْ۔ یہ کہ
يَّكُوْنَ۔ ہوں	لَهٗٓ۔اس کے لئے	اَسْرٰى۔قیدی	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يُثْخِنَ۔خونریزی کرے	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	تُرِيْدُوْنَ۔تم چاہتے ہو
عَرَضَ۔سامان	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے	الْاٰخِرَةَ۔ آخرت	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
عَزِيْزٌ۔غالب ہے	حَكِيْمٌ۔حکمت والا	لَوْ۔اگر	لَا۔نہ
كِتٰبٌ۔لکھا ہوتا	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	سَبَقَ۔ جو پہلے گزر چکا	لَمَسَّكُمْ۔تو پہنچتا تم کو
فِيْمَآ۔اس میں جو	اَخَذْتُمْ۔لیا تم نے	عَذَابٌ۔عذاب	عَظِيْمٌ۔ بڑا
فَكُلُوْا۔تو کھاؤ	مِمَّا۔اس سے جو	غَنِمْتُمْ۔غنیمت لوتم	حَلٰلًا۔حلال
طَيِّبًا۔ پاک	وَّ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے

مختصر تفسیر اردو رکوع نہم۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ترغیب دو مومنین کو قتال و جہاد کی اگر ہوں تم میں سے بیس صابر دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر ہوں تم میں کے سو تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے بایں وجہ کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالتَّحْرِيْضُ اَلْحَثُّ عَلَى الشَّئِ وَقَالَ الزُّجَاجُ وَ هُوَ فِي اللُّغَةِ اَنْ يَحثَّ الْاِنْسَانَ عَلَى شَئٍ۔تحریض کسی شے پر کسی کو آمادہ کرنا اور برانگیختہ کرنا ہے علامہ زجاج بھی لغوی روشنی میں کہتے ہیں کہ یہ لغت میں کسی چیز پر انسان کے آمادہ کرنے کو کہتے ہیں۔اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریض قتال کا حکم ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وعدہ ہے کہ مسلمان صابر بہ اعانت الٰہی کافروں پر غالب رہیں گے۔ کیونکہ کافر اپنے جہل کے ساتھ حسد وعناد کی آگ میں جل کر برانگیختہ ہوتے ہیں۔اور یہ کیفیت حیوانوں میں ہوتی ہے۔اور ظاہر ہے کہ حیوان جب کسی کے مقابلہ پر آتا ہے تو اسے اس مقابلہ سے کوئی مقصود مدنظر نہیں ہوتا بلکہ محض از خود رفتگی میں وہ ابھر کر حملہ آور ہوتا ہے پھر خواہ اس کی زد میں اپنا آجائے یا پرایا یہی حال مشرکین کے غضب وغصہ کا ہے برخلاف مومنین کے کہ ان کا مقصد محض اور محض اعلاء کلمۃ الحق ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اِذْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ لتَّخْفِيْفُ۔مسلمانوں پر یہ شاق گزرا اس لئے کہ بموجب حکم ان پر فرض کر دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان اگر دس مشرکین کے مقابل ہو تو نہ بھاگے تو پھر یہ تخفیف نازل ہوئی کما قال تعالیٰ۔

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ

www.waseemziyai.com

يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶

اب اللہ نے تم پر تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے اور تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

اس میں یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو صابر مسلمان دو سو کے مقابل قائم رہیں اور جو ایک کا دس گنے کے مقابل رہنا فرض تھا وہ منسوخ کر دیا گیا اور اپنے سے دو چند سے فرار ممنوع قرار پایا۔ اس کے بعد کا ایک واقعہ ہے جسے مسلم شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ۔

جب جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق صحابہ کرام سے استشارہ کیا تو سب سے پہلے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے عرض کی کہ حضور یہ حضور کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو مالی قوت بھی حاصل ہو جائے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیشانی پر آفتاب ہدایت چمکا کر انہیں اسلام قبول کرنے کی بھی توفیق دے دے اس کے بعد

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میری رائے میں ان لوگوں نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب۔ توہین اور تحقیر کی ہے حتیٰ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں رہنا بھی گوارا نہ کیا یہ کفر کے سردار اور کافروں کے سرغنے ہیں ان کی گردنیں قلم کی جائیں اللہ تعالیٰ آپ کی ذات مقدس کو فدیہ سے مستغنی کر دے گا۔ علی مرتضیٰ اپنے بھائی عقیل کو قتل کریں اور حمزہ عباس کو اور میں اپنی قرابت والوں کو ماروں اور ہمیشہ کے لئے انہیں ختم کروں۔

لیکن آخر امر اکثریت اسی طرف رہی کہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور فاروقی رائے کی موافقت میں حکم آیا چنانچہ ارشاد ہوا

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷

نبی کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اس کے قیدی باقی رہیں جب تک کہ وہ اچھی طرح زمین میں کفار کا خون نہ بہادیں تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت کو چاہتا ہے اور اللہ زبردست قوت وحکمت والا ہے۔

کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک کہ زمین میں ان کا خون اتنا نہ بہائے کہ سرخی سے زمین لالہ زار نہ ہو جائے۔ گویا قتل کفار میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ کفر کی ذلت اور اسلام کی شوکت کا علی وجہ الکمال مظاہرہ ہو جائے۔

حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں اَىْ يُبَالِغُ فِى الْقَتْلِ وَ يُكْثِرُ مِنْهُ حَتّٰى يَذِلَّ الْكُفْرَ وَ يَقِلَّ حِزْبُهٗ وَ يَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَ تَتَوَ فِىْ اَهْلِهٖ وَاَصْلُ مَعْنَى الثَّخَانَةُ الْغَلَظُ وَالْكَثَافَةُ فِى الْاَجْسَامِ۔

تم لوگ دنیا کے مال چاہتے ہو۔ یہ خطاب مومنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے اور اللہ چاہتا ہے آخرت یعنی تمہارے لئے ثواب آخرت ہے جو قتل کفار اور اعزاز اسلام پر موقوف ہے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی اور مسلمین جماعتیں فضل الٰہی سے قوت پکڑ گئیں تو

www.waseemziyai.com

پھر قیدیوں کے لئے دوسرا حکم آیا فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا ۛ۟ یعنی مومنین کو اختیار ہے کہ چاہیں تو کافروں کو قتل کردیں اور اگر چاہیں تو انہیں غلام بنالیں اور چاہیں تو فدیہ لے کر رہا کردیں۔ خواہ آزاد کردیں۔

مسئلہ

بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا فی قیدی تھا جس کے سولہ سو درہم ہوتے ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۶۸﴾۔

اور اگر ایک بات پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے فدیہ میں مال لیا تھا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

اس میں اس کو اجتہاد صحابہ علیہم رضوان پر عمل کرنے والوں کو مطمئن رکھا گیا۔ جنہوں نے اس پر عمل کرکے فدیہ لیا۔ ان لینے والوں سے مواخذہ نہ فرمانے کی بشارت مل چکی تھی۔ چونکہ بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ علیہم رضوان نے اجتہاد کیا تھا۔ ان کے خیال میں یہی بات آئی تھی کہ کافروں کو فدیہ لے کر زندہ چھوڑ دیں ہمیں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے سے مومنین کو مالی قوت مل جائے گی اس طرف ان کا ذہن نہیں گیا کہ قتل کفار میں عزت وشوکت اسلام اور تہدید کفار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ علیہم رضوان سے اس معاملہ میں استشارہ فرمانا مشروعیت اجتہاد کی دلیل ہے۔

یا لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو لوح محفوظ میں لکھ دیا اس میں کفار بدر کے لئے عذاب بھی مقرر فرمادیا اور اہل بدر یعنی جانبازان اسلام پر عذاب نہ ہونا بھی مقدر فرمادیا اور حکم نافذ کیا۔

فَكُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۹﴾۔

تو جو کچھ تم نے لیا اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو بلا شبہ اللہ بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔

کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال طیب یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ صحابہ کرام ڈر گئے اور جو فدیہ لیا تھا اس سے دستبردار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ حلال وطیب فرمادیں اور اجازت دی کہ کھاؤ چنانچہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال فرمائیں جو ہم سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہ کی گئی تھیں اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم-سورۃ الانفال-پ ۱۰

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلۡ لِّمَنۡ فِىۡۤ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنَ الۡاَسۡرٰٓى ۙ اِنۡ يَّعۡلَمِ اللّٰهُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ خَيۡرًا يُّؤۡتِكُمۡ خَيۡرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنۡكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۷۰﴾

اے غیبی خبریں دینے والے نبی فرمادو ابھی جو تمہارے ہاتھ میں آئے قیدیوں سے اگر اللہ نے جانی تمہارے دلوں میں بھلائی تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا ہوگا اور تمہاری بخشش ہوگی اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡا خِيَانَتَكَ فَقَدۡ خَانُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ فَاَمۡكَنَ مِنۡهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۷۱﴾

اور اگر وہ اے محبوب تم سے دغا کرنا چاہیں تو یقیناً خیانت کرچکے ہیں وہ پہلے اللہ سے جس پر اس نے اتنے قابو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

میں دے دیئے اور اللہ جاننے حکمت والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾

بے شک جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ بعض ان کے وارث ہیں بعض کے اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی نہیں ان کے لئے ان کا ترکہ کچھ جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم پر مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم میں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾

اور وہ جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

اور وہ جو ایمان لائے بعد میں اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ وہ بھی تم سے ہیں اور رشتہ والے بعض ان کے دوسروں سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حل لغات رکوع دہم۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

يٰٓاَ۔اے	اَيُّهَا۔اے	النَّبِيُّ۔نبی	قُلْ۔کہہ
لِّمَنْ۔ان سے جو	فِيْٓ۔بیچ	اَيْدِيْكُمْ۔تمہارے ہاتھوں کے ہیں	
مِّنَ الْاَسْرٰٓى۔قیدیوں میں سے	اِنْ۔اگر	يَّعْلَمِ۔جانے گا	اللّٰهُ۔اللہ
فِيْ۔بیچ	قُلُوْبِكُمْ۔تمہارے دلوں کے	خَيْرًا۔بھلائی	يُّؤْتِكُمْ۔دے گا تم کو
خَيْرًا۔بہتر	مِّمَّآ۔اس سے جو	اُخِذَ۔لیا گیا	مِنْكُمْ۔تم سے
وَ۔اور	يَغْفِرْ۔بخشے گا	لَكُمْ۔تم کو	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	يُّرِيْدُوْا۔ارادہ کریں	خِيَانَتَكَ۔تجھ سے خیانت کرنے کا	

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فَقَدْ۔تو بے شک	خَانُوا۔خیانت کر چکے	اللّٰہَ۔اللہ سے	مِنْ قَبْلُ۔پہلے اس سے
فَاَمْكَنَ۔تو اس نے قابو دیا تم کو		مِنْهُمْ۔ان پر	وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ	عَلِیْمٌ۔جاننے والا	حَكِیْمٌ۔حکمت والا ہے	اِنَّ۔بے شک
الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	هَاجَرُوْا۔ہجرت کی
وَ۔اور	جٰهَدُوْا۔جہاد کیا	بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے	وَ۔اور
اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے	فِیْ۔بیچ	سَبِیْلِ۔رستے	اللّٰہِ۔اللہ کے
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جنہوں نے	اٰوَوْا۔جگہ دی	وَّ۔اور
نَصَرُوْۤا۔مدد کی	اُولٰٓىِٕكَ۔یہ لوگ	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کے	اَوْلِیَآءُ۔دوست ہیں
بَعْضٍ۔بعض کے	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
وَ۔اور	لَمْ۔نہ	یُهَاجِرُوْا۔ہجرت کی	مَا۔نہیں
لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ۔ان کی دوستی سے		مِّنْ۔کوئی
شَیْءٍ۔چیز	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	یُهَاجِرُوْا۔ہجرت کریں	وَ۔اور
اِنِ۔اگر	اسْتَنْصَرُوْ۔مدد مانگیں	كُمْ۔تم سے	فِی۔بیچ
الدِّیْنِ۔دین کے	فَعَلَیْكُمُ۔تو تم پر لازم ہے	النَّصْرُ۔مدد کرنا	اِلَّا۔مگر
عَلٰى۔اوپر	قَوْمٍ۔اس قوم کے کہ	بَیْنَكُمْ۔تمہارے	وَ۔اور
بَیْنَهُمْ۔ان کے درمیان	مِّیْثَاقٌ۔معاہدہ ہے	وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ
بِمَا۔اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	بَصِیْرٌ۔دیکھنے والا ہے	وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کے	اَوْلِیَآءُ۔دوست ہیں
بَعْضٍ۔بعض کے	اِلَّا۔اگر نہ	تَفْعَلُوْ۔کرو گے	هُ۔ایسا تو
تَكُنْ۔ہوگا	فِتْنَةٌ۔فتنہ	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے
وَ۔اور	فَسَادٌ۔فساد	كَبِیْرٌ۔بڑا	وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	هَاجَرُوْا۔ہجرت کی
وَ۔اور	جٰهَدُوْا۔جہاد کیا	فِیْ۔بیچ	سَبِیْلِ۔رستے
اللّٰہِ۔اللہ کے	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰوَوْا۔جگہ دی
وَّ۔اور	نَصَرُوْۤا۔مدد کی	اُولٰٓىِٕكَ۔یہ لوگ	هُمُ۔وہی ہیں
الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن	حَقًّا۔پکے	لَهُمْ۔ان کے لئے	مَّغْفِرَةٌ۔بخشش ہے
وَّ۔اور	رِزْقٌ۔رزق	كَرِیْمٌ۔اچھا	وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	مِنْۢ بَعْدُ۔اس کے بعد	وَ۔اور

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

هَاجَرُوْا۔ہجرت کی	جٰهَدُوْا۔ جہاد کیا	مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ	فَاُولٰٓئِكَ۔تو وہی
مِنْكُمْ۔تم میں سے ہیں	وَاُولُوا۔اور صاحب	الْاَرْحَامِ۔رحم	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کے
اَوْلٰى۔زیادہ قریب ہیں	بِبَعْضٍ۔بعض کے	فِیْ۔بیچ	كِتٰبِ۔کتاب
اللّٰهِ۔اللہ کے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	بِكُلِّ۔ہر
شَیْءٍ۔چیز کو	عَلِیْمٌ۔جاننے والا ہے		

مختصر اردو تفسیر رکوع دہم۔سورۃ الانفال۔پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے غیبی خبریں دینے والے نبی فرما دیجئے انہیں جو تمہارے قبضہ میں قید ہو کر آئے ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں کے اندر بہتری معلوم ہوئی تو تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس سے بہتر اللہ تم کو عنایت کرے گا اور تمہارے قصور معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کفار قریش کے دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے بدر کے کافروں کے کھانے کا ذمہ لیا تھا اور روزانہ ایک ایک کھانے کا انتظام کرتا تھا جیسا کہ ہم پہلے رکوع چہارم کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں وہاں بارہ آدمی جو بیان کئے گئے ہیں ان میں دس سردار اور دو مالدار قریشی ہیں۔حضرت عباس اپنی باری والے دن کے لئے لشکر کے کھانے کا انتظام کرنے کو بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے لیکن جس دن ان کی باری آئی تھی اس دن کچھ ایسے گھمسان کی جنگ ہوئی تھی کہ یہ کھانے کھلانے کا نظام ہی نہ کر سکے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے یہ سونا جامہ تلاشی میں ان کے پاس سے نکلا مسلمانوں نے وہ رقم ضبط کر لی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب کر لیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رقم تم نے ہماری مخالفت میں صرف کرنے کو رکھی تھی وہ ضبط کی جائے گی فدیہ میں محسوب نہ ہوگی اور تمہارے ذمہ صرف تمہارا فدیہ ہی نہ ہوگا بلکہ تمہارے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا بار بھی تم پر پڑے گا۔

حضرت عباس نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ مجھے ایسے حال میں چھوڑیں گے کہ میں بقیہ عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کروں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ تمہارے پاس سونا بھی تو ہے جو تم نے اپنی بیوی ام الفضل کو دے کر گھر میں دفن کر دیا تھا اور چلتے وقت ان سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ سونا تمہارا ہے اور میرے چاروں بیٹے عبداللہ۔ عبیداللہ۔فضل اور قثم اس میں برابر کے حصہ دار ہیں اور اسے مخفی رکھنا کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت عباس متحیر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفسر ہوئے کہ یہ راز تو میرے اور میری بیوی کے مابین تھا آپ کو کس نے بتا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے رب نے مطلع کیا۔

اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بے تابانہ عرض پیرا ہوئے کہ اب میں مانتا ہوں کہ بے شک آپ سچے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں کو بھی اسلام لانے کا حکم دیا اور وہ بھی سب مسلمان ہو گئے۔

اس پر یہ بشارت آئی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں بھلائی جانی اور تمہارا ایمان خلوص وایقان سے ہوا تو تم سے جو لیا گیا ہے یعنی فدیہ اس سے بہتر تمہیں عطا فرمایا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مالیت اسی ہزار تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے لئے وضو فرما کر اداءِ صلوۃ سے پہلے ہی سب تقسیم فرما دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بالخصوص فرمایا کہ اس میں سے جتنا تم اٹھا سکتے ہو لے لو۔

چنانچہ آپ نے جتنا اٹھ سکا اٹھا لیا اور آپ یہ کہتے اٹھے کہ یہ اس سے بہتر ہے جو اللہ نے مجھ سے لیا تھا اور میں اس کی طرف سے بخشش ومغفرت کا امیدوار ہوں۔ چنانچہ آپ کے تمول کا یہ حال ہوا کہ آپ کے بیس غلام تھے وہ بھی سب کے سب تاجر تھے اور ان میں ادنیٰ درجے کے غلام کا سرمایہ بیس ہزار کا تھا آگے ارشاد ہے۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

اور اے محبوب اگر وہ (قیدی) آپ سے دغا کرنا چاہیں اور بعد میں تمہاری بیعت سے انحراف کر کے پھر کفر کریں تو وہ ایسی خیانت اللہ سے پہلے بھی کر چکے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بہت آپ کے قابو میں دے دیئے جیسا کہ غزوہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ ذلیل بھی ہوئے اور قتل بھی اور قید بھی آئندہ بھی اگر ان کے طور طریقے ایسے ہی رہے تو انہیں اسی انجام کا انتظار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ ۔

بے شک جو ایمان لائے اور کجروی نہ کی اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں یعنی مہاجرین اولین اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی مسلمانوں کی اور انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا یہ ان لوگوں کی شان میں ارشاد ہے جو انصار ومہاجرین اولین ہیں وہ ایک دوسرے کے وارث اور مددگار ہیں یعنی مہاجر انصار کے اور انصار مہاجرین کے مگر اس آیت کو اولوا الارحام بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ سے منسوخ الحکم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان کا تذکرہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی بلکہ مکہ معظمہ میں ہی مقیم رہے (ان کا حکم یہ ہے) کہ تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں مگر اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد لازم وواجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں اور ان

www.waseemziyai.com

میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ ۔اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں یعنی کافر اور مومن کے درمیان احکام وراثت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو کفار کی موالات و موارثت حاصل نہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور مسلمانوں میں باہمی میل جول رکھنا ضروری ہے۔

آگے ارشاد ہے اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد ہو جائے گا یعنی اگر مومنین و مسلمین میں باہمی تعاون نہ ہوا اور ایک دوسرے کی اعانت و نصرت میں سرگرم نہ ہوئے اور بنیان مرصوص نہ بنے تو کفار و مشرکین اپنے اتحاد سے تم پر قوت پکڑ جائیں گے ان کا غلبہ ہوگا اور تم ضعیف و منتشر ہو کر اتنے کمزور ہو جاؤ گے جو فتنہ وفساد کا موجب ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ۔ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور اے محبوب انہوں نے آپ کی معیت میں جہاد کیا اور وہ جنہوں نے اپنے گھروں میں جگہ دی اور مدد کی وہی ایمان والے ہیں۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ۔ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے جرائم کو ڈھا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلی بداعمالیوں کو ختم کر دیتی ہے۔

پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کا باہمی تعاون و تناصر کا بیان تھا اس آیت کریمہ میں ان دونوں جماعتوں (مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم) کے ایمان کی تصدیق ہے اور انہیں مورد رحمت و غفران فرمایا گیا آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ۔

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور اے محبوب انہوں نے آپ کی معیت میں جہاد کیا۔ وہ بھی تمہیں میں سے ہیں یعنی بعدیت کی وجہ سے مہاجرین و انصار کے کئی طبقے ہیں۔

ایک وہ جو پہلے ہی مرحلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں سب کچھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے تھے یہ تو مہاجرین اولین ہیں۔ ان کے متعلق دوسری جگہ فرمایا گیا اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ ۔

دوسرے وہ ہیں جنہوں نے شعب ابی طالب میں قید سے تنگ آکر باذن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ آئے انہیں اصحاب الہجرتین کہا جاتا ہے۔

تیسرے وہ ہیں جو صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کر گئے یہ اصحاب ہجرت ثانیہ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ پہلی آیت میں مہاجرین اولین کا ذکر فرمایا گیا اور ان آیتوں میں جو اصحاب ہجرت کہلاتے ہیں ان کا ذکر ہے اور باعتبار ایمان سب کے لئے مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ فرما دیا اب ان کے رشتہ دار اور قرابتیوں کا ذکر ہوتا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ اور مسلمانوں میں جو لوگ قرابت دار ہیں اور میراث صلہ رحمی کے استحقاق میں قرابت رکھنے والوں کے نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس آیت میں توراث بالہجرت کو منسوخ فرما دیا گیا اور ذوی الارحام کی وراثت ثابت ہوئی۔

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

یعنی اگر کوئی قرابت دار مسلمان ہو تو وہ غیر قرابت دار سے زیادہ مستحق ہوگا۔ اگر رشتہ قریبی ہے جس کا ذکر سورۃ نساء کی آیت میراث میں کیا گیا ہے تو حسب حکم تقسیم میراث کا مستحق ہوگا اور اگر دور کا رشتہ دار ہو اور قریب کا نہ ہو تو غیر کے مقابلہ میں اس کا حق ہوگا۔

سورۃ توبہ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ایک سوانتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔ چار ہزار اٹھتر کلمے دس ہزار چار سو اٹھاسی حرف ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر وقتادہ رضی اللہ عنہما اور ایک کثیرۃ اسے مدنی تسلیم کرتی ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کی آخری آیتیں لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ سے لے کر آخر تک بعض محققین کے نزدیک مکی ہیں۔

حضرت قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ اور انفال ایک ہی سورۃ ہے اس لئے ان کے مابین بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

اس سورت مبارکہ میں ان مشرکین سے بیزاری کا اعلان ہے جن سے حضور کا معاہدہ تھا اور وہ معاہدہ پر قائم نہ رہے۔

اس سورت مبارکہ کے دس نام ہیں۔ ان میں سے توبہ اور برأت دو نام مشہور ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس سورت کے ساتھ حضرت روح الامین بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

ایک قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یوں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ تلوار کے ساتھ امن اٹھانے کے لئے نازل ہوئی۔

بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں میں باعتبار نزول یہ آخری سورۃ ہے اس میں سورۃ کے شروع سے عتاب وتندی کا مظاہرہ ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اِلَى الَّذِيۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ؕ﴿۱﴾	بے زاری ہے اللہ اور رسول کو ان کی طرف کہ جنہوں نے تم سے عہد کیا ہے مشرکین سے اور توڑ دیا۔
فَسِيۡحُوۡا فِى الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخۡزِى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲﴾	تو زمین میں چلو پھرو چار مہینہ اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور بے شک اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔
وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوۡمَ الۡحَجِّ الۡاَكۡبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ وَرَسُوۡلُهٗ ؕ فَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ۚ وَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ ؕ وَ	اور منادی ہے اللہ اور رسول کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن بے شک اللہ بے زار ہے مشرکین سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کر لو تو وہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر پھر و تو جان لو بے شک تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور

www.waseemziyai.com

بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾

کافروں کو بشارت دے عذاب الیم کی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾

مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ تھا مشرکین سے پھر انہوں نے تمہارا عہد نہ توڑا اور تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو بے شک اللہ تقویٰ والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

تو جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں گرفتار کرو اور قید کرو اور ان کی ناکہ بندی کرو تو اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم رکھیں زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

اور اگر کوئی مشرک تم سے (اے محبوب) پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

حل لغات رکوع اول - سورۃ توبہ - پ ۱۰

بَرَآءَةٌ - بیزاری ہے	مِّنَ اللّٰهِ - اللہ	وَ - اور	رَسُوْلِهٖ - اس کے رسول سے
اِلَى - طرف	الَّذِيْنَ - ان کی کہ	عٰهَدْتُّمْ - عہد کیا تم نے	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ - مشرکوں
سے	فَسِيْحُوْا - تو چلو پھرو	فِي - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے
اَرْبَعَةَ - چار	اَشْهُرٍ - مہینے	وَّ - اور	اعْلَمُوْۤا - جان لو
اَنَّكُمْ - کہ تم	غَيْرُ - نہیں ہو	مُعْجِزِي - عاجز کرنے والے	اللّٰهِ - اللہ کو
وَ - اور	اَنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ	مُخْزِي - ذلیل کرنے والا ہے
الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کو	وَ - اور	اَذَانٌ - اعلان ہے	مِّنَ اللّٰهِ - اللہ
وَ - اور	رَسُوْلِهٖ - اس کے رسول سے	اِلَى - طرف	النَّاسِ - لوگوں کی
يَوْمَ - دن	الْحَجِّ - حج	الْاَكْبَرِ - بڑے کے	اَنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ	بَرِيْٓءٌ - بیزار ہے	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ - مشرکوں سے	وَ - اور
رَسُوْلُهٗ - اس کا رسول	فَاِنْ - پھر اگر	تُبْتُمْ - تم توبہ کرو	فَهُوَ - تو وہ
خَيْرٌ - بہتر ہے	لَّكُمْ - تمہارے لئے	وَ - اور	اِنْ - اگر
تَوَلَّيْتُمْ - منہ پھیرو	فَاعْلَمُوْۤا - تو جان لو	اَنَّكُمْ - کہ تم	غَيْرُ - نہیں ہو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مُعْجِزِی۔عاجز کرنے والے	اللّٰہِ۔اللہ کو	وَ۔اور	بَشِّرِ۔خوشخبری دے
الَّذِیْنَ۔ان کو جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	بِعَذَابٍ۔عذاب	اَلِیْمٍ۔دردناک کی
اِلَّا۔مگر	الَّذِیْنَ۔وہ جن سے	عٰهَدْتُّمْ۔معاہدہ کیا تم نے	مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔مشرکوں سے
ثُمَّ پھر	لَمْ۔نہ	یَنْقُصُوْ۔توڑا	كُمْ۔تم سے
شَیْئًا کچھ بھی	وَّ۔اور	لَمْ۔نہ	یُظَاهِرُوْا۔مدد کی
عَلَیْكُمْ۔تمہارے خلاف	اَحَدًا۔کسی کی	فَاَتِمُّوْا۔تو پورا کرو	اِلَیْهِمْ۔اس کی طرف
عَهْدَ۔عہد	هُمْ۔ان کا	اِلٰی۔طرف	مُدَّتِهِمْ۔مدت ان کی کے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	یُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	الْمُتَّقِیْنَ۔پرہیزگاروں کو
فَاِذَا۔تو جب	انْسَلَخَ۔گزر جائیں	الْاَشْهُرُ۔مہینے	الْحُرُمُ۔حرمت والے
فَاقْتُلُوا۔تو قتل کرو	الْمُشْرِكِیْنَ۔مشرکوں کو	حَیْثُ۔جہاں	وَجَدْتُّمُوْ۔پاؤ تم
هُمْ۔ان کو	وَ۔اور	خُذُوْ۔پکڑو	هُمْ۔ان کو
وَ۔اور	احْصُرُوْ۔گھیرو	هُمْ۔ان کو	وَ۔اور
اقْعُدُوْا۔بیٹھو	لَهُمْ۔ان کے لئے	كُلَّ۔ہر	مَرْصَدٍ۔گھات میں
فَاِنْ۔پھر اگر	تَابُوْا۔توبہ کر جائیں	وَ۔اور	اَقَامُوا۔قائم کریں
الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	اٰتَوُا۔دیں	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ
فَخَلُّوْا۔تو چھوڑو	سَبِیْلَهُمْ۔ان کا رستہ	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔مہربان ہے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
اَحَدٌ۔کوئی	مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔مشرکوں میں سے		اسْتَجَارَ۔پناہ مانگے
كَ۔تجھ سے	فَاَجِرْ۔تو پناہ دو	هُ۔اس کو	حَتّٰی۔یہاں تک کہ
یَسْمَعَ۔سنے	كَلٰمَ۔کلام	اللّٰهِ۔اللہ کا	ثُمَّ۔پھر
اَبْلِغْهُ۔پہنچا اس کو	مَاْمَنَهٗ۔اس کی امن کی جگہ پر		ذٰلِكَ۔یہ
بِاَنَّهُمْ۔اس لئے کہ وہ	قَوْمٌ۔قوم ہیں جو	لَا۔نہیں	یَعْلَمُوْنَ۔جانتے

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ﴿۱﴾

بے زاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی مشرکوں سے۔جنہوں نے معاہدہ کیا اور پھر اس معاملہ پر قائم نہ رہے۔

بَرَآءَةٌ۔نشاۃ اور مایۃ کی طرح مصدر ہے۔مبتدا محذوف ہے۔یعنی یہ برأت ہے اس سے جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مشرکوں تک پہنچنے والی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مشرکین عرب اور مسلمانوں کے مابین عہد تھا ان میں سے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو بحکم الٰہی

عزوجل ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر کے حکم دیا گیا کہ

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ۝

تو تم اس سرزمین میں چار ماہ چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم خدا پر غالب نہیں آسکتے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ بے شک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

یعنی چار مہینے کے اندر امن کے ساتھ جہاں چاہو گزارہ کرو۔ تم سے کوئی تعرض نہ ہوگا اور اس مدت میں انہیں سوچنے کا موقعہ بھی ملے گا تاکہ انہیں واضح ہو جائے کہ ان کے لئے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاط کے پہلو بھی سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام لانا ہوگا یا پھر قتل منظور کرنا ہوگا۔

یہ سورۃ مبارکہ ۹ ہجری میں فتح مکہ کے ایک سال بعد نازل ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سنہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا تھا۔ اور ان کے بعد حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو مجمع حجاج میں یہ سورۃ سنانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حضرت مولاء کائنات نے دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی اے لوگو میں تمہاری طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیا پیغام لائے ہیں تو حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے تیس چالیس آیتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت کر کے اعلان فرمایا کہ لوگو میں تمہارے لئے چار حکم لایا ہوں۔

اول یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ معظّمہ کے پاس نہ آئے۔

دوسرے یہ کہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کعبہ نہ کرے۔

تیسرے یہ کہ جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔

چوتھے یہ کہ جس کا عہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ معاہدہ اپنی مدت تک قائم رہے گا اور جس کی مدت معین نہیں ہے اس کی میعاد چار مہینے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ (روح المعانی)

مشرکین نے یہ سن کر جواب دیا کہ علی تم جا کر اپنے چچا کے بیٹے (یعنی حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہہ دو کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا ہے۔ اب ہمارے ان کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہے اگر ہے تو نیزہ بازی اور تیغ زنی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور بے شک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے دنیا و آخرت میں وہ ایسے کہ دنیا میں قتل کئے جائیں گے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ۔

اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اذان کے معنی اعلان کے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یوم الحج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس سال تھا جب رسول محتشم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اپنی جگہ حج کا قائد بنا کر بھیجا تھا اور حضرت ابوبکر نے سب کو حج کرایا تھا۔

اور منادی ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سب لوگوں کو حج اکبر کے دن۔ حج اکبر اسی حج کو ہی

MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

نہیں فرمایا بلکہ ہر حج حج اکبر ہے اس لئے کہ حج اصغراس زمانہ میں عمرہ کو کہا جاتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حج اکبراس لئے فرمایا کہ یہ وہ حج تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے تھے اور یہ دن جمعہ کا تھا اس وجہ سے جو حج جمعہ کو ہوا سے حج اکبر کہہ دیتے ہیں۔ آگے اس اعلان کی توضیح فرمائی گئی کہ وہ اعلان یہ تھا۔

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ ۔ بے شک اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔

وَ اِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ ۔ تو اگر تم کفر و خیانت سے توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر ایمان لانے اور توبہ کرنے سے۔

وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ ۔ اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے یعنی اگر تم کفر و خیانت سے توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر ایمان لانے اور توبہ کرنے سے منہ پھیرو اور انحراف کرو تو تم اللہ عزوجل پر غالب نہیں آ سکتے گویا وعید عظیم کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تم پر عذاب نازل فرمانے کا تو وہ ایسا قادر علی الاطلاق ہے کہ تم اسے کسی طرح مجبور و مغلوب نہیں کر سکتے۔

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ﴿۳﴾ ۔ اور خوشخبری دو کافروں کو دردناک عذاب کی۔ اور ان کے لئے بشارت دینے کا حکم ہے جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔

اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْـًٔا وَّ لَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۴﴾

مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہے اور وہ تمہارے معاہدے میں کمی نہیں کرتے اور اس کی شرائط پوری کرتے ہیں جیسے قبیلہ بنی حمزہ جو بنی کنانہ میں سے ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت معاہدہ میں ۹ ماہ باقی تھے ان سے وہ معاہدہ پورا کرو۔ بشرطیکہ وہ تمہارے مقابلہ کے لئے کسی کو مدد نہ دیں تو ان کی مقررہ مدت تک عہد پورا کرو۔ بے شک اللہ متقیوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۔

تو جب حرمت والے مہینوں کا سلخ ہو جائے یا وہ گزر جائیں تو ضرور مشرکوں کو قتل کرو جہاں پاؤ خواہ وہ حرم میں ہوں خواہ حل میں کسی جگہ اور مکان کے ان کے قتل میں تخصیص نہیں۔

انسلاخ کا مادہ سلخ ہے۔ سلخ الشاۃ بکری کی کھال اتارنا یا کسی چیز کا غلاف سے برآمد ہو جانا۔ مجاہد ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا یہاں اشہر حرم سے مراد معاہدہ کے مہینے ہیں جن کی میعاد چار ماہ ہے اور جن لوگوں سے معاہدہ نہ ہو ان کے لئے اشہر حرم کی آخری حد ماہ حرم کی آخری تاریخ ہے یعنی اذی الحجہ سے جو اعلان برأت کی اولین تاریخ تھی۔

مسئلہ: اگر مشرک حرم کے اندر یا ماہ ہائے حرام میں اپنی طرف سے جنگ چھیڑ دیں اور حرم اور اشہر حرم کا لحاظ نہ کریں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کے لئے جوابی کارروائی کرنی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ ۔

وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ ۔ اور انہیں گرفتار کرو اور انہیں قید کرو اور ان کی تاک میں

بیٹھو اورنا کہ بندی کرو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۔

تو اگر وہ توبہ کرلیں اپنے شرک وکفر سے اور ایمان لاکر نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ قید ہوں تو رہا کر دو ان سے تعرض نہ کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۔

اے محبوب اگر تم سے کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کے مامن اور امن کی جگہ پہنچا دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے اور آپ کی دعوت توحید پر غور وفکر کر سکے یہ اس لئے کہ وہ نادان قوم سے ہیں۔

اسلام اس کے مصالح وحکمت کو نہیں جانتے۔ اس سے متامن کو امن دینے کا حکم نکلتا ہے اور اسے ایذا دینے کی ممانعت کا حکم معلوم ہوا۔ حسن رحمہ اللہ نے کہا یہ آیت محکم ہے اس کا حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷

کیسے ہو مشرکین کے لئے کوئی عہد اللہ اور اللہ کے رسول کے پاس مگر وہ جن سے معاہدہ کیا تم نے مسجد حرام کے پاس تو جب تک وہ قائم رہیں عہد پر تو قائم رہو تم بھی ان کے لئے بے شک اللہ تقویٰ والوں کو پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸

بھلا کیسے حال تو یہ ہے کہ وہ تم پر قابو پا جائیں تو قرابت کا بھی لحاظ نہ کریں نہ عہد کا تمہیں راضی کرنے کو منہ سے کہہ دیتے ہیں اور انکاری ہیں دلوں میں اکثر ان کے فاسق ہیں۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹

خریدتے ہیں اللہ کی آیتیں ذلیل وقلیل رقم سے تو روکتے ہیں اس کی راہ سے بے شک وہ بہت برے ہیں جو ایسے کام کرتے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰

نہیں لحاظ کرتے قرابت کا کسی مسلمان سے نہ عہد کا اور یہی سرکش ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

تو اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں سمجھ دار قوم کے لئے۔

وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ

اور اگر توڑیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور طعن تشنیع کریں تمہارے دین میں تو قتل کرو سرغنوں کو کفر سے بے

MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تا کہ وہ باز آ جائیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۱۴﴾

کیا تم نہ مقاتلہ کرو گے اس قوم سے جس نے توڑا اپنی قسموں کو اور آمادہ ہو گئے رسول کے اخراج پر اور وہی پہل کر رہے ہیں اول دفعہ تو کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے اس سے کہ ڈرو تم اس سے اگر ہو تم ایمان والے لڑو ان سے عذاب دے گا اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں مدد دے گا ان پر اور شفا دے گا سینہ مومن لوگوں کے ٹھنڈے کرے گا۔

وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

اور دور کرے گا ان کے دلوں کے غیظ کو اور قبول کرے گا اللہ جسے چاہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

کیا تم اس گمان میں ہو کہ یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے ان کی پہچان نہ کرائی جو جہاد کریں گے تم میں سے اور نہیں پکڑیں گے سوا اللہ اور رسول اور مومنوں کے کسی کو راز دار اور اللہ خبردار ہے تمہارے سب کاموں سے۔

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

كَيْفَ۔کیسے	يَكُوْنُ۔ہوسکتا ہے	لِلْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں کے لئے	
عَهْدٌ۔عہد	عِنْدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور
عِنْدَ۔نزدیک	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کے	اِلَّا۔مگر	الَّذِيْنَ۔وہ لوگ کہ
عٰهَدْتُّمْ۔عہد کیا تم نے	عِنْدَ۔نزدیک	الْمَسْجِدِ۔مسجد	الْحَرَامِ۔حرام کے
فَمَا۔تو جب تک	اسْتَقَامُوْا۔قائم رہیں	لَكُمْ۔تمہارے لئے	فَاسْتَقِيْمُوْا۔تو قائم رہو
لَهُمْ۔ان کے لئے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے
الْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کو	كَيْفَ۔کیسے ہو	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
يَّظْهَرُوْا۔وہ غالب آئیں	عَلَيْكُمْ۔تم پر	لَا۔تو نہ	يَرْقُبُوْا۔لحاظ کریں
فِيْكُمْ۔تمہارے متعلق	اِلًّا۔قرابت کا	وَّ۔اور	لَا۔نہ
ذِمَّةً۔ذمہ کا	يُرْضُوْنَكُمْ۔راضی کرتے ہیں تم کو		بِاَفْوَاهِهِمْ۔اپنے مونہوں سے
وَ۔اور	تَاْبٰى۔انکاری ہیں	قُلُوْبُهُمْ۔دل ان کے	وَ۔اور
اَكْثَرُ۔اکثر	هُمْ۔ان کے	فٰسِقُوْنَ۔فاسق ہیں	اِشْتَرَوْا۔خریدا انہوں نے

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِاٰيٰتِ۔آیات	اللّٰہِ۔الٰہی کے بدلے	ثَمَنًا۔قیمت	قَلِيْلًا۔تھوڑی
فَصَدُّوْا۔تو روکا انہوں نے	عَنْ سَبِيْلِهٖ۔اس کی راہ سے	اِنَّهُمْ۔بے شک وہ	سَآءَ۔برا ہے
مَا۔جو	كَانُوْا۔تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔کرتے	لَا۔نہیں
يَرْقُبُوْنَ۔لحاظ کرتے	فِيْ۔بیچ	مُؤْمِنٍ۔کسی مومن کے	اِلًّا۔قرابت کا
وَّ۔اور	لَا۔نہ	ذِمَّةً۔عہد کا	وَ۔اور
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	هُمُ۔وہی ہیں	الْمُعْتَدُوْنَ۔حد سے بڑھنے والے	
فَاِنْ۔پھر اگر	تَابُوْا۔توبہ کریں	وَ۔اور	اَقَامُوا۔قائم کریں
الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	اٰتَوُا۔دیں	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ
فَاِخْوَانُكُمْ۔تو تمہارے بھائی ہیں		فِيْ۔بیچ	الدِّيْنِ۔دین کے
وَ۔اور	نُفَصِّلُ۔ہم کھول کر بیان کرتے ہیں		الْاٰيٰتِ۔آیتیں
لِقَوْمٍ۔ان کے لئے جو	يَّعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
نَّكَثُوْٓا۔توڑیں	اَيْمَانَهُمْ۔اپنی قسمیں	مِّنْ بَعْدِ۔بعد	عَهْدِ۔عہد
هِمْ۔اپنے کے	وَ۔اور	طَعَنُوْا۔طعنہ کریں	فِيْ۔بیچ
دِيْنِكُمْ۔دین تمہارے کے	فَقَاتِلُوْٓا۔تو لڑائی کرو	اَئِمَّةَ۔امامان	الْكُفْرِ۔کفر سے
اِنَّهُمْ۔بے شک وہ	لَآ۔نہیں	اَيْمَانَ۔عہد	لَهُمْ۔ان کا
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَنْتَهُوْنَ۔باز آئیں	اَلَا۔کیوں نہیں	تُقَاتِلُوْنَ۔لڑائی کرتے تم
قَوْمًا۔ان لوگوں سے	نَّكَثُوْٓا۔کہ توڑا انہوں نے	اَيْمَانَهُمْ۔اپنا عہد	وَ۔اور
هَمُّوْا۔ارادہ کیا	بِاِخْرَاجِ۔نکالنے	الرَّسُوْلِ۔رسول کے	وَ۔اور
هُمْ۔انہوں نے	بَدَءُوْ۔پہل کی	كُمْ۔تم سے	اَوَّلَ۔اول
مَرَّةٍ۔مرتبہ	اَ۔کیا	تَخْشَوْنَهُمْ۔تم ان سے ڈرتے ہو	
فَاللّٰهُ۔تو اللہ	اَحَقُّ۔زیادہ حق رکھتا ہے	اَنْ۔یہ کہ	تَخْشَوْ۔ڈرو تم
هُ۔اس سے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔مومن
قَاتِلُوْ۔لڑو	هُمْ۔ان سے	يُعَذِّبْهُمْ۔سزا دے گا ان کو	
اللّٰهُ۔اللہ	بِاَيْدِيْكُمْ۔تمہارے ہاتھوں	وَ۔اور	يُخْزِ۔ذلیل کرے گا
هِمْ۔ان کو	وَ۔اور	يَنْصُرْ۔مدد کرے گا	كُمْ۔تم کو
عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	يَشْفِ۔شفا دے گا	صُدُوْرَ۔سینوں
قَوْمٍ۔قوم	مُّؤْمِنِيْنَ۔مومن کو	وَ۔اور	يُذْهِبْ۔لے جائے گا
غَيْظَ۔غصہ	قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کا	وَ۔اور	يَتُوْبُ۔توبہ قبول کرے

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اَللّٰہُ۔اللہ	عَلٰی۔اوپر	مَنْ۔جس کے	یَّشَآءُ۔چاہے
وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ	عَلِیْمٌ۔جاننے والا	حَکِیْمٌ۔حکمت والا ہے
اَمْ۔کیا	حَسِبْتُمْ۔خیال کیا تم نے	اَنْ۔یہ کہ	تُتْرَکُوْا۔چھوڑے جاؤ گے
وَ۔اور	لَمَّا۔ابھی نہیں	یَعْلَمِ۔ظاہر کیا	اللّٰہُ۔اللہ نے
الَّذِیْنَ۔ان کو	جٰھَدُوْا۔کہ جہاد کیا	مِنْکُمْ۔تم میں سے	وَ۔اور
لَمْ۔نہ	یَتَّخِذُوْا۔پکڑا	مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰہِ۔اللہ کے
وَ۔اور	لَا۔نہ	رَسُوْلِہٖ۔اس کے رسول کے	وَ۔اور
لَا۔نہ	الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کے	وَلِیْجَۃً۔ولی دوست	وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ	خَبِیْرٌ۔خبردار ہے	بِمَا۔اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔جو تم کرتے ہو

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ۔ کیسے ہوسکتا ہے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد اللہ اور اس کے رسول کے پاس قابل رعایت۔

یہ کیف استفہام انکاری ہے تعجب کے لئے یعنی یہ بات ناممکن ہے کہ مشرکین عہد شکنی نہ کریں۔مشرکین تو عہد توڑیں گے اور اس میں وہ حکمت ظاہر کی گئی ہے جو داعی برأت ہے اور اس سے مراد وہ مشرکین ناکثین ہیں اس لئے کہ برأت کا اعلان اور بیزاری کا اعلام بھی انہیں کے شایان شان تھا جو غدر اور عہد شکنی کے خوگر تھے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

مگر وہ جس سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا وہ مستغنی ہیں اور ان پر اس وجہ میں اعتماد ہے کہ ان سے پہلے بھی کبھی عہد شکنی ظہور میں نہیں آئی جیسے قبیلہ بنی کنانہ بنی حمزہ تو جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی ان کے لئے قائم رہو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ۔ سے مراد قریش ہیں قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل مکہ میں جن سے حدیبیہ کے دن رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب تک یہ معاہدہ کے پابند رہیں تم بھی پابند رہو۔لیکن وہ معاہدہ پر قائم نہ رہے بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کی مدد کی اس بنیاد پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ فتح کرلیا۔

کَیْفَ وَاِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً ؕ۔

وہ کیونکر عہد پورا کریں گے اور کیسے اپنے قول وقرار پر قائم رہیں گے باآنکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پائیں تو رشتہ داری کا بھی لحاظ نہ کریں اور تمہارے کسی عہد کی پرواہ نہ کریں گے۔

لَا یَرْقُبُوْا۔نگہداشت نہ کریں گے ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ لحاظ نہ کریں گے۔قطرب رحمہ اللہ نے کہا رعایت نہ کریں گے۔اِلًّا۔قتادہ نے کہا حلف کا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اِلًّا کا ترجمہ قرابت ہے اور یمان نے رشتہ داری کیا ہے۔

یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ وَتَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ ۚ وَاَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۔

تمہیں راضی کرتے ہیں محض زبانی باتوں سے اور عہد وفا کے وعدہ کرکے اور ان کے دلوں میں انکار ہے یعنی کفر و

www.waseemziyai.com

عداوت اور اکثر ان کے فاسق ہیں بے حکم ہیں فسق سے مراد عہد شکنی ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ۔

انہوں نے تو اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل قلیل رقم لی اور نفع دنیا کے لئے ایمان و قرآن چھوڑا اور جو عہد نبی کریم رؤف ورحیم سے کیا تھا وہ ابوسفیان کے ذرا سے لالچ سے توڑ دیا وہ لالچ یہ تھا کہ ابوسفیان نے ان کو کھانا کھلایا تھا اور اعرابی پر کچھ پیسے خرچ کئے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل طائف نے قریش کو مالی امداد دی تھی تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قوت کے ساتھ جنگ کرسکیں راہ خدا سے مراد اللہ کا دین ہے تو اللہ کی راہ سے روکنے میں ابوسفیان کے ساتھ ہوئے۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۔ بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے تھے۔ نہیں لحاظ کرتے تھے قرابت داری کا نہ عہد کا بلکہ جہاں موقع پاتے قتل کر ڈالتے تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ جب مشرکین پر قبضہ پائیں درگزر نہ کریں اور وہ لوگ سخت سرکش ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ۔

پس اگر شرک سے توبہ کرلیں اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں یعنی ان کا فائدہ و نقصان تمہارا فائدہ ونقصان ہے۔

لَا يَرْقُبُوْنَ۔ کا محاورہ رقوب سے ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اَلنَّظْرُ بِطَرِيْقِ الْحِفْظِ وَالرِّعَايَةِ۔

اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ۔ ال کے ماتحت یہ تحقیق ہے اَلْاِلَّ بِكَسْرِ الْهَمزَةِ وَ قَدْ يُفْتَحُ عَلٰى مَارُوِىَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَلرَّحْمُ وَالْقَرَابَةُ۔ ال بکسر ہمزہ اور کبھی بہ فتح ہمزہ ال بھی بولا جاتا ہے۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے معنی رحم اور قرابت کے ہیں۔

آیہ کریمہ کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَ بِهَا اِسْتَدَلَّ عَلٰى تَحْرِيْمِ دِمَاءِ اَهْلِ الْقِبْلَةِ اس آیت سے تحریم دماء اہل قبلہ پر استدلال کیا گیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰۔ اور یہی بے شک شرارت و بدی میں حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ تارک صلوٰۃ کو کافر کہا جائے اس لئے اَخْوَةً فِى الدِّيْنِ اور اَقَامُوا الصَّلٰوةَ کی قید ہے اور یہی حکم تارک زکوٰۃ کا ہے اس لئے کہ اخوة فى الدين پر ایتاء زکوٰۃ کی بھی قید ہے۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور اٰتَوُا الزَّكٰوةَ کو اَخْوَةً فِى الدِّيْنِ کی اگر چہ تعبیر فرمایا ہے مگر ان کے کفر پر اس وقت حکم لگے گا جبکہ وہ التزاماً دونوں کے تارک ہوں (روح المعانی) اور مستحل ترک ہوں۔ گویا نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل نہ ہوں اور فرض جان کر تساہلاً ترک کرنے والا کافر نہیں بلکہ سخت گنہگار ہے اور۔

من ترک الصلوة متعمد افقد کفر۔ کے بھی یہی معنی احناف میں لئے گئے ہیں کہ

من ترک الصلوٰۃ مستحلا۔ یعنی ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ کو جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہے لیکن تساہلاً ترک کرنے والا سخت سیاہ کارنا ہنجار گنہگار ہے کافر نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ ۔اور ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جو جاننے والی ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ تفصیل آیات پر جس کو نظر ہو وہ عالم ہے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ۔

اور اگر وہ معاہدہ کرنے کے بعد عہد شکنی کریں اور تمہارے دین پر طنز کریں یعنی تمہارے دین کی تکذیب کریں اور اسلام پر کھلم کھلا مذاق وطنز کریں۔

فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ۔تو تم بھی ایسے کفر کے سرغنوں سے مقاتلہ کرو۔آلوسی رحمہ اللہ نکث کی تعریف میں فرماتے ہیں و فسر بعضهم النكث بالارتداد۔نکث ارتداد کے معنی میں ہے۔ائمہ کفر سے کفر کے پیشوا روسا وصنادید مکہ ہیں جیسے ابوسفیان اور حارث بن ہشام اور عمرو بن ہشام وغیرہ۔

اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ۔بے شک ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں تاکہ یہ باز آئیں۔چنانچہ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں فیمین الکافر لیست یمینا۔کافر کی قسم قسم ہی نہیں (روح المعانی) آیہ مذکورہ سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ کفار سے جنگ کرنے کی غرض یہی ہے کہ انہیں کفر و بداعمالی سے روکا جائے۔اسی لئے تو لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ فرمایا گیا۔پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔

کیا تم اس قوم سے مقاتلہ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاوطن کرنے کی تجویز کی۔

اس آیت کریمہ میں تحریض علی القتال ہے۔اس لئے الا ایسا استفہام ہے جس میں انکار ہے اور استفہام انکاری نفی کے معنی میں آتا ہے اور کبھی داخل ہوتا ہے نفی پر اور نفی کی نفی اثبات آتی ہے تو اس آیت کریمہ میں اَلَا کے بعد تُقَاتِلُوْنَ آیا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مقاتلہ کا حکم ہے اس قوم سے جو عہد شکنی کرے جیسے صلح حدیبیہ کا عہد توڑنے والے مشرک اور مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کرنے والے ان سے مقاتلہ کرنے کا حکم ہے۔

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔اور آمادہ ہوئے ہمارے رسول کے نکالنے پر جیسا کہ دارالندوہ میں مجلس شوریٰ منعقد کی تھی۔جس کا مفصل حال پہلے رکوع چہارم سورۃ انفال میں بیان ہو چکا ہے۔

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾۔

اور وہ پہل کر کے تم پر آئے پہلی مرتبہ کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان والے ہو۔

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ۙ وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۵﴾

لڑو ان سے عذاب دے گا اللہ تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا قتل وقید کرا کے اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور ایمان والوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا۔چنانچہ یہ تمام بشارتیں پوری ہوئیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سچی ہوئی اور اس سے صداقت نبوت پر برہان قائم ہوا۔اور اللہ عزوجل جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بعض اہل مکہ کفر سے توبہ کریں گے۔چنانچہ ابوسفیان۔

www.waseemziyai.com

عکرمہ بن ابی جہل۔ سہیل بن عمرو مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ علم وحکمت والا ہے اور اپنی حکمت کے ماتحت ہی جسے چاہے ہدایت کی طرف لائے اور جسے چاہے گمراہی پر چھوڑے۔ اب عنوان جدید کے ساتھ ارشاد ہے۔

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلِيۡجَةً ‌ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے یعنی اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور مخلص وغیر مخلص میں تمیز پیدا کریں۔ اس سے مقصد مسلمانوں کو موالات مشرکین سے روکنا اور انہیں مسلمانوں کے راز پہنچانے سے منع فرمانا اور پوری طرح محتاط رہنا ہے۔

وَلِيۡجَةً۔ عربی زبان میں اور محاورہ عرب میں بطانۃ اور ہم راز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ اور یہ ولوج سے مشتق ہے یہ دخول کے معنی میں مستعمل ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَ كُلَّ شَيْءٍ اَدْخَلْتَهُ فِيْ شَيْءٍ وَ لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ وُلُوجٌ وَوَلِيْجَةٌ۔

اور ہر وہ شے جو کسی شے میں داخل کی جائے اور وہ اس سے غیر ہو اسے ولوج کہتے ہیں۔ تو چونکہ مشرکین مسلمین سے علیحدہ ہیں۔ انہیں ہمراز بنانا ایسا ہے جیسے ولوج الشی فی غیر شئ ہو۔

اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ لہٰذا اس سے ڈرتے رہو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

مَا كَانَ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يَّعۡمُرُوۡا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ بِالۡكُفۡرِ‌ ؕ اُولٰٓٮِٕكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ۖۚ وَفِى النَّارِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۷﴾

نہیں ہے مشرکوں کو یہ حق کہ آباد کریں مسجدیں اللہ کی گواہی دیتے ہوئے اپنے نفس پر کفر کی تو یہ تو وہ ہیں جن کا سب کیا دھرا حبط اور رائیگاں ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ‌ فَعَسٰۤى اُولٰٓٮِٕكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۸﴾

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو ایمان لائیں اللہ پر اور قیامت پر اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور نہ ڈریں سوا اللہ کے کسی سے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت میں ہوں۔

اَجَعَلۡتُمۡ سِقَايَةَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَةَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ كَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۹﴾

کیا تم نے حاجیوں کے لئے سبیل لگانا اور تعمیر مسجد حرام کرنے کو ایمان والوں کے برابر کر لیا جو اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کو مان لیا اور جہاد فی سبیل اللہ کریں وہ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں

دیتا۔

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کیا مال اور جان کے ساتھ یہ بڑے درجے والے ہیں اللہ کے نزدیک اور یہی مراد کو پہنچے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ ﴿۲۱﴾

بشارت ہے انہیں ان کے رب کی رحمت و رضوان کی اور ان باغوں کی کہ ان کے لئے اس میں دوامی نعمت ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ہمیشہ اس میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اے ایمان والو اپنا دوست نہ بناؤ اپنے باپ اور بھائیوں کو اگر وہ محبوب رکھیں کفر کو ایمان پر اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالمین سے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

فرما دیجئے اگر ہیں وہ تمہارے باپ یا تمہارے بیٹے یا تمہارے بھائی اور بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور مکان رہنے کے تمہاری پسند کی یہ چیزیں تمہیں محبوب ہوں اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اور جہاد کی راہ میں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسقوں کو۔

حل لغات رکوع سوم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے	لِلْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں کا حق	اَنْ۔یہ کہ
يَّعْمُرُوْا۔تعمیر کریں	مَسٰجِدَ۔مسجدیں	اللّٰهِ۔اللہ کی	شٰهِدِيْنَ۔گواہی دیتے ہوئے
عَلٰٓى۔اوپر	اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں کے	بِالْكُفْرِ۔کفر کی	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں
حَبِطَتْ۔کہ ضائع ہوئے	اَعْمَالُهُمْ۔ان کے عمل	وَ۔اور	فِيْ۔بیچ
النَّارِ۔آگ کے	هُمْ۔وہ	خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں	
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	يَعْمُرُ۔تعمیر کرتا ہے	مَسٰجِدَ۔مسجدیں	اللّٰهِ۔اللہ کی
مَنْ۔جو	اٰمَنَ۔ایمان لایا	بِاللّٰهِ۔ساتھ اللہ کے	وَ۔اور
الْيَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔آخرت کے	وَ۔اور	اَقَامَ۔قائم کی

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

الصَّلٰوۃَ۔نماز	وَاٰتَی۔اوردی	الزَّکٰوۃَ۔زکوٰۃ	وَ۔اور
لَمْ۔نہ	یَخْشَ۔ڈرا	اِلَّا۔مگر	اللّٰہَ۔اللہ سے
فَعَسٰٓی۔توقریب ہے	اُولٰٓئِکَ۔یہ لوگ ہیں	اَنْ۔یہ کہ	یَّکُوْنُوْا۔ہوں
مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ۔ہدایت والوں سے		اَ۔کیا	جَعَلْتُمْ۔بنایاتم نے
سِقَایَۃَ۔پانی پلانا	الْحَآجِّ۔حاجیوں کا	وَ۔اور	عِمَارَۃَ۔تعمیر کرنا
الْمَسْجِدِ۔مسجد	الْحَرَامِ۔حرام کا	کَمَنْ۔جیسے وہ کہ	اٰمَنَ۔ایمان لایا
بِاللّٰہِ۔ساتھ اللہ کے	وَ۔اور	الْیَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔آخرت کے
وَ۔اور	جٰھَدَ۔جہاد کیا	فِیْ۔بیچ	سَبِیْلِ۔راہ
اللّٰہِ۔اللہ کے	لَا۔نہیں	یَسْتَوٗنَ۔برابر	عِنْدَ۔نزدیک
اللّٰہِ۔اللہ کے	وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ	لَا۔نہیں
یَھْدِی۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم	الظّٰلِمِیْنَ۔ظالم کو	اَلَّذِیْنَ۔جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	ھَاجَرُوْا۔ہجرت کی	وَ۔اور
جٰھَدُوْا۔جہاد کیا	فِیْ۔بیچ	سَبِیْلِ۔رستے	اللّٰہِ۔اللہ کے
بِاَمْوَالِھِمْ۔اپنے مالوں	وَ۔اور	اَنْفُسِھِمْ۔اپنی جانوں سے	اَعْظَمُ۔بہت بڑے ہیں
دَرَجَۃً۔درجے میں	عِنْدَ۔نزدیک	اللّٰہِ۔اللہ کے	وَ۔اور
اُولٰٓئِکَ۔یہ	ھُمُ۔وہی ہیں	الْفَآئِزُوْنَ۔کامیاب	یُبَشِّرُ۔خوشخبری دیتا ہے
ھُمْ۔ان کو	رَبُّھُمْ۔ان کارب	بِرَحْمَۃٍ۔رحمت	مِّنْہُ۔اپنی کی
وَ۔اور	رِضْوَانٍ۔رضامندی کی	وَّ۔اور	جَنّٰتٍ۔جنت
لَّھُمْ۔ان کے لئے	فِیْھَا۔اس میں	نَعِیْمٌ۔نعمتیں ہیں	مُّقِیْمٌ۔قائم
خٰلِدِیْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں		فِیْھَآ۔اس میں	اَبَدًا۔ہمیشہ تک
اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ	عِنْدَ۔نزدیک	ہٗٓ۔اس کے
اَجْرٌ۔اجر ہے	عَظِیْمٌ۔بہت بڑا	یٰٓاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہ	تَتَّخِذُوْٓا۔بناؤ	اٰبَآءَ۔باپ دادا
کُمْ۔اپنے کو	وَ۔اور	اِخْوَانَکُمْ۔اپنے بھائیوں کو	اَوْلِیَآءَ۔دوست
اِنِ۔اگر	اسْتَحَبُّوا۔پسند کریں	الْکُفْرَ۔کفرکو	عَلَی۔اوپر
الْاِیْمَانِ۔ایمان کے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	یَّتَوَلَّھُمْ۔دوست رکھے ان کو
مِّنْکُمْ۔تم میں سے	فَاُولٰٓئِکَ۔تو یہ لوگ	ھُمُ۔وہی ہیں	الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم
قُلْ۔کہہ دو	اِنْ۔اگر	کَانَ۔ہیں	اٰبَآؤُ۔باپ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

كُمْ۔تمہارے	وَ۔اور	اَبْنَآؤُ۔بیٹے	كُمْ۔تمہارے
وَ۔اور	اِخْوَانُكُمْ۔بھائی تمہارے	وَ۔اور	اَزْوَاجُكُمْ۔بیویاں تمہاری
وَ۔اور	عَشِيْرَتُكُمْ۔کنبہ تمہارا	وَ۔اور	اَمْوَالُ۔مال جو
اقْتَرَفْتُمُوْ۔کمایا تم نے	هَا۔اس کو	وَ۔اور	تِجَارَةٌ۔تجارت
تَخْشَوْنَ۔کہ ڈرتے ہو	كَسَادَ۔نقصان	هَا۔اس کے سے	وَ۔اور
مَسٰكِنُ۔مکان	تَرْضَوْنَهَآ۔کہ پسند کرتے ہواس کو		اَحَبَّ۔زیادہ پیارے
اِلَيْكُمْ۔تم کو	مِّنَ اللهِ۔اللہ سے	وَ۔اور	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول سے
وَ۔اور	جِهَادٍ۔جہاد سے	فِيْ۔بیچ	سَبِيْلِهٖ۔اس کے راہ کے
فَتَرَبَّصُوْا۔تو انتظار کرو	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَاْتِيَ۔لے آئے	اللهُ۔اللہ
بِاَمْرِهٖ۔فیصلہ اپنا	وَ۔اور	اللهُ۔اللہ	لَا۔نہیں
يَهْدِي۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم	الْفٰسِقِيْنَ۔بدکار کو	

مختصر تفسیر اردو رکوع سوم-سورۃ توبہ-پ ١٠

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللهِ۔ مشرکوں کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔

یہاں مسجدوں سے مراد وہ مسجد حرام ہے جو کعبہ مکرمہ میں ہے اور مسجد کو بصیغہ مساجد اللہ جو جمع کے صیغہ سے فرمایا ہے وہ تعظیماً ہے۔ اس لئے کہ مسجد حرام تمام مساجد کا قبلہ ہے۔ اس کا آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کو آباد کرنے والا۔

دوسری وجہ صیغہ جمع کے استعمال کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہر بقعہ مسجد حرام کا مسجد ہے اور

تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مسجد سے مراد جنس ہو اور کعبہ معظّمہ اس میں داخل ہو کیونکہ وہ اس جنس کا صدر ہے چنانچہ شان نزول سے بھی یہی امر واضح ہوتا ہے۔

کفار قریش سے صنادید کی ایک جماعت جو معرکہ بدر میں گرفتار ہوئی۔ ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا بھی تھے۔ انہیں صحابہ کرام علیہم رضوان نے شرک پر عار دلائی اور حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ نے تو خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آنے پر سخت ست کہا۔ حضرت عباس کہنے لگے کہ علی تم ہماری برائیاں تو بیان کررہے ہو مگر ہماری خوبیاں چھپاتے ہو آپ نے فرمایا برائیوں کے مقابلہ میں آپ کی کچھ خوبیاں جو ہیں وہ ظاہر کرو۔

حضرت عباس بولے ہم لوگ تم سے اس بنا پر افضل ہیں کہ ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں کعبہ کی خدمت کرتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اسیروں کو رہا کراتے ہیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں صاف بیان فرمادیا گیا کہ مشرکوں کو مسجدیں آباد کرنے کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ اس لئے کہ مسجدیں آباد کی جاتی ہیں اللہ کی عبادت کے لئے تو جو خدا کا بھی منکر ہو اور اس کے ساتھ کفر کررہا ہو وہ مسجد آباد ہی نہیں کرسکتا۔ پھر مسجد آباد کرنے میں بھی چند قول ہیں۔

اول یہ کہ مسجد تعمیر کرنا۔ اس کی عمارت بلند کرنا اس کی مرمت کرنا ان کاموں سے شرعاً کافر کو روکا جائے گا۔

MARKAZ UL ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دوسرا پہلو یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونا۔ اس میں بیٹھنا مراد ہو یہ بھی بالخصوص مسجد حرام میں کافر کے لئے ممنوع ہے جیسا کہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ سے واضح ہے۔

ملخصا من روح المعانی۔

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ۔ خود وہ اپنے نفس پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔

اور بت پرستی کرتے ہیں جو مومن اور مشرک میں مابہ الامتیاز ہے۔ بت پرستی کرنے والا مشرک ہے اور توحید کا اعلان کرنے والا مومن۔ تو مشرک مومن نہیں ہوسکتا اور دونوں صفت شرک اور توحید ایک جگہ مجتمع نہیں ہوسکتیں کہ آدمی مشرک بھی ہو اور موحد بھی۔ پھر مشرک عبادتخانہ توحید کو کیسے آباد کرسکتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ۔ یعنی یہ لوگ جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ قیدیوں کو رہا کراتے ہیں اور نیکی کے دعویدار ہیں چونکہ یہ لوجہ اللہ نہیں اس لئے ان کے اعمال اکارت ہیں۔

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۱۷۔ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے۔ اس لئے کہ کافر کے اعمال صالح بحالت کفر مقبول نہیں بنا بریں سقایہ حجاج اور ان کی مہمانداری اور خدمت اور قیدیوں کو رہا کرانا اگرچہ فعل مستحسن ہے۔ لیکن اگر کافر کرے تو سب غیر مقبول اور مردود البتہ مومن اگر کرے تو ماجور و مقبول ہے حتیٰ کہ صاف لفظوں میں آل عمران کے آخر میں تیسرے پارہ کے ارشاد ہے فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱۔ پھر حصر انفراد فرما کر ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔

اللہ کی مسجدیں وہی تعمیر کرتے ہیں اور انہیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اس آیت میں یہ واضح فرمایا گیا کہ مساجد کو آباد کرنے کے حقدار صرف اور صرف مومن ہیں۔

اور عمارت مسجد کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کی مرمت۔ اس کی صفائی اور تزئین کی جائے نہ کہ نمازی کا دل حضور قلب سے غافل ہو۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالْعِمَارَةِ مَا يَعُمُّ مَرَمَّتَهٗ مَالَزِمَ هُنَا وَتَنْطِيفَهَا وَ تَزْيِينَهَا بِالْعَرْشِ لَا عَلٰى وَجْهٍ يَشْغَلُ قَلْبَ الْمُصَلِّي عَنِ الْحُضُوْرِ۔

اور مسجد میں روشنی چراغوں سے یہ بھی مقتضائے ایمان ہے اور مداومت عبادت پر علوم دینیہ کا درس وغیرہ بھی اسی ایمان کی تعریف میں ہے۔

وَ تَنْوِيْرُ هَا بِالسُّرُجِ وَ لَوْلَمْ هُنَاكَ مَنْ يَسْتَضِيْئُ بِهَا وَاِدَامَتُهٗ لِلْعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ وَ دَرَاسَتُهُ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِيَةِ فِيْهَا وَ نَحْوِ ذٰلِكَ۔

اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کھاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ قَدرُوِیَ عَنهُ عَلَیهِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ اَلحَدِیثُ فِی المَسجِدِ یَاکُلُ الحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ البَھِیمَۃُ الحَشِیشَ۔

طبرانی سے بہ سند صحیح سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کر کے اپنے گھر سے مسجد میں آئے وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے کے مرتبہ میں ہے اور زائرالٰہی کے لئے یہ ضرور ہے کہ اس کا اکرام کیا جائے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَن تَوَضَّاَ فِی بَیتِہٖ ثُمَّ اَتَی المَسجِدَ فَھُوَ زَائِرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ حَقٌّ عَلَی المَزُورِ اَن یُکرِمَ الزَّائِرَ۔

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَن اَسرَجَ فِی مَسجِدٍ سِرَاجًا لَم تَزَلِ المَلٰئِکَۃُ وَ حَمَلَۃُ العَرشِ یَستَغفِرُونَ لَہٗ مَادَامَ فِی ذٰلِکَ المَسجِدف ضَوءُہٗ۔

جو مسجد میں چراغ جلا دے تو اس وقت تک برابر ملائکہ اور حاملین عرش اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک مسجد میں روشنی رہے۔

ایک حدیث میں ہے وَ خَرَاجُ لُقَمَامَۃِ مِنَ المَسجِدِ مُھُورُ الحُورِ العِینِ مسجد میں جھاڑو دینا حوران بہشتی کا مہر ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مسجدیں بھی اسی اجر کی موجب ہیں جو راستہ میں بنا دی جاتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کا بھی یہی اجر ہے۔

مَن بَنَی لِلّٰہِ مَسجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیتًا فِی الجَنَّۃِ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَ ھٰذَا المَسَاجِدُ الَّتِی تُبنٰی فِی الطُّرُقِ فَقَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَ ھُنَ المَسَاجِدُ الَّتِی تُبنٰی فِی الطَّرُقِ۔

صبح وشام مسجد کی طرف جانا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ روح المعانی

اس آیت سے یہ بھی مستفاد ہوگیا کہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جس کے ذریعہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت حاصل ہو اس پر ایمان لانا بھی شرط ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ اور اگر فرمایا اور اس کے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی نبوت ہو تو اس میں اور ایک مشرک مرتد میں کوئی فرق نہیں۔

علیٰ ہذا القیاس قرآن مبین پر بھی ایمان لانا شرط ایمان ہے اگر کوئی قرآن کریم کو محرف مان کر ایمان لائے اور اس کی آیتوں میں تحریف کا عقیدہ رکھے تو وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ ۝۱۸۔

اور نہ ڈرے کسی سے سوا اللہ کے قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ جماعت میں ہوں۔ اس لئے کہ رضاء الٰہی عزوجل کے مقابلہ میں کسی کے خوف کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے یہی معنی اللہ عزوجل سے ڈرنے کے ہیں۔ اب آگے ارشاد ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ۘ

تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

خلاصہ یہ کہ مشرک کی خدمت مسافرین اور ان کی خدمت وغیرہ انہیں کسی طرح مسلمان کے برابر نہیں کر سکتیں بلکہ کفار اور مومنین میں توازن کی کوئی نسبت ہی نہیں نہ ان کے اعمال کو مومنین کے اعمال سے کوئی نسبت۔ اس لئے کہ اعمال کفار رائیگاں ہیں خواہ وہ حاجیوں کے لئے سبیل لگائے خواہ مسجد حرام کی خدمت کرے ان کے اعمال کو مومنین کے اعمال کے مقابل مساوی کہنا ہی ظلم ہے آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

بدر میں جب حضرت عباس گرفتار ہوئے تو انہوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم لوگ اسلام اور ہجرت اور جہاد میں ہم سے سبقت لے گئے لیکن ہمیں بھی کوئی شرف حاصل ہے اور وہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیل لگانا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ جو عمل ایمان کے بغیر ہو وہ بیکار ہے (روح المعانی) اس کے بعد فضائل صحابہ مہاجرین علیہم رضوان بیان فرمائے گئے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے یہ بلند درجہ ہیں اللہ کے نزدیک اور وہی فائز المرام ہیں۔ یعنی سب سے بڑا درجہ ان کا ہے اور انہیں کو دنیا و آخرت میں سعادت حاصل ہے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ان کا رب انہیں بشارت دیتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضامندی کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دوامی نعمت ہے۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

اور یہ اعلیٰ ترین بشارت ہے اس لئے کہ رب العزت جلت مجدہ وعز اسمہ کی رحمت و رضا حاصل کرنا عبد صادق کا بڑا مقصد ہے اور یہی مومن کی مراد ہے۔

نعیم مقیم۔ دوامی راحت و رحمت اور غیر معمولی نعمتیں ہوں گی۔ خلود کے معنی ہیں طویل مدت اس کے بعد رشتہ و قرابت سے مقدم اسلام و ایمان کی شان ظاہر فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ محبوب رکھیں کفر کو ایمان پر اور جو تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہی ظالم ہے۔

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

جب مشرکین سے ترک موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گزرا اور وہ کہنے لگ گئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے
باپ بھائی وغیرہ اقرباء سے ترک تعلق کرلیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ کفار سے موالات کسی طرح 4
جائز نہیں اور ایمان کے مقابلہ میں کسی رشتہ اور قرابت کو ترجیح دینا بے ایمانی ہے چنانچہ اس کے ساتھ ہی اور واضح لفظوں میں
مفصل حکم ہوا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ (۲۴)۔

فرما دیجئے اگر ہوں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کما کر جمع کیا اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خوف ہے اور وہ مکان جو تمہارا پسندیدہ ہیں یہ سب محبوب ہیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو کبھی راہ نہیں دیتا۔

آیت متلوہ میں غیر مبہم الفاظ میں بیان فرما دیا کہ اللہ اور اس کے حبیب اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبت اگر باپ بیٹے بیوی اقرباء سے ہو یا مال ومنال جائیداد جاگیر سے ہو یا اپنے تجارتی معاملات سے ہو تو حکم الٰہی یعنی عذاب کا انتظار کرو وہ عذاب جلدی آئے یا تعویق وتاخیر سے اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ دین کی محافظت میں دنیا کی ہر مصیبت ومشقت برداشت کرنا مسلمان کا فرض ہے خواہ وہ مصائب قید و بند کے ہوں یا نقصان جان ومال کے۔ مختصر یہ کہ اللہ ورسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات اصلاً قابل التفات نہیں ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنا اور اعلاء کلمۃ الحق میں پیش پیش رہنا محبت خدا ورسول اور ایمان کی دلیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا تَوْفِیْقَ طَاعَتِکَ وَ اِطَاعَةَ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم - سورۃ توبہ - پ ۱۰

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ (۲۵)

بے شک مدد کی اللہ نے تمہاری بہت جگہ اور حنین کے دن جب اترائے تھے تم اپنی کثرت پر تو نہ مستغنی کیا تمہیں کسی چیز نے اور زمین تم پر تنگ ہوگئی باوجود وسیع ہونے کے پھر تم بھاگ پڑے پیٹھ دے کر۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ

پھر نازل کیا اللہ نے تم پر سکون اور اپنے رسول پر اور مومنین پر۔

وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ (۲۶)

اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہیں دیکھے۔ اور عذاب دیا ان کافروں کو اور یہ بدلہ ہے ان کافروں کا۔

MARKAZ-UL-OLOOM-I ISLAMIA ACADEMY

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

پھر رجوع فرمایا اللہ نے بعد اس کے جس پر چاہا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو مشرک تو نجس ہی ہیں تو نہ قریب ہوں مسجد حرام سے بعد اس برس کے اور اگر تمہیں خوف محتاجی کا ہو تو عنقریب غنی کر دے گا اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

مقاتلہ کرو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے جسے حرام کیا اللہ اور رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوئے وہ جنہیں کتاب دی گئی جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں اور ذلت تسلیم نہ کریں۔

حل لغات رکوع چہارم-سورۃ توبہ-پ ۱۰

لَقَدْ-بے شک	نَصَرَ-مدد کی	كُمُ-تمہاری	اللّٰهُ-اللہ نے
فِیْ-بیچ	مَوَاطِنَ-جگہوں	كَثِيْرَةٍ-بہت کے	وَّ-اور
يَوْمَ-دن	حُنَيْنٍ-حنین کے	اِذْ-جب	اَعْجَبَتْكُمْ-پسند آئی تم کو
كَثْرَتُكُمْ-تمہاری کثرت	فَلَمْ-تو نہ	تُغْنِ-کام آئی	عَنْكُمْ-تمہارے
شَيْئًا-کچھ بھی	وَّ-اور	ضَاقَتْ-تنگ ہوگئی	عَلَيْكُمُ-تم پر
الْاَرْضُ-زمین	بِمَا-باوجود	رَحُبَتْ-فراخ ہونے کے	ثُمَّ-پھر
وَلَّيْتُمْ-پھر گئے تم	مُّدْبِرِيْنَ-پیٹھ دے کر	ثُمَّ-پھر	اَنْزَلَ-اتاری
اللّٰهُ-اللہ نے	سَكِيْنَتَهٗ-اپنی تسلی	عَلٰى-اوپر	رَسُوْلِهٖ-اپنے رسول کے
وَ-اور	عَلَى-اوپر	الْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں کے	وَ-اور
اَنْزَلَ-اتارا	جُنُوْدًا-ایسا لشکر کہ	لَّمْ-نہ	تَرَوْ-دیکھا تم نے
هَا-اس کو	وَ-اور	عَذَّبَ-سزا دی	الَّذِيْنَ-ان کو جو
كَفَرُوْا-کافر ہیں	وَ-اور	ذٰلِكَ-یہی ہے	جَزَآءُ-بدلہ
الْكٰفِرِيْنَ-ظالموں کا	ثُمَّ-پھر	يَتُوْبُ-پھر آیا	اللّٰهُ-اللہ
مِنْۢ بَعْدِ-بعد	ذٰلِكَ-اس کے	عَلٰى-اوپر	مَنْ-جس کے
يَّشَآءُ-چاہے	وَ-اور	اللّٰهُ-اللہ	غَفُوْرٌ-بخشنے والا

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

رَّحِیْمٌ۔مہربان ہے	یٰٓاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو
اِنَّمَا۔اس کے سوانہیں کہ	الْمُشْرِکُوْنَ۔مشرک	نَجَسٌ۔پلید ہیں	فَلَا۔تو نہ
یَقْرَبُوا۔قریب جائیں	الْمَسْجِدَ۔مسجد	الْحَرَامَ۔حرام کے	بَعْدَ۔بعد
عَامِهِمْ۔سال اپنے	ھٰذَا۔اس کے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
خِفْتُمْ۔ڈرو تم	عَیْلَةً۔تنگدستی سے	فَسَوْفَ۔تو جلدی	یُغْنِیْکُمُ۔غنی کردے گا تم کو
اللّٰهُ۔اللہ	مِنْ فَضْلِهٖٓ۔اپنے فضل سے	اِنْ۔اگر	شَآءَ۔چاہے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	عَلِیْمٌ۔جاننے والا	حَکِیْمٌ۔حکمت والا ہے
قَاتِلُوا۔لڑائی کرو	الَّذِیْنَ۔ان سے جو	لَا۔نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے
بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور	لَا۔نہ	بِالْیَوْمِ۔دن
الْاٰخِرِ۔پچھلے پر	وَ۔اور	لَا۔نہیں	یُحَرِّمُوْنَ۔حرام جانتے
مَا۔اسے جس کو	حَرَّمَ۔حرام کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور
رَسُوْلُهٗ۔اس کے رسول نے	وَ۔اور	لَا۔نہیں	یَدِیْنُوْنَ۔دین قبول کرتے
دِیْنَ۔دین	الْحَقِّ۔سچا	مِنَ الَّذِیْنَ۔ان سے جو	اُوْتُوا۔دیئے گئے
الْکِتٰبَ۔کتاب	حَتّٰی۔یہاں تک کہ	یُعْطُوا۔دیں	الْجِزْیَةَ۔جزیہ
عَنْ یَّدٍ۔اپنے ہاتھ سے	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	صٰغِرُوْنَ۔ذلیل ہوں

مختصر تفسیر اردو رکوع چہارم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ﴿۲۵﴾

بے شک مدد کی تمہاری اللہ نے بہت سے مقامات پر اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو تمہاری کثرت نے مغرور کر دیا تھا پھر تمہاری کثرت نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا۔یا تمہاری کثرت دشمن کے معاملہ میں کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخ ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگے۔

بے شک مدد کی تمہاری اللہ نے بہت سے مقام پر یعنی حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں تو مسلمانوں کو کافروں پر بارہا غلبہ عطا فرمایا۔بدر میں۔قریظہ میں۔نضیر میں۔حدیبیہ میں۔خیبر میں اور فتح مکہ میں اور یوم حنین میں جبکہ مسلمان اپنی کثرت پر اترانے لگے تھے تو وہ اترانا ان کے کچھ کام نہ آیا۔

حنین طائف کے قریب ایک وادی ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے یہاں فتح مکہ کے چند روز بعد ہی قبیلہ ہوازن وثقیف سے جنگ ہوئی تھی اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار سے بھی زائد تھی اور مشرکین ہوازن وثقیف چار ہزار تھے۔جس وقت دونوں لشکر مقابل آئے تو مسلمانوں میں سے کسی نے اپنی اکثریت پر نظر ڈالتے ہوئے کہہ دیا کہ یہاں ہم ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بعض کہتے ہیں یہ کہنے والے سلمہ بن سلام یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ کلمہ حضور سید عالم ﷺ کو ناگوار گزرا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اعانت ونصرت پر بھروسہ رکھتے تھے حضور ﷺ نے کبھی قلت وکثرت کو سبب فتح وشکست نہیں مانا۔ چنانچہ بدر میں تین سو تیرہ کے ساتھ ہزار بارہ سو مسلح کے مقابل ڈٹ گئے اور منجانب اللہ فتح پائی۔ غرضیکہ جنگ شروع ہوئی اور شدید قتال ہوا حتیٰ کہ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ پڑے ادھر مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے اس غفلت سے بھاگے ہوئے مشرکین نے فائدہ اٹھایا اور تیروں کی بارش مسلمانوں پر کرنی شروع کر دی۔ قبیلہ ہوازن اور ثقیف تیز اندازی میں مشہور تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وَلَّوا مُدْبِرِيْنَ کا نقشہ کھنچ گیا۔ لشکر اسلام بھاگ پڑا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر اور عمر اور حضرت علی اور ربیعہ بن حرث اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور ایمن بن عبید۔ حضرت عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے ابن عم ابوسفیان بن حرث اور ان کے بیٹے جعفر کل دس آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا۔

حضور ﷺ نے اپنا مرکب شہباء (شہباء خچر کا نام تھا) کفار کی طرف بڑھایا اور اپنے چچا عباس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں۔ چنانچہ آپ نے بتعمیل حکم لوگوں کو پکارا اور لوگ لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے پھر مقابلہ آرائی شروع ہوئی جب خوب گھمسان ہونے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس میں ایک مٹھی سنگریزے لے کر کفار کی طرف پھینکے۔ سنگریزوں کے پھینکتے ہی کفار بھاگ پڑے اور مسلمانوں کو فتح عظیم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غنائم مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ پر ایک رباعی فرمائی۔

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْحَرْبِ تِسْعَةٌ وَقَدْ فَرَّمَنْ قَدْ فَرَّمِنْهُمْ وَاَقْشَعُوْا

وَعَاشِرُنَا لَاقِي الْحَمَامَ بِنَفْعِهٖ بِمَا مَسَّهٗ فِي اللّٰهِ لَا يَتَوَ جَّعُ

آپ فرماتے ہیں اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اس شان سے نظر آئی کہ عقلیں حیران رہ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے خچر شہباء کو کفار کی طرف بڑھاتے ہوئے یہ رجز فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اور حضرت عباس بہ حکم سرکار ان لفظوں میں لشکر کے لوگوں کو پکار رہے تھے **یا عباد اللہ** اے اللہ کے بندو **یا اصحاب الشجرۃ** اے شجرہ پر بیعت کرنے والو **یا اصحاب سورۃ البقرۃ** اے سورہ بقر والو۔ یہ آواز سنتے ہی سب لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے۔ (روح المعانی)

یہ واقعہ ہے جس کی طرف آیہ کریمہ میں اشارہ ہے۔ مواطن۔ موطن کی جمع ہے۔ عربی میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لوگ ٹھہریں۔ (روح المعانی)

مواطن کثیرہ سے مراد غزوہ بدر۔ قینقاع۔ احزاب اور بنونضیر کی لڑائیاں اور فتح مکہ ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔

اور تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجود وسیع ہونے کے پھر تم پیٹھوں کے بل پلٹ گئے۔ پھر نازل کیا اللہ نے سکینہ اپنے رسول پر

www.waseemziyai.com

اور مومنین پر بمارحبت کے معنی وسعت کے ہیں یعنی باوجود وسیع ہونے کے زمین تم پر تنگ ہوگئی اور مدبرین کے معنی منہزمین ہیں یعنی ایسے پاؤں اکھڑے کہ بے اختیار بھاگ پڑے اور ایسا فرار فرار نہیں کہلاتا۔ اگرچہ گناہ ضرور تھا مگر منافی ایمان نہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ تو گویا یہ فرار بے اختیار تھا اور بااختیار فرار پر غضب کا وعید ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ۔ (پ۹ انفال رکوع ۲)

تو ثابت ہوا بااختیار زحف سے پیٹھ دے کر بھاگنا اور ہے اور بلا اختیار جبلی طور پر پاؤں اکھڑ جانا اور ہے چنانچہ بلا اختیار پاؤں اکھڑ جانے پر انزال سکینہ بھی ہوا اور ان مفرورین کو مومنین فرمایا گیا پھر ان کی اعانت کے لئے ارشاد ہوا۔

وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾۔

اور وہ لشکر اتارے جو تم ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور یہی سزا کفار کی ہے۔

یہاں جس لشکر کے اتارنے کی خبر ہے وہ ابلق گھوڑوں پر لباس سفید میں ملبوس ملائکہ علیہم السلام تھے۔ جن کے سروں پر عمامے تھے اور کفار نے اس لشکر کو جب دیکھا تو مرعوب ہو کر بھاگ نکلے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حنین کے دن اللہ نے اپنے رسول کی امداد پانچ ہزار نشاندار فرشتوں کو بھیج کر کی اور یہ لشکر صرف شوکت اسلام بڑھانے کے لئے ہی بھیجا گیا تھا ملائکہ نے قتال تو صرف میدان بدر ہی میں کیا تھا۔ پھر عذاب یہ آیا کہ کفار گرفتار ہوئے اور ان کے عیال و اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پھر ارشاد ہے۔

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

پھر توفیق توبہ دے گا اللہ بعد اس کے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ چنانچہ قبیلہ ہوازن کے بقیہ لوگوں کو توفیق توبہ عطا ہوئی اور وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسیروں کو رہائی عطا فرمائی۔

اب مشرکین کے متعلق خاص حکم ہو رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ اے ایمان والو مشرکین تو نرے نجس ہیں۔

ان کا باطن بھی نجس ہے اور ظاہر بھی نجس اس لئے کہ وہ نہ طہارت کرتے ہیں اور نہ ہی وہ نجاستوں سے بچتے ہیں۔

فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ۔ تو وہ مسجد حرام کے پاس بھی نہ آنے پائیں اس سال کے بعد۔

ان کا حج حج نہیں اور ان کا عمرہ عمرہ نہیں لہٰذا کسی نیت سے بھی اس سال کے بعد نہ آنے پائیں اس سال سے مراد ۹ ھ ہے اور مشرکین کے نہ آنے پائیں کے یہ معنی ہیں کہ انہیں روکا جائے چنانچہ آج چودھویں صدی تک تو بحمدہ تعالیٰ اس حکم کی مکمل تعمیل ہو رہی ہے کہ مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکے اور ان شاء اللہ عزوجل تا قیام قیامت یہ حکم بدستور رہے گا لیکن چونکہ مشرکین کو حج و عمرہ اور مسجد حرام میں آنے سے روکنا موجب نقصان مال اور تجارت تھا۔ چنانچہ اہل مکہ کو اس خطرے کے ماتحت تعمیل حکم بار گزرا تو حکم آیا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾۔

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اگر تمہیں خوف تنگی اور محتاجی کا ہے تو عنقریب اللہ تمہیں غنی اور دولت مند فرمادے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غنی کر دیا بارشیں خوب ہوئیں۔ پیداوار کثرت سے ہوئی۔

مقاتل کہتے ہیں بعد میں خطبہ کے یمن کے لوگ مسلمان ہو گئے انہوں نے اہل مکہ پر اپنی دولت خرچ کی اور ان شاء یعنی اگر چاہے فرما کر یہ تعلیم دی گئی کہ بندے کو چاہئے کہ طلب خیر اور دفع آفات کے لئے ہمیشہ بارگاہ الوہیت میں دست بدعا رہے اور تمام امور کو موقوف بہ مشیت جانے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تمام امور اسی کے علم و حکمت کے ماتحت ہیں۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

جو اہل کتاب نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخرت پر اور نہ اس چیز کو حرام سمجھتے ہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا اور نہ حق دین اختیار کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ پیش کریں۔

اس آیت میں جہاد کا حکم دیا گیا کہ مقاتلہ کرو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و تنزیہات کو مانے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں اسے اس کی طرف نسبت نہ کرے۔

بعض مفسرین نے اسے اور واضح کیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے رسولوں پر بھی ایمان لائے حتیٰ کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو بہ حیثیت نبی آنے کا اعتقاد کرنے والے کو مرتد جانے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محض نزول کے اعتبار سے مانے نہ کہ بعثت کی حیثیت سے یعنی ان کا نازل ہونا اور امت مصطفیٰ بن کر آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی امام مہدی علیہ الرحمۃ کی اقتداء میں نماز کو پڑھنا تسلیم کرے نہ کہ بحیثیت نبی آنا۔ اور یہود و نصاریٰ اگر چہ اس تعریف ایمان میں مومن ہو سکتے تھے مگر ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجسم بجسم ہے اور اس کی شبیہ ہے اور عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح نصاریٰ حلول کے معتقد ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور شریک مانتے ہیں بنابریں وہ ایمان والوں میں شمار نہیں ہو سکتے اور جو کسی ایک نبی علیہ السلام کی تکذیب کرے وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا نہیں اور یہود و نصاریٰ تو بہت سے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

شان نزول

آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روم سے جہاد فرمانے کا حکم ہوا اور اس آیت کے نزول کے بعد غزوۂ تبوک ہوا۔ کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے قبائل قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی تھی مگر اس حکم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد فرمایا۔ چنانچہ یہ پہلا جزیہ ہے جو مسلمانوں کو ملا اور یہ پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی۔

اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے اللہ نے حرام کیا اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو

www.waseemziyai.com

کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر یعنی توریت وانجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے اس میں تحریف کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گھڑ لیتے ہیں۔

معاہد اہل کتاب۔سے جو خراج لیا جاتا ہے اس کا نام جزیہ ہے۔جزیہ کے لغوی معنی بدلہ ہے اس سے مراد وہ شخصی ٹیکس ہے جو فی کس مقرر کر دیا گیا ہو عَنْ یَّدٍ۔سے مراد مجبور ہو کر ذلت سے ادا کرنا ہے۔

۱۔ یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں ہوتا اور

۲۔ جزیہ دینے والے کو خود اصالتاً دینا چاہئے۔

۳۔ جزیہ دینے والے کو جزیہ لا کر کھڑے ہو کر پیش کرنا چاہئے۔

۴۔ جزیہ غیر مسلم ترک۔ہندو۔اہل کتاب پر لازم ہے مشرکین عرب سے جزیہ قبول نہیں ہوگا ان کا یا قتل یا اسلام ہے۔

اسلام لانے کے بعد جزیہ ساقط ہو جاتا ہے جزیہ قائم کرنے میں یہی حکمت ہے کہ انہیں کچھ مہلت دے دی جائے تاکہ وہ محاسن اسلام اور دلائل حقہ اور قوت وصداقت دیکھ کر اسلام سے مانوس ہوں۔کتب قدیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناعت واوصاف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور یہودی کہتے ہیں عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصرانی کہتے ہیں مسیح ابن اللہ ہیں یہ بکواس ان کے منہ کی ہے بات بناتے ہیں ان کہنے والوں کی سی جو ان سے پہلے کافر تھے ہلاک کرے اللہ انہیں کیا اوندھے ہو رہے ہیں۔

اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

بنایا انہوں نے اپنے علماء اور فقراء کو رب اللہ کے سوا اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ پوجیں ایک اللہ کو نہیں کوئی معبود مگر وہی پاک ہے وہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں نور اللہ کا اپنے منہ سے اور انکار ہے اللہ کا مگر یہ کہ پورا کرے اپنا نور اگرچہ کافر برا جانیں۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

وہی وہ ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اسے سب دینوں پر اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔

www.waseemziyai.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ
الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ۳۴

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بے شک بہت سے علماء اور فقراء سے ایسے ہیں کہ کھاتے ہیں مال لوگوں کا باطل طریقہ سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور وہ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس میں سے اللہ کی راہ میں تو بشارت دیجئے انہیں دردناک عذاب کی۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا
جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا
كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُوْنَ ۳۵

جس دن تپایا جائے گا ان پر جہنم کی آگ میں پھر داغا جائے گا ان کے ماتھوں کو اور ان کی کروٹوں کو اور پیٹھوں کو یہ ہے وہ جو تم نے جمع کیا اپنے نفسوں کے لئے تو اب چکھو اس کا مزہ جو تم جمع کرتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا
تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۳۶

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں جب سے پیدا کئے آسمان اور زمین ان میں سے چار ماہ حرمت والے یہ دین ہے سیدھا تو نہ ظلم کرو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر اور مقاتلہ کرو مشرکین سے ہر وقت جیسے تم سے لڑتے ہیں ہر وقت اور جان لو بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا
لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۳۷

ان کا پیچھے ہٹانا مہینوں کا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا ہے بہکائے جاتے ہیں وہ جو کافر ہیں اور حلال قرار دیتے ہیں ایک سال اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام کئے اور حلال کرلیں اسے جو حرام کیا اللہ نے پسند آتے ہیں انہیں ان کے برے عمل اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم کفار کو۔

حل لغات رکوع پنجم ۔ سورۃ توبہ ۔ پ ۱۰

وَ ۔ اور	قَالَتِ ۔ کہا	الْيَهُوْدُ ۔ یہود نے	عُزَيْرُ ۔ عزیر
اِبْنُ ۔ بیٹا ہے	اللّٰهِ ۔ اللہ کا	وَ ۔ اور	قَالَتِ ۔ کہا
النَّصٰرٰى ۔ عیسائیوں نے	الْمَسِيْحُ ۔ مسیح	اِبْنُ ۔ بیٹا ہے	اللّٰهِ ۔ اللہ کا
ذٰلِكَ ۔ یہ	قَوْلُهُمْ ۔ ان کی بات ہے	بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ ان کے مونھوں سے	

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

يُضَاهِئُوْنَ۔مشابہ ہیں	قَوْلَ۔بات	الَّذِيْنَ۔ان لوگوں کے	كَفَرُوْا۔جو کافر ہوئے
مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے	قٰتَلَهُمُ۔برباد کرے ان کو	اللّٰهُ۔اللہ	اَنّٰى۔کہاں
يُؤْفَكُوْنَ۔پھیرے جاتے ہیں	اِتَّخَذُوْٓا۔انہوں نے بنالیا	اَحْبَارَ۔علماء	هُمْ۔اپنے کو
وَ۔اور	رُهْبَانَهُمْ۔اپنے پیروں کو	اَرْبَابًا۔رب	مِّنْ دُوْنِ۔سوا
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	الْمَسِيْحَ۔مسیح	ابْنَ۔بیٹے
مَرْيَمَ۔مریم کو	وَ۔اور	مَآ۔نہ	اُمِرُوْٓا۔حکم دیئے گئے
اِلَّا۔مگر	لِيَعْبُدُوْٓا۔یہ کہ عبادت کریں	اِلٰهًا۔معبود	وَّاحِدًا۔ایک کی
لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی
سُبْحٰنَهٗ۔پاک ہے وہ	عَمَّا۔اس سے جو	يُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہیں	يُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہیں
اَنْ۔یہ کہ	يُّطْفِئُوْا۔بجھادیں	نُوْرَ۔نور	اللّٰهِ۔اللہ کا
بِاَفْوَاهِهِمْ۔اپنے مونہوں سے	وَ۔اور	يَاْبَى۔انکار کرتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ
اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ	يُّتِمَّ۔پورا کرے	نُوْرَ۔نور
هٗ۔اپنے کو	وَ۔اور	لَوْ۔اگرچہ	كَرِهَ۔ناپسند کریں
الْكٰفِرُوْنَ۔کافر	هُوَ۔وہ	الَّذِيْٓ۔وہ ہے جس نے	اَرْسَلَ۔بھیجا
رَسُوْلَهٗ۔اپنا رسول	بِالْهُدٰى۔ہدایت	وَ۔اور	دِيْنِ۔دین
الْحَقِّ۔حق کے ساتھ	لِيُظْهِرَ۔تاکہ غالب کرے	هٗ۔اس کو	عَلَى۔اوپر
الدِّيْنِ۔دین	كُلِّهٖ۔سارے کے	وَ۔اور	لَوْ۔اگرچہ
كَرِهَ۔ناپسند کریں	الْمُشْرِكُوْنَ۔مشرک	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اِنَّ۔بے شک	كَثِيْرًا۔بہت سے	مِّنَ الْاَحْبَارِ۔مولوی
وَ۔اور	الرُّهْبَانِ۔پیر	لَيَاْكُلُوْنَ۔کھاتے ہیں	اَمْوَالَ۔مال
النَّاسِ۔لوگوں کے	بِالْبَاطِلِ۔باطل طریقے سے	وَ۔اور	يَصُدُّوْنَ۔روکتے ہیں
عَنْ سَبِيْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔خدا سے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو
يَكْنِزُوْنَ۔جمع کرتے ہیں	الذَّهَبَ۔سونا	وَ۔اور	الْفِضَّةَ۔چاندی
وَ۔اور	لَا۔نہیں	يُنْفِقُوْنَهَا۔خرچ کرتے اس کو	فِيْ۔بیچ
سَبِيْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔اللہ کے	فَبَشِّرْ۔تو بشارت دو	هُمْ۔ان کو
بِعَذَابٍ۔عذاب	اَلِيْمٍ۔دردناک کی	يَّوْمَ۔جس دن	يُحْمٰى۔گرم کیا جائے گا
عَلَيْهَا۔اس کو	فِيْ۔بیچ	نَارِ۔آگ	جَهَنَّمَ۔جہنم کے
فَتُكْوٰى۔پھر داغے جائیں	بِهَا۔اس سے	جِبَاهُهُمْ۔ان کی پیشانیاں	وَ۔اور

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

جُنُوْبُهُمْ۔ان کی کروٹیں	وَ۔اور	ظُهُوْرُ۔پیٹھیں	هُمْ۔ان کی
هٰذَا۔یہ ہے	مَا۔جو	كَنَزْتُمْ۔اکٹھا کیا تم نے	لِاَنْفُسِكُمْ۔اپنی جانوں کیلئے
فَذُوْقُوْا۔تو چکھو	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تھے تم	تَكْنِزُوْنَ۔اکٹھا کرتے
اِنَّ۔بے شک	عِدَّةَ۔گنتی	الشُّهُوْرِ۔مہینوں کی	عِنْدَ۔نزدیک
اللّٰهِ۔اللہ کے	اثْنَا۔دو	عَشَرَ۔اور دس	شَهْرًا۔مہینے
فِيْ۔بیچ	كِتٰبِ۔کتاب	اللّٰهِ۔اللہ کے	يَوْمَ۔جس دن
خَلَقَ۔پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین کو
مِنْهَآ۔اس سے	اَرْبَعَةٌ۔چار مہینے	حُرُمٌ۔حرمت والے ہیں	ذٰلِكَ۔یہ ہے
الدِّيْنُ۔دین	الْقَيِّمُ۔سیدھا	فَلَا۔تو نہ	تَظْلِمُوْا۔ظلم کرو
فِيْهِنَّ۔ان میں	اَنْفُسَكُمْ۔اپنی جانوں پر	وَ۔اور	قَاتِلُوا۔لڑائی کرو
الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں سے	كَآفَّةً۔سب مل کر	كَمَا۔جیسے	يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔لڑتے ہیں وہ
تم سے	كَآفَّةً۔سب مل کر	وَ۔اور	اعْلَمُوْٓا۔جان لو
اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	مَعَ۔ساتھ	الْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کے ہے
اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں	النَّسِیْٓءُ۔پیچھے ہٹانا	زِيَادَةٌ۔زیادتی ہے	فِي۔بیچ
الْكُفْرِ۔کفر کے	يُضَلُّ۔گمراہ ہوتے ہیں	بِهِ۔اس سے	الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	يُحِلُّوْنَهٗ۔حلال کرتے ہیں اس کو		عَامًا۔ایک سال
وَّ۔اور	يُحَرِّمُوْنَهٗ۔حرام کرتے ہیں اس کو		عَامًا۔ایک سال
لِّيُوَاطِـُٔوْا۔موافق کریں	عِدَّةَ۔گنتی	مَا۔اس کی جو	حَرَّمَ۔حرام کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	فَيُحِلُّوْا۔تو حاصل کریں	مَا۔اسے	حَرَّمَ۔(جو) حرام کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	زُيِّنَ۔خوشنما بنائے گئے	لَهُمْ۔ان کے لئے	سُوْٓءُ۔برے
اَعْمَالِهِمْ۔عمل ان کے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	لَا۔نہیں
يَهْدِي۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کو	

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ۔اور یہود کہنے لگے عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں عزیر کو ابن اللہ ماننے کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جب عزیر علیہ السلام موجود تھے اور توریت بھی موجود تھی اور تابوت بھی یہود کے پاس موجود تھا۔ یہود نے توریت پر عمل چھوڑ دیا اور توریت کو گم کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے سینہ سے توریت اٹھالی اور تابوت بھی اٹھالیا۔ حضرت عزیر نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اللہ تعالیٰ نے توریت دوبارہ عطا کر دی حضرت عزیر علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توریت دوبارہ مل جانے کی بشارت دی

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بنی اسرائیل لوٹ کر آئے اور توریت یاد کرنے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تابوت بھی عطا کر دیا جس میں توریت بند تھی۔ بنی اسرائیل نے توریت تابوت والی کو حضرت عزیر والی توریت سے ملایا تو دونوں ایک جیسی تھیں اس پر یہود نے کہا عزیر تو اللہ کا بیٹا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بخت نصر جب بنی اسرائیل پر غالب آ گیا تو اس نے ان تمام لوگوں کو قتل کر دیا جو توریت کے حافظ تھے۔ حضرت عزیر علیہ السلام اس زمانہ میں بچہ تھے اس لئے وہ بچ گئے جب سو سال کے بعد قید سے رہا ہو کر بنی اسرائیل بیت المقدس میں آئے تو کسی کو بھی توریت یاد نہ تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ توریت کی تعلیم دیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے عزیر ہونے کے ثبوت میں توریت تلاوت کی۔ کیونکہ آپ کو بھی سو برس تک مردہ رکھا گیا تھا۔ سو برس بعد آپ زندہ کئے گئے جس کا مفصل ذکر سورۃ بقرہ میں ہے۔

ایک فرشتہ نے ایک برتن میں پانی لا کر حضرت عزیر علیہ السلام کو پلایا جس کے پیتے ہی تمام توریت یاد ہو گئی تھی جب آپ قوم میں آئے اور ان کو اپنا بتایا تو قوم نے کہا اگر آپ عزیر ہیں تو توریت منگوا دیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے لکھوا دی ایک شخص نے دفن شدہ قدیم توریت جو اس کے باپ نے ایک مٹکے میں رکھ کر دفن کر دی تھی۔ زمین سے نکالی۔ قدیمی توریت سے حضرت عزیر علیہ السلام کی عطا کردہ توریت کو ملایا تو بالکل ایک سا مطابق پایا اس پر یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ معاذ اللہ

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ - اور نصاریٰ کہنے لگے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد عیسائی نصرانی اکیاسی برس تک اسلام پر رہے۔

جب یہود و نصاریٰ کی جنگ ہوئی تو ایک یہودی جس کا نام بولس تھا نے چند نصاریٰ کو شہید کر دیا پھر بولس یہودیوں سے کہنے لگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق پر تھے تو ہم ان کی مخالفت میں لامحالہ دوزخ میں جائیں گے اور نصاریٰ جنت میں لہٰذا میں ایک تدبیر سے ان کو بھی گمراہ کرتا ہوں تاکہ وہ بھی جہنم میں جائیں۔

بولس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں جس پر وہ جنگ کرتا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ نصاریٰ نے پوچھا کیا ہوا تجھے تو ندامت سے کہنے لگا کہ مجھے آسمان سے ندا آئی ہے کہ عیسائی ہونے کے بغیر تیری نجات نہیں اور نہ تیری توبہ قبول ہے اس لئے میں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔ ایک برس گرجا میں رہا اور انجیل یاد کرتا رہا۔ پھر گرجا سے باہر آیا اور کہنے لگا آسمان سے میری توبہ قبول ہونے کی بشارت ملی ہے۔ بولس نے اپنی جگہ نسطورا کو جانشین بنایا اور خود روم چلا گیا اور ان میں یہ تعلیم چھوڑ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام، مریم اور اللہ تینوں الوہیت کے عناصر ہیں اس لئے نہ تو اس کا جسم تھا۔ جسمانیت عالم ناسوت میں تھی۔

اور پھر رومیوں میں اپنا ایک خلیفہ بنایا اس کو کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے ایک تیسرے شخص کو جس کا نام ملکا تھا بلایا اور اس کو کہا کہ اللہ ازلی ہے ابدی ہے جب تینوں عقیدے الگ الگ وجود میں آ گئے تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلا کر ایک کو اپنا مقرب بنا لیا اور کہا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے۔ میں عنقریب ان پر قربان ہو جاؤں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہنا اور اسی کی تعلیم دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنا پھر اس نے خودکشی کر لی اور اس طرح عیسائیوں میں تین گروہ بن گئے اور آپس میں خوب قتل و غارت ہوئی۔

www.waseemziyai.com

یہود کہنے لگے عزیر کو ابن اللہ اور نصرانی کہنے لگے مسیح ابن اللہ یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ یہاں اہل کتاب کی اس بے دینی کی تصریح ہے جو اجمالاً اوپر ذکر ہوئی۔ تاکہ سمجھ میں آجائے کہ وہ جناب الٰہی میں ایسے فاسد کاسد عقیدے رکھتے ہیں اور مخلوق کو خالق کی اولاد بنا کر پوجتے ہیں اس آیت کریمہ کا

شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک جماعت حاضر آئی اور کہنے لگی کہ ہم آپ کی اتباع کیسے کریں آپ نے تو ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بھی نہیں مانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ کہ اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں۔

اللہ انہیں ہلاک کرے کیسے اوندھے راستے جاتے ہیں جس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ برہان اور اپنے جہل سے اس باطل اور گمراہ عقیدے پر رجے ہوئے ہیں اور اللہ کی وحدانیت پر حجتیں قائم ہونے کے باوجود اپنے کفر کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ۔

انہوں نے اپنے علماء وفقراء کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

یعنی حکم الٰہی عزوجل کو بھول کر ان علماء وفقراء کے اقوال کو حکم الٰہی عزوجل کے برابر سمجھنے لگ گئے حتیٰ کہ خدا کو چھوڑ کر انہیں خدا کی جگہ مان بیٹھے اور مسیح ابن مریم کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا بنالیا۔ یہ عقیدہ کرلیا کہ ان میں خدا نے حلول کیا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی ذات پاک ہے ان کے شرک سے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور اللہ نہیں بجھنے دے گا مگر اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر برامانیں۔

نور الٰہی سے مراد دلائل اسلام ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت اور الا ان یتم نورہ سے مراد دین اسلام کو غلبہ دینا اور اسے کفر کے مقابل چمکانا ہے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مقدسہ کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ۔

وہ ذات پاک ہے جس نے اپنا رسول آخرالزمان ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

اور اس کی حجت اتنی قوی فرمائی کہ دوسرے ادیان وملل اس سے منسوخ ہوجائیں۔ چنانچہ بموجب فرمان الٰہی عزوجل ایسا ہی ہوا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اظہار سے مراد غالب کردینا ہے اور ہا کی ضمیر دین حق کی طرف راجع ہے یعنی اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کرنے اور ان کو منسوخ کرنے کے لئے ہے تاکہ تمام اہل ادیان اسلام کے مطیع ہوجائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ شان حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ظاہر ہوگی جبکہ کوئی دین ایسا دین والا نہ ہوگا جو اسلام میں داخل نہ ہوجائے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ (کوئی بھی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے یا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

میں اسلام کے سوا ہر ایک ملت ختم ہو جائے گی۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اگر چہ مشرک برا مانیں۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا بنا ہوا مکان ایسا نہ ہوگا کہ اس میں دین اسلام داخل نہ ہو عزت والے کو عزت کے ساتھ ذلت والے کو ذلت کے ساتھ یعنی اسلام کی وجہ سے اللہ عزت عطا فرمائے گا اور سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے یعنی سب پر اللہ کے دین کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اس کو امام احمد نے روایت کیا۔

اب مسلمانوں کو احبار اور یہود کے اولیاؤں کی بے دینی اور رشوت خوری کے متعلق مطلع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ۔

اے ایمان والو بے شک بہت سے علماء اور فقراء یہود و نصاریٰ کے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

علماء نصاریٰ اور فقراء یہود ایسے بے دین تھے کہ اپنی توریت اور انجیل کے احکام لوگوں سے رشوت لے کر ان کی مرضی کے موافق بدل دیتے تھے۔ انجیل و توریت میں تحریف کرنے سے نہیں ڈرتے تھے حتیٰ کہ کتب سابقہ میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و مناقب تھے قوم سے مال حاصل کرنے کی غرض سے ان میں غلط تاویلیں اور فاسد تحریفیں کر ڈالتے تھے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے میں پوری طرح ساعی ہوتے تھے اور اس طرح مال جمع کرتے تھے چنانچہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ ۔

اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں بشارت دردناک عذاب کی دے دیجئے۔

یعنی سونا چاندی جمع کرنا اللہ عزوجل کی راہ میں زکوٰۃ دینے سے بخل کرنا۔ زکوٰۃ نہ دینا ایسے لوگوں کو بشارت عذاب ہے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ کا حکم اہل کتاب کے لئے ہے۔

شان نزول

بقول سدی رحمہ اللہ یہ ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے لئے نازل ہوئی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے احبار و رہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور حقداروں کو نہ پہنچانے سے خوف دلایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور اس نے اس مال سے زکوٰۃ نہ دی ہو تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں کر دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے یہ سانپ بصورت طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور دونوں باچھوں کو پکڑ کر چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ الاية۔ (رواہ بخاری)

MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ نے عرض کیا حضور سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوگیا اب فرمایا جائے وہ کون سا مال ہے جسے جمع کیا جا سکے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بیوی جو ایماندار خاوند کی اس کے ایمان میں مدد کرے۔(ترمذی)

اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ مال جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں بشرطیکہ اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی مالدار تھے ان سے دوسرے صحابہ نفرت کرتے تھے۔مگر یہ ہر دو صحابہ ان کی نفرت پر معترض نہ تھے آگے نوعیت عذاب کا بیان ہے۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ۔ جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں اور وہ سونا چاندی یا درا ہم شدت حرارت سے سفید ہو جائے گا تو

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ ۔تو اس سے داغا جائے گا ان کی پیشانیوں اور کروٹوں اور پیٹوں کو یعنی ان کے جسم کے تمام اطراف وجوانب داغے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾۔

یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا اب چکھو اس کا مزہ جو جوڑ رکھا تھا اور زکوٰۃ دیئے بغیر جمع کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی ہو وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی کیوں نہ ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ کنز ہے اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔

اب یہاں سے قمری مہینوں کا بیان شروع ہے اس لئے کہ بناء احکام قمری مہینوں پر ہے جن کا حساب چاند سے ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن کریم میں۔

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ۔

جب سے اس نے زمین آسمان بنائے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

وہ تین مہینے متصل ہیں ذوالقعدہ۔ذوالحجہ۔محرم الحرام اور ایک مہینہ علیحدہ ہے جس کا نام رجب المرجب کما قال صاحب روح المعانی اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهراً مِنهَا اَربَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ وَ رَجَبٌ مُضَرُ الْحَدِيثِ۔سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین متواتر اور مضر قبیلہ کا رجب الحدیث۔

جیسا کہ روح المعانی میں ہے۔ وَالْجُمْهُورُ عَلَى اِنَّ حُرمَةَ الْمُقَاتَلَةِ فِيهِنَّ مَنْسُوخَةٌ وَاِنَّ الظُّلْمَ مَؤُولٌ بِاِرْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ وَ تَخْصِيصُهَا بِالنَّهِيْ عَنْ اِرْتِكَابِ ذٰلِكَ فِيهَا مَعَ اِنَّ الْاِرْتِكَابَ مَنْهِيٌّ عَنْهُ مُطْلَقاً لِتَعْظِيمِهَا۔جمہور کا خیال ہے کہ ان میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے اور ظلم سے مراد گناہوں کا ارتکاب ہے اور گناہ کے ارتکاب کی ممانعت کی تخصیص صرف اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے ورنہ گناہ کا ارتکاب ویسے بھی منع ہے۔

ایک حدیث میں عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے اَنَّهُ لَايَحِلُّ اَنْ يُغْزَ وَ فِي الْحَرَمِ وَ الْاَشْهُرِ

www.waseemziyai.com

الْحُرُمِ اِلَّا اَنْ یُقَاتِلُوا وَ اسْتَثْنٰی هٰذَا لِاَنَّهٗ لِلدَّفْعِ فَلَا یَمْنَعُ مِنْهُ بِالْاِتِّفَاقِ وَ یُؤَیِّدُ الْقَوْلُ بِالنَّسْخِ اِنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حَاصَرَ الطَّائِفَ وَ غَزَا هُوَازِنَ بِحُنَیْنٍ فِیْ شَوَّالٍ وَ ذُوالْقِعْدَۃِ سَنَۃُ ثَمَانٍ۔ یہ جائز نہیں کہ کوئی آدمی حرم میں اور حرمت والے مہینوں میں جنگ کرے مگر یہ کہ اس سے جنگ کی جائے اور یہ استثناء مدافعت کے لئے ہے اور یہ بالاتفاق منع نہیں ہے اور اس کے منسوخ ہونے کے قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ ھ کے شوال اور ذیقعدہ میں طائف کا محاصرہ بھی کیا اور حنین کے مقام پر ہوازن سے جنگ بھی لڑی۔

عرب کے لوگ بھی زمانہ جاہلیت میں ان مہینوں کو معظم مانتے تھے حتیٰ کہ ان مہینوں میں قتال وجدال حرام سمجھتے تھے اسلام میں ان مہینوں کی حرمت وعظمت اور زیادہ کی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ۔ یہ دین قیم ہے تو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

دین قیم سے مراد دین ابراہیم علیہ السلام ہے جس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور ظلم سے مراد ان کی حرمت کی پرواہ نہ کرنا اور ان ایام میں قتل وقتال کرنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ظلم سے مراد حرام کو حلال کرنا ہے۔

وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً۔ اور مشرکوں سے ہر وقت جہاد کرو جیسا کہ وہ تم سے ہر وقت مقاتلہ کرتے ہیں۔ کافہ کے معنی جمیعاً یعنی اس کو کام سے روک دیا گیا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾۔ اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

ظلم کرنے کی ممانعت سے مراد گناہ یا نافرمانی ہے گویا یہ حکم ہے کہ ان مہینوں میں گناہ اور نافرمانی خاص طور پر نہیں ہونی چاہئے۔ رہا مقاتلہ مشرکین سے وہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ تم سے ہر وقت مقاتلہ کرتے ہیں ایسی صورت میں اللہ عزوجل تمہاری نصرت ومدد فرمائے گا۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْكُفْرِ۔ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔

نسی لغت عرب میں وقت کے موخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔

صورت حال یہ تھی کہ

اہل جاہلیت اشہر حرم یعنی ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم اور رجب کی حرمت وعظمت کے معتقد تھے تو جب کبھی لڑائی کے ایام میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں شاق گزرتے اس لئے انہوں نے یہ گھڑت گھڑی کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے مہینے کی طرف ہٹانے کا فیصلہ کرلیا یعنی محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام قرار دے لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی ضرورت سمجھتے تو جنگ جاری رکھتے اور ماہ ربیع الاول کو ماہ حرام بنا لیتے۔ اس طرح ان کی تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی پھرتی رہتی تھی۔ ان کے اس طرز عمل نے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہنے دی اسی طرح حج کو بھی مہینوں میں گھماتے رہتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نسیٔ کے مہینے گئے گزرے ہوئے۔ اب مہینوں کے اوقات کی وضع الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے۔

اور کوئی مہینہ اپنی وضع سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت کریمہ کے ذریعہ نسئی کو ممنوع قرار دیا گیا اور اس قسم کے طریقہ اور بہانے کو کفر پر کفر کی زیادتی بتایا گیا۔ کیونکہ اس آیت میں ماہ ہائے حرام کے اندر تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے۔

يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ عَامًا۔

اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں۔

لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی۔

یعنی ماہ حرام چار ہی رہیں تو اس کی پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص توڑ کر حکم الٰہی عزوجل کی مخالفت میں جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے مہینہ کو حرام قرار دیا۔

فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا۔

زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾۔

ان کو بھلا لگتا ہے ان کے برے کام ان کی نظروں میں پسندیدہ ہیں اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو بوجھل ہو کر زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم دنیا کی زندگی پسند کرتے ہو آخرت سے اور نہیں متاع دنیا کی آخرت میں مگر تھوڑی۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت عذاب دردناک ہوگا اور تمہاری جگہ کوئی اور قوم بدل دی جائے گی اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

اگر تم (ہمارے نبی کی) مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی جب کافروں کی شرارت سے انہیں جانا پڑا دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب فرمارہے تھے اپنے یار سے غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور مدد کی ان فوجوں سے جو تم نے نہ دیکھیں اور کر دی بات ان کی جو کافر تھے نیچی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

کوچ کرو ہلکی جان سے یا بھاری دل سے اور جہاد کرو مال اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لئے بہتر ہے

www.waseemziyai.com

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

4 لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ
وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اگر تم جانو۔

اگر ہوتا مال قریب یا سفر ہلکا تو قصد کرتے اور تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو اور مشقت کا راستہ پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے اگر بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے اپنی جانیں ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔

حل لغات رکوع ششم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

يٰۤاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	مَا۔کیا ہے
لَكُمْ۔تم کو	اِذَا۔جب	قِيْلَ۔کہا جاتا ہے	لَكُمْ۔تم کو
انْفِرُوْا۔نکلو	فِيْ۔بیچ	سَبِيْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔اللہ کے
اثَّاقَلْتُمْ۔تم بیٹھ گئے	اِلَى۔طرف	الْاَرْضِ۔زمین کی	اَ۔کیا
رَضِيْتُمْ۔تم راضی ہوگئے	بِالْحَيٰوةِ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا پر	مِنَ۔بدلے
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	فَمَا۔تو نہیں	مَتَاعُ۔سامان	الْحَيٰوةِ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا کا	فِي۔مقابلے	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	اِلَّا۔مگر
قَلِيْلٌ۔تھوڑا	اِلَّا۔اگر نہ	تَنْفِرُوْا۔نکلو گے تم	يُعَذِّبْكُمْ۔عذاب کرے گا تم کو
عَذَابًا۔عذاب	اَلِيْمًا۔دردناک	وَّ۔اور	يَسْتَبْدِلْ۔بدل دے گا
قَوْمًا۔قوم	غَيْرَ۔سوا	كُمْ۔تمہارے	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَضُرُّوْ۔بگاڑ سکو گے	هُ۔اس کا	شَيْئًا۔کچھ بھی
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر
شَيْءٍ۔چیز کے	قَدِيْرٌ۔قادر ہے	اِلَّا۔اگر نہ	تَنْصُرُوْ۔مدد کرو گے
هُ۔اس کی	فَقَدْ۔تو بے شک	نَصَرَ۔مدد کی	هُ۔اس کی
اللّٰهُ۔اللہ نے	اِذْ۔جب	اَخْرَجَهُ۔نکالا اس کو	الَّذِيْنَ۔انہوں نے جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	ثَانِيَ۔دوسرا	اثْنَيْنِ۔دو کا	اِذْ۔جبکہ
هُمَا۔وہ دونوں	فِي۔بیچ	الْغَارِ۔غار کے تھے	اِذْ۔جب
يَقُوْلُ۔کہتا تھا	لِصَاحِبِهٖ۔اپنے ساتھی سے	لَا۔نہ	تَحْزَنْ۔غم کھا
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	مَعَنَا۔ہمارے ساتھ ہے	فَاَنْزَلَ۔تو اتاری
اللّٰهُ۔اللہ نے	سَكِيْنَتَهٗ۔اپنی تسلی	عَلَيْهِ۔اس پر	وَ۔اور

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اَیَّدَہٗ۔ مدد کی اس کی	بِجُنُوْدٍ۔ ایسے لشکروں سے کہ	لَّمْ۔ نہ	تَرَوْ۔ دیکھا تم نے
ھَا۔ ان کو	وَ۔ اور	جَعَلَ۔ بنائی	کَلِمَۃَ۔ بات
الَّذِیْنَ۔ ان کی جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں	السُّفْلٰی۔ نیچی	وَ۔ اور
کَلِمَۃُ۔ بات	اللّٰہِ۔ اللہ کی	ھِیَ۔ ہوئی	الْعُلْیَا۔ بلند
وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	عَزِیْزٌ۔ غالب	حَکِیْمٌ۔ حکمت والا ہے
اِنْفِرُوْا۔ نکلو	خِفَافًا۔ ہلکے	وَّ۔ اور	ثِقَالًا۔ بوجھل
وَّ۔ اور	جَاھِدُوْا۔ جہاد کرو	بِاَمْوَالِکُمْ۔ اپنے مالوں سے	وَ۔ اور
اَنْفُسِکُمْ۔ اپنی جانوں سے	فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ رستے	اللّٰہِ۔ اللہ کے
ذٰلِکُمْ۔ یہ	خَیْرٌ۔ بہتر ہے	لَّکُمْ۔ تمہارے لئے	اِنْ۔ اگر
کُنْتُمْ۔ ہو تم	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	لَوْ۔ اگر	کَانَ۔ ہوتا
عَرَضًا۔ سامان	قَرِیْبًا۔ قریب	وَّ۔ اور	سَفَرًا۔ سفر
قَاصِدًا۔ درمیانہ	لَّاتَّبَعُوْ۔ تو پیروی کرتے	کَ۔ تیری	وَ۔ اور
لٰکِنْ۔ لیکن	بَعُدَتْ۔ دور ہوگئی	عَلَیْھِمُ۔ ان پر	الشُّقَّۃُ۔ مشقت
وَ۔ اور	سَیَحْلِفُوْنَ۔ جلدی قسمیں کھائیں گے		بِاللّٰہِ۔ اللہ کی
لَوِ۔ اگر	اسْتَطَعْنَا۔ ہم طاقت رکھتے تو	لَخَرَجْنَا۔ ہم نکلتے	مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ
یُھْلِکُوْنَ۔ ہلاک کرتے ہیں	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جانیں	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ
یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	اِنَّھُمْ۔ بے شک	لَکٰذِبُوْنَ۔ وہ جھوٹے ہیں	

مختصر تفسیر اردو رکوع ششم۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ۔

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو بوجھل ہو کر زمین پر بیٹھ جاتے ہو اور سفر کی صعوبت سے گھبراتے ہو۔

اثَّاقَلْتُمْ۔ کی اصل تَثَاقَلْتُمْ تھی۔ چنانچہ اعمش کی روایت میں ہے تا کو ثا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل ابتداء میں لگا دیا اثَّاقَلْتُمْ۔ ہو گیا۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک کے لئے مسلمانوں کو حکم ملا تو اس زمانہ میں گرمی سخت تھی۔ اور قحط بھی اتنا شدید تھا کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر گزر کرتے تھے سفر دور کا تھا یعنی مدینہ منورہ سے چودہ منزل کا فاصلہ تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو رجب ۹ ہجری تھا اور اچانک اطلاع ملی کہ عرب نصرانیوں کے ابھارنے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سے ہرقل شاہ روم نے رومیوں اور شامیوں کی فوج جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر دشمن کی قوت کے خوف سے اکثر قبیلے بیٹھ رہے اور انہیں اس وقت اس حال میں جہاد کرنا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا حال بھی واضح ہو گیا اور مومنین کا جذبہ ایمان بھی۔ 45/45

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حکم سنتے ہی نہایت عالی ہمتی سے دس ہزار مجاہدین کے لئے سامان دیا اور دس ہزار دینار نقد دیئے نو سو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز و سامان کے پیش کئے اور دیگر اصحاب علیہم رضوان نے بھی دل کھول کر خرچ کیا۔

سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور گھر کا سب سامان لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا جو چار ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نصف اثاث البیت پیش کر دیا۔ مختصر یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار کی تعداد لشکر کی پوری فرما کر مقابلہ کے لئے روانگی کا عزم فرمایا اور حضرت شیر خدا اسد اللہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔

غرض کہ لشکر روانہ ہوا اس میں عبد اللہ بن ابی بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ یہ گروہ چونکہ منافقین کا تھا۔ ان کا نفاق ثنیۃ الوداع پر کھل گیا۔ یعنی وہ یہاں سے آگے نہ بڑھا اور واپس ہو گیا۔

لشکر اسلام کو تو بہ تعمیل حکم جانا ہی تھا۔ چنانچہ جب مسلمان تبوک کے میدان میں اترے تو انہوں نے دیکھا کہ جو چشمہ انہیں ملا اس کا پانی اتنا قلیل ہے کہ لشکر کو ناکافی ہوگا۔ بارگاہ رحمت پناہ ﷺ میں عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چشمہ سے پانی دہن اقدس میں لے کر کلی فرمادی جس سے یہ معجزہ ظہور میں آیا کہ چشمہ ایسا جوش زن ہوا کہ لشکری خود بھی سیراب ہوئے اور تمام جانور بھی خوب سیر ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔

چونکہ ہرقل کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نبوت کا سکہ جما ہوا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی جانتا تھا اسے خوف ہوا کہ ایک نبی معظم کا مقابلہ کہیں سلطنت کی تباہی کا موجب نہ ہو اس نے مقابلہ نہ کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گردونواح میں لشکر بھیجے۔

حضرت خالد سیف اللہ کو چار سو سے زائد سوار دے کر قلعۃ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا اور فرمایا اکیدر حاکم قلعہ دومۃ الجندل کو نیل گاؤ کا شکار کرتے ہوئے گرفتار کر لینا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آپ اس کی تلاش میں نکلے تو وہ نیل گاؤ کا شکار کر رہا تھا اور اپنے قلعہ سے اترا ہی تھا کہ حضرت سیف اللہ نے اسے گرفتار کر لیا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں لے آئے حضور ﷺ نے جزیہ مقرر فرما کر اسے چھوڑ دیا۔

اسی طرح حاکم ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح ہوئی۔

اب حضور سید یوم النشور ﷺ فاتحانہ شان سے جب واپس ہوئے تو وہ لوگ جو شدت گرما اور قلت غذا کی وجہ سے اس جہاد میں جانے سے بیٹھ رہے تھے شرمندہ و خجل ہو کر حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ تم میں سے کوئی بھی ان لوگوں سے کلام نہ کرے اور اپنے پاس نہ بٹھائے جب تک ہم اجازت نہ دیں۔

غرضکہ عام لشکری ان سے مجتنب رہے جو کسی لشکری سے ملنا چاہتا وہ اس سے اعراض کرتا حتی کہ باپ اور بھائی کی طرف

ہی کسی نے التفات نہ کیا اس واقعہ کو اجمالاً آیت کریمہ میں بیان فرمایا۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾

کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور حیات دنیا کا سامان آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں مگر ذلیل و قلیل۔ اس لئے کہ دنیا اور اس کی تمام متاع فانی ہے اور آخرت اور اس کی تمام نعمتیں باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۔ اگر تم نے کوچ نہ کیا اور جہاد میں نہ گئے تو تمہیں سخت عذاب دے گا (اللہ تعالیٰ)

وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ۔ اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔

یعنی حضرت رسالت مآب ﷺ کی تعمیل میں اگر تم لوگ جہاد کو نہ نکلے تو اللہ عزوجل تم پر سخت عذاب نازل فرما کر تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ وہ قوم لائے گا جو تم سے بہتر ہوگی اور فرمانبرداری میں تم سے زیادہ مطیع ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور اعانت میں خود حامی ہے اور دین کو عزت دینے کا کفیل ہے تو اگر تم اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سبقت کرو گے تو یہ سعادت تمہیں ملے گی اور اگر تم نے تعمیل حکم میں کوتاہی اور سستی کی تو اللہ تعالیٰ تمہاری بجائے دوسری کسی قوم کو لا کر رسول ﷺ کی خدمت کا شرف بخشے گا۔

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ۔ اور تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ اگر تم (محبوب دوعالم) صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی۔

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ جب کافروں نے شرارت کی اور انہیں مکہ سے باہر تشریف لے جانا پڑا۔ یعنی بوقت ہجرت مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانا پڑا اس لئے کہ کفار مکہ نے دارالندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مجلس شوریٰ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قید و قتل وغیرہ کے بڑے بڑے مشورہ کئے تھے جس کی مفصل کیفیت سورہ انفال کے رکوع چہارم میں بیان ہو چکی۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ۔

صرف دو جان سے جب دونوں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں تھے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار سے اپنے رفیق سے فرما رہے تھے غم نہ کرو اور نہ گھبراؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے غار سے مراد غار ثور ہے جو مکہ کے نشیبی جانب تھا۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے ہو جاتے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے یا پیچھے دائیں یا بائیں گھات میں نہ بیٹھا ہو اس لئے میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔

اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ غار میں بھی پہلے داخل ہوئے اور جو سوراخ نظر آیا اپنی چادر کو پھاڑ کر تمام سوراخ بند کر دیئے

www.waseemziyai.com

صرف ایک سوراخ رہ گیا جس کو بند کرنے کے لئے کپڑا نہ رہا تو آپ نے اس سوراخ کے منہ پر اپنی ایڑی لگا دی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر اقدس رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ کے اندر ایک سانپ تھا اس نے آپ کے پاؤں کی انگلی میں کاٹ لیا۔ شدت تکلیف کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو بہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر گرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کیا بات ہے آپ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب لگایا جس سے تکلیف دور ہوگئی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کو نہ ملے تو شتر سوار ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے اور بڑا معاوضہ بھی مقرر کر دیا۔ اس پہاڑ پر چڑھ گئے جس کے اندر وہ غار تھا۔ حضرت ابوبکر پر خوف مسلط ہوگیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے یار سے فرمار ہے تھے غم نہ کرو اور نہ گھبراؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔ تو اللہ نے ان پر نازل فرمایا سکون قلب جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں قوت آئی اور اطمینان حاصل ہوا۔

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا۔ اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

ان فوجوں سے مراد ملائکہ علیہم السلام کی فوجیں ہیں جنہوں نے کفار سرکش کے منہ پھیر دیئے اور کفار ان کو نہ دیکھ سکے یہ اعانت اور امداد بدر۔ احزاب۔ حنین میں بھی انہیں غیبی فوجوں سے کی گئی۔

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى۔ اور کافروں کی بات نیچے کر ڈالی اور دعویٰ کفر و شرک پست فرمایا۔

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ۔ اور اللہ کا بول بالا ہے۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٤٠۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ کوچ کرو ہلکی جان سے یا بھارے دل سے یعنی خوشی سے یا بددلی سے اور ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں قوت کے ساتھ یا کمزوری سے بے سروسامانی سے یا سامان کے ساتھ۔

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٤١۔

اور اللہ کے راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو کہ جہاد کی کیا کچھ فضیلت ہے اور بیٹھ رہنے میں اس ثواب کا نقصان کتنا ہے تو مستعدی سے جہاد کے لئے تیار ہو سستی نہ کرو۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ۔

اور سمجھ لو کہ اگر ہوتا مال قریب یا متوسط سفر تو ضرور وہ تمہاری پیروی کرتے اور دنیوی نفع کی امید میں شدید محنت مشقت بھی برداشت کر لیتے۔ یعنی وہ چیز جس کی آپ نے دعوت دی تھی۔ دنیوی سامان یا آسانی سے حاصل ہو جانے والا مال غنیمت ہوتا اور سفر معمولی ہوتا تو وہ آپ کے ساتھ ہو جاتے یعنی مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے چلے جاتے۔ یہ آیت ان منافقین کی شان میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں جانے سے بیٹھ رہے تھے جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کی جماعت لیکن ان پر تو مشقت کا راستہ لمبا ہوگیا۔

وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ۔ لیکن ان پر تو مشقت بڑی لمبی ہوگئی۔

www.waseemziyai.com

الشُّقَّةُ۔ لمبی مسافت کو کہنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل مسافت مشقت سے طے ہوتی ہے۔

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾

اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے۔ ایسا کر کے وہ اپنے نفسوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

استطاعت سے مراد ساز و سامان یا بدنی طاقت ہے گویا وہ نادار بن گئے یا بیمار ہو گئے ان کے ساتھ جانے کی طاقت تھی اور نہ گئے۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں وَ قَدْ اَخْرَجَ الدَّارُ قُطْنِی وَ اِبْنُ شَاهِين وَ اِبْنُ مَرْدَوِيْه وَ غَيْرُهُم عَنْ اِبْنِ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرِ اَنْتَ صَاحِبِی فِی الْغَارِ وَ اَنْتَ مَعِیَ عَلَى الْحَوْضِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا غار کا ساتھی ہے اور تو ہی میرے ساتھ حوض کوثر پر ہوگا۔

وَ اَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاكِر مِنْ حَدِيْثِ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبِی هُرَيْرَةَ مِثْلَهٗ وَ اَخْرَجَ هُوَ وَ اِبْنُ عَدِی مِنْ طَرِيْقِ الزُّهْرِی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ هَلْ قُلْتَ فِیْ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْ وَ اَنَا اَسْمَعُ فَقَالَ حَسَّانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا کیا تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کوئی شعر کہا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا کہو میں سنوں گا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وَ ثَانِیَ اثْنَيْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَ قَدْ (۱) طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَ كَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا (۲) مِنَ الْبَرِیَّ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ۔ (روح المعانی) ترجمہ

۱۔ وہ بلند غار میں دو میں سے دوسرا تھا اور دشمن نے اس غار کا چکر لگایا جب کہ آپ پہاڑ پر چڑھے۔

۲۔ اور مخلوق میں سے وہ رسول اللہ کے محبوب تھے اور ان کے برابر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے حسان تو نے سچ کہا وہ واقعی ایسے ہی ہیں جیسے تو نے کہا ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی یہ فضیلت بہت بڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ملا کر اللہ کی معیت دونوں کے لئے ثابت کی۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرتا ہے وہ اس آیت کا انکار کرتا ہے۔

ہجرت

ابن اسحاق وطبرانی رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

www.waseemziyai.com

ہیں کہ مجھے جب شعور ہوا تو میں نے اپنے ماں باپ کو ایک نئے دین پر دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں صبح وشام تشریف لاتے جب مسلمانوں پر زیادہ تکلیفیں پڑیں تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں تمہارا مقام ہجرت دیکھا ہے جہاں بکثرت کھجوروں کے درخت ہیں اور سنگلاخ زمینوں کے درمیان واقع ہے۔

حضرت ابوبکر بھی مدینہ ہجرت کی تیاری کرنے لگے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتظار کرو ابھی مجھے حکم نہیں آیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں پالیں۔ ہجرت کا حکم ملا تو حضور علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر نے ایک اونٹنی جس کا نام جدعا تھا۔ اور اس کی قیمت آٹھ سو درہم تھی پیش کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے زادراہ تیار کیا۔ حضرت اسماء نے اپنا کمربند کاٹ کر کھانے کے تھیلے کا منہ باندھا اس لئے اس کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہجرت کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میری جگہ رہ کر لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس جمع ہیں ادا کر دینا۔ اور پھر رات میں آپ غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم - سورۃ توبہ - پ ۱۰

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

اللہ نے تمہیں معاف کیا کیوں اجازت دی تم نے انہیں جب تک نہ کھلے تم پر وہ جو سچے ہیں اور جان لیا تم نے جھوٹوں کو۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

چھٹی نہ مانگیں گے تم سے وہ جو ایمان لائے اللہ اور قیامت پر اس سے کہ جہاد کریں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے متقیوں کو۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

تم سے چھٹی وہی مانگیں گے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کو نہیں مانتے اور شک میں ہیں ان کے دل تو وہ اپنے شک میں متردد ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا تو تیاری کرتے اس کی لیکن اللہ کو پسند نہ تھا ان کا اٹھنا تو ان میں بزدلی کا ہلی بھر دی اور فرمادیا بیٹھے رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اگر وہ نکلتے تم میں تو نہ زیادہ ہوتا تمہیں مگر نقصان اور ڈالتے تم میں تمہارے درمیان فتنہ اور تم میں اوروں کے جاسوس ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

بے شک انہوں نے چاہا فتنہ پہلے ہی اور الٹ پلٹ کیں تمہارے لئے تدبیریں حتیٰ کہ حق آ گیا اور غالب ہوا حکم الٰہی اور وہ انہیں ناگوار تھا۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

اور ان میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو خبردار رہو وہ فتنہ میں پڑ گئے اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے سب کافروں کو۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾

اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں مصیبت پہنچے تو کہیں ہم نے قبضہ میں کر لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور پلٹتے ہیں خوشیاں کرتے۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

فرما دیجئے ہرگز نہ پہنچے گا ہمیں مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہ ہمارا مالک و کارساز ہے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا ہے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

فرمائیے کیا تم ہمارے لئے انتظار کر رہے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا اور ہم منتظر ہیں تمہارے لئے یہ کہ پہنچا دے اللہ تمہیں عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے تو اب انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

فرمائیے تم خرچ کرو دل سے یا بددلی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم لوگ قوم فاسقین سے ہو۔

وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور نہیں روکا قبول کرنا ان سے ان کے خرچ کئے ہوئے کو مگر اس لئے کہ وہ کفر کرتے ہیں اللہ و رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر ہارے جی سے اور نہیں خرچ کرتے مگر ناگواری سے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

تو نہ تعجب ہو تمہیں ان کے مالوں اور اولادوں پر اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب کرے حیوۃ دنیا میں اور وبال ڈالے ان کی جانوں پر اور وہ کافر ہی ہوں۔

وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور قسم کھائیں گے اللہ کی کہ وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ لوگ پورے ڈرپوک ہیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا جینے کی جگہ تو رسی تڑا کر ادھر ادھر پھر جائیں۔

MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا
مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ
يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾

اور ان میں سے وہ ہیں جو صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتے ہیں تو اگر ان میں سے مل جائے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے انہیں اس سے تو وہ ناراض ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ
اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾

اور اگر وہ راضی ہوتے جو دیا انہیں اللہ اور رسول نے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

حل لغات رکوع ہفتم ۔سورۃ توبہ ۔پ ۱۰

عَفَا۔معاف کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	عَنْكَ۔تجھ کو	لِمَ۔کیوں
اَذِنْتَ۔اجازت دی تو نے	لَهُمْ۔ان کو	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَتَبَيَّنَ۔ظاہر ہو جاتے
لَكَ۔تیرے لئے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	صَدَقُوْا۔سچے ہیں	وَ۔اور
تَعْلَمَ۔جانتا تو	الْكٰذِبِيْنَ۔جھوٹوں کو	لَا۔نہیں	يَسْتَاْذِنُكَ۔اجازت مانگتے
تجھ سے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں	بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَ۔اور	الْيَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔آخرت پر	اَنْ۔یہ کہ
يُّجَاهِدُوْا۔جہاد کریں	بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں	وَ۔اور	اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمٌ۔جانتا ہے	بِالْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کو
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ	يَسْتَاْذِنُكَ۔اجازت لیتے ہیں تجھ سے		الَّذِيْنَ۔وہ جو
لَا۔نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
الْيَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔آخر پر	وَ۔اور	ارْتَابَتْ۔شک میں ہیں
قُلُوْبُهُمْ۔ان کے دل	فَهُمْ۔تو وہ	فِيْ۔بیچ	رَيْبِهِمْ۔اپنے شک کے
يَتَرَدَّدُوْنَ۔پریشان ہیں	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	اَرَادُوا۔ارادہ کرتے
الْخُرُوْجَ۔نکلنے کا	لَاَعَدُّوْا۔تو تیاری کرتے	لَهٗ۔اس کے لئے	عُدَّةً۔کوئی تیاری
وَّ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	كَرِهَ۔ناپسند کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے
انْۢبِعَاثَهُمْ۔ان کا اٹھنا	فَثَبَّطَهُمْ۔تو بٹھا دیا ان کو	وَ۔اور	قِيْلَ۔کہا گیا
اقْعُدُوْا۔بیٹھو	مَعَ۔ساتھ	الْقٰعِدِيْنَ۔بیٹھنے والوں کے	لَوْ۔اور اگر
خَرَجُوْا۔نکلتے	فِيْكُمْ۔تم میں	مَّا۔نہ	زَادُوْ۔زیادہ کرتے
كُمْ۔تم کو	اِلَّا۔مگر	خَبَالًا۔بزدلی	وَّ۔اور
لَاَوْضَعُوْا۔دوڑاتے	خِلٰلَكُمْ۔تمہارے اندر	يَبْغُوْنَكُمْ۔چاہتے تم کو	الْفِتْنَةَ۔فتنہ میں ڈالنا

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَ۔اور	فِيْكُمْ۔تم میں	سَمّٰعُوْنَ۔جاسوس ہیں	لَهُمْ۔ان کے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمٌ۔جانتا ہے	بِالظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو
لَقَدِ۔بے شک	ابْتَغَوُا۔چاہا انہوں نے	الْفِتْنَةَ۔فتنہ	مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے
وَ۔اور	قَلَّبُوْا۔پلٹے	لَكَ۔تیرے لئے	الْاُمُوْرَ۔کئی امور
حَتّٰى۔یہاں تک کہ	جَآءَ۔آیا	الْحَقُّ۔حق	وَ۔اور
ظَهَرَ۔ظاہر ہوگیا	اَمْرُ۔حکم	اللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	كٰرِهُوْنَ۔ناپسند کرتے تھے	وَ۔اور	مِنْهُمْ۔ان میں سے
مَّنْ۔وہ بھی ہے جو	يَّقُوْلُ۔کہتا ہے	ائْذَنْ۔اجازت دو	لِّيْ۔مجھ کو
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَفْتِنِّيْ۔فتنہ میں ڈالو مجھ کو	اَلَا۔خبردار
فِي۔بیچ	الْفِتْنَةِ۔فتنہ کے	سَقَطُوْا۔گر پڑے	وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک	جَهَنَّمَ۔جہنم	لَمُحِيْطَةٌ۔گھیرنے والی ہے	بِالْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کو
اِنْ۔اگر	تُصِبْكَ۔پہنچے تجھے	حَسَنَةٌ۔بھلائی	تَسُؤْ۔بری لگتی ہے
هُمْ۔ان کو	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تُصِبْكَ۔پہنچے تجھے
مُصِيْبَةٌ۔مصیبت	يَّقُوْلُوْا۔کہتے ہیں	قَدْ۔بے شک	اَخَذْنَآ۔ہم نے پکڑ لیا تھا
اَمْرَ۔انتظام	نَا۔اپنا	مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے	وَ۔اور
يَتَوَلَّوْا۔پھر جاتے ہیں	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	فَرِحُوْنَ۔خوش ہوتے ہیں
قُلْ۔فرمائیے	لَّنْ۔ہرگز نہ	يُّصِيْبَنَآ۔پہنچے گا ہمیں	اِلَّا۔مگر
مَا۔وہی جو	كَتَبَ۔لکھا	اللّٰهُ۔اللہ نے	لَنَا۔ہمارے لئے
هُوَ۔وہ	مَوْلٰى۔مالک ہے	نَا۔ہمارا	وَ۔اور
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	فَلْيَتَوَكَّلِ۔بھروسہ کریں	الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن
قُلْ۔کہہ	هَلْ۔نہیں	تَرَبَّصُوْنَ۔انتظار کرتے تم	بِنَآ۔ہمارے متعلق
اِلَّآ۔مگر	اِحْدَى۔ایک	الْحُسْنَيَيْنِ۔دو نیکیوں سے	وَ۔اور
نَحْنُ۔ہم	نَتَرَبَّصُ۔انتظار کرتے ہیں	بِكُمْ۔تمہارے متعلق	اَنْ۔یہ کہ
يُّصِيْبَكُمُ۔پہنچائے تم کو	اللّٰهُ۔اللہ	بِعَذَابٍ۔عذاب	مِّنْ عِنْدِهٖ۔اپنے پاس سے
اَوْ۔یا	بِاَيْدِيْنَا۔ہمارے ہاتھوں سے	فَتَرَبَّصُوْا۔تو انتظار کرو	اِنَّا۔بے شک ہم
مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ ہیں	مُّتَرَبِّصُوْنَ۔انتظار کرنے والے	قُلْ۔کہو	اَنْفِقُوْا۔خرچ کرو
طَوْعًا۔خوشی سے	اَوْ۔یا	كَرْهًا۔بدلی سے	لَّنْ۔ہرگز نہ
يُّتَقَبَّلَ۔قبول ہوگا	مِنْكُمْ۔تم سے	اِنَّكُمْ۔بے شک تم	كُنْتُمْ۔تھے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَوْمًا۔قوم	فٰسِقِيْنَ۔فاسق	وَ۔اور	مَا۔نہ
مَنَعَهُمْ۔منع کیا ان کو	اَنْ۔یہ کہ	تُقْبَلَ۔قبول کئے جائیں	مِنْهُمْ۔ان سے
نَفَقٰتُهُمْ۔ان کے خرچ	اِلَّآ۔مگر	اَنَّهُمْ۔یہ کہ	كَفَرُوْا۔کفر کیا انہوں نے
بِاللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور	بِرَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کا	وَ۔اور
لَا۔نہیں	يَاْتُوْنَ۔آتے	الصَّلٰوةَ۔نماز کو	اِلَّا۔مگر
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	كُسَالٰى۔سست ہوتے ہیں	وَ۔اور
لَا۔نہیں	يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کرتے	اِلَّا۔مگر	وَ۔اس حال میں کہ
هُمْ۔وہ	كٰرِهُوْنَ۔ناپسند کرتے ہیں	فَلَا۔تو نہ	تُعْجِبْكَ۔تعجب میں ڈالیں تم کو
اَمْوَالُهُمْ۔ان کے مال	وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَوْلَادُ۔اولاد
هُمْ۔ان کی	اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں	يُرِيْدُ۔چاہتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ
لِيُعَذِّبَهُمْ۔کہ سزا دے ان کو	بِهَا۔اس کے ساتھ	فِي۔بیچ	الْحَيٰوةِ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا کے	وَ۔اور	تَزْهَقَ۔ہلاک ہو جائیں	اَنْفُسُهُمْ۔ان کی جانیں
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	كٰفِرُوْنَ۔کافر ہوں	وَ۔اور
يَحْلِفُوْنَ۔قسمیں کھاتے ہیں	بِاللّٰهِ۔اللہ کی	اِنَّهُمْ۔کہ وہ	لَمِنْكُمْ۔تم میں سے ہیں
وَ۔اور	مَا۔نہیں	هُمْ۔وہ	مِّنْكُمْ۔تم میں سے
وَ۔اور	لٰكِنَّهُمْ۔لیکن وہ	قَوْمٌ۔قوم ہیں	يَّفْرَقُوْنَ۔بزدل
لَوْ۔اگر	يَجِدُوْنَ۔پائیں	مَلْجَاً۔کوئی پناہ کی جگہ	اَوْ۔یا
مَغٰرٰتٍ۔کوئی غار	اَوْ۔یا	مُدَّخَلًا۔داخل ہونے کی جگہ	لَّوَلَّوْا۔تو پھر جائیں
اِلَيْهِ۔اس کی طرف	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	يَجْمَحُوْنَ۔ضد کرتے ہیں
وَ۔اور	مِنْهُمْ۔ان میں سے	مَّنْ۔وہ بھی ہے جو	يَّلْمِزُ۔طعنہ دیتا ہے
كَ۔تجھ کو	فِي۔بیچ	الصَّدَقٰتِ۔صدقات کے	فَاِنْ۔اگر
اُعْطُوْا۔دیئے جائیں	مِنْهَا۔اس سے	رَضُوْا۔خوش ہوتے ہیں	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	لَّمْ۔نہ	يُعْطَوْا۔دیئے جائیں	مِنْهَآ۔اس سے
اِذَا۔تو اچانک	هُمْ۔وہ	يَسْخَطُوْنَ۔ناراض ہوتے ہیں	وَ۔اور
لَوْ۔اگر	اَنَّهُمْ۔وہ	رَضُوْا۔خوش ہوتے اس پر	مَآ۔جو
اٰتٰهُمُ۔دیا ان کو	اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور	رَسُوْلُهٗ۔اس کے رسول نے
وَ۔اور	قَالُوْا۔کہتے	حَسْبُنَا۔کافی ہے ہمیں	اللّٰهُ۔اللہ
سَيُؤْتِيْنَا۔جلدی دے گا ہم کو	اللّٰهُ۔اللہ	مِنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے	وَ۔اور

MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

رَسُوۡلَہٗۤ۔اس کا رسول اِنَّاۤ۔بے شک ہم اِلَی۔طرف اللّٰہِ۔اللہ کی
رٰغِبُوۡنَ۔رغبت کرنے والے ہیں

مختصر تفسیر اردو رکوع ہفتم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ ۚ۔اللہ تمہیں معاف کرے۔

یہ ترجمہ ہے عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ کا۔عربی محاورہ میں اس لفظ سے ابتدائے کلام اور افتتاح خطاب جب کیا جاتا ہے تو اس میں مخاطب کی تعظیم وتوقیر مقصود ہوتی ہے اور وہ تعظیم وتوقیر بھی ایسی جس میں مبالغہ ہو۔

اور زبان عربی میں یہ عرف ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقعہ پر ایسا کلمہ ایسے انداز سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا میں فرماتے ہیں جو اس لفظ کے ساتھ سوال کو عتاب قرار دے وہ غلط ہے اس لئے کہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں تھے اس لئے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہو چکا تھا فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ مِنۡھُمۡ۔آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں جسے چاہیں نہ دیں لِمَ اَذِنۡتَ لَھُمۡ عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ۔کے بعد فرمانا قطعاً عتاب کے لئے نہیں تھا۔بلکہ اس امر کا اظہار فرمانا مقصود تھا کہ اے محبوب اگر آپ اجازت نہ دیتے تو بھی انہیں جہاد میں جانا نہ تھا تو عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ کے معنی یہ بنے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو ابتدائے سوال میں ہی معافی دے رہا ہے اور فرما رہا ہے اے محبوب تمہیں گناہ سے تو واسطہ ہی نہیں اس لئے عوام کی غلط فہمی مٹانے کو ہم پہلے ہی کلام میں معافی کا لفظ استعمال فرما کر لِمَ اَذِنۡتَ لَھُمۡ۔سے سوال فرما رہے ہیں تا کہ اس سوال میں بھی آپ کی ذات کے ساتھ کمال تعظیم وتوقیر واضح ہو جائے اور قلب سامی پر لِمَ اَذِنۡتَ لَھُمۡ۔فرمانے سے کوئی گرانی نہ واقع ہو اور صاحب روح المعانی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں حیث قال۔

وَ لَا یَخۡفٰی حَسَنَۃٌ وَ فِی تَصۡدِیۡرِ الۡخِطَابِ بِمَا صَدَرَبِہٖ تَعۡظِیۡمٌ لِقَدۡرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَ تَوۡقِیۡرٌ لَہٗ وَ تَوۡفِیۡرٌ لِحُرۡمَتِہٖ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ کَثِیۡراً مَا یَصۡدُرُ الۡخِطَابُ بِنَحۡوِ مَا ذَکَرَ تَعۡظِیۡمُ الۡمُخَاطِبِ فَیُقَالُ عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ مَا صَنَعۡتَ فِیۡ اَمۡرِیۡ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡکَ مَا جَوَابُکَ عَنۡ کَلَامِیۡ وَالۡغَرَضُ التَّعۡظِیۡمُ۔

اس کلام کی خوبی مخفی نہیں ہے اور ایسے انداز سے گفتگو کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی حرمت و احترام میں مبالغہ مقصود ہے اور ایسا انداز مخاطب کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے کہا جاتا ہے اللہ تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا کیا۔اللہ تم سے راضی ہو میری بات کا آپ کیا جواب دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف مخاطب کی تعظیم ہوتی ہے۔

ابن المنذر عون بن عبداللہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں قَالَ اَسۡمِعۡتُمۡ بِمُعَاتَبَۃٍ اَحۡسَنُ مِنۡ ھٰذَا بَرَاءٍ بِالۡعَفۡوِ قَبۡلَ الۡمُعَاتَبَۃِ۔کہا گیا اس سے اچھا عتاب بھی کبھی تم نے سنا ہے کہ عتاب سے پہلے معافی کا اعلان ہے۔

اور سجاد رحمہ اللہ کہتے ہیں اِنَّ فِیۡہِ تَعۡلِیۡمُ التَّعۡظِیۡمِ لِلنَّبِیِّ صَلٰوۃُ اللّٰہِ سُبۡحٰنَہٗ عَلَیۡہِ وَسَلَامٌ وَ لَوۡ لَا تَصۡدِیۡرُ الۡعَفۡوُ فِی الۡعِتَابِ لِمَا قَامَ بَصُوۡلَتِہٖ الۡخِطَابُ۔اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے اور اگر عتاب میں معافی کا اعلان نہ ہوتا تو اس خطاب کا زور بیان ہی باقی نہ رہتا۔

www.waseemziyai.com

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اُنظُرُوا اِلٰی ھٰذَا اللُّطفِ بَدَأَ بِالعَفوِ قَبلَ ذِکرِ المَعفُوِّ۔ اس لطف و مہربانی پر غور کرو کہ جس کو معاف کیا جارہا ہے اس کے ذکر سے پہلے معاف کرنے کا اعلان ہورہا ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَاعتَذَرَ صَاحِبُ الکَشفِ حَیثُ قَالَ اَرَادَ اَنَّ الاَصلَ ذٰلِکَ اَبدَالَ بِالعَفوِ تَعظِیمًا لِشَانِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ تَنبِیھًا عَلٰی لُطفِ مَکَانِہٖ وَ لِذَاقَدَمَ العَفوَ عَلٰی مَا ذُکِرَ۔ اور صاحب کشف نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتاب کی جگہ عفو کو بدل دیا تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی عظمت اور آپ کے لطیف مقام کی وضاحت ہو اسی لئے عتاب پر عفو کو مقدم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۴۳﴾

کہ آپ پر کھل جاتے وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا سچی معذرت پیش کی اور آپ جھوٹوں کو بھی جان لیتے۔ جنہوں نے سچا عذر پیش نہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کو پہچانتے نہ تھے۔

لَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۴﴾

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت نہیں مانگیں گے۔ یعنی ایمان والے جہاد میں شریک ہونے کی بھی اجازت نہیں مانگیں گے بلکہ حکم سنتے ہی فوراً جہاد کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ آیت کے آخر میں ان لوگوں کے متقی ہونے کی شہادت اور ثواب کا وعدہ ہے۔

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُھُمْ فَھُمْ فِیْ رَیْبِھِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

آپ سے اجازت وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک میں پریشان ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں اور اجازت وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی تھے جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک کی وجہ سے متردد ہیں انہیں نہ ادھر سہارا ہے نہ ادھر اسی وجہ سے نہ تو وہ کفار کے ساتھ ہی رہ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ مومنین کے ساتھ رہتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَہٗ عُدَّۃً۔ اور اگر وہ جہاد پر چلنے کا ارادہ کرتے تو لازمی طور پر جہاد کی تیاری مکمل کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ہی ان کا جہاد میں رکھنا پسند نہ تھا۔ عدۃ سے مراد سفر اور جہاد کا سامان ہتھیار وغیرہ ہے۔

وَّلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْۢبِعَاثَھُمْ فَثَبَّطَھُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ ﴿۴۶﴾

اور لیکن اللہ نے ان کے لئے جہاد میں جانے کو پسند نہ کیا اسی لئے ان کو اجازت نہ دی اور کہہ دیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

ثَبَّطَھُمْ۔ اللہ نے ان کو روک دیا بزدلی اور سستی کے سبب اقْعُدُوْا۔ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو الْقٰعِدِیْنَ۔ سے بیمار و اپاہج مراد ہیں۔ ان میں سستی کا ہلی بھر دی تھی اور فرمایا گیا کہ بیٹھے رہو جس طرح اپاہج معذور بیمار بیٹھے ہیں تم بھی بیٹھ جاؤ۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد تبوک پر روانگی اور اکثر منافقوں کا ساتھ نہ دینا۔ ماہ رجب ۹ ہجری میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ثنیۃ الوداع میں فوجی کیمپ لگایا آپ کے ساتھ تیس ہزار سے زائد جمعیت تھی۔ بعض نے ستر ہزار کی تعداد بتائی ہے جن میں سے گھوڑے سوار دس ہزار تھے۔ جمعرات کو روانہ ہوئے۔

عبداللہ بن ابی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روانہ ہوا۔ لیکن جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی نے ساتھ چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ محمد رسول اللہ اتنی بدحالی، اور سخت گرمی اور لمبی مسافت پر جہاد کرنے چلے ہیں وہ دشمن سے لڑنا کھیل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ (معاذ اللہ) مجھے گرفتار ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں یہ بھی کوئی جنگ ہے۔

اس قسم کی باتیں اس نے مسلمانوں میں بددلی اور بزدلی پیدا کرنے کے لئے کیں اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا۔

اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ شامل ہو جاتے تو سوائے اس کے کہ اور دگنا فساد وفتنہ پیدا کرتے اور کچھ نہ کرتے۔

اِلَّا خَبَالًا۔ سوا شر وفساد کے اور کچھ نہیں۔ خَبَال۔ سے مراد شر وفساد ہے یعنی غلط افواہیں پھیلا کر فتنہ ہی پھیلاتے ان سے کچھ فائدہ نہ ہوتا مگر نقصان ہوتا۔

وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ۔ اور تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے یعنی اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے خلال درمیان میں ابتری پھیلاتے۔

يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ۔ فتنہ پیدا کر کے دشمنوں کا رعب ڈالنا۔

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ۔ اور اب بھی تمہارے اندر ان کے کچھ جاسوس لگے ہوئے ہیں۔ سماع جاسوس ہیں جو تمہاری راز کی باتیں لے کر ان تک پہنچاتے ہیں۔

كَمَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الْاٰلُوسِى نَمَّامُونَ يَسْمَعُونَ فِيهِ لِاَجْلِ نَقْلِهٖ اِلَيْهِمْ۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے کہا سماعون کا معنی ہے نمامون (چغلخور) یہ لوگ تمہاری باتیں سنتے ہیں تاکہ ان کو یہود کے پاس جا کر بیان کریں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧۔ اور ان ظالموں کو اللہ خوب جانتا ہے ان کے اندرونی خیالات اور ظاہری حرکات سے واقف ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ۔

انہوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی تھی اور آپ کے لئے کارروائیوں کی الٹ پلٹ کرتے رہے تھے۔

حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝٤٨۔

یہاں تک کہ سچا وعدہ آ گیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔

الْحَقُّ۔ سے مراد اللہ کی مدد اور دین اسلام کی تائید ہے اور انہیں ناگوار تھا یعنی الٹی سیدھی تدابیر سے آپ کے صحابہ کو دین سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہے تھے جیسے عبداللہ بن سلول منافق نے یوم احد میں کیا کہ مسلمانوں کو بددل اور پست ہمت کرنے کے لئے عین موقعہ پر اپنی جماعت لے کر واپس ہو گیا اس طرح انہوں نے تدبیر الٹ پلٹ کر کے تمہارا کام

www.waseemziyai.com

بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید ونصرت آئی اور حکم الٰہی غالب ہوگیا جن سے مسلمان فتحیاب ہوئے۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ۔اور انہی میں سے وہ بھی تھا جس نے آپ سے اجازت طلب کی اور عرض کیا مجھے رخصت دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔اس کا

شانِ نزول

جد بن قیس کے حق میں ہوا یہ منافق تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک تشریف لے جانے لگے تو اس نے عرض کیا حضور میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں اور وہاں رومی عورتیں ہوں گی میری نظر جب ان پر پڑے گی تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے مجھے یہیں ٹھہرنے کی اجازت دے دیجئے تاکہ میں عورتوں کے فتنہ میں نہ پڑوں میں آپ کی مدد مال سے کروں گا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جد بن قیس اپنے ساتھیوں کو جن کی تعداد دس سے کم تھی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مجھے یہاں ہی رہ جانے کی اجازت دے دیں۔ میری کچھ کھیتی باڑی کی زمین ہے جس کی نگرانی ضروری ہے اس وجہ سے معذور ہوں اور یہ اس کا حیلہ اور بہانہ تھا اور اس میں نفاق کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝۴۶۔بیٹھا رہ بیٹھنے والوں اپاہجوں اندھوں لنگڑوں کے ساتھ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں انتباہ فرمایا گیا خبردار وہ فتنہ ہی میں پڑا ہے۔

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۴۹۔اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اس لئے کہ جہاد سے رکنا اور تخلف کرنا ہی بہت بڑا فتنہ ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منحرف ہونا یہ جہنم ہی کی طرف جانا ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۰۔

اگر آپ کو کوئی اچھی بات پیش آتی ہے تو ان کو دکھ ہوتا ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں ہم نے تو اسی لئے پہلے سے اپنے معاملہ میں احتیاط کر لی تھی اور یہ کہہ کر وہ خوش ہو کر چلے جاتے ہیں۔

یعنی اگر آپ دشمن پر فتح یاب ہو جائیں اور غنائم آپ کے ہاتھ آجائیں تو انہیں رنج ہوتا ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچے جیسے جنگ کی شدت یا دشمن کی جانب سے تنگی تو کہتے ہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا۔

تُصِبْكَ۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہے۔ حَسَنَةٌ۔ سے فتح اور مال غنیمت مراد ہے۔ مُصِيْبَةٌ۔ سے شکست مراد ہے۔ تو اپنے شریک نہ ہونے پر اور مسلمانوں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ۔فرما دیجئے ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی۔

یعنی جو کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے وہی ہم کو پہنچے گا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی عجیب حالت ہے

www.waseemziyai.com

اس کے لئے ہر بات میں خیر ہے اگر سکھ پہنچتا تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے اور اگر دکھ پہنچتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہوتا ہے۔ رواہ مسلم واحمد

وَھُوَ مَوْلٰىنَا۔ وہی ہمارا مالک ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور مسلمان کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ وہی اس کا کارساز اور ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ

فرما دیجئے کیا تم انتظار کرتے ہو ہم پر کسی چیز کا مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کا۔

فتح اور مال غنیمت یا شہادت اور حیات ابدی جو مغفرت کے ساتھ ہمیں ملے اس لئے کہ مسلمان جب جہاد میں اترتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو غالب ہوا تو فتح ہوگی اور مال غنیمت لائے گا جس کا اجر بھی بے پایاں ہے یا شہید ہوگا جو اس کی اعلیٰ مراد ہے۔

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ

اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا خواہ اپنی طرف سے دنیا وآخرت میں یا ہمارے ساتھیوں سے یعنی ہم تمہارے حق میں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ اب تمہارا انجام کیا ہوگا۔

فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

لہٰذا تم ہمارے نتیجہ کے منتظر رہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے انجام کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے جو وعدے تم سے کئے ہیں تم ان کا انتظار کرو اور ہم سے جو وعدہ رحمان نے کیا ہے دین غالب کرنے کا ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

فرما دیجئے تم خرچ خوشی سے کرو یا بددلی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم لوگ فاسق ہو۔

یہ آیت کریمہ بھی جد بن قیس منافق کے متعلق نازل ہوئی اس نے کہا تھا کہ میں آپ کی مالی مدد کروں گا اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا کہ تو جو جہاد میں جانے کے بجائے جو مال خرچ کرنے کو کہہ رہا ہے اور جہاد سے رخصت طلب کر رہا ہے اے محبوب فرما دیجئے کہ تو خوشی سے دے یا ناخوشی سے تیرا دیا قبول نہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کا صدقہ قبول نہ کریں کیونکہ یہ دینا اللہ کے لئے نہیں ہے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور ان کی خیر خیرات قبول ہونے سے کوئی چیز سوا اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور نمازیں نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور راہ خیر میں نہیں دیتے مگر کراہت و ناگواری کے ساتھ کیونکہ انہیں رضائے الٰہی مطلوب نہیں۔ تو نہ پسند ہو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد

www.waseemziyal.com

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
4 وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾۔

سوان کے مال واولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان دنیوی چیزوں کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں بھی ان کو گرفتار عذاب رکھے اوران کی جانیں بھی کفر ہی کی حالت میں نکل جائیں اور وہ کافر ہی ہوں۔ اوران کا مال ان کی راحت کا ذریعہ نہ ہوگا بلکہ وبال ہوگا۔

اعجاب کا معنی ہے کسی پسندیدہ چیز پر خوش ہونا۔

ذہوق کے لغوی معنی دشواری سے نکلنا ہے یعنی جب رسی کھینچی جائے گی تو پھڑ پھڑاتے تڑپتے رہ جائیں گے اور کسی طرح رہائی ممکن نہ ہوگی۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ۔

اوراللہ کی قسمیں کھاتے ہیں منافقین کہ وہ تم میں سے ہیں یعنی تمہارے دین وملت پر ہیں اور مسلمان ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ تم میں سے نہیں تمہیں دھوکہ دیتے اور دروغ بیانی کرتے ہیں۔

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾۔ لیکن وہ لوگ ڈرنے والے ہیں۔

یعنی ڈرنے والی قوم سے ہیں اگران کا نفاق ظاہر ہوگیا تو کہیں مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ نہ کریں جو مشرکین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ تم پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾۔

اگر پائیں وہ کوئی پناہ یا غار یا سر چھپانے کی جگہ تو اسی وقت پلٹ جائیں گے اس لئے کہ ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے انتہائی بغض ہے۔

مَلْجَاً۔ کوئی حفاظت کا مقام جس میں پناہ لی جاسکتی ہو یا کوئی قوم جس کے پاس جاکر امن مل جائے۔

مَغٰرٰتٍ۔ مغارہ کی جمع ہے یعنی پہاڑی غار چھپنے کا مقام۔

مُدَّخَلًا۔ ایسا سوراخ جس کے اندر دشواری سے داخلہ ہو۔

لَّوَلَّوْا۔ پشت پھیر کر اس کی طرف بھاگتے۔

وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ۔ سرپٹ تیزی سے سر اٹھائے دوڑتے ہوئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ۔

اوران میں سے وہ بھی ہیں جو صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتے ہیں۔ عیب لگاتے ہیں۔

لَمزَہ۔ هَمزَہ۔ اس پر طعن کیا نکتہ چینی کی یعنی وہ کہتے ہیں کہ آپ تقسیم صدقات انصاف کے ساتھ نہیں کرتے۔

شان نزول

یہ آیت ذوالخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کا نام حرقوص بن زہیر تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے خوارج کے فرقہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک واقعہ بخاری ومسلم میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہوازن اور حنین کا مال غنیمت

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تقسیم فرمارہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کھڑے ہوکر کہا۔ **اعدل یا رسول اللہ**۔ حضور عدل فرمایئے۔ تو حضور نے فرمایا۔
وَيُحَكَ مَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي۔ تجھے خرابی ہو میں اگر عدل نہ کروں گا تو میرے بعد اور کون عدل کرے گا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت ہو کہ میں اس منافق کی گردن اتار دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ لوگ کہیں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں اس کو رہنے دو اے عمر اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں جن کا یہ حال ہے کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازیں حقیر جانو گے اور روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ پھر جائیں گے اور سب سے افضل گروہ کے خلاف خروج کریں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان لوگوں سے نہروان پر جنگ کی۔ میں آپ کے ساتھ موجود تھا۔ آپ نے اس نشان والے کو تلاش کرایا تو اس کی لاش کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں نے اس کو غور سے دیکھا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پایا۔ آگے ارشاد ہے۔

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَ إِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ إِنَّآ إِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾۔

تو اگر انہیں کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو اللہ اور اس کا رسول انہیں دیتا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب دے گا ہمیں اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

یعنی اللہ اور اس کا رسول ہی ہم پر اپنا فضل وسیع فرمائے گا اور وہی ہمیں مخلوق سے بے نیاز کرنے والا ہے اور اسلام میں یہی تعلیم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے امید رکھنا ہی عین اسلام ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف امید رکھنا مسلمان آدمی کا کام ہرگز نہیں ہے۔ (روح المعانی)

البتہ اولیاء اللہ کی بارگاہ چونکہ اللہ اور اس کے رسول کے متبعین کی بارگاہ ہے لہٰذا ان سے دعا کرانا اور ان کی دعاؤں کے ذریعہ سے اپنی مراد پوری ہونے کی امید رکھنا جائز ہے ان کے علاوہ کسی دیو پری جن یا بت سے امید وابستہ کرنا خالص شرک ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم - سورۃ توبہ - پ ۸

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾	زکوٰۃ تو ہے فقراء اور نرے ناداروں اور اسے وصول کرنے والوں کے لئے اور مؤلفۃ القلوب کے لئے اور غلاموں کے لئے اور قرضہ داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کی طرف سے

اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

4/4

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور ان میں سے وہ ہیں کہ ایذاء دیتے ہیں غیب کی خبر دینے والے کو اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں فرمائیے وہ کان تمہارے لئے بہتر ہیں وہ اللہ پر ایمان لاتے اور مومنین پر پورا یقین رکھتے ہیں اور رحمت ان کے لئے ہے جو تم میں سے ایمان لائیں اور وہ جو ایذا دیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾

قسم کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے سامنے تا کہ تم کو راضی کریں اور اللہ اور رسول زیادہ حقدار ہیں کہ وہ انہیں راضی کرتے اگر وہ ایمان لائے ہیں۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو خلاف کرے اللہ اور رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے یہ بڑی رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

ڈرتے ہیں منافق کہ ان پر نازل ہو کوئی سورت جو متنبہ کر دے اسے جو ان کے دلوں میں ہے فرما دیجئے ہنستے جاؤ بے شک اللہ کو ظاہر کرنا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾

اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے فرما دیجئے کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم معاف کریں تم سے کسی کو تو اوروں کو عذاب دیں گے بایں جرم کہ وہ مجرم تھے۔

حل لغات رکوع ہشتم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ — الصَّدَقٰتُ۔زکوٰۃ — لِلْفُقَرَآءِ۔فقیروں — وَ۔اور

الْمَسٰكِيْنِ۔مسکینوں — وَ۔اور — الْعٰمِلِيْنَ۔کام کرنے والوں کے لئے ہے

عَلَيْهَا۔اس پر — وَ۔اور — الْمُؤَلَّفَةِ۔الفت ڈالنی ہے — قُلُوْبُهُمْ۔جن کے دلوں میں

وَ۔اور — فِي۔بیچ — الرِّقَابِ۔گردنوں کے — وَ۔اور

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

الْغٰرِمِيْنَ۔مقروضوں کے	وَ۔اور	فِيْ۔بیچ	سَبِيْلِ۔راہ
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	ابْنِ السَّبِيْلِ۔مسافروں کے	فَرِيْضَةً۔مقرر ہے
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمٌ۔جاننے والا
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے	وَ۔اور	مِنْهُمُ۔بعض	الَّذِيْنَ۔وہ ہیں جو
يُؤْذُوْنَ۔تکلیف دیتے ہیں	النَّبِيَّ۔نبی کو	وَ۔اور	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
هُوَ۔وہ تو	اُذُنٌ۔کان ہیں	قُلْ۔کہہ	اُذُنُ۔کان
خَيْرٍ۔بہتر ہیں	لَّكُمْ۔تمہارے لئے	يُؤْمِنُ۔ایمان لاتا ہے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَ۔اور	يُؤْمِنُ۔اعتبار کرلیتا ہے	لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ایمانداروں کا	وَ۔اور
رَحْمَةٌ۔رحمت	لِّلَّذِيْنَ۔ان کے لئے جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	مِنْكُمْ۔تم میں سے
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُؤْذُوْنَ۔تکلیف دیتے ہیں	رَسُوْلَ۔رسول
اللّٰهِ۔اللہ کو	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک
يَحْلِفُوْنَ۔قسمیں کھاتے ہیں	بِاللّٰهِ۔اللہ کی	لَكُمْ۔تمہارے لئے	لِيُرْضُوْ۔تاکہ راضی کریں
كُمْ۔تم کو	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور
رَسُوْلُهٗٓ۔رسول اس کا	اَحَقُّ۔بہت حقدار ہیں	اَنْ۔یہ کہ	يُّرْضُوْهُ۔راضی کریں اس کو
اِنْ۔اگر	كَانُوْا۔ہیں	مُؤْمِنِيْنَ۔مومن	اَ۔کیا
لَمْ۔نہیں	يَعْلَمُوْٓا۔جانتے	اَنَّهٗ۔کہ وہ بے شک	مَنْ۔جو
يُّحَادِدِ۔نافرمانی کرے گا	اللّٰهَ۔اللہ کی	وَ۔اور	رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی
فَاَنَّ۔تو بے شک	لَهٗ۔اس کے لئے	نَارَ۔آگ ہے	جَهَنَّمَ۔جہنم کی
خَالِدًا۔ہمیشہ رہے	فِيْهَا۔اس میں	ذٰلِكَ۔یہ	الْخِزْيُ۔رسوائی ہے
الْعَظِيْمُ۔بڑی	يَحْذَرُ۔ڈرتے ہیں	الْمُنٰفِقُوْنَ۔منافق	اَنْ۔یہ کہ
تُنَزَّلَ۔اتاری جائے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	سُوْرَةٌ۔کوئی سورت	تُنَبِّئُهُمْ۔جو بتائے ان کو
بِمَا۔جو	فِيْ۔بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے ہے	قُلِ۔کہہ
اسْتَهْزِءُوْا۔ہنسی کرو	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	مُخْرِجٌ۔نکالنے والا ہے
مَّا۔جو	تَحْذَرُوْنَ۔تم ڈرتے ہو	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر
سَاَلْتَهُمْ۔تو ان سے پوچھے	لَيَقُوْلُنَّ۔تو ضرور کہیں گے	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	كُنَّا۔کہ ہم
نَخُوْضُ۔باتیں کرتے	وَ۔اور	نَلْعَبُ۔کھیلتے تھے	قُلْ۔کہہ
اَ۔کیا	بِاللّٰهِ۔ساتھ اللہ	وَ۔اور	اٰيٰتِهٖ۔اس کی آیتوں کے
وَ۔اور	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کے	كُنْتُمْ۔تم تھے	تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ہنسی کرتے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لَا۔ نہ | تَعْتَذِرُوْا۔ عذر کرو | قَدْ۔ بے شک | كَفَرْتُمْ۔ کفر کیا تم نے
بَعْدَ۔ بعد | اِيْمَانِكُمْ۔ اپنے ایمان کے | اِنْ۔ اگر | نَّعْفُ۔ ہم معاف کریں
عَنْ طَآئِفَةٍ۔ ایک جماعت کو | مِّنْكُمْ۔ تم میں سے | نُعَذِّبْ۔ تو عذاب کریں گے ہم
طَآئِفَةً۔ ایک جماعت کو | بِاَنَّهُمْ۔ کہ وہ | كَانُوْا۔ تھے | مُجْرِمِيْنَ۔ مجرم لوگ

مختصر تفسیر اردو رکوع ہشتم۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾۔

زکوٰۃ تو انہی لوگوں کے لئے ہے جو فقیر ہوں یا مسکین اور عاملین کے لئے اور مؤلفۃ القلوب کے لئے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کو یہ مقررہ قانون ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

جب منافقین نے تقسیم صدقات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا جیسا کہ سب سے پہلے ذوالخویصرہ تمیمی کا تذکرہ ہو چکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مستحقین زکوٰۃ کا آٹھ قسموں میں مصرف مقرر فرما دیا تھا تاکہ کوئی حقدار بن کر کسی قسم کی زبان درازی نہ کر سکے اور سمجھ لے کہ ان آٹھ کے سوا کوئی مستحق نہیں ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی اولاد پر بھی یہ حرام ہے پھر طعن کرنے والے منافقین کو تو کوئی موقعہ ہی نہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے غیر مبہم الفاظ میں تصریح فرما دی ہے کہ صدقہ سے مراد اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ ہے وَالْمُرَادُ مِنَ الصَّدَقَاتِ الزَّكٰوةِ۔ فقہاء نے اس آیت کریمہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل تصریح فرمائی ہے۔

اول یہ کہ زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں ان میں مؤلفۃ القلوب یعنی وہ لوگ جنہیں مال دے کر ان کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرائی جاتی تھی یہ اب باجماع صحابہ علیہم رضوان ساقط ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہوا كَمَا قَالَ الْاَلُوسِي رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي رُوحِ الْمَعَانِي وَالْمُؤَلَّفَةُ وَ هُمْ كَانُوا ثَلٰثَةُ اَصْنَافٍ۔ مؤلفۃ قلوب تین قسم کے تھے۔

ایک تو وہ جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالی اعانت سے تالیف قلوب فرماتے تھے کہ وہ اسلام میں آ جائیں۔

دوسرے وہ کہ اسلام تو لے آئے تھے لیکن ضعیف تھے جیسے عیینہ۔ اقرع بن حابس عباس بن مرداس سلمی علیہم رضوان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مالی بخششیں فرمایا کرتے تھے تاکہ ان کی پرہیزگاری اسلام میں بڑھ جائے۔

تیسرے وہ تھے جن کی مدد اس غرض سے کی جاتی تھی کہ ان کا شر دبا رہے اور مسلمان ان سے محفوظ رہیں۔

صاحب ہدایہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صنف ثامن اب ساقط ہے۔

اور اس پر اجماع صحابہ علیہم رضوان منعقد ہوا عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں۔ چنانچہ

ایک روایت ہے کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں کچھ زمین طلب کرنے حاضر آئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رقعہ لکھ دیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ رقعہ چاک کر کے فرمایا۔

هٰذَا شَيْئٌ يُعْطِيْكُمُوْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْلِيفًا لَكُمْ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ اَعَزَّ اللّٰهُ

www.waseemziyai.com

تَعَالیٰ الْاِسْلَامَ وَ اَغْنٰی عَنْکُمْ فَاِنْ ثَبَتُّمْ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ اِلَّا فَبَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ السَّیْفُ ۔

یہ ایسی چیز ہے جسے حضور تالیف قلوب کے لئے تمہیں عطا فرمایا کرتے تھے لیکن آج کے دن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے کر تم سے مستغنی کر دیا ہے تو اگر تم اسلام میں ثابت رہے تو تمہارے لئے بہتر ہے ورنہ ہم میں اور تم میں تلوار فیصلہ کرے گی۔

فَرَجَعُوا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالُوا اَنْتَ الْخَلِیْفَةُ اَمْ عُمَرُ کَتَبْتَ الْخَطَّ وَ فَرَّقَهٗ عُمَرُ فَقَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ اِنْ شَاءَ وَ وَافَقَهٗ وَلَمْ یُنْکِرْ عَلَیْهِ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

وہ پلٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ خلیفہ وقت ہیں یا عمر آپ نے ہم پر خط لکھ کر مہربانی کی اور عمر نے اسے چاک کر ڈالا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہی اس معاملہ میں مجاز ہیں اگر وہ چاہتے تو ہمیں اعتراض نہ تھا۔ اس پر کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے انکار نہ کیا۔

۱۔ تعریف فقیر: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جس کے پاس نصاب زکوٰۃ سے کم ہو۔ جو غنی نہ ہو اس کے پاس مال بالکل نہ ہو یا کچھ مال مگر اتنا نہ ہو کہ اس سے غنی ہو جائے۔

۲۔ اور مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور سوال کر کے شکم سیر ہونے کا محتاج ہو اور اس کے لئے سوال جائز ہو۔

اس کی توضیح حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ حَیْثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ وَلَهٗ قِیْمَةُ اُوْقِیَةٍ فَقَدْ اَلْحَفَ۔ جو ایک اوقیہ کا مال رکھتا ہو اور سوال کرے وہ ملحف ہے۔ وَ کَانَ الْاُوْقِیَةُ فِیْ ذَالِکَ الزَّمَانِ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا۔ اس زمانہ میں اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا اور ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے اور الحاف کہتے ہیں گڑگڑا کر بھیک مانگنے کو۔

اس بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَ الْفَقْرِ۔ رواہ ابوداؤد اور اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ جسے حدیث کہا جاتا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کَذِبٌ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

۳۔ عَامِلِیْنَ عَلَیْهَا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں امام وصولی زکوٰۃ پر مقرر کر کے بھیجے۔

بحر میں ہے اِنَّ الْعَامِلَ یَشْمِلُ الْعِشَارَ وَ السَّاعِیَ وَالْاَوَّلُ مَنْ نَصَبَهُ الْاِمَامُ عَلَی الطَّرِیْقِ لِیَاخُذَ الصَّدَقَاتِ مِنَ التُّجَارِ الْمَارِ بِاَمْوَالِهِمْ عَلَیْهِ۔ یعنی عامل۔ عاشر۔ ساعی۔ دونوں کو کہتے ہیں۔ عاشر وہ ہیں جنہیں امام مقرر کرے تاکہ تاجر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور اموال تجارت لے کر گزرنے والوں سے چالیسواں حصہ حولان حول ہونے پر وصول کرے۔

چوتھی قسم مؤلفۃ القلوب کی ہے جس کی تصریح بیان ہو چکی۔

پانچویں قسم رقاب ہیں یعنی وہ لونڈی یا غلام جسے خرید کر آزاد کر دیا جائے یہ بھی زمانہ ہذا میں ہمارے اندر موجود نہیں۔

چھٹی قسم غارمین کی ہے یہ وہ ہیں جن پر کسی کا قرضہ ہو تو زکوٰۃ سے قرضہ ادا کر دیا جائے تو صحیح مصرف ہے۔ یعنی وہ قرضدار جنہوں نے قرض لے کر کسی نیکی کے راستہ یا مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں خرچ کیا ہو۔ یہ لوگ خواہ مالدار ہوں مگر ان کا قرضہ زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جا سکتا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے۔

www.waseemziyai.com

ساتواں مصرف فی سبیل اللہ ہے اس میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہترین مصرف جہاد ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج بہترین مصرف ہے۔یعنی تحجیج۔حج۔حاجہ حج کرانے کے معنی میں آتا ہے کذافی المنجد۔

اور ایک قول میں فی سبیل اللہ سے مراد خدمت طلبہ علم دین ہے كَمَا فِي فَتَاوٰى الظَّهِيرِيَّةَ۔

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فی سبیل اللہ سے مراد جمیع قرب ہیں۔

آٹھویں قسم ابن السبیل ہے وَ هُوَ الْمُسَافِرُ الْمُنْقَطِعُ عَنْ مَالِهٖ وَالْاِ سْتِقْرَاضُ لَهٗ خَيْرٌ مِنْ قُبُوْلِ الصَّدَقَةِ۔

وہ ایسا مسافر ہے جو اپنے مال سے دور رہ کر پردیس میں ہو اور اس کے لئے قرض لینا قبول صدقہ سے بہتر ہے۔

اور فتح القدیر میں ہے اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَاْخُذَ اَكْثَرَ مِنَ حَاجَتِهٖ۔اسے اپنی حاجت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔

تصریح مصارف صدقہ کے بعداب دوسرا مضمون منصب مصطفٰی علیہ السلام کے بیان میں ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

اور ان میں کچھ وہ ہیں کہ ستاتے ہیں ان غیب کی خبریں دینے والے نبی کو اور کہتے ہیں وہ کان ہیں فرمادیجئے وہ کان تمہارے بھلے کے لئے ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتے ہیں۔

منافقوں نے آپ کو کان کہا۔اذن مشتق ہے اذن سے اس کے معنی ہیں اس نے کان رکھ کرسن لیا۔

شان نزول

ابن حاتم سدی رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ یہ منافقین کی ایک جماعت کے لئے نازل ہوئی اس جماعت میں جلاس بن سوید بن صامت ہے اور رفاعہ بن عبدالمنذر اور ودیعہ بن ثابت وغیرہ تھے۔یہ حضور کی شان میں بکواس اور ناگفتہ بہ الفاظ بکتے تھے تو ایک منافق بولا ایسی باتیں نہ کرو ہمیں ڈر ہے کہ اگر حضور تک یہ باتیں پہنچیں تو ہم پر مصیبت آجائے گی۔

جلاس بولا ہم تو جو چاہیں گے کہیں گے اور جب حضور ہم سے پوچھیں گے ہم اس کی تصدیق طلب کر کے مکر جائیں گے قسم کھالیں گے وہ تو صرف کان رکھتے ہیں یعنی ان سے جو کہو دو مان لیتے ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ ان کے کان خیر وصلاح سننے اور ماننے والے ہیں فساد اور شر کی طرف نہیں۔ایک روایت میں اذن سامعۃ بھی ہے یعنی ان کے کان سننے اور قبول کرنے والے ہیں۔

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾۔

اور ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں جو تم میں سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں یعنی تم میں جو شخص مومن ہیں ان کے لئے رسول محترم سراسر رحمت ہیں قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ۔آپ کے سامنے قسم کھاتے ہیں اللہ کی یہ منافقین اس لئے کہ آپ کو راضی کرلیں۔

شانِ نزول

یہ ہے کہ منافقین اپنی مجلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کرتے اور جب مسلمانوں میں آتے مکر جاتے اور قسمیں کھا جاتے اور یہ واقعہ نبتل بن حرث کے متعلق ہے یہ وہ خبیث ہے جس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مَنْ اَرَادَاَنْ یَنْظُرَ اِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى نَبْتَلِ بْنِ الْحَرَثْ ۔ جو شیطان کو دیکھنا چاہے وہ نبتل بن حرث کو دیکھے۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞

حالانکہ اللہ اوراس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو راضی کریں اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جھوٹی باتیں بناتے ہیں قسمیں کھا کھا کرتا کہ وہ مسلمانوں کو راضی کرلیں حالانکہ اللہ اوراس کے رسول کا حق زیادہ تھا کہ اسے راضی کرتے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ تو خالص منافق ہیں آگے ارشاد ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۞

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اوراس کے رسول کی تو اس کے لئے جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان کے دلوں میں مخفی باتیں واضح کردے۔

دلوں کی مخفی باتیں ان کا نفاق ہے اور وہ بغض وعداوت جو مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اسے چھپاتے تھے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خبریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب سے دیں۔ منافقوں نے مطابق واقعہ پائیں تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی سورت نازل نہ فرمادے جس سے ان کی خفیہ مکاریاں ظاہر ہو جائیں اوران کی رسوائی ہو۔ آیہ مذکورہ میں اسی کا بیان ہے۔

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۞

فرمادیجئے ہنسے جاؤ اللہ لازمی طور پر ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈر رہے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔

شانِ نزول

غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کی تین جماعتوں سے دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمسخراً باتیں بنا رہے تھے کہ ان کا یہ خیال کہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا بعید از خیال خیال ہے ایک بولتا تو کچھ نہ تھا مگر ہنستا تھا۔

حضور نے انہیں طلب فرما کر ان سے سوال کیا کہ تم ایسا کہہ رہے تھے وہ کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفع الوقتی کے لئے یونہی ہنس بول رہے تھے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں ان کا یہ عذر و حیلہ رد کیا گیا۔ اور ارشاد ہوا۔

www.waseemziyai.com

قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ

فرماد یجئے کیا اللہ اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ بہانے نہ تراشو اور تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

اس سے یہ عقیدہ واضح ہوا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کفر ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسے ہی طریق پر ایسا کلمہ کہنا کفر ہے جس میں ادنیٰ گستاخی کا بھی پہلو نکلے اس میں عذر ہرگز قابل قبول نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۶۶﴾

اگر تم میں سے کسی کو معاف کریں یعنی وہ جو زبان سے خاموش رہا مگر ہنستا رہا اگرچہ وہ بھی مجرم ہے مگر اسے ہم اس لئے معاف فرماتے ہیں کہ ہمارے عتاب سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ راوی ہیں اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جو ہنس رہا تھا اور زبان سے کچھ نہ بولا وہ مخشی بن عمیر الاشجعی تھا اس نے توبہ کی اور اللہ سے دعا کی کہ وہ شہید ہو کر ایسے مرے کہ اس کے مرنے کی جگہ بھی کوئی نہ جانے چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوا اور اس کے مقتل اور قاتل کو بھی کوئی نہیں جانتا۔ (روح المعانی)

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اس نے نفاق سے توبہ کی اور بولا اَللّٰهُمَّ اِنِّي لَا اَزَالُ اَسْمَعُ اٰيَةً تَقْشَعِرُّ مِنْهَا الْجُلُوْدُ وَ تَجِبُ مِنْهَا الْقُلُوْبُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَفَاتِي قَتْلًا فِي سَبِيْلِكَ لَا يَقُوْلُ اَحَدٌ اَنَا غَسَّلْتُ اَنَا دَفَنْتُ – فَاُصِيْبَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ وَ اسْتُجِيْبَ دُعَآؤُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہوئی اور جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

ان کا نام مخشی بن حمیر اشجعی تھا۔ رضی اللہ عنہ اور چونکہ ان کی زبان گستاخی سے رکی رہی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو اوروں کو ہم عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے اور اپنے نفاق پر قائم رہے اور توبہ نہ کی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم - سورۃ توبہ - پ ۱۰

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۶۷﴾

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی جنس ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے روکیں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو بھلا بیٹھے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا بے شک منافق پکے فاسق ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ وَ الۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ هِيَ حَسۡبُهُمۡ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۶۸﴾

وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کا۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ انہیں کافی ہے اور اللہ کی لعنت ہے ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

www.waseemziyai.com

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ
اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ
فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ
اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾

جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے سخت تھے زور میں اور مال میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور اولاد میں بھی تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے وہ اپنا حصہ برت گئے تم سے پہلے اور تم بے ہودگی میں پڑے جیسے وہ بے ہودہ رہے یہ وہ ہیں کہ ان کے عمل اکارت گئے دنیا میں اور آخرت میں اور یہی لوگ نقصان وخسران میں ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ
وَّ ثَمُوْدَ ۙ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَ
الْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾

کیا نہ آئی انہیں خبر ان کی اپنے سے پہلوں کی قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور مدین والوں کی اور ان کی جو الٹ دیئے گئے آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل سے تو نہ تھا اللہ کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے۔

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ
يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ
اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں وہ بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی یہی وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾

وعدہ دیا ہے اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے یہی ہے وہ بڑی کامیاب مراد۔

حل لغات رکوع نہم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

اَلْمُنٰفِقُوْنَ۔منافق مرد	وَ۔اور	اَلْمُنٰفِقٰتُ۔منافق عورتیں	بَعْضُهُمْ۔سب ایک ہی
مِّنْ بَعْضٍ۔جنس ہیں	يَاْمُرُوْنَ۔حکم دیتے ہیں	بِالْمُنْكَرِ۔بری باتوں کا	وَ۔اور
يَنْهَوْنَ۔روکتے ہیں	عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔بھلی باتوں سے		وَ۔اور
يَقْبِضُوْنَ۔بند رکھتے ہیں	اَيْدِيَهُمْ۔اپنے ہاتھ	نَسُوا۔وہ بھول گئے	اللّٰهَ۔اللہ کو
فَنَسِيَهُمْ۔سو بھلا دیا اس نے ان کو		اِنَّ۔بے شک	الْمُنٰفِقِيْنَ۔منافق

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

هُمُ۔وہی ہیں الْفٰسِقُوْنَ۔بدکردار وَعَدَ۔وعدہ کیا اللّٰهُ۔اللہ نے
الْمُنٰفِقِيْنَ۔منافق مردوں وَ۔اور الْمُنٰفِقٰتِ۔منافق عورتوں وَ۔اور
الْكُفَّارَ۔کافروں سے نَارَ۔آگ جَهَنَّمَ۔دوزخ کا خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں
فِيْهَا۔اس میں هِيَ۔وہ حَسْبُهُمْ۔ان کو کافی ہے
وَ۔اور لَعَنَهُمُ۔لعنت کی ان پر اللّٰهُ۔اللہ نے وَ۔اور
لَهُمْ۔ان کے لئے عَذَابٌ۔عذاب ہے مُّقِيْمٌ۔قائم رہنے والا كَالَّذِيْنَ۔جیسے وہ لوگ
مِنْ قَبْلِكُمْ۔جو تم سے پہلے تھے كَانُوْٓا۔تھے وہ اَشَدَّ۔زیادہ سخت
مِنْكُمْ۔تم سے قُوَّةً۔قوت میں وَّ۔اور اَكْثَرَ۔زیادہ
اَمْوَالًا۔مال وَّ۔اور اَوْلَادًا۔اولاد میں فَاسْتَمْتَعُوْا۔تو فائدہ اٹھایا
انہوں نے بِخَلَاقِهِمْ۔اپنے حصے کا فَاسْتَمْتَعْتُمْ۔پھر فائدہ اٹھایا تم نے
بِخَلَاقِكُمْ۔اپنے حصے کا كَمَا۔جیسا کہ اسْتَمْتَعَ۔فائدہ اٹھایا الَّذِيْنَ۔انہوں نے
مِنْ قَبْلِكُمْ۔جو تم سے پہلے تھے بِخَلَاقِهِمْ۔اپنے حصے کا وَ۔اور
خُضْتُمْ۔بیہودگی کی تم نے كَالَّذِيْ۔جیسے خَاضُوْا۔بیہودگی کی انہوں نے اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
حَبِطَتْ۔ضائع ہوئے اَعْمَالُهُمْ۔ان کے عمل فِي۔بیچ الدُّنْيَا۔دنیا کے
وَ۔اور الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے وَ۔اور اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
هُمُ۔وہی ہیں الْخٰسِرُوْنَ۔خسارہ والے اَ۔کیا لَمْ۔نہ
يَاْتِهِمْ۔آئی ان کے پاس نَبَاُ۔خبر الَّذِيْنَ۔ان کی مِنْ قَبْلِهِمْ۔جو ان سے
پہلے تھے قَوْمِ۔قوم نُوْحٍ۔نوح کی وَّ۔اور
عَادٍ۔عاد کی وَّ۔اور ثَمُوْدَ۔ثمود کی وَ۔اور
قَوْمِ۔قوم اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم کی وَ۔اور اَصْحٰبِ۔اصحاب
مَدْيَنَ۔مدین کی وَ۔اور الْمُؤْتَفِكٰتِ۔الٹائی گئی بستیوں کی
اَتَتْهُمْ۔آئے ان کے پاس رُسُلُهُمْ۔ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ۔دلائل لے کر فَمَا۔پھر نہیں
كَانَ۔تھا اللّٰهُ۔اللہ کہ لِيَظْلِمَهُمْ۔ظلم کرتا ان پر وَ۔اور
لٰكِنْ۔لیکن كَانُوْٓا۔تھے وہ اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر يَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے
وَ۔اور الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن مرد وَ۔اور الْمُؤْمِنٰتُ۔مومن عورتیں
بَعْضُهُمْ۔بعض ان کے اَوْلِيَآءُ۔دوست ہیں بَعْضٍ۔بعض کے يَاْمُرُوْنَ۔حکم دیتے ہیں
بِالْمَعْرُوْفِ۔نیکی کا وَ۔اور يَنْهَوْنَ۔روکتے ہیں عَنِ الْمُنْكَرِ۔بری باتوں سے
وَ۔اور يُقِيْمُوْنَ۔قائم کرتے ہیں الصَّلٰوةَ۔نماز وَ۔اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

يُؤْتُوْنَ۔ دیتے ہیں	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور	يُطِيْعُوْنَ۔ اطاعت کرتے ہیں
اللّٰهَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کی	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
سَيَرْحَمُهُمُ۔ جلدی رحم کرے گا ان پر		اللّٰهُ۔ اللہ	اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	عَزِيْزٌ۔ غالب	حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے	وَعَدَ۔ وعدہ کیا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ نے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومن مردوں	وَ۔ اور	الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومن عورتوں سے
جَنّٰتٍ۔ جنت کا کہ	تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں		فِيْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور
مَسٰكِنَ۔ مکان	طَيِّبَةً۔ اچھے	فِيْ۔ بیچ	جَنّٰتِ۔ جنت
عَدْنٍ۔ ہمیشہ کے	وَ۔ اور	رِضْوَانٌ۔ رضامندی	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی
اَكْبَرُ۔ بہت بڑی ہے	ذٰلِكَ هُوَ۔ یہ ہے وہ	الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِيْمُ۔ بہت بڑی

مختصر تفسیر اردو رکوع نہم۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ۔

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی ہیں یعنی نفاق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور خبث اعمال میں یکساں ہیں (روح المعانی) منافقوں نے قسم کھا کر مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم تم میں سے ہیں۔ ان کی قسم کی تکذیب کی ہے۔

اور خازن میں ہے کہ کفر و معصیت میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں برابر ہیں۔

يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ۔

برائی کے کام میں بھلائی پر سبقت لے جاتے ہیں اور تصدیق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روکیں اور اطاعت اسلام سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں راہ خدا میں خرچ کرنے سے اپنی مٹھی بند رکھیں جیسا کہ قتادہ اور حسن رحمہم اللہ نے کہا۔ قبض ید کنایہ ہے بخل سے جس طرح بسط کنایہ ہے بسط سے۔ جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قبض ید سے مراد جہاد فی سبیل اللہ سے ہاتھ روکنا ہے۔ وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا یعنی انہوں نے اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اللہ نے اپنا لطف اور فضل ان سے روک لیا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞۶۷۔

بے شک منافق وہی پکے فاسق ہیں۔ یعنی تمرد و فساد میں کامل ہیں۔ فسق کے معنی خروج عن الطاعۃ کے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ۔

اللہ نے وعدہ دیا منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ۔ وہ انہیں کافی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۞۶۸۔ اور لعنت ہے اللہ کی ان پر اور انہی کے لئے عذاب ہے قائم رہنے والا۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ۔

www.waseemziyai.com

جیسے وہ جوتم سے پہلے تھے کہ وہ زور میں تم سے زیادہ سخت تھے اور مال کی اکثریت اور اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔

فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ۔

تو وہ اپنا حصہ برت گئے لذات وشہوات دنیا کا۔ تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے تم سے پہلے اپنا حصہ برت گئے۔

خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۹۔

اورتم باطل پرستی میں پڑے رہے جیسے وہ باطل پرستی میں تھے ان کے تمام کام اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔

یعنی وہ لذات دنیا کی باطل متاع میں تکذیب خدا اور رسول کرتے رہے اور مومنین کے ساتھ استہزاء کرتے تھے تم نے بھی ان کی پیروی کی انکے کام اکارت گئے اور وہ گھاٹے میں رہے ایسے ہی تمہارا حشر ہوگا اور ایسے ہی تم خسران ونقصان میں ہو۔ گویا پہلے لوگوں کی مذمت ان کے عادات خسیسہ پر فرما کر انہیں بھی شہوات فانیہ میں فدا ہونے پر ملامت کی۔ آگے نظائر سے افہام وتفہیم فرمائی جاتی ہے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۥ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ۔

کیا انہیں اپنے سے پہلوں کی خبر نہ آئی یعنی ان منافقوں نے اپنے سے پہلے لوگوں کا حال نہیں سنا۔ نوح کی قوم جسے غرق کیا گیا اور عاد جسے آندھی سے برباد کیا گیا اور ثمود جورجفہ یعنی زلزلہ سے نیست ونابود کیا گیا اور قوم ابراہیم جو نعمتیں چھین کر ماردی گئیں اور ان کا بادشاہ نمرود مدعی الوہیت ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا گیا اور مدین والے جو شعیب علیہ السلام کی مخالفت سے ایسے ابر کے ذریعہ ہلاک ہوئے کہ اس سے پانی کی امید رکھتے تھے اور اس نے آگ برسائی اور ایک آیت میں ہے کہ گرج اور زلزلہ سے ہلاک کی گئی۔

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ۔ اور موتفکات یعنی وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں۔

یہ موتفکہ کی جمع ہے۔ ائتفاک انقلاب کو کہتے ہیں یعنی يُجْعَلُ اَعْلَى الشَّيْءِ اَسْفَلَ بِالْخَسْفِ۔ اونچے مقام کو الٹ کر نیچے کردینے کے معنی میں یہ لغتاً استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ قریہ ہیں جو سدوم کا علاقہ کہلاتی ہیں جنہیں آج کل شرق اردن کہتے ہیں اور عرب سے قریب ہیں ان میں ہلاک شدہ اقوام کے نشان باقی ہیں اور جو قوم لوط علیہ السلام کے تھے جو بلند جگہ رہنے والے ہوگئے اور ان پر پتھر برسے سنگریزوں کی صورت میں ان کے تفصیلی حالات اپنے مقام پر آئیں گے۔

(روح المعانی)

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ۔ ان پر عذاب کی وجہ یہی تھی کہ ان میں ان کے رسول روشن دلائل سے ان کے پاس آئے تو انہوں نے تصدیق نبوت کرنے کی بجائے تکذیب کی جیسا کہ اے منافقین تمہارا رویہ ہے تو ان سے عبرت حاصل کرو اور ڈرو کہ تم پر بھی انہی کی طرح عذاب نہ آجائے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ۔ اللہ بلا وجہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ عادل ہے اور عدل کا مقتضا ظلم نہیں ہوتا اور وہ حکیم ہے اور حکمت کا مقتضا حکمت کے خلاف نہیں ہوتا بلا جرم کسی کو سزا دینا عدل کے خلاف اور حکمت کے مخالف ہے۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۷۰۔ لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے یعنی محض حسد وعناد سے انبیاء کرام

www.waseemziyai.com

تو ارشاد ہوگا لو اب ہم تمہیں اس سے بھی افضل نعمت عطا کرتے ہیں اور یہ کہ وہ یہ ہے کہ ہم تم پر اپنی رضا حلال فرماتے ہیں اب تم پر ہمارا سخط وغضب کبھی نہ ہوگا۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم-سورۃ توبہ -پ ۱۰

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۳

اے غیبی خبر دینے والے (نبی) جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو اور ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور بری جگہ ہے وہ پلٹنے کی۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴

قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک کہا انہوں نے کلمہ کفر اور کافر ہوئے وہ بعد اسلام کے اور جو چاہا وہ نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے انہیں غنی کر دیا اپنے فضل سے تو اگر وہ توبہ کریں ہوگا بھلا ان کے لئے اور اگر انحراف کریں تو عذاب دے گا ان کو اللہ عذاب بڑا ہی دردناک۔ دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ان کے لئے زمین میں کوئی حمایتی نہ مددگار۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵

اور ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے کہ اگر دے گا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور صالحین سے ہو جائیں گے۔

فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶

تو جب دیا اللہ نے ان کو اپنے فضل سے تو بخل کرنے لگے اور منحرف ہو کر منہ پھیر لیا۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷

تو ان کے پیچھے رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ ملیں گے اس سے بدلہ اس کا کہ خلاف کیا اللہ سے وعدہ جھوٹا اور بدلہ اس کا جو جھوٹ بولتے تھے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸ ۚ

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کو بہت جانتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ

وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مومنوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں اور وہ جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں اللہ انہیں ہنسی کی سزا دیتا ہے اور ان کے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ
تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع

لئے دردناک عذاب ہے۔
ان کے لئے تم بخشش طلب کرو یا نہ بخشش مانگو اگر آپ
بخشش مانگیں ان کیلئے ستر بار تو ہرگز نہ بخشے گا اللہ انہیں یہ
اس لئے ہے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ اور رسول سے اور
اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقین کو۔

حل لغات رکوع دہم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

يَاَيُّهَا۔اے	النَّبِيُّ۔نبی	جَاهِدِ۔جہاد کر	الْكُفَّارَ۔کافروں
وَ۔اور	الْمُنٰفِقِيْنَ۔منافقوں سے	وَ۔اور	اغْلُظْ۔سختی کر
عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	مَاْوٰ۔ٹھکانا	هُمْ۔ان کا
جَهَنَّمُ۔جہنم ہے	وَ۔اور	بِئْسَ۔برا ہے	الْمَصِيْرُ۔ٹھکانہ
يَحْلِفُوْنَ۔قسمیں کھاتے ہیں	بِاللّٰهِ۔اللہ کی کہ	مَا۔نہ	قَالُوْا۔کہا انہوں نے
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	قَالُوْا۔کہی انہوں نے	كَلِمَةَ۔بات
الْكُفْرِ۔کفر کی	وَ۔اور	كَفَرُوْا۔کفر کیا انہوں نے	بَعْدَ۔بعد
اِسْلَامِهِمْ۔اپنے اسلام کے	وَ۔اور	هَمُّوْا۔قصد کیا	بِمَا۔اس کا جو
لَمْ۔نہ	يَنَالُوْا۔پایا انہوں نے	وَ۔اور	مَا۔نہ
نَقَمُوْا۔عیب پکڑا انہوں نے	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ	اَغْنٰهُمُ۔کیا غنی
هُمْ۔ان کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	رَسُوْلُهٗ۔اس کے رسول نے
مِنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے	فَاِنْ۔تو اگر	يَّتُوْبُوْا۔توبہ کریں	يَكُ۔تو ہوگا
خَيْرًا۔بہتر	لَّهُمْ۔ان کے لئے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
يَّتَوَلَّوْا۔پھر جائیں	يُعَذِّبْهُمُ۔تو عذاب کرے گا ان کو		اللّٰهُ۔اللہ
عَذَابًا۔عذاب	اَلِيْمًا۔دردناک	فِي۔بیچ	الدُّنْيَا۔دنیا
وَ۔اور	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	وَ۔اور	مَا۔نہیں
لَهُمْ۔ان کے لئے	فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	مِنْ۔کوئی
وَّلِيٍّ۔دوست	وَّ۔اور	لَا۔نہ کوئی	نَصِيْرٍ۔مددگار
وَ۔اور	مِنْهُمْ۔ان میں سے	مَّنْ۔وہ بھی ہے	عٰهَدَ۔جس نے عہد کیا
اللّٰهَ۔اللہ سے کہ	لَئِنْ۔اگر	اٰتٰنَا۔دے ہم کو	مِنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے
لَنَصَّدَّقَنَّ۔تو ضرور صدقہ کریں گے ہم		وَ۔اور	لَنَكُوْنَنَّ۔ہوں گے ہم

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔نیکوں سے	فَلَمَّآ۔تو جب	اٰتٰهُمْ۔دیا	هُمْ۔ان کو
مِّنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے تو	بَخِلُوْا۔بخل کیا	بِهٖ۔اس سے	وَ۔اور
تَوَلَّوْا۔پھر گئے	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ تھے	مُّعْرِضُوْنَ۔منہ پھیرنے والے
فَاَعْقَبَهُمْ۔تو پیچھے لگایا ان کے		نِفَاقًا۔نفاق	فِيْ۔بیچ
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے	اِلٰى۔طرف اس	يَوْمِ۔دن کی کہ	يَلْقَوْنَهٗ۔ملیں اس کو
بِمَآ۔بدلے اس کے کہ	اَخْلَفُوا۔خلاف کیا	اللّٰهَ۔اللہ سے	مَا۔جو
وَعَدُوْهُ۔وعدہ کیا اس سے	وَ۔اور	بِمَا۔بدلے اس کے	كَانُوْا۔کہ تھے
يَكْذِبُوْنَ۔جھوٹ بولتے	اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	يَعْلَمُوْٓا۔جانا انہوں نے
اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	يَعْلَمُ۔جانتا ہے	سِرَّ۔پوشیدہ باتیں
هُمْ۔ان کی	وَ۔اور	نَجْوٰ۔مشورے	ىهُمْ۔ان کے
وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	عَلَّامُ۔جاننے والا ہے
الْغُيُوْبِ۔غیبوں کا	اَلَّذِيْنَ۔وہ جو	يَلْمِزُوْنَ۔طعنہ دیتے ہیں	الْمُطَّوِّعِيْنَ۔صدقہ دینے
والوں کو	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں سے		فِيْ۔بیچ
الصَّدَقٰتِ۔صدقہ میں	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	لَا۔نہیں
يَجِدُوْنَ۔پاتے	اِلَّا۔مگر	جُهْدَ۔محنت	هُمْ۔اپنی
فَيَسْخَرُوْنَ۔تو مذاق اڑاتے ہیں		مِنْهُمْ۔ان کا	سَخِرَ۔ہنسی کی سزا دے گا
اللّٰهُ۔اللہ	مِنْهُمْ۔ان کو	وَ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے
عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک	اِسْتَغْفِرْ۔بخشش مانگ	لَهُمْ۔ان کے لئے
اَوْ۔یا	لَا۔نہ	تَسْتَغْفِرْ۔بخشش مانگ	لَهُمْ۔ان کے لئے
اِنْ۔اگر	تَسْتَغْفِرْ۔بخشش مانگے تو	لَهُمْ۔ان کے لئے	سَبْعِيْنَ۔ستر
مَرَّةً۔مرتبہ	فَلَنْ۔تو کبھی نہ	يَّغْفِرَ۔بخشے گا	اللّٰهُ۔اللہ
لَهُمْ۔ان کو	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّهُمْ۔اس لئے کہ	كَفَرُوْا۔انہوں نے انکار کیا
بِاللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کا	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	لَا۔نہیں	يَهْدِي۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم
الْفٰسِقِيْنَ۔فاسق کو			

مختصر تفسیر اردو رکوع دہم۔سورۃ توبہ۔پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۳

اے غیبی خبر دینے والے (نبی) جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

جگہ پلٹنے کی ہے۔

کفار پر جہاد اور منافقوں پر سختی۔ اس سے یہ مستفاد ہوا کہ کفار پر تلوار سے محاربہ کا حکم ہے اور منافقوں پر دلائل قاہرہ سے حجت قائم کرنا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسلام میں ان سے جہاد ہے جن کا کفر ظاہر ہو اور منافقوں کی طرف سے کفر ظاہر نہیں ہوتا بنابریں ان سے جہاد نہیں بلکہ اقامت حجت ہے اس لئے کہ نَحْنُ نَحْكُمُ بِظَوَاهِرِ كُمْ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ تفسیر فرمائی کہ جِهَادُ الْاَوَّلِيْنَ بِالسَّيْفِ وَالْاٰخِرِيْنَ بِاللِّسَانِ وَ ذٰلِكَ بِنَحْوِا لُوْعُظِ وَ اِلْزَامِ الْحُجَّةِ۔ چنانچہ حسن وقتادہ رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ اِنَّ جِهَادَ الْمُنَافِقِيْنَ بِاِقَامَةِ الْحُدُوْدِ کہ منافقین سے جہاد جب ہوگا جبکہ دلائل سے ان پر حد قائم ہو جائے۔

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ۔ حالانکہ انہوں نے کلمات کفریہ کہے ہیں۔

شانِ نزول

ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم کعب بن مالک رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ جب قرآن کریم میں منافقین کا ذکر آیا تو جلاس بن سوید کہنے لگا خدا کی قسم اگر یہ شخص سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ اس گفتگو کو عمر بن سعد نے سن لیا اور کہا قسم بخدا اے جلاس تم مجھے عوام سے زیادہ محبوب ہو اور باعتبار رسوخ بھی تم مجھ سے زیادہ ہو اور تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر میں اسے لوگوں پر ظاہر کر دوں تو تمہیں ذلت ہو اور اگر خاموش رہوں تو مجھے ہلاکت ہے بہرحال ایک دوسرے کے لئے یہ وبال ہے۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ جلاس نے کہا تھا وہ عرض کر دیا اور جب جلاس کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے قسم کھالی۔ اور صاف انکار کر دیا عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمیر نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

عبدالرزاق ابن سیرین رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمیر بن سعد سے فرمایا اے لڑکے تیری تصدیق تیرے رب نے فرما دی ہے۔ اس سے پہلے حضرت عمیر دعا فرما رہے تھے کہ الٰہی جلاس نے حلف اٹھا کر میری تکذیب کر دی ہے لہٰذا اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ تَصْدِيْقَ الصَّادِقِ وَ تَكْذِيْبَ الْكَاذِبِ۔

چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عروہ سے مروی ہے کہ جلاس نے آیت کریمہ کے نزول کے بعد توبہ کر لی اور ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ (روح المعانی)

امام بغوی نے کلبی رحمہم اللہ سے روایت کیا جو سب سے زیادہ واضح ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جلاس بن سوید کے معاملہ میں نازل ہوئی۔

واقعہ یہ تھا کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر فرمایا اور ان کی بدحالی اور بدمآلی کی پیشگوئی فرمائی۔ یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جلاس کا بیان عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر دریافت کیا تو وہ انکاری ہو گیا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عامر نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو حکم دیا کہ منبر کے پاس آ کر قسم کھائیں جلاس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر قسم کھالی اور کہہ دیا کہ میں نے قسم بخدا یہ بات نہیں کہی۔ عامر نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ 4/4

پھر حضرت عامر کھڑے ہوئے اور قسم کھا کر بولے کہ بے شک یہ جملے جلاس نے کہے ہیں اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی اپنے نبی پر سچے کی تصدیق اور جھوٹے کی تکذیب نازل فرما دے یہ دونوں جدا ہوئے ہی تھے کہ حضرت روح الامین یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

یعنی قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کہا کلمہ کفر اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے اور جو وہ چاہتے تھے وہ انہیں نہ ملا یعنی اس افشاء راز کے انتقام میں جلاس نے حضرت عامر کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن وہ پورا نہ ہوا اور اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کیا وہ انہیں برا لگا اس احسان پر شکر کرنا واجب تھا اس کی بجائے ناشکری کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ فضل الٰہی اور فضل رسالت پناہی دونوں پر احسان مندی لازم تھی نہ یہ کہ ایسے گستاخانہ کلمے بک دیئے تو اب بھی اتنا سہارا ہے کہ اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر انحراف کریں اور منہ پھیریں تو اللہ انہیں عذاب الیم میں مبتلا کر دے گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا زمین میں کوئی حمایتی نہ ہوگا نہ مددگار۔

تو جلاس بن سوید کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور مجھے توبہ کا موقعہ دیا گیا ہے اب میں عرض کرتا ہوں کہ بے شک میں نے وہ سب کچھ کہا جو عامر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور میں توبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاس بن سوید کی توبہ قبول فرمائی اور وہ اپنی توبہ پر ثابت قدم رہے جلاس بروزن غراب ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ان میں وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا اللہ سے کہ اگر دے انہیں اللہ اپنے فضل سے تو ہم خیرات کریں اور یقیناً صالحین نیکوکاروں میں سے ہوں۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بہت سا مال دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے۔ اور پھر گئے اور وہ تھے منہ پھیرنے والے۔

شان نزول

طبرانی اور بیہقی دلائل میں اور ابن المنذر وغیرہ حضرت ابوامامہ باہلی رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درخواست لائے کہ اس کے لئے تمول کی دعا کی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ وہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے وہ ایسے کثرت تمول سے بہتر ہے جس کا تجھ سے شکر ادا نہ ہو سکے۔

ثعلبہ نے دوبارہ موقع پا کر پھر درخواست کی اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو

سچا نبی بنا کر بھیجا اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔مختصر یہ کہ اس کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ مَالاً۔اے اللہ اس کو مال عطا فرما۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں اتنی برکت عطا فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعا سے اس کی بکریاں اتنی بڑھیں کہ مدینہ کے میدانوں میں گنجائش نہ رہی۔آخر ثعلبہ بکریوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا حتیٰ کہ جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا اس کا مال اب تو اتنا کثیر ہو گیا ہے کہ جنگلوں میں بھی اس کی گنجائش نہیں رہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَ یْحَکَ یَا ثَعْلَبَۃَ۔افسوس تجھ پر اے ثعلبہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے صدقات دیئے جب ثعلبہ سے انہوں نے صدقہ مانگا تو اس نے کہا یہ تو جزیہ ہو گیا جاؤ میں سوچ کر دوں گا۔

جب محصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عرض کرنے سے پہلے فرمایا ثعلبہ پر افسوس ہے پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ لینے سے منع فرما دیا ہے۔

ثعلبہ یہ سن کر اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا واپس ہوا۔

پھر ثعلبہ صدقہ کو عہد صدیقی میں لے کر حاضر ہوا۔حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے لے سکتا ہوں اور اسے واپس کر دیا۔

پھر عہد فاروقی میں لے کر آیا۔آپ نے بھی قبول نہ کیا اور خلافت عثمان غنی میں یہ مر گیا۔(روح المعانی،مدارک)

بعض روایات میں ہے کہ ثعلبہ اس حال سے قبل مسجد نبوی میں ملازم تھا۔حتیٰ کہ اسے حمامۃ المسجد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ نماز کا سلام ہوتے ہی یہ جلدی سے مسجد سے نکل جاتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَالَکَ تَعْمَلُ عَمَلَ الْمُنَافِقِیْنَ ثعلبہ تو منافقوں کا عمل کیا کرتا ہے ثعلبہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں فقیر ہوں میرے اور میری بیوی کے لئے ایک ہی کپڑا ہے میں نماز کے لئے آتا ہوں پھر جلدی سے گھر جاتا ہوں اور کپڑا اتار کر اسے دیتا ہوں تو پھر وہ نماز پڑھتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمایئے اللہ مجھ پر رزق وسیع فرمائے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَ الظَّاهِرُ اِنَّ مَنَعَ اللّٰهِ تَعَالٰی رَسُوْلَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَنِ الْقُبُوْلِ مِنْهُ کَانَ یُوْحِیْ مِنْهُ تَعَالٰی لَهٗ بِاَنَّهٗ مُنَافِقٌ وَ الصَّدَقَةَ لَا تُوْخَذُ مِنْهُمْ وَ اِنْ لَّمْ یَقْتُلُوْا لِعَدَمِ الْاِظْهَارِ وَ حَثْوُهٗ لِلتُّرَابِ لَیْسَ لِلتَّوْبَةِ مِنْ نَفَاقِهٖ بَلْ لِلْعَارِ مِنْ عَدَمِ قُبُوْلِ زَکٰوتِهٖ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس سے زکوٰۃ قبول کرنے کی ممانعت اس لئے فرمائی کہ وہ علم اللہ میں منافق

www.waseemziyai.com

تھا اور منافق سے صدقہ لینا منع ہے اور اسے قتل اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس نے اپنا کفر ظاہر نہ کیا اور اس کا اپنے سر پر مٹی ڈالنا توبہ کے لئے نہ تھا بلکہ منافقت سے عدم قبول پر اسے عار آتی تھی کہ زکوٰۃ مسلمانوں سے قبول ہوتی ہے اور وہ منافق مشہور ہو جائے گا۔ (روح المعانی)

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷

تو اس کے پیچھے نفاق دلوں میں ڈالا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹا وعدہ کیا اور بدلہ اس بات کا کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کا انجام یہ کیا کہ ان کے اندر نفاق ڈالا۔ علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی باتوں سے احتراز کریں اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کریں۔

حدیث میں ہے کہ تین نشانیاں ہیں منافق کی جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کی چھپی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مخفی نہیں وہ دلوں کی مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ان کی آپس میں باتیں بھی خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ

وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں۔ یہ منافق ایسے ہیں کہ نفلی صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

شانِ نزول

جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر مال لائے تو انہیں منافقوں نے ریاکار کہا اور کوئی ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر لایا۔ انہیں منافقوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۹

بالخصوص ان لوگوں پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت مزدوری سے تو ان پر ہنستے ہیں اللہ ان کے تمسخر کا خاص بدلہ دے گا (سزا دے گا) ان کو آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت صدقہ جب نازل ہوئی تو میں اس زمانہ میں اپنی پشت پر بوجھ اٹھا کر مزدوری کرتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقے کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا۔ چار ہزار تو یہ راہ خدا

میں حاضر ہیں اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے رکھے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ اس میں بھی برکت دے اور جو تم نے روک لیا اس میں بھی برکت عطا فرمائے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا حتیٰ کہ ان کی وفات کے بعد انہوں نے دو بیویاں چھوڑیں جنہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔

پھر حضرت عاصم بن عدی المقری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عِنۡدِیۡ سَبۡعُوۡنَ وَ سَقًا مِنۡ تَمۡرٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس یہ ستر وسق کھجوریں ہیں تو منافقوں نے باتیں بنانی شروع کیں۔ یہ چار ہزار درہم لائے اور یہ ستر وسق کھجوریں لوگوں کے دکھانے کو لایا۔

ایک شخص انصار سے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر پانی کھینچ کر میں نے مزدوری کی تھی دو صاع کھجوروں کی ایک صاع کھجور تو میں نے اپنے عیال کے لئے رکھ لیں اور ایک صاع اللہ کے لئے حاضر ہیں۔

تو منافقین طعنہ دینے لگے کہ اونٹ والے اونٹ لائے چاندی والے چاندی لائے اور یہ ابو عقیل نامی ذرا سی کھجوریں لا رہا ہے۔ (روح المعانی)

اللہ انہیں اس مخول کی سزا دے گا اور انہیں دردناک عذاب آخرت میں ہے اس کے بعد جو آیہ کریمہ نازل ہوئیں ان کا شان نزول یہ ہے کہ

جب منافقین کا نفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ کون کون سے منافق ہیں تو منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معذرت کرنے حاضر آئے اور درخواست کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معافی دیں اور ہمارے لئے اللہ سے استغفار فرمائیں اس پر ارشاد ہوا۔

اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ۔

اے محبوب تم ان کے لئے معافی مانگو یا نہ مانگو اگر آپ نے ان کے لئے ستر بار بھی معافی طلب کی تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا۔

یعنی آپ ان کے لئے استغفار میں کتنا ہی مبالغہ فرما دیں ہم ہرگز انہیں معاف نہ کریں گے۔

اِسۡتَغۡفِرۡ۔ امر کا صیغہ ہے لیکن مفہوم امر نہیں بلکہ استغفار ہے۔ اور عدم استغفار دونوں ہی صورتوں میں کسی برابری کی خبر دیتا ہے یعنی کوئی بھی ان کے لئے مفید نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان کے لئے ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کروں گا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ۔

اس لئے کہ آپ حقوق معاف کرانے کے مجاز ہیں جو معصیت شعار اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے لئے ہم اختیار دے چکے ہیں وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۶۴﴾۔ اور یہاں بھی گویا ارشاد ہوا ہے کہ چاہے آپ استغفار کریں یا چاہیں نہ کریں مگر میں صرف اس وجہ میں وہ استغفار قبول نہ کروں گا کہ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا یعنی اے محبوب تیری شان عالی میں گستاخی کی اور تو میرا محبوب ہے لہٰذا محبوب کے معاملہ کا فیصلہ محب کے ہاتھ میں ہے اور وہ میں ہوں۔ لیکن جو آپ کی بارگاہ میں گستاخ ہے وہ ہمارا مجرم ہے اور اسے سزا دینے کا ہمیں مجاز ہے۔ اس میں آپ کی سفارش ہم ہرگز قبول نہ کریں گے اس لئے کہ یہ حق محبوب ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع ۔ اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم - سورۃ توبہ - پ ۱۰

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْۤا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس پر کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور گوارہ نہ ہوا کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور کہتے ہیں نہ نکلو اس گرمی میں فرما دیجئے جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے اگر ہوں وہ سمجھ والے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

تو چاہئے کہ ہنسو کم اور چاہئے کہ روؤ زیادہ بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

تو اگر اے محبوب تمہیں اللہ ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے اجازت مانگیں نکلنے کی تو فرما دیجئے کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ نکلو اور ہرگز مقاتلہ نہ کرو میری معیت میں کسی دشمن سے تم نے پسند کیا بیٹھنا پہلی مرتبہ تو بیٹھ رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور نہ پڑھو کبھی کسی پر نماز ان میں سے جو مر چکے اور نہ کھڑے ہو ان کی قبر پر بے شک کفر کیا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے اور مر گئے ایسے حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور نہ پسند آئیں تجھے ان کے مال اور اولاد اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب دے دنیا میں اور وبال ہو ان کی جان پر اور مریں حالت کفر میں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور جب نازل ہوئی کوئی سورت کہ ایمان لائیں اللہ پر اور جہاد کریں رسول کے ساتھ تو رخصت مانگتے ہیں تم سے مالدار لوگ ان سے اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دو ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ ہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

راضی ہیں وہ اس میں کہ ہو جائیں پیچھے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کردی گئی ان کے دلوں پر تو وہ بے سمجھ ہیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

لیکن رسول اور جو ایمان لائے ان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں اور جانوں سے اور ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی وہ ہیں جو مراد کو پہنچے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

تیار کئے ہے اللہ نے ان کے لئے باغ رواں ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے وہ کامیابی ہے بڑی۔

حل لغات رکوع یازدہم ۔ سورۃ توبہ ۔ پ ۱۰

فَرِحَ۔ خوش ہوئے	الْمُخَلَّفُوْنَ۔ پیچھے رہنے والے		بِمَقْعَدِ۔ بیٹھ رہنے
هِمْ۔ اپنے سے	خِلٰفَ۔ پیچھے	رَسُوْلِ۔ رسول	اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور	كَرِهُوْٓا۔ ناپسند کیا	اَنْ۔ یہ کہ	يُّجَاهِدُوْا۔ جہاد کریں
بِاَمْوَالِهِمْ۔ اپنے مالوں	وَ۔ اور	اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں سے	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے
لَا۔ نہ	تَنْفِرُوْا۔ نکلو	فِي۔ بیچ	الْحَرِّ۔ گرمی کے
قُلْ۔ کہہ دیں	نَارُ۔ آگ	جَهَنَّمَ۔ جہنم کی	اَشَدُّ۔ بہت سخت
حَرًّا۔ گرم ہے	لَوْ۔ کاش	كَانُوْا۔ وہ ہوتے	يَفْقَهُوْنَ۔ سمجھتے
فَلْيَضْحَكُوْا۔ پھر چاہئے کہ ہنسیں		قَلِيْلًا۔ تھوڑا	وَّ۔ اور
لْيَبْكُوْا۔ روئیں	كَثِيْرًا۔ زیادہ	جَزَآءً۔ بدلہ	بِمَا۔ اس کا جو
كَانُوْا۔ تھے	يَكْسِبُوْنَ۔ کماتے	فَاِنْ۔ پھر اگر	رَّجَعَكَ۔ واپس لے جائے
آپ کو	اللّٰهُ۔ اللہ	اِلٰى۔ طرف	طَآئِفَةٍ۔ ایک جماعت کی
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	فَاسْتَاْذَنُوْا۔ پھر اجازت مانگیں		كَ۔ آپ سے
لِلْخُرُوْجِ۔ نکلنے کی	فَقُلْ۔ تو کہہ دیں	لَّنْ۔ ہرگز نہ	تَخْرُجُوْا۔ نکلو گے تم
مَعِيَ۔ میرے ساتھ	اَبَدًا۔ کبھی بھی	وَّ۔ اور	لَنْ۔ ہرگز نہ
تُقَاتِلُوْا۔ لڑو گے	مَعِيَ۔ میرے ساتھ	عَدُوًّا۔ دشمن سے	اِنَّكُمْ۔ بے شک تم
رَضِيْتُمْ۔ خوش ہوئے	بِالْقُعُوْدِ۔ بیٹھے رہنے سے	اَوَّلَ۔ پہلی	مَرَّةٍ۔ مرتبہ
فَاقْعُدُوْا۔ تو بیٹھو	مَعَ۔ ساتھ	الْخٰلِفِيْنَ۔ پیچھے رہنے والوں کے	
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُصَلِّ۔ نماز پڑھ	عَلٰٓى۔ اوپر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَحَدٍ۔کسی کے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	مَّاتَ۔جومرجائے	اَبَدًا۔کبھی بھی
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَقُمْ۔کھڑا ہو	عَلٰی۔اور
قَبْرِ۔قبر	هٖ۔اس کی کے	اِنَّهُمْ۔کہ وہ	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے
بِاللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کے	وَ۔اور
مَاتُوْا۔مرگئے	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	فٰسِقُوْنَ۔فاسق تھے
وَ۔اور	لَا۔نہ	تُعْجِبْكَ۔تعجب میں ڈالیں تجھ کو	
اَمْوَالُهُمْ۔ان کے مال	وَ۔اور	اَوْلَادُ۔اولاد	هُمْ۔ان کی
اِنَّمَا۔اس کے سوانہیں	يُرِيْدُ۔چاہتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ	اَنْ۔یہ کہ
يُّعَذِّبَهُمْ۔سزادے ان کو	بِهَا۔اس کی	فِي۔بیچ	الدُّنْيَا۔دنیا کے
وَ۔اور	تَزْهَقَ۔ہلاک ہوں	اَنْفُسُهُمْ۔ان کی جانیں	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	كٰفِرُوْنَ۔کافر ہوں	وَ۔اور	اِذَآ۔جب
اُنْزِلَتْ۔اتاری جاتی ہے	سُوْرَةٌ۔کوئی سورت	اَنْ۔یہ کہ	اٰمِنُوْا۔ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور	جَاهِدُوْا۔جہاد کرو	مَعَ۔ساتھ
رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کے	اسْتَاْذَنَكَ۔اجازت مانگتے ہیں آپ سے		اُولُوا۔صاحب
الطَّوْلِ۔دولت	مِنْهُمْ۔ان میں سے	وَقَالُوْا۔اور کہتے ہیں	ذَرْ۔چھوڑو
نَا۔ہم کو	نَكُنْ۔ہوں ہم	مَّعَ۔ساتھ	الْقٰعِدِيْنَ۔بیٹھنے والوں کے
رَضُوْا۔خوش ہوئے	بِاَنْ۔یہ کہ	يَّكُوْنُوْا۔ہوں	مَعَ۔ساتھ
الْخَوَالِفِ۔پیچھے رہنے والوں کے		وَ۔اور	طُبِعَ۔مہر کی گئی
عَلٰی۔اوپر	قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے	فَهُمْ۔تو وہ	لَا۔نہیں
يَفْقَهُوْنَ۔سمجھتے	لٰكِنِ۔لیکن	الرَّسُوْلُ۔رسول	وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ	جٰهَدُوْا۔انہوں نے جہاد کیا
بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے	وَ۔اور	اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے	وَ۔اور
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	لَهُمُ۔ان کے لئے	الْخَيْرٰتُ۔بھلائی ہے	وَ۔اور
اُولٰٓئِكَ۔یہی لوگ	هُمُ۔وہ ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔کامیاب	اَعَدَّ۔تیار کئے
اللّٰهُ۔اللہ نے	لَهُمْ۔ان کے لئے	جَنّٰتٍ۔باغ	تَجْرِيْ۔چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا۔ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔نہریں	خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہیں	فِيْهَا۔اس میں
ذٰلِكَ۔یہ ہے	الْفَوْزُ۔کامیابی	الْعَظِيْمُ۔بڑی	

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو گیارہوں رکوع - سورۃ توبہ - پ ۱۰

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ رہے اور جب غزوہ تبوک کے لئے جہاد کا اعلان ہوا تو دبک گئے اور میدان میں نہ گئے۔

وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

اورانہیں گوارہ نہ ہوا یہ کہ وہ جہاد کریں اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾۔

اور کہنے لگے نہ نکلو اس گرمی میں فرما دیجئے جہنم کی آگ سب سے زیادہ گرم ہے اگر تم سمجھتے۔ کہ یہ تھوڑی مدت کی گرمی تھی اگر اسے برداشت کر لیتے تو دوامی آگ میں جلنے سے محفوظ ہو جاتے۔

شان نزول

ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوہ تبوک کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا یہ زمانہ گرمی کا تھا ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول گرمی سخت ہے آپ کے لئے نکلنا ناقابل برداشت ہے لہٰذا جہاد کے لئے نہ نکلئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی رحمہم اللہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سخت گرمی میں غزوہ تبوک کے لئے بغرض جہاد تشریف لے گئے اس پر بنی سلمہ کے ایک شخص جبار بن صخر نے کہا کہ گرمی میں جہاد کو نہ جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ۔

پس یہ ہنسیں گے کم اور روئیں گے زیادہ تو انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور زیادہ روئیں۔

اس لئے کہ جو دنیا میں ہنس رہے ہیں وہ چندروز کا ہنسنا ہے اور آخرت میں رونے کے مقابل وہ ہنسنا ہیچ ہے اس لئے کہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ دنیا فانی ہے اور عقبیٰ دائمی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شیخین سے روایت کیا لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔ اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت روتے۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾۔

بدلہ اس کا جو تم دنیا میں کماتے تھے۔ کسب کرتے تھے۔ آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور اعمال خبیثہ کرنے کا بدلہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا۔ دنیا قلیل ہے وہ یہاں جس قدر چاہیں ہنس لیں جب دنیا ختم ہو جائے گی تو ایسا ہی رونا پڑے گا۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۗ۔

تو اگر واپس لے جائے تمہیں اللہ (اے محبوب) ان کے گروہ میں سے کسی کی طرف اور وہ تم سے اجازت مانگیں (جہاد

www.waseemziyai.com

میں) نکلنے کی تو فرما دینا کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ اور ہرگز مقاتلہ نہ کرو میرے ساتھ دشمن سے۔

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝۸۳

تم نے تو پسند کیا بیٹھ رہنا پہلی بار تو بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔

یعنی اس غزوہ سے اللہ کامیابی کے ساتھ واپس مدینہ لے جائے تو گروہ منافقین جو تبوک میں جانے کی مخالفت کر چکا تھا اور عورتوں اور بچوں اور بیماروں اور اپاہجوں کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔ آپ سے معذرت کر کے کسی دوسری جنگ میں جانے کی اجازت لیں تو آپ ہرگز انہیں اجازت نہ دینا ان سے قطعاً بے نیاز ہو کر فرما دینا کہ اب بھی بیٹھے رہو ہماری معیت میں تم لوگ نہ چلو نہ ہمارے دشمن سے ہماری حمایت میں لڑو ہمیں نہ تمہاری احتیاج ہے نہ ہمیں تمہاری کمک سے کوئی فائدہ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الْخٰلِفِيْنَ سے مراد وہ ہیں جو بغیر عذر کے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے جہاد کو نہ نکلے۔

اس آیت کریمہ میں سے یہ امر ثابت ہوا کہ اسلام میں جس سے دھوکہ ظاہر ہوا ہو اس سے انقطاع لازم ہے اس کا محض مدعی اسلام ہونا مصاحبت اور ہمنوائی کا روادار نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے منافقین کو ہمراہ لے جانے کی ممانعت فرما دی اور یہ حکم قیام قیامت تک عام ہے آج بھی کسی منافق بے دین کے ساتھ اتحاد و اتفاق ایسا ہی ممنوع ہے جیسا عہد رسالت ﷺ میں تھا۔

ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ ذُكِرَ لَنَا اَنَّهُمْ كَانُوْا اثْنَي عَشَرَ رَجُلاً مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَ فِيْهِمْ قِيْلَ مَا قِيْلَ۔ یہ آیت کریمہ بارہ منافقوں کے لئے نازل ہوئی تھی اور انہیں کے لئے فرمایا گیا جو فرمایا گیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مورد کی خصوصیت حکم کو بلا مخصص مخصوص نہیں کرتی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

اور نہ نماز پڑھو کسی میت پر ان (منافقوں سے) کبھی اور نہ کھڑے ہونا (اس کی قبر پر)۔

میت کو دفن کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر دعا کرنے کے لئے قیام فرماتے تھے اسی لئے منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کی ممانعت فرما دی۔

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۴

بے شک یہ وہ ہیں کہ کفر کیا انہوں نے اللہ اور رسول سے اور ایسے حال میں مرے کہ فاسق و کافر تھے۔

منافقین کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شرکت کی ممانعت فرما کر مَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ فرمایا ہے۔ یہاں فسق کے معنی مفسرین نے کفر کے لئے ہیں قرآن کریم میں دوسرے مقام پر بھی فسق بمعنی کفر فرمایا گیا ہے۔ كما قال تعالىٰ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ۔ یہاں بھی مومنین کے مقابلہ میں فاسق کہہ کر کفر ہی مراد لیا گیا۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب عبد اللہ بن سلول جو منافقوں کا سردار تھا مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی رضی اللہ عنہ تھے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر آ کر درخواست کی کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عطا فرمائیں اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک ممانعت نہیں

آئی تھی۔ دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور نبوت سے یہ بھی معلوم تھا کہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ایک ہزار آدمی شرف اسلام سے مشرف ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص بھی عطا فرمایا اور جنازہ بھی پڑھا۔

دوسری وجہ قمیص عطا فرمانے کی یہ بھی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو انہیں ابن ابی نے اپنا کرتہ پہنایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بدلہ بھی اتارنا تھا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں ابن ابی اور اس کی نماز جنازہ کے متعلق بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں۔ بخوف طوالت یہاں نقل نہیں ہو سکیں اس کے بعد یہ حکم آیا کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ۔ چنانچہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی منافق کی نماز جنازہ میں شرکت نہ فرمائی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی کہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسے مجسمہ عداوت کے عقیدہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے کہ وہ بھی قمیص مبارک سے تبریک حاصل کرتا ہے تو اس کے عقیدہ میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور اللہ عزوجل کے حبیب ہیں چنانچہ ایک ہزار کا فردائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ انتہی مختصراً

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾۔

اور نہ تعجب ہو تمہیں ان کے مالوں اور اولاد پر اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب کرے دنیا میں اور ان کے دم حالت کفر میں ہی نکل جائیں۔ اس آیت میں منافقوں کا ذکر ہے۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ۔

اور جب اترے کوئی سورت کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرو تو رخصت طلب کرتے ہیں آپ سے ان کے مالدار لوگ۔

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں وہ راضی ہیں اسی میں کہ ہوں ان کے ساتھ جو پیچھے رہنے والی عورتیں ہیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اور ان پر کفر و نفاق اتنا مستولی ہے کہ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ جہاد میں جانے سے کتنا تقرب حاصل ہوتا ہے اور نہ جانے سے کتنی شقاوت بڑھتی ہے۔

الْخَوَالِفِ۔ سے وہ عورتیں مراد ہیں جو مردوں کے جانے کے بعد اپنے گھروں میں رہتی ہیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ۔

لیکن رسول اور وہ جو ان کے ساتھ ایمان لائے جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں اور جانوں سے۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ۔ انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں۔

الْخَيْرٰتُ۔ سے حوریں مراد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

www.waseemziyai.com

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾۔

اور وہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ جو دونوں جہان میں ان لوگوں کو حاصل ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۸۹﴾۔

اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغیچے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں یہی بڑی مراد ہے کہ اس کے بعد کوئی مراد نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بارہ - سورۃ توبہ - پ ۱۰

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۰﴾

اور آئے بہانے بنانے والے اعراب یعنی گنوار کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جو جھٹلاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو عنقریب پہنچے گا انہیں جو کافر ہوئے ان میں سے ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾

نہیں ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے جو خرچ کریں کچھ گناہ جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہیں۔ نہیں نیکی والوں پر کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَّ لَا عَلَى الَّذِیْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ؕ

اور نہیں ان پر جو آپ کے حضور حاضر ہوں کہ انہیں سواری دی جائے تو جواب دو میں نہیں پاتا وہ چیز جس پر تمہیں سوار کروں اس پر واپس جائیں اور ان کی آنکھیں آنسو ابال رہی ہیں اس غم سے کہ نہیں پاتے خرچ کی قوت۔

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور مواخذہ تو ان سے ہی ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ متمول ہیں انہیں پسند آیا کہ ہوں وہ بیٹھنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں جانتے۔

حل لغات رکوع بارہ - سورۃ توبہ - پ ۱۰

وَ۔ اور	جَآءَ۔ آئے	الْمُعَذِّرُوْنَ۔ عذر کرنے والے
مِنَ الْاَعْرَابِ۔ جنگلی لوگ	لِیُؤْذَنَ۔ تاکہ چھٹی دی جائے	لَهُمْ۔ ان کو وَ۔ اور
قَعَدَ۔ بیٹھ رہے	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	كَذَبُوا۔ جھٹلایا اللّٰهَ۔ اللہ
وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کو	سَیُصِیْبُ۔ تو جلدی ہی پہنچے گا الَّذِیْنَ۔ ان کو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	عَذَابٌ۔ عذاب	اَلِيْمٌ۔ دردناک
لَيْسَ۔ نہیں ہے	عَلَى۔ اوپر	الضُّعَفَآءِ۔ کمزوروں کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	عَلَى۔ اوپر	الْمَرْضٰى۔ بیماروں کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	عَلَى۔ اوپر	الَّذِيْنَ۔ ان کے جو	لَا۔ نہیں
يَجِدُوْنَ۔ پاتے	مَا۔ جو	يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں	حَرَجٌ۔ کوئی حرج
اِذَا۔ جبکہ	نَصَحُوْا۔ خیرخواہ ہوں	لِلّٰهِ۔ اللہ	وَ۔ اور
رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول کے	مَا۔ نہیں	عَلَى۔ اوپر	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کے
مِنْ۔ کوئی	سَبِيْلٍ۔ راہ ملامت	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ رحم والا ہے	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
عَلَى۔ اوپر	الَّذِيْنَ۔ ان کے	اِذَا۔ جبکہ	مَآ۔ وہ
اَتَوْ۔ آئیں	كَ۔ تیرے پاس	لِتَحْمِلَهُمْ۔ تاکہ تو ان کو سواری دے	
قُلْتَ۔ تو کہے	لَآ۔ نہیں	اَجِدُ۔ پاتا میں	مَآ۔ جو
اَحْمِلُكُمْ۔ میں سوار کراؤں تم کو		عَلَيْهِ۔ اس پر	تَوَلَّوْا۔ تو وہ پھر جائیں
وَّ۔ اور	اَعْيُنُهُمْ۔ ان کی آنکھیں	تَفِيْضُ۔ بہاتی ہوں	مِنَ الدَّمْعِ۔ آنسو
حَزَنًا۔ غم سے	اَلَّا۔ یہ کہ نہیں	يَجِدُوْا۔ پاتے	مَا۔ جو
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ	السَّبِيْلُ۔ راہ ملامت	عَلَى۔ اوپر
الَّذِيْنَ۔ ان کے ہے	يَسْتَاْذِنُوْنَكَ۔ جو اجازت مانگتے ہیں		وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ	اَغْنِيَآءُ۔ دولت مند ہیں	رَضُوْا۔ راضی ہوئے	بِاَنْ۔ یہ کہ
يَّكُوْنُوْا۔ ہوں	مَعَ۔ ساتھ	الْخَوَالِفِ۔ پیچھے رہنے والوں کے	
وَ۔ اور	طَبَعَ اللّٰهُ۔ مہر کردی اللہ نے	عَلٰى۔ اوپر	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے
فَهُمْ۔ تو وہ	لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	

مختصر تفسیر اردو رکوع بارہ۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۰

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۹۰

اور بہانے بنانے والے اعراب آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد پہنچے گا ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب۔

یہاں سے احوال منافقین شروع ہے۔ یہ منافقین اعراب مدینہ تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ طے کے لوگ اہل وعیال اور مویشیوں پر لوٹ مچادیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَدْ اَنْبَانِیَ اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِ كُمْ وَ بَلَغَنِی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنْكُمْ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے خبردار کردیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔

ایک قول ہے کہ وہ قبیلہ بنی اسد اور قبیلہ غطفان کے لوگ تھے۔ (روح المعانی)

اور عمر بن علامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ عذر محض باطل تھا اور دوسرا گروہ بھی وہ تھا جو عذر پیش کئے بغیر ہی بیٹھ رہا یہ وہ منافقین تھے جن کا دعویٰ ایمان جھوٹا تھا۔ اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ پہلے طبقہ کے متعلق فرماتے ہیں وَالْاَ وَّلُوْنَ لَانِفَاقَ فِیْهِمْ پہلے لوگ جن کا تذکرہ ہوا ہے وہ منافق نہ تھے بہرحال جو منافق تھے انہیں اور جو سستی و کاہلی سے عورتوں بچوں کے ساتھ تعمیل حکم رسالت مآب سے قاصر رہ کر بیٹھ رہے۔ ان دونوں گروہوں کے لئے عذاب الیم ہے دنیا میں قتل ہونے کا اور آخرت میں جہنم کا وعید ہے۔

اس کے بعد جو آیت ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لکھ رہا تھا کہ سورۃ برأت نازل ہوئی تو میں نے قلم رکھ دیا کہ اچانک حکم قتال وارد ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معذور اپاہجوں کے لئے منتظر تھے کہ کیا حکم آتا ہے۔ کہ اِذَا جَاءَ اَعْمٰی فَقَالَ كَیْفَ بِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَنَا اَعْمٰی فَنَزَلَتْ کہ اچانک ایک نابینا حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے کیا حکم ہے میں تو نابینا ہوں فَنَزَلَتْ تو اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾

نہیں ضعیفوں اور مریضوں اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو کوئی گناہ جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیرخواہ ہیں۔

گویا عذر والوں کے حق میں فرمادیا گیا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے اور وہ کون کون ہیں ان کے چند طبقے بیان فرمائے۔

پہلے ضعیف کمزور۔ دوسرے بوڑھے بچے عورت بیمار۔ تیسرے وہ جو پیدائشی نحیف ونزار ہو۔ چوتھا وہ جو مفلس و نادار ہو۔

یہ دوسرا طبقہ ایسا ہے جس میں اندھے لنگڑے لولے اپاہج بھی داخل ہیں اور نادار جو سامان جنگ بہم نہ پہنچا سکیں۔ ان کے لئے حکم خداوندی عزوجل ہے کہ وہ مجاہدین کے گھر والوں کی خبرگیری کریں۔ پھر ارشاد ہے۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾

نیکی کرنے والوں پر کوئی راہ نہیں یعنی کسی قسم کا مواخذہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِیْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ اے حبیب آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری عطا فرمائیں اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے کہ آپ جواب میں انہیں فرمائیں کہ میرے پاس تمہارے سوار کرنے کو مرکب

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIC ACADEMY

یعنی سواری نہیں اس پر وہ ایسی حالت میں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض صحابہ علیہم رضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے لئے حاضر ہوئے اور سواری کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہوئے اس پر یہ حکم نازل ہوا۔ اب وہ جو صاحب معذرت تھے۔ لیکن جہاد سے گھبراتے تھے ان کے لئے ارشاد ہوا۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

عتاب اور مواخذہ تو ان لوگوں سے ہے جو (اے محبوب) آپ سے رخصت مانگتے ہیں۔ حالانکہ وہ دولت مند ہیں۔ جہاد میں شرکت کی قدرت رکھتے ہیں باوجود اس کے وہ آرام طلبی کاہلی سے یہ پسند کرتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھے رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی اور کچھ نہیں جانتے کہ جہاد میں کتنا ثواب ہے اور کس قدر۔

اَحْمَدُکَ اللّٰهُمَّ حَمْدًا اَيُّوَا فِي نِعَمِکَ وَاَشْکُرُکَ شُکْرًا اَيُّوَارِیْ
کَرَمِکَ وَ اُصَلِّیْ وَ اُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلْتَهٗ خَاتِمَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَ
الْمُرْسَلِيْنَ صَلٰوةً وَّ سَلَامًا دَائِمِيْنَ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ

بحمدہ پارہ دسواں تمام ہوا۔ اور دو جلدوں میں طبع ہو کر نذر ناظرین ہے

فقیر قادری **ابوالحسنات قادری** (رحمۃ اللہ علیہ) امیر حزب الاحناف پاکستان

خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

یوم جانفزا دوشنبہ مبارک

اضافات: فقیر قادری امین الحسنات سید **خلیل احمد** قادری (رحمۃ اللہ علیہ) امیر جامعہ

حسنات العلوم

خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

۷

تقریظ منجانب مفتی استاذ العلماء شیخ الحدیث ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی

ناظم دار العلوم حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا

۱۔ **اما بعد۔** ''تفسیر الحسنات'' حقیقت میں ایک جامع اور مدلل اور مفصل تفسیر ہے جو مسلک حقہ اہل السنت والجماعۃ کی باحسن وجوہ اور باکمل طرق صحیح معنوں میں ترجمان ہے۔ میں نے بفضلہٖ تعالیٰ بنظر غور وتبصرہ اس کا مطالعہ ومشاہدہ اور معاینہ کیا۔ تفسیر کی جہت اور حیثیت سے اس کو کامل اور مکمل پایا اور مسائل اختلافیہ کے حل میں احسن انداز یہ برتا ہے کہ دلائل مسلک حقہ کی بھرمار کردی ہے کہ خصم کو لب کشائی کی مجال نہیں اور دوبارہ کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

۲۔ بکرم اللہ العزیز! ہر مسئلہ کو علم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ السید سند میر شریف علیہ الرحمۃ اور علامہ سعد التفتازانی علیہ الرحمۃ کی طرح ہر بحث کو شرح وبسط، تحقیق وتدقیق اور توضیح وتلویح، تنقیح وتوشیح، تزئین وتکمیل سے بیان کیا ہے۔ نیز منطقیانہ، فلسفیانہ طریق کا مظاہرہ کیا گیا۔ غرضیکہ دلائل منقولات کے ساتھ ساتھ دلائل معقولات کو بھی پیش کیا گیا ہے جس سے مخاطبین اور سامعین اور قارئین حضرات کو علمی چاشنی کا ذوق حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ تفسیر الحسنات میں! میں نے خصوصی چیز یہ دیکھی ہے کہ عنوان اور معنون، موضوع اور بحث، دعویٰ اور دلائل، کلام اور نتیجہ میں تقریب تام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مجھے کہیں بھی اجمال اور اشکال اور اخفاء اور اشتباہ نظر نہیں آیا۔

۴۔ مفسر لبیب۔ محقق نجیب علامہ ابو الحسنات (علیہ الرحمۃ) مسئلہ توحید باری، صداقت نبوت اور مسئلہ علم غیب، مسئلہ میلاد النبی، مبحث ختم نبوت، مسئلہ معراج النبی (جسمانی) مسئلہ حدوث ارواح رویت باری للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ المعراج،۔ سماع موتی، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ورد مذاہب باطلہ وغیرہا اہم اور مہتم بالشان مسائل اور موضوعات کے حل میں مفسر قرآن مجدد زمان علامہ امام رازی علیہ الرحمۃ کی عکاسی فرمارہے ہیں۔ جو آپ کے رازیٔ وقت ہونے کی بین دلیل ہے۔

۵۔ نظم قرآن (الفاظ قرآن) کے نفس معانی! بامحاورہ پیش کرنے کے لئے علم ادب (لغات عرب) مقولات فصحاء عدنان و بلغاء قحطان اور عرب العرباء اور مسلم شعراء عرب کے کلام سے استفادہ واستدلال اور استشہاد واستنباط فرمایا گیا ہے۔

۶۔ تفسیر الحسنات، فاضل مفسر، حبر مدقق، جید محقق علامہ ابو الحسنات السید محمد احمد شاہ قادری اشرفی نور اللہ مرقدہ بانوارہ القدسیۃ نے تنہائی وتاریکی کے مقام پر تصور صدیق اور تصدیق رسول کے ساتھ لکھی ہے۔ بلکہ میں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ الحاضر عند المدرک کے اعلیٰ مفہوم عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضوری صدیق اور حضوریٔ رسول میں یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ!

www.waseemziyai.com

۷- پھر امتیازی حیثیت یہ کہ اس تفسیر الحسنات پر حضرت علامہ امین الحسنات کشاف الدقائق صاحبزادہ السید خلیل احمد شاہ صاحب قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم ادارہ جامعہ حسنات العلوم وخطیب پاکستان مرکزی جامع مسجد وزیرخاں لاہور نے مہتم بالشان حاشیہ انیقہ جمیلہ، جلیلہ، کفیلہ، ثمینہ لگا کر اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ کی حقیقت کا اظہار فرمایا اور اس تفسیر کی علمی وجاہت اور تحقیقی مقام کو اور زیادہ حسن وجمال اور زیبائش وکمال بخشا۔

۸- مولا تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ جلیلہ میں ان کو دین ودنیا میں مقام علیا عطا فرمائے اور ان کے علم وعمل، امر وعمر، عظمت وجلالت، کرامت وشرافت، عزت ووقار، اعزاز واکرام عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط والسلام ذُوالْمَجْدِ وَالْاِحْتِرَامِ سَلَّمَكُمُ الرَّحْمٰنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ۔

المقرظ: فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی خادم الحدیث والافتاء
وناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ
قصور

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تفسیر الحسنات

تفسیر الحسنات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نوراللہ مرقدہ کی تصنیف ہے۔ جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر وتحریر، سیاست وتدبر میں یگانہ تھے، نامور طبیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ تاحین حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی وایمانی سیرابی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلائق عالم تھے اور اپنے دور میں حنفیوں کی ریاست کے والی تھے۔

فقہ۔ اصول فقہ (مسائل فقیہ) تفسیر، اصول تفسیر، تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب، فلسفہ، ادب، شعر تو گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس پر بہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت اولیاء، تصرفات اولیاء، اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔

وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی، شیخ طریقت، طبیب حاذق، مفسر قرآن، محدث، فقیہ ومفتی، شاعر وادیب، نثار و قلمکار، شیریں بیان مقرر، بے باک خطیب اور منجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاستدان بھی تھے۔ انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے۔ اور جمعیۃ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت وسیاست پروان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ، کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب، اوراق غم، شمیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار تفسیر الحسنات ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ سکھر جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوران آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا اور تادم آخر اس میں مصروف رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات وواقعات ومشاہدات تھے جس کا آپ کو نصف صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے کماحقہ، استفادہ کرسکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیاب کوشش کی اور آپ کی تفسیر عصر حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام حلقوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں ٹھوس مدد ملی۔ اس تفسیر کی بنیادی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱- یہ تفسیر تمام سابقہ تفسیروں سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے لیکن اس پر علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ صاحب روح المعانی کی گہری چھاپ ہے۔

۲- تفسیر میں مسلک اہل سنت (حنفی) کی واضح ترجمانی ہے اور انداز انتہائی مدلل اور معقول ہے جس میں نہ تو کسی پر بے جا تنقید ہے اور نہ ہی الزام تراشی بلکہ اپنے مسلک کی بے لاگ اور حسین وموثر ترجمانی ہے اور اختلافی مسائل میں اپنے نکتہ نظر کی دلکش وضاحت ہے۔

www.waseemziyai.com

۳- اردو زبان میں ہے اور انتہائی سلیس اور عام فہم ہے۔
۴- ہر آیت کا لفظی، بامحاورہ ترجمہ، حل لغات، شان نزول، تاریخی واقعات، اقوال مفسرین اور احادیث نبوی کے پیش نظر جامع تشریح ہے۔
۵- مسائل فقہیہ جہاں بھی آئے ہیں پوری تشریح کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔
۶- تفسیر میں اہل علم، صاحب ذوق اور طالبان علم، عوام کے مذاق کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔
۷- بحث کا انداز کہیں منطقی ہے اور کہیں فلسفیانہ مگر نتیجہ وہی ہے جو کتاب وسنت سے مستفاد ہے۔
۸- بعض مسائل پر نہ صرف تحقیق کی ہے بلکہ محققانہ فیصلہ بھی دیا ہے اور اسے علماء متقدمین ومتاخرین کے اقوال سے مؤید اور مؤکد کیا ہے۔
۹- تفسیر میں انداز محض ناصحانہ نہیں کہ قاری اس سے اکتا جائے بلکہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کی توجہ ہمہ وقت ادھر ہی رہے اور وہ تفسیر کے اندر داخل ہوتا چلا جائے اور اس کے ذوق کو کوئی امر گراں نہ گزرے۔
۱۰- عصر حاضر کے بے شمار مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

تشکیک واوہام، الحاد وزندقہ کے اس دور میں یہ تفسیر تشنگان علم کے لئے آب حیات ہے۔

اور تفہیم قرآن کے طالبوں کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔

اہل ذوق کے لئے سرمایۂ امتیاز ہے۔

اور خواص وعلماء کے لئے ایک بیش قیمت دستاویز ہے۔

اور عوام کے لئے نعمت بے بہا ہے۔

یہ تفسیر چھ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر ایک جلد پانچ پاروں پر مبنی ہے۔

پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں اور چھٹی زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ طباعت دیدہ زیب ہے اور آفسٹ پر چھپائی گئی ہے، کتابت عمدہ اور جلد بندی نفیس ہے۔ مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور نے اس کے چھپانے کا اہتمام کیا ہے جہاں سے یہ تفسیر بآسانی دستیاب ہے۔

طباعت بار سوم ۱۹۹۵ء

مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ لاہور

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145

شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105

شعبہِ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ: 14 اساتذہ

شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2

خادم: 4

چوکیدار: 2

کل طلباء کم وبیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

f @markazuloloom

waseem ziyai

www.waseemziyai.com

مرکزالعلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com